اترپردیش اردو اکادمی
उत्तर प्रदेश उर्दू अकादमी

جلد ششم

البلاغ

۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ تا ۳۱ر مارچ ۱۹۱۶

ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

جام جہاں نما

یہی وہ جام ہے جمشید جسپر ناز کرتا تھا

اس کتاب میں علم طبعیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ برق۔ سوانحعمری۔ تواریخ۔ عجائبات عالم۔ نجوم۔ رمل جفر۔ قیافہ شناسی۔ گیان۔ سُر۔ خواب نامہ۔ فالنامہ۔ علم بیان۔ علم عروض۔ علم معانی بہی کھاتہ کے قواعد۔ طب انسانی کا قابل عمل ذخیرہ۔ طیور و بہائم کی بیماریاں۔ اُن کا تدارک نباتات و جمادات کے نقصوں دور کرنا۔ تمام ہندوستان کی مسافت۔ بڑے بڑے شہروں کی تجارت اور سیاسیات کی واقفیت۔ انگلینڈ۔ فرانس امریکہ جاپان۔ روم و مصر۔ افریقہ۔ آسٹریلیا کا بیان ریل۔ جہاز۔ اور خشکی ہر ایک جگہ کے سفر کا شرح حال۔ کرایہ اور تمام اخراجات واضح کیے ہیں سفر حج مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی ساری حقیقت۔ تمام ضروری قوانین مجموعہ جس سے عوام کو سابقہ پڑتا ہے زندگی میں کامیابی کے اصول ہمیشہ خوشی حاصل کرنیکے طریقے۔ تمام دنیا کے مشہور لوگوں کے حالات تمام کرہ ارض کے اخبارات وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اسکے

تیس ممالک کی بولی

روزمرہ کام کاج کے ضروری جملے اُردو میں بالمقابل لکھدیئے گئے ہیں۔ آج ہی جاکر مطلب کی باتیں کرلو +

اس کتاب سے

تجار مزدور سیاح قانون پیشہ دکان دار زمیندار طبیب مریض ہر محکمہ کا ملازم روزگار کا متلاشی۔ دستکار۔ نجومی رمال جوتشی قصیدہ گو شاعر وقائع نگار مصنف مورخ کتاب فروش فقیر امیر غرضیکہ ہر ایک خیال و مذہب و ملت کا آدمی یکساں مستفیض ہو سکتا ہے۔

باوجود ان اوصاف کے اس انمول رتن کی قیمت صرف (۱۸؎) ایک روپیہ آٹھ آنے رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک امیر و غریب یکساں فیض اُٹھا سکے +

ہمارا دعویٰ ہے۔ اگر ایسی کتاب کسی زبان میں دکھلا دو تو ایک ہزار روپیہ انعام دینگے۔ تمام دنیا کے علوم و فنون ایک ہی پیالے میں موجود ہیں +

ساری جائداد دے کر ایسی کتاب ملے تو بھی سستی۔ مطابق اشتہار نہ ہو تو قیمت مع محصول ڈاک واپس دینگے۔ یہ شرط ہے +

لنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر!

ویسے تو آجتک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں مگر لنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کرسکتا اسمیں انگریزی سیکھنے کے لیے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد اُستاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کرسکتا ہے ہر طرح کی بول چال کے فقرے۔ ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ۔ ہزاروں محاورے جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے اسکے پڑھنے سے بہت بڑی خاصی لیاقت ہو جائیگی اور جلد ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنیکے قابل ہو جاؤ گے۔ مجلد کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ تین آنے (۱۳؎) دو جلد کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مفت ملیگا رسالہ انگلش گرامر۔ ہر ایک خریدار کو مفت ملیگا +

بالکل مفت

کتاب روپیہ پیدا کرنے کی مشین یعنی خزینہ صنعت و حرفت جس میں صنعت و حرفت کے بہت سے آسان اور عمدہ ہنر درج ہیں جنکے ذریعے سے ہر ایک شخص بہت تھوڑے عرصہ میں ہزاروں روپیہ پیدا کرسکتا ہے صرف دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول آنے پر مفت ارسال ہوگی +

مضبوط اور پائدار گھڑیاں

ولایت کے نرخ پر

ہم براہ راست ولایت سے گھڑیاں منگواتے ہیں ہمارے نرخ ارزاں ہیں دیگر سوداگروں سے مقابلہ کرکے دیکھو

آٹھ روزہ واچ۔ گارنٹی ۳ سال

اس گھڑی کو آٹھ روز میں ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے۔ اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں ہوتا۔ اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ برسوں بگڑنے کا نام نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت۔ چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ جو کلائی پر بندھ سکتی ہے مع تسمہ سنہری سات روپے۔ چاندی کی آٹھ روزہ واچ قیمت نو روپیہ

گولڈن سنہری ہنٹنگ واچ

یہ گھڑی سنہری ڈبل کیس جسکے دونوں طرف نہایت خوبصورت نقش و نگار کا کام ہے۔ اسکی چمک دمک اور خوبصورتی دیکھنے والوں کو اپنا گرویدہ بنالیتی ہے۔ اور دیکھنے میں سَو روپے کی معلوم ہوتی ہے پرزے نہایت مضبوط۔ اسکے اوپر سونے کا ایسا پختہ رنگ چڑھا ہے جو عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ دوسرے تاجر اس گھڑی کو سات اور ساڑھے چھ روپے میں فروخت کرتے ہیں مگر ہم صرف ۴؎ میں دینگے چین نقلی سونے کا۔ ایک مفت +

اسپرنگدار سنہری چوڑی کی گھڑی

آہا۔ کیا نایاب تحفہ ہے۔ اسکے کاریگر نے کمال کر دکھایا ہے۔ سنہرے رنگ کی اسپرنگدار چوڑی میں سنہرے رنگ کی گھڑی اس خوبی سے لگائی ہے کہ خواہ کیسی ہی موٹی سے موٹی اور پتلی سے پتلی کلائی ہو سب میں ٹھیک آجاتی ہے۔ وقت نہایت ٹھیک دیتی ہے۔ پرزے بہت مضبوط اور پائدار ہیں۔ ہماری گھڑی کی چوڑی ایسی خوب صورت ہے کہ طلائی زیورات کو مات کرتی ہے دیکھنے میں سَو روپیہ کی عورتوں کیلئے ایک خوشنما اور حسن افزا زیور ہے دوستوں اور رشتہ داروں کو تحفہ دیجئے۔ قیمت مع مخملی بکس صرف ۵؎۔ بڑھیا قسم کی جسمیں نقلی ہیرے اور جواہرات جڑے ہیں قیمت صرف ۷؎ + گارنٹی ۵ سال

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر شخص کے لیے کارآمد لیمپ ابھی ولایت سے بنکر ہمارے ہاں آئے ہیں۔ نہ دیا سلائی کی ضرورت۔ اور نہ تیل بتی کی حاجت۔ ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھکر سو جاؤ جسوقت ضرورت ہو بٹن دباؤ۔ اور چاندی سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کے وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو۔ فوراً لیمپ روشن کرکے خطرہ سے بچو۔ ایک دم کسی وجہ سے اُٹھنا پڑے۔ سیکڑوں ضرورتوں میں کام دے گا۔ بڑا نایاب معلوم ہوگا۔ قیمت نمبر ۱ مع محصول صرف دو روپے۔ نمبر ۲ جسمیں سفید سرخ اور سبز روشنی مع محصول تین روپے آٹھ آنے۔ نمبر ۳ نہایت خوبصورت فینسی بنا ہوا۔ روشنی اعلیٰ درجہ کی۔ چار روپے و تین روپے چار آنے مع محصول ڈاک نمبر ۴ ہر شیشہ ڈبل لگا ہوا۔ علاوہ اسکے ایک لیمپ ایسا ہے جس میں [illegible] لگا ہوا ہے جس سے سگریٹ [illegible]

ضروری اطلاع } علاوہ انکے ہمارے ہاں ہر قسم کی گھڑیاں گھنٹے۔ زنجیریں۔ بجلی کا سامان وغیرہ وغیرہ مل سکتا ہے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں۔ تاجروں سے خاص رعایت ہوگی۔ • • •

ملنے کا پتہ + مینیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران واچ اینڈ کلاک نمبر 523 ٹوہانہ۔ ایس۔ آئی۔ ریلوے پنجاب

پیش لفظ

جون ۱۹۸۷ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیلِ نو ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلس انتظامیہ کا ایک بار پھر چیئرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صدسالہ جشنِ ولادت کی تقریبات کو سرفہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے اندازِ فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو شکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ ملا اور آخر کار مجلس انتظامیہ نے اپنی پہلی نشست میں الہلال کی مکمل فائلوں سے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا۔ مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ مخلصانہ خراجِ عقیدت اور کیا ہوگا کہ الہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مدیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مدوں کے پیشِ نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا۔ اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ —— یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افسروں نے اس کے مالہ وماعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے۔ جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اثنا میں گورکھ پور ایرپورٹ پر جناب ویر بہادر سنگھ (سابق وزیر اعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں "آزاد صدی تقریبات" اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایانِ شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آ جایئے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۸۸ء کو جب شری ویر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایرپورٹ والی بات یاد آ گئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیبِ خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۸۸ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیر اعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۸۸ء کو اکادمی کی مجلس عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

الہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک الہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ الہلال کی فائلیں کمیاب ہیں اور خواہش کے باوصف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ الہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرفِ آغاز بھی ہے اور حرفِ آخر بھی۔

اہم معروضات

- الہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جارہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اوّل	۱۳ر جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ر دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳	شمارے
جلد دوم	۸ر جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ر جون ۱۹۱۳ء	۲۴	شمارے
جلد سوم	۲ر جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۴ر دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵	شمارے
جلد چہارم	۷ر جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۴ر جون ۱۹۱۴ء	۲۱	شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸	شمارے
جلد ششم	(البلاغ) ۱۲ر نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ر مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱	شمارے
جلد ہفتم	۱۰ر جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۴	شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۴۶

- البلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے الہلال میں شامل کرلیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
- الہلال کی سات جلدوں کو تین مجلّدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہو جائے۔ مجلّدات کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اوّل اور جلد دوم ______ ایک ساتھ مجلّد ہیں

جلد سوم اور جلد چہارم ______ ایک ساتھ مجلد ہیں

جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم ______ ایک ساتھ مجلد ہیں

- الہلال کا متن لائن نگیٹو سے طبع ہوا ہے، تصویریں ہاف ٹون نگیٹو سے چھپی ہیں۔
- کوشش کی گئی ہے کہ الہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
- متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابق اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
- بعض جلدوں کی فہرست الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ جن جلدوں کی فہرست الہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کرکے متعلقہ جلدوں میں شامل کردیا ہے۔
- یوں تو الہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی اڈیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کردیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔
- الہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جارہا ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح الہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور الہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ موردِ الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اترپردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

الہلال کسی الف لیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو الہلال اور اس کی گوناں گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر الہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ الہلال ایک جنسِ نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پُراسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان بہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری" ہرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے" کے ذیل میں آ جاتی ہے۔ الہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اصل الہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ الہلال کی یہ نئی جامہ پوشی اس کے انداز قد کی بہرحال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور بزم و زر کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن الہلال کی فائلوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ تو مل گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلۂ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۵ء میں گورکھپور آ گیا تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں۔ مجھے یقین تھا کہ الہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے بلکہ بعض بعض شماروں کی تو چھ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبردِ زمانہ نے ان شماروں کی جو گت بنا دی تھی، اس نے میرے عزم و حوصلے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاول، بعض ناقص الآخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں ـــــ اور اعجوبے کی حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیمک چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض الہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنا لیے اور اس کے اندراجات اس طور پر مکمل کیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کذائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرو اسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے مسائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگانا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا مسعود اور بیٹیاں عذرا، بشریٰ، قدسیہ، فوزیہ اور زیبا الہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر الہلال کی اصل فائلوں اور ان کی الیکٹرو اسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر، ہر جگہ الہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اللہ کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا فوٹو چپکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرو اسٹیٹ کرایا جاتا تاکہ اس کی نیگیٹیو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر بلیڈ سے کاٹ کاٹ کر زخمی اوراق پر پنبۂ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرو اسٹیٹ کرا لیا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سو کر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور اوریجنل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ الہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قارئین کے سامنے آ جائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، ہم عفو و درگذر کے مستحق ہیں۔

جن لوگوں نے الہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر اور ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال، اسسٹنٹ لائبریرین، گورکھپور کا نام آتا ہے۔ موصوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انھوں نے الہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے الہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ گھنٹوں کھڑے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں نکلوائیں۔ دار المصنفین اعظم گڈھ کے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بروقت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حامد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ الہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریر انجم نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کتابت اور تزئین کا بار سنبھالا۔ یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلسِ انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد صدی تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈائرکٹر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید ملیح آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، صدر شعبۂ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی مدعوین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔

اگر الہلال کے اس عکسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید اظہر مسعود رضوی، پبلی کیشن آفیسر اور جناب رام کرشن ورما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ طباعت و اشاعت کا سارا بار انھوں نے اٹھایا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو صدقِ دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساسِ فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ الہلال کی اشاعتِ نو میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

اترپردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۸ء

محمود الٰہی
چیرمین، مجلسِ انتظامیہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱
کلکته : جمعه - ۴ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday 12 November. 1915.
نمبر - ۱

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه، از خامهٔ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں۔ پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے، جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے، اور اونکا نور علم براه راست مشکوٰة نبوت سے ماخوذ هوتا هے: و ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء۔

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي، وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها۔ انکے فرزند حجة الاسلام، امام الاعلام، مجدد العصر، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي، اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا۔ انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا، اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي۔ شکر الله سعیهم، و جعل الجنة مثواهم!

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے، لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي، اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها، جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز، و بلاغت و انشاء مخصوص، و فهم حقائق و معارف قرآنیه، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس، عام فهم، معني خیز، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے، اور بحمد الله که زیر طبع هے۔

یه ترجمه کیسا هے؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے۔

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو، اور بچوں، عورتوں، سب کے مطالعه میں آسکے۔ قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے۔ لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے، ان سے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے۔ درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے۔

اِس جلد کے مضامین اور تصاویر کی فہرست آخری شمارے کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

البلاغ

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر - ۱ . | کلکتہ : جمعہ - ۴ محرم سنہ ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday 12 November. 1915.

نوا را تلخ تر مي زن چو ذوق نغمه کم يابي !!

معل ایسا کیا تعمیر عرفي کے تخیل نے
تصدق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابي
فضاء عشق پر تحریر کی اس نے نوا ایسي
میسر جس سے آنکھوں کو ہے ابتک اشک عنابي

* * *

مرے دل نے یہ اکدن اُسکي تربت سے شکایت کي
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامان بیتابي
تغیر آگیا ایسا مزاج اہل عالم میں
کہ رخصت ہوگئي دنیا سے کیفیت وہ سیمابي
فغان نیم شب شاعر کي' بارگوش ہوتي ہے
نہ ہو جب چشم محفل آشنائے لطف بے خوابي
کسي کا شعلۂ فریاد ہو ظلمتؔ ربا کیونکر
گران ہے شب پرستوں پر سحر کي آسمان تابي

* * *

صدا تربت سے آئي : شکوۂ اہل جہاں کم کن
نوا را تلخ تر مي زن چو ذوق نغمه کم يابي
حدي را تیز تر میخوان چو محمل را گران بیني

[اقبال]

(استدراک) صفحہ (۱۱) مذاکرۂ علمیہ کے مضمون میں جا بجا
"کروماتوفیل" کا لفظ آیا ہے - اسکا انگریزي املاء یہ ہے : Chromatophil

اطلاع ضروری

(۱) ایک عرصہ کے صبر و انتظار اور تحمل مشکلات و صعوبات کے بعد، الحمد للہ کہ اللہ کی توفیق میسر آئي اور رسالہ جاری ہوگیا۔

(۲) لیکن اب اپنی موجودہ مشغولیتوں پر نظر ڈالتا ہوں، تو ایک ہي وقت کے اندر مختلف کاموں، اور مختلف قسم، اور مختلف ضروریات و اسباب کے کاموں کا ایک ایسا ہجوم پاتا ہوں جن میں سے ہر کام بجائے خود ایک مستقل زندگي اور غیر مشترک وقت و صرف دماغ کا محتاج ہے

دارالارشاد کا سلسلہ جاری ہوچکا ہے - اور ابھي تو صرف روزانہ درس قرآن حکیم ہي کا سلسلہ شروع ہوا ہے، مگر بہت جلد دیگر دروس دینیۃ و علمیہ کیلیے بھي وقت نکالنا پڑیگا اور بلاشبہ نصف زندگي کا وقت اسکے لیے مخصوص کردینا پڑیگا -

دوسرا اہم سلسلہ تصنیف و تالیف کا ہے - یہ پہلے بھي تھا، لیکن قرآن حکیم کے ترجمہ و تفسیر کے دو مختلف کام اب ایک ہي وقت میں شروع ہوگئے ہیں، اور بلا استثناء ہر روز تھوڑا سا وقت انکے لیے بھي نکالنا پڑتا ہے، علي الخصوص ترجمۃ القرآن کیلیے تو یہ بہت ہي ضروري ہے کہ جہاں تک جلد ہوسکے اسے مکمل کردیا جائے - کیونکہ ترجمہ کے ساتھہ ساتھہ وہ چھپتا بھي جاتا ہے -

جو لوگ ان اشغال کا تجربہ رکھتے ہیں - علي الخصوص ترجمۃ و تفسیر جیسے اہم ترین مشغلۂ تصنیف کي ضروریات و مشکلات سے واقف ہیں، صرف وہي اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس عاجز کے لیل و نہار کس طرح بسر ہوتے ہونگے؟ علی الخصوص جبکہ دارالارشاد کي خدمات اور ایک ایسے ہفتہ وار رسالہ کي ترتیب کو بھي انکے ساتھہ شامل کرلیا جائے جیسا کہ یہ رسالہ ہے :

و من شاء فلینظر الي فمنظری
نذیر الی من ظن ان الهوی سهل !

(۳) ان حالات کي وجہ سے یہ عاجز مجبور ہوا ہے کہ سردست کچھہ عرصہ کیلیے البلاغ کو ہفتہ وار کي جگہ مہینے میں دوبار شائع کرے، اور اس کمي کے معارضہ میں ضخامت دوگني کردی جائے - اس تغیر سے مضامین کي مقدار اور ترتیب میں تو کوئي فرق نہ ہوگا اور جہاں تک تصنیف و تالیف کا تعلق ہے، اتني ہي محنت کرني پڑیگي جسقدر ہفتہ وار ہونے کي صورت میں کرني پڑتي ہے، تاہم ایک ہفتہ کے محدود اوقات کي جگہ دو ہفتہ کي نسبتاً وسیع مدت کے اندر رسالے کا ترتیب پانا کچھہ نہ کچھہ آساني ضرور پیدا کردیگا، اور میرے لیے اتنا بھي بہت ہے -

ڈرتا ہوں کہ شاید بعض احباب کرام پر یہ عارضي تبدیلي شاق گذرے - لیکن اول تو انہیں اس پر نظر رکھني چاہیے کہ اور تمام اشغال بھي اسي مقصد وحید کیلیے ہیں، جسکے لیے وہ رسالہ کو عزیز رکھتے ہیں اور اگر اس جزئي تبدیلي سے دارالارشاد کي خدمت اور ترجمہ و تفسیر کي تکمیل میں مجھے کچھہ تھوڑي سي مدد ملجائے تو یہ بھي عظیم الشان کام ہیں، بلکہ نتائج میں رسالہ سے کہیں اہم تر - ثانیاً میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ حالت بالکل عارضي ہے اور جونہی ترجمۃ القرآن سے ذرا بھي اطمینان ہوا، معاً رسالہ اپني اصلي حالت پر آجائیگا اور بدستور ہفتہ وار شایع ہونے لگے گا - بہت ممکن ہے کہ دو چار نمبروں سے زیادہ اسکي نوبت ہي نہ آئے، اور عنقریب ہفتہ وار اشاعت شروع ہوجائے - و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد !

ایڈیٹر

و اعدادهم للسعادة في معادهم - و قد مضت سنته في البشر ان يرتقي نوعهم بالتدريج و التحويل ، كما يرتقي افرادهم من طفولة الى تمييز و منه الى رشد و عقل - لذالك جعل خطاب الرسل و الكتب لهم في كل طور على حسب استعداد عقولهم : فخاطبهم طوراً بما يناسب مدركات الحس ، و طورا بما يناسب وجدان النفس ، و حملهم اولا على طاعة الامر و الالزام ، و جذبهم اليها ثانيا بالاقناع و ضرب الامثال - فرشدوا من وعظهم و نصحهم ، و وعدهم و وعيدهم ، و خذلوا من كانوا متسلطين على عقولهم من الملوك و الكهنة و المشعوذين بما اجراه الله على ايديهم من المعجزات ، طبق [illegible] من الآيات البينات - ثم اخذ الله المعاندين المنكرين الذين خالفوا ضمائرهم ، و كابروا عقولهم و ابصارهم ، لم يميزوا بين الحق و الباطل ، و العالم و الجاهل ، و الغالب و المغلوب ، و الصادق و الكذوب ، و الظن و اليقين :

لقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله و اجتنبوا الطاغوت ، فمنهم من هدى الله و منهم من حقت عليه الضلالة ، سيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ؟ (۱۶ : ۳۸) كذالك فعل الذين من قبلهم فهل على الرسل الا البلاغ المبين ؟ (۱۶ : ۳۷)

* * *

مضت الآماد و الاعوام ، و توالت القرون و الاجيال - علت فيها الاقوام و سقطت ، و ارتفعت و انحطت ، حييت و ماتت ، و تخالفت و اتفقت ، و ذاقت من الايام آلاما ، و تقلبت في السعادة و الشقاء اياما ، تنقل البشر من حال الى حال ، و ارتقوا من طور الى طور ، حتى اذا ما ارتقت عقولهم بتقلب الزمان ، استعدوا لتهذيب العقل و الفكر في مدركات الحس و الوجدان ، بعث فيهم خاتم النبيين و المرسلين ، الذي جعل العلم و النظر اساس الدين - و منحه دين الاسلام ، الذي كالعقل العام ، و المرشد الحكيم لجميع الانام ، الموافق لهم في كل مكان ، المنطبق على مصالحهم في كل زمان ، فهو للقبائل الساذجة كالمربي الرحيم ، و للشعوب الراقية كالامام الحكيم ، فلما ساروا في العلوم و المدنية شوطا رأوه المجلي في ميدان السبق : سنريهم اياتنا في الآفاق و في انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق (۴۱ : ۵۳)

انزل عليه كتابا احتج على صحة العقائد بايات الله في الانفس و الآفاق ، و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مكارم الاخلاق ، و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الحكم و السنن ، و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنكرات ما ظهر منها و ما بطن - جاء بالبينات و الهدى ، فنهى عن التقليد و اتباع الهوى ، و قرر حرية الوجدان و الاجتهاد في جميع الاعمال و الاعتقاد ، و عظم شان الفكر و العقل ، و جعله هو المخاطب بفهم النقل ، فامتاز دينه على سائر الاديان ، بانه دين الحجة و البرهان ، الناعي على متبعي الاوهام و الظنون ، بانهم لا يعقلون شيئا و لا يهتدون ، بل وصفهم بقوله : ان هم الا كالانعام بل هم اضل ، اولائك هم الغافلون (۷ : ۷۸) صم بكم عمي فهم لا يرجعــــون (۲ : ۱۷)

* * *

كان لضلال البشر قبل الاسلام علتان : احداهما ضعف قوى الخلقة ، و ثانيهما الانحراف عن سنن الفطرة ، فكان من الضعف ان يعتقد الناس في كل مظهر من مظاهر الخليقة لا يعرفون علته انه هو القوة الغيبية ، التي قامت بها جميع المظاهر و هي القوة الالهية ، فعبدوا ذالك المظهر - و كان من الانحراف عن قوانين الفطرة ما كان من الاوضاع و البدع و الخرافات ، و التقاليد و الرسوم و العادات ، حتى جاء القرآن ينادي الناس و هم غافلون : فاقم وجهك للدين حنيفا ، فطرة الله التي فطر الناس عليها ، لا تبديل لخلق الله ، ذالك الدين القيم و لكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰ : ۳۰) فعلم الناس ان الدين الحق اقامة الفطرة لا مقاومتها ، و الاستنارة بنور العقل لا اطفاؤه ، و ان العمدة في معرفة الاحكام و الحلال و الحرام ، اجتناب المضار و اجتذاب المنافع ، و درء المفاسد و طلب المصالح - فبهذا كان الاسلام هو الدين الاخير الذي اخرج البشر من حجر القصور و عبوديته ، الى فضاء الرشد و حريته ، و كان ناسخا لما قبله من الاديان ، و لا يمكن ان ينسخ او ينقضي الزمان ، فتبارك الله الذي انزل على عبده الفرقان ، و علمه البيان ، ليكون للعالمين نذيرا (۲۵ : ۱)

جاء الاسلام و العالم كله في تأخر من جميع الوجوه من جهة الدين ، من جهة العلم ، من جهة المدنية ، من جهة السياسة ، فلم يمر قرن واحد حتى جدد للعالم كله دينا قيما ، و علما محكما ، و مدنية سعيدة ، و سياسة رشيدة ، و نشر ذالك كله في مشارق الارض و مغاربها ، بقوة الحق ، و سرعة البرق ، فاحيا به الارض بعد موتها ، و ارتفع كلمة الحق غاية الارتفاع و الاعتلاء ، بحيث صار اصلها ثابت و فرعها في السماء (۱۴ : ۲۴)

قضى الاسلام قضاءه المبرم على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم للملوك المستبدين ، و الرؤساء الروحانيين ، و السادة الظالمين ، و القادة الغاوين ، و الهداة الضالين ، و لمظاهر الطبيعة و ما يمثلها في الهياكل من الاصنام و الطواغيت و الاوثان ؛ في اي لباس وجدت ، و في اي صورة ظهرت ، و تحت اي اسم عرفت ، فقرر حرية الوجدان و الاعتقاد ، و الاجتهاد الاستقلالي في العقائد و الاعمال ، و الشورى في السياسة و الاحكام ، و ابطل امتيازات الانساب و الاجناس ، التي كان يستعلي بها الناس على الناس ، بغير علم نافع ، و لا عمل رافع ، و جعل قاعدة الانسانية العامة

البلاغ

فاتحة "البلاغ"

بسم الله الرحمن الرحيم

(١)

الحمد لله الذي رضي لنا الاسلام دينا، و نصب لنا الدلالة **على صحته برهاناً مبيناً، و امرنا ان نستهديه** صراطه المستقيم، صراط الذين **انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين** (٦٨ : ٧١) غير المغضوب عليهم اليهود، الذين **لعنهم الله بكفرهم** (٢ : ٨٢) **و ضربت عليهم الذلة و المسكنة و باؤا بغضب** من الله (٢ : ٥٨) و لا الضالين النصارى الذين **ضل سعيهم في الحيواة الدنيا و هم يحسبون انهم يحسنون** صنعا (١٨ : ١٠٤) و بدا لهم سيئات ما عملوا، **و حاق بهم ما كانوا به يستهزؤن، و قيل اليوم ننساكم كما نسيتم** لقاء يومكم هذا و ماواكم النار و ما لكم من ناصرين - **ذالكم بانكم اتخذتم آيات الله هزوا، و غرتكم الحيواة الدنيا،** فاليوم لا يخرجون منها و لا هم يستعتبون (٤٥ : ٣٤)

فسبحان الذي جعلنا امة التوحيد، و جعل ديننا دين التوحيد، **و صراطنا صراط التوحيد، و سياستنا سياسة التوحيد،** و اعز من استقاموا منا على التوحيد، **و اذل من انحرف منا عن محجة التوحيد، ليعيدنا كما بدأنا الى التوحيد - انه هو يبدئ و يعيد، و هو الغفور الودود، ذو العرش المجيد، فعال لما يريد !** (٨٦ : ١٤)

و الصلوة و السلام على سيدنا و نبينا محمد **خاتم انبيائه و رسله، و صفوته من خلقه، و حجته على عباده،** و امينه على وحيه؛ الذي بعثه بتوحيد **الالوهيه، ليحرر الخلق من رق العبوديه، للعوالم السماوية او الارضيه** - و بتوحيد الربوبيه، ليعتقهم من رق **التقاليد الدينيه،** التي الحقها رؤساء الاديان بالشرائع الالاهيه - و بتوحيد السياسه، لتكون الشعوب و القبائل امة واحده، تضمها شريعة عادلة مقومة واحده، و تتعارف بلغة واحده، ليطلقهم من قيود الحكومة الشخصية الجائره، و يفكهم من اغلال العصبية الجنسية و الوطنية الخاسره - فاهتدى بكتابه العقلاء المستعملون، و ضل به السفهاء المقلدون - و عز باتباعه المومنون الصالحون، و ذل باعراضهم المعرضون الخاسرون - و انه لقرآن كريم في كتاب مكنون، **لا يمسه الا المطهرون** (٥٦ : ٧٩) **تنزيل العزيز الرحيم لتنذر قوما ما انذر اباؤهم** فهم غافلون (٣٦ : ٤) و ان في ذالك لرحمة و ذكرى **لقوم يومنون** (٢٩ : ٥٠) **لا ياتيه الباطل من بين يديه** و لا من **خلفه** تنزيل من حكيم حميد (٤١ : ٤٢) **قل هو للذين آمنوا هدى** و شفاء، و الذين لا يومنون في آذانهم وقر و هو عليهم عمى، **اولائك ينادون من مكان بعيد !** (٤١ : ٤١)

(و بعد)

انّ على الانسان حين من الدهر كان في طور اشبه بطور **الطفوليه، فسادت الاوهام** و الخرافات على العقول البشريه، و كثر بين الناس الدجالون المحتالون، و الغازون الجائرون، و **الظالمون الضالون،** و السحرة و المشعوذون، ملكوا نواصي الناس بافكهم و كذبهم، و صاروا يتصرفون في جميع امورهم، فما كان احد يقدم على عمل ما الا بحكمهم و الاسترشاد بآرائهم، فكان الناس في ايديهم كالانعام بل هم اضل سبيلا: **عقول فاسده،** و آراء كاسدة، و افهام ساذجه، و بصائر قاصرة، و جهل و اوهام، و خرافات و خزعبلات؛ تقيمهم و تقعدهم، و تفرحهم و تحزنهم، و تخيفهم و تزعجهم - فاذا برق بارق من السماء، **ارتجفوا و اضطربوا** - و اذا نزلت صاعقة من السحاب، ضجوا و ارتعبوا - و اذا اصابهم مرض، علقوا لدفعه الاوراق، **او استنجدوا** براق - و اذا نظر الى بينهم ناظر - حوطوهم بالتمائم و اطلقوا حولهم بخور المباخر - و اذا كسفت الشمس او خسف **القمر** صاحوا و دقوا الدفوف و قرعوا الطبول، لارضاء آلهتهم على ما يزعمون: و ما لهم بذالك من علم الا اتباع الظن (٤ : ١٥٦) **بل هم في شك يلعبون** (٤٤ : ٩) و ما ظلمهم الله و لكن كانوا انفسهم يظلمون (٧٠

سار الله تعالى مع تلك الامم في هذا الطور سير الاب الحكيم مع ابنائه في طفوليتهم، فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين، و انزل معهم الكتاب بالحق (٢ : ٢١٣) لهداية الناس و اصلاح شانهم في ظـ

عليهم الذلة و المسكنة ، و مزقوا كل ممزق ، وباؤ بغضب من الله - وكذالك فعل غيرهم ، فانهم رأوا دينهم ناقصا فكملوه ، و قليلا فكثروه ، و واحدا فعددوه ، و سهلا فصعبوه ، فثقل عليهم بذالك ؛ فوضعوه ، فذهب الله بوحدتهم حتى لم تغن عنهم كثرتهم ، و سلط الله عليهم الاعداء ، و انزل بهم البلاء : سنة الله التي قد خلت في عباده و لن تجد لسنة الله تبديلا (٤٨ : ٢٣)

* * *

كان المسلمون في خير القرون امة واحدة ، و كان العلماء فيهم ادلاء و نقلة لدين الله : متعاضدون متناصرون متحابون متعاشرون - و ما كان من اختلاف قليل رد الي الكتاب و السنه - ثم جاء عصر التابعين ، و ائمة المجتهدين ، رضوان الله عليهم اجمعين ، فسلكوا على اثارهم اقتصاصا ، و اقتبسوا عن مشكواتهم اقتباسا ، و كان دين الله اجل في صدورهم من ان يقدموا عليه رايا او تقليدا - و كانت تلك الازمنة مملوءة بالمجتهدين و ليس فيهم مقلدا ، بل كلهم مجتهدون ، يستمدون من اصلين الجليلين ، و هما كتاب الله و سنة رسوله : فان تنازعتم في شي فردوه الى الله و الرسول (٤ : ٥٩)

و لكن خلف من بعدهم خلوف فرقوا دينهم و كانوا شيعا ، فتقطعوا امرهم بينهم زبرا ، و كل حزب بما لديهم فرحون (٢٣ : ٥٣) فاستقرت المذاهب المدونه و هجر غيرها ، و جعلوا التعصب للمذاهب ديانتهم التي يدينون ، و رؤس اموالهم التي بها يتجرون ، و لخرون منهم قنعوا بمحض التقليد ، و قالوا : انا وجدنا اباءنا على امة و انا على اثارهم مقتدون (٤٣ : ٢٣) فصارت اقوال ائمتهم بمنزلة الاصلين ، و ذالك معني قوله تعالى : اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله (٩ : ٣٢) و حجروا على رب العالمين مثل اليهود ان لا يبعث بعد ائمتهم وليا مجددا ، و كذبوا بالرسول حيث قال : " لا يزال يبعث على راس كل مائة سنة لهذه الامة من يجدد لها دينها "

و قالوا لم يبق في الارض عالم منذ الاعصار المتقدمه - فقالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد ابي حنيفه و ابي يوسف و زفر و محمد بن الحسن و الحسن بن زياد اللوءلوي (رحمهم الله تعالى) و قال بكر بن العلاء المالكي : ليس لاحد ان يختار بعد المئتين من الهجره - و قال اخرون : ليس لاحد ان يختار بعد الاوزاعي و الثوري و وكيع و ابن مبارك (رضي الله عنهم) و قالت طائفة : ليس لاحد ان يختار بعد الشافعي و المزني (شكر الله مساعيهما) وكذا قالوا في التفسير و الحديث و الاصول ، حتى في العلوم الالية و العقلية ، فانظر كيف بدلوا الحق بالباطل ، و اشتروا الضالة بالهدى ، فما ربحت تجارتهم و ما كانوا مهتدين (٢ : ١٦)

و اختلف المقلدون فيمن يوخذ بقوله من المنتسبين اليه ، و يكون له وجه يفتي و يحكم به ممن ليس كذالك ، فجعلوهم ثلاث مراتب و قسموهم في عدة طبقات - ثم اختلفوا متى انسد باب الاجتهاد على اقوال كثيرة ما انزل الله بها من سلطان ، فقالوا ان الارض قد خلت من قائم لله بحججه ، و لم يبق فيها من يتكلم بالعلم و البصيرة ، و لم يحل لاحد بعده ان ينظر في كتاب الله و لا سنة رسوله لاخذ الاحكام و العلوم منهما ، و لا يقضي و لا يفتي بما فيهما حتى يعرضه على قول مقلده و متبوعه - و هذه الاقوال كما ترى قد بلغت من الفساد و البطلان و التناقض و القول على الله بلا علم و ابطال حججه و الزهد في كتابه و سنة رسوله و تلقي الاحكام منهما مبلغها ، و يكفي في فساد هذه الاقوال ان يقال لاربابها : فاذا لم يكن لاحد ان يختار بعد من ذكرتم ، فمن اين وقع لكم اختيار تقليدهم دون غيرهم ؟ وكيف حرمتم على الرجل ان يختار ما يوءديه اليه اجتهاده ؟ و ابحتم لانفسكم اختيار قول من قلدتموه و اوجبتم على الامة تقليده و حرمتم تقليد من سواه ؟ فما الذي سوغ لكم هذا الاختيار الذي لا دليل عليه من كتاب و لا سنة و لا اجماع و لا قياس و لا قول امام من ائمتكم ؟ فاذا كان لا يجوز الاختيار بعد المئتين عندكم ، فمن اين يساغ لكم و انتم لم تولدوا الا بعد المئتين ؟

يا للعجب ! ان امام اشهب ، و ابن الماجشون ، و مطرف بن عبد الله ، و سحنون بن سعيد ، و من في طبقتهم من الفقهاء المئة الثالثه ، كان لهم ان يختاروا الى انسلاخ ذي الحجة من سنة مئتين ، فلما استهل هلال المحرم من سنة احدى و مئتين ، و غابت الشمس من تلك الليله ، حرم عليهم في الوقت بلا مهلة ما كان مطلقا لهم من الاختيار ! ! فانظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبيلا ؟ (١٧ : ٤٨)

شهد الله في كتابه انه جعل دين الاسلام يسرا ، لا عسر فيه و لا حرج : يريد الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر (٢ : ١٨٥) هو اجتباكم و ما جعل عليكم في الدين من حرج (٢٢ : ٧٧) و اشهد رسوله صلى الله عليه و سلم على المومنين بذالك ، فقال : احب الاديان الى الله الحنيفية السمحة (١) وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهي عن كثرة السوال ، لانه سبب لكثرة التكاليف - و بين لنا ان الله سكت عن اشياء رحمة بنا و ان لا نكون كبني اسرائيل ، شددوا فشدد الله عليهم ، و لكن ها ولاء المتفقهة المقلده جعلوا اليسر عسرا ، و السعة ضيقا و حرجا ، و السمحة شكسة شرسة ، و شددوا على انفسهم و على الناس ، و ان لم يشدد الله عليهم ، و بسبب هذا الغلو الذي نهي الله عنه و ذم اقواما عليه في قوله : يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم (٥ : ٨١) هجرت السلاطين المسلمين الشريعة في امر القضاء و السياسة ،

---

(١) حديث صحيح رواه احمد ، و البخارى في الادب ، و الطبراني من حديث ابن عباس -

قوله عز و جل : يا ايها لناس انا خلقناكم من ذكر و انثى ، و جعلناكم شعوبا و قبائل لتعارفوا ، ان اكرمكم عند الله اتقاكم (٤٩ : ١٣)

* * *

جاء الاسلام و الناس شيع في الدين ، و ان كانوا الا قليلا في جانب عن اليقين : يتنابذون و يتلاعنون ، و يزعمون في ذالك انهم بحبل الله مستمسكون ، فرقة و تخالف و شعب ، يظنونها في سبيل الله اقوي سبب ، فنكر الاسلام ذالك كله ، و صرح تصريحا لا يحتمل الريبة بان دين الله في جميع الازمان و على السن جميع الانبياء واحد : ان الدين عند الله الاسلام ، و ما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم بغيا بينهم (٣ : ١٩) شرح لكم من الدين ما وصى به نوحا و الذي اوحينا اليك و ما وصينا به ابراهيم و موسى و عيسى ، ان اقيموا الدين و لا تتفرقوا فيه (٤٢ : ١٣)

* * *

و جملة القول كان الاسلام نورو ضياء ، سطع في افق الجزيرة فعم الكون باسره و بهر الناظرين ، و كان المسلمون عصبة صالحة نبتت في مهبط الحجاز ، فقد لت على المشرق و المغرب و قبضت على نواصي المجد الاعلى ، فملكت زمام العالمين !

هذا هو شان الاسلام و هكذا كان المسلمون : نورا ساطعاً ، و مجدا طالعاً ، و نفوذا قاهرا ، و عزا باهرا ، و علما زاهرا ، و خلقا ساحرا - سياسة ملكت الاقطار و مصرت الامصار ، و كياسة ارتاحت لها القلوب ، و اطمأنت الامم و الشعوب لا يمسهم فيها نصب و لا يمسهم فيها لغوب : تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا (١٩ : ٦٣)

* * *

هكذا كان شان الاسلام و المسلمين و الامر على ذالك ، حتى عمل الشيطان مكائده عليهم ، و القى باسهم بينهم و افشى فيهم فتنة الشبهات و الشهوات ، و زينت لهم التقاليد و المبتدعات - ضلوا عن هدى القران المجيد ، بما وضع في عنقهم من رهق التقليد ، و دب الفساد الاجتماعي في جسم الامة ، و عم الظلم و الطغيان و الاسراف فافسد الاخلاق ، و اضعف النفوس ، و طبع على قلوب الامة بطابع القهر و العبوديه ، حتى لا امر بمعروف و لا نهي عن منكر ، و لا تعاون على بر ، و لا تناصر على رفع ضر - فذهبت ريح الدولة و قوة الامة ، و استعد الفريقان بعملهم لنقمة الله تعالى بدلا من النصر و النعمه - فتمزق شمل المسلمين ، و اضاعوا السياسة و الدين ، و ردوا الامة اسفل سافلين ، فخسروا الدنيا و الاخرة : ذالك هو الخسران المبين (٢٢ : ١١)

الاسلام دين التوحيد ، و ما امر المسلمون الا ليعبدوا الها واحدا ، و يتبعوا دينا واحدا ، و يقيموا لهم اماما واحدا ، و يكونوا امة واحدة - لا يفرقهم نسب و لا لغة ، و لا وطن و لا جنس - و قد نهوا عن التفرق كما نهوا عن الكفر فقال الله تعالى : واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا ، (٣ : ٩٨) و لا تكونوا كالذين تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البينات ، اولئك لهم عذاب عظيم (٣ : ١٠١) الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شي (٣٠ : ٣٢) و ما تفرق الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءتهم البينه ، و ما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين (٩٨ : ٤) فما اختلفوا حتى جاء هم العلم (١٣ : ٩٣) و اتيناهم بينات من الامر ، فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم (٤٥ : ١٦) لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ريحكم (٨ : ٤٧)

ان النبي صلى الله عليه و سلم بين مثل ذالك في قوله و عمله ، حتى لم يكن يغضب شئى كما يغضب اذا راى الاختلاف بين اصحابه قد افضي او كاد يفضي الى التفرق - و النقول في هذا كثيرة و حسبك ما رواه البخاري من وصيته صلى الله عليه وسلم : لا ترجعوا بعدى كفارا ، يضرب بعضكم اعناق بعض !!

و لكن خالفنا كل هذه النصوص ، فتفرقنا و تنازعنا ، و شاق بعضنا بعضاً بشبهة الدين ، اذ اتخذنا مذاهب متفرقة ، كل فريق يتعصب لمذهب ، و يعادى سائر اخوانه المسلمين لاجله ، زاعماً انه ينصر الدين ، و هو يخذله بتفريق كلمة المسلمين : هذا سني يقاتل شيعيا ، و هذا شيعي ينازل اباضيا ، و هذا شافعي يغرى التتار بالحنفيه ، و هذا حنفي يقيس الشافعية على الذميه ، و ها اولاء مقلدة الخلف ، يعادون من اتبع طريق السلف - حتى جنوا على التوحيد نفسه ؛ توحيد الالوهية بالتوجه الى غير الله و دعاء سواه ، و توحيد الربوبية بشرع ما لم ياذن به الله - فسلط الله على جميع هذه الاحزاب اعداء خضدوا شركتها ، و زلزلوا دولتها : ذالك بان الله لم يك مغيراً نعمة انعمها على قوم ، حتى يغيروا ما بانفسهم ، و ان الله سميع عليم (٨ : ٥٥)

طريق الحق هو الوحدة و السلام : ان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (٦ : ١٥٣) و طرق الشيطان هي مثارات التفرق و الخصام : و لا تتبعوا خطوات الشيطان ، انه لكم عدو مبين (٨ : ١٤٢) فقد كانت يهود امة واحدة مجتمعة على كتاب واحد ، فسول لهم الشيطان فتفرقوا و جعلوا لهم مذاهب و طرقا ، اضافوا الى الكتاب ما اضافوا ، و حرفوا من كلمة ما حرفوا ، و اتبعوا السبل فتفرقت بهم عن سبيل الله ، و ضربت

اُسوَہَ حسنہ

کائناتِ خلّت

به تقـريب و رود مسعود يوم الحج و عيد اضحى

الله اكبر ' الله اكبر ' لااله الا الله والله اكبر ' الله اكبر ' و لله الحمد '

ما طفل کم سواد و سبق قصه هاے دوست
صد بار خواندۂ و دگـر از ســر گـرفـتۂ ایم

(۱)

قـرآن حکیم نے دنیا کے سـامنے حضـرۃ ابراهیم خلیل الله (علی نبینا و علیه الصلواۃ و السلام) اور ان مصلحین صالحین کا جنھیں انکی بیعت و معیت حاصل تھي ' اسوۂ حسنه پیش کیا ھے - یعني عملی زندگی کا ایک ایسا نمونه جسکي پیروی کي جاے :

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم و الذين معه (۶۰ : ۴)	یقیناً تمھارے لیے حضرۃ ابراهیم کي زندگي میں ' اور اُن کي زندگي میں جو ان اعلی ترین مدارج ایمان میں

انکے ساتھه نظر آتے هیں ' پیروي و اتباع کیلیے ایک بہترین نمونه ھے '

اس سے بھی بڑھکر یه که قرآن حکیم نے اپنی ظہور دعوۃ کے آغاز هي میں صاف صاف اعلان کردیا که اسکي دعوۃ و حکمت دراصل ملۃ ابراهیمي هي کي تکمیل ھے ' اور اس سلسلے کي پہلي کڑي وجود ابراهیمي میں پنہاں تھي ·

ملة ابيكم ابراهيم (۷۷ : ۲۲)	یه ملۃ تمھارے مورث اعلی ابراهیم کي ھے!

قالـوا كونـوا هـودا او نصـارى تهتدوا ' قل بل ملة ابراهيم حنيفا - (۲ : ۱۲۹)	مخالفین دعوۃ کہتے هیں نه یہودیت ، اور نصرانیت کا طریق اختیار کرو که اِنھي میں هدایت پاؤگے - انسے کہدو که نه تو بني اسرائیل کي راہ هماري راہ ھے اور نه نصراني

ضلالت کا طریقه همارا طریقه ' هم تو ملۃ ابراهیمي کے پیرو هیں اور یہي حقیقي اور فطري راہ هدایت ھے -

پس ان دو حقیقتوں کے معلوم هونے کے بعد هر مومن بالقران کا پہلا فرض زندگي یه هوجاتا ھے که حضرۃ ابراهیم کي زندگي کے ان مقامات و اعمال کي جستجو میں نکلے جنکو قران حکیم نے همارے لیے اسوۂ حسنه قرار دیا ھے ' اور ملۃ ابراهیمي کے اُن حقائق کو معلوم کرے جنکے اندر اسلام کي دعوۃ کا اصلي محور و مرکز پوشیده ھے :

ومن احسن دينـا ممن اسلم وجهـه لله و هـو محسن ' و اتبع ملـة ابـراهيـم حنيفـا ؟ (۲ : ۱۱۴)	اور اس ضلالت آباد عالم میں جہاں انساني فطرۃ کي هدایت طرح طرح کے انساني طریقوں اور غیر الہي راهوں میں گم هو گئي ھے ' اس شخص سے بہتر کس کا دین هوسکتا ھے جو هر طرف سے

منهه موڑ کر صرف الله هي کے لیے هوگیا ' اور اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں طریق " احسان " اختیار کیا ' اور اسطرح ملۃ ابراهیمي کے حنیفي طریق کي پیروي کي که اسلام کی حقیقت یہي ھے '

(حیـات ابـراهـیـمي)

یہي وجه ھے که قرآن حکیم کے حصۂ قصص میں حضرۃ ابراهیم کے وقائع زندگي کو ایک مخصوص عظمت و اهمیت حاصل ھے اور قرآن کي تفسیر مکمل نہیں هوسکتي جب تک اس زندگي کي ایک ایسي سوانح عمري مرتب نه کي جاے ' جسکے اصولي ابواب صرف قرآن حکیم سے ماخوذ هوں - اگر ایک ایسي سوانح عمري مرتب هوجاے تو وہ دراصل قرآن حکیم اور دعوۃ اسلامیه کے تمام مقامات و مراتب اور حقائق و معارف کے فہم و درس کے لیے ایک مرکز کا چراغ هوگا ' جس سے تمام اطراف روشن هو جائینگے '

وہ سوانح عمري بتلائیگي که اسلام کي تمام تعلیمات و احکام کي اصلي حقیقت کیا ھے ' اور وہ کونسا محور ھے جسکے گرد اسکا دائرۂ شریعت گردش کہا رہا ھے ؟ اسي سوانح عمري سے معلوم هوگا که وہ " امۃ مسلمه " جو وجود ابراهیمي میں پنہاں تھي (ان ابراهیم کان امۃ قانتا) ، اور جو ایک انقلاب آور تاریخي دعا کي صداوں میں نمایاں هوئي (ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک !) اور بالآخر جسکي قبولیت کا ظہور اس خیر الامم " امۃ وسطا " کي تکمیل سے هوا جو تمام عالم کي اصلاح و سعادت کیلیے دائمي خلافۃ الہي کي مستحق ٹھہری ' اسکا مصدر حقیقي کیا تھا ؟

و كذالك جعلنا كم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا (۲ : ۱۳۷)	اور اسي طرح هم نے تم کو ایک درمیاني امۃ قرار دیا تاکه تم انسانوں پر انکی هدایت و سعادت کیلیے شاهد هو اور تم اپني شہادت کي روشنی الله کے رسول سے حاصل کرو !

یه سوانح عمري اگرچه صرف ایک هي انساني وجود کے اعمال حیات کي سرگذشت هوگي ' لیکن چونکه اس ایک وجود کے اعمال و ارادات کے اندر تمام نسل انساني کی مستقبل حیات ملي کا ماده پوشیده تھا ' اسلیے دراصل یه سعادت بشري کي ایک عالمگیر سرگذشت هوگي ' اور اُن تمام سامي اقوام و ملل کي تاریخ سعادت و شقاوت کو واضح کردیگي جو عہد ابراهیمي کے بعد سے ابتک گذریں اور جنکي نسلیں اس وقت تک کرۂ ارضي کي سب سے بڑي پیداوار هیں - پس اگرچه وہ ایک بیج کي سرگذشت هوگي جو آج سے چار هزار برس پہلے " وادي غیر ذي ذرع " کي ریتلي زمین میں ڈالا گیا لیکن چونکه سعادت بشري اور خلافۃ ارضي کا سب سے بڑا درخت اسي سے پھوٹا ' اسلیے دراصل وہ هر اس پته کي سرگذشت هوگي جسکا نموء اسکے اندر تھا ' اور هر اُس شاخ کي تاریخ بتلائیگي جو اس درخت سے نکلي اور پھیلي - هر پھل جو اسکي ڈالیوں میں لگا ' دراصل اسي بیج کا پھل تھا - اور هر پھول جو اسکے پتیوں کے اندر سے نمایاں هوا ' فی الحقیقت اسي فرد اول کا فرزند تھا - قوۃ نباتي کي نشؤ و نما اگرچه هزارها افراد و اشکال میں سامنے آتي ھے ' لیکن جب نظر حقیقت شناس اسکي سیکڑوں ڈالیوں ' هزاروں پھولوں ' اور لاکھوں پتوں پر پڑتي ھے ' تو اس تمام کثرت کے اندر صرف اُس وحدۃ اولی هي کي هستي کو دیکھتي ھے جسکے تنہا وجود کے اندر درخت کا هر پته اور پته کا ایک ایک ریشه موجود تھا - درخت کي شاخیں آسمان تک پہنچ جاتي هیں ' اسکے ایک ایک پھل سے بے شمار بیج پیدا هوتے هیں ' اور اُن میں سے هر بیج ویسا هي ایک نیا درخت پیدا کردیتا ھے ' لیکن ارواح نباتیه کي یه پوري کائنات خواہ کتني هي زمین کي سطح پر پھیلے اور

تزعم و تدعي ان الشريعة ناقصة و غير مطابقة لمصلحة الزمان ، و تركتها عامة الامة ايضا في اكثر احوالها ، و هم يحسبون و يصدقون ، و لا يدرون ماذا يعملون ، تراهم في عدو الى الحيل يخبطون : ظلمات بعضها فوق بعض ! (٣٤ ٣٠)

و لا نظن ان هذه الحركة قريب العهد ، فانه لم ينقل الينا التاريخ ان طائفة من طوائف المقلدين استطاعت احداث سوى ما على جمع قواعد و مسائل الفقهيه ، فمذهبهم ليس هو تمذهب عمل و اكتساب ثواب ، بل اعتقاد و اقوال و نزاع و جدال ، و تجادل و افتراق ، و بلاء و شقاق ، و كان نتيجة هذا التقليد ان شوهوا وجه الشريعة الغراء ، حتى ظن من ضعف ايمانه ان الشريعة ليست سوى ما بايدي هؤلاء المقلدة - فيا لله و للمسلمين من هذه الفاقرة التي هي اعظم مصائب الدين ، و الرزية التي ما رزى بمثلها سبيل المؤمنين !

كان اهون الاختلاف اختلاف الصحابة و غيرهم من السلف في فهم الاحكام ، مع عذر كل منهم لمخالفه بحيث لم يكونوا شيعاً تتفرق في الدين ، و تتعصب كل شيعة منها لبعض المخالفين ، فان مثل هذا الاختلاف طبيعي في النفس لا يمكن انفكاكه ، و لكن لما جاء دور التقليد و التحزب ، و التعصب للمذاهب ؛ حلت النقمة ، و تفرقت الكلمة ، و ذهبت الريح و الشوكة ، الى ان وصلنا الى هذه الدرجة من الضعف و الذل : ذهب ملكنا ، و صارت المملكة الكبيرة من ممالكنا تقع في قبضة الاجانب فلا تبالي بها سائر المسلمين ! فاين الوحدة و الاخوة ؟ و التواد و التراحم ؟ و التعاون و التناصر ؟ و اين تمثيل مجموعهم بالجسد الواحد ؟ كل ذلك قد زال ، و كان مبدء زواله ذلك الاختلاف فما لهؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا ؟ (٤ : ٧٧)

اقرأ في التاريخ حوادث الفتن بين اهل السنة و الشيعة ، و بين المنتسبين الى السنة بعضهم مع بعض : بين الاشاعرة و الحنابلة ، بين الحنفية و الشافعية ، بين الشافعية و الحنابلة - و من اغرب ما تجد ان العدوان بين الشافعية و الحنفية كان من اسباب حملة التتار على المسلمين - تلك الحملة التي كانت اول صدمة صدمت بها امة المسلمين صدمتا ، لم تلتئم من بعده و بعد كما كان : ذلك بما قدمت ايديهم ؛ و ان الله ليس بظلام للعبيد (٣ : ١٨٢)

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : لتسون صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم (١) و لا يعقل هذه الحكمة النبوية الا العليم بصفات النفس البشرية و اخلاقها و نظام الاجتماع الانساني - و من سنن الله في ذلك ان ما يتفق فيه الافراد من الاعمال الظاهرة المشتركة بينهم ، يكون سبباً لائتلافهم و اتفاقهم و وحدتهم ، و الضد بالضد - و لذلك يتحرى الامم المرتقية في العلم و النظام ، ان تربى افرادها على نظام واحد في الاعمال الظاهرة ، و ان تحسن عاداتها في الامور الاخرى تتحدث بها قلوبها اليها -

فاستحق ان [illegible] ان يوعدنا بسبب كذا ان تختلف افرادنا في صف الصلوة فيتقدم بعضهم على بعض ، و اقسم على ان ذلك يكون سبب اختلاف قلوبنا ، و وقوع التفرق بيننا - ثم نحن نجيز لانفسنا ان نقيم في المسجد الحرام عدة جماعات في وقت واحد لاختلاف المذاهب ؟ و نعد هذا رحمة بنا ، و نعتقد بان الاختلاف بين الائمة رحمة ؟ فاي رحمة استفادها المسلمون من الاختلاف و الافتراق ، غير التذلل و التسفل و التسافل ؟ اولست و لم يوجد بدعة التحزب و التفرق من كل طائفة لعالم معين ، هل كان يوجد هذا التضلل ؟ او ليس كان المسلمون يعملون في كل عصر بقوله تعالى " فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله و الرسول " فهل كان يوجد هذا التفرق و التمزق و الانحلال ؟ لا ، لا ، و انما وجد بالتقليد الاعمى ، لان كل طائفة جعلت رؤسائها فاتبعتهم بغير دليل ، و سنزيد هذا بيانا في وقت اخر و حسبي الله و نعم الوكيل

* * *

لقد بعث الله في القرون الخالية علماء اصفياء يجددون لهذه الامة امر دينها فكانوا فيها كانبياء بني اسرائيل - فمنهم من اهتدى بدعوته النفر و الرهط و الجماعة ، و منهم من حال الاضطهاد و ضعف الاستعداد دون الاهتداء به ، و ابت العامة المستعبدة تعتز بمقاومة فقهاء الرسوم و سدانتهم الحكام لاولئك المصلحين المجددين ، و تتبعهم في صدهم الناس على دين ملوكهم - حتى ان صوت حجة الاسلام احمد ابن تيمية قد خفت في هذه الامة المستعبدة و هو الذي اصوات المصلحين ، و كتبه خفيت فيهم عدة قرون و هي اقوى و اظهر حجة من سائر كتب المسلمين ،

* * *

آه ، ما ابعد غفلة الناس عن حقيقة الاسلام ! اي سعادة للناس تعلو عرفان كل فرد من افرادهم انه اوتي من الاستعداد ما اوتيه من يوصفون بالولاية و القداسة ، و يدلون بالزعامة و الرياسة ! فمنهم من يستعد من الناس استعداداً روحانيا ، و منهم من تستعبدهم لها استعداداً سياسيا ، و اخلاص كل فرد من افرادهم في عبادة الدين لله و علمه الدنيوي للناس ! هذه السعادة هي روح الاسلام و حقيقته حجبتها عن بعضهم الرسوم العملية ، و التقاليد المذهبية ، و عن اخرين النزعات النظرية ، و التقاليد الوضعية - فالاولون يرمون بالكفر او البدعة كل من خالف مذاهبهم ، و الاخرون يرمون بالغباوة و التعصب كل من لم يستعذب مشربهم - فمتى يكثر المسلمون الخالصون المخلصون للاولين و الاخرين ، فيكونوا حجة الله عليهم و على جميع العالمين ، و راية الوحدة الفاضحة للمختلفين : و من احسن قولا ممن دعا الى الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمين (٤١ : ٣٤)

* * *

لا اصلاح الا بدعوة ، و لا دعوة الا بحجة ، و لا حجة مع بقاء التقليد - فاغلاق باب التقليد الاعمي و فتح باب النظر و الاستدلال هو مبداء كل اصلاح ، و مفتاح النجاح و الفلاح - و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه ، اولائك الذين هداهم الله و اولائك هم اولوالالباب (٣٩ : ١٩)

(البقية تتلي)

---

(١) متفق عليه في الصحاح و السنن كلها و في رواية ابي داؤد " او ليخالفن الله بين قلوبكم " قال النووي معناه يوقع بينكم العداوة و البغضاء - و قال القرطبي : تفترقون فياخذ كل واحد وجها غير الذي ياخذه صاحبه -

حضرت موسی علیه السلام سے عہد اخوت کي تجدید کي - نه حضرت مسیح علیه السلام سے رشتۂ مودت جوڑا - نه حضرت نوح علیه السلام کي حیاۃ دعوۃ کا نام لیا ' بلکه اپنے آپکو صرف اپنے باپ ابراهیم علیه السلام کے آغوش خلت میں ڈالدیا ، اور اسي کو اپني دعوۃ کا مورث اولی قرار دیا :

ان اولی الناس بابراهیم للذین اتبعـــوه وهذا النبي و الذین آمنـــوا (۳ : ۶۱)

در اصل ابراهیم کے قریبي وه لوگ هیں جنهوں نے اوسکا اتباع کیا - اور یه پیغمبر اسلام اور مسلمان بهي اوسیکے سلسله میں داخل هیں -

جو لوگ ریگستان عرب کي اس موج هدایت کو اپنے اندر جذب کرنا چاهتے تهے ' اونکي تشنه لبي نے یه حال دیکهکر چاها که اصل منبع هي کو اپنے دائرے میں سمیٹ لیں - پس هر طرف سے صدائیں اُٹهیں که ابراهیم تو هم میں سے تها :

یا اهل الکتـــاب ! لم تحاجون في ابراهیـــم و ما انزلت التـــوراة والانجیل الا من بعده ؟ افلا تعقلون ؟ ها انتم هؤلاء حاججتم فیما لکم به علم ' فلم تحاجون فیما لیس لکم به علم ؟ و الله یعلم و انتم لا تعلمون - ما کان ابراهیم یهودیا و لا نصرانیا و لکن کان حنیفا مسلما و ما کان من المشرکین (۳ - ۵۸)

اے اهل کتاب ! ابراهیم کے بارے میں کیوں بحث و مباحثه کرتے هو اور کیوں اس کوشش باطل میں پڑ گئے هو که اسے یهودي یا نصراني ثابت کرو ؟ کیا تمهیں اتني خبر بهي نهیں که توراۃ اور انجیل تو اوسکے بعد نازل هوئیں هیں ' انسے پہلے یهودیت اور نصرانیت کا وجود هي کهاں تها ؟ تم اون چیزوں کے متعلق تو لڑ جهگڑ چکے جنکا تمکو علم تها ' لیکن جن چیزوں کي تمکو خبر نهیں اونکے متعلق کیوں بحث کرتے هو؟ الله کو اسکي حقیقت کا علم هے اگرچه تم مبتلاے جهل و بے خبري هو - خلاصه ابراهیم نه تو یهودي تها اور نه نصراني ' بلکه وه ایک هي راه مستقیم پر چلنے والا مسلم تها - وه تمهاري طرح مشرکوں میں سے نه تها -

درحقیقت یه اسلام کي تاریخ اور اسلام کي نشو و نما کا ایک عجیب و غریب واقعه هے که اس نے نبوت و دعوۃ امم کے تمام گذشته مراکز و مظاهر کو ترک کرکے صرف حضرۃ ابراهیم علیه السلام هي کے دامن میں پناه لي ' جسکا هر گوشه خون کے چهینٹوں اور آگ کے شعلوں سے سرخ هو رها تها !

پهر کیا وه صرف تعلقات رحمیه کي تجدید کرنا چاهتا تها ؟ کیا یه صرف اسلئے تها که وه نسلاً حضرۃ ابراهیم سے تعلق رکهتا تها ؟

لیکن اوس نے تو خود هي اپني لاڈلي بیٹي سے پہلے هي کهدیا :

اندرین راه فلاں ابن فلاں چیزے نیست !

یا فاطمة بنت محمد ! انقذي نفسک من النار فاني لا املک لک ضرا ولا نفعا - ان لک رحما وسابلها ببـــلالها - (ترمذي صفحه ۵۲۶)

اى محمد کي بیٹي فاطمه ! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کي کوشش کر ' کیونکه میں تیرے نفع و نقصان کا اختیار نهیں رکهتا - البته مجهه میں اور تجهه میں رحمي تعلقات ضرور هیں - اونکو دنیا میں سرسبز رکهه سکتا هوں ' مگر یه تو دین کا معامله هے -

لیکن تمام دنیا اسي رشتۂ هم نسبي میں اولجهي هوئي هے - وه بیٹے کو باپ کي گود میں دیکهه دیکهه کے خوش هو رهي هے مگر یه نهیں سونچتي که نبوت کا روحاني خاندان دنیوي سلسلۂ نسب سے بالکل الگ هے ' اور دعوۃ الهیه کا رشته خون اور جسم سے مرکب نهیں هو سکتا - اسکا گهرانه دوسرا هے ' اور هر پیغمبر صرف روحاني قابلیت هي سے کسي سلسلے میں داخل هوسکتا هے -

(دو قسمیں)

قرآن حکیم میں اگرچه نبوت کے عام اشتراک جنسي کي بنا پر تمام انبیاء کرام کا نام ایک ساتهه اور ایک حیثیت سے آیا هے ' لیکن بعض خصوصیات نوعي کے لحاظ سے اُسنے انبیاء کے جو مختلف طبقات قائم کردیے هیں ' اُن میں دو سلسلے علانیه ممتاز نظر آتے هیں -

ایک سلسله اُن انبیاء موسسین کا هے جنهوں نے اپني دعوۃ کے ذریعه نئي قومیتوں کي بنیاد ڈالي ' اور جو قدیم عمارتوں کي اصلاح کیلیے نهیں بلکه از سرنو ایک نئي قومي عمارت بنانے کیلیے آئے تهے -

دوسرا سلسله انبیاء مجددین و محدثین (بالفتح) کا هے جنهوں نے کسي نئي امة کي بنیاد نهیں ڈالي بلکه کسي پیشتر کي قائم شده امة صالحه کي مزید تکمیل و تبلیغ کي - یا امتداد عهد کے نتائج مضله و استیلاے بدعات و محدثات سے اُسے نجات دلاکر فرض تجدید و احیاء ادا کیا -

(انبیاء موسسین)

پہلے سلسلے کا وصف امتیازي یه هے که وه تمام قدیم نظام ' قدیم عقائد ' اور قدیم اخلاق و مقومات کو مٹاکر ایک جدید قومیت صالحه کي بنیاد ڈالتا هے ' اور اوسکو آب و هوا اور جغرافیانه حدود طبعیه کے اثر سے الگ کرکے ' صرف مذهبي آب و هوا میں ترقي اور نشو و نما دیتا هے - قرآن حکیم میں خدا تعالی نے اس صنف کے ایک نمایاں سلسلے اور اسکي ممتاز کڑیوں کا ذکر متعدد موقعوں پر ایک ساتهه کیا هے :

الم یاتهم نبأ الذین من قبلهم قوم نوح ' و عاد ' و ثمود - و قوم ابراهیم ' و اصحاب مدین ' و المؤتفکات ' اتتهـــم رسلهم بالبینات ' فما کان الله لیظلمهم و لکن کانوا انفسهـــم یظلمـــون ! (۹ : ۷۱)

کیا ان منکرین حق تک اون لوگوں کے نتائج اعمال کي خبر نهیں پهونچي جو اون سے پہلے گذر چکے هیں ؟ یعني نوح ' عاد ' ثمود ' اور ابراهیم کي قوم ' نیز مدین کے رهنے والے ' اور وه بد بخت جنکي بستیاں اولٹ دي گئیں (یعني قوم لوط) ان سب کے پاس همارے پیغمبر دلائل اور نشانیاں لیکر آے ' تا وه هدایت و سعادت حاصل کریں اور اپني بد اعمالیوں کے نتائج مهلکه سے نجات پائیں - خدا اون لوگوں پر ظلم کرنا نهیں چاهتا تها - پر افسوس که انهوں نے خود هي اپنے اوپر ظلم کیا !

اس آیۃ کریمه میں خدا تعالی نے اول حضرۃ نوح کا ذکر کیا هے جنهوں نے ایک نئي امة صالحه کي بنیاد رکهي ' اور انکے بعد اُن جماعتوں کا ذکر کیا هے جنمیں دعوۃ نوحي کے مجددین آتے رهے - پهر حضرۃ ابراهیم کا نام لیا هے جو حضرۃ نوح کے بعد دوسرے دور قومیت کے مصدر و باني تهے اور پهر انکے بعد کي دعوۃ هاے مجدده کي طرف اشاره کیا هے -

(دعـــوۃ نـــوحي)

انبیاء موسسین علیهم السلام میں سب سے پہلے حضرۃ نوح علیه السلام کي دعوۃ موسسه سامنے آتي هے جو پهلي صنف انبیاء میں بلحاظ تقدم عهد کے ایک مخصوص امتیاز رکهتے هیں -

انهوں نے ایک جدید قوم پیدا کي ' اور اوسکو مذهبي امتیازات و مقومات کي آب و هوا میں پرورش کرنا چاها - جن لوگوں نے مذهب کي اس حبل المتین کو مضبوط پکڑا ' عذاب الهي سے نجات پائي ' مگر جن لوگوں نے اس سر رشتۂ حیات کو چهوڑ دیا ' هلاک هوگئے ' اور باوجود رحمي و نسلي تعلقات کے خدا نے اونکو نوح علیه السلام

فضاء آسماني ميں مرتفع هو' تاهم اسکے سوا کيا هے جو زمين کے اندر ايک چهوٹے سے دانے ميں پوشيدہ تها؟

كلمة طيبة كشجرة طيبة' اصلها ثابت و فرعها في السماء - تونى اكلها كل حين باذن ربها' و يضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون ! (۳۹:۱۴)

هدايت الهي کے کلمۂ طيبه کي مثال يوں سمجهو گويا ايک مبارک اور پاک درخت هے جسکي جڑ تو زمين کے اندر محکم هے اور ٹهنياں فضاء آسماني ميں پهيلي هوئيں ! اپنے پروردگار کي ربوبيت کے احسان سے اُس نے ايسي نشو و نما پائي که کبهي بهي بے برگ و بار نظر نهيں آتا اور هر وقت اسکي شاخيں پهلوں سے با مراد رهتي هيں - الله تعالى يه مثاليں انسانوں کے فهم و موعظة کيليے بيان کرتا هے ' تاکه وه عقل و بصيرة سے کام ليں' اور الله کي سچائي کي حقيقت کو سمجهيں !

(کائنات خلت)

وجود ابراهيمي کا مقام " خلت " کلمۂ طيبه کا ايک بيج تها جس سے " امة مسلمه " کا " شجرۂ طيبه " نکلا اور بلا شبه اسکي اصل زمين ميں ثابت تهي اور ٹهنياں فضاء ميں پهيل گئيں - ان ٹهنيوں کے پهيلاؤ اور انکے برگ و بار کي کثرت و وسعت سے در اصل ايک " کائنات خلت " يا ايک " عالم ابراهيمي " متشکل هوتا هے' جسکا جغرافيه اگرچه زمين کے تمام گوشوں تک پهيل گيا ' ليکن وه مثل ايک دائرۂ سعادت کے هے ' اور اسکا مرکزي نقطه " اسوۂ ابراهيمي " هي کا پاک بيج هے - پس اس تمام کائنات کي حقيقت اسي وقت واضح هو سکتي هے جبکه اسکے اصل و اساس کي حقيقت واضح هو جاے ' اور اسکا واضح هونا في الحقيقت سعادة و هدايت انسانيه کي ايک مکمل وقائع اور سرگذشت هوگي -

(تاريخ امة مسلمة)

قرآن حکيم نے بار بار اور صاف صاف اعتراف کيا که اسلام ملة ابراهيمي هے - اس بنا پر " امة مسلمه " کا به حيثيت ايک ممتاز اور داراے خصائص امة کے ظهور بهي حضرة ابراهيم عليه السلام هي سے هوا - پس اسلام کي حقيقت اور امة اسلاميه کي پيدائش و نشوء کي تاريخ ' دونوں اس پر موقوف هيں که حضرة ابراهيم کي حياة طيبه کے سوانح و مقامات ايک صحيح و حقيقي ترتيب و نظام کے ساتهه همارے سامنے موجود هوں -

يهي وجه هے که قران حکيم کے قصص و وقائع کا سب سے زياده اعظم و اهم حصه حضرة ابراهيم کي حياة طيبه هے ' اور قران حکيم کي تفسير کبهي مکمل نهيں هو سکتي جب تک اس زندگي کي ايک ايسي سوانح عمري مرتب نه هو جاے جسکے تمام اصولي ابواب صرف قران حکيم هي سے ماخوذ هوں -

افسوس که فن تفسير کا جو ذخيره اس وقت همارے پاس موجود هے' اسميں اس اهم اور اساسي موضوع کيليے کوئي منظم سامان نهيں نظر آتا ' اور اس سے بهي بڑهکر افسوس يه که ارباب تفسير و تاويل ميں ايک بڑا گروه وه نظر آتا هے جو اسلام اور ملة ابراهيمي کے تعلق کو سمجهنے کيليے صرف اتنا کهدينا کافي سمجهتا هے که حضرة ابراهيم نے ختنه کيا اور حج کے ظاهري رسوم کي بنياد ڈالي- يهي رسوم تهيں جنکے ليے خدا نے انهيں آزمايا اور کامياب پاکر مژده امامت ديا- گويا اس گروه کے نزديک يهي وه ابراهيمي ورثه تها جو محمد الرسول الله (صلى الله عليه و سلم) کے حصه ميں آيا ' اور بس يهي عوائد و رسوم تهے ' جنسے ملة ابراهيمي مرکب تها !

و ذالک مبلغهم من العلم !

(اسوۂ ابراهيمي)

اسوۂ ابراهيمي کے متعلق چند مبسوط مقالات وقتاً فوقتاً الهلال ميں شائع هوچکے هيں جنميں مختلف حيثيتوں سے اس " کائنات خلت " کے مختلف گوشوں پر نظر ڈالي گئي هے ' ليکن بحث و نظر کا اصلي حصه ابهي باقي هے - ضرورت هے که اسميں ترتيب و تنظيم پيدا کيجاے ' اور ايک ايسي مرتب سوانح زندگي مدون کيجاے جسميں حيات ابراهيمي کے تمام مقامات ذهاب الى الله و وصول حقيقة دين فطرى کے وقائع ' اپني اصلي قراني ترتيب کے ساتهه آ جائيں -

حضرة ابراهيم عليه السلام کي حياة طيبه کے جسقدر وقائع قران حکيم نے جا بجا بيان کيے هيں ' ان ميں سب سے پہلے وه مقام سامنے آتا هے ' جهاں پهنچکر انهوں نے نسل انساني کي امامت و پيشوائي کو اپنا منتظر پايا اور انکي گروه درگروه جماعتوں اور قوموں کے اندر ايک مخصوص و ممتاز " امة مسلمه " کي نسل ديکهي جسکو خدا نے تلاوت ايات الله ' و تزکيۂ نفوس ' و تعليم کتاب و حکمت کيليے چن ليا تها - اور اسطرح انهوں نے کسي گري هوئي عمارت هي کو درست نهيں کيا ' بلکه خود ايک نئي عمارت کي بنياد رکهي ' اور اسي ليے وه هدايت و سعادة امم کے اولين ارضي مرکز کے باني ٹهرے :

ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركا وهدى للعالمين' فيه ايات بينات مقام ابراهيم ' و من دخله كان امنا ! (۳ : ۹۰)

بلا شبه يه حقيقت ظاهر هے که سب سے پهلا گهر جو کرۂ ارضي پر هدايت و سعادة انساني کيليے بنايا گيا ' وه وهي هے جو سرزمين مکه ميں تم ديکهه رهے هو - يهي گهر الهي برکتوں کا سرچشمه اور تمام جهاں کيليے مرکز هدايت هے - وه اگرچه بظاهر اينٹوں کي ايک چهوٹي سي عمارت دکهائي ديتي هے ' ليکن دراصل اسکے اندر خدا کي قدرت و حکمت اور دين الهي کے نشو و نما کي کهلي کهلي اور ناقابل انکار نشانياں رکهي گئي هيں - يه نشانياں مقام ابراهيمي کي اُس قدوسيت کو واضح کرتي هيں جس نے اُسے تمام عالم کيليے قبله و مصلى بناديا !

قران حکيم کي وه تمام آيات کريمه جنميں حضرة ابراهيم کي امامت للناس ' بناء کعبۂ و قبلۂ مومنين ' تکوين و عمران وادي غير ذي زرع ' اتخاذ مقام ابراهيم مصلى ' دعاء ظهور امة مسلمه ' اور التجاے بعثت " رسولا من نفسهم يتلو عليهم اياتك " کا ذکر هے' اسي مقام کو واضح کرتي هيں ' اور دراصل يهي وه بقاء دوام رفع ذکر' علو لسان صدق ' اور کلمۂ باقيه هے جسکے طرف جا بجا قران حکيم نے اشاره کيا :

ولقد اصطفيناه في الدنيا و انه في الاخرة لمن الصالحين (۲:۱۲۵)

و وهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق عليا (۱۹ : ۵۱)

و جعلها كلمة باقية في عقبه لعلهم يرجعون (۴۳ : ۲۸)

يعني انهوں نے هدايت و سعادت کي ايک ايسي نسل پيدا کي جو کبهي فنا نهوگي اور جسکي دعوة هميشه باقي رهيگي ' اور في الحقيقت يهي اعلى ترين مرتبه خلت اور منتهاء کمال انسانية هے - کما سياتي انشاء الله تعالى -

نيز اسي مقام کي تشريح سے يه امر بهي واضح هو جائيگا که اسلام اور ملة ابراهيمي کا تعلق کس سلسله پر مبني هے ؟

چنانچه سب سے پہلے هم اسي مبحث پر نظر ڈالتے هيں :

(سلسلۂ نبوت)

نبوت کا جو سلسله حضرت آدم عليه السلام سے شروع هوکر بخط مستقيم حضرت عيسى عليه السلام تک پهونچکر رک گيا تها ' اوسکي تکميل ميں صرف ايک آخري کڑي کي کسر رهگئي تهي - اسليے جب آخري کڑي نے اس روحاني سلسلے کو مکمل کرنا چاها تو تمام دنيا نے اپني اپني طرف کهينچنا شروع کيا - ليکن اوس نے نه تو

اسطرح انپر حاوي هو گئے اور اسطرح انکي طبيعت کو ان خارجي اثرات ضلالت سے انس و تعلق هو گيا ' که خدا کي تمام بخشي هوئي قوتيں اور عطا کردہ حواس اب انپر کوئي اثر نهيں ڈال سکتے - وہ اپني آنکهيں کهو کر اب اونکي آنکهوں سے ديکهتے هيں ' اپنے کانوں کو بهرا کر کے انکے کانوں سے سنتے هيں ' اپنے فکر کو معطل کر کے اونکي عقل سے سمجهتے هيں - پس اگرچه انکے پاس آنکهيں هيں مگر نهيں ديکهتے ' اگرچه کان هيں مگر نهيں سنتے ' اگرچه عقل هے مگر نهيں سوچتے : لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بهـا :

سواء عليهم ءانذرتهـم ام لم تنذرهم لا يومنون - ختم الله علي قلوبهم و علي سمعهم ' و علي ابصارهم غشاوة - و لهم عـذاب عظـيم ! ! (۱ : ۲)

اب انکي يه حالت هوگئي هے که انکو ڈرايا جاے يا نه ڈرايا جاے ' انکے ليے يکساں هے - تم انهيں نتائج اعمال سے ڈراؤ تو ' اور نه ڈراؤ تو ' وہ کبهي بهي نهيں مانينگے - الله نے انکے دلوں پر بوجه کسب ضلالت کے مهر لگا دی ' انکے کان بند هوگئے ' انکي آنکهوں پر جهل و قساوت کا پردہ پڑگيا ' اور اندهے کے آگے خواہ کتنے هي چراغ روشن کرو ' وہ روشني نهيں ديکهه سکتا - اور بلا شبه يه بڑی هي بدحالي هے جو انکے واسطے مهيا هوگئي ! !

اسکي علت اصلي يهي هے که صديوں کے رسوم و عادات اور عقائد و اعمال کي زنجيروں کو توڑ کر ايک نئي حياة فکری و عملي کا اختيار کرنا ' اور جس آب و هواے عمل و اعتقاد ميں بچپنے سے ليکر بڑهاپے تک دماغ پرورش پا چکا هے ' يکايک اس سے باهر آجانا ' دراصل انسان کيليے ايک ايسي راہ کي دعوة هے ' جو گويا ايک نئے جسم ' نئے دماغ ' نئے فکر ' نئے حواس ميں مبدل هوجاے ' اپني هر پچهلي مالوف و محبوب چيز سے هجر و فراق بلکه قطع علائق کرليـنے ' اور اپني تمام گذشته مالوفات و معمولات و مشغولات کو بهول جانے ' غرضکه از سرنو پيدا هونے اور ايک نشئة ثانيه ميں سے گذرنے کي طرف بلاتي هے ' اور ايسـا کرنا في الحقيقت انساني ارادہ کيليے زندگي کا سب سے بڑا مشکل کام هے جو اسکے سامنے پيش هوسکتا هے -

انسان جو يکسر انفعال و تاثر هے ' جسکے دامن کسب کيليے هستی کا ايک ايک ذرہ کانٹا هے ' جو دنيا ميں صرف کهوتا ' ديتا ' لٹاتا ' اور اٹکتا هي هے ' اور باهر سے اثر و فعل کا جب کوئي غبار آڑتا هے تو اسکے ايک ايک ذرے کو اپنے دامن و آستين ميں محفوظ کرتا هے ! غور کرو که اسکے ليے يه دعوة تجدد ' يه آرزوے تحول ' يه صداے تاسيس ' جو سر سے ليکر پانوں تک اسکو يکسر بدلدينا اور نيا بنا دينا چاهتي هے ' جو اسکو هر محبوب و مالوف شے سے چهڑاتي ' اور هر ايسي چيز سے جوڑنا چاهتي هے جو اسکي نظروں ميں اتني هي مبغوض هے جتني پهلي محبوب تهي ' کيسي مشکلوں کي پکار ' کيسي سختيوں کي درخواست ' اور کس درجه صعوبتوں اور مصيبتوں کي دعوة هے ؟

اس نے ابتک يه ديکها که چاند اور سورج اسکے ديوتا هيں ' اور ايک گهر جو مقدس ناموں سے بنا ديا جاے اسکا مستحق هے که اسکے آگے سجدہ کيا جاے - وہ صديوں سے نسلاً بعد نسل سنتا آيا هے که جب پتهر سے ايک شفيع و متوسل ديوتے کي مورت تراش لي جاے تو پهر پتهر سے بڑهکر دنيا ميں کوئي طاقت نهيں - اس نے هميشه اپنے قابل عظمت آبا ؤ اجداد کے متعلق جنکے خون کي گرمي سے اسکي عصبيت کي ايک ايک رگ دهک رهي هے ' يهي سنا ' يهي معلوم کيا ' اور اسي کے صدا و فعل ميں پلتا رها که سچائي نسل و وطن اور بڑے بوڑهوں کي پيروی و تقليد ميں هے ' اور باپ دادا نے جو کچهه کيا صداقت اور راستبازی صرف اسي ميں هے - اونهوں نے اپني عجيب و غريب مقدس عقلوں سے جسقدر اعتقادات و اعمال اپني اولاد کيليے يادگار چهوڑے ' وہ پهلوں کيطرف سے پچهلوں کيليے ايک پاک امانت هے جس سے ايک ذرہ کا بهي ضائع کرنا عزت نسلي و قومي کا هلاک کرنا هے -

اب ايک نئي صدا اچانک آٹهتي هے - تقليد آبا ؤ رسوم کي وہ سطح ساکن جو صديوں سے منجمد تهي ' يکايک حرکت ميں آتي هے ' اور ايک انسان جو نسلاً و وطناً يکسر قومي عقائد و افعال اور عادات و رسوم کا مخلوق هوتا هے اور جو کهيں باهر سے نهيں آتا تا مجهول الحال هونے کي وجه سے پر هيبت هو ' بلکه هميشه "من انفسهم" هوتا هے يعني انهي ميں کا اور انهي جيسا ' اپني جگه سے هلتا هے ' اور کسي نا معلوم و ما فوق الفهم اثر سے منقلب هوکر چلا آٹهتا هے :

ابلغکـم رسلت ربي و انصح لکم و اعلـم من الله ما لا تعلمون - او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکـم علي رجل منکم لينـذرکم و لتتقـوا و لعلکـم تـرحمـون ؟ (۷ - ۵۹)

ميں تم تک الله کے بهيجے هوے پيغام پهنچاتا هوں ' تمهـاري بهلائي اور خوشحالي کيليے تمهيں نصيحت کر رها هوں ' اور يقين کرو که الله کي هدايت و توفيق سے ميں وہ کچهه جانتا هوں جو تم نهيں جانتے ! آہ ' کيا تمهيں اس قانون الهي پر اچنبها هوتا هے که تم هي ميں سے الله ايک شخص کو سچائي کی دعوة کيليے چن لے اور اسکے اندر اپني هدايت اتار دے ' تا که وہ تمهيں بدعمليوں کے نتيجوں سے ڈرائے اور تاکه تم آنے والي تباهيوں و بد حاليوں سے بچو ' اور تاکه تم پر غضب کي جگه رحمت هو ؟

ليکن يه پيغام الهي جسکا وہ اعلان کرتے هيں ' کيا هوتا هے ؟ يه تبدل و تجدد روحاني اور تقلب و تحول معنوي کي ايک دعوة هوتي هے ' جو آنسے انکي تمام پچهلي محبوبات و مالوفات کو چهيننا چاهتي هے اور تقليد آبا ؤ رسوم و عادات و مالوفات کيليے پيام هلاکت اپنے اندر رکهتي هے :

ءارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسمـاء سميتمـوها انتـم و اباؤکم ما انـزل الله بها من سلطان ' ان الحکم الا لله ' امر الا تعبدوا الا اياہ - ذالک الدين القيـم - و لکن اکثر الناس لا يعلمون ! (۱۲ : ۴)

کچهه تو خـدا کے بخشے هـوے نور بصيرة سے کام لو اور سوچو که پرستش و غلامي کيليے بهت سے معبود بنا لينا بهتر هے يا ايک هي خداے واحد و قهار کا هو رهنا ؟ يه جو تم نے اپني بندگي کے ليے خدا کے سوا اور بهت سے چوکهٹ بنا رکهے هيں اور انکا رشته اسدرجه مضبوط پکڑ رکها هے تو بتلاؤ ' انکي حقيقت بجز اسکے کيا هے که محض چند وهم ساز نام هيں جو تم نے اور تمهارے باپ دادوں نے اپنے دل سے گڑہ ليے ' اور گمرهانه اعتقادات اور نسلاً بعد نسل کي تقليد و رسم پرستي نے انکے اندر هيبت و قدوسيت پيدا کردي ؟ حالانکه اُس خدا نے که پرستش و سلطة اعلی کي تمام قوتوں کا مصدر اسي کي ذات هے ' نه تو انکے اندر کوئي طاقت رکهي اور نه انکي معبوديت و محبوبيت کيليے کوئي حکم اُتارا - يقين کرو که يه تمام ماسوی الله قوتيں جنهيں تم نے طرح طرح کا حکم و تسلط دے رکها هے ' کچهه بهي نهيں هيں ' اور هر طرح کا حکم اور هر قسم کي سلطاني تمام کائنات هستي ميں نهيں هے مگر صرف الله کيليے - اس نے هماري فطرة کے اندر يه بات وديعت کردی هے که بندگي

سے بیگانہ قرار دیا - انکی دعوۃ کی بنیاد نسل اور جغرافیہ نہ تھا - وہ ایک نئی قوم پیدا کرنا چاہتے تھے ' اسلیے خود انکی نسل جسمانی کے رشتے کا بھی کوئی اثر باقی نہیں رہا تھا - انکا گھرانا اب وہی قوم تھی جو حق و سعادت کے رشتے میں منسلک ہوکر طیار ہوئی تھی ' اور سب سے پہلے وہ خود ھی اپنے پیدا کردہ خاندان ملت کا ایک رکن ہوگئے تھے - اگرچہ و ما امن معه الا قليل ·

و نادي نوح ربه فقال : رب ان ابني من اهلي و ان وعدك الحق و انت احكم الحاكمين - قال يا نوح ! انه ليس من اهلك ' انه عمل غير صالح فلا تسئلن ما ليس لك به علم (۱۱ : ۴۷)	اور حضرة نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ خدایا ! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے خاندان کو عذاب طوفان سے نجات دی جائیگی - تو احکم الحاکمین ہے - تیرا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا - میرے لڑکے کو اس عذاب سے نجات دے کیونکہ وہ میرے خاندان میں داخل ہے ! خدا نے کہا اے نوح ! تو جسکو اپنا اہل

سمجھ رہا ہے وہ تیرا اہل نہیں ہے - تیرا گھرانا تو در اصل عمل صالح کا گھرانا ہے (جسکی دعوۃ دیکر تو ایک صالح قوم پیدا کرنا چاہتا ہے) جو اس گھرانے میں داخل ہوا وہ تیرا ہے ' اور جو اس سے نکل گیا ' وہ تیرا نہیں رہا بلکہ انکے گھرانے کا فرزند ہو گیا جنکے عمل بد کو اسنے اختیار کیا - پس مجھسے وہ سوال نہ کر جسکا تجھے علم نہیں دیا گیا - اے نوح ! یہ نصیحت میں اسلیے کرتا ہوں تاکہ حقائق و اسرار الہی تجھ پر کھلیں ' اور تو اُن لوگوں میں سے نہو جاے جو لم حقیقت سے محروم ہیں !

(تشریح مزید)

اللہ تعالیٰ نے حضرة نوح کو حکم دیا تھا کہ عذاب طوفان سے بچنے کیلیے کشتی بناؤ - جب کشتی بن چکی تو فرمایا :

احمل فيها من كل زوجين اثنين و اهلك (۱۱ : ۲۲)	کشتی میں تمام ضروری حیوانات و انواع کا ایک ایک جوڑا رکھہ لو - نیز اپنے گھرانے کے آدمیوں کو بھی سوار کرالو -

لیکن ساتھہ ھی ان لوگوں کو اس سے مستثنیٰ بھی کردیا تھا جنکے متعلق پہلے فرمان ہو چکا تھا کہ اپنے کفر و تمرد کی وجہ سے وہ اس عذاب میں ضرور حصہ پائینگے اور انکے لیے کوئی طلب اور کوئی سوال مقبول نہو گا :

الا من سبق عليه القول (۱۱ : ۴۲)	مگر ان لوگوں کو ساتھہ نہ لو جنکی نسبت پہلے حکم ہو چکا ہے -

وہ پہلا حکم یہ تھا کہ ولا تخاطبني في الذين ظلموا (۱۱ : ۳۹) جن لوگوں نے حق و عدالت سے انحراف کیا اور اپنی سرکشی و عدوان سے غضب الہی کے مورد ٹھیرے ' سو انکی بابت مجھسے کچھہ نہ چاہنا !

لیکن چونکہ حق تعالیٰ نے حضرة نوح کو انکے " اہل " و اقارب کے بچا لینے کا حکم دیا تھا اور انکا بیٹا بدرجۂ اولی لفظ " اہل " کے جسمانی مفہوم میں داخل تھا ' اسلیے آپکو جرات ہوئی اور جناب خداوندی میں اسے اپنا " اہل " قرار دیکر سوال کیا - اسپر جواب ملا کہ انه ليس من اهلك - گو بظاہر وہ تمہارے " اہل " میں سے تھا - لیکن دراصل اسے تم سے کوئی تعلق نہیں - " اہل " میں سے وہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ سرے سے تمہاری قوم ھی میں داخل نہ رہا ؟

بلاشبہ وہ تمہاری قوم اور تمہارے گھرانے میں سے تھا ' لیکن اب تو تمہاری قوم دوسری ہوگئی - تم نے حق اور راستی کی روح پیدا کرکے جو نئی قومیۃ صالحہ پیدا کی ہے ' اب سے وہی تمہاری قوم ' وہی تمہارا گھرانا ' وہی تمہارے اہل ہیں - تمہارا رشتہ صرف اس نئی قوم ھی کا رشتۂ اساس ہونا چاہیے - وہ رشتہ خون اور جسم کا نہیں بلکہ حق اور دعوۃ حق کی روح کا ہے - اسی رشتہ میں منسلک کرکے یہ نئی قوم " دعوۃ نوحی " سے پیدا کی گئی ہے - تمہارے جسمانی تعلقات کے جو " اہل " اس قومیت میں داخل نہ ہوے ' وہ تم سے کٹ گئے ' اور تمہاری جگہ " عمل غیر صالح " کی فرزندی میں داخل ہو گئے !

(قوۃ عظیمۂ ضلالت)

اس آیۃ کریمہ میں ایک اور بہت بڑا نکتہ پوشیدہ ہے اور ارباب فکر کو غور کرنا چاہیے -

صدیوں کے مذہبی عقائد ' نسلاً بعد نسل کے پرورش یافتہ رسوم و عوائد ' کسی پوری نسل اور آبادی کے جاگرفتہ اعمال ' اور ان سب سے بھی بڑھکر یہ کہ تقلید و عصبیۃ جاہلیۃ کی بندش ' اور طبیعۃ ثانیۂ انسانیہ کا انجماد ' ضلالۃ انسانیہ کی ایسی مہیب قوتیں ہیں جنکے مقابلے میں سمندر کی قہاری اور پہاڑوں کی صلابت و جسامت بھی کوئی چیز نہیں - سمندر انسان کو غرق کردیسکتا ہے ' مگر اسکی قہاری یہ قوۃ نہیں رکھتی کہ کسی پرورش یافتۂ ضلالت انسان کو ایک چھوٹے سے چھوٹے رواج یا رسم کے چھوڑ دینے پر بھی آمادہ کردے - تم نے دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے کو سیلاب و طوفان نے آ گھیرا اور شفیق باپ بے اختیار پکار اٹھا :

يا بني اركب معنا ولا تكن مع الكافرين (۱۱ : ۴۴)	اے میرے نادان بیٹے ! اب بھی وقت ہے - ظالموں کا ساتھہ چھوڑ دے اور ہمارے ساتھہ کشتی میں سوار ہو جا !

پھر دیکھو ' قومی اور جماعتی ضلالت کے اندر کیسا غیر متزلزل جمود ' کیسا غیر متغیر جحود ' کیسی ابلیسانہ جاہلیۃ ' اور کیسی غیر مفتوح بہیمی قوت ہے ' کہ با ایں ہمہ معائنۂ عذاب و ورود ہلاکت ' وہ باطل پرستی کا رشتہ نہ توڑ سکا ' اور اسی عصیانی گھمنڈ اور کافرانہ تمرد کے ساتھہ اس آخری دعوۃ نجات کو بھی رد کردیا ' جو معائنۂ عذاب سے پہلے اسکے اندر کا ابلیس تھا :

سآوي الى جبل يعصمني من الماء (۱۱ - ۴۵) .	اگر زمین پر طوفان آگیا ہے تو کوئی ڈرنے کی بات نہیں - میں ابھی کسی پہاڑ کی بلندی پر جا پہونچونگا جو مجھے پانی کی ہلاکت سے بچا لیگا -

یہی چیز ہے جسکو قرآن نے قساوت قلب ' جحود کفر ' انطباع وجدان ' ضلالت عقل ' شقاوت مبین ' وقر آذان ' غشاوۃ بصر ' غطاء قلب ' ہلاکت عقل ' اماتت فکر ' حجاباً مستورا ' اور صم بكم عمي فهم لا يبصرون ! فرمایا ہے ' اور انسانی ضلالت اور فطرة صالحہ کے بعد تغیر ' یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچکر انسان شر الدواب عند الله ہو جاتا ہے یہی وہ مہر ہے جو انسان کے دل پر جب لگ جاتی ہے تو پھر وہ کبھی حق کیلیے نہیں کھلتا ' اور یہی اس انسان کیلیے ہے جو احسن تقویم پر پیدا کیا گیا تھا ' وہ اسفل سافلین ہے جسمیں گرکر چارپایوں سے بھی بدتر ہوجاتا ہے ' کیونکہ جانور اپنی فطرۃ اصلیہ پر قائم رہتا ہے پر انسان نے اپنی فطرة صحیحہ کو خارج کی ضلالت سے بالکل مسخ کر دیا - پس :

اولئك كالانعام بل هم اضل ' و اولئك هم الغافلون -	وہ مثل چارپایوں کے ہو گئے بلکہ ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ - یہی وہ بدبخت ہیں جو بصیرۃ سے محروم ہو گئے اور غفلت انکے حواس پر چھا گئی !

اسلیے کہ رسم و رواج ' الف و عادات ' تقالید و خرافات ' ملکی و قومی اثرات و تعلقات ' اور نسلاً بعد نسل منتقل ہونے والے عقائد و اعمال

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۱)

دنیا کے گوشے گوشے میں قوت کا خزانه پنہاں هے - بجلي کي رو خاک کے هر ذرے میں موجود هے - نموء کي قوت زمین کے چپه چپه میں مخفي هے - موجوں کا تلاطم هر دریا کے اندر چهپا هوا هے - لیکن یه قوتیں خود بخود نہیں اوبهرتیں ، بلکه اپنے ظهور کیلیے ایک سخت کشمکش ، ایک سخت مقاومت ، ایک سخت تصادم کي منتظر رهتي هیں - پس جب کوئي قوت اونکو ٹهوکر لگا دیتي هے ، تو وہ برهم هوکر اپنے چهرۂ تابناک سے نقاب اولٹ دیتي هیں - حرکت بجلي کے خزانے میں آگ لگادیتي هے ، سیلاب کي رو زمین کي قوت نموء کو اوبال دیتي هے ، هوا کے جهونکے سطح دریا پر موجوں کا جال پهیلا دیتے هیں !

* * *

اخلاق بهي ایک قوت هے جو انسان کے بطون و ارواح میں چهپي هوئي هے - لیکن اگر عطر کو شیشي میں بند رکها جاے تو وہ مشام جان کو معطر نہیں کر سکتا - اوسکي بوے جانفزا بار بار کے هلنے هي سے پهیلتي هے - اسي طرح اگر انسان تمام دنیا سے الگ هوکر ایک قلۂ کوہ پر عزلت گزیني اختیار کرلے تو اوسکا اخلاقي جوهر همیشه کیلیے پہاڑ کي تاریک غاروں میں چهپ جائیگا - لیکن خدا نے انسان کو اخلاق کي نمائش کرنے هي کیلیے پیدا کیا هے - اسي بنا پر انبیاء کرام علیهم السلام نے اپني بعثت کا مقصد تکمیل اخلاق قرار دیا - وہ خود بهي دنیا کے منظر عام پر نمایاں هوے اور اپني امت کو بهي نمایاں کیا - حضرت موسی علیه السلام نے اپني امت کي نمائش وادي تیه میں کي - حضرت ابراهیم علیه السلام نے اس مقصد کیلیے ایک وادی غیر ذی زرع کو منتخب فرمایا ، اور خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم نے تو کائنات عالم کے هر میدان میں اپنا اور اپني امت کا اسوۂ حسنه پیش کردیا :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر -	تم لوگ دنیا کي ایک بهترین امت هو جو منظر عام پر نمایاں کیگئي ، کیونکه تم نیکي کا حکم کرتے هو ، برائي سے روکتے هو -
و کذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهدا علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا -	اور همنے تمکو ایک صاحب عدل و معدلت قوم بنایا تاکه تم تمام دنیا کے آگے اپنے زبان و عمل سے حق کي شهادت دو ، اور اس شهادت کي روشني صرف اپنے رسول سے اخذ کرو !

اسلام نے اسي اصول کي بنا پر رهبانیت کو ناجائز قرار دیا ، کیونکه انسان کا اخلاقي جوهر بهي دنیا کي دوسري قوتوں کي طرح تصادم و کشمکش هي کے ذریعه نمایاں هو سکتا هے -

* * *

الله تعالے نے چونکه انسان کو اخلاق حسنه کا مظهر بنایا هے جیسا که خود فرماتا هے :

لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم -	هم نے انسان کو ایک بهترین طبیعة مرکبۂ عادله میں پیدا کیا -

اسلیے اوس نے ایسے اسباب مهیا کردیے جو انسان کے حاسۂ اخلاقي کو هر وقت نمایاں کرتے رهتے هیں - اگر ایک شخص گهر میں هے تو اعزا و اقارب کے تعلقات سے اوسکے اخلاق کا اندازہ کیا جاسکتا هے - اگر بزم احباب میں هے ، تو دوستوں کے اختلاط و ارتباط کو اوسکے اخلاق کا معیار بنایا جاسکتا هے ، اگر وہ کسي بازار میں هے تو معاملات کے ذریعه سے اوسکے عیب و هنر نمایاں هو سکتے هیں -

* * *

لیکن جنگ ایک ایسي سخت ٹهوکر هے ، ایک ایسا سخت زلزله هے ، ایک ایسا سخت دهماکا هے ، جس سے دنیا کا ایک ایک ذرہ جنبش میں آ جاتا هے ، اور اسکي تمام قوتیں دفعتاً متحرک هو جاتي هیں -

اخلاق بهي ایک عظیم الشان قوت هے ، اسلیے وہ بهي جنگ سے غیر معمولي طور پر متاثر هوتا هے ، اور اوس کے اثر سے انسان کے نظام اخلاق میں ایک نمایاں انقلاب پیدا هو جاتا هے - یهي علت هے که اسلام نے اپنے تمام اعمال تربیت کیلیے اخلاقي موثرات میں سے صرف جهاد هي کو منتخب کیا - کیونکه اخلاقي انقلاب کا اس سے زیادہ کوئي موثر ذریعه نہیں هو سکتا تها -

* * *

زمانۂ جنگ میں عارضي طور پر انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا هے - یهاں تک که عیب ، هنر اور هنر ، عیب هو جاتا هے - تجسس ایک سخت بد اخلاقي هے ، لیکن زمانۂ جنگ میں جاسوسي ایک هنر خیال کي جاتي هے ، اور اسکے لیے بهترین قابلیت کے اشخاص منتخب کیے جاتے هیں - صیانت نفس هر انسان کا اخلاقي فرض هے ، لیکن میدان جنگ سے فرار انتہا درجه کي بد اخلاقي سمجهي جاتي هے - محاسن اخلاق میں رحمدلي سے بڑهکر کوئي چیز نہیں ، لیکن صف دشمن میں اوسکي کوئي قدردانی نہیں کي جاتي - غیروں کے حقوق کي حفاظت تمدن و قانون کا بهترین کارنامه هے - لیکن زمانۂ جنگ میں قانون هي غیروں کے ملک کا دوسرے سلطنتوں کے ساتھ الحاق کر دیتا هے اور مال غنیمت جسطرح وحشي قوموں کیلیے ذریعه معاش تها ، اوسي طرح تمدن کا بهي بهترین اندوخته بنجاتا هے - امن کي حالت میں عفو و درگذر ، حلم و تحمل ، اپنے اندر ایک اخلاقي مقناطیسي کشش رکهتي هیں ، لیکن صف جنگ میں طلاقت زدہ اور دام آموز تبسم سے زیادہ درشت روئي کي قدر کي جاتي هے - کفایت شعاري نهایت عمدہ چیز هے ، لیکن میدان جنگ صرف اسراف هي کے ذریعه سے فتح هوسکتا هے - وفاے عهد کي اخلاقي عظمت کا هر شخص اعتراف کرتا هے ، لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں بد عهدیاں جائز خیال کي جاتي هیں - اس قسم کے سیکڑوں اخلاقي عیب و هنر هیں جنکي حقیقت زمانۂ جنگ میں بالکل بدل جاتي هے ، اور ضرورت اونکے بدل دینے کیلیے مجبور کرتي هے -

* * *

لیکن ابتداء میں دنیا کي هر چیز عارضي هوتي هے جو رفته رفته مستقل صورت اختیار کرلیتي هے - عارضي اسباب سے زمین پر پاني کے قطرے گرتے هیں ، اور آهسته آهسته زمین میں سوراخ کرتے جاتے هیں - یهاں تک که ایک دن وہ مستقل گڑهے کي صورت اختیار کرلیتا هے - ایک پتهر پر آفتاب کي شعاعیں پڑتي هیں اور وہ اونکا رنگ جذب کرتا جاتا هے ، یهاں تک که ایک دن لعل شب چراغ کے قالب میں نمایاں هوکر دنیا کي آنکھ کو خیرہ کردیتا هے !

انسان کے اخلاق و عادات کا بهي یهي حال هے - بچه ماں کے پیٹ سے ایک سادہ شیشۂ دل لیکر آتا هے جس میں هر عکس کے قبول کرنے کي صلاحیت هوتي هے - دنیا کي جو طاقت اسپر اپنا پرتو ڈالتي هے ، آهسته آهسته اسي اثر کو قبول کرتا جاتا هے ، اور ایک دن اوسي قوت کا طبعي اثر اوسکا اخلاقي دستور العمل

نه کریں مگر صرف اسي کي ' اور سر نه جهکائیں مگر صرف اسي کیلیے - یہي فطرة صالحه دین قیم یعني هدایت انساني کا صحیح اور مستقیم راسته هے - پر افسوس که اس ضلالت اباد انساني میں بڑی تعداد انکي هوگئي جن پر اس حقیقیة فطریه سے جهل چها گیا ! !

لیکن اب غور کرو که اس دعوة کا اصلي منشا زیاده کهلے لفظوں میں کیا هوتا هے ؟ یه که جو کچهه انسانوں نے اب تک دیکها ' اسے ان دیکها سمجهیں ' جو کچهه انهوں نے همیشه سنا ' اسے یکسر بهول جائیں ' جو کچهه ابتک انهوں نے سمجها اور یقین کیا ' اس سے یک قلم باهر آجائیں - یه گویا نسلي و قومي افکار و عقائد کي ایک خانه ویراني کي پکار هوتی هے ' جو انکے اس گهر کو اجاڑنا چاهتي هے جسمیں صدیوں تک وه پلے ' اور ایک نیا گهرانا آباد کرنا چاهتي هے جسکے در و دیوار سے انهیں کوئي الفت نہیں -

یہي وجه هے که جسطرح دعوة و هدایت نے همیشه اور هر عهد میں یکساں طور پر اجتهاد فکر و نظر کي پکار بلند کي هے ' تهیک اسي طرح انساني ضلالة کي جانب سے بهي همیشه الف و عادات اور تقلید آبا و رسوم کے شغف و محبوبیت کا یکساں جواب ملا هے :

وکذالک ما ارسلنا من قبلک
في قریـــة من نذیر الا قال
مترفوها : انا وجدنا آباءنا
علی امة و انا علی اثارهـــم
مقتدون (۴۳ : ۲۳)

اے پیغمبر ! انسان کي قومي و جمـــاعتي گمراهي کا ظهور کچهه تمهارے هي سامنے ایسا نہیں هے بلکه اوس کا عام اور یکساں حال همیشه ایسا هي رها هے - تمهیں اپنے سے پہلے کوئي بستي ایسي نظر نہیں آئیگي جسمیں الله کے طرف سے ڈرانے والے آے هوں اور انهوں نے اپني قوموں کے بڑوں سے یه جواب نه پایا هو که " هم نے تو اپنے باپ دادا کو اسي قومي طریقه پر چلتے پایا اور هم بهي انهي کے طریق پر چلینگے "

پس انسان کیلیے اس تغیر و تجدد سے بڑهکر اور کونسي کٹهن راه هو سکتي هے ؟ اور کاروبار دعوة و تبلیغ میں اس سے زیاده یکسر مشکلوں اور صعوبتوں سے بهرا هوا ' عقل برانداز ' اور ثبات افگن کام اور کونسا هو سکتا هے ؟

اگر تم اس حالت کا تهیک تهیک اندازه کرو ' اور اس کلي تاسیس فکري و عملي کے ایک ایک جزیه کو اپنے سامنے لاؤ ' تو تم پاؤگے که کائنات اعمال انساني میں حیرانیوں اور اچهنبوں کا یه آخري نقطه هے - محض وه انساني قوة جو ماده کي ترکیب و اثرات سے متقوم هوئي هے ' اس کام کے لیے کچهه نہیں کرسکتي ' اور جب تک انساني ضلالت سے لڑنے کیلیے انسان نہیں ' بلکه انسانیة سے کوئي ما فوق قوة نه اتر آے ' اسوقت تک انساني ضلالت هار نہیں سکتي - اس معرکے میں ایک طرف تنہا ایک انسان ' اور دوسري طرف پوري نسل ' پوري قوم ' پوري آبادي ' بلکه پوري دنیا هوتي هے - پس اس اسمان کے نیچے کونسي عقل هے جو یه مان سکتي هے که ایک انساني فرد کسي پوری آبادی کو ' جو بلحاظ انسانیة کے اس سے مساوی قوة رکهتي اور بلحاظ تعداد کے اس سے هزار چند هے ' محض اپني انساني قوت هي سے شکست دیسکتا هے ؟

ولقـــد سبقت کلمتنا
لعبادنا المرسلین ' انهم
لهم المنصـــورون و ان
جندنا لهم الغالبـــون
(۳۷ : ۱۷۱)

اور هم نے اپنے ان بندوں کیلیے جنکو هم حق کے اعلان اور هدایت کي پکار کیلیے دنیا کے سامنے بهیجتے هیں ' پہلے هي سے یه قانون قرار دیدیا هے که فتح و کامیابي انهي کو هوگي -

پس انسانیة سے مافوق قوة ' وه قوة ربانیه هے جو اترتي هے ' اور کسي ایک انسان کو اپنا مهبط و مورد بنا کر اسمیں سے ابهرتي اور اسکے اندر سے چمکتي هے - پهر اس انسان کا هاتهه خدا کا هاتهه هوجاتا هے - وه اٹهتا هے تو کسي طاقت سے نہیں جهک سکتا : ید الله فوق ایدیهم (۴۸ : ۱۰) اور اسکا عزم خدا کا عزم بن جاتا هے پس جب وه اعداء حق پر تیر افگني کرتا هے تو خدا کهتا هے که میں نے کي :

و ما رمیت اذ رمیت
ولکن الله رمي (۸ : ۱۷)

اور جب تو نے اے محمد دشمنوں پر تیر چلایا تو دراصل تیرا وجود چلانے والا نه تها بلکه خود الله چلا رها تها !

(عود الی المقصود اور قرباني)

تمهید مندرجهٔ صدر سے تم پر واضح هوگیا هوگا که انسان کی جس اجتماعي ضلالت کا مقابله انبیاء کرام کو کرنا پڑتا هے ' وه اپنے اندر کیسي عظیم الشان اور غیر مفتوح قوة رکهتي هے ؟ اور جب تم نے تاریکي کي طاقت کا اندازه کرلیا تو اب اسي سے اسکا بهي اندازه کرلو که ایسي طاقتور تاریکي کے دور کرنے کیلیے کیسي طاقتور روشني مطلوب هے ؟

تم نے دیکهه لیا که دشمن کي طاقت کا کیا حال هے ؟ اب سونچو که ایسے قوي دشمن کے هلاک کرنے کیلیے کیسے طاقتور گرز اور کیسے قوي دست و بازو کي ضرورت هے ؟

انبیاء کے آلات و اسلحه مادي نہیں هوتے - مادي ساز و سامان کے لحاظ سے وه بالکل فقیر و تهي دست هوتے هیں - انکے ساز و سامان کے ڈهالنے کا کارخانه دوسرا هے - وه جن آلات و اسلحه کے ساتهه اس معرکهٔ ضلالة و هدایة میں قدم رکهتے هیں ' انمیں اولین حربه " قرباني " کا هوتا هے -

انسان کي اجتماعي حیات یا قومیت دراصل ان تمام عقائد و اعمال کے مجموعه کا نام هے جو نسل و وطن اور متوارث و متواصل علائق نسلي سے ترکیب پاتے هیں - ان انبیاء کرام کا مشن یه هوتا هے که ان تمام نسلي اور قومي امتیازات قدیمه کو مٹا کر ' ایک نئے روحاني امتیاز و خصوصیت کي بنیاد پر نئي قومیت پیدا کریں - پس اس بنا پر انکي دعوة کا اولین اسوهٔ حسنه یہي هونا چاهیے تها که خود بهي نسل و خاندان کے تمام رشتوں کو توڑ دیں ' اور اسطرح نسلي قرباني کا طاقتور حربه طیار کریں -

اس قرباني کا اثر انکے تمام کار و بار دعوة میں سب سے زیاده کارکن هوتا هے - قوم دیکهتي هے که کس طرح داعي الی الحق نے اپنے تمام رشتوں کے گهر کو اجاڑ دیا ' اور ابسي عمارت کا ایک گوشه بنگیا ' جسکي چهت کے نیچے همیں جگه دے رها هے !

چنانچه انبیاء کرام اور رسل عظام کے اس سلسلے میں جنهوں نے نئي قومیتوں کي بنیاد رکهي ' سب سے پہلے حضرة نوح علیه السلام کي دعوة کا مقام هے ' اور چونکه انکي دعوة اسي پہلي قسم کي دعوة تهي ' اسلیے ضرور تها که اس اولین قرباني کا بهي وه اسوهٔ حسنه قائم کرتے -

پس آیة کریمهٔ مندرجهٔ صدر میں جب انهوں نے اپنے بیٹے کیلیے خدا کو پکارا ' تو ارشاد هوا که یہاں جسماني رشتے کیلیے کوئي گنجایش نہیں - اگر تمهارا بیٹا عمل صالح کے اس نئے گهرانے میں داخل هوجاتا جسکي تم نے بنیاد رکهي هے ' تو وه تمهارا عزیز تها - لیکن اس نے " عمل صالح " کي جگه " عمل غیر صالح " سے رشته جوڑا - پس اب اسکا ذکر بیکار هے ' اور یه بناء قومیت کا وه ناموس الهي هے جسکا تمهیں علم هونا چاهیے :

قال رب اني اعوذ بک
ان اسئلـــک ما لیس
لی به علم (۱۱ : ۴۹)

حضرة نوح نے عرض کیا : اے میرے پروردگار ! میں اپنے ضعف بشري کا اعتراف کرتا هوں اور تیري رحمت و مغفرت میں پناه لیتا هوں که جس چیز کي حکمت و حقیقت پر میري نظر نه تهي ' میں نے اسکي نسبت تجهسے سوال کیا !

مقالات

جنگ کا اثر فن روایت پر

(ا)

دنیا درحقیقت موجودات کي ایک رزمگاہ ھے، جس میں ایک قوت دوسري قوت سے ٹکرا کر فعل و انفعال اور تاثیر و تاثر کا ایک مستقل سلسلہ جاري رکھتی ھے - تصادم قوی کا یہ عام قانون ھے - لیکن کیا ایک دشمن دوسرے دشمن سے نرمي کے ساتھہ بھي بغل گیر ھوسکتا ھے ؟

دنیا کا مادہ اس فلسفیانہ سوال کا جواب نفي میں دیتا ھے - مادۂ عالم قوت کے بل پر قائم ھے - قوت کسي سے جھک کے ملنا نہیں جانتي - وہ ھمیشہ ابھرتي ھے، اور ابھر کے دوسري قوت سے ٹکراتي ھے - اس کشمکش و مقاومت کا فیصلہ بھي قوت ھي کي شدت و ضعف پر ھوتا ھے - اگر وہ ضعیف ھے تو خود چور چور ھوجاتي ھے - قوي ھے تو اپنے حریف کو پاش پاش کردیتي ھے -

لیکن کبھي کبھي ایسا بھي ھوتا ھے کہ میزان عدل دونوںکے توازن کو مساویانہ حیثیت سے قائم رکھتا ھے - اس حالت میں وہ ایک قوت سے کچھہ لے لیتا ھے اور دوسرے کو کچھہ دیدیتا ھے - پس صلح بھي جنگ ھي کے سلسلہ میں داخل ھے - بلکہ جنگ کي ایک خاص شکل کا نام ھے - اسلام چونکہ دنیا کے تمام مواد و قوی کے توازن کو صحت و عدالۃ کے ساتھہ قائم کردینے کیلئے آیا تھا، اسلیے اوس نے جنگ کي اسي مخصوص شکل کو منتخب کرلیا :

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض، لفسدت الارض، ولکن اللہ ذو فضل علي العالمین (۲ : ۲۵۲)	اور اگر خدا ایک جماعت کو دوسري جماعت کي مدافعت کي قوت نہ دیتا تو دنیا برباد ھوجاتي - لیکن خدا تو تمام نظام عالم کو

اسکي تمام احتیاجات و ضروریات بخشنے والا ھے، اسلیے اوس نے تمام دنیا پر قوت کو تقسیم کردیا -

چنانچہ شریعۃ الاھیہ نے دنیا کي میزان عدل کو جس نظام پر قائم رکھا ھے، وہ قوت ھي کي مساویانہ تقسیم کے بل پر قائم ھے :

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض، لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا (۲۲ : ۴۱)	اگر خدا ایک جماعت کو دوسري جماعت کي مدافعت کي قوت ندیتا تو حق اور صداقت کا دنیا میں کوئي محافظ نہ رھتا اور

خدا پرستي مظلوم ھوکر فنا ھوجاتي - شریعت کي تعلیم گاھیں اور معبد منہدم ھوجاتے، صلواۃ الہي کا ادا کرنا جرم بن جاتا، اور وہ تمام مسجدیں اجڑ جاتیں جن میں خداے واحد کا بار بار ذکر کیا جاتا ھے !

جہاد اسلامي کي حقیقت اسي صلح برور جنگ کي ایک زندہ مثال ھے - لیکن اسوقت ھمکو جنگ کے اون نتائج سے بحث نہیں جو دنیا کے توازن کو قائم رکھتے ھیں، بلکہ صرف تصادم قواء کے عام اثرات سے بحث کرنا چاھتے ھیں -

(ا)

دنیا کي ھر قوت اگرچہ ٹکرا کر کوئي نہ کوئي نتیجہ ضرور پیدا کرتي ھے، لیکن تصادم قواء کا سب سے زیادہ ھیبت انگیز منظر جنگ کي صورت میں دنیا کے سامنے نمایاں ھوتا ھے - دنیا کي ھر مادي قوت اگرچہ انفرادي حیثیت سے ھمیشہ سرگرم کارزار رھتي ھے، لیکن اجتماع و تعاون (یعنی باھم جمع ھوکر ایک دوسرے کي مدد کرنا) صرف انسان ھي کا مخصوص جوھر ھے، اور اسي مدني خصوصیت کي بنا پر اوس نے تمام دوسري قوتوں کو زیر اثر کرلیا ھے - دنیا کے معرکہ کارزار میں بھي اوسکي یہ اجتماعي شان نظر آتي ھے - اسي کے ذریعہ وہ دنیا کے سامنے اوس اجتماعي قوت کي ایک عام نمایش کرسکتا ھے جو کیف و کم، دونوں میں تمام دوسري قوتوں کا ایک مرکب سمجھي گئي ھے - اسلئے اوسکے تصادم کا مجموعي اثر بھي ھر قوت سے شدید تر، اور مختلف ھوتا ھے - دوسري قوتیں صرف ایک مادہ یا ایک قوت پر اثر ڈال سکتي ھیں لیکن انساني جنگ کا دائرۂ اثر غیر محدود ھوتا ھے - وہ عقائد پر، اخلاق پر، لٹریچر پر، مذھب پر، تمدن پر، جان پر، مال پر، غرض عالم ھستي کے ایک ایک ذرے پر اثر ڈالتي ھے، اور اوس اثر کو اور اسکے مسلسل نتائج و عواقب کو ایک مستقل یادگار کي صورت میں ھمیشہ کیلئے چھوڑ جاتي ھے -

لیکن دنیا کي نگاھیں مادہ پرست ھیں اسلیے وہ جان و مال کي مرثیہ خواني میں اپني دوسري متاعوں کو بھول جاتي ھیں - البتہ ایک تیز حقیقت بیں نگاہ خون کي رنگین چادروں سے گذر کر جب عقائد، اخلاق، لٹریچر، تمدن، غرض ھر چیز کو ٹٹولتي ھے، تو اوسکو اس قتل عام میں رنج و مسرت، دونوں کے سامان ھاتھہ آتے ھیں - وہ دیکھتي ھے کہ جنگ نے مفتوح قوم کے عقائد، مذھب، اخلاق، لٹریچر، اور تمدن کو بالکل برباد کردیا اور اِس ماتم کبری پر ایک آنکھہ آنسو بہانا چاھتي ھے - لیکن دوسري آنکھہ اِس پر راضي نہیں ھوتي کہ اصلي خزانہ ابھي باقي ھے - اوس کو اگرچہ مفتوح قوم نے کھودیا ھے لیکن دنیا نے نہیں کھویا - وہ دنیا ھي میں ھے - البتہ مفتوح قوم کي جیب سے نکل کر فاتح کے دامن میں منتقل ھوگئي ھے - ولنعم ما قیل :

زغارت چمنت بر بہار منتہاست
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ مي آید

لیکن فن روایت پر جنگ کا اثر اِس سلسلہ سے بالکل مختلف ہوتا ھے - ھر جنگ ایک سلسلہ روایت پیدا کردیتي ھے جو مفتوح کے دماغ سے نکل کر فاتح کي جیب میں نہیں جاتا بلکہ دونوں کا سرمایہ اونھیں کے پاس رہ جاتا ھے - اِسلیے بظاھر فن روایت کو جنگ کے عام اثر سے بالکل محفوظ رھنا چاھیے -

(۲)

لیکن کیا درحقیقت اوس کا دامن خون کے دھبوں سے بالکل پاک ھے ؟

بن جاتا هے - انسان کے اخلاق کا سب سے بڑا مظہر عادت هے - لیکن یه ملکه بھي کسي فعل کے متواتر عمل میں لانے هي سے پیدا هوتا هے -

اس عالمگیر قدرتي اصول کي بنا پر جن قوموں کو جغرافیانه حالات ' تمدني ضروریات ' اور قومي خصوصیات همیشه جنگ کیلیے تیار رکھتي هیں ' وه اپني زندگي کا ایک بڑا حصه میدان جنگ هي میں بسر کرتي هیں - یهي عارضي نظام اخلاق اونکا مستقل اخلاقي دستورالعمل بن جاتا هے ' اور وه ان اخلاقي خصوصیات میں تمام دنیا سے ممتاز خیال کي جاتي هیں - ترکوں کي جنگ جوئي عام طور پر ضرب المثل هے :

جنان بردند صبر از دل که ترکاں خوان یغما را !

* * *

زمانه جنگ میں جن اخلاق و عادات کو ناگزیر خیال کیا جاتا هے ' اون میں بہت سے ایسے هیں جنسے بلاتکلف بے نیازي حاصل هوسکتي هے - جنگ کیلیے اگرچه جاسوسي ایک ضروري جزو هے ' لیکن جاسوس فوج کے ضروري اجزاء نہیں هوتے - میدان جنگ میں کبھي کبھي دشمن پر رحم بھي کیا جاسکتا هے - فقر و فاقه کي حالت میں بھي جنگ جاري رکھي جاسکتي هے ' اور دولت کي نازش اوسکے لیے چنداں ضروري نہیں - لیکن "شجاعت" ایک ایسي چیز هے جو جنگ کي حقیقت میں داخل هے ' اور اگر کوئي شخص میدان جنگ میں عزم و استقلال کے ساتھه کھڑا رهنا چاهتا هے ' تو اوسکو سب سے پہلے اپنے دلوں میں اسکي سنہري زنجیر ڈال لیني چاهیے -

جن قوموں کو کسي اتفاقي ضرورت سے لڑنا پڑتا هے ' اگرچه اونکے لیے بھي شجاعت نہایت ضروري هے ' لیکن جو قومیں همیشه لڑتي بھڑتي رهتي هیں ' اون میں شجاعت کا ایک مخصوص ملکۂ راسخه پیدا هو جاتا هے - وه خاص طور پر اس وصف میں دوسري قوموں سے ممتاز خیال کي جاتي هیں -

مرد عورتوں سے زیاده بہادر هوتے هیں - اسکي وجه یه هے که اونکو اپني جان و مال کي حفاظت کیلیے مختلف لوگوں سے مقابله کرنا پڑتا هے ' یهي کشمکش اونکے جذبات شجاعت کو زیاده نمایاں اور مستحکم کردیتي هے

جن اگر متمدن اور وحشي قوموں کا مقابله کیا جاے تو اون میں بھي مرد اور عورت کي سي نسبت نظر آئیگي - متمدن قوم ایک عظیم الشان شہر کي چاردیواري میں محصور رهتي هے - اوسکو خارجي خطرات کا بالکل ڈر نہیں رهتا - شہر کے اندر پولیس حفاظت کرتي هے - وه امن و سکون کي حالت میں آرام کي نیند سوتي هے - اسطرح رفته رفته اوسکي قوت دفاعي بیکار هو جاتي هے اور شجاعت کے جذبات مرده هو جاتے هیں -

لیکن ایک بدوي کي حالت اس سے بالکل مختلف هے - وه کھلے هوئے میدان میں رهتا هے ' اور اپني تمام چیزوں کي حفاظت خود هي کرتا هے - چور ' ڈاکو ' غنیم ' اوسپر حمله کرتے هیں ' اور وه صرف اپني قوت بازو سے انکو دفع کرتا هے - اسلیے اوسکے جذبۂ شجاعت کو همیشه ٹھوکر لگتي رهتي هے ' اور اس سنگ چقماق سے همیشه شرارے نکلتے رهتے هیں - اسکا لازمي نتیجه یه هے که وه همیشه اپنے پہلو میں ایک گرم دل ' اور دل میں گرم خون کا ایک بڑا ذخیره رکھتا هے - یهي خون اوسکي رگوں میں هر وقت حرکت پیدا کرتا رهتا هے ' اور وه ایک معمولي سي صدا پر میدان جنگ کي طرف روانه هو جاتا هے -

عرب جس نے قیصر و کسری کے تخت و سلطنت کو دفعتہً اولٹ دیا ' اسي قسم کي شجاعت کا مرکز تھا - یہاں تک که زمانۂ جاهلیت میں بہادروں کا ایک خاص طبقه پیدا هوگیا تھا جو همیشه گھوڑے کي لگام زنار کي طرح اپنے گلے میں آویزاں رکھتا تھا اور هر وقت میدان جنگ کیلیے پا برکاب رهتا تھا - فارسي لٹریچر میں "پا برکاب" کے استعارے کو بھي جنگ هي کي عاجلانه مستعدیوں نے پیدا کیا هے -

* * *

لیکن کبھي کبھي صرف ایک هي ممتد اور عظیم الشان جنگ اس قسم کي مستقل شجاعت پیدا کردیتي هے ' اور فتح و ظفر کي نشاط انگیز مسرت اس آتش سیال کو اور بھي دو آتشه بنا دیتي هے - آج همیں کئي قومیں ایسي نظر آتي هیں جو اگرچه همیشه مصروف جنگ نہیں رهیں ' لیکن صرف ایک هي فاتحانه جنگي اقدام ' یا ایک هي بامراد معرکۂ قتال نے انکو ایک مستقل اور دائم و قائم جنگي قوم بنا دیا هے !

تاتاریوں کي مشہور شجاعت بھي اوسي عالمگیر طوفان کي ایک موج هے جو ساتویں صدي میں تمام دنیاے اسلام میں پھیل گیا تھا ' اور بعد کي صدیوں میں هجوم اعداء نے اوسکو اور بھي مستقل کردیا -

* * *

اس مستقل شجاعت کا اثر صرف میدان جنگ هي میں ظاهر نہیں هوتا ' بلکه زندگي کے هر شعبۂ عمل میں اوسکي جھلک نظر آتي هے - وه تمام قوم میں ایک حرکت پیدا کردیتي هے جو اوسکے تمام قواء خفته کو بیدار رکھتي هے - جرمني کي جنگ پرستي کا نشه فرانس و بلجیم کے میدانوں سے زیاده برلن کے کارخانوں ' کالجوں ' عام بازاروں میں نظر آیا تھا -

قواء کا یه نشاط قوموں کي افزائش نسل پر بھي نمایاں اثر ڈالتا هے - یهي وجه هے که شیر کي اوبھرنے والي بہادرانه قوت جب ایک پنجرے میں قید کردي جاتي هے تو اوسکا شجاعانه نشاط فنا هوجاتا هے ' اور اوسکے توالد و تناسل کا سلسله بالکل منقطع هو جاتا هے -

اسکے برعکس بزدل قوم قلیل النسل هوتي هے - یهي وجه هے که ایک مدت کي غلامي کا افسرده کن اثر مفتوح قوموں کو فنا کردیتا هے -

* * *

لیکن ایک هي قوت متضاد نتائج بھي پیدا کرسکتي هے - پاني کي طغیاني اگر سطح دریا پر موجوں کے سر پر غرور کو بلند کردیتي هے تو بہت سے سر اوٹھانے والے کنگرے اوسکي رو میں پست بھي هوجاتے هیں - اسلیے جنگ اگر ایک قوم کے جذبۂ شجاعت کو همیشه کیلیے اوبھار دیتي هے ' تو دوسري قوم کو همیشه کیلیے بزدل بھي بنادیتي هے - شخصي حالتوں میں بھي یه بزدلي نمایاں طور پر نظر آتي هے *

انگلستان کے مشہور فلاسفر ٹامس هوب نے اپني بزدلي کي یه وجه بتائي هے که وه جس زمانے میں اپني ماں کے پیٹ میں تھا ' انگلستان کو اسپینش لوگ جنگ و غارتگري کي دهمکیاں دیتے رهتے تھے اور اونکي فوجیں عموماً ساحل انگلستان کا چکر لگایا کرتي تھیں - اس وقت تمام انگلستان کے ساتھه اوسکي ماں بھي اضطراب و خوف میں مبتلا تھي - اوسکے اضطراب عصبانی نے بچے میں یه بزدلي پیدا کردي !

انگلستان کے سلاطین قدیم میں یعقوب ثاني سخت بزدل تھا - اسکي یه وجه بتائي جاتي هے که اسکي ماں نے سخت مصیبت و اضطراب کي حالت میں زندگي بسر کي تھي اور اوسکا قدرتي اثر اوسکے بچے پر بھي پڑا تھا -

(البقیة تتلی)

في الحديث عن عساكر الدول التي لعهدهم او قريباً منه، و تفاوضوا في الاخبار عن جيوش المسلمين او النصارى، او اخذوا في احصاء اموال الجبايات و خراج السلطان و نفقات المترفين و بضائع الاغنياء الموسرين، توغلوا في العدد و تجاوزوا حدود العوائد و طاوعوا وساوس الاغراب، فاذا استكشفت اصحاب الدواوين عن عساكرهم، و استنبطت احوال اهل الثروة في بضائعهم و فوائدهم، و استجليت عوائد المترفين في نفقاتهم، لم تجد معشار ما يعدونه، و ما ذالك الا لولوع النفس بالغرائب و سهولة التجاوز على اللسان و الغفلة على المتعقب و المنتقد، حتى لا يحاسب نفسه على خطاء و لا عمد و لا يطالبها في الخبر بتوسط و لا عدالة، و لا يرجعها الى بحث و تفتيش، فيرسل عنانه، و يسيم في مراتع الكذب لسانه، و يتخذ آيات الله هزوا، و يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله، و حسبك بها صفقة خاسرة - (مقدمہ ابن خلدون - ص - ۱۱)

زمانے کے بادشاہوں کی فوجوں کے متعلق روایت کرتے ہیں، یا مسلمانوں اور نصاریٰ کی فوجوں کے اجتماع کا ذکر کرتے ہیں - یا مالگذاری اور خراج کی رقوم اور دولت مند لوگوں کے مصارف، اور متمول لوگوں کے مالی سرمایہ کی مقدار بیان کرتے ہیں تو اونکی تعداد میں نہایت مبالغہ آفرینی کرتے ہیں، اور عادت جاریہ سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور عجائب پسندی کے وسوسوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں - لیکن جب تم خود متعلقین صیغۂ جنگ سے اونکی فوجوں کا حال دریافت کرو، اور دولت مندلوگوں کی دولت کے نتائج اور ثمرات کے ذریعہ اونکی دولت کا اندازہ کرو، اور دولت مندوں کے مصارف پر اس حیثیت سے نظر ڈالو کہ اس معاملہ میں امراء کی عام عادت کیا ہے ؟ تو جو تعداد ان مورخین نے بیان کی ہے، اوسکا عشر عشیر بھی تمکو ہاتھہ نہ آئیگا - یہ مبالغہ آفرینی اسلیے کی جاتی ہے کہ نفس انسانی عجائبات کا شیدائی ہے، ایسی باتیں آسانی سے مشہور ہوسکتی ہیں - لیکن اس قسم کے مورخ یہ بھول جاتے ہیں کہ آیندہ زمانے میں لوگ ان روایتوں کی نقد و تحقیق بھی کرینگے - اسلیے وہ اپنی خطا پر یا اپنی دانستہ غلط بیانیوں پر اپنے نفس کا جائزہ نہیں کرلیتے - نہ اوسکو روایت کی معتدل راہ پر لے جاتے ہیں اور نہ اوسکو تحقیق کی طرف مائل کرتے ہیں - بلکہ وہ بالکل مطلق العنان بنجاتے ہیں - اپنی زبان کو جھوٹ کے مرغزاروں میں چراتے ہیں، خدا کی نشانیوں کو ہنسی مذاق بنا لیتے ہیں، اور لغو باتوں کی ایک دکان لگا دیتے ہیں تاکہ خدا کی سیدھی راہ سے دنیا کو گمراہ کریں - لیکن افسوس یہ کیسی ناکامیاب تجارت ہے !!

علامہ موصوف نے اس قسم کی روایتوں کی متعدد مثالیں دی ہیں اور اونپر مختلف حیثیتوں سے نقد کیا ہے - اونہوں نے اگرچہ ان اصول سے چند خاص روایتوں ہی کے انتقاد میں کام لیا ہے لیکن یہ ایسے اصول ہیں کہ عموماً ہر فوجی نقل و حرکت کے نقد و تحقیق روایات میں اون سے کام لیا جا سکتا ہے -

علامۂ موصوف کی چند پیش کردہ مثالوں کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں :

(۱) مسعودی مورخین اسلام میں بڑے پایہ کا مورخ شمار کیا جاتا ہے - لیکن اوس نے بنو اسرائیل کی فوج کی تعداد (جو فرعون کے مقابلہ کیلیے جمع ہوئی تھی اور جسکو وادی تیہ میں خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شمار کیا تھا) ۶ لاکھ بتائی ہے - یہ وہ لوگ تھے جنکو خاص پابندیوں کے ساتھہ منتخب کیا گیا تھا - یعنی ہر سپاہی کی عمر ۲۰ برس سے متجاوز تھی اور وہ جسمانی حیثیت سے معرکہ جنگ میں شریک قتال ہوسکتا تھا -

ایک خوش اعتقاد شخص اس روایت کو بآسانی قبول کرلیگا، لیکن اسپر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالنی چاہیے :

(الف) عموماً فوج کی تعداد کا تناسب ملک کی وسعت کے ساتھہ تعلق رکھتا ہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ فوجی مصارف کا بار اوسی ملک پر ہوتا ہے جس کی وہ حفاظت کرتی ہے - اسلیے فوج اور سامان جنگ کی وسعت کا اندازہ صرف ملک کی اقتصادی حالت ہی سے ہو سکتا ہے، لیکن مصر اور شام کی وسعت اور اونکی اقتصادی حالت اس عظیم الشان فوج کے مصارف کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی -

(ب) اصول جنگ کے مطابق میدان جنگ میں فوج کی ترتیب اسطرح کی جاتی ہے کہ ایک صف کو دوسری صف سے اعانت ملتی رہے اور نقل و حرکت کیلیے میدان میں کافی وسعت موجود ہو، لیکن کوئی میدان اس سر زمین میں ایسا ثابت نہیں ہوتا جو ۶ لاکھ فوج کی گنجایش رکھتا ہو اور اصول جنگ کے مطابق اوسمیں فوج کی ترتیب و تنظیم قائم کی گئی ہو -

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیل کے درمیان چار پشتیں گذری تھیں جسکی کل مدت صرف دو سو دس برس تھی - لیکن چار پشت کے عرصے میں کوئی خاندان اس قدر وسیع نہیں ہوسکتا کہ بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور مریضوں کے علاوہ ۶ لاکھ سپاہی پیدا کر دے -

(د) دنیا میں ایرانیوں کی سلطنت نہایت وسیع اور عظیم الشان سلطنت تھی جس نے درفش کاویانی کے سایے میں دنیا پر ہزاروں برس حکومت کی - لیکن قادسیہ کی جنگ میں (جب کہ اوسکی موت و حیات کا فیصلہ ہو رہا تھا) اوس نے اپنی فوجی طاقت کی سب سے بڑی اور سب سے آخری نمائش کی، تاہم اسکی فوجی قوت ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے متجاوز نہ تھی - پس حضرت موسیٰ کے فوج کی تعداد اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتی ہے ؟

(۲) مورخین کا بیان ہے کہ زمانۂ قدیم میں ملوک یمن عموماً افریقہ اور بربر پر حملہ کیا کرتے تھے - سلاطین یمن میں افریقش بن قیس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جب بربر کی جنگ سے واپس آ رہا تھا تو قبائل یمن میں قبیلہ حمیر وہیں رہ گیا، مغرب کی قوموں میں کتامہ اونھی کی اولاد سے ہیں - لیکن بربر کے تمام اہل نسب اس سے انکار کرتے ہیں - سلاطین یمن میں ذالاذعار کی نسبت مشہور ہے کہ وہ موصل، آذربیجان، ایران، روم، ماوراء النہر، سمرقند، اور چین وغیرہ پر حملہ کر چکا تھا اور ان میں بہت سے ممالک اوسکے زیر نگیں ہو گئے تھے - لیکن ان روایتوں کا ایک حرف بھی صحیح نہیں ہے - حسب ذیل دلائل پر غور کرو :

سلاطین یمن جزیرۂ عرب میں رہتے تھے، اور صنعا اونکا دارالسلطنت تھا، لیکن جزیرۂ عرب کو تین طرف سے سمندر محیط تھا - صرف سویس کا ایک راستہ کھلا تھا جس سے کوئی فوج مغرب کی طرف نقل و حرکت کر سکتی تھی - لیکن سویس اور بحر شام کا راستہ جن صوبوں میں سے ہوکر گذرتا تھا، وہ عمالقہ، کنعان، اور قبط وغیرہ کی زیر حکومت تھے، اور جب تک کوئی فوج ان سے معرکہ آرا نہ ہولیتی، ان راستوں میں سے ہوکر گذر نہیں سکتی تھی - لیکن کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ سلاطین یمن نے ان قوموں سے کبھی بھی جنگ کی - یمن سے مغرب تک کی مسافت

اصلي ماتم اِسي سوال سے شروع هوتا هے -

امن و صلح کے زمانه ميں هر چيز سے خون کا دهبه چهڑاديا جاتا هے ' ليکن صرف تاريخ هي ايک ايسي چيز هے جس کا دامن مبالغه آميز اور مصنوعي طريقه پرخون سے رنگين کيا جاتا هے - جنگ تاريخ کے چهره کو سب سے زياده زخمي کرديتي هے - جنگ کا جو اثر مذهب ' اخلاق ' تمدن ' اور لٹريچر وغيره پر پڑتا هے ' وه درحقيقت قوت کے ايک مخصوص وصف امتيازي کا نتيجه هوتا هے - قوت کبهي دبکر رهنا نهيں چاهتي - وه هميشه دوسروں کو دباتي رهتي هے - قوت کي اِس نمود نے انسان کو بالطبع نمود پسند بنا ديا هے - اسليے وه اپنے کارناموں کو هميشه دنيا کے سامنے ايک نئے آب و رنگ کے ساتهه پيش کرنا چاهتا هے - جنگ اپنے پاس اِس کا بڑا ذخيره رکهتي هے جنگ ميں اظهار فخر و غرور کے دو متضاد مواقع عموماً پيش آتے هيں اور دونوں جگه مبالغه آميزي و مرعب کاري مختلف شکليں اختيار کرليتي هے -

جنگ کا ايک منظر تو وه هوتا هے' جب ايک فريق کي تعداد نهايت قليل هوتي هے ليکن دوسري طرف سے فوج کا ايک ٹڈي دل اُمڈتا هوا چلتا هے - اِس صورت ميں اگر يه کثرت ' قلت پر غالب آجاے تو اُس کے فتح و ظفر کي داستان کسي مزيد تعليل و توجيه کي محتاج نهيں هوتي - اُس وقت صرف يهه کهدينا کافي هوتا هے که تنکا سيلاب کے مقابلے ميں کيونکر ٹهر سکتا تها ؟ ليکن کبهي کبهي نتيجه اِسکے برعکس هوتا هے' ايک تنها قوت بهت سي عظيم الشان قوتوں پر غالب آ جاتي هے :

وكم من فئة قليلة	کتني هي کم تعداد و کم قوة جماعتيں هيں
غلبت فئة كثيرة	جو اپنے سے بڑي بڑي جماعتوں پر غالب
(۲ : ۲۴۹)	آگئيں' جبکه الله کي نصرة نے انکا ساتهه ديا -

تو اُسوقت دنيا کے اِس اصول موضوعه کي مخالفت کرني پڑتي هے' اور اِس غير متوقع کاميابي کے پيدا کرده علل و اسباب بتانے پڑتے هيں - يهه کام درحقيقت فلسفه کا تها ' ليکن وه اپنے فرائض صرف رواق افلاطون کے ايک گوشے هي ميں ادا کرسکتا هے - چونکه يه سوال ميدان جنگ ميں کيا گيا هے اِسلئے قوت هي اُس کا جواب ديتي هے ' اور اپني شجاعت اور دشمن کي بزدلي کي مبالغه آميز داستان سرائي کرنے لگتي هے - يهيں سے فن تاريخ کا وه زخم نماياں هونے لگتا هے جو آگے چلکر اسکے جسم حقيقت و واقعيت کا ناسور بن جاتا هے !

[۳]

اشخاص کي شجاعت کے کارنامے اس سے بهي زياده مبالغه آميز صورت اختيار کر ليتے هيں -

عرب ميں ايک بهادر شخص سباع (درنده جانور) کے لقب سے مشهور هوگيا - چونکه يه لفظ کسي تاريخي کارنامۀ شجاعت پر دلالت کرتا تها ' اسليے آگے چل کر اسکي وجه تسميه کے متعلق ايک تاريخي بحث پيدا هوگئي - فن روايت نے اسکي يه وجه بتائي که وه اس قدر بهادر تها که " جب اسکي بکريوں کے گلے ميں شير يا بهيڑيا آ جاتا تها تو اس زور سے ڈانٹتا تها که انکا کليجه پهٹ جاتا تها اور وهيں تڑپ کر مرجاتے تهے - چونکه شير وغيره کو عربي ميں سبع کهتے هيں اسليے اس شجاعت کي يادگار ميں اهل عرب نے اسکو " سباع " کا خطاب ديديا "

ليکن اس روايت پر يه جرح کيگئي که " عموماً بکرياں نهايت کمزور اور ضعيف القلب هوتي هيں ' حتى که بزدلي کا ماخذ لغوي بهي وهي هيں' اس بنا پر اگر اس شخص کي مهيب آواز سے بهيڑيے يا شير کا دل پهٹ جاتا تها تو بکرياں اس کے اثر سے کيونکر زنده بچ جاتي تهيں ؟ " اسکا جواب يه ديا گيا که " اسکي قلب افگن آواز شير کيليے بالکل ايک نئي آواز هوتي تهي اسليے اسکا متحمل نهيں هو سکتا تها - ليکن بکرياں اسکي عادي هوگئي تهيں - عادت فطرت کو بدل ديتي هے " (۱) يه جواب گو صحيح بنا ليا جاے تاهم ظاهر هے که اس روايت ميں بهت کچهه مبالغه کا رنگ بهرا گيا اور اصليت سے قطعاً بعيد هے -

[۴]

ليکن اظهار شجاعت کا ايک دوسرا شريفانه طريقه هے جسکو اهل عرب کي فخر پسند طبيعت نے ايجاد کيا تها - مفتوح قوم يا مغلوب شخص کي بزدلي کے اظهار سے اگرچه فتح و ظفر کي فلسفيانه توجيه و تعليل هوجاتي هے ' ليکن اخلاقي حيثيت سے ايک مرده قوم يا بزدل شخص پر غالب آ جانا فاتح کيليے کوئي قابل فخر چيز نهيں - اس بنا پر اهل عرب نے اپني شجاعت کے اظهار کا يه طريقه اختيار کيا تها که پہلے دشمن کي بهادري کي نهايت فياضي کے ساتهه داد ديتے تهے - پهر آخر ميں صرف اتنا کهديتے تهے که " هم نے ايسے غيور ' کريم النفس' اور دلير شخص کو ميدان جنگ ميں پچهاڑ ديا " اس مدح سے درحقيقت اپني هي شجاعت کا اظهار مقصود هوتا تها -

دشمن کے فضائل و مناقب کے اظهار و اعتراف ميں اگرچه بهت زياده فياضي نهيں کي جاتي تهي ' تاهم چونکه اسکا ثمرۀ فتح بهي فاتح هي کو ملتا تها ' اسليے يه طريقه بهي غلو و اغراق سے خالي نه تها - چنانچه اهل عرب نے بهي اس کمزوري کو محسوس کيا اور افراط و تفريط کے ان دونوں دائروں سے الگ هوکر قصيده کي ايک مستقل قسم پيدا کي جسکو " منصفات " کهتے هيں - ان قصائد ميں انصاف و صداقت کے ساتهه فريقين کے کارنامے بيان کرديے جاتے تهے - ليکن دنيا ميں صداقت اور انصاف کبريت احمر سے بهي زياده ناياب هے اسليے اگرچه ابو تمام نے حماسه کے انتخاب ميں عرب کے تمام مجموعۀ اشعار کو کهنگال ڈالا ' ليکن اسکو اس سلسلے ميں صرف دو هي قصيدے هاتهه آئے - قصيده کي اس مستقل صنف سے ثابت هوتا هے که عرب کا جنگي لٹريچر با وجود واقعيت پسندي کے مبالغۀ و غلو سے خالي نه تها -

[۵]

جن لڑائيوں ميں فوج کي تعداد کم هوتي هے ' انکي قوت ميں اعانت غيبي کے غير واقعي ذريعه سے بهي اضافه کيا جاتا هے ' اور قديم زمانے کي مذهبي جنگوں کي تاريخ کا يه ايک دلچسپ باب هے جو مبالغه و غلو کے ساتهه انسان کي عجائب پسندي اور زود اعتقادي کا کافي ذخيره اپنے ساتهه رکهتا هے - دنيا کي عام مذهبي تاريخوں ميں اس قسم کے واقعات بکثرت مل سکتے هيں - چونکه فتح و ظفر کا فيصله کثرت هي پر کيا جاتا هے ' اسليے جماعت کي تعداد هميشه مبالغه آميز طريقه سے غير محدود دکهائي جاتي هے - شجاعت اگرچه ايک روحاني جوهر هے ليکن وه دنيا کو محسوس شکل ميں دکهائي نهيں جاسکتي - صرف اسکے نتائج هي نظر آ سکتے هيں - ليکن دنيا نتائج پر کب نظر رکهتي هے ؟ البته فوجوں کے ٹڈي دل کا نظاره هر آنکهه ديکهه سکتي هے اسليے غير محقق مذهبي تاريخيں عموماً دنيا کو اسيکا منظر دکهاتي هيں - علامه ابن خلدون نے مقدمه ميں اسپر ايک عمده نظر ڈالي هے :

وقد تجد الكافة من	اور همارے تمام همعصر مورخين
اهل العصر ' اذا افاضوا	جب اپنے زمانے يا اپنے قريب کے

---

(۱) الكامل للمبرد

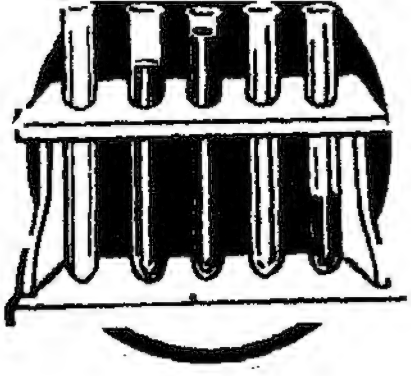

مذاکرۂ علمیّہ

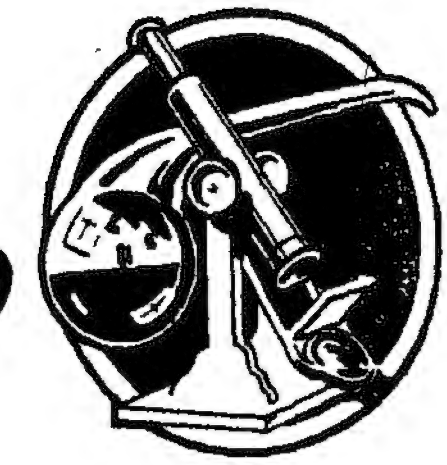

مسلمانوں سے بالکل صدق و صفا نہیں ہوئے تھے - اونکے معتقدات و عادات کا ابھی کوئی اندازہ بھی نہیں ہوا تھا ، اسلئے بعض واقعات ایسے پیش آئے جس سے خطرناک بدگمانیاں پیدا کردیں -

قبیلہ بنو مصطلق تمام تر اسلام کا مطیع ہوچکا تھا - آنحضرت (صلعم) نے ولید بن عقبہ کو اسکے یہاں صدقہ کا مال وصول کرنے بھیجا - اون لوگوں کو خبر ہوئی تو استقبال کیلیے جمعیت عظیم کے ساتھ آگے بڑھے - لیکن ولید کے دل میں بدگمانی پیدا ہوگئی - وہ سمجھے کہ یہ لوگ لڑنے کیلئے آرہے ہیں - چنانچہ وہیں سے لوٹ آئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو خبر دی کہ وہ لوگ دائرۂ اطاعت سے باہر ہوگئے - آپ نے اونپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ، لیکن اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی :

یا ایہا الـــذین آمنـــوا ان	مسلمانو ! اگر تمہارے پاس ایک
جاءکم فاسق بنبـاء فتبینوا ان	فاسق کوئی خبر لیکے آئے تو خوب
تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا	تحقیق کرلو - ایسا نہ ہو کہ اوس
علی ما فعلـــتم نادمین -	خبر کی بنا پر غلطی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور آخر میں اس پر نادم ہونا پڑے -

مفسرین کرام کو اس شان نزول پر یہ شبہہ ہے کہ غلطی کی بنا پر ولید بن عقبہ جیسے جلیل القدر صحابی کو فاسق نہیں کہا جا سکتا - لیکن اس آیت کا تعلق درحقیقت اونکی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں ہے - خدا نے ایک عام اصول کے طور پر بتا دیا ہے کہ جب زمانۂ جنگ میں خود مسلمان غلطی کرسکتے ہیں تو فاسق لوگوں کی روایتوں کو تو اور احتیاط سے قبول کرنا چاہیـــے -

یہ بھی ممکن ہے کہ ولید بن عقبہ کو کسی شریر شخص نے اس استقبال کے متعلق غلط خبر دی ہو اور اوسکو اقدام و ہجوم کی شکل میں دکھایا ہو ، اس بنا پر خدا نے اوسی شخص پر فاسق کا اطلاق کیا - بہرحال ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کے متعلق روایتوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ قبول کرنا چاہیـــے -

یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری میں غزوات اسلامیہ کا ذکر نہایت سادہ ، مختصر ، اور خالی از مبالغہ طریقہ سے کیا گیا ہے اور ابن اسحاق وغیرہ کی روایتیں بالکل حذف کردیگئی ہیں - اسلیے جہاں تک غزوات اسلامیہ کا تعلق کتب حدیث سے ہے ، دنیا کی کوئی تاریخ صحت کے لحاظ سے اوسکی نظیر نہیں پیش کرسکتی - بلا شبہہ یہ محدثین کرام کا بڑا احسان ہے کہ اونہوں نے خون کی چادروں کو چاک چاک کرکے واقعات کے ایک ایک ذرے کو جمع کیا ، اور پھر اس قدر صاف کردیا کہ اونپر خون کا اب ایک دھبہ بھی نظر نہیں آتا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم

⁂

النـــــوم

نیند کی حقیقت

[۱]

وجعلنا نومکم سباتا (۸۷ : ۱۰)

اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کا وظیفۂ طبیعیہ مختلف ہے - آنکھ دیکھتی ہے ، کان سنتا ہے ، ہاتھ چھوتا ہے ، ناک سونگھتی ہے ، زبان چکھتی ہے ، دماغ سوچتا ہے ، وغیرہ وغیرہ - انہی وظائف کے اختلاف سے ان اعضاء کے ملذذات و مرغوبات میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے - آنکھ خوشرنگ پھولوں سے لطف اٹھاتی ہے - کان کو نغمہ ہاے شیریں خوشگوار معلوم ہوتے ہیں - ہاتھ نرم اور چکنی سطح پر پھیلنا چاہتا ہے - ناک کو بوے عطر سے مسرت حاصل ہوتی ہے - زبان کو غذاے لطیف سے ذوق ہے - دماغ دل خوش کن خیالات سے جی بہلاتا ہے - لیکن ہدو و سکون اور آسائش و راحت خدا کی ایسی نعمتیں ہیں ، جن کے ساتھ تمام اعضاء کو یکساں دلبستگی ہے -

بظاہر انسان کے بعض متیقظ (بیدار) اعضاء ہمیشہ اپنے وظائف میں سرگرم عمل رہتے ہیں دل ہمیشہ متحرک رہتا ہے - شرائین کی حرکت ہمیشہ جسم میں تر و تازہ خون پہونچایا کرتی ہے - آلات تنفس کبھی معطل نہیں رہتے - لیکن درحقیقت ان کو بھی سکون و آرام کی ضرورت ہوتی ہے - چنانچہ نبض کا ہر وقفہ دل کے غیر منقطع سفر کی منزل ہے جہاں وہ آرام لیتا ہے شرائین کے اعمال بھی ہمیشہ یکساں سرگرمی کے ساتھ جاری نہیں رہتے بلکہ اون میں بھی کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے ، اور اسوقت ان نازک رگوں کی دوڑ دھوپ بھی خدا کے اس فیض عام سے متمتع ہوتی ہے !

نیند اسی ہدو تام اور سکون کامـل کا نام ہے ، اسلیے وہ اعضاء انسانیہ میں ہر عضو کو محبوب ہے ، اور اسقدر محبوب کہ اسکے لطف وصل کو رشک و رقابت منغص نہیں کرسکتے ، پس اوس سے ہر عضو ایک ساتھ فائدہ اوٹھاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بستر خواب سے اوٹھنے کے بعد تمام قواء جسمانیہ کی تجدید ہو جاتی ہے - جسم کے جو پرزے چلتے چلتے گھس گئے تھے ، وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاتے ہیں ، اور تمام اعضاء ایک مسرت تازہ ، ایک نشاط نو ، ایک انبساط جدید سے مسلح ہوکر اپنے وظائف طبیعیہ کیلیے از سرنو تیار ہوجاتے ہیں :

الم یروا انا جعلنا	کیا حکمت و ربوبیت کی اس نشانی کو نہیں
الیـــل لیسکنوا	دیکھتے کہ ہم نے تاریکی کو تو رات قرار دیا ،
فیـــہ و النہـــار	تا انسان سوے اور راحت و سکون پاے ، پر
مبصـــرا ، ان فی	دن کو روشن کیا تاکہ وہ سکون کی جگہ حرکت
ذالـــک لآیـــات	میں بسر ہو - بلاشبہ ارباب ایمان و یقین کیلیے

اسقدر طويل ہے کہ خود کوئي سلطنت اپنے ملک سے فوج کيليے سامان رسد بہم نہيں پہونچا سکتي - اسليے خواہ مخواہ انہي صوبوں سے رسد کا سامان بہم پہونچانا پڑتا ہوگا - يا لوٹ مار کي ضرورت ہوتي ہوگي - پس جب تک يہ تمام صوبے فتح نہ کرليے جائيں، مغرب تک اس فوج کي رسائي ہو ہي نہيں سکتي -

(٦)

علامۂ ابن خلدون نے اقوام قديمہ کي مذہبي تاريخوں اور قصص کے متعلق جو نقد کيا ہے، اس سے صرف تاريخ اسلام مستثنی ہے - اسلام کو اپنے ظہور کے ساتھہ ہي فتنہ و فساد في الارض کے دفع اور حق و سعادت کے دفاع کيليے تلوار کھينچني پڑي اور ان غزوات کے وقائع خود قرآن حکيم نے جابجا بيان کيے ہيں - بلاشبہہ ہم کو ان ميں اللہ کي غيبي نصرة و اعانت کے نزول و ظہور، اور تعداد قليل کے مجمع کثير پر غلبہ و فتح کے اعلانات نظر آتے ہيں - ليکن اقوام عالم کے مذہبي قصص کي طرح نہ تو ان ميں انسانوں کے سوا کوئي اور مخلوق مصروف پيکار ہوتي ہے، اور نہ ديوتاؤں اور انکے پرستاروں کے عجيب الخلقة غول نظر آتے ہيں - البتہ ملاء اعلی کي وہ مقدس قوتيں اور ملائکہ قدس کے وہ غير مجسم و غير متحيز طاقتيں جو انسان سے باہر نہيں بلکہ خود اسکے اندر ہي پيدا ہوتي اور نشو و نما پاتي ہيں، وہ ابھرتي ہيں، اور چند فقير و بے سروسامان مظلوموں کو دشمنوں کے طاقتور و متکبر صفوں پر بالآخر غالب کرديتي ہيں :

بلی ان تصبروا و تتقوا ويأتوکم من فورهم هذا يمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومين و ما جعله الله الا بشری لکم و لتطمئن قلوبکم به، و ما النصر الا من عندالله العزيز الحکيم (٣ : ١٢١)	ہاں بيشک، اگر تم ميدان جنگ ميں ثبات و استقامت کے ساتھہ جمے رہو اور اللہ کو حاضر و ناظر يقين کرکے صرف اسي کا خوف اپنے اندر رکھو، اور ايسي حالت ميں دشمن يکايک تم پر چڑھہ آئيں، تو ذرا بھي گھبرانے کي بات نہيں - تم يقين کرو کہ خدا تمہيں چھوڑ نہ ديگا - وہ پانچ ہزار ملائکہ مسومين سے تمہاري مدد کريگا،

اور يہ اللہ نے صرف اسليے کيا تاکہ تمہارے ليے بشارت ہو اور تمہارے دلوں ميں کامل تسلي آجاے، اور يقين رکھو کہ فتح و نصرت نہيں ہے مگر صرف اللہ ہي کے طرفسے -

(٧)

ليکن زمانۂ جنگ کا اثر صرف فوجي نقل و حرکت کي مبالغہ آميز روايتوں ہي تک محدود نہيں رہتا، بلکہ اخلاق و مذہب تک متعدي ہوجاتا ہے !

اسلام کي تاريخ ميں اس قسم کي متعدد مثاليں مل سکتي ہيں - ہرقل نے جب ابو سفيان کو اپنے دربار ميں طلب کيا اور آنحضرت صلی اللہ عليہ و سلم کے متعلق مختلف سوالات کيے تو وہ اگرچہ مجبوراً کسي سوال کے جواب ميں صداقت کے دائرہ سے ہٹ نہ سکا، تاہم جب ہرقل نے آنحضرت کي پابندي عہد کے متعلق دريافت کيا تو چھپي ہوئي عداوت ابھر آئي اور باوجود علم و يقين کے آپ کے وفاے عہد کا صاف صاف اقرار نہ کرسکا - چنانچہ ابو سفيان نے اوسکے جواب ميں کہا :

نحن في مدة لا ندري ما هو فاعل فيها (بخاري)	اس وقت تو صلح کا زمانہ ہے، کيا معلوم کہ وہ اپنے عہد کو وفاداري اور پابندي کے ساتھہ نباہينگے بھي يا نہيں -

ابوسفيان آنحضرت صلی اللہ عليہ و سلم کے دوسرے فضائل پر بھي پردہ ڈالنا چاہتا تھا - ليکن آفتاب پر کيونکر خاک ڈالي جاسکتي تھي؟ اسليے فريب کا موقع صرف اسي سوال کے جواب ميں ملسکا اور اوسکو خود اس کا اعتراف ہے :

لم تمکني کلمة ادخل فيها شيئا غير هذه الکلمة (بخاري)	مجھکو بجز اس بات کے کسي دوسري بات کے اضافہ کرنے کا کہيں موقع ہي نہ ملا -

جنگ ہي کي تخصيص نہيں، معمولي بغض و عداوت بھي روايت کي حيثيت بدل ديتي ہے اور ايک دشمن کے مثالب و معائب کا اثر اسکے دوسرے دشمن پر عام لوگوں سے مختلف ہوتا ہے -

(٨)

غرضکہ ان تمام حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا زمانۂ پر آشوب بالخصوص فن روايت کے اختلال و بے اثري کا ايک ايسا عہد مشئوم ہوتا ہے جب تاريخ و وقائع نگاري کي حقيقت بالکل معدوم ہوجاتي ہے، نفس انساني کي تمام کمزورياں پوري طرح کام کرنے لگتي ہيں، اور فن روايت اس عہد ميں آکر بالکل بيکار ہو جاتا ہے -

محدثين اسلام نے اگرچہ ان روايتوں کے متعلق کوئي جديد قاعدہ وضع نہيں کيا، بلکہ جرح و تعديل کے جو عام اصول ہيں انہيں کو ان روايتوں کا بھي معيار قرار ديا، ليکن قرآن مجيد نے ان روايتوں کي طرف خاص اعتناء کي ہے، اور اون کے قبول کرنے سے جابجا ممانعت کي ہے -

جنگ کے زمانے ميں بغض و انتقام کے جذبات مشتعل رہتے ہيں، اور جماعت کا دماغي اضطراب ہر قسم کي رطب و يابس روايتوں کو ڈھونڈھتا رہتا ہے اور اوسکو نہايت آساني سے قبول کرسکتا ہے - اس بنا پر جن روايتوں ميں کسي فريق کے بغض و انتقام کي علانيہ جھلک نظر آتي ہے، اونکے متعلق قرآن نے عام حکم ديديا کہ ان روايتوں کي تحقيق کي ضرورت ہي نہيں - اس قسم کے تمام موقعوں پر راويوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت سے کوئي بحث نہيں کرني چاہئے - بلکہ سننے کے ساتھہ ہي شدت کے ساتھہ انکار کردينا چاہيے -

چنانچہ منافقين نے جب حضرت عائشہ صديقہ رضي اللہ عنہا کو متہم کيا اور آنحضرت نے مختلف ذرائع سے اوسکي تحقيق کي اور جب اسپر بھي تسکين نہ ہوئي تو ايک مہينے تک وحي الہي کا انتظار کيا، تو اسوقت خدا نے حضرت عائشہ کي برأت ميں دس آيتيں نازل فرمائيں - ايک آيت ميں اس روايت کي تحقيق پر عام طور پر اظہار عتاب بھي فرمايا :

لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنت بانفسهم خيرا و قالوا هذا افک مبين (٢٤ : ١٢)	تم لوگوں نے اس واقعہ کے سننے کے ساتھہ ہي محض اعتماد نفس کي بنا پر اور اپنے ساتھہ نيکي کا گمان کرکے کيوں يہ نہيں کہديا کہ يہ تو کھلي ہوئي تہمت ہے -

اس آيت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ايک فريق کي خباثت اخلاق اور دوسرے فريق کے طہارت نفس کا اثر بھي روايتوں پر پڑتا ہے، اور چونکہ زمانہ جنگ ميں اس قسم کے خبيثانہ اخلاق کے نتائج کا ظہور عموماً ہوتا رہتا ہے، اس ليے اس قسم کي روايتوں کے متعلق کسي قسم کي تفتيش و تحقيق کي ضرورت ہي نہيں - اصلاً ان پر کان دھرنا ہي نہيں چاہيے -

(٩)

بغض انتقام کا اثر ايک دوسري صورت ميں بھي نماياں ہوتا ہے - جنگ کے بعد جب مفتوح قوم فاتح کے زير اثر ہوجاتي ہے تو ايک مدت تک باہم اعتماد قائم نہيں ہوتا اور بات بات ميں بدگمانياں پيدا ہوتي رہتي ہيں -

اسلام بھي اس عالمگير اصول سے مستثنی نہ تھا - اوس نے عرب کے مختلف قبائل کو مسخر کرليا تھا، ليکن اب تک وہ

(كيمياوي تحقيق)

اسي طرح كيمستري كے اصول و قواعد نے نيند كي جو حقيقت بتائي هے وه ان خيالات سے كهيں زياده دلچسپ اور وقيع هے - انسان كا جسم درحقيقت ايک ٹرين هے جو هر وقت چلتي رهتي هے - ليكن جب كوئله ختم هوجاتا هے اور اوسكي جگه انجن ميں راكهه بهر جاتي هے تو اوسكو مجبوراً رک جانا پڑتا هے - يهي حال انسان كے دماغ كا هے - جب تک اوسكو ايندهن ملتا رهتا هے اور اوس ميں راكهه بهرنے نهيں پاتي ، اوسوقت تک اپنے وظائف طبعيه ميں سرگرم رهتا هے - ليكن جب ايندهن وغيره ختم هوجاتا هے اور اسي جگه فضلات جمع هوجاتے هيں تو انجن كي طرح وه بهي دفعتاً رک جاتا هے ، اور اسي كو هم خواب شيريں كے نام سے تعبير كرتے هيں -

اعصاب دماغيه اپنے وظائف عمليه ميں هميشه دو جزء كے محتاج هوتے هيں : آكسيجن اور كروماتوفيل - اسليے دماغ آكسيجن كا ايک معتدبه ذخيره هميشه جمع كرتا رهتا هے ، اور جسطرح اسٹيشن پر كوئله پاني لينے كيليے گاڑي ٹهر جاتي هے ، بعينه اوسي طرح دماغ بهي آكسيجن جمع كرنے كيليے ايک خاص وقت ميں سو جاتا هے - اسليے نيند درحقيقت اوس تهيؤ و استعداد كا نام هے جسكو انسان كا دماغ اپنے سفر كيليے كرتا هے -

كروماتوفيل كي كافي مقدار هميشه خلاياء عصبيه ميں جمع رهتي هے اور نيند اس خزانے ميں اور زياده اضافه كرديتي هے ، ليكن رياضت شديده اور اعمال شاقه اوسكو فنا كرديتے هيں - يهي وجه هے كه سخت محنت كے بعد انسان كو نهايت گهري نيند آتي هے -

تجارب عمليه بهي اوسكي تائيد كرتے هيں - ايک ايسے شخص كے دماغ كا تجربه كيا گيا جو مدت سے نهيں سويا تها - معلوم هوا كه اوسكا دماغ كروماتوفيل سے بالكل خالي هے -

ليكن انسان جب سرگرم عمل رهتا هے تو صرف يه اجزا فنا هي نهيں هوجاتے جو دماغ كے انجن كا كوئله هيں ، بلكه جسقدر فنا هوتے هيں ، اوسي نسبت سے اوس ميں فضلات بهي پيدا هوتے رهتے هيں - كوئله جس قدر جلتا هے ، اوسي قدر انجن ميں راكهه بهرتي جاتي هے -

حالت عمل بيداري كے اندر اگرچه دماغ ميں اور بهي متعدد قسم كے زهر آلود فضلات پيدا هوتے رهتے هيں ليكن انكي حقيقت اسوقت تک غير متعين هے - ابتک صحيح طور پر صرف كاربونيک گيس كا علم هوسكا هے جو سخت محنت كي حالت ميں بكثرت پيدا هوجاتا هے - اس بنا پر نيند درحقيقت آكسيجن اور كروماتوفيل كي قلت ، اور كاربون كي كثرت توليد كا نتيجه هے -

نيند كي حقيقت كے متعلق يهي آخري مذهب هے جو قابل صحت تسليم كيا جاتا هے اور همارے روزانه تجارب بهي بظاهر اسكي تائيد كرنے كے ليے تيار هيں - هر شخص كو صاف نظر آتا هے كه وه كسان جو دن بهر هل جوتتا رهتا هے ، اوس شهري سے زياده نيند كا لطف اوٹهاتا هے جو لهو و لعب ميں اپنے وقت عزيز كو ضائع كرديتا هے -

ليكن يه مذهب بهي ابهي تک شكوک و اعتراضات سے خالي نهيں هے - اعمال كيمياويه كے تمام نتائج لازمي هوتے هيں مثلاً كوئله كے ختم هونے اور انجن ميں راكهه بهر جانے كے بعد گاڑي فوراً رک جاتي هے - اور پهر اس حالت ميں اور كوئي طاقت اوسكو نهيں چلا سكتي - ليكن هم ديكهتے هيں كه بهت سے لوگوں كو سخت محنت كے بعد بهي اضطراري نيند نهيں آتي حالانكه دماغ آكسيجن اور كروماتوفيل سے خالي هوگيا هے اور اوس ميں كاربون بهر چكا هے - علاوه بريں سخت محنت كے بعد بهي قصداً جاگنے كي هر شخص قدرت ركهتا هے ، حالانكه اعمال كيمياويه كا اثر اضطراري هوتا هے - اس سے بهي قوي تر اعتراض يه هے - كه اگر يه مذهب صحيح هے تو اوسكا اثر خواب و بيداري كے اوقات پر بهي پڑنا چاهيے - مثلاً اگر ايک شخص آدهي رات كو سويا هے تو اوسكے يه معني هيں كه اوسكے پاؤ گهنٹه پهلے اوس كے دماغ ميں آكسيجن اور كروماتوفيل كي جگهه كاربون كا وه ذخيره جمع هوگيا هے جو نيند كا اصلي سبب هے - ليكن اب سونے كے پاؤ گهنٹے كے بعد هي نيند كاربون كے اون تمام اجزا كو فنا كرديگي جو نيند سے پاؤ گهنٹے پهلے پيدا هوگئے تهے اور انكي جگه آكسيجن اور كروماتوفيل كے اجزا پيدا هو جائينگے جو بيداري كي علت هيں - اس بنا پر اوس شخص كو پاؤ گهنٹے كے بعد هي بيدار هو جانا چاهيے - حالانكه هر شخص كا تجربه اسكے خلاف شهادت ديگا -

(آخر ترين تحقيقات)

بعض علماء نے اس آخري مذهب پر بهي قناعت نهيں كي اور تحقيق مزيد كيليے دوسرے تجارب بهي جمع كيے هيں - چنانچه اونهوں نے چند كتوں كو ايک مدت تک بيدار ركها ليكن نه تو اونكے جسم كي حرارت ميں كوئي كمي پيدا هوئي ، نه كاربون كے اجزاء ميں كسي قسم كا اضافه هوا ، اور نه هي آكسيجن كي توليد ميں كوئي نماياں فرق نظر آيا - خون كي رطوبت اور اسكي كميت و كيفيت بهي اپني اصل حالت پر قائم رهي - البته دس دن كے بعد كتوں كي يه حالت هوگئي كه اون كے اعصاب بالكل بے حس تهے اور كسي قسم كے اسباب خارجيه كا انپر اثر نهيں پڑتا تها - اس حالت نے اونكے اعصاب ميں ايک ايسا اضطراري تموج پيدا كرديا تها جو كسي دوسرے ذريعه سے پيدا نهيں كيا جا سكتا تها - جب وه سوگئے اور پهر بيدار هوے تو يه تموج عصبي بالكل زائل هوگيا تها -

اب سوال يه هے كه اس دماغي اضطراب كا سبب كيا هے ؟ تكان يا فضلات رديه كي توليد ؟ اگر اس اضطراري نيند كا سبب خون كي كميت و كيفيت ، اسباب خارجه كا اثر ، يا وه فضلات رديه هيں جنكو اوپر كے تمام مذاهب ميں نيند كا سبب بتايا گيا هے ، تو هم انكو آلات كے ذريعه دوسرے حيوانات كے دماغ تک پهونچا سكتے هيں ، اور اگر نيند انكا لازمي نتيجه هے ، تو انكو سو جانا چاهيے حالانكه تجربه اسكي مخالفت كرتا هے -

چنانچه ايک كتے كو چند دنوں تک بيدار ركهكر اوسكے جسم كا خون دوسرے كتے كے جسم ميں حقنه كے ذريعه پهونچايا گيا - اگرچه اس احتقان سے اوس كتے كي دوسرے دماغي كيفيات و آثار ميں اختلاف پيدا هوا ، ليكن خواب و بيداري پر اسكا كوئي اثر نهيں پڑا - اسليے خون كي كميت و كيفيت نيند كا سبب نهيں هوسكتي -

ليكن اس اختبار پر بظاهر يه اعتراض هوسكتا تها كه نيند كا تعلق دماغ كے ساتهه هے ، اس بنا پر تمام جسم كا خون اس مسئله كا قطعي فيصله نهيں كر سكتا - اس شبهه كے ازاله كيليے انهوں نے ايک ايسے كتے كے دماغ كا خون جو چند دنوں بيدار ركها گيا تها ، ايک ايسے كتے كے دماغ ميں پهونچايا جس كے اعصاب ميں بيداري نے كسي قسم كا تغير پيدا نهيں كيا تها - خون پهونچنے كے ساتهه هي اوس كتے كو نيند آگئي - اس تجربه سے صاف ثابت هوتا هے كه نيند كا سبب خون يا فضلات رديه نهيں بلكه وه سيال ماده هے جو مبدء اعصاب كے اطراف ميں پهيلا هوا هے -

ليكن سوال يه هے كه اوس ماده كي حقيقت كيا هے ؟ قوانين فطرت نے ابهي تک اس راز كو اپنے خزانه ميں محفوظ ركها هے -

لقوم يومنون اس اختلاف ليل و نهار اور اسکے اثرات ميں
(۲۷ : ۸۷) حکمت رباني کي بڑي هي نشانياں هيں !

(حقيقت نوم)

" ضرورت اختراع و ايجاد کي ماں هے " اسليے انسان کا دماغ هميشه اپنے راحت و آسايش کے علل و اسباب کي جستجو ميں سرگرم رهتا هے - ادويۀ و عقاقير کے خواص و آثار اسي ضرورت نے دريافت کيے - اکتشافات حديثه کے گنجينۀ پنهاں کي وهي کليد بردار هے - زمين کے نشيب و فراز کو اسي نے هموار کيا - کل جو جنگل تها وهي آج باغ ارم نظر آتا هے ! کل جن ميدانوں ميں درندوں کے بهت تهے ' آج وهي متمدن انسانوں کا مسکن هے ! دريا کي سطح جو کل تک تلاطم خيز طوفان برپا کر رهي تهي ' آج انسان نے خود اوسکو مسخر کر ليا هے ! کل تک جو چيزيں پردۀ غيب کا چهپا هوا راز سمجهي جاتي تهيں ' آج وه افسانۀ بزم و انجمن هيں ! ليکن يه ايک عجيب بات هے که " نيند " کي حقيقت اور اوسکے علل و اسباب کا قلعه ضرورت کي اس فاتحانه عقده کشائي سے ابتک محفوظ هے - جسطرح وه اوسوقت غير متعين تهے جب ايک وحشي انسان غفلت کي نيند سو رها تها ' اوسي طرح وه اب بهي مجهول و مشتبه هيں جب که ايک متمدن انسان اکتشاف و اختراع کي دهن ميں رات رات بهر جاگا کرتا هے ! ! و ما اوتيتم من العلم الا قليلا !

زمانۀ قديم ميں اسکي جستجو بيکار تهي که وه خواب غفلت کا زمانه تها - ليکن اس بيداري کے زمانه ميں بهي اب تک اوسکي کوئي تسکين بخش تحديد نهيں کيگئي - جديد دور اکتشاف کے علم برداروں نے اسکے متعلق جوکچهه تحقيق و تفتيش کي هے وه " اضغاث احلام " سے زياده قابل وقعت نهيں هے - تاهم منزل مقصود کا اوڑتا هوا غبار بهي شوق جستجو کي رهنمائي کرسکتا هے - اسليے همکو اس افسانۀ خواب و خيال سے کم ازکم لطف سماع تو ضرور اوٹها لينا چاهيے -

(کميت و کيفيت دموي)

دور جديد کے بعض علماے قديم کا خيال تها که نيند خون کي اوس کثرت مقدار کا نتيجه هے جسکي رو ليٹنے سے انسان کے دماغ ميں دفعتاً پهونچ جاتي هے - خون کي اسي حرارت کا نتيجه هے که انسان سونے وقت گرمي کے احساس سے کپڑا اوتار ڈالتا هے -

ليکن تجارب عمليه اس خيال کي تائيد نهيں کرتے ' بلکه اسکے برعکس ثابت هوتا هے که نيند کي حالت ميں دماغ کي معمولي مقدار خون بهي کم هوجاتي هے -

ايک شخص بچپن کے زمانے ميں سر کے بل گر پڑا تها ' هڈي کے ٹوٹنے سے اوسکي پيشاني پچک گئي تهي - ليکن جب وه سوتا تها تو اوسکي پيشاني کا يه پچکا هوا حصه اور بهي گهرا هوجاتا تها اور جاگنے کے بعد اوبهر آتا تها - پس اگر دماغ حالت خواب ميں به نسبت بيداري کے خون کی غير معمولي مقدار سے لبريز هو جاتا تو نتيجه بالکل برعکس هوتا -

زياده کد و کاوش کي ضرورت نهيں - هر شخص معمولی حالتوں ميں اسکے خلاف تجربه کر سکتا هے - انسان اکثر گهنٹوں چت ليٹا رهتا هے - اس حالت ميں نه اوسکو نيند آتي هے اور نه دماغ ميں کسي جديد کيفيت کا احساس هوتا هے - يهي وجه هے که بعض علماء نے بالکل اسکے برعکس راے قائم کي هے - اونکا خيال هے که حالت خواب ميں دماغ خون کے معمولي حصۀ رسدي سے بهي محروم هوجاتا هے - اور چونکه خون هي دماغ کي غذا هے جس ميں وه عمل کرتا هے اور اوسي کي حرارت کے ذريعه فضلات دماغيه کو تحليل کرسکتا هے ' اسليے خون کي اس قلت مقدار کي وجهه سے نه تو اوسکو خود خون کے اجزاء ميں کسي عمل کي ضرورت پيش آتي هے اور نه وه اوسکے ذريعه فضلات هي کو دفع کرسکتا هے - بلکه بالکل بيکار هوجاتا هے اسي تعطل و بيکاري کا نام نيند هے -

ليکن درحقيقت يه خيال بهي قابل وثوق نهيں - تجارب سے ثابت هوتا هے که سونے کے ساتهه هي دفعتاً انسان کے دماغ ميں معمولي مقدار سے زياده خون کي ايک رو پهونچ جاتي هے - يهي وجهه هے که نيند کي حالت ميں انسان کا چهره سرخ هو جاتا هے ' اور چهرے کي سطح ظاهري بهي کسيقدر اوبهر آتي هے -

بعض علماء نے آلات کے ذريعه سے ايک آدمي کے دماغ ميں خون کي مقدار زياده پهونچائي اور پهر اوسکو کم کيا ' تو معلوم هوا که نيند پر خون کي کمي يا بيشي کا کوئي اثر نهيں پڑتا -

ان دونوں خيالوں کا دار و مدار تمامتر اسپر تها که نيند کا سبب خون کے مقدار کي کمی بيشي هے - ليکن بعض علماء کے نزديک خون کي مقدار کا کوئي اثر خواب و بيداري پر نهيں پڑتا - بلکه خون کي کيفيت ميں جو تغيرات هوتے رهتے هيں وهي نيند کي علت هيں - کبهي کبهي خون ميں اسقدر حرارت اور رواني پيدا هو جاتي هے که دماغ اوسپر قابو نهيں پاتا ' اور حرارت خون کي وجهه سے دماغ کے اعصاب کي رطوبت خشک هو جاتي هے - اس بنا پر دماغ کو جو چيز عمل پر آماده کرتي تهي وهي اوسکو بيکار کرديتي هے ' اور اسي تعطل کا نام نيند هے -

ان علماء نے مختلف علائم و آثار سے اسکي تائيد کي هے - وه کهتے هيں که انهي تغيرات دمويه کي وجه سے جب انسان گهري نيند سے اوٹهتا هے تو اوسکا چهره تمتمايا هوا نظر آتا هے اور اوسکي جلد ميں بهي ايک اوبهار سا پيدا هو جاتا هے -

بعض علماء کا خيال هے که اعصاب کے جال نے تمام اعضاء انسانيه کو دماغ کے ساتهه مربوط کرديا هے - ليکن کبهي کبهي ايک خاص کيفيت عصبانيه دماغ و اعضاء کے ان ارتباطات و تعلقات کو منقطع کرديتي هے جو دماغ و اعضاء ميں حرکت پيدا کرتے رهتے تهے - ان تعلقات کے منقطع هونے سے تمام جسم انساني معطل هوجاتا هے - اسي کا دوسرا نام نيند هے - ليکن اب تک اسپر کوئي يقيني دليل قائم نهيں هوئي هے البته دوسرے علماء نے اس کے قريب قريب يه راے ظاهر کي هے که جن اعصاب کا وظيفۀ طبيعيه تمام جسم ميں خون کا پهونچانا هے اون ميں اسباب خارجيه تغيرات پيدا کرتے رهتے هيں ' اور يهي تغير خواب هوتا هے - البته يه ضرور هے که ان اسباب کو عموماً نشاط افزا هونا چاهيے - يهي وجهه هے که نرم بستر کے ديکهنے کے ساتهه هي نيند آجاتي هے اور شور و غل همکو دفعتاً بيدار کرديتا هے - قصوں کے سننے سے ' بستر پر ليٹنے سے ' بچوں کو تهپکياں دينے سے اسي ليے نيند آجاتي هے - کيونکه يه اسباب اعصاب ميں ايک خوشگوار اور لطيف تموج پيدا کرديتے هيں -

درحقيقت اس راے کا سلسله بهي اون لوگوں کے خيال سے جاکر مل جاتا هے جو دماغ ميں خون کي کمي کو نيند کا سبب قرار ديتے هيں - کيونکه ان تمام موثرات خارجه سے اعصاب ميں ايک قسم کا سکون پيدا هوتا هے جو دوران خون کي سرعت کو کم کرديتا هے - ليکن ان تمام مذاهب کا رد (جو خون کي کميت و کيفيت کو نيند کي علت قرار ديتے هيں) ايک دوسرے عملي تجربه نے کرديا هے - شام ميں دو توام بچے پيدا هوے - ان ميں سے ايک بيدار رهتا تها اور دوسرا اوسي حالت ميں سوتا تها ' حالانکه دونوں کے خون کا ظرف ايک دوسرے سے متصل تها - اگر خون کي کميت و کيفيت اسکا سبب هوتي تو دونوں کي حالت خواب و بيداري ميں ضرور تلازم هوتا -

جس خطائے اجتهادي کا ارتکاب کیا' حقیقت میں اوس سے خود بنائے اسلام هي متزلزل هوگئي - اکبر اور پهر اورنگ زیب کي احمقانه سیاست جنوبي هندوستان کي ایک ایک اسلامي ریاست کو نگل گئي اور جس جامعیت و اتحاد مملکت کي غرض سے یه کوشش کي گئي تهي' وه بهي حاصل نه هوئي - جبکه دور و دراز صوبوں کیلیے وسائل و ذرائع سفر و خبر مفقود تهے' تو انکا کسي بعید مرکز سے پیوسته هونا تقریباً ناممکن تها - نتیجه یه هوا که غیر اسلامي قوتیں موقع پاکر ابهر آئیں اور خود مسلمان هي مٹ گئے -

مسلمانان شمالي هند عموماً جب اسلامي هند کے عهد زریں کا تذکره کرتے هیں' تو آگره اور دهلي کا نام بے اختیار اونکي زبان سے نکل جاتا هے اور پهر خاموش هوجاتے هیں - لیکن شاید اونهیں معلوم نهیں که اسکے بعد هي بیجا پور' احمد آباد' احمد نگر' گولکنڈه' دولت آباد وغیره آثار باقیۂ اسلامیه [illegible] فیصلۂ تاریخي [illegible] باقي هے -

(امارت بیجاپور)

امارت بیجاپور دکن کا ایک زبردست قطعۂ ملک تها جو اب احاطۂ بمبئي پریزیڈنسي کا ایک جزو هے - شهر بیجاپور اس اسلامي ریاست کا دارالسلطنت تها - اب تک [illegible] عظمت سے [illegible] هے [illegible] اسکي [illegible] هے - انگریزي تاریخوں میں بیجاپور کا لقب دکن کا تدمر Palmyra هے - اس تدمر دکن کي تاریخ نهایت دلچسپ اور مجموعۂ عبر و بصائر هے -

اس سلسلۂ حکومت کا نام جو یهاں فرمانروا تها' خاندان عادلشاهي تها -

عادلشاهي خاندان کا باني بروایت مشهوره سلطان مراد قسطنطنیه کا ایک بے خانماں فرزند' یعني شهزاده یوسف تها - یوسف جب اپنے بهائي سلطان محمد کے خوف سے قسطنطنیه کے کنعان سے نکلا' تو تقدیر نے دکن کے مصر میں بهیجا دیا - جهاں وه ایک سپاهي کے درجه سے شاهي کے رتبه تک پهنچ گیا !

اس سلسله میں کل ۹ بادشاه گذرے هیں :

۱	یوسف عادلشاه	زمانه حکومت از سنه ۱۴۸۹ع تا سنه ۱۵۱۰ع
۲	اسماعیل عادلشاه "	از سنه ۱۵۱۰ع تا سنه ۱۵۳۴ع
۳	ملو عادلشاه "	از سنه ۱۵۳۴ع تا ۷ ماه
۴	ابراهیم عادلشاه اول "	از سنه ۱۵۳۴ع تا سنه ۱۵۵۷ع
۵	علي عادلشاه اول "	از سنه ۱۵۵۷ع تا سنه ۱۵۸۰ع
۶	ابراهیم عادلشاه ثاني "	از سنه ۱۵۸۰ع تا سنه ۱۶۲۶ع
۷	محمد عادلشاه "	از سنه ۱۶۲۷ع تا سنه ۱۶۵۵ع
۸	علي عادلشاه ثاني "	از سنه ۱۶۵۶ع تا سنه ۱۶۷۲ع
۹	سکندر عادلشاه "	از سنه ۱۶۷۲ع تا سنه ۱۶۸۶ع

اس حکومت کي کل مدت سلطنت ۳۰۳ برس هے - عموماً اکثر فرمانروا بیدار مغز اور باهوش تهے - اسکندر آخري بادشاه افسوس قسمت کا سکندر نه تها - ایک طرف سیوا جي کي غارتگري سے حواس باخته تها' دوسري طرف اورنگ زیب کے حملوں سے - تا آنکه سنه ۱۶۸۶ع نے اورنگ زیب کو بیجا پور کا مالک کردیا -

عادلشاهي حکومت نے اپنے متعدد آثار چهوڑے جو اب بهي ان اطراف میں کاروان اسلام کے نقش پا بتاتے هیں - دیواروں' قلعوں' مسجدوں' اور دیگر عمارات کو چهوڑکر صرف طریقۂ آبرساني کے وه حیرت انگیز کارنامے یهاں موجود هیں جو اب تک مسلمانوں میں طبیعیات کي اعلی ترقي کے شاهد حال هیں - " ملک میدان " نامي ایک عجیب و غریب توپ بهي یهاں محفوظ هے جو " محمد بن حسن رومي " (۱) ایک مسلمان کي قوت صنعت کا نتیجه بهي اور جس سے مسلمانوں کے علم الحرب پر ایک نئي روشني پڑتي هے - دوسري توپ " [illegible] " هے وه بهي اسي حکومت کے مصنوعات حربیه میں سے هے -

عمارات و ابنیه کي اسوقت یهاں ۴۴ یادگاریں باقي هیں جو اسلامي طرز تعمیر کے بهترین نمونه هیں - [illegible] آثار کے [illegible] صرف اسلامي نقش هیں که :

[illegible]

(اسلامي طرز تعمیر)

هر قوم نے اپنے عهد تمدن و عروج میں اپنے حسن مذاق و وسعت علم و پیمانۂ تمدن کے مطابق عمارتیں تعمیر کي هیں جن میں سے مخصوص اقوام اهل مصر' اهل بابل' اهل هند' اهل ایران' قدیم روم' اور مسلمان هیں - اسلامي طرز تعمیر کا نام Saracenic Architecture هے - مهندسین یورپ تسلیم کرتے هیں که علم هندسه و تعمیر میں مسلمانوں کا مخصوص پایه تها -

اسلامي طرز تعمیر کے مختلف اقطاع عالم میں مختلف نمونے هیں - لیکن باوجود اس اختلاف کے بعض نوعي اشتراک بهي هیں -

هندوستان میں اسلامي طرز تعمیر کے دو نمونے هیں : تیموري و غیر تیموري - دهلي' آگره' کشمیر' لاهور کے علاوه جهاں تیموري مصنوعات هیں' اور هر جگهه غیر تیموري طرز تعمیر کے نمونے ملتے هیں جو تیموري نمونوں سے نسبتاً نزاکت و لطافت میں کم درجه هیں لیکن جلال و جبروت و سطوت اور استحکام میں تیموریوں پر فائق هیں -

جامع مسجد بیجاپور کا محراب و مصلی

---

(۱) یه حسن بن رومي تاریخ هند کا ایک عجیب و غریب شخص تها جسکے وجود پر ابتک کافي روشني نهیں پڑي - عنقریب اسکے مفصل حالات شائع کرینگے - (البـــلاغ)

آثار عتیقہ

دسے دوسرے معني تو یہ ہیں کہ اب تک نیند کي حقیقت ارباب علم سے ایک حد تک مخفي ہے : وما اوتیتم من العلم الا قلیلا !

(و جعلنا نومکم سباتا)

ان تمام مذاہب و خیالات کي تشریح سے ثابت ہوگیا کہ جدید تحقیقات اب تک نیند کي حقیقت اور اوسکے علل و اسباب کے تعین میں ناکامیاب ہے - لیکن خداے اور تمام فطري چیزوں کے ساتھ آج سے تیرہ سو برس پہلے ہم کو اپنا ایک یہ احسان بھي جتایا تھا :

الم نجعل الارض	کیا ہم نے زمین کو آرامگاہ اور پہاڑ کو
مهادا ، والجبال اوتادا ،	اوسکا ستون نہیں بنایا ؟ کیا ہم نے
وخلقناكم ازواجا ،	تم کو جوڑا جوڑا نہیں پیدا کیا ؟ اور
وجعلنا نومكم	کیا تمہاري نیند کو ایک غافل کردینے
سباتا ؟ (۷۸ - ۱۰)	والي چیز نہیں بنایا ؟

اب تحقیق جدید کا متحرک قدم بھي اسي نقطے پر پہونچکر رک گیا ہے جہاں سے اوسکي حرکت ازلي شروع ہوئي تھي - چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ نیند بالکل فطري چیز ہے - جس طرح انسان کو کھانے پینے کي ضرورت ہوتي ہے اوسي طرح وہ نیند کا بھي محتاج ہے - اسلیے تمام فطري ضروریات کي طرح اوس کے خواص و آثار میں بھي تغیرات پیدا ہوسکتے ہیں - اگر ایک شخص ریاضت سے کھانا چھوڑ سکتا ہے تو ایک شخص ہمیشہ بیدار بھي رہ سکتا ہے - اگر ایک شخص کو غم و الم میں کھانے پینے کي فکر نہیں رہتي ' تو ایک شخص اس حالت میں خواب شیریں کا افسانہ بھي فراموش کردیتا ہے - اگر ایک شخص فاقہ سے مرسکتا ہے تو ایک شخص کو دائمي بیداري بھي ہلاک کرسکتي ہے - اگر پر خوري کسل پیدا کرتي ہے تو معمول سے زیادہ سونا بھي اس کا سبب ہوسکتا ہے - اگر انسان کو غذاے لطیف مرغوب ہے تو خوشگوار نیند اوس سے زیادہ محبوب ہے - غرض یہ ایک ایسا مذہب ہے جسکے ذریعہ نیند کے تمام خواص و اعراض کي توجیہ و تعلیل کي جاسکتي ہے اور بلا شبہ قرآن حکیم نے عام موثرات فطریۂ انسانیہ کے سلسلے میں نیند کا ذکر کرکے اسکي طرف ایک بلیغ اشارہ کردیا ہے -

---

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوگا - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے آمادہ ہے پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے کمیشن معقول دیا جاتا ہے -

---

آثار اسلامیہ امارت بیجاپور

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوي پروفیسر پونا کالج)

(مفتوحات اسلامیہ)

تمام مفتوحات اسلامیہ کي دو قسمیں ہیں :

(۱) ایک وہ جو عرب فاتحین کي قوت کے جولانگاہ رہے ہیں -

(۲) دوسرے وہ جو ترک ' مغل ' اور پٹھان اقوام کي یادگاریں ہیں -

خدا جانے یہ نکتۂ تاریخي اور لوگ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں ' مگر ہمکو صاف نظر آتا ہے کہ عرب جہاں گئے ' مذہب ' علم ' تہذیب ' اخلاق ' اور تمدن اونکے ہمرکاب رہا - کیونکہ وہ درحقیقت اسلام کے اصلي جوہر اور تعلیم اسلام کا حقیقي نمونہ تھے - لیکن جہاں جہاں ترکوں ' پٹھانوں ' اور مغلوں کے ذریعہ سے اسلام پہونچا ہے ' وہاں علم ' مذہب ' اور تہذیب و تمدن کي معیت علی الاکثر بہت کم نصیب ہوئي ہے اسکا سبب ظاہر ہے کہ یہ قومیں خود حقیقت میں اسلام کي نائب اور نمایندہ نہ تھیں -

(فتح ہندوستان کے دو راستے)

ہندوستان میں اسلام دو راستوں سے آیا : براہ خیبر و پنجاب ترکوں اور مغلوں کے ذریعہ سے - اور براہ سندھ و گجرات عربوں کے ذریعہ سے -

گو آج تو ہر جگہ خاک سي اڑتي ہے لیکن تاریخ کا آئنۂ جہاں نما تیموریوں سے پہلے کا نقشہ ہمکو دکھا سکتا ہے جب لاہور ' آگرہ ' اور دہلي کي وسیع فضاء حکومت ترکوں اور مغلوں کي قوت کا تماشہ گاہ تھي تو شجاعت و بہادري کي جنس کے سوا اور متاع کسي کي ان بازاروں میں پرسش نہ تھي - نہ علم دانائي (فقہ) کے سوا اور کسي اسلامي علم و فن کا یہاں نام و نشان تھا ' اور نہ "دانائوں" (فقہاء) کے سوا اسلام کا کوئي اور نمونہ تھا - یہ نادان دانا تقلید اور جہل و تعصب کے مجسمہ تھے ' جن کو اس سے کچھہ بحث نہ تھي کہ اسلام کے خدا نے کیا کہا ہے اور اسلام کے پیغمبر نے کیا بتایا ہے ؟ وہ صرف ایک ہي شے سے تسلي پاتے تھے - یعني فتاواے دانایان بخارا و سمرقند ! ملک کے اس سرے سے اوس سرے تک ایک بھي احادیث نبویہ کا حامل اور فرمان الہي کا مفسر نہ تھا !

لیکن اس کے بالکل برخلاف سندھ دکن اور گجرات کي حالت دوسري تھي - ان میں سے ہر ایک بجا طور سے دمشق ' قرطبہ ' اور بغداد کو یاد دلاتا تھا - سواحل عرب کے مقابل ہونے کي وجہ سے علوم و فنون کے سرچشمے حجاز و یمن سے آبلتے تھے اور ان ممالک میں بہتے تھے - بیجا پور ' احمد نگر ' گولکنڈہ ' اور احمد آباد گجرات ' ان سرچشموں کے قرارگاہ تھے -

(حکومت تیموریہ اور امارت اسلامیۂ جنوبي ہند)

تیموري سلاطین نے عموماً اور اکبر و اورنگ زیب نے خصوصاً جس شدید غلطي کا ارتکاب کیا (اور اگر ہم حسن نیت کو دخل دیں تو)

دارالارشـــــاد

یا قوم ! اتبعون ، اهدکم سبیل الرشاد (۴۰ : ۳۸)

* * *

رفتم که خار از پاکشم ، محمل نهان شد از نظر
یک لحظه غافل گشتم و صد ساله را هم دور شد !

* * *

(۱) گذشته سال ماہ رمضان المبارک میں (الذي انزل فيه القرآن) " دارالارشـــاد " کي بنیاد رکھي گئي تھي - ارادہ تھا کہ اسي سال سے تعلیم و ارشاد کا سلسلہ بھي شروع کردیا جاے - لیکن مشیت الہي مساعد نہ ہوئي - و عرفت ربي بفسخ العزائم :

مثال ما، لب دریا و آب و مستسقي ست
دهند سوق ، ولے رخصت نظـــر نہ دهند !

(۲) موجودہ حالت یہ ہے کہ مدرســـہ کا ہال طیار ہوچکا ہے - صرف جزئي و بیروني تکمیل باقي ہے - لیکن جب تک اس کے ساتھہ ایک دوسري عمارت طلباء کے قیام کے لیے بھي طیار نہ ہوجاے ، اس وقت تک وہاں کام شروع نہیں ہوسکتا - عمارت کا مقام شہر سے باہر ہے اور یہ ممکن نہیں کہ شہر میں قیام کرکے اس سے کام لیا جاے - طلباء کے کمروں کي تعمیر کے لیے ابھي اقلاً دس پندرہ ہزار روپیہ اور ہونا چاهیے : و ما ذالک علی الله بعزیز -

(۳) کمروں کي طیاري کا انتظار میں کرسکتا ہوں لیکن نہ تو میری زندگي کرسکتي ہے جس کا قیام نا معلوم ہے ، اور نہ زمانہ کرسکتا ہے جس کي رفتار ہمارے ارادوں اور امیدوں کي پابند نہیں :

با یکہ کعبہ نمایاں سود زپا منشیں
کہ نیم گام جدائي ہزار فرسنگ ست

پس متوکلاً علی الله اس عاجز نے پچھلے دنوں فیصلہ کرلیا کہ سردست ایک کرایہ کے مکان ہي میں سلسلۂ تدریس و ارشاد شروع کردیا جاے - اگر توفیق الہي نے چارہ سازي فرمائي اور عمارت مکمل ہوگئي تو وہاں مدرسہ منتقل کردیا جا ئیگا :

تا نہـــال آرزو کے بر دهـــد
حـــالیا رفتیم و تخمے کشــــتیم

(۴) زیادہ تر یہ امر بھي اس کا باعث ہوا کہ اپني حالت دیکھتا ہوں تو روز بروز صحت جواب دے رہي ہے اور ضعف و اضمحلال بڑھتا جاتا ہے - نہیں معلوم مشیت الہي کیا ہے اور کونسا وقت آنے والا ہے ؟ "

فمن شاء فلینظر الي فمنظـــري
نذیر الی من ظن ان الهوی سهل

اگر پیام اجل ســـرپر آ پہنچا (و ان اجل الله لآت) تو آہ کس سے کہئیے اور کون جانتا ہے کہ اس مشت خاک کے ساتھہ کیا کیا چیزیں ہیں جو سپرد خاک ہونگي ، اور فیضان الہي نے اپنے فضل مخصوص سے کیسے کیسے دروازے علوم و معارف کے اس عاجز پر کھولے ہیں ، جو بغیر اس کے کہ ایک طالب صادق و صالح بھي ان سے گذرے ، بند کے بند ہي رہ جائیں گے :

جوہر بنیش من در تـــہ زنـــگار بماند
آنکہ آئینۂ من ساخت نہ پرداخت دریغ !
تو نظیري ، ز فلک آمدہ بودي چو مســـیح
باز پس رفتي و کس قدر تو نہ شناخت دریغ !

جو کچھہ اب تک زبان و قلم کے حوالے ہوا ، وہ اس کے مقابلے میں کہ ابلتے ہوے چشمے اور بھڑکتے ہوے شعلے کیطرح سینہ میں جوش زن ہے ، علم الله کہ ایک قطرۂ دریا اور ذرۂ صحرا سے زیادہ نہیں - علی الخصوص "قـــرآن حکیم" اور علوم و معارف نبویہ (علی صاحبها الصلواۃ و التحیۃ) کے متعلق تو یقین کرنا چاهیے کہ اب تک ہزار میں سے ایک بات بھي جي بھر کے نہ کہہ سکا ، اور جو کچھہ کہا گیا ، اس کے لیے بھي اے صد ہزار حسرت و داغ ، کہ نہ تو بقدر شوق وسعت گفتار پائي ، اور نہ بقدر ہمت سامان و وسائل ہي ہاتھہ آے - اب سے آٹھہ سال پہلے میں نے ایک قصیدے کي تشبیب میں کہا تھا :

ہر موج معاني کہ ز جیحون دلم خاست
تا ســـاحل لب آمدہ برتافت عناں را

(۵) اگرچہ اس لیے کہ تاریکي شدید تھي ، اور اس لیے کہ جب اندھیري ہو تو ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھي بہت ہوتا ہے ، جو کچھہ بھي اس عرصہ میں حوالۂ قلم و زبان ہوا ، الله تعالی نے اسے رفعت ذکر و قبولیت تامہ عطا فرمائي ، اور بے شمار مومنین راسخین و طالبین صادقین کے دلوں کو اس کے لیے کھول دیا - حتی کہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم و معارف نبویہ کے درس و بصیرۃ ، اور احیاء سنت و امر بالمعروف کي دعوت و تذکیر کا ایک نیا دور اس سے شروع ہوگیا : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء - تاہم اپني نظر اس پر نہیں ہے کہ جو کچھہ ہوا وہ کتنا اور کیا ہوا ؟ دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھہ ہو سکتا تھا اور ہونا تھا ، افسوس کہ وہ نہ ہوا :

وهبت علی مقـــدار کفي زماننا
و نفسي علی مقدار کفک یطلب !

وہ علیم و حکیم ہي بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنے فضل مخصوص سے گذشتہ چھہ سات سالوں کے اندر نہ صرف قرآن حکیم بلکہ تمام علوم اسلامیہ کے درس و بصیرۃ کے کیسے کیسے غیر مفتوح دروازے اس عاجز پر کھولے ہیں ، اور کشف سرائر و خفایاء محجوبہ ، و تفحص حقایق و معارف مستورہ ، و تحقیق غرائب و نوادر ، و فیصلۂ مذاہب و مشارب ، و تطبیق اختلافات متضادہ ، و انشراح بصائر و عوارف مخصوصہ کي کیسي کیسي عجیب و غریب نعمتیں عطا فرمائي ہیں ؟ علی الخصوص یہ انعام جلیل اور فیض عظیم کہ اختلافات مذاہب و مشارب اور محدثات علوم و مسائل کي تقریباً ہر شاخ میں سلف صالح کے مذہب و مشرب کو (کہ في الحقیقت الدین " الخالص " کا مصداق حقیقي ہے) اس عاجز پر منکشف کردیا ، اور مومنین اولین (الذین سبقونا بالایمان) کے منہاج قویم و صراط مستقیم پر کاربند ہونے کي توفیق مرحمت فرمائي - یہ وہ انعام خاص ہے جس سے صدہا رہروان منزل محروم رہے ، اور جب تک ہدایت رباني ، و توفیق الہي ، و انوار مقتبسۂ مشکواۃ نبوت رہنمائي نہ کریں ، اس مقام کا حصول و وصول ممکن نہیں - بلکہ اس مقام کي حقیقت و فضیلت کو بھي ہر مدعي سمجھہ نہیں سکتا :

راہے کہ خضر داشت ز سر چشمہ دور بود
لب تشنـــگي ز راہ دگر بردہ ایم ما !

(۶) اگر ایک شخص مسلمانوں کي تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بد بختیوں کي علت حقیقي دریافت کرنا چاہے ، اور ساتھہ

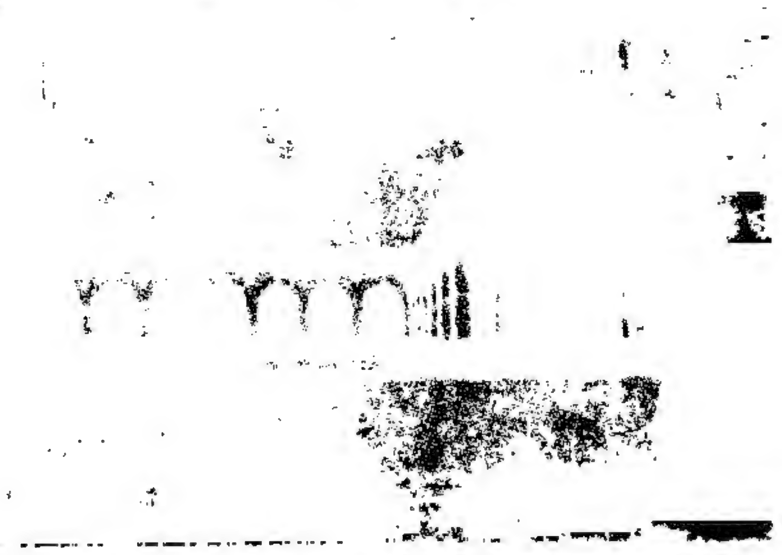

جامع مسجد کا صحن

آثار محل - عادل شاهي کتب خانه کي عمارت

اس اختلاف کا ایک سبب یه بھي هے که تیموریوں کو اپني عمارتوں کے لیے جس قسم کے معمار ملے ' دوسروں کو نصیب نهیں هوے۔ بیجاپور کي عمارتیں دوسري قسم میں داخل هیں-

(جامع عادلشاهي)

یه مسجد بیجاپور میں سب سے زیاده وسیع و بلند اور خاص تعمیر کي نهایت خوبصورت مسجد هے۔ اسکا اندروني رقبه ۱۹۰۰۰ مربع فٹ هے اور نهایت متناسب الاجزا بنایا گیا هے- محراب کے علاوه تمام دیوار ساده هے- محراب نهایت نازک طلائي نقش و نگار سے آراسته هے جسمیں مختلف الوان کي ترکیب سے نمائي گئي هیں۔ جابجا گلدان ' صراحي ' زنجیر ' منبر اور گلدان کي تصویریں هیں۔ مختلف موقعوں پر عربي و فارسي کے نسخ و نستعلیق خط میں کتبے منقوش هیں جن میں سے ایک فارسي قطعه یه هے:

عادل شاه کا مقبره

این قصر عمر کعبه مکین استوار باد
در دار ملک قرار اسے را قرار هست

خوش منزلست دیده (۲) رونق بچشم ما
خوش دولتست عمر وے پائدار هست

اس جامع مسجد کي بنا علي عادل اول نے ڈالي تھي۔ محراب کے ایک کتبه سے ظاهر هوتا هے که یه طلائي کام سلطان محمد عادل کے عهد میں سنه ۱۰۴۵ هجري کے اندر تیار هوا- مسجد کا فرش نهایت صاف و شفاف هے- سیاه خطوں میں ۲۲۵۰ سے زیاده مصلے بنے هوے هیں - مشهور روایت یه هے که یه مصلے کي سطریں اورنگ زیب نے کھنچوائي تھیں -

(آثار محل)

یه عمارت تو خوبصورت نهیں ' لیکن بیجاپور کي مقدس ترین عمارت سمجھي جاتي هے - جسطرح حسب روایت مشهوره دوسرے مقامات میں موے مبارک نبوي کا وجود ظاهر کیا جاتا هے ' اسي طرح حکومت عادلشاهي میں بھي به تبرک مکه شریف سے ایک بزرگ لاے تھے - اسي کے لیے سلطان محمد عادل نے سنه ۱۱۱۱ه میں اس عمارت کي بنیاد ڈالي - اسي عمارت میں عادلشاهي کتبخانه اور دیگر نادر آثار علمیه بھي تھے - اب صرف خالي الماریاں پڑي هیں - مشهور هے که حکومت کي عزت کے ساتھ یه نادر خزانه بھي یورپ کو منتقل هوگیا

اس قصر مقدس و عالي کے بعض کمرے اب تک عجائب صنعت و مصوري کے نمونے هیں - دیواروں کي تمام سطح رنگین گل بوٹوں ' انساني نقشي صورتوں ' جام و صراحي اور درخت و سبزه زار کي تصویروں اور بیلوں سے منقش هے - ایک المازي میں قدیم صنعت و دستکاري کے ریشمي غلاف ' کمخواب کے پردے ' اور ایران کے بیش قیمت قدیم طرز کے قالین نهایت بد احتیاطي سے پڑے هیں اور اب تک یوروپین سیاحوں کے لیے ایک حیرت انگیز نمائش کا کام دیتے هیں۔ سامنے ایک خوبصورت مربع حوض هے جو اسي قدیم طریق آبرساني سے همیشه لبریز رهتا هے

ایک جگه فارسي کا منظوم کتبه کنده هے جسکے چند اشعار یه هیں:

بدوران شهي که آثار تو باشد
جهان را چشم دیدار تو باشد
براے عاشقان وصل تو واحدست
اگر موے رسول نیست واحدست

عمارت منزلے خوشتر ز رضوان   بود خاکش دواے درد مندان
رهے جاے که عرشش همقرین است   سرشتش عرفے چون زلف دلبرست

آخرین اشعار یه هیں جسمے ناظم کا تخلص " آفرین " معلوم هوتا هے:

بر آور آفرین دست دعا را   که روز حشر مي یابي جزا را
بود آثار هستي تا جهان را   خدا پاینده دارد این مکان را

سنه ۱۱۱۱ ه

---

(۲) یه مصرع غلط معلوم هوتا هے " دیده " غالباً دنیا هے لیکن اصلي کتبه میں ایسا هي هے -

---

مجلدات الهلال

درخواست کا آخري موقعه

الهلال جلد اول کي جسقدر شش ماهي جلدیں دفتر میں باقي تھیں سب فروخت هوگئیں دوسري کي بمشکل چند جلدیں نکل سکیں گي ' یهي حال تیسري کا بھي هے ' اور چوتھي اور پانچویں کے نسخے بھي دس بیس سے زیاده نهیں رهے - یه جلدیں بلحاظ اپني ظاهري اور باطني خوبیوں کے جو کچھه حیثیت رکھتي هیں ' وه نه صرف مسلمانان هند بلکه مسلمانان اکثر حصص عالم سے پوشیده نهیں - جن حضرات کو یه سرمایه مطلوب هو ' وه اسے آخري اعلان سمجھیں اور جلد درخواست بھیجیں ' قیمت کیلیے لوح کا آخري صفحه ملاحظه هو- درخواستیں دفتر البلاغ کے پته سے آئیں -

(طریق تعلیم)

(۷) اس تعلیم گاہ کي اولین اور بنیادي خصوصیت یہ ہے موجودہ طرز تعلیم ' و انتخاب کتب ' و انحصار مضامین سے اسے کوئي تعلق نہیں - اول سے لیکر آخر تک کوئي درس کتابوں کے ذریعہ نہیں دیا جاتا اور نہ کوئي لکھا ہوا اور چھپا ہوا کاغذ بجز قرآن حکیم کے معلم یا متعلم کے سامنے رہتا ہے - بلکہ تمام تعلیم قدماء اہل اسلام کے اصول پر محض رباني درس کے ذریعہ ہوتي ہے ' جسے مؤمنین اولین نے " املاء " کے لقب سے موسوم کیا تہا اور آجکل یورپ اسے " لکچر " کہتا ہے -

(۸) مرکز تعلیم صرف قرآن حکیم ہے . ایات بینات ' تبیانا لکل شيء ' ہدی و رحمة لقوم یذکرون - لیکن اس مرکز کے دائرے میں وہ تمام چیزیں آجائیں گي جو فہم و تبلیغ قرآن کے لیے ضروري ہیں - اور جو چیزیں ضروري نہیں ہیں ' ظاہر ہے کہ انہیں اس قوم سے کوئي واسطہ نہ ہونا چاہیے جو صرف قرآن کے علم و عمل کے لیے دنیا میں آئي ہے -

(۹) گو اصل تعلیم قرآن حکیم ہے ' لیکن یہ بمنزلہ نقطہ کے ہے اور اس کا دائرہ وسیع ہے - پس روزانہ درس کے علاوہ ایک درس ہفتہ وار بھي ہوتا ہے اور انشاء اللہ مسلمانوں کي موجودہ تعلیمي زندگي میں وہ بھي ایک اہم و اعظم چیز ہوگي -

ان ہفتہ وار لکچروں کا مقصد یہ ہے کہ تمام علوم اسلامیہ مثلاً حدیث ' اصول حدیث ' فقہ ' اصول ' کلام ' بلاغت ' تاریخ وغیرہ پر ایسے مبسوط و حاوي درس دیے جائیں ' جن سے سامعین کو ان علوم کي تاریخ ' مختلف تغیرات و ترقیات ' عہد بعہد کي تبدیلیاں ' ان کے اہم مباحث و مسائل ' اختلافات و محاکمات ' اور نتائج و بواعث پر مجتہدانہ و محققانہ نظر پیدا ہوجائے ' اور ان تمام علوم کے اصول و فروع اور اطراف و لواحق کے متعلق جامع و حاوي معلومات بہ یک سماعت حاصل کرلیں -

یہ تمام درس نہایت وسیع مطالعہ و نظر اور تحقیق و کاوش کا نتیجہ ہونگے ' اور قلمبند ہونے کے بعد علوم اسلامیہ پر بہترین رسایل و فصول ثابت ہونگے - -

درس علوم کا اصلي و صحیح طریقہ یہي ہے - نہ یہ کہ چند کتابوں کے صفحات و نقوش میں معلم و متعلم کي فکر و نظر کو مقید کردیا جائے - یہ مقام تشریح و توضیح کا محتاج ہے اور علوم اسلامیہ کے تنزل کي تاریخ کا ایک اہم باب ' لیکن :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

(مدت تعلیم)

(۱۰) اس درسگاہ کي ایک بڑي خصوصیت مدت تعلیم کا مسئلہ ہے اور دنیا نے اس بارے میں بڑي ٹہوکر کہائي ہے - لوگ سمجھتے ہیں کہ انساني فکر کي تربیت و تعلیم صرف بڑي بڑي مدتوں اور بہت زیادہ برسوں کے اندر مضمر ہے - حالانکہ اگر ایک طالب صالح ہو ' تو اکثر اوقات برسوں کي جگہ صرف ایک صبح یا ایک شام کي صحبت و یکجائي ہي کافي ہوتي ہے - بلکہ صبح و شام کا بھي یہاں ذکر بیجا ہے - ارباب دل کے لیے تو ایک نگاہ راز آمیز بھي بہت ہے - ایک اعرابي جب ایک جملۂ مختصر سنکر لا ازید و لا انقص پکار اٹھا تہا ' تو غور کیجیے کہ اس کے لیے کیا باقي رہ گیا تہا ؟ البتہ وہ بھي تھے کہ درس و اخذ بجاے خود رہا اپنے معلم الہي کو ایک نظر دیکھنا بھي نصیب نہ ہوا ' حالانکہ شب و روز دیکھتے تھے - و تراهم ینظرون الیک و هم لا یبصرون -

پس دار الارشاد کي بڑي سے بڑي مدت تعلیم ایک سال ہے اور وہ بھي ان لوگوں کے لیے جو تکمیل درس کے بعد کچھہ اور چیزوں کے بھي طالب ہوں - یا جو خود کہیں کہ ابھي پیاس باقي ہے - ورنہ عام طور پر صرف چھہ ماہ کافي ہوں گے - ہماري حالت دوسري ہے ' اور آہستہ روي کا عہد ہم نے کہودیا ہے - اب صرف اس کي مہلت باقي رہ گئي ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوڑیں -

(۱۱) جو طلباء منتخب ہوتے ہیں ' سردست ان کے کہانے پینے اور قیام کا بار مدرسہ اپنے سر لیتا ہے - ایک پختہ دو منزلہ ہوادار مکان میں جو شہر کے یوروپین کوارٹر میں واقع ہے وہ ٹہراے جاتے ہیں - تا آنکہ قرار دادہ تعداد سے زیادہ درخواستیں آجائیں -

(۱۲) قرار دادہ تعداد سے مقصود یہ ہے کہ جتنے بھائیوں کي خدمت اس عاجز کے امکان میں ہے ' ان سے زیادہ درخواستیں آجائیں - کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کام کے لیے میں نے کوئي چندہ جمع نہیں کیا ہے اور نہ کوئي باہر کي مالي اعانت میرے ساتھہ ہے - قوم کے امراء و رؤساء جس طرح کے کاموں کي اعانت کرنے کے عادي ہیں - اس طرح کے کام میں کہاں سے آئیں ؟ پس مجبور ہوں کہ جسقدر بحالت موجودہ خود کر سکتا ہوں کروں و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

(۱۳) ضروري مخارج اکل و شرب و قیام کے علاوہ کوئي وظیفہ یا معاوضہ میرے پاس نہیں ہے ' اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ چالیس پچاس روپیہ وظیفہ لے کر دین و ملت کي خدمت کے لیے طیار ہونا چاہتے ہیں ' وہ آیندہ بھي قیمت چکاے بغیر خدا کے ساتھہ معاملہ نہ کرسکیں گے - اس راہ کي اولین شرط ایثار و قرباني ہے - اگر بتمامہ نہ ہو سکے تو اقلاً قناعت تو ہو -

(۱۴) قوم میں جو دردمند اور اسلام خواہ گریجویٹ اور انگریزي کے تعلیم یافتہ نوجوان ہیں ' ان سے خاص طور پر یہ خطاب ہے - ان کو سوچنا چاہیے کہ دنیا کے لیے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے سالہا سال میں طیار ہوتے ہیں - کیا خدا اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کے لیے بلا صرف چھہ ماہ بھي نہ دے سکیں گے ؟ چھہ مہینے کي مدت تو وہ چھوٹا سا زمانہ ہے جو اکثر ڈپٹي کلکٹري کي محض امید و عشق ہي میں بسر ہو جاتا ہے - وقت ہے کہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھائیں اور چند مہینے یوں بھي بسر کر دیکھیں - ممکن ہے کہ ان کا دل ہزار سودا آور ساري راہیں چھوڑ کر صرف اسي راہ کا ہو رہے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

یا ایہا الناس ! انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ہو الغني الحمید -

فقیر ابو الکلام کان اللہ لہ

هي يه شرط بهي لگا دے كه صرف ايک هي علت اصلي ايسي بيان كي جاے جو تمام علل و اسباب پر حاوي و جامع هو' تو اس كو بتايا جا سكتا هے كه " علماء حق و مرشدين صادقين كا فقدان اور علماء سوء و مفسدين دجالين كي كثرت ": ربنا انا اطعنا سادتنا و كبراءنا فاضلونا السبيلا ! اور پهر اگر وه پوچهے كه ايک هي جمله ميں اس كا علاج كيا هے ؟ تو اس كو امام مالک رحمة الله عليه كے الفاظ ميں جواب ملنا چاهيے كه " لا يصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها " يعني امت مرحومه كے آخري عهد كي اصلاح كبهي نه هوسكے گي' تاوقتيكه وهي طريق اختيار نه كيا جاے جس سے اس كے ابتدائي عهد نے اصلاح پائي تهي - اور وه اس كے سوا كچهه نهيں هے كه قرآن حكيم كے اصلي و حقيقي معارف كي تبليغ كرنے والے مرشدين صادقين پيدا كيے جائيں -

(۷) بڑي مصيبت يه هے كه قرآن حكيم كي تعليمات كريمه كے جو حقيقي معارف و بصائر تهے اور جن مقاصد عظمى كے ليے اس كا نزول هوا تها' وه صديوں سے بالكل بهلا ديے گئے هيں' اور بتدريج وه وقت آ گيا هے جس كي نسبت كها جاتا تها كه قرآن كے انوار و بركات زمين سے اٹها ليے جائينگے' اور جب لوگ تلاوت كے ليے صحائف كهوليں گے تو اس كے اوراق كو بالكل ساده و غير منقوش پائينگے - يه سچ هے كه قرآن حكيم كے الفاظ و حروف ابهي نهيں اٹهائے گئے هيں' ليكن بلاشبه اسكے معاني و معارف تو ضرور اٹها ليے گئے' اور گو كاغذ پر لكهے هوے نقوش ابهي محو نه هوے هوں مگر دلوں كے صفحات تو يقيناً ساده ره گئے هيں : و قال الرسول : يا رب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا ! اور يه سب كچهه اس ليے هے كه قرآن كے انوار و بركت عوام امت هي سے سلب نهيں هوے' بلكه ان لوگوں كے دلوں سے محو هوگئے جن كے هاتهوں ميں عوام كي هدايت اور تمام عالم كے ليے قرآن كي تبليغ تهي - جب خود خواص امت اور اصحاب درس و علوم كو قرآن حكيم سے اس قدر بعد و هجر هو جاے كه "جلالين" و "بيضاوي" كے سوا اور كچهه نه ديكهه سكيں' اور "مدارک" و "خازن" سے الگ هوكر ايک آيت پر بهي تدبر نه كرسكيں تو پهر ظاهر هے كه عامهٔ اهل اسلام كے فهم و بصيرت كا كيا حال هوگا ؟

از خويشتن گم ست كرا رهبري كند ؟

قرآن حكيم نے ان لوگوں كي نسبت كها تها جو ايمان بالله و اليوم الآخر سے محروم هيں : و اذا قرأت القرآن' جعلنا بينك و بين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا - افسوس كه آج مدعيان ايمان و علم كا يه حال نظر آتا هے :

عار دارد كفر از ايمان من !

(۸) چار سال پيشتر كا واقعه هے كه مشيت الهي نے اس عاجز كي رهنمائي كي اور " الهــلال " نے قرآن حكيم كي تعليم و دعوت كي صدا از سرنو بلند كي - ليكن اس عرصه ميں جو كچهه هوا وه ايک دعوت عام تهي جس كے ذريعه فهم و بصيرت قرآن كي نئي راهيں عوام و خواص نے اپنے سامنے ديكهيں' اور قرآن حكيم كے عشق و شيفتگي كا ايک نيا ولوله دلوں ميں پيدا هوگيا - تاهم اس دعوت كي دوسري منزل ابهي باقي هے' اور وهي في الحقيقت اهم تر مقام سعي و تعب هے' يعني قوم ميں بكثرت ايسے افراد پيدا كيے جائيں جو انهي راهوں پر چل كر قرآن حكيم كے علوم و معارف كو به تكميل حاصل كريں' اور ان كے ذريعه قوم ميں ارشاد و هدايت اور احياء دعوت و ذكر كا عملي سلسله بالعموم قائم هو سكے -

(۹) همارے كاموں كي بڑي قسميں صرف دو هي هيں : مسلمانوں كي داخلي اصلاح و احياء علم و عمل - اور غير قوموں ميں اسلام كي تبليغ -

يه دونوں كام بغير كسي ايسي جماعت كي موجودگي كے انجام نهيں پاسكتے - جسقدر تحريكيں' انجمنيں' كانفرنسيں' اور متفرق كوششيں بغير اس كے هوں گي' وه اسي طرح ضايع جائيں گي جس طرح اب تک ضايع جاچكي هيں - والقصه بطولها -

(۱۰) دار الارشاد كے قيام كا مقصد يهي هے كه دعوة الى القرآن كي اس دوسري منزل كا سروسامان هو' اور تهوڑے وقت اور بهت زياده صرف علم و فكر سے ايک ايسي جماعت پيدا كي جاے جو قرآن حكيم كي دعوت و تبليغ كي خدمت اور اصلاح و ارشاد امت كا فرض انجام دے سكے : وما توفيقي الا بالله' عليه توكلت و اليه انيب !

دار الارشاد كا افتتاح

(۱) چنانچه الحمد لله كه ماه مقدس ذوالحجه سے دار الارشاد كا افتتاح هو گيا اور سلسلهٔ درس جاري هے -

(اصول و شرائط داخله)

(۲) دار الارشاد ميں دو جماعتيں علوم عربيه اور انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا كي قائم كي گئي هيں' تاكه انهيں قرآن حكيم كا درس دے كر ارشاد و هدايت امت كے ليے طيار كيا جاے - بس يه ايک طرح كا درجهٔ تكميل با علوم القرآن كا اعلى كلاس هے - ابتدائي تعليم يا علوم آليه كا اس ميں كوئي حصه نهيں ركها گيا هے - البته انگريزي تعليم يافته طلبا كو حسب ضرورت ايک جديد اور سهل الوصول طريقه سے عربي صرف نحو اور فن ادب كي تعليم بهي دي جاتي هے -

(۳) علوم عربيه كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود وه لوگ هيں جنهوں نے هندوستان كے عربي مدارس ميں درس نظاميه كي انتهائي كتابوں تک تحصيل كي هے' يا كسي دوسرے نصاب كے مطابق علوم مروجهٔ عربيه كو حاصل كيا هے - پنجاب كے مشرقي علوم كے سند يافته اور حيدر آباد كے مشرقي دار العلوم كے محصل بهي اس مد ميں داخل هيں -

(۴) انگريزي مدارس كے فارغ التحصيل طلبا سے مقصود گريجويٹ هيں -

(۵) ليكن خاص حالتوں ميں ايسے طلباء بهي ليے جاسكتے هيں جنهوں نے اگرچه عربي يا انگريزي كي تكميل نهيں كي هے' مگر اپنے ذاتي شوق و ذوق' يا وسعت مطالعه' يا قوت ذهن و فكر' يا ملكهٔ تقرير و تحرير' اور سب سے زياده يه كه خدمت دين و ملت كے ولوله و اخلاص كے لحاظ سے امتياز ركهتے هيں - كيونكه ايک طالب صادق اپنے جوش و اخلاص سے ان تمام نقصوں كو پورا كرسكتا هے جو كتابوں كے پڑهنے اور مدرسوں كي نشست ميں ره گئے هوں - بلكه سچ يه هے كه ايک طالب مخلص اپنے پاس وه چيز ركهتا هے جو مدرسوں كے حجروں ميں نهيں ملتي :

از منطق و حكمت نه گشايد در معشوق
اين ها همه آرائش افسانهٔ عشق ست !

(۶) جن اشخاص نے پرائيويٹ طور پر عربي يا انگريزي كي تحصيل كي هے' وه بهي خصوصيات بالا كي بنا پر ليے جاسكتے هيں -

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۲
كلكته : جمعه - ۱۸ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday. 26 November. 1915.
جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قران حکيم کا اردو ترجمه ‘ اثر خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و ترويج کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ‘ جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالی انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ‘ اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ‘ وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ‘ امام الاعلام ‘ مجدد العصر ‘ حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ‘ جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ‘ اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ‘ اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ‘ و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ‘ [illegible] يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ‘ اسکي تکميل کا شرف حق تعالی نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ‘ جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ‘ و بلاغت و انشاء مخصوص ‘ و فهم حقائق و معارف قرانيه ‘ و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ‘ عام فهم ‘ معني خيز ‘ حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ‘ اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ‘ اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ‘ اور بچوں ‘ عورتوں ‘ سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ‘ ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البیان

فی

مقاصد القرآن

هذا بیان للناس، و هدی و رحمۃ لقوم یومنون

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر، اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافي ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسي قلم سے نکلي ہوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے ۔

یہ تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئي ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کي تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ ۱۵ - صفر کو شائع ہو جائیگا - قیمت سالانہ آخر محرم تک چار - روپیہ بعد کو ۵ - روپیہ -

اطلاع ضروری

ان حضرات سے جو الحمدللہ ہمارے ہر طرح کے کاروباري تعلقات پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور الحمدللہ انکي تعداد وسیع ہے) امید کي جاتي ہے کہ اگر ترجمان القرآن اور البیان کي خریداري منظور ہوئي تو انکي درخواست کو اشاعت پر اٹھا نہ رکھینگے، بلکہ اس اعلان کو دیکھتے ہي فوراً پیشگي قیمت بذریعہ مني آرڈر "البلاغ پریس" کے نام بھیجدینگے - کیونکہ مالي مشکلات کي وجہ سے سخت دقتیں پیدا ہوگئي ہیں - پیشگي روپیہ اگر اچھي مقدار میں آگیا تو اس سے پریس کو بہت بڑي مدد ملیگي - ساتھہ هي ان حضرات کو یہ فائدہ ہوگا کہ نسبتاً کم قیمت میں دونوں کتابیں ہاتھہ آجائینگي۔ اس سے زیادہ بار کا ڈالنا ہماري عادت کے خلاف ہے اور امید ہے کہ عزیز احباب و مخلصین ہماري اس درخواست کو رد نہ کرینگے -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
43, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدير مسئول رئيس التحرير
احمد المکني بابي الکلام الدهلوي

مقام اشاعت
نمبر ۴۳ - رپن لین
کلکته
ٹیلي فون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپيه
ششماهي - ۶ - ۱۲ - آنه

جلد ۱
کلکته : جمعه - ۱۸ محرم سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 26 November, 1915.
نمبر - ۲

مالا بد منه

(۱) دفترکي مالي مشکلات اور دقتوں کا حال احباب کرام سے پوشیده نہیں : (ع) تا چند بگویم که چساں ست و چساں نیست ؟ اس عاجز نے کسي طرح کي مالي اعانت دوستوں سے نہیں لي' اور کبھي اسے پسند نه کیا که قیمت کے علاوه اور کوئي بار پبلک پر ڈالا جاے - اس اصول کي وجه سے جو جو مشکلیں برابر پیش آتي رهیں' همیشه انهیں خاموشي کے ساتھه جهیلا - حتی که کبھي دنیا کو انکي خبر بھي نہیں دي - کیونکه مصیبتوں کي خبر صرف انهي کو دیني چاهیے جنکے پاس انکا علاج هو - اور اس اعتبار سے صرف ایک هي ذات هے جو مصیبتوں کو دور کرتي اور پکارنے والوں کو جواب دیتي هے : الذي خلقني فهو یهدین ' و الذي هو یطعمني و یسقین ' و اذا مرضت فهو یشفین ' و الذي یمیتني ثم یحیین ' و الذي هو اطمع ان یغفرلي خطیئتي یوم الدین (۲۶ : ۷۸) سو اس قدوس ذات کا حال یه هے که اسے خبر دي جائے یا نه دي جائے ' اسکے آگے اپنا افسانۂ غم لیجائیں یا نه لیجائیں ' اسکے سامنے اپنے زخموں کي پٹي کھولیں یا نه کھولیں ' اسکي آنکھیں هر حال میں سب کچھه دیکھه رهي هیں ' اور اسکے کان صحت و مرض ' راحت و رنج ' امن و مصیبت ' هر حالت کي صدائیں سن رهے هیں : ان ربك لبالمرصاد (۸۹ : ۱۳) الم یعلم بان الله یری ؟ پھر جب ایک ایسا سمیع و بصیر آقا موجود هو' تو اسکي چوکھٹ کے غلاموں کیلیے کب جائز هے که اپنے هي جیسے درماندوں اور عاجزوں کے آگے اپنا دکھڑا لیجائیں ؟ یا انکي طرف ایک لمحه کیلیے نظر بھي اٹھائیں ؟ وہ بلا شبه اسکي چوکھٹ کے غلام هیں - لیکن اس چوکھٹ پر جسکا سر جھک گیا' پھر وہ دوسروں کیلیے شہنشاہ و حکم فرما بن جاتا هے' جس سے مانگا اور لیا جاسکتا هے ' پر وہ کسي سے نه کچھه مانگتا هے اور نه لیتا هے : و من یتوکل علی الله فهو حسبه !

(۲) صرف اس ایک هي بات پر غور کیجیے که اتنے عرصه کے التواء و انتظار و تحمل مصارف مستمره کے بعد پریس جاري هوا' لیکن پرچه کے نکلنے سے کسي طرح کي نئي مالي آمدني دفتر کو نہیں هوسکتي - خریداروں میں بڑي تعداد اُن حضرات کي هے جو پیشگي قیمت ششماهي یا سالانه پہلے هي بھیج چکے هیں' اور اب انکے اسي قرض میں رساله انکے نام جاري کردیا گیا هے - چھه ماه یا سال بھر تک انسے کوئي نئي قیمت وصول نهوگي اور نه وصول هوني چاهیے - پس ایسي حالت میں ظاهر هے که سال بھر یا اقلاً چھه ماه تک تو پرچه قطعاً بغیر کسي نئي آمدني کے جاري رکھنا پڑیگا - اسکے بعد کہیں خریداروں سے قیمت وصول هوگي -

(۳) هم اسکے لیے الحمد لله که مستعد هیں' اور اگر مستعد نه هوتے تو سلسله جاري نه هوتا - لیکن اگر آپکا جی چاهے تو چند دوستوں کیلیے اسپر غور کرلیجیے که رساله جاري کرکے هم نے دو هزار روپیه سے زیاده کا ماهوار خرچ اپنے اوپر لے لیا هے' حالانکه چھه ماه تک کوئي نئي آمدني پریس کو نهوگي اور محض پچھلے حساب میں پرچه جاري رکھنا پڑیگا -

(۴) هم کسي طرح کا بار احباب پر نہیں ڈالنا چاهتے - صرف یه چاهتے هیں که وہ ان مشکلات پر نظر ڈالیں' اور اقلاً اتني کوشش اگر انپر گراں نهو تو کریں که نئے خریدار پیدا کیے جائیں' اور انسے باره روپیه سالانه یا پونے سات روپیه ششماهي قیمت بھجوائي جاے - ممکن هے که اسطرح همیں ان مشکلات میں کچھه مدد ملے -

(۵) ایک صورت پریس کے مدد کي یه هے که تفسیر " البیان " کے اجزا ماهوار شائع هوا کرینگے' اور " ترجمان القرآن " پتھر کي چھپائي میں زیر طبع هے - اگر شائع هونے کے بعد وہ ان کتابوں کو لینے والے هوں تو صرف اتني عنایت کریں که انکي پیشگي قیمت بذریعه مني آرڈر اسي وقت جلد سے جلد بھیجدیں - اسطرح اگر ایک اچھي رقم آگئي تو اس سے پریس کو اپنے کاموں میں مدد ملیگي - یه پیشگي ترسیل بھي هم بلا معاوضه کے نہیں چاهتے - حالانکه اگر چاهتے تو کم سے کم اسکا حق تو ضرور رکھتے تھے - پیشگي قیمت بھیجنے والوں کیلیے قیمت میں تخفیف کردي گئي هے اور اسطرح خریداروں کیلیے اسمیں ایک مالي فائده بھي هے -

(۶) یه واضح رهے که پیشگي قیمت بھیجنے کا مطلب یه نہیں هے که آپ ایک کارڈ اٹھاکر بھیجدیں که " جب شائع هو وي پي کردیجیے " یه بالکل بے سود هے ' اور اگر یهي کرنا هے تو براه کرم اپنا ایک پوسٹ کارڈ بھي ضائع نه کیجیے - جب یه کتابیں شائع هوجائینگي آپ بھي خرید لیجیگا - پیشگي سے تو مقصود یه هے که اسي وقت بذریعه مني آرڈر قیمت روانه کیجیے' اور اگر یه کام مفید هے تو دوسروں کو بھي ترغیب دیکر قیمتیں بھجوائیے -

(۷) اگر لوگوں کے پاس دل اور دماغ هو' اور اگر انهوں نے حقیقي طور پر مسلمانوں کے مرض اور اسکے علاج کو سمجھا هو' تو انکے لیے اسکي تشریح ضروري نہیں که ترجمان القران کیا چیز هے ؟ اور اسکي اشاعت سے بڑھکر اور کوئي اسلامي خدمت هوسکتي هے یا نہیں ؟ - اگر الله تعالی اس حقیقت کے فهم کیلیے آپکے قلب کو کھول دے اور توفیق دے' تو آپکے سامنے آپکے مال و دولت کا سب سے بڑا مصرف موجود هے - یعني ترجمان القران کي زیاده جلدیں خرید کر آپ مسجدوں میں' مدرسوں میں' علماء میں' واعظین میں' کتب خانوں اور کلبوں میں مفت تقسیم کرسکتے هیں - اسي سبب سے اسکي قیمت بہت هي کم رکھي گئي هے - البته یه ایک ایسي چیز هے جسکي توفیق صرف انهي بندوں کو ملیگي جنکے روپیه کو خدا نے اپني راه میں خرچ هونے کیلیے چن لیا هے - ورنه انفاق في سبیل الطواغیت و الشیاطین کي اتني راهیں آجکل کھلي هوئي هیں که ان سب سے آنکھیں بند کرکے حقیقي رباني کاموں کي طرف آنا بہت هي مشکل هوگیا -

“كتاب مرقوم يشهده المقربون” (٨٣ : ١٨)

“ في ذالك فليتنافس المتنافسون ! ” [٨٣ : ٢٣]

السّحر الحلال فی مجلّدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) ”الہلال“ تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ ملّیہ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و مقالات سیاسیہ و نقدیہ کا مصور و جامع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف آیات اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سرنو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنیٰ مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلیٰ اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلیٰ ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

تخرق حجاب الغرور ، و طفق يدب دبيب الشعور - ولكنه شعور يظهر انه زاد الامة مرضا ، حتي تكون حرضا - شعور هبط ببعض ذويه في مهاوي الاياس ، و طوح ببعضهم الى مرامي الوسواس - فكان انتقالا من طور الخدر و السبات الي طور الحيرة والشتات : كلما ارادوا ان يخرجوا منها من غم ، أعيدوا فيها و ذوقوا عذاب الحريق (٢٢ : ٢٢) قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدا (١٩ : ٧٧) ويزيد الله الذين اهتدوا هدى ، والباقيات الصالحات خير عند ربك ثوابا و خير مردا (١٩ : ٧٩)

و لما استيقظ فيها الشعـــور بما فسد من امور دنياها ، قبل الشعـــور بما كان سببـــا له من فســـاد امر دينها ، و شعرت بالخطـــر على حياتها المادية و الصوريه ، غافلـــة عن عللها الروحيـــة و اسبابها المعنوية ؛ شرعت في شي من الاصلاح الصوري والجزئي ، بدون ان تؤيده بروح الاصلاح المعنوي و الكلي - فعد السلطان محمود خان المصلح مصلحا بتغيير الزي الرسمي و نظام الجنديه ، و السلطان عبد المجيد مصلحا باعلان التنظيمات العثمانيه ، و مصطفي رشيد و فؤاد باشا و خيرالدين التونسي و اعوانهم مصلحين بادخال الدولة العثمانية في "سلك الدول الاوربيه ، و مدحت باشا الشهير مصلحا باقتباس القوانين الغربيه ، و محمد على في مصر بارساليات العلمية الى البلاد الافرنجيه ، و السيد احمد خان في الهند بفرنجة الامة الاسلاميه ، و جمال الدين الاسد ابادي بالدعوة الى الجامعة السياسيه ، و امير عبدالرحمن خان بالتاليف بين القبائل الافغانيه ، و الشيخ محمد بيرم التونسي و صدرالدين الروسي باخذ العلوم العصرية والماديه - ولكن لم تتوجه همة احد الى الدعوة الى القران ، و اقامة الميزان والفرقان ، و ازالة البدع والمنكرات ، والتقاليد والعادات ، وجمع الكلمة التي فرقتها المذاهب و اللغات - فما زاد الامة ذالك الاصلاح الصوري و الجزئي الا ضروبا من الفساد ، ولا افاد الدولة الا اضعاف الاستقلال و اضاعة البلاد : قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ؟ الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ، اولائك الذين كفروا بآيات ربهم و لقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (١٨ : ١٠٤)

٢

نعم ، ان المسلمين امسوا كالريش في مهب رياح الحـــوادث ، و كالغثاء في مجرى سيول التوارث ؛ لا راى لخواصهم فيما يراد منهم ، و لا شعور لعوامهم فيما يراد بهم - وللاعداء يد في تصرف كرائمنا في سياستنا ، و يد في تصريف اموالنا و انفسنا في مصلحتهم دون مصلحتنا ، و يد تطبع الارواح باخلاق و عادات تنافى آداب ملتنا ، و تودع فى العقول عقائد و افكارا تقوض بناء وحدتنا - فاي شي بقي في ايدينا من شرون امتنا ؟ اللهم انه يقل فينا من بقي لـه اذن تسمع و عين تبصر ، و قلب يشعر و عقل يفكر - و يقل في ها ولاء القليلين من له ارادة تتوجه الى عمل للامه ، و ندت فيما يحاول من كشف الغمه - والرجاء بفضل الله تعالى محصور في ها ولاء الاقلين ، و من يتصل بحزبهم حينا بعد حين ، و العاقبة للمتقين : وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله و الله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩)

٣

قال الله سبحانه و تعالى : نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا ما بين يديه ، و انزل التورات والانجيل من قبل هدى للناس ، و انزل "الفرقان" (٣ : ١) و قال فى سورة الحديد : لقد ارسلنا رسلنا بالبينات و انزلنا معهم الكتاب و الميزان ليقوم الناس بالقسط ، و انزلنا الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس (٥٧ : ٢٥)

فهذا بيان للناس بان بناء معاشهم و معادهم يقوم على اربعة اركان : الكتاب ، و الصدره ، و العدل ، و القوة النافذة و المقومه - وهي القران ، و الفرقان ، و الميزان ، و الحديد - من تمسك بهم نجا ، و من تركهم ضل و غوى ، و خزى في الاخرة و الاولى : و من اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكا ، و نحشره يوم القيامه اعمى (٢٠ : ١٢٤) كذالك نجزي من اسرف ولم يومن بايات ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقى (٢٠ : ١٢٧)

" الفرقان " عقل يفرق بين الحق و الاباطيل ، و يدرك اسرار الخليقة و فقه التنزيل - فهو المخاطب باقامة الشريعه ، و هو المطالب بالتصرف في الطبيعه ، فياخذ منها بقدر اجتهاده ، علي حسب استعداده - و " الميزان " عدل عام ، في الاخلاق و الافكار و الاحكام ، به ينفذ حكم القران و الفرقان ، حتى يلتئم شمل الانسان - فيعطي كل ذي حق حقه ، و يوفي كل ذي قسط قسطه - و ان لربه عليه حقا ، و لنفسه عليه حقا ، و لزوجه عليه حقا ، و لاهله عليه حقا ، و لقومه عليه حقا ، و لامته عليه حقا ، و لمجموع الناس عليه حقا - فالقران يهدى الى الحقوق و يبين ، والفرقان يفرق بين المتشابهات و يعين - و انما القسمة بالميزان ، و بالثلاثة تكمل فطرة الديان - فالقران كتاب مسطور ، و ضياء و نور - و بالفرقان نقرء و ندرس ، و نجتلى و نقبس - و بالميزان نعمل بالعلم ، و نقوم بالقسط - و من شذ عن هـــذه الثـــلاثة فلم يهتد بالنقـــل و العقـــل ، ولم يخضـــع لسلطـــان العـــدل ، فقد انزل الله لعلاجه " الحديد " الجامع بين المنافع و الباس الشديد - فيودب بقوة السلاح ، حتى يستقيم امر الاصلاح - و يكون كلمة الحق هي العليا ، و كلمة الباطل هي السفلي : و قاتلوا هم حتي لا تكون فتنة و يكون الدين لله (٢ : ١٩٣)

بهذه الاركان الاربعة كان الاســـلام دين الفطره ، و الهادي بسنن الشريعة الي كمال سنن الطبيعه - و لكن هدم التقليد جميع هذه الاركان ، و استبدل بها قول فلان و فلان ، اسماء سماها المقلدون هم و اباؤهم ما انزل الله بها من سلطان - فاما ركن " الكتاب " فيزعمهم ان فهمه و الاهتداء به خاص بنفر يسمون المجتهدين و المفسرين ، و انهم

البلاغ

فاتحة "البلاغ"

(٢)

يا ايها الذين امنوا! استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم، و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه و انه اليه تحشرون - و اتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصه، و اعلموا ان الله شديد العقاب - و اذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاواكم، و ايدكم بنصره، و رزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون - يا ايها الذين امنوا! لا تخونو الله والرسول وتخونوا اماناتكم و انتم تعلمون - و اعلموا انما اموالكم و اولادكم فتنه، و ان الله عنده اجر عظيم - يا ايها الذين امنوا! ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا، و يكفر عنكم سيئاتكم، و يغفرلكم، و الله ذو الفضل العظيم!

(٨ : ٢٣)

تلك ايات الكتاب المبين، تنزيل من رب العالمين، هدى و بشرى للمومنين، نزل به الروح الامين، على قلب محمد خاتم النبين، ليكون من المنذرين، و انه لتذكرة للمتقين، و انه لحسرة على الكافرين، و انه لحق اليقين؛ يذكر بها "البلاغ" قرائه على راس السنة الرابع والثلاثين، ليتذكروا ان فى الكون ظلمة و نورا، و كلما خبيثا وكلما ماثورا، و عملا سيئا وعملا مبرورا، ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها و هو مومن فاولئك كان مشكورا (١٧ : ٢٠) و ان تكونوا صالحين فانه كان للاوابين غفورا (١٧ : ٢٧)

و ليتذكروا ان للامم حياة و موتا، و ان فى الناس مكرا و فتنا - و ان للحياة دعوة يخاطب بها الاحياء، و ان لها فتنة من قبل الكبراء والرؤساء - و ان العاقبة للمتقين، و ان كانوا مستضعفين، و لا عدوان الا على الظالمين: وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩) وكذالك جعلنا في كل قرية اكابر مجرميها ليمكروا فيها و ما يمكرون الا بانفسهم و ما يشعرون! (٦ : ١٢٣)

ليتذكروا ان من يدعو الى الحياة فهو يدعو الى الاستقلال و المساواة، و من يدعو الى الحق فهو مقاوم للباطل - و ان ابغض الاشياء الى الرؤساء المستبدين، و امراء الضالين، و علماء المقلدين، استقلال الفكر والتساوي بين الناس فى الحقوق - و ابغض الناس الى الكبراء المترفين، من يدعو الى نصرة الحق و مقاومة الباطل، و الى جعل التفاضل بين الناس بالاعمال و الفضائل - فالسادات العالون، و الكبراء المستكبرون، و الرؤساء القاهرون، و الهداة الضالون، و المرشدون الدجالون، و جنود ابليس اجمعون، اعداء المصلحين فى كل زمان، و خصماء الحق و السعاده في كل مكان - غرورا بالقوة الشيطانية و طغيانا بالغني، و استكبارا فى الارض و مكرا السيء، و لا يحيق المكر السيء الا باهله، فهل ينظرون الا سنة الاولين؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا، و لن تجد لسنة الله تحويلا - او لم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم؟ و كانوا اشد منهم قوة و ما كان الله ليعجزه من شئ في السماوات و لا فى الارض، انه كان عليما قديرا - (٣٥ : ٤١)

و ليتذكروا ان انتقال الامم من حال الى حال، لا يكون من الرؤساء المترفين، و لا بالاعتماد على الامراء الفاسقين، و المقلدين الجاهلين، و المرشدين الضالين - و انما يكون بتغيير افراد الامة ما بانفسهم من الافكار و العقائد، وطلب المصالح و درء المفاسد - وتذكروا ان المسلمين غيروا ما كان بانفسهم في اول نشاءتهم بالتدريج، فغير الله ما كان بهم من عزة الحياة و القوه، و سيادة العدل و الفضيله - و لن يغير ما هم الان فيه، الا بعد الرجوع الى ما كانوا عليه - و شرطه قلع جراثيم التقليد و اجتثاث شجرة التعصب للمذاهب - و اساسه جمع كلمة الامه و تحقيق معني الوحدة، و الاعتصام بالكتاب و السنة - "فالبلاغ" يدعوهم الى "الاصلاح الديني" قبل كل شي، لانه يتوقف عليه كل شي - فانه لا يصلح اخر هذه الامة، الا بما صلح به اولها - و صلح اول هذه الامة بهدي كتاب الله تعالى و سنة نبيه صلي الله عليه وسلم - و هداهم ذالك الي كل اصلاح صوري و معنوي، جزئي و كلي، مادي و ادبي، علمي و مدني: هذا صراطي مستقيما، فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله، ذالكم وصاكم به لعلكم تتقون (٦ : ١٥٣)

١

لقد اتي على المسلمين حين من الدهر و هم في مرض اجتماعي يشبه داء السكته - تعيث في جماعتهم جراثيم المرض وهم لا يشعرون، و تهددهم بالزوال و الفناء و هم لا يعلمون - حتى اذا فار التنور، وجاء القدر المقدور-

٦

(المتفـــرنجون المفســـدون)

و من ورائهم قوم آخرون ، الذين يجعلون علته ما جهلوا اوتركوا من هدى الدين ، وهو ما عمل به سلفهم فكانوا هم الايمة الوارثين - يحاولون ان يقطعوا هذه الامة امما ، و يسلكوا بها الى المدنية الحديثة طرائق قددا ، و هم ما عرفوا حقيقة المدنية الفاضلة وكنهها ، ولا ما يصلح للمسلمين ويتفق مع طبائعهم منها - و هم في طلب قشورها مقلدون ، صم بكم عمي فهم لا يبصرون - وها اولاء هم الـــذين مرقوا من الـــدين ، انكروا التقليد ولم يعرفوا الحق اليقين - يقولون لا رجاء للمسلمين بحياتهم المليه ، و لا باقامة الحدود الشرعيه ، فاذا لـم يحيوا حياة " افرنجية " فلا حياة لهم ، و اذا لم يتبعوا خطوات اوربا فلا مدينة لهم - كل هـــذا و ذالك مما ينادي به المسلمون الجغرافيون ، منهم الملحدون ، و اكثرهم الفاسقون ، ولهم اعمال من دون ذالك هم لها عاملون (٢٣ : ٦٤) يجرفون ثروة الامة الى الا جانب ، و يقذفونها بالفجور و النفوذ الاجنبي من كل جانب ، و يتغلبون فيها على المناصب ، فينالون منها جمع المارب - يحقرون لها سلفها ، و يعظمون في نفسها كل ما هو اجنبي عنها - فهم المنافذ والكوى التي يدخلهـا منها الفساد ، وهـم الالات التي يستعين بها الاجانب على امرالامة والبلاد ، وهم الذين ضل سعيهـــم في الحياة الدنيا ، وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا - (١٨ : ١٠٤) فلا هم صاروا بهـــا اوربيين ، ولا ظلوا مسلمين شرقيين ، ولكن لغرورهم الافرنجية تراهم من المتكبرين الطاغين ، طلعهم كانه رؤس الشياطين - فاولائـك هم المتفرنجون المفسدون ، الذين يفسدون في الارض ولا يصلحون (٢٦ : ١٥٣) واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض ، قالوا : انما نحن مصلحون ! الا ، انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون !! (٢ : ١٠)

الا ، انهم تحولوا عن التقاليد الاسلاميه ، الى التقاليد الافرنجية الصوريه - فيخرجون الامة من تقليد الى تقليد ، ويقذفون الغيب من مكان بعيـد ، و يتبعون كل شيطـان مريد - يسمون انفســم المجـــددين ، و طلاب المجد و الحضارة للاسلام و المسلمين ، ومكوني " القومية " ، و خالقي الشعور بالحياة المدنيه - والحق انهم شر من الراضين بما وصلنا اليه من الضعف والخمول - لان ها اولاء الخاملين الجامدين ، قد رضوا بهذه الحالـة التي لا تجد لـها تفسيرا ، الا انـها مما يسمونه " الموت صبرا " - واما المتفرنجون الضالون ، الذين رضوا بانحلال رابطتهم المليـه ، و عفاء مقوماتهم و مشخصاتهم الاسلاميه - فانما رضوا ان ينحروا انفسهم ، و ينحروا امتهم ، و يجعلوها غذاء لاعداءهـم : اولائك الذين طبع الله على قلوبهم و اتبعوا اهوائـهم (٤٧ : ١٩) ذالـك بانهم كرهوا مـا انـزل الله فاحبط اعمـالهم (٤٧ : ٩) فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة ؟ فقـد جاء اشراطها ، فانى لهم اذا جاءتهم ذكراهم ؟ (٤٧ : ٢٠)

٧

يهاجم الاسلام و المسلمين جيش خارجي من الامم الطامعه ، وجيش آخر داخلي من دعاة التقاليد الافرنجيه - و الثاني انكي من الاول واضر ، وادهي و امر - لان لسبعون عدوا خارج الدار ، اهـون من عـدو واحد في الـــدار - فالمتفرنجون المنافقـون ، المفسدون الدجالون ، يغشون المسلمين بانهم منهـم ، ينفعهـم ما ينفعهم ، و يضرهـم ما يضرهم ، و الله يعلم انهم لكاذبون : يخادعون الله والرسول والذين امنوا ، وما يخدعون الا انفسهم و ما يشعرون -

يغشون الامة انهم يدعونهم الى الترقي عما هم عليه الى مدنية اعلى ، وحضارة اسمي - وهي ان يكونوا مثل الافرنج في عزهم ، وثروتهم و زخرفهم - و يحسبون لصغر عقولهم ، وقطع نظرهم ، ان ما يفوقنا به الافرنج من الثروه ، واسباب القوة ؛ قد جاءهم من عدم مبالاة كثير منهم بالدين ، واتباع غير سبيل المومنين - او من عاداتهم في طعامهم و ازيائهم ، وفسقهم وفجورهم ، واجتماعهم و افتراقهم - او بمحض التشئيد المدارس ، و تاسيس المكاتب و المعاهد - فطفقوا يقلدونهم في شرما عندهم ، و يدعون المسلمين الي تقليدهم ، على ان منها ما هو من سئيات مدينتهم و قبائحها التي ينكرها عليهم حكماءهم ، ومنها ما هو مناسب لطبيـعة بلادهم و اجيالهم دوننا - و منهم ما لا نفع فيه ولا ضرلذاته ، ولكنه يضرنا من حيث هو تقليد لهم ، يضعف روابطنا المليه ، ومقوماتنا الاجتماعيه ، و مشخصاتنا الاسلاميه ، و يحقر امتنا في انفسنا ، و يعظم اممهم فيها ، فيكون تمهيدا لقبول سيادتهم علينا بغير اغماض - و بهذا كان وجودهم " العيش السلمي " لتمكناتهم ، ولا يتم لهم ما يسمونه " الفـتح السلمي " (غير الفـتح الحربي) بدونهم : الخبيثـات للخبيثيـن و الخبيثـون للخبيثات ، و الطيبـات للطيبين و الطيبـون للطيبـات (٢٤ : ٢٥)

٨

نحق به نا عق الامة الفتن والفساد ، و نصير الظلم و الاستبداد ، ان لا نجاة لكم من البلاء الذي اصابكم ، ولا امن لكم من الخطر الذي يوشك ان ينزل بكم ، الا بفناء اوادتكم في ارادة حكامكم - لا بتغيير ما في انفسكم من اوهام و خرافات واخلاق ذميمة وعادات ، ولا بتربية العقل والارادة علي الاستقلال ، والتعاون علي البر و التقوي ، والاشتراك في الاعمال ، ولا بجعل الشورى قاعدة الحكم ، و اقامة الشريعة في الحلال و الحرام ، ولا بالتواصي بالحق و التواصي بالصبر ، ولا بالامر بالعرف و النهى عن النكر - وصاح بهم " خطيب فتـنة الافرنجيه " ان لا حياة لكم بالرابطة الاسلاميه ، لانها ممقوتـة في نظر اهل المدنية الغربيه ، وما اعتز المسلمون الاولون من اداب القرآن ، فقد نسخته مدينة اوربا في هذا الزمان - فالافرنجية ! الافرنجية ! الزموها تكونوا من الفائزين ، و القومية ! القومية ! اعلنوها ان كنتم مومنين ،

انقرضوا و قد عقم الزمان عن مثلهم الي يوم الدين ! و اما ركن الفرقان ، فبما اهملوا من الحكمة الدينية ، و العلوم الكونية ، و الفنون العمليه ، و اجتهاد الفكر و النظر في الحياة الاجتماعيه - و اما ركن الميزان ، فباباحة الاستبداد لذوي السلطان ، و تحتيم طاعتهم و لو في الاثم و العدوان ، و بتعزيزهم و تعزيزهم ، و اجلالهم و توقيرهم ، بل تنزيههم و تقديسهم بكرة و اصيلا - فقد اندرس من هذا الركن علمه و عمله ، و انمحي بالكلية حقيقته و رسمه ، و استولت علي القلوب مداهنة الخلق ، و انمحت عنها مراقبة الخالق ، و استرسل الناس في اتباع الهوى استرسال البهائم ، و عز علي بساط الارض مومن صادق لا تاخذه في الله لومة لائم - و اما ركن الحديد ، فبالاعراض عن الجهاد في سبيل الحق و مقاومة الظلم و الطغيان ، و التعاون علي الاثم و العدوان - فمتى يثبت لشعوبهم و دولهم بنيان ، و قد هدموا جميع هذه الاركان ، و فسقوا فيها عن هداية القران ؟ فاولائک اعداء الرحمن ، و اولياء الشيطان : و من يتخذ الشيطان وليا من دون الله فقد خسر خسرانا مبينا ، يعدهم و يمنيهم ، و ما يعدهم الشيطان الا غرورا (۴ : ۱۱۹) و اذا اردنا ان نهلك قرية ، امرنا مترفيها ، ففسقوا فيها ، فحق عليها القول ، فدمرناها تدميرا (۱۷ : ۱۲)

۴

ان بعد رجال الدين عن علوم القران و الفرقان و الميزان و الحديد ، و جمودهم على ما اوجبوه على انفسهم من التقليد ؛ جعلهم بمعزل عن الزعامه ، و حرمهم مقام الاسوة و الامامة - فلم يبق لهم شي من الامر و النهي ، و بقوا لا يقصد اليهم في الاستشارة و الراى - لا يستفتون في ادارة المصالح و درء المفاسد ، ولا يعتمد عليهم في نظام التربية و التعليم في المدارس - فقلت بعدم الثقة بهم ثقة الناس بالدين ، وكثر الفسق في الجاهلين ، و الالحاد و الكفر في المتعلمين - انحلت رابطة جامعته الملية ، و كادت تنقصم عروة اخوته الروحيه - فسهل على الاعداء تخطفهم شعبا شعبا ، و انتقاص بلادهم قطرا قطرا : و لقد صرفنا في هذا القران ليذكروا ، و ما يزيدهم الا نفورا (۱۸ : ۴۱) وقال الرسول يا رب ! ان قومي اتخذوا هذا القران مهجورا (۲۵ : ۳۰) وكاين من قرية عتت عن امر ربها و رسله ، فحاسبناها حسابا شديدا (۶۵ : ۹) و بلوناهم بالحسنات و السيئات لعلهم يرجعون (۷ : ۱۶۷)

۵

فا " لبلاغ " يدعو المسلمين الي اقامة الاركان الاربعة باسم الاسلام ، من حيث يعتذرون علي هدمها بالاسلام - و انما قصدها ان يكون امر الامة بايدي اهل القران ، و اصحاب الفرقان ، و مقيمي الميزان ، و حملة الحديد ، الذي فيه باس شديد : هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا و من اتبعني (۱۳ : ۱۰۸) فمنهم من يومن به و منهم من لا يومن به ، و ربک اعلم بالمفسدين (۱۰ : ۴۰) ،

۶

هذا ضرب من ضروب هداية القران ، الذي دعا الى جميع الاصول التي فيها سعادة الانسان - فمن اقام هذه الاركان كلها كان هو المسلم الكامل و ان سمي مبتدعا او ملحدا او دهريا - و من هدمها كلها كان ملحدا في آيات الله سبحانه و ان سمى نفسه مسلما حنيفيا - و من كان اقرب اليها ، كان حظه من السعادة بمقدار سهمه منها - و متى تنازع شعبان او امتان ، كان الظفر لمن كان اقرب من هذه الاركان ، و هو الاقرب الي هداية القران : فطرة الله التي فطر الناس عليها ، لا تبديل لخلق الله ، ذالك الدين القيم ، ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰ : ۳۰)

۷

سيقول السفهاء من الناس ، و اهل الارجاف و الوسواس : ان هذه الدعوة الى هداية القران ، و اقامة الفرقان و الميزان ، هي اجتهاد اقفل بابه في هذا الزمان ، و الداعي اليها عدو مبين لاهل الايمان ، و ما علينا الا تقليد شيوخنا اهل الفقه و التفسير و العرفان : بل قالوا مثل ما قال الاولون (۲۳ : ۸۳) انا وجدنا آباءنا على امة و انا على آثارهم مهتدون (۴۳ : ۲۳) و اذا قيل لهم : اتبعوا ما انزل الله ، قالوا : بل نتبع ما الفينا عليه آباءنا ! اولو كان آباؤهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون ؟ (۲ : ۱۶۵) ما لهم بذالك من علم ان هم الا يخرصون (۴۳ : ۱۹) فاعرض عنهم و توكل على الله وكفى بالله وكيلا (۴ : ۸۳) و من هؤلاء من يلقي تبعة هلاک المسلمين و ضياع الاسلام ، على عواتق اهل السلطة المتغلبين على الاحكام - و منهم من يوجب الخضوع و التعبد لكل ذی سلطان ، و ان نسخ باستبداده القران و الفرقان ، و طغى بظلمه في الميزان ، و يقول بعزة فرعون و هامان - و منهم من يحيل على القضاء و القدر ، و منهم من يقول ليس لها الا المهدی المنتظر - و منهم من يثبت ان هذا من علامات الساعة الكبرى ، و منهم من يصيح " الا اياما معدودات قبل هلاک الدنيا " - فاولائک اعداء القران ، و خصماء العلم و العرفان ، و ان كثيراً من الاحبار و الرهبان ، لياكلون اموال الناس بالعدوان ، و يقعدون بكل صراط يصدون عن سبيل الرحمن ، فمثلهم في الانجيل و مثلهم في القران ، كمثل الحمار يحمل اسفارا (۶۱ : ۵) و ان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ، و يقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ، و يقولون على الله الكذب و هم يعلمون (۳ : ۷۲) ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب و يشترون به ثمناً قليلا ، اولائک ما ياكلون في بطونهم الا النار (۲ : ۱۶۹) قل يا اهل الكتاب ! لستم على شي حتى تقيموا التورات و الانجيل و ما انزل اليكم من ربكم (۵ : ۷۲) و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا اماني ، و ان هم الا يظنون (۲ : ۷۲) و ان فريقا منهم ليكتمون الحق و هم يعلمون (۲ : ۱۴۰)

فعليكم ايها المسلمون و قد اعوزت النجاة ، و اختلفت دعوة الدعاة ، ان تجيبوا داعي الله اذا دعاكم لما يحييكم ، و تكونوا من " حزب الله " المفلحون ، و اولياء الله الغالبون ، و امة يهدون بالحق و به يعدلون (۷ : ۱۸۰) الذين تأسوا بهدي الانبياء و الصديقين ، و اقاموا امر الدينا و الدين - و الذين يوحدون بهداية القران المتعددين ، و يجمعون بارشاده المتفرقين - و الذين يوجبون على الامة مقاومة استعداد المستبدين ، كما هدى اليه الكتاب المبين ، و لا يخافون لومة لائم و هم اذلة على المومنين ، اعزة على الكافرين - و الذين يصدقون بيوم الدين ، و لا يتخذون الظالمين اولياء من دون المومنين ، و يتولون الله و رسوله و الله يتولى الصالحين - " و الذين يبيتون لربهم سجدا و قياما ، و الذين يقولون : اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما ، و الذين اذا انفقوا لم يسرفوا و لم يقتروا و كان بين ذالك قواما ، و الذين اذا ذكروا بايات ربهم لم يخروا عليها صماً و عمياناً " (۲۵ : ۷۴) و الذين هم بشهاداتهم قائمون ، و الذين هم على صلاتهم يحافظون (۷۰ : ۳۵) و الذين عند ربهم لا يستكبرون عن عبادته و به يذكرون و يعقلون ، و الذين يسبحون بكرة و اصيلا و حين تمسون و حين تصبحون - فاولائك كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه ، و يدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار ، خالدين فيها ، رضي الله عنهم و رضوا عنه ، اولائك " حزب الله " - الا ان حزب الله هم المفلحون (۵۸ : ۲۲)

فيا اهل القران ! اقيموا القران ، و اقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان ! قد غلبتم على ما فرطتم فيه من حقكم ، فنزا على مصالحكم الملاحدة و الفاسقون من ملتكم ، و كانوا هم المنافذ والكوى لدخول الفساد في ارضكم - تركتم لهم دنياكم ، فطمعوا في دينكم - يريدون اطفاء نوره ، والا حاطة بوليه و نصيره ، فافيقوا من نومكم ، واتقوا الله و اصلحوا ذات بينكم ، وانشروا دعوة الايمان ، واجعلوا امامكم القران : و تعاونوا على البر و التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (۵ : ۲)

يا اهل القران ! ان القران كان حجة لكم ، فصار اليوم حجة عليكم - اخبركم الله فيه ان الارض يرثها عباده الصالحون ، و ان العزة لله و لرسوله و للمومنين و لكن المنافقين لا يعلمون - و انه وعد الذين امنوا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض ، و يمكن لهم دينهم و يبدل خوفهم بالامن ، و بين ذالك بقوله : ما على المحسنين من سبيل ، انما السبيل على الذين يظلمون الناس و يبغون في الارض - فما بال الناس يرثون ارضكم و انتم لا ترثون ارضا ؟ بل لا تحفظون ارثا ؟ و ما بالهم يسلكون كل سبيل للافتيات عليكم ، و ما بالكم تخربون بيوتكم بايديهم و ايديكم ؟ كيف ذهبت عزتكم ، و كيف خضدت شوكتكم ؟ كيف كنتم تاخذون فتحمدون ، فصرتم تعطون فتذمون ؟ الى متى هذه الغفلة ايها الغافلون ؟ ا انتم مصدقون بوعد الله و وعيده ام مكذبون ؟ الم يعدكم الله بان يمكن لكم دينكم الذي ارتضى لكم ؟ بلى ، و لن يخلف الله وعده و انما انتم المخلفون : و ما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون (۱۱ : ۱۱۷) فهل رضيتم بان تكونوا من الظالمين الباغين ، بعد ان كنتم خير العادلين المصلحين ؟ اليس منكم رجل رشيد ؟ اترضون ان تكونوا ممن نزل بهم " باسهم بينهم شديد " ؟ الا تتدبرون قوله تعالى : و كذالك اخذ ربك اذا اخذ القرى و هي ظالمة ، ان اخذه اليم شديد

يا اهل القران ! كنتم خير امة اخرجت للناس ، تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر ، و جعلكم الله امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس - و لكنكم غيرتم ما بانفسكم ، فغير الله ما بكم - فتنبه الوثنيون و انتم غافلون ، و اجتمع اليهود و انتم متفرقون ، و سبق النصارى و انتم متخلفون - فاعتبروا بتاريخ من قبلكم ، و باحوال الامم في عصركم ، و تدبروا القران ، و ما بينه من سنن الله في نوع الانسان ، فقد ان الاوان ، و استدار الزمان ، و اتصل القريب بالبعيد ، و امتاز الغوى من الرشيد ، ان في ذالك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع و هو شهيد !

II

جلت قدرة الله تعالى و نفذت مشيته ، و غلب قدره و علت كلمته - جعل الايام دولا ، و جعل للدول و الامم نواميس و سننا ، فلا مبدل لسنته ، ولا محول لنواميس خلقته ، فلا يغرنك املاؤه للظالمين ، و استدراجه للمفسدين : انما يوخرهم ليوم تشخص فيه الابصار (۱۴ : ۴۲)

لا ينفع من قدر حذر ، و لا ينفذ من محيط سننه سلطان البشر ، فلا يهولنك ما ترى من رسوخ الاستبداد ، و لا يوئسنك ما تشاهد من غلبة الاستعباد و الفساد ، فقد مضت سنة الله بان الشي اذا جاوز حده ، جاوز ضده ، و ان شدة الضغط ، توجب شدة الانفجار : و اذا اراد الله بقوم سوء فلا مرد له و ما لهم من دونه من وال ! (۱۳ : ۱۱)

لقد صدقنا الله وعده و وعيده ، و ارانا با عيننا مصداق ، كتابه : ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله ، فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا و قذف في قلوبهم الرعب ، يخربون بيوتهم بايديهم و ايدي المومنين ، فاعتبروا يا اولى الابصار ! (۵۹ : ۲)

نعم ، ان في ذالك لكبرى العبر ، لمن يعقل و يتدبر ، و يتذكر و يتفكر : كلا و القمر ، و الليل اذا ادبر ، و الصبح اذا اسفر ، انها لاحدى الكبر ، نذيراً للبشر ، لمن شاء منكم ان يتقدم او يتاخر ! (۳۷ : ۳۲) فا[illegible]ن ليل الحق قد عسعس ، و صبحه قد تنفس ، و طفق اهله يهبون من رقادهم ، و يمسحون النوم عن اعينهم [illegible] من اليوم بينهم موذن التوحيد ، و جاء كل نفس معها سائق و شهيد : لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد (۲۴ : ۵۸)

لقد رخصت النوازل هذه الامة رخصا ، ثم مخضتها النوائب مخضا ، و قد آن ان تخرج زبدها محضا - و ان ذالك لواقع ، ما له من دافع - انهم يرونه بعيدا و لكن نراه قريبا - ان موعدهم الصبح ، اليس الصبح بقريب ؟ (۱۱ : ۸۴)

و العلماء ! العلماء ! احذروهم و ان خدموا الامة و الدين ، و الصلحاء ! الصلحاء ! اهلكوهم ان كنتم فاعلين - فاولئك حزب الشيطان ، الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون (٥٨ : ١٦)

٩

علمتنا التجارب و الاختبار ، و نطقت مواضي الحوادث و الاخبار ، بان المقلدين من كل امة المنتحلين اطوار غيرها ، يكونون فيها منافذ و كوى لتطرق الاعداء اليها ، و تكون مداركهم مهابط الوساوس ، و مخازن الدسائس - بل يكونون بما اعمت افئدتهم من تعظيم الذين قلدوهم و اسوا بهم و احتقار من لم يكن على مثالهم ؛ شؤماً على ابناء امتهم ؛ يذلونهم ، و يحقرون امرهم ، و يستهينون بجميع اعمالهم - و ان بقى في بعض رجال الامة بقية من الشمم ، او نزوع الى معالي الهمم ؛ انصبوا عليه ، و ارغموا من انفه ، حتى يمحى اثر الشهامة ، و تخمد حرارة الغيرة ، و يصير اولائك المقلدون المضلون ، طلائع لجيوش الغالبين ، و حماة الغازين - يمهدون لهم السبيل ، و يفتحون عليهم الابواب - ثم يثبتون اقدامهم ، و يمكنون سلطتهم ، و يخربون بيوت الامة بايديهم ، ذالك بانهم من الذين نسوا الله فانساهم انفسهم ، اولائك هم الخاسرون ! لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة ، اصحاب الجنة هم الفائزون ! (٥٩ : ١٩)

صدق حكيمنا ابن خلدون في قوله : " ان المغلوب مولع ابدا بالاقتداء بالغالب ، في شعاره وزيه ونحلته و سائر احواله و عوائده " نقول ولكنه قلما يقتدي به في معالي الامور ، و اسباب القوة التي بها كان غالباً - لان المغلوبين المخذولين يستحوذ عليهم الخمول و الكسل ، و يصيرون عالة على الغالب في عامة شؤنهم ، و هذا معني قوله تعالى : ضرب الله مثلاً : رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شي وهو كل على مولاه اينما يوجهه لا يات بخير ، هل يستوي هو و من يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم ؟ (١٦ - ٧٨) وقد يخدع الغرور اكثر المتفرنجين المقلدين ، فيتوهمون انهم بتقليدهم للافرنج في اسلوب التعليم ودعوة " القومية " و " الافرنجية " قد ساروا على طريقهم الى الاستقلال الذاتي و الكمال المدني ، و هيهات هيهات ما يتوهمون - لا تجد اكثرهم الا مخدوعين المخذولين ، و طريق العاملين المستقلين ، غير طريق المقلدين الخاسرين : فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ! (١٦ : ٣٨)

يقولون " التعليم ! التعليم ! التعليم !!! " و يقولون " الاجتماع و الموتمرات ، و الاحزاب و الجمعيات " وهم لا يعرفون حق ذالك من باطله ، فنحن نرى فساداً كبيراً و عصيانا مبيناً دخل على الامة من قبل هذه الاشياء وهم لا يشعرون - فالعبرة بروح التعليم و الجمعيات لا بصورها ، والحقيقة في اساسها لا في اشكالها - و هذه لا تكون صالحة مصلحة الا اذا كان القائمون بهذه الاشياء صالحين مصلحين ، و الهادين المرشدين ، و المومنين الراسخين ، فهل من السهل ان تعرف الامة من عساه يوجد فيها من هاولاء الرجال فتكل امر الاصلاح اليهم ؟ انى ذالك ؟ و عوامها جاهلون ، و خواصها المتفرنجون ، و علمائها المقلدون !! ولكن : لا تايئسوا من روح الله ، انه لا يائس من روح الله الا القوم الكافرون ؛

يا للاسف و يا للعار ! راجت في سوقنا فتنة الخبيثة الافرنجية ، فحلت روابطنا ، و اضعفت جامعتنا ، و مزقت نسيج وحدتنا ، و اغتالت معظم ثروتنا ، و نحن الى الان نتوهم اننا نرقي بذالك انفسنا ، و يغش الذين تفرنجوا منا انهم صاروا ارقي من سائرنا عقولاً ، واعلى اداباً ، و اصلح اعمالا - حتى ان بعض احداث المدارس منهم يرون انفسهم بتاثير فتنة التفرنج انهم ارقى من سلفنا الصالح الذين فتحوا الممالك ، ومصروا الامصار ، ودونوا العلوم ، و بنوا لنا ذالك المجد الذي ساعدنا اعدائنا على هدمه منذ قرون ولما ينهدم كله !! الا ، اننا قوم جاهلون مخدوعون مسحورون - نخرب بيوتنا بايدينا ، وايدي اولائك الخادعين لنا - و وصل البغي والعدوان علينا الى هذه الدرجة ، ولم تزل الغشاوة كلها عن ابصارنا ، ولا الرين عن قلوبنا - ولا يزال في آذاننا وقر ، وبيننا و بين الحقيقة حجاب ! ولقد ذرانا لجهنم كثيراً من الجن و الانس ، لهم قلوب لا يفقهون بها ، ولهم اعين لا يبصرون بها ، ولهم آذان لا يسمعون بها ، اولائك كالانعام بل هم اضل ، و اولائك هم الغافلون ! (٧ : ١٧٨)

فيا ايها المتفرنجون ! لا تغلوا في تفرنجكم ولا تقولوا على دعاة القران غير الحق ، ولا تتبعوا اهواء قوم ضلوا فاضلوا ، ولا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا - (٣ : ١١٨) ومن يتولهم منكم فانه منهم ، ان الله لا يهدى القوم الظالمين ! (٥ : ٥٦) و اعلموا ان افرنجيتكم الباطلة لا بقاء لها اذا عارضها اسلامنا الحق - فانما بقاء لباطل في نوم الحق عنه - و العاقبة للمتقين -

١٠

اختلفت عليكم الدعوة ايها المسلمون ، و كل حزب بما لديهم فرحون ، فاجيبوا داعي الله و امنوا به ، يغفر لكم من ذنوبكم و يجركم من عذاب اليم ، و من لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض و ليس له من دونه اولياء - اولائك في ضلال مبين (٤٦ : ٣٠) و استعينوا بالله و اصبروا ، ان الارض لله ، يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين (٧ : ١٢٥) فله دعوة الحق ، و ما خالفها فهو باطل و فسق - فاتقوا الله و اطيعون ، و لا تطيعوا امر المسرفين - ها نحن اولاء قد خرجنا عن استقلالنا الاجتماعي زمناً طويلا ، اطعنا فيه ساداتنا و كبرائنا فاضلونا سبيلا ، و اخذنا الجانب من ناحية سلطتهم اخذا وبيلا ، فما اغنت عنا ذلة العبودية لهم فتيلا ، ان هذه تذكرة ، فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (٧٦ : ٢٩) ولا سبيل اليه الا باتباع هدايته ، و السير على سنته في خليقته : هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني ، و سبحان الله ، و ما انا من المشركين (١٢ : ١٠٨)

سنه ٦١ هجري کي ايک آتش خيز دوپهر ميں خون کي نديوں کي رواني ' تڑپتي هوئي لاشوں کے هنگامۂ احتضار ' اور ظلم و مظلومي ' جرح و مجروحي ' قتل و مقتولي کے هنگامۂ اليم کے اندر سے ناله ساز طلب اور فغاں فرماے دعوة تها !

شديم خاک و ليکن ببوے تربت ما
تواں شناخت کزيں خاک مردمي خيزد !

ليکن اگر يه دعوة درد محض اُس پاني کيليے هے جو نديوں کي جگه آنکهوں سے بهے ' اگر يه طلب غم محض اُن صداؤں کيليے هے جنکا غوغا درختوں کے جهنڈ ' چڑيوں کے گهونسلوں ' درياؤں کے سيران کي جگه انسانوں کي زبانوں سے بلند هو ' اگر يه انتظار الم محض اُس ماتم کيليے هے جو پتهروں کے ٹکرانے کي جگه انساني دست و سينه کي ٹکر سے هنگامه ساز هو ' تو اے برادران غفلت شعار ! و اے چشمان خواب آلود ! بلا شبه يه سب کچهه هوچکا ' اور بلا شبه سوال کو جواب ' دعوة کو لبيک ' اور طلب کو مطلوب مل چکا - اگر انسان کا بچه بهوک سے روتا اور روٹي کيليے آنکهوں کو سرخ کرليتا هے ' تو انسانوں کے بڑے بڑے گروه کيوں نہيں آنسو بها سکتے ؟ اگر درختوں کے جهنڈ هوا سے هلکر چند لمحوں کيليے دنيا کو شور و غوغا سے لبريز کرديسکتے هيں تو آدم کي اولاد اپنے آه و بکا سے کيوں آسمان کو سر پر نہيں اٹها سکتي ؟ اگر بيجان و بے روح پتهر دوسرے پتهر پر گر کر رعد و برق کا هنگامه پيدا کرديسکتا هے ' تو تم نه روح اور اراده رکهتے هو ' اپنے دستهاے ماتم کناں سے کيوں ايک هنگامه زار دهشت گرم نہيں کرسکتے ؟ کيا تمکو دنيا کي ان آنکهوں کي خبر نہيں جو روتي هيں حالانکه انسے ايک آنسو بهي نہيں بها ؟ کيا تم نے اُن زبانوں کے متعلق کچهه نہيں سنا جو چيختي هيں حالانکه اُنهوں نے ايک چيخ بهي نه پائي ؟ اور کيا تم نے ان جسموں کا تماشه نہيں ديکها جو ته و بالا هوتے هيں حالانکه انکو ايک تڑپ بهي نصيب نه هوئي ؟ پهر کيا اس غفلت آباد هستي ميں وه دل بهي نہيں هيں جو گو دل هيں ' مگر دل نہيں هيں ' کيونکه دل کي طرح نہيں سونچتے ؟ کيا وه کان بهي نہيں هيں ' جو گو سامع هيں ' مگر کان نہيں هيں ' کيونکه نہيں سنتے ؟ اور کيا ايسي آنکهيں بهي نہيں هيں جو گو بصير هيں ' مگر آنکهيں نہيں هيں کيونکه نہيں ديکهتيں ؟ لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بها ' اولائک کالانعام بل هم اضل ' و اولائک هم الغافلون ! (٧ : ١٧٨) -

پس اے عزيزان من ! درد و الم کي يه پاک دعوتيں صرف رواني آب ' تسلسل صدا ' اور هنگامۂ غوغا هي کيليے نہيں هوتيں جو آنسوؤں ' نعروں ' اور ماتموں کے نام سے ظهور ميں آجائيں - اور اگر انکا يهي مقصد هوتا تو اسکے ليے انسان کي کوئي خصوصيت نه تهي - کتنے هي سمندر پاني سے بهرے هوے هيں ' اور کتنے هي جنگل شور و غوغا سے هنگامه زار هيں - بلکه يه دعوة ' يه پکار ' يه طلب ' يه " هل من مجيب " في الحقيقت اُن آنسوؤں کيليے هے جو صرف آنکهوں هي سے نہيں بلکه دل سے بهيں ' وه ان آهوں کا دهواں مانگتي هے جنکي لٹيں صرف منهه هي سے نہيں بلکه اعماق قلب سے اٹهيں ' وه صرف هاتهوں هي کے ماتم کيليے نہيں پکارتي بلکه دل کے ماتم کي محض ايک صداے حقيقت کيليے تشنه هے - اگر تمهارے پاس اسکے ليے آنکهوں کا آنسو نہو تو اسے کوئي شکايت نہيں ' ليکن آه تمهاري غفلت ' اگر تمهارے پهلوؤں ميں کوئي زخم نہو جس سے پاني کي جگه خون بهے ! اگر تمهاري زبانوں کو درد کي چيخ نہيں آتي تو کوئي مضائقه نہيں ' ليکن آه يه کيا هے که تمهارے دلوں کے اندر حقيقت شناسي کي ايک تپش ' عبرت کي ايک ٹيک ' بصيرت کي ايک تڑپ ' احساس صحيح و حق کا ايک اضطراب بهي نہيں هے ؟

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائده ؟
دو اشک بهي بهت هيں اگر کچهه اثر کريں

الله الله سيد الشهداء مظلوم کي مظلومي ' اور يا للعجب غفلت و ناداني کي بوقلموني ! ! اس سے بڑهکر دنيا ميں " مظلومي " کي مثال اور کيا هو سکتي هے که دشمنوں اور دوستوں ' دونوں نے اسپر ظلم کيا - دشمنوں نے اسکي شهادت عظيمه کي عظمت مٹاني چاهي ' مگر دوستوں نے بهي اسکي شهادت کي اصلي حقيقت و بصيرة سے غفلت کي - دشمنوں نے اسپر ظلم کيا کيونکه اسکي مظلومي پر انهيں رونا نه آيا ' پر اُن دوستوں نے بهي ظلم کيا جو گو روے ' مگر اسکي اصلي تقديس و شرف کيليے سچائي اور عمل کا ايک آنسو بهي نه بها سکے - دشمن تو دشمن تهے ' اسليے اُنهوں نے اسکي دعوة حق کو مٹانا چاها ' مگر دوست دوست هوکر بهي اسکي دعوة کي پيروي نه کرسکے ! و تراهم ينظرون اليک و هم لا يبصرون (٥٩ : ٨٥)

پس سچا ماتم وهي هے جو صرف هاتهه هي کا نہيں بلکه دل کا ماتم هو ' اور دعوة درد کا اصلي جواب وهي هے جو عبرت و بصيرة کي زبان سے نکلے - تمهاري آنکهيں اس حادثے پر بهت روچکي هيں ' مگر ابتک تمهارے دل کا رونا باقي هے ' اور اگر رونا هے تو اپنے دل کو رولاؤ ' ورنه صرف آنکهوں کي اُس رواني کو ليکر کيا کيجيے جسميں دل کي اشک افشاني کا کوئي حصه نہيں هے ' حالانکه انسان کي ساري کائنات حيات صرف دل هي کي زندگي سے هے : فانها لا تعمى الابصار ' ولکن تعمى القلوب التي فى الصدور :

مجهے يه ڈر هے دل زنده ' تو نه مرجاے
که زندگاني عبارت هے تيرے جينے سے !

آج همارا اجتماع اس ليے هے که اس حادثۂ عظيمه پر غور و فکر کي ايک نئي صف ماتم بچهائيں ' اور اُن حقيقتوں اور بصيرتوں کي جستجو ميں نکليں جنپر آنکهوں کي اشک افشانيوں سے زياده دل کے زخموں سے خون بهتا هے ' اور هاتهوں سے زياده روح پر ماتم طاري هوتا هے : فذکر ' ان الذکرى تنفع المؤمنين !

(حقيقت تذکار مشاهير)

سب سے پهلي چيز جو اس سلسله ميں همارے سامنے آتي هے وه اس واقعه کي يادگار اور اُسکا دائمي تذکار هے -

دنيا ميں هر قوم نے اپنے ماضي کے اُن واقعات و حوادث کي هميشه تعظيم کي هے جنکے اندر قوم و ملک کيليے کوئي غير معمولي تاثير يا عبرت پائي جاتي تهي ' اور هميشه اُن انساني بڑائيوں اور عظمتوں کي ياد کو يادگاروں ' تهواروں ' عمارتوں ' تاريخوں ' قومي روايتوں ' اور قومي مجمعوں کے انعقاد کے ذريعه زنده رکهنا چاها هے ' جنکے اندر خود اُس قوم کي کوئي عظمت اور بڑائي پوشيده هے -

يهي چيز هے جسکو تمام اقوام متمدنه نے " مشاهير پرستي " کے لفظ سے تعبير کيا هے ' اور يهي چيز هے که هر قوم اپني قوميتوں کے بڑے بڑے بانيوں ' مذهبي معلموں ' محب الوطنوں ' اور قومي شهيدوں کي ياد کو کبهي بهي مفقود هونے نہيں ديتي -

هومر نے اليڈ لکهي ' کالڈيا کے حجري کتب خانے (١) ميں

---

(١) حجري کتب خانه سے مقصود تمدن بابل و کالڈيا کا وه عهد مدني هے جبکه کتابيں پتوں اور درخت کي چهالوں کي جگه پتهر پر کنده کرکے لکهي گئيں ' اور جنکا بڑا ذخيره بابل کے آثار عتيقه ميں موجود هے -

ا[illegible]ار اسلام

خطابۂ الم ! !

و

توصیۂ شہادت !

یعني واقعۂ عظیمۂ شہادت حضرة سید الشہداء علیہ و علی اٰلہ الصلواة و السلام پر ایک درس بصیرة !

جو ایڈیٹر البلاغ نے ۵ محرم الحرام کو مسلم انسٹي ٹیوٹ
هال کلکته کے ایک غیر معمولی مجلس میں دیا (۱)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم :
قال اللہ تعالی : الحمد للہ رب العالمین '
الرحمن الرحیم ' مالک یوم الدین ' ایاک
نعبد و ایاک نستعین ' اهدنا الصراط المستقیم '
صراط الذین انعمت علیهم ' غیر المغضوب
علیهم ' و لا الضالین ! .

* * *

شمعہا بردہ ام از صدق بخاک شہدا
تا دل و دیدۂ خونابہ فشانم دادند !

برادران عزیز !

آج جس حادثۂ کبری اور شہادت عظمی کے تذکار و درس کیلیے هم سب یہاں جمع هوے هیں ' وہ وقائع و حوادث اسلامیہ کا وہ عظیم الشان واقعہ هے ' جو تاریخ اسلام کي اولین صدي سے لیکر اس وقت تک اپنے عجیب و غریب نادر ماتم و درد اور حیرت انگیز بقاے ذکر و تاثیر کے لحاظ سے نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تمام حوادث محزنۂ عالم میں ایک عدیم النظیر امتیاز رکھتا هے - اگر وہ تمام آنسو جمع کیے جائیں جو سنہ ۶۱ هجري سے لیکر اس وقت تک اس واقعۂ جانسوز پر بہاے گئے هیں ' اگر وہ تمام دود آہ و فغان سوزاں یکجا کیا جاسکے جو ان تیرہ صدیوں کي لا تعد و لا تحصی اسلامي نسلوں کي صداهاے ماتم کے ساتھ بلند هوتا رها هے ' اگر درد و کرب کي وہ تمام چیخیں ' اضطراب و الم کي وہ تمام پکاریں ' سوزش و تپش کي وہ تمام بیقراریاں ' اکٹھی کي جاسکیں جو اس حادثۂ کبری کي یاد نے هزاروں لاکھوں انسانوں کے اندر همیشہ پیدا کي هیں ' تو اے عزیزان ماتم شعار ! کون کہہ سکتا هے کہ خونفشانیہاے حسرت کا ایک نیا اٹلانٹک و اوقیانوس سطح ارضي پر بہہ نہ جائیگا ؟ دود آہ و فغاں کي هزار ها بھٹیاں بھڑک نہ اٹھیں گي ؟ اور درد و الم کي چیخوں ' حسرت کي صداؤں ' تڑپ کي بے چینیوں کے هنگامۂ خونیں سے تمام عالم ایک شور زار نالۂ و بکا نہ بن جائیگا ؟

تاهم میں جو پیام پہنچانے کیلیے آج آیا هوں ' وہ اس تذکرہ سے بالکل مختلف هے - میں غم و الم کي شدت و کثرت کے اعتراف کي تارم نہیں هوں ' بلکہ اس عدیم النظیر شدت و کثرت کے بعد بھي آنسوؤں کي طلب هوں ' آهوں کي صدا هوں ' بیقراري کي پکار هوں ' اضطراب کي دعوة هوں ' اور آہ ! آہ ! اے صد هزار آہ و حرماں ' کہ غم کیلیے بھوکا هوں اور درد و الم کیلیے یک قلم پیاس هوں - پس میں آج اُن آنکھوں کا تذکرہ نہیں کرتا جو بہت رو چکي هیں ' مجھے اُن آنکھوں کا سراغ بتلاؤ جو اب بھي رونے کیلیے نم آلود هیں ! میں اُن دلوں کي سرگذشت نہیں سناتا جو تڑپتے تڑپتے تھک چکے هوں ' میں اُن دلوں کي تلاش میں نکلا هوں جو اب بھي تہہ و بالا هونے کیلیے مضطرب هیں ! مجھے اُن زبانوں سے کیا سروکار جنکو فغاں سنجي هاے ماضي کا ادعا هے ؟ آہ ' میں تو اُن زبانوں کیلیے پکار رها هوں جنکے اندر غم و ماتم کي بھٹیاں سلگ رهي هیں ' اور انکا دھواں آج بھي کائنات نشاط ناداني کي اس تمام فضا غفلت کو مکدر کردیسکتا هے ' جسکو عیش و عشرت کے قہقہوں میں درد و عبرت کي ایک آہ بھي نصیب نہیں !

نہ داغ تازہ مي خارد ' نہ زخم کہنہ مي کارد !
بدہ یارب دلے ' کیں صورت بیجاں نمي خواهم !

(دعوة درد)

هاں ' یہ سچ هے کہ رونے والے اسیر بہت روے ' ماتم کرنے والوں نے ماتم میں کمي نہ کي ' آہ و نالہ کي صداؤں نے همیشہ هنگامۂ الم کي مجلس طرازیاں کیں ' اور یہ سب کچھ ابتک اتنا هوچکا هے ' جتنا آجتک شاید هي دنیا کے کسي حادثۂ غم کو نصیب هوا هو - تاهم تم یقین کرو کہ با ایں همہ اس حادثۂ عظیمہ کي دعوة اشک و حسرت ابتک ختم نہیں هوئي هے - بلکہ کہا جاسکتا هے کہ اسکي دعوة درد کے اندر جو حقیقي طلب تھي ' وہ ابتک لبیک کے سچے استقبال سے محروم هے - تیرہ صدیاں مع اپنے دوران محرم و عشرۂ ماتم کے اسیر گذر چکي هیں لیکن ابتک خاک کربلا کے وہ ذرات خون آشام ' جنکو آج بھي اگر نچوڑا جاے تو خون شہادت کے مقدس قطرے اس سے ٹپک سکتے هیں ' بدستور آنسوؤں کیلیے پکار رهے هیں ' خونفشانیوں کیلیے داعي هیں ' آہ و فغاں کیلیے تشنہ هیں ' اضطراب و التهاب کیلیے بیقرار هیں ! ' اور فضاء ریگ زار کرب و بلا کا ایک ایک گوشہ ابتک دیدہ هاے اشک افشاں ' جگرهاے سوختہ ' دلهاے دردمند اور زبانهاے ماتم سرا کیلیے اسي طرح چشم براہ هے ' جسطر

---

(۱) جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم هے ' یہ عاجز تحریري تقریروں کا بالکل عادي نہیں - حتی کہ تقریر کے وقت کسي طرح کے نوٹ یا اشارات بھي پیش نظر نہیں رکھتا - محض اپنے حافظہ اور پیش نظر مطالب کے اعتماد پر کھڑا هو جاتا هوں ' اور پھر جو کچھ اللہ تعالی زبان پر جاري کردیتا هے وهي تقریر هوتي هے - پس یہ لکچر بھي محض زباني تھا ' ایک عزیز نے اپنے شوق سے اسکے کچھ نوٹ مرتب کرلیے تھے - وہ اس وقت دیکھ لیے هیں اور انھي کو ایک مرتب مضمون کي شکل میں تحریر کردیتا هوں - ورنہ ظاهر هے کہ تقریر کا اصلي انداز ترتیب یا طرز درس و خطاب تحریر میں کب لایا جا سکتا هے ؟

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۲)

اجتماع و انضمام کي حالت ميں اگرچه افراد کي خصوصيات فنا هوجاتي هيں اور ايک مستقل اجتماعي قوت پيدا هو جاتي هے ، ليکن بوسيده اينٹيں کب تک ديوار کو قائم رکهه سکتي هيں؟ بالآخر افراد کي مخفي خصوصيت نماياں هوتي هے ، اور يه شيرازه دفعة درهم برهم هوجاتا هے - سنه ۱۸۷۰ کي شکست نے فرانسيسيوں کے جذبات شجاعت کو بالکل پامال کرديا تها - اوس کے بعد اگرچه مظاهرے ، شورش ، تعليم ، اور مختلف انقلابات نے اونکے خون کو بہت کچهه گرم کرديا ، تاهم ميدان جنگ ميں وه اپنے قديم داغ کو نه چهپا سکے ، اور باوجود تراکم افواج و تعاضد حلفاء ، اپني کهوئي هوئي شجاعت کو واپس نه بلاسکے -

متصل ذلت آميز شکستوں کا اثر کبهي کبهي اسقدر مستقل هو جاتا هے که روحاني طاقت بهي به مشکل اوسکو مٹاسکتي هے - يهوديوں کو بار بار کي شکست اور ايک زمانۂ ممتد کے اسر و غلامي نے اسقدر بزدل بناديا تها که جب حضرت موسی عليه السلام نے بيت المقدس ميں اونکا فاتحانه داخله کرانا چاها تو اون کي رعد آسا آواز ، اور بيت المقدس کي مذهبي عظمت بهي يهوديوں کے دلوں کو نه گرما سکي اور اونهوں نے صاف صاف کهديا :

يا موسى انا لن ندخلها	اے موسی! جب تک وه طاقتور
ابدا ما داموا فيها ، فاذهب	لوگ بيت المقدس ميں
انت و ربك فقاتلا ، انا ههنا	لڑنے کيليے موجود هيں ، هم
قاعدون (۶ : ۲۷)	کبهي بهي اوس ميں داخل

هونے کي جرأت نهيں کرسکتے - تم اپنے خدا کے ساتهه جاؤ اور لڑو ، هم اسي جگه بيٹهے هوئے تماشه ديکهينگے -

ليکن عرب کي کبهي شکست نه کهانے والي طاقت نے آنحضرت صلی الله عليه و سلم کو ٹهيک ٹهيک ايسے هي موقع پر يه جواب ديا تها :

لا نقول کما قال قوم	يا رسول الله! هم آپکو وه جواب نه دينگے
موسى " اذهب انت	جو موسی کي قوم نے موسی کو ديا تها که
و ربك فقاتلا " و لکنا	تم اپنے خدا کے ساتهه جاؤ اور لڑو ، بلکه
نقاتل عن يمينك ،	هم آپ کے دائيں ، آپ کے بائيں ، آپ
و عن شمالك ، و بين	کے آگے ، آپ کے پيچهے ، غرض هر طرف
يديك و خلفك	سے جمع هوکر اور قدم بقدم هوکر لڑينگے -
(بخاري)	اور اپني جانوں کو آپ پر نثار کرينگے !

دراصل يهي وه اختلاف حالت هے جس سے " امة مسلمه " اور " خير الامم " اور " شهداء على الناس " کي حقيقي خصوصيات واضح هوتي هيں ، اور يهي وه خصائص هيں جنهوں نے مسلمانوں کو " مغضوب عليهم " يعني يهود ، اور " الضالين " يعني نصاری کي راه سے الگ کرکے " الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين " کي صراط مستقيم پر قائم کرديا تها - اور يهي انکي وه فضيلت مخصوص هے جسکي بنا پر زبان الهي نے مغضوبيت کي جگه محبوبيت کا مرتبۂ اعلی انهيں عطا کيا اور فرمايا : يحبهم و يحبونه - خدا انکو پيار کريگا اور وه خدا کو پيار کرنے والے هونگے : رضي الله عنهم و رضوا عنه - وه گذشته اقوام کي طرح مغضوب و مبغوض کيونکر هوسکتے هيں حالانکه انکے ايثار و قرباني و ابتغاء مرضات الله کي وجه سے خدا انسے راضي هوا اور وه الله کي بخشي هوئي خلافت و وراثت ارضي پاکر خدا سے راضي و خوشحال هيں !

ليکن اس قسم کي مستقل شجاعت کبهي کبهي عارضي شکست بهي کها جاتي هے - مگر اس حالت ميں بهي صرف فوج هي کي جمعيت کو صدمه پهنچتا هے - دل مضبوط و استوار رهتا هے - غزوۂ احد ميں ابتلاء الهي نے صحابه کو منهزم کرديا تها - ليکن اونکي جانبازي ميں کوئي فرق نهيں آيا - وه اوسي طرح آنحضرت پر پروانه وار فدا هوتے رهے جسطرح غزوۂ بدر ميں فدا هوے تهے - چنانچه آنحضرت نے جب ايک موقع پر گردن بلند کرکے کفار کي جمعيت کو ديکهنا چاها تو ابو طلحه نے جوش فدويت سے آپ کو يه کهکر روکا:

لا تشرف يصيبك سهم	آپ سر اوٹها کر نه ديکهيے ، ايسا نه هو
من سهام القوم نحري	که آپکے کوئي تير لگ جاے - ابهي تو
دون نحرک (بخاری)	ميرا سينه آپ کے سينه کيليے سپر هے ،

(۴)

محاسن اخلاقي ميں باهم ايک سلسله ربط و اتحاد کا هوتا هے ، اسليے ايک خلق دوسرے خلق کو پيدا کرتا هے - اگر ايک شخص ميں فياضي کا ماده هے تو وه فطرتاً رحمدل اور رقيق القلب بهي هوگا - اگر کوئي شخص بخيل هے تو سنگدلي اوسکے ليے لازمي هے - يهي حال شجاعت و بزدلي کا بهي هے - اونکے نتايج و آثار صرف ميدان جنگ هي ميں نظر نهيں آتے - وه ايک سلسلۂ اخلاق پيدا کرديتے هيں ، جسکا اثر ملک و قوم کي زندگي کے هر شعبه ميں نظر آتا هے - ايک جنگجو اور بهادر قوم بالطبع اولوالعزم ، بلند حوصله ، باضابطه ، مشقت پسند ، اور فياض طبع هوتي هے - اسليے وه اولوالعزمانه سير و سياحت کرتي هے ، علمي تحقيقات ميں مختلف ملکوں کي خاک چهانتي پهرتي هے ، فقر و فاقه اوسکے عزم و اراده ميں خلل انداز نهيں هو سکتے - وه اپني دولت کو مفيد کاموں ميں بيدريغ صرف کرتي هے - ليکن بزدلي انسان ميں عورتوں کي خصوصيات پيدا کرديتي هے ، اسليے غير جنگي اقوام فنون لطيفه کي طرف اپنا ميلان ظاهر کرتي هيں - رقص و سرود ميں اونکو لطف آنے لگتا هے - شب و روز عيش پسندي ميں مصروف رهتي هيں - جامه زيبي اونکي فطرت بن جاتي هے - تمام ضروري کاموں کو چهوڑ کر ملاهي و ملاعب هي ميں مشغول هو جاتي هيں -

اسلام جن اولوالعزم بزرگوں کي ذات پر ناز کرتا هے ، وه وهي لوگ تهے جو فوجي روح کو زنده کرکے خود فنا هوگئے - چنانچه امتداد زمانه کے ساتهه جسقدر يه روح پژمرده هوتي گئي ، اسيقدر مسلمانوں ميں عيش پرستي کا ميلان ترقي کرتا گيا - مسلمانوں کو بغداد کے تمدن و علوم و فنون پر بڑا ناز هے ، ليکن وه بهي سلاطين کي بزم طرب کا ايک گلدسته تهے - همارے نزديک يه کوئي فخر کي چيز نهيں بلکه ايک حديث نبوي جو امام بخاري نے صدها ميلوں کا سفر کرکے حاصل کي ، دراصل اون تمام علوم سے بدرجها زياده بيش قيمت هے -

(۵)

شخصي حالتوں ميں اگر ايک شهري پر کوئي شخص حمله کردے تو پوليس اوسکي حفاظت کريگي - ليکن اگر اوسي شخص کو ميدان جنگ ميں کهڑا کر ديا جاے تو اوسکو صرف اپني هي حفاظت نهيں کرني هوگي ، بلکه وه دوسرونکي حفاظت کا بهي ذمه دار هوگا - ميدان جنگ سے فرار اسي بنا پر عار بلکه جرم خيال کيا جاتا هے - انسان کو جو جذبه اپنے ساتهه دوسرے کي اعانت

وه اینٹیں رکهي گئیں جن پر ناموران ملت کے مناقب و محامد کنده تهے' عرب جاهلیة نے اپنے سلسلۂ انساب کا ایک حرف ضائع هونے نه دیا اور ذو المجنه اور عکاظ میں اسلاف کے مفاخر و معالی کي داستانسرائي قائم کي - مصریوں نے ایسے ایسے مینار بنائے جو هزاروں برسوں کے بعد بهي اپني تعمیر اولین کي طرح محکم و استوار هیں' اور پهر انکے اندر اپنے ناموروں کي لاشوں کو حنوط (ممي) کرکے محفوظ کردیا - هندوستان نے مهابهارت کے معرکے کو قومي روایتوں میں داخل کردیا' اور والمیک کي سحر طرازیوں نے نسلي مفاخر کي روح کو پژمردگي سے بچایا - اقوام قدیمه کے یه تمام اعمال صرف اسي حقیقت کیلیے تهے که اسلاف و مشاهیر کي یاد زنده و قائم رکهي جاے -

آج اوقیانوس کا بحري مسافر واشنگٹن کے بت کو ساحل امریکه کے دهندلے نور سے نکار اٹهتا هے' یورپ کے بڑے بڑے شهروں اور انکي معمور نوآبادیوں کي شاهراهوں اور باغوں میں جابجا سنگي بت نصب نظر آتے هیں' شیکسپیر کا مولد ابتک قائم هے' ملٹن کي میز کو مٹنے نهیں دیا جاتا' جانسن کے آثار اب بهي هر شخص دیکهه سکتا هے - ملان میں ایک جگه یه سنگي کتبه تم پڑهوگے: " پاک معزبي نے یهاں اپنا بچپن گذارا تها "

یه سب کچهه بهي اسي مشاهیر پرستي کي ایک زیاده خوشنما و دلفریب شکل هے' جو پہلے محض قومي روایتوں اور افسانه طرازیوں کے ذریعه قائم رکهي جاتي تهي -

لیکن یه امر بالکل ظاهر هے که اس تذکار و یادگار کا اصلي مقصد کسي واقعه کو محض یاد رکهنا' یا کسي نام کو فراموش نه هونے دینا هي نهیں تها' بلکه کچهه اور هي مقصد تها - کیونکه اگر یهي مقصد هوتا تو اسکے لیے کسي خاص نام' کسي خاص واقعه' کسي خاص حادثه میں کوئي ممتاز خصوصیت نه تهي - پچهلوں کو اگر محض یاد هي رکهنا هے' تو اسکے لیے بڑا اور چهوٹا' ادنی و اعلی' نیک و بد' سب یکساں هیں - کونسي وجه هے که کارتهیج کے مشهور هنے بال کو یاد رکها جاے' اور تیٹس کو یاد نه رکها جاے جو اسي عهد میں گذرا تها ؟

سو وه اصلي روح حقیقت جو اجتماع انساني کي اس سب سے زیاده پراني رسم کے اندر کام کر رهي هے' دراصل نامور وجودوں' شخصیتوں' اور محض تذکرۂ و یاد آوري سے تعلق نهیں رکهتي' بلکه اس سے اصلي غرض یه تهي که جو اعمال حسنه' عزائم مهمه' نتائج عظیمه' اور بصائر و مواعظ جلیله اُن مشاهیر اور ناموروں کي زندگي سے وابسته هیں' اور جنکي یاد اور تذکره کے اندر قوموں اور ملکوں کیلیے سب سے زیاده موثر اور نافذ دعوة عمل و اتباع هے' انکي یاد کو همیشه حي و قائم رکها جاے' اور مختلف ذریعوں سے ایسے مواقع بهم پهنچاے جائیں جنکي وجه سے کبهي بهي آینده نسلیں ان اعمال حسنه کے نمونوں کو اپني نظروں سے اوجهل هونے نه دیں -

پس یادگار دراصل انساني افراد کي نه تهي' بلکه انسان کے بهترین اعمال کي تهي' اور تذکرۂ و یاد آوري شخصوں اور حادثوں کي نه تهي' بلکه اُن سچائیوں کي تهي جو وه اپني زندگي کے اندر رکهتے تهے - خدا نے ذات کي بڑائي اور عظمت صرف اپني هي کبریائي کیلیے مخصوص کرلي هے' اور دنیا کو جو کچهه دیا گیا هے' وه صرف " عمل " کي بڑائي هے - دنیا میں کوئي انسان بڑا نهیں هو سکتا' اسلیے که بڑا صرف ایک هي هے' اور وه فاطر السماوات و الارض هے - البته " عمل " بڑا هو سکتا هے' اور اسکي بڑائي سے اُسکے حامل کے اندر بهي نسبتي اور اضافي بڑائي آجاتي هے - پس ساري تعظیمیں' ساري تقدیسیں' هر طرح کا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جاسکتا هے' یا تو خدا کیلیے هے' یا پهر خدا کي سچائي اور اسکے قرار دیے هوے اعمال حسنه کیلیے - خود انسان کي ذات کا اسمیں کوئي حصه نهیں: الحمد لله رب العالمین میں " الحمد " کے الف لام کا یهي مطلب هے جسے میں نے آغاز تقریر میں تلاوت کیا - اور: انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا' ان اکرمکم عند الله اتقاکم (۴۹ : ۱۳) سے اسي پر روشني پڑتي هے اور: یریدون أن یحمدوا بما لم یفعلوا (۳ : ۱۸۸) (یه بدبخت چاهتے هیں که انکي تعریف و ثنا ان اعمال کیلیے کي جاے جو انهوں نے نهیں کیے - حالانکه " حمد " کا استحقاق تو اعمال هي کو تها) اسي کي مزید توضیح کرتا هے: وما یعقلها الا العالمون ! (۲۹ : ۴۳)

(ایک عالمگیر غلطي)

لیکن دنیا کا خسران صرف اسي میں نهیں هے که وه سچائي کي طرف نهیں بڑهتي' بلکه اس سے بهي زیاده یه که بسا اوقات اسکي جانب قدم تو اٹهاتي هے' پر ایسا هوتا هے که راه هي میں گم هوجاتي هے' اور جسطرح اسکي طرف نه چلکر اس سے محروم تهي' ٹهیک ٹهیک اسي طرح اسکي طرف چلکر بهي محروم رهتي هے - کیا تم نهیں دیکهتے که قرآن حکیم نے انسان کے نقصان و خسران کے جو مختلف حالات بیان کیے هیں' ان میں سے ایک زیاده عام اور زیاده پیش آنے والي حالت کیلیے " ضلالت " کا لفظ اختیار کیا هے - اور اسي سورۂ فاتحه میں (جسکے ما تحت آجکي تقریر هے) " مغضوب علیهم " کے ساتهه ایک اور گروه کا باسم " الضالین " تذکره کیا گیا هے - " ضلالت " کا ٹهیک ٹهیک ترجمه تم کو معلوم هے که " گم راهي " اور " راستے میں بهٹک جانے " کے هیں - اسي لیے متحیر اور غیر متعین نظر رکهنے والے پر بهي " ضال " کا اطلاق هوتا هے کیونکه کوئي متعین راه اسکے سامنے نهیں هوتي - پس قرآن کریم نے نوع انساني کي بد حالي و تباهي کي سب سے بڑي عام حالت کو اسي لفظ سے تعبیر کیا' اور اسمیں بڑا نکته یه هے که بسا اوقات انسان کو اٹهنے اور چلنے سے انکار نهیں هوتا - وه سفر تو کرتا هے - پر هوتا یه هے که منزل مقصود کي حقیقي شاهراه اس پر نهیں کهلتي' اور وه راه هي میں بهٹک کر ره جاتا هے - نتیجه یه نکلتا هے که باوجود چلنے کے منزل مقصود سے اسي طرح محروم رهتا هے' جس طرح وه شقي و جاحد محروم رها' جس نے چلنے کا قصد هي نهیں کیا تها - یهي حقیقت اصطلاح قرآني میں " حبط اعمال " کي هے جسپر جا بجا مختلف پیرایوں میں زور دیا گیا هے که فحبطت اعمالهم (۱۸ : ۱۰۴) (انکي تمام محنتیں' کوششیں اور راهروي کي مشقت بالکل اکارت گئي' اور اسکا کوئي پهل انهیں نه ملا)

چنانچه اس " ضلالت " عمل کي ایک عمده مثال دنیا کي عالمگیر " مشاهیر پرستي " بهي هے جو مقصد کے لحاظ سے ایک نهایت اهم' عظیم المنفعة' حیات پرور' اور سعادت بخش حقیقت تهي' لیکن با ایں همه اس بارے میں همیشه قوموں نے غلطي کي' اور اکثر حالتوں میں سخت ٹهوکر کهائي - وه دنیا کي عالمگیر ضلالت کبری جو اسکے هر عمل میں حقیقت اور مقصد کو فنا کرتي اور ظواهر و رسوم کي اس سے پوجا کراتي هے' افسوس که اس حقیقت کیلیے بهي هلاکت بخش هوئي' اور گمراهیوں اور حقیقت ناشناسیوں سے اسطرح اس عمل عظیم کو آلوده کردیا گیا که بسا اوقات هدایت کي جگه ضلالت کا ایک بهت بڑا پتهر ثابت هوئي !

(بقیه آینده)

لـــكان لي مضطـــرب واســـع
في الارض ذات الطول و العـــرض

ميرے ليـــے ايک فراخ ميدان لمبي چوڑي زميں ميں هوتا ‘
اور وهاں ميں ازادانه اپني قوتوں كي نمايش كرتا -

وانمــــا ازلادنــــا بيـــنـــنا
اكبـــادنــــا عشي علـــي الارض

همارے بچے همارے لخت جگر هيں‘ جو زمين پر چلتے پهرتے هيں-

(٧)

يه اخلاقي جزئيات تهے - انكے علاوه كلي طور پر بهي جنگ ايک قوم كے نظام اخلاق كو بدل كر آسكي جگه دوسرا سلسلۂ اخلاق قائم كر ديتي هے - جنگ كي وجه سے انسان اپنے وطن سے نكل كر دوسرے ملكوں كے حدود ميں قدم ركهتا هے ‘ اور فاتحانه ثمرات كي حرص اور ظفرمندانه جاه و اقتدار كا ولوله آسكو وهيں روک ليتا هے - رفته رفته وه وهيں مستقل سكونت اختيار كر ليتا هے اور آسي ملک كے رسم و رواج كا پابند هو جاتا هے - پهر آهسته آهسته تعلقات بڑهتے هيں‘ اور اوسي ملک ميں نكاح وازدواج كا سلسله بهي قائم هوجاتا هے - اب جو اولاد هوتي هے ‘ آسكي رگوں ميں خالص خون نهيں هوتا - وه دو عنصروں سے مركب هوتي هے - اسطرح بتدريج اختلاط نسب هو جاتا هے اور چند پشتوں كے بعد فاتح كا اصلي نسب نامه بالكل گم هو جاتا هے -

اس اختلاط نسب كا صرف يهي نتيجه نهيں هوتا كه ايک خاندان اپنے نام و نشان كو كهوديتا هے‘ بلكه اس قبيله‘ آس خاندان اور اوس ملک كي تمام مخصوص اخلاقي خصوصيات فنا هو جاتي هيں اور انكي جگه ايک نيا نظام اخلاق پيدا هو جاتا هے - اگر دنيا ميں نسلي اور وطني امتيازات كوئي مفيد جوهر هيں تو جنگي زندگي كي وسعت كا بلا شبه يه نقص هے - ليكن اگر انسان كيليے چاهيے كه وه تمام كرۂ ارضي كو اپنا وطن اور تمام انساني نسلوں كو اپنا گهرانا سمجهے‘ تو پهر يه انسان كي وه مشكل ترين متاع مطلوب هے جو صرف جنگ هي كي روشني ميں مل سكتي هے -

يه ايک عجيب بات هے كه مفتوح قوم پر هميشه فاتح كي وضع ‘ لباس ‘ اخلاق و عادات كا اثر پڑتا هے - ليكن ازدواجي تعلقات كي حالت ميں هميشه مفتوحه قوم كي بي بي ‘ فاتح شوهر پر غلبه حاصل كر ليتي هے ‘ اور آسكو اپنے رنگ ميں رنگ ديتي هے !

اهل عرب جب تک حدود عرب ميں باهم سرگرم كار زار رهے ‘ اونكا نسب ‘ اور نسب كے ساتهه اونكا نظام اخلاق بهي محفوظ رها - ليكن ابتداے اسلام ميں جب اونكے فاتحانه حوصلوں نے حدود حجاز سے باهر قدم ركها ‘ تو دفعة انكي تمام عربي خصوصيات معدوم هوگئيں - عرب جاهلية كا سب سے بڑا مايۂ فخر يه تها كه وه اپنے نام و نسب كو ازبر ياد ركهتے تهے ‘ اور اپنے آپ كو فخريه اپنے قبيله كي طرف منسوب كرتے تهے - جب فتوحات اسلاميه كا سيلاب دوسرے ملكوں كي طرف بڑها ‘ تو حضرت عمر رضى الله عنه كو اختلاط نسب كا خطره پيدا هوا - اونهوں نے اهل عرب كو سخت تاكيد كي كه اپنے نام و نسب كو ياد ركهو ‘ اور ملک شام كے ديهاتي نه بن جاؤ كه جب اون سے اونكا نام و نسب پوچها جاتا هے تو اپنے گانوں كا نام بتاتے هيں - ليكن فطرت سے كون جنگ كرسكتا هے ؟ آخر كار اختلاط نسب هوا ‘ اور قبيله كے بجاے اب فوجيں اون مقامات كي طرف منسوب هونے لگيں‘ جهاں جنگ كي ضرورت اور سرحد كي محافظت كيليے وه مقيم رهتي تهيں- عربي ميں " جند " فوج كو كهتے هيں - اسلام كے مفتوحه ممالک كے نقشے ميں متعدد نام اسي انتساب كے ساتهه مشهور هيں- مثلاً جند قنسرين ‘ جند دمشق ‘ جند عواصم - ان ناموں نے اگرچه عرب كي فوجي طاقت كے مستقل اثر كو اب تک زنده ركها هے ‘ ليكن اس تركيب اضافي نے آگے چل كر عرب كے نام و نسب كو بالكل مٹا بهي ديا‘ اور نسب صريح جو نسلي اخلاق كي محافظت كرتا هے ‘ وه بالكل معدوم هوگئے -

يه ايک نهايت اهم ديني و اجتماعي مبحث هے كه اسلام نے عرب جاهلية اور تمام اقوام عالم كي نسلي حيثيت كو مٹا كر ايک عالمگير اور بين الملي برادري قائم كي ‘ ليكن اسكے ساتهه هي جسقدر عمده خصائص قومي و نسلي زندگي ميں هوسكتے هيں ‘ ان سب كو مذهبي رابطه قائم كرکے مذهب كي بنا پر پيدا بهي كرديا‘ اور اسطرح وه عمده خصائص قومي و ملكي حدود سے نكلكر‘ انسانيت كا عام جوهر بنگئے - ليكن اس مبحث كو هم ابهي نهيں چهيڑينگے -

(٨)

ليكن فاتح ايک دوسري حيثيت سے مفتوح قوم كے اخلاق و عادات پر بهي اثر ڈالتا هے - انسان صرف قوت هي كے آگے سر جهكاتا هے - اسليے جب كوئي قوم اوسپر غالب آجاتي هے تو اوس كو فطرتاً اوسكے فضل و كمال كا اعتراف كرنا پڑتا هے - رفته رفته يهي خوش اعتقادي اوسكو فاتح كي تقليد پر مجبور كرتي هے ‘ اور وه وضع ‘ لباس ‘ اخلاق ‘ عادات ‘ نشست ‘ برخاست‘ غرض هر چيز ميں فاتح هي كے نقش قدم پر چلتا هے - اور اسطرح ايک عظيم الشان تمدني اور اخلاقي انقلاب پيدا هوجاتا هے :

تاريخ اسلام ميں سيكڑوں واقعات ايسے ملتے هيں جن سے ثابت هوتا هے كه مسلمانوں كي فتوحات كے سيلاب نے بهت سي قوموں كو دفعة بالكل بدل ديا - هندوستان ميں هيٹ كے نيچے جو چهپے هوے سر نشۂ غرور تفرنج و فرنگي مابي ميں بدمست نظر آتے هيں‘ جب اونكو هوش آئيگا تو معلوم هوگا كه وه عقل و بصيرة كي جگه ايک ايسا ذليل ترين دماغ ركهتے هيں‘ جو در پرده اپنے ضعف اور دوسري قوموں كي قوت كا مهلک اعتراف كررها هے - بلكه يهي انجذاب قومي هے جو انكي جبين نيازكو اكثر اونكي چوكهٹ پر جهكا ديا كرتا هے -

يه انقلاب اگرچه بظاهر اپنے اندر بهت سي اخلاقي خوبياں بهي دكهلاتا هے ‘ يعني فاتح قوم كے دل و دماغ جن اعلى جذبات سے لبريز رهتے هيں ‘ مفتوح قوم بهي اونهيں كو جذب كرنا چاهتي هے ‘ ليكن سيلاب جب آتا هے تو گوهر و مرجان سے زياده اپنے ساتهه خس و خاشاک كا ڈهير بها لاتا هے اور اپني يادگار ميں اوسيكو چهوڑ كر آگے چلا جاتا هے - زمين كے حصے ميں صرف يهي ڈهير آتا هے - اور ايسے خوش قسمت بهت كم هوتے هيں جو صرف گهر و مرجان سے اپنے دامن و جيب كو بهر ليتے هيں -

فاتحانه حيثيت سے اخلاقي و تمدني انقلاب بهي بالكل اسي طرح اضطراري طور پر هوتا هے‘ اسليے انسان كي قوت انتخاب بالكل بيكار هوجاتي هے ‘ اور فاتح جو كچهه ديديتا هے ‘ اوسيكو جبراً قبول كرلينا پڑتا هے - اسكا نتيجه يه هوتا هے كه مفتوح قوم فاتح قوموں كي تقليد ميں سيكڑوں غير ضروري ‘ غير مفيد ‘ بلكه مضر چيزيں اختيار كرليتي هے - اور خس و خاشاک كے ڈهير ميں صدف و گوهر بالكل چهپ جاتا هے -

فاتح قوم كي جو خوبياں مفتوح قوم ميں منتقل هوتي هيں اونكا اثر صـــرف چند مخصوص افـــراد هي ميں نماياں هوتا هے - هندوستان ميں كوٹ پتلون پهن كر چلنے پهرنے والے هر سڑک پر نظر آسكتے هيں ‘ ليكن انگريزوں كا سا اعلى كيريكٹر اور قومي حريت تعليم يافته لوگوں ميں بهي يكسر مفقود هے -

و تعاون پر آمادہ کرتا ہے ، اوسیکا نام عصبیت ہے - وہ فطرتاً ہر شخص میں موجود ہے - ایک بھائی اپنے بھائی کی مصیبت نہیں دیکھہ سکتا - بیٹا باپ کی ذلت برداشت نہیں کر سکتا -

لیکن عصبیت کا کامل ظہور صرف زمانۂ جنگ ہی میں ہوسکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جو قومیں ہمیشہ امن و سکون کی زندگی بسر کرتی ہیں ، اون میں بہت کم عصبیت پائی جاتی ہے - ایک متمدن شہری باشندے کو اپنے بھائی سے زیادہ پولیس پر اعتماد ہوتا ہے - لیکن ایک وحشی انسان پولیس کی اعانت سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا ، اسلیے وہ خود ہی اپنی حفاظت کرتا ہے - اور ہمیشہ اپنی قوم کی اعانت پر آمادہ رہتا ہے -

متواتر جنگ جذبۂ عصبیت کو اوبھارتی رہتی ہے ، اور متصل امن و سکون اس آگ کو بجھاتا رہتا ہے - اسی لیے جو قومیں جنگجو ہوتی ہیں ، اون میں شدت کے ساتھہ عصبیت پائی جاتی ہے - لیکن جن قوموں کو میدان جنگ میں جانے کا موقع نہیں ملتا اون میں یہ روح بہت کم پائی جاتی ہے - ایک متمدن شخص میدان جنگ کے اندر اپنی حفاظت میں مصروف رہیگا ، لیکن ایک جنگجو قوم کا فرد اپنے بھائی کی حفاظت کو اپنی ذات پر مقدم رکھیگا - اس قسم کی عصبیت اگرچہ حقیقی طور پر متحد النسب لوگوں میں پائی جاتی ہے ، لیکن معاہدے اور مختلف سیاسی تعلقات کے ذریعہ سے دو حلیفوں میں بھی پیدا ہوسکتی ہے ، اور یہ مصنوعی عصبیت زمانۂ جنگ ہی کیلیے پیدا کی جاتی ہے -

عصبیت اپنے اندر محاسن اخلاق کا ایک بڑا ذخیرہ رکھتی ہے - وہ خود غرضی کو بالکل مٹا دیتی ہے - ایثار نفس کی تعلیم دیتی ہے - وہ انسان میں چستی و چالاکی پیدا کرتی ہے ، اور ایک فرد کی آواز پر تمام قوم کھڑی ہو جاتی ہے - وہ ایک قوم کے اخلاق و عادات کو محفوظ رکھتی ہے اور اوسکو کسی دوسری قوم میں مدغم نہیں ہونے دیتی - شجاعت اگرچہ بجائے خود ایک جوہر ہے ، لیکن عصبیت اوسکو جلا دیتی ہے ، اور اوسکے ذریعہ متعدد قطرے باہم مل کر سیلاب کی صورت اختیار کرلیتے ہیں - وہی ہے جو میزان عدل کو قائم رکھتی ہے اور وہی ہے جو ظلم و جور کا سختی سے انکار کرتی ہے - یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں ربط و اتحاد اور تعاون و تناصر کا مادہ نہیں ہوتا ، اور اوسکی جگہ خود غرضی ، تفرق ، شقاق ، اور اختلاف پیدا ہوجاتا ہے ، اون میں جنگ ہی کے ذریعہ عصبیت پیدا کی جاسکتی ہے ، اور اسطرح یکایک ایک اتحاد عام ہر طرح کے اختلافوں کو مٹا کر نابود کر دیتا ہے - اسلام نے ولولۂ جہاد سے عرب کی اون تمام مختلف جماعتوں اور مختلف نسلوں کو ایک کردیا تھا ، جو آگے چلکر اور تمدن کا امن پاکر ایک نہ رہسکے ، اور باہمی جنگ و جدال شروع ہوگیا - بسمارک نے صرف اسی لیے صدہا مکر و فریب کرکے جرمنی و فرانس کی پچھلی جنگ پیدا کی تھی ، اور موجودہ جنگ نے انگلستان اور آئرلینڈ کے اختلاف اور سول وار کو جس طرح مٹا دیا ، وہ سب کے سامنے ہے !

(۶)

جنگجو اور بہادر قوموں کے جذبۂ محبت کی حالت تمام دنیا سے مختلف ہوتی ہے - انسان سب سے زیادہ اپنی ، پھر اپنے اہل و عیال کی ، اسکے بعد اپنی قوم کی محبت رکھتا ہے - لیکن برخلاف اسکے ایک جنگ خواہ شخص اپنی جان کو سب سے زیادہ ارزاں سمجھتا ہے - اور اسلیے اپنے آپ کو سب سے پہلے خطرے میں ڈالدیتا ہے - اللہ اللہ ، ایک عربی شاعر کہتا ہے :

انا لنرخص یوم الروع انفسنا
ولو نسام بها في الامن ، اغلینا

ہم لڑائی کے دن اپنی جانوں کو بہت ارزاں کردیتے ہیں ، لیکن اگر امن کی حالت میں ہم سے اونکا نرخ پوچھا جائے تو وہ بہت ہی قیمتی نکلینگی !!

وہ عموماً میدان جنگ میں رہتا ہے - اوسکو اپنی بی بی اور بچوں سے ملنے کا بہت کم موقع ملتا ہے ، اسلیے اون سے بہت کم محبت کرتا ہے - ایک بدو گھر میں بھوکا پیاسا آیا اور کھانا مانگا - گھر والوں نے اوسکو مبارکباد دی کہ " تمہارے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے " اور ساتھہ ہی بچے کو گود میں رکھدیا - اوس نے اپنے بہادرانہ جذبہ سے معمور ہوکر کہا : أ آكله ام اشربه ؟ کیا میں اسکو کھاؤں ؟ کیا میں اسکو پیوں ؟

عرب کا ایک بہادر اونٹنی کا تمام دودھہ اپنے گھوڑے کو پلا دیا کرتا تھا - اوسے اپنے اہل و عیال کی کچھہ پروا نہ تھی - اوسکی بی بی نے شکایت کی تو اوس نے معذرت میں چند شعر کہے :

تلوم علی ان امنح الورد لقحة
وما تستوي والورد ، ساعة تفزع

میری بی بی مجھے اس بات پر ملامت کرتی ہے کہ میں اونٹنی کا تمام دودھ اپنے گھوڑے ورد نامی کو پلا دیتا ہوں ، حالانکہ لڑائی کے وقت وہ ورد کی برابری نہیں کر سکتی !

وقمت الیه باللجام میسرا
هنالک یجزیني بما کنت اصنع

اور جب میں آمادۂ جنگ ہوکر اوسکے منہ میں لگام چڑھاؤنگا تو اوس وقت وہ میری اس حسن خدمت کا معاوضہ کر دیگا -

اسکو سب سے زیادہ اپنی قوم محبوب ہوتی ہے ، اور وہ اسکے ذرا سے اشارہ پر اپنی جان دیدینے پر آمادہ ہوجاتا ہے :

لا یسالون اخاهم حین یندبهم
في النائبات علی ما قال برهانا

جب انکا بھائی انکو فریاد رسی کیلیے بلاتا ہے تو وہ اس سے دلیل نہیں پوچھتے بلکہ معاً بجلی کی طرح اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ہیں !

وہ اپنے بچے کو اس نظر سے پیار نہیں کرتا کہ وہ اوسکے باغ زندگی کا گل و ریحان ہے ، بلکہ صرف اس لیے کہ اوسکی قوم کا ایک قوی البنیہ ، صحیح الجسم ، اور بہادر و سرفروش فرد ہے ، اور اسلیے وہ بڑا ہوکر خود اوسکے لیے نہیں ، بلکہ اسکی محبوب و مطلوب قوم کیلیے ایک مفید وجود ہوگا :

وان عرارا ان یکن غیر واضح
فاني احب الجون ذالمنکب العمم

میرا بیٹا عرار اگرچہ گورا چٹا نہیں ہے لیکن میں تو اوس کالے کلوٹے کو محبوب رکھتا ہوں ، جسکے شانے لمبے ، چوڑے ، اور قوی ہیں - یعنی قوم کی خدمت و نصرت کیلیے حسن و رعنائی نہیں ، طاقت و توانائی کی ضرورت ہے -

اگر کبھی صغیر السن بچے کی پرورش اوسکو میدان جنگ میں جانے سے روکتی ہے تو اوسکو نہایت افسوس ہوتا ہے :

لولا بنيات كزغب القطا
رددن من بعض الی بعض

اگر چڑیوں کے بچوں کی طرح میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں نہ ہوتیں جنکی پرورش میرے بعد میرے رشتہ داروں میں بہ مشکل ہوگی تو :

سلام نے ظاہر ہوتے ہي دنیا کے تمام اعمال و معمولات پر نظر ڈالي ' اور ہر عمل کي حقیقت و روح کو لے لیا اور غیر مناسب موروں جسم و لباس کو چھوڑ دیا -

حشت نے جن حقیقتوں کو تاریک پردوں میں چھپا دیا تھا ... چاک چاک ہوگئے ' جہالت نے جن موتیوں کو پتھروں کے ندر میں گم کردیا تھا ' وہ اون سے الگ ہوکر دنیا کے دامن مراد میں آگئے ' غیر معتدل تمدن نے جن کیلي ہوئي بصیرتوں کو خوشنما دوں کے آب و رنگ میں راز سربستہ کي طرح مقفل کردیا تھا ' وہ سر فاش ہوگئے ' اور حقیقت آفتاب کي طرح علانیہ بے نقاب ہوکر ہر انسان کو نظر آگئي - قرآن حکیم نے اسي انقلاب کو ان مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے !

لله ولي الذين آمنوا خرجهم من الظلمت ی النور ' والذين كفروا ولیاءهم الطاغوت خرجونهم من ور الی الظلمت (۲ : ۲۵۸)	خدا مسلمانوں کا دوست اور ساتھي ہے آنکو ہر طرح کي انساني تاریکیوں سے نکالکر فطرة صالحه کي ربانی روشني میں لاتا ہے ' مگر کفار کے دوست اونکے طاغوت ہیں ' جو اونکو خدا کي بخشي ہوئي روشني سے نکالکر جہل و ضلالت کي اندھیري کي طرف لیجاتے ہیں -

یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جسکي جھلک اسلام کي تمام تعلیمات میں نظر آتي ہے ' اور مشاہدہ و ماتم کرنے کا طریقہ بھي اس سے مستثنی نہیں - چنانچہ قدماء کي یادگار قائم کرنے اور ان کے اعمال و آثار کے زندہ رکھنے کا جو طریقہ زمانۂ قدیم سے ... آتا تھا ' اسلام نے اوس میں بھي ایک روحاني انقلاب پیدا کردیا - اس نے مسلمانوں کو مجسموں کي شکل میں اسلاف پرستي کي اجازت نہیں دي کیونکہ وہ بت پرستي تک منجر ہوتي ہے اور اسلام زندہ انسانوں کے سر کو پتھروں کے آگے نہیں جھکانا چاہتا ' مگر اس نے مشاہیر کرام اور اسلاف صالحین کے نمونوں کے فوائد عظیمہ کو بھي ضائع ہونے نہ دیا ' اور انکے اثر کو اسطرح حي و قائم رکھا کہ ہر مومن کے آگے انکے عملي زندگي کے نمونے پیش کردیے ' اور کہا کہ دن میں پانچ بار جب خدا کے حضور آؤ تو صراط مستقیم پر چلنے کي ہدایت مانگو - ساتھ ہي تشریح کردي کہ صراط مستقیم انبیاء ' صدیقین ' شہدا ' اور صالحین کي راہ علم و عمل ہے - اور اسلیے انکے نمونے ہر وقت تمہارے سامنے رہنے چاہیئیں (یہ نہایت اہم مقام ہے - اسکي پوري تفصیل تفسیر سورۂ فاتحہ میں دیکھني چاہیے جو بسلسلۂ مجلدات البیان في مقاصد القرآن البلاغ پریس میں چھپ رہي ہے)

پس ماتم کي رسم پر وحشت نے جن تاریک پردوں کو ڈال کر اصل حقیقت کو چھپا دیا تھا ' اور تمدن و تہذیب نے ان پردوں پر نظر فریب رنگ چڑھا کر جن بصیرتوں کو گم کردیا تھا ' اسلام نے ان سب کو چاک کردیا ' اور مغز حقیقت جن چھلکوں میں چھپا ہوا تھا اون سے نکل کر علانیہ آشکارا ہوگیا -

قرآن حکیم میں انبیاے سابقین کے جو قصص مذکور ہیں ' ان کے اندر درحقیقت اونھیں بصائر و حکم کي روح مضمر ہے جو مجسموں کے قالب میں حلول کرکے بالکل بے اثر ' اور محض ظاہر فریب ہوجاتي تھي - قرآن مجید قدماء و اعاظم رجال کي یادگاروں کے قائم کرنے کے اصل مقصد کو " اسوۂ حسنہ " کے جامع لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور مسلمانوں کو جابجا اسپر توجہ دلاتا ہے - چنانچہ تم بار بار انہیں صفحات پر پڑھ چکے ہو کہ اس نے حضرة ابراہیم خلیل علیہ السلام کے نمونۂ حیات کو مسلمانوں کا قبلۂ وجوہ و کعبۂ انظار قرار دیا '

قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه (۶ : ۴)	تمہارے لیے حضرة ابراہیم کي حیات طیبہ میں ' اور انکي زندگي میں جو انکے ساتھي ہیں ' پیروي کیلیے بہترین نمونہ رکھا گیا ہے -

اس بنا پر اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جو اسلاف پرستي کي صحیح اصول پر اسلامي تعلیم دیتا ہے ' اور اسي صحیح اصول کے مطابق چاہیے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کے اندر عزم و استقلال ' صبر و ثبات ' استبداد شکني ' قیام جمہوریت ' امر بالمعروف ' و نہي عن المنکر کي جو عظیم الشان بصیرتیں موجود ہیں ' آنکي یاد کو ہر وقت تازہ رکھیں ' اور کم از کم سال میں ایک بار اس مذہبي قرباني کي روح کو تمام قوم میں ساري و جاري کردیں -

لیکن ان بصیرتوں کے علاوہ حضرت امام حسین علیہ السلام کي ذات میں ایک اور عظیم الشان بصیرت بھي موجود ہے ' جسکا سلسلہ مذہب کي ابتدائي تاریخ سے شروع ہوتا ہے - اور اوسکي آخري کڑي اسلام کي تکمیل سے جاکر مل جاتي ہے -

دنیا کي مذہبي تاریخ کي ابتدا عجیب بیکسي کي حالت میں ہوئي - ہم نے دنیا کے سخت سے سخت معرکوں میں باپ کو بیٹے کا شریک ' بھائي کو بھائي کا حامي ' بي بي کو شوہر کا مددگار پایا ہے - لیکن صرف مذہب ہي کا روحاني عالم ایک ایسا عالم ہے ' جہاں باپ کو بیٹے نے ' بھائي کو بھائي نے ' شوہر کو بي بي نے چھوڑ دیا ہے - بلکہ آنکي مصیبتوں میں اور بھي اضافہ کیا ہے -

یہي سبب ہے کہ خاندان نبوت ہمیشہ اعزہ و اقارب کي اعانت سے محروم رہا - حضرت نوح علیہ السلام نے ایک مدت تک شب و روز اپني قوم کو دعوت توحید دي اور قوم نے فرط بغض و عناد سے انکي دعوت حق کو رد کردیا ' انسے علحدگي اختیار کرلي ' اور کانوں میں انگلیاں تک دے لیں :

قال رب اني دعوت قومي لیلا و نهارا فلم یزدهم دعائي الا فرارا واني كلما دعوتهم لتغفر لهم جعلوا اصابعهم في آذانهم و استغشوا ثیابهم واصروا واستكبروا استكبارا - (۷۱ : ۵)	نوح نے عرض کیا : خداوندا ! میں نے شب و روز دعوت حق کي - لیکن اسکا الٹا اثر یہ ہوا کہ لوگ مجھ سے اور زیادہ بھاگنے لگے - میں نے جب جب انکو تیري مغفرت کیلیے پکارا ' اونہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں - اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے کہ آن تک تیري آواز نہ پہونچ جاے ' آہ ! یہ حق ناشناس قوم ہمیشہ سخت ہٹ دھرمي اور باطل پرستانہ گھمنڈ کا اظہار کرتي رہي !

لیکن اس پیغمبرانہ آواز کي صداے بازگشت صرف انکي قوم ہي کے در و دیوار سے ٹکرا کر ناکامیاب واپس نہیں آئي ' بلکہ خود انکے گھر کے در و دیوار نے بھي اسکو ٹھوکر لگائي ' اور خاندان نبوت کے چشم و چراغ یعني انکے بیٹے نے بھي اس نور کو قبول نہ کیا - آخري وقت میں حضرت نوح علیہ السلام نے پھر اپنے بیٹے کو خدا کي پناہ میں بلایا ' لیکن اسوقت بھي اسکا گوش نصیحت نیوش وا نہوا - اسلیے وہ بھي تمام قوم کے ساتھ عذاب الہي کي طوفان خیز موجوں میں بہہ گیا :

و نادى نوح ابنه و كان في معزل : یابني اركب معنا و لا تكن مع الكفرین - قال ساوى الى جبل	اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو اپنے شامت اعمال کیوجہ سے اون سے علحدہ تھا پکارا کہ اے بیٹے ہمارے ساتھ کشتي میں سوار ہوجا ' اور کافروں کا ساتھ

جنگ کے ذریعہ سے بعض اوقات فاتح قوم میں بعض نہایت شرمناک بد اخلاقیاں پیدا ہو جاتی ہیں - فوج ایک مدت تک گھر سے باہر میدان جنگ میں اقامت گزین رہتی ہے ' زمانہ جنگ میں اسکے جذبات و قواء سخت ہیجان کی حالت میں رہتے ہیں ' بدامنی اسکو بہت کچھ مطلق العنان بنا دیتی ہے ' اسلیے اسکے جذبات ہمیشہ سخت مشتعل ہو جاتے ہیں ' اور وہ اس آگ کو ہر ممکن طریقہ سے بجھانا چاہتی ہے ' پس مفتوح قوموں کی ہر چیز حالت جنگ میں مباح ہو جاتی ہے - عرب میں متعہ کا رواج اسی بنا پر ہوگیا تھا جسکو اسلام کی اخلاقی تعلیم نے بتدریج مٹا دیا - ایرانیوں میں عشق رجال کا رواج انہی غلاموں کے ذریعہ سے ہوا جو لڑائیوں میں گرفتار ہوکر آتے تھے - رفتہ رفتہ انہوں نے اس قدر مقبولیت حاصل کرلی کہ فارسی لٹریچر کا ایک جزو لاینفک بن گئے ' جنکو اگر علحدہ کردیا جاے تو فارسی شاعری کا دامن حسن دفعتاً خالی ہو جاے !

ابتدا میں اہل عرب اس مرض سے بالکل نا آشنا تھے ' یہی وجہ ہے کہ قدیم عربی شاعری کا دامن اس داغ سے بالکل پاک نظر آتا ہے - لیکن جب اہل عرب کی فتوحات کا سیلاب بڑھا اور اسلام کے دامن میں بھی حلقہ بگوش غلام آے ' تو ابتداء میں فوجی خیموں کے اندر انکو دخل ہوا - پھر خلفاے عباسیہ کی بزم طرب کے شمع و چراغ ہوگئے ' یہاں تک کہ ابن معتز عباسی نے عربی شاعری کے دامن پر بھی اس داغ کو لگا دیا -

عیش پرستی کی یہ آخری سرحد ہے ' اور یہیں پہونچکر ہر قوم فنا ہو جاتی ہے - آج جو لوگ عظیم الشان قوموں کی موت پر ماتم اور نئی قوموں کی شاندار زندگی پر تعجب کر رہے ہیں ' انکو صرف مادی طاقت ہی پر نظر نہیں رکھنی چاہیے ' بلکہ ان اخلاقی تغیرات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو سطوت عامہ کے جزو لاینفک ہیں - اس طرح کی حکیمانہ نگاہ سے ثابت ہو جائیگا کہ ترقی و تنزل صرف اخلاقی انقلابات کا نتیجہ ہیں - اس زبردست طاقت کے سامنے مادی قوت نے ہمیشہ سر تسلیم خم کر دیا ہے - عرب کو اسی اخلاقی طاقت نے ابھارا تھا اور اسی کے تنزل نے انکو موجودہ گمنامی تک پہنچا دیا - و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

گریٹ یوروپین وار میپ

اڈیٹر الہلال کی راے

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے ' اور اسلیے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھہ سمجھہ نہیں سکتے - علی الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبروں کا صحیح اندازہ تو بغیر اسکے ممکن ہی نہیں کہ یورپ ' ایشیا ' اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پیش نظر ہوں - اس بنا پر منشی محبوب حسین صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو انگریزی میں مرتب کیا ہے ' اور اسمیں بڑی احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنی سامنے لٹکا دیں - موجودہ جنگ دنیا میں جو انقلاب کر رہی ہے اسکے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت بغیر رنگ ۴ آنہ - رنگین ۸ - آنہ فولڈینگ - خوبصورت مجلد کتاب کی شکل ایک روپیہ - مونٹڈ یعنی کپڑا اور رول سے مکمل روغندار دو روپیہ چار آنہ -

ملنے کا پتہ : منیجر - ایم - حسنی برادرس - نمبر ۹ نواب عبد اللطیف لین - کلکتہ

تاریخ و عبر

حادثہ محزنہ کربلا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلود حرفوں میں لکھا گیا ' اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا گیا ہے - لیکن اس درد انگیز واقعہ اور ماتم خیز حادثہ کے اندر شریعت اسلامیہ کی بے شمار بصیرتیں مضمر تھیں جنکو خون کی ان چادروں نے چھپا دیا - اور ہزاروں اسوہاے حسنہ مخفی تھے جنکو آنسوؤں کے سیلاب بہا لےگئے !

اسلیے اب ہمکو قدیم زمانے کی مجلس ہاے ماتم میں ایک نئے حلقہ ماتم کا اضافہ کرنا چاہیے ' اور خون آلود آنسوؤں کا جو چشمہ ہمارے زخم رسیدہ دلوں سے ابل رہا تھا ' اسکو کچھہ دیر کیلیے ملتوی کرکے خود واقعۂ شہادت کو اسرار شریعت اسلامیہ کا سرچشمہ بنانا چاہیے - حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر ماتم کرنے کا یہ ایک نتیجہ خیز طریقہ ہوگا اور شریعت نے امت محمدیہ کو اسی قسم کے طریق ماتم کی ہدایت فرمائی ہے -

دنیا میں اسلاف پرستی کا فطری مادہ ہر قوم کے اندر ہمیشہ موجود رہا ہے - اسی بنا پر تمام قوموں نے اپنے اپنے اسلاف کا ماتم مختلف طریقوں سے منایا ہے ' اور انکے اعمال کو آیندہ نسل کی عبرت و بصیرت کیلیے زندہ رکھنا چاہا ہے - لیکن ان تمام طریقوں میں جو طریقہ سب سے زیادہ مقبول ہوا ' وہ وہی ہے جسکی بنیاد دنیا کی بت پرستی نے رکھی ' اور در اصل اصنام پرستی کی زنجیر عمل کی پہلی اور آخری کڑی اسی کو سمجھنا چاہیے - پہلی اس لیے کہ بسا اوقات انسانوں نے اسی راہ سے اصنام پرستی کی منزل پائی ' اور آخری اسلیے کہ بت پرستی خود تو چلی گئی مگر اپنا نقش قدم اس شکل میں بطور میراث چھوڑ گئی ہے -

ہمارا اشارہ اسلاف پرستی کے اس طریقہ کی طرف ہے جسکی بنا پر مشاہیر ملک و قوم کے مجسمے (اسٹیچوز) بنائے جاتے ہیں اور انکو اسلیے نصب کیا جاتا ہے تا کہ انکے ذریعہ قوم کو ہمیشہ مشاہیر کی یاد دلائی جاے اور انکے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ملے -

اگرچہ اسلاف پرستی کا یہ نہایت قدیم طریقہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک اس قسم کے متعدد مجسمے قائم ہوچکے تھے اور انکی علانیہ پرستش کی جاتی تھی - لیکن یونان و مصر نے ان مجسموں پر تمدن و تہذیب کا آب و رنگ چڑھا کر انکو اور بھی شاندار و دلفریب بنا دیا - آج یورپ بانیان تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی جو نمایش مجسموں کی شکل میں کر رہا ہے ' اسکے اندر یونان ہی کی اس قدیم تہذیب کا عکس صاف نظر آتا ہے - ہندوں کی مذہبی سطح پر بھی تصویروں کی جو صفیں نظر آ رہی ہیں ' ان میں بھی اسی کی جھلک پائی جاتی ہے -

لیکن اسلام ایک دین خالص تھا جو توحید خالص کو قائم کرنا چاہتا تھا اور انسانی عظمت کی ان تمام راہوں کا ہمیشہ کیلیے دروازہ بند کر دینا چاہتا تھا ' جو کسی حال میں بھی الہی عظمت کے نقطہ تک پہونچ سکتی تھیں یا قریب ہوسکتی تھیں - پس وہ کسی طرح بھی قیام ذکر و بقاے عظمت کا ایسا طریقہ اختیار نہیں کرسکتا تھا جسمیں پڑکر دنیا بار بار ٹھوکر کھاچکی تھی -

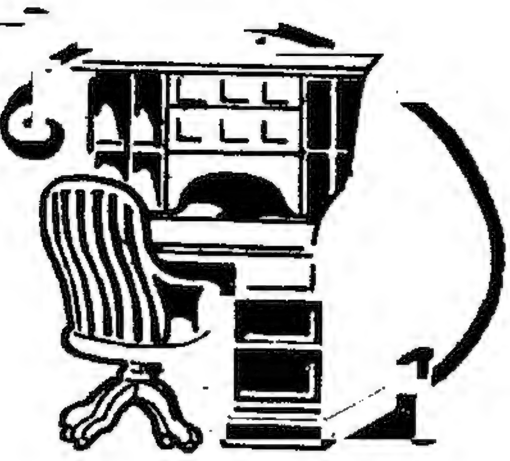

مقالات

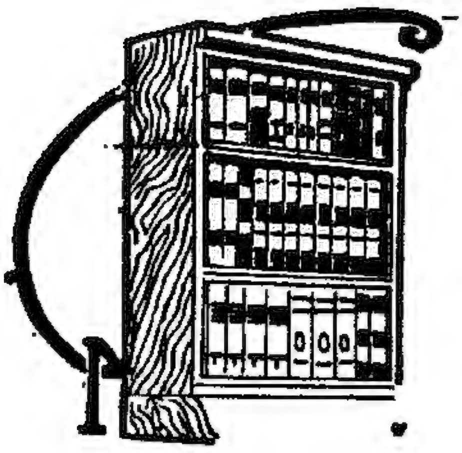

يزيد کي شخصي خلافت کي بيعت کيليے جو هاتهه بڑهے تهے' وه اسلام کي جمهوريت کا قلع و قمع کرنا چاهتے تهے' اور مذهب کي قربانياں صرف امر بالمعروف و نهي عن المنکر هي کيليے هوا کرتي هيں - اسليے جب اسوهٔ ابراهيمي کے زنده کرنے کا ٹهيک وقت آگيا تو خاندان نبوت کے زن و مرد' بال بچے' غرض هر فرد نے اس ميں حصه ليا - اور جن قربانيوں کے پاک خون سے زمين کي آغوش اب تک خالي تهي اون سے کربلاء کا ميدان رنگ گيا -

پس حضرت حسين عليه السلام کا واقعه کوئي شخصي واقعه نهيں هے - اسکا تعلق صرف اسلام کي تاريخ هي سے نهيں' بلکه اسلام کي اصل حقيقت سے هے - يعني وه حقيقت جسکا حضرت اسمعيل عليه السلام کي ذات سے ظهور هوا تها' اور وه بتدريج ترقي کرتي هوئي حضرت عيسى عليه السلام کي ذات تک پهونچ کر گم هوگئي تهي' اوسکو حضرت حسين عليه السلام نے اپني سر فروشي سے مکمل کرديا -

خاندان نبوت دنيا کے آباد کرنے کيليے هميشه اوجڑتا رها هے - حضرت ابراهيم عليه السلام نے هجرت کي' حضرت موسى عليه السلام نے گهر بار چهوڑا' حضرت عيسى عليه السلام نے آواره گردي کي' اور ملت محمدي کے متبعين ميں سے حضرت حسين عليه السلام نے ميدان کربلاء کے اندر اس خانه ويراني کو مکمل کرديا -

حضرت اسمعيل عليه السلام سے خاندان نبوت کا سلسله ملا هوا هے - انهوں نے ايک وادي غير ذي زرع ميں شدت تشنگي سے ايڑياں رگڑي تهيں - حضرت حسين عليه السلام نے بهي ميدان کربلاء ميں اس خانداني روش کو زنده کيا - اور غالباً يهي مقصود هے اون مفسرين اماميه کا جو " و فديناه بذبح عظيم " کي تفسير ميں ذبح عظيم شهادت امام عليه السلام کو قرار ديتے هيں اور اس بارے ميں بعض ائمهٔ اهلبيت کرام عليهم السلام کے آثار نقل کرتے هيں -

ايجنٹوں کيليے کميشن

هندوستان کے تمام اردو' بنگله' گجراتي' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ايک سرے سے ليکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کيليے چشم براه هے - پس اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو ايجنسي کي درخواست بهيجيے کميشن معقول ديا جاتا هے - اور تبليغ حق اور اشاعهٔ معارف قرانيه کا ثواب اخروي مزيد براں -

* * *

امن اور اسـلام

جن ملکوں ميں هميشه اندروني جنگوں کا سلسله جاري رهتا هے' وهاں کے باشندے عموماً نقض امن اور قتل و خونريزي کے عادي هوجاتے هيں' اور کسي نه کسي صورت ميں هميشه اس سلسله کو قائم رکهتے هيں - اسلام سے پهلے عرب بهي اسي قسم کا بدقسمت ملک تها - اسليے ريگستان عرب ميں انساني خون کے جو طوفان برپا هوے' اور اوس ميں باهمي جنگ و جدال کي جو تلاطم خيز لهريں اوٹهيں' اوس نے اهل عرب کے جذبات ميں ايک عام هيجان پيدا کرديا' اور اسکا اثر عموماً راهزني' غارت گري' اور نقض امن کي صورت ميں ظاهر هوتا رهتا تها -

يهاں تک که خود عرب ميں ايک قبيله اس بنا پر نهايت بدنام تها که وه ايام حج ميں حاجيوں کا مال چرا ليا کرتا تها - چنانچه اهل عرب نے اوس قبيله کو " سراق الحجيج " کا خطاب ديا تها -

قبيله بنو طے ميں ڈاکوؤں کي ايک خاص جماعت قائم هوگئي تهي' جس نے عرب کے امن کا شيرازه بالکل درهم برهم کرديا تها -

اسلام دنيا ميں آيا تو عرب کي تمام قوتوں کا رخ اوسکي طرف پهرگيا' اسليے اسلام اور داعي اسلام پر مالي' سياسي' اخلاقي' مختلف حيثيتوں سے اس نقض امن کا اثر بهي پڑا - چنانچه ايک بار مقام ذي قرد ميں آنحضرت صلے الله عليه و سلم کے اونٹوں کا جو گله چرا کرتا تها' اوس پر قبيله غطفان نے دفعتاً ڈاکه مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ ليگيا - (۱)

قبائل عکل و عرينه کا ايک گروه آنحضرت صلے الله عليه وسلم کي خدمت ميں حاضر هوکر اسلام لايا اور مدينه ميں قيام کيا - يهاں کي آب و هوا نا موافق هوئي تو اوس نے آنحضرت سے اسکي شکايت کي - آپ نے اوسکو صدقه کے اونٹوں کي چراگاه ميں بهيجديا که صحرا کي تازه هوا کها کر اور اونٹوں کا تازه دوده پيکر قوت و توانائي حاصل کريں - ليکن اون لوگوں نے صحيح و تندرست هونے کے بعد اسلام کو خيرباد کها - مرتد هوگيے' اور تمام اونٹوں کو لوٹ کر اپنے ساتهه لے گيے' اور چرواهوں کو قتل کرڈالا - آنحضرت صلعم کو خبر هوئي تو آپ نے اونکو پکڑوايا اور سزائيں ديں - (۲)

کبهي کبهي عرب کي اس فطرة کا ظهور نهايت بے رحمانه شکل ميں هوتا تها' چنانچه ايک يهودي نے چند زيوروں کے لالچ ميں ايک لڑکي کا سر دو پتهروں کے درميان رکهکر کچل ديا - لڑکي کو لوگ آنحضرت کے پاس اوٹها لاے - ابهي تک لڑکي ميں اس قدر هوش باقي تها که آنحضرت نے قاتل کا نام پوچها تو اوس نے سر اوٹهايا اور اشارے سے بتلاديا - چنانچه آنحضرت نے قاتل سے اسي طريقه پر قصاص ليا' يعني اوسکے سر کو دو پتهروں کے درميان رکهکر کچلوا ديا (۳)

---

(۱) بخاري جزو ۵ ص ۱۳۰ - (۲) بخاري جزو ۸ ص ۱۹۳ -
(۳) بخاری جزو ۹ ص ۵ -

يعصمني من الماء ' قال	ندے - اوس نے کہا میں پهاڑ پر
لا عاصم اليوم من امر الله '	چڑه جاؤنگا اور وه مجهے اس طوفان سے
الا من رحم - وحـــال	بچا لیگا - نوح نے کہا تو کس ضلالت
بينهما الموج فكان من	عقل میں مبتلا هے ؟ آج خدا کے
المغرقين - (۴۴ : ۱۱)	عذاب سے کوئي بهي نه بچاسکے گا -

جنانچه نوح کي پکار کچهه بهي سودمند نهوئي اور اوسکے اور اوسکے بیٹے کے درمیان موج حائل هوگئي ' اور تمام لوگوں کے ساتهه وه بهي ڈوب گیا -

حضرت لوط علیه السلام کے تمام خاندان نے اگرچه اونکا ساتهه دیا ' لیکن خود اونکي بي بي اُنسے علحده هوکر تمام قوم کے ساتهه عذاب الهي میں شامل هوگئي :

قالوا انا ارسلنا الى قوم	فرشتگان عذاب نے کہا : هم اس
مجرمين ' الا ال لوط انا	گنہگار قوم کو اسکے اعمال بد کا نتیجه
لمنجوهـــم اجمعين الا	دکهلانے کیلیے بهیجے گئے هیں -
امراته قـــدرنا انها لمن	همارے عذاب سے صرف لوط کا خاندان
الغابرين (۵۸ : ۱۵)	محفوظ رهیگا ' اور اون میں سے بهي

اُنکي بي بي تمم قوم کے ساتهه عذاب الهي میں شامل کر لیجائیگي کیونکه وه بهي کافره هے -

لیکن حضرت ابراهیم علیه السلام کے زمانے سے خاندان نبوت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا هوا - حضرت نوح علیه السلام کا بیٹا اُنسے علحده هوگیا تها ' حضرت لوط علیه السلام کي بي بي نے اُن سے کناره کشي اختیار کرلي تهي - لیکن اس دور ابراهیمي میں بیٹے نے باپ کي ' بي بي نے شوهر کي ' بهائي نے بهائي کي دعوت حق پر لبیک کي صدا بلند کي ' اور اس دعوت کي اشاعت میں جو جو مصیبتیں اُنپر پیش آئیں ' اُن میں برابر کے شریک رهے - سب سے پہلے حضرت هاجره رضي الله عنها نے اس جهاد روحاني کي طرف قدم بڑهایا اور اپنے شوهر کے ساتهه اپنے لخت جگر کو ایک " وادي غير ذی زرع " میں ڈالدیا ' جهاں کئي سو میل تک آب و گیاه کا پته نه تها - یه اُسي سخت امتحان کي پہلي منزل تهي جس کیلیے خداوند تعالی نے حضرت اسماعیل علیه السلام کو انتخاب کیا تها - چنانچه جب اُس آخري امتحان کا وقت آیا تو اونهوں نے باپ کے آگے سر اطاعت خم کردیا :

فلما بلغ معه السعي قال	جب اسمعیل علیه السلام حضرت ابراهیم
يا بني اني ارى فى	علیه السلام کے ساتهه چلنے پهرنے کے
المنام اني اذبحـــك	قابل هوگئے تو اونهوں نے ایک دن کہا :
فانظر ماذا ترى ؟ قال	اے بیٹے ! میں نے خواب میں دیکها
يا ابت افعل ما تؤمر	هے که گویا تمهیں راه حق میں ذبح
ستجدني ان شاء الله	کر رها هوں - میں نهیں کهه سکتا که یه
من الصابرين - فلمـــا	کیا ماجرا هے - تم بهي اسپر غور کرو که
اسلما وتله للجبين و	اب کیا کرنا چاهیے ؟ بیٹے نے بہ تامل
ناديناه ان يا ابراهيم	کہا اے میرے باپ ! اس خواب سے تو
قد صدقت الرؤيا ' انا	یهي معلوم هوتا هے که یه الله کي
كذلـــك نجـــزي	جانب سے ایک اشاره هے - پس آپ
المحسنين - ان هذا لهو	حکم الهي کو پورا کیجیے ' مجهے
البلاء المبين (۳۷ : ۹۹)	انشاء الله صبر کرنے والـــوں اور

ثابت قدموں میں سے پائیگا - جب باپ بیٹے دونوں خدا کے آگے جهک گئے اور باپ نے ذبح کرنے کیلیے بیٹے کو زمین پر پچهاڑا تو اسوقت همنے آواز دی : اے ابراهیم ! بس کرو ' تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکهایا - هم صاحبان احسان کو اسیطرح بدلا دیتے هیں - دراصل یه ایک بهت هي بڑي قرباني تهي جسکي تعمیل کیلیے تم تیار هوگئے تهے

حضرت موسی علیه السلام کے ساتهه بهي اونکے خاندان کی اعانت و رفاقت شریک رهي - چنانچه جب اون کو شعله طور کي زبان نے بشارت نبوت دي ' تو اونکي بي بي اونکے ساتهه تهیں - بلکه اونهیں کیلیے وه آتشکدۂ طور سے آگ لینے گئے تهے :

فلما قضى موسى الاجل	جب موسی مدین سے اپني بي بي
وسار باهله آنس من	کو لیکر چلے تو اونکو کوه طور کے
جانب الطور نارا ' قال	دامن میں آگ کي روشني نظر آئي -
لاهله امكثوا اني آنست	اونهوں نے اپني بیوي سے کہا
نارا لعلى آتيكم منها	یهیں ٹهرو ' میںنے ایک آگ دیکهي
بخبر او جذوة من النار	هے ' اوسکا پته لگاتا هوں ' شاید تمهارے
لعلكـــم تصطلـــون	تاپنے کیلیے آگ حاصل کرسکوں -
(۲۸ : ۲۹)	

لیکن وادي ایمن میں جاکر معلوم هوا که یه آگ کا شعله نه تها بلکه وه ایک برق خاطف تهي جو فرعون کے خرمن ظلم و استبداد پر گرنا چاهتي تهي - چنانچه جب خدا نے عصا اور ید بیضا کي صورت میں اونکو یه صاعقۂ هلاکت دیا اور اونهوں نے اپنے بهائي هارون کي اعانت کا سوال کیا ' تو خدا نے اوسکو پورا کیا :

قال سنشـــد عضدك	خدا نے کہا میں تیرے دست و بازو
باخيك ونجعل لكما	کو تیرے بهائي کي اعانت سے قوي
سلطانا -	کردونگا اور تم دونوں کو فرعون پر
	غالب کرونگا -

چنانچه حضرت هارون علیه السلام نے آغاز کار سے انجام کار تک حضرة موسی کا ساتهه دیا ' اور وه دعوة موسوي کے همیشه شریک و امین رهے -

حضرت موسی علیه السلام کے بعد اس سلسله کو اور ترقي هوئي - پہلے خدا کے ایک صالح بندے نے اپنے بیٹے کو خدا کي مرضي پر قربان کرنا چاها تها ' لیکن اب وه وقت آیا که خود حضرة مسیح علیه السلام نے قرباني کے جام مقدس کے طرف هاتهه بڑهایا اور انکے لیے سولي کا جو تخته طیار کیا گیا تها ' اسکي طرف بلا کسي داک کے بڑهے :

وما قتلـــوه وما صلبوه	اور اونلوگوں نے نه تو عیسی علیه السلام
ولكن شبـــه لهـــم -	کو قتل کیا نه پهانسي دي - بلکه
(۴ : ۱۵۶)	اون پر اس قرباني کي حقیقت
	مشتبه هوگئي -

لیکن اسلام کے زمانه تک خدا کي راه میں جو قربانیاں هوئي تهیں ' وه محض شخصي حیثیت رکهتي تهیں ' یعني انبیاء نے شخصي طور پر خدا کي ذات پر اپني اولاد کو یا اپنے آپ کو قربان کردیا تها - جهاد کي یه ابتداء تهي ' مگر اسکي تکمیل شریعت اسلام پر موقوف تهي - چنانچه اسلام نے جسطرح عقائد و عبادات اور معاش و معاد میں تمام قدیم مذاهب کي تکمیل کي ' اوسي طرح جهاد کي حقیقت کو بهي مکمل اور واضح کردیا - اب تک کسي پیغمبر کے خاندان نے جهاد میں کوئي حصه نهیں لیا تها - شخصي طور پر بهي جو قربانیاں کي گئیں ' وه راه هي میں روک لي گئیں - حضرت ابراهیم نے اپنے لخت جگر کو خدا کي نذر کرنا چاها لیکن اسکا موقعه هي نه آیا ' حضرت عیسی سولي کے طرف بڑهے لیکن بچالیے گئے - آج تک تمام خاندان نبوت نے متفقه طور پر اسمیں شرکت بهي نهیں کي تهي اور اسکي کوئي نظیر تمام سلسلۂ انبیاء میں نهیں نظر آئي تهي که صرف بهائي ' صرف بیٹا ' صرف بیوی ' هي نے مقصد نبوت میں ساتهه نه دیا هو بلکه بلا تمیز خاندان نبوت کے اکثر اعضاء و ارکان راه حق میں قربان هوے هوں -

عليه و سلم اذ اتاه رجل فشكاء اليه الفاقة ' ثم اتاه آخر فشكاء قطع السبيل ' فقال : يا عدي ! هل رايت الحيرة؟ قلت لم ارها و قد انبئت عنها - قال فان طالت بک حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتي تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله - قلت فيما بيني و بين نفسي : فاين دعار طي الذين قد سعروا البلاد؟ و لئن طالت بک حياة لتفتحن كنوز كسرى - قلت كسرى بن هرمز؟ قال كسرى بن هرمز - و لئن طالت بک حياة لترين الرجل يخرج ملء كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله منه!

تھا که ایک آدمي آیا اور تنگدستي کي شکایت کي ' پھر دوسرا آدمي آیا اور لٹ جانے کي شکایت کي - آپ نے میری طرف مخاطب ھوکر فرمایا : کیوں عدي ! تم نے شہر حیرہ کو دیکھا ھے ؟ میں نے کہا " دیکھا تو نہیں ھے البته سنا ھے " آپ نے فرمایا " اگر تم زندہ رھے تو دیکھه لینا که ایک پردہ نشین عورت تنہا ملک حیرہ سے سفر کرکے آئیگي اور خانه کعبه کا طواف کریگي ' لیکن خدا کے سوا اوسکو راہ میں کسي چیز کا ڈر نہوگا " عدی کہتے ھیں که میں نے دل میں کہا : " قبیله طے کے ڈاکو کیا ھوجائینگے جنھوں نے تمام ملک عرب میں آگ لگا رکھي ھے ؟ " پھر آپ نے فرمایا " اگر تم زندہ رھے تو دیکھوگے که کسری کے خزانه کا دروازہ کھول دیا گیا ھے " مینے تعجب سے پوچھا " کسری بن ھرمز؟ " آپ نے فرمایا " ھاں کسری بن ھرمز " پھر آپنے فرمایا : " اگر تم زندہ رھے تو دیکھوگے که ایک آدمي اپني مٹھي میں سونا یا چاندي لیکر گھر سے چلے گا اور فقرا کو دینا چاھیگا ' مگر ھر شخص بجاے خود اس قدر مستغني ھوگا که اس صدقه کو کوئي قبول نه کریگا "

قال عدي : فرايت الظعينة ترتحل من الحيرة حتي تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله - وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز - و لئن طالت بكم حياة لترون ما قال النبي ابو القاسم صلى الله عليه و سلم - (۱)

عدی کہتے ھیں که میں نے اپني آنکھوں سے دیکھه لیا که حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت بے خوف آتي ھے اور خانه کعبه کا طواف کر کے چلي جاتي ھے - کسری بن ھرمز کا خزانه کھولا گیا ' اور میں اسکے کھولنے والوں میں شریک تھا - آنحضرت کي تیسري بشارت یعني اسقدر الله دولت عطا کریگا که صدقه لینے والے مسکین نه ملینگے ' تو عدي نے کہا که جو لوگ زندہ رھینگے وہ اسکو بھي دیکھه لینگے -

چنانچه اس دور کے بعد جو لوگ آئے ' انھوں نے اس چیز کو بھي اپني آنکھوں سے دیکھه لیا - یه بشارت تھي جو اسلام نے اس قوم کو دي تھي جو ریگستان کے صحرائي خیموں میں سوتي ' خشک کھجور کھاتي ' اور اونٹوں کو چراتي تھي ' مگر اس نے یقین کیا اور اسکا پھل پایا - پھر آہ ! موجودہ عہد کے وہ مسلمان جو محلوں میں رھکر ' ریشمي بستروں پر سوکر ' آج اسلام کے وعدہ پر یقین نہیں لاتے ' اور اسکے لیے اپنے اندر کوئي یقین نہیں رکھتے !

فشتان ما بین الیوم و الامس !

غزوات اسلامیه کا یہي مقصد تھا - چنانچه جب یه مقصد حاصل ھوگیا ' دارالامنة (کعبه) کا دروازہ تمام دنیا کیلیے کھل گیا ' باھمي جنگ و خوں ریزي کي جگه امن و امان قائم ھوگیا ' فتنۂ و فساد کفر کا غبار بیٹھه گیا ' حریة و استقلال انساني کا شرف وجود میں آ گیا ' تو اس نے اپني تکمیل کا عام اعلان کردیا :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا -

پس اسلام اور امن ایک ھي حقیقت کے دو نام ھیں - اسلام کي صلح بھي امن کیلیے ھے - جنگ بھي امن کیلیے - حتی لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله !

---

(۱) بخاري جزء : ۴ - باب علامات النبوة -

بالتفسیر

فلسفۂ احتساب

امر بالمعروف و النهي عن المنکر

تعیین حقیقت و تفصیل لوازم و اعراض

مظاھر مختلفه ' و مدارج ترقي و تنزل !

(ا)

الله تعالی نے مادۂ عالم کي تخلیق و تقویم صرف انسان کي نفع رساني کیلیئے کي ھے - جسطرح زمین کا فرش ھمارے لیے بچھایا گیا ھے جسکو ھم پاؤں سے روند رھے ھیں ' اوسي طرح ھوا کا کرہ بھي ھمارے ھي لیے حرکت کر رھا ھے جسکو ھم ھاتھه سے چھو نہیں سکتے - جسطرح خاک کا ھر ذرہ ھمارے لیے فضاے عالم میں چمکتا پھرتا ھے ' اوسي طرح آفتاب بھي ھمارے ھي لیے اپنے محور پر گردش کرکے نور برسا رھا ھے - جس طرح ھمارے اعصاب کا باھمي اتصال ھمارے دماغ تک ایک احساس عام کي کیفیت کو نہایت سرعت کے ساتھه پہونچاتا رھتا ھے ' اوسي طرح تمام اجرام فلکیه کي قوت جاذبه سب کو ایک رشته میں جکڑ کر اونکے متفقه فوائد و منافع کو ھمارے ھي لیے تقسیم کرتي رھتی ھے !

(شئون مادیه)

الله تعالی نے قرآن حکیم میں اپنے اس احسان عام کا ذکر بار بار کیا ھے - پہلے ایک آیت میں فرمایا که آسمان و زمین کي ھر مخلوق اپنے ساتھه فوائد و منافع کا ایک بے شمار ذخیرہ رکھتي ھے ' اور خدا کے صالح بندے رھي ھیں جو ھمیشه اس خزانه کي جستجو میں مصروف رھتے ھیں :

ان في خلق السموات و الارض و اختلاف اللیل و النهار لایت لاولي الالباب الذین یذکرون الله قیاما و قعودا و علی جنوبهم یتفکرون في خلق السموات و الارض : ربنا ما خلقت هذا باطلا (۳ : ۱۸۷)

یقیناً آسمانوں اور زمین کي خلقت ' نیز لیل و نہار کے اختلاف و طلوع و غروب میں ارباب عقل و بصیرة کیلیے حکمت الهي کي بڑي ھي نشانیاں رکھي گئي ھیں - وہ ارباب بصیرة جو کھڑے رھکر ' بیٹھے بیٹھے ' لیٹے لیٹے ' غرضکه ھر حال میں الله تعالی کو اور اسکي قدرت و حکمت کو یاد کرتے رھتے ھیں ' اور کائنات سماوي و ارضي کے اسرار و حقائق میں ھمیشه تفکر کرتے ھیں ' اور بالاخر اس نقطۂ علم و یقین تک پہنچ جاتے ھیں که کائنات عالم کے کسي ایک ذرے کو بھي خدا تعالی نے بغیر کسي مصلحت و نفع کے پیدا نہیں کیا ھے ' اور یه سب کچھه محض کسي اتفاقي تخلیق و تکوین ھي کا نتیجه نہیں ھے !

و ما خلقنا السماء و الارض و ما بینهما لاعبین (۲۲ : ۱۶)

اور ھم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھه ان میں ھے ' محض ایک کھیل تماشه ھي نہیں بنایا ھے بلکه ان میں سے ھر چیز اپنے اندر اپني تخلیق کا ایک خاص مقصد ' ایک خاص خاصه ' ایک خاص اثر ' اور ایک ممتاز علت رکھتي ھے -

پھر اسکے بعد فرمایا که یه تمام فوائد و منافع صرف انسان ھي کیلیے مخصوص ھیں ' لیکن چونکه انسان زمین میں رھتا ھے اور

اسي طرح چند مسلمان خيبر کي طرف گئے ' اور وهاں پهونچکر اپني اپني ضرورت کيليے متفرق هوگئے - پلٹے تو ايک شخص کو مقتول پايا - آنحضرت کي خدمت ميں حاضر هوکر اس واقعه کي خبر کي - آپ نے قاتل کے متعلق شهادت طلب فرمائي - ليکن وه لوگ کوئي گواه پيش نه کرسکے - آنحضرت نے خيبر کے يهوديوں سے قسم لينا چاها ' ليکن اون لوگوں نے اونکي قسم پر اعتماد ظاهر نهيں ديا - مجبوراً خود آپنے صدقے کے اونٹوں سے اوسکي ديت ديدي (۱)

ايک بار عرب کے مختلف قبيلوں نے آنحضرت سے فوجي مدد کي درخواست کي - آنحضرت نے قراء صحابه ميں سے ستر آدمي ساتهه کرديے - جب وه لوگ بير معونه پر پهونچے تو ان قبائل نے بيوفائي کي اور اونکو قتل کرديا (۲)

اس قسم کے جرائم صرف کفار هي تک محدود نه تهے - بلکه جب تک آنحضرت صلی الله عليه وسلم کے فيض صحبت اور آپ کي روحاني تربيت نے مسلمانوں کے نظام اخلاق کو پخته اور مکمل نهيں کيا تها ' خود اون سے بهي کبهي کبهي اس قسم کے افعال سرزد هو جايا کرتے تهے - آنحضرت نے به مقام حديبيه کفار کے ساتهه جو معاهدۀ صلح کيا تها ' اوسکي ايک دفعه يه تهي که مکه سے جو مسلمان مدينه بهاگ کر آئيگا ' آپ اوسکو واپس کرديا کرينگے - اس بنا پر جب ابو بصير مکه سے مدينه بهاگ آئے تو قريش نے اونکو واپس لانے کيليے دو شخص بهيجے - آنحضرت نے ابو بصير کو اونکے حوالے کرديا - ليکن ابو بصير نے راستے ميں دهوکے سے ايک شخص کو قتل کرديا ' اور پهر مدينه واپس چلے آے - آنحضرت نے انکو دوباره واپس کرنا چاها تو وه دريا کے کنارے بهاگ گئے ' اور وهيں مستقل سکونت اختيار کرلي - مکه کے ستم رسيده مسلمانوں کو خبر هوئي تو سب کے سب اون سے جاکر مل گئے - اب ايک مستقل جمعيت قائم هوگئي جو عموماً قريش کے کاروان تجارت کو لوٹا کرتي تهي - قريش نے آنحضرت کي خدمت ميں اسکي شکايت کي تو آپ نے ان لوگوں کو اپنے پاس بلا ليا (۳)

ليکن اس بد امني کا سب سے زياده مضر اور شديد اثر خود اشاعت اسلام پر پڑتا تها - اسلام اپنے روحاني اثر سے تمام عرب ميں نهايت سرعت کے ساتهه پهيلتا جاتا تها ' اور عرب کے مسلمان قبائل آنحضرت کي خدمت ميں حاضر هو کر فيض صحبت اوٹهانا اور تعليمات اسلاميه سے بهره اندوز هونا چاهتے تهے - ليکن بد امني کا يه طوفان ان روحاني لهروں کو بهي اپنے اندر سميٹ لينا چاهتا تها -

چنانچه وفد عبد القيس نے آپ کے فيض تربيت و تعليم سے محروم رهنے کا سبب نهايت حسرت آميز الفاظ ميں يه بيان کيا تها :

يا رسول الله! قد حالت بيننا و بينک کفار مضر و لسن نخلص اليک الا في الشهر الحرام فمرنـــا بشي ناخذه عنک وندعو اليه من وراء نـــا (۴)	يارسول الله! کفار مضر همارے اور آپ کے درميان حائل هوگئے هيں ' اور هم اونکي رکاوٹوں کي وجهه سے هميشه آپکي خدمت ميں حاضر نهيں هوسکتے - صرف حج کے مهينوں هي ميں آ سکتے هيں که وه امن کا زمانه هوتا هے ' پس آپ هم کو اسلام کے احکام و تعليمات

سکهلا ديجيے - هم خود بهي سيکهه ليں ' اور جو لوگ آپکي خدمت ميں حاضر نهيں هو سکتے ' اونکو بهي اُن احکام کی دعوة ديں -

اسلام اگرچه اپني دعوة کو تلوار سے شروع کرنا نهيں چاهتا تها اگرچه حق کے قيام کيليے تلوار کے بغير چاره نهيں :

لا اکراه في الدين قد تبين الرشـــد من الـــغي '	مذهب کوئي زبر دستي کي چيز نهيں - گمراهي اور هدايت ايک دوسرے سے

بالکل الگ هوگئي هے ' اور هر شخص نور و ظلمت ميں اب خود امتياز کر سکتا هے -

ليکن وه کامل سکون و اطمينان کے ساتهه اشاعت اسلام کا بهرحال جائز حق رکهتا تها ' اور اس ليے قيام امن و بسط عدل کيليے منکرين کي فطرت خبيثه کا جانبازانه مقابله کر سکتا تها -

دنيا ميں بظاهر نرمي و ملاطفت اخلاقي تعليم کي اشاعت کيليے زياده موثر و موزوں خيال کيے جاتے هيں ' ليکن اسوقت اسلام کے سامنے اخلاقي تعليم کي اشاعت سے مقدم تر ايک دوسرا سوال تها - اسوقت يه بحث نهيں تهي که سطح پر عمارت کيونکر قائم کي جاے ' گفتگو يه تهي که سطح کيونکر هموار کي جاے ؟ اسلام نے مکه کے ايک ايک ٹيلے سے نو برس تک نهايت نرم لهجے ميں اس سوال کا جواب طلب کيا - ليکن صحراے عرب کے هر نشيب و فراز نے جواب ديا که " هماري گردنيں صرف ٹهوکرهي سے جهک سکتي هيں " اسليے اسلام نے مياں سے تلوار نکالي ' اور قوت سے قوت کا مقابله کيا - ليکن عرب کي جنگجو فطرت کي طرح اسکا مقصد بغض و انتقام کے خون سے تلوار کو رنگين کرنا نه تها - بلکه بد امني کے اون تودوں کو هموار کرنا تها ' جو اشاعت حق و عدل کي راه ميں حائل تهے - چنانچه صحابه جب اس نا هموار راه کي شدائد و تکاليف سے چور چور هوکر سررشتۀ صبر و سکون کو هاتهه سے چهوڑ دينا چاهتے تهے ' تو آنحضرت صلے الله عليه و سلم اس مقصد اعظم کي اهميت بتلاکر اونکے اندر عزم و استقلال کي روح پهونکتے تهے :

شکونا الی رسول الله صلی الله عليه وسلم وهو متوسد بردة له في ظل الکعـــبة ' قلنا له الا تستنصر لنا؟ الا تدعو الله لنا؟ قال: کان الرجل فيمن قبلــکم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار ' فيوضع علي راسه فيشق باثنتين وما يصده ذلک عن دينه ' ويمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب ' وما يصده ذالک عن دينه ' و الله ليتمن هـذا الامر حتی يسير الراکب من صنعاء الی حضرموت لا يخاف الا اللـــه ' اوالـــذئب علي غنمه ' ولکنکم تستعجلون (۱)	صحابه کهتے هيں که آنحضرت چادر کو سرهانے رکهکر خانه کعبه کے سا ے ميں ليــٹے هوے تهے ' هم نے اپني تکليفوں کي شکايت کي اور کها " باوجود ان شدائد کے آپ همارے ليے خدا سے کيوں مدد نهيں مانگتے ؟ همارے ليے دعا کيوں نهيں کرتے ؟ " آپ نے فرمايا : تم سے پهلے کي قوموں ميں جو صاحب عزم مسلمان تهے ' اون کے ليے زمين ميں گڑهے کهود ديے جاتے تهے ' اور وه ان گڑهوں ميں کهڑے کرديے جاتے تهے - پهر آره لايا جاتا تها ' اور اونکے سر پر رکهکر اونکو دو ٹکڑے کرديا جاتا تها - ليکن يه مصيبت بهي اونکو دين

سے نهيں پهير سکتي تهي - اونکي کهالوں پر لوهے کي کنگهياں پهرائي جاتي تهيں جو گوشت سے هڈي اور پٹهوں کو جدا کرديتي تهيں ' ليکن پهر بهي اونکے ايمان ميں کسي قسم کا تزلزل نهيں پيدا هوتا تها - تم کو صبر کرنا چاهيے ' خدا کي قسم ! دين اسلام کامل هوکے رهيگا ' اور اوسکا کمال يه هے که يمن سے ايک شتر سوار اس امن و سکون کے ساتهه حضرموت تک چلا جائيگا که اوسکے دل ميں بجز خدا کے اور اوس بهيڑيے کے جو اوسکي بکريوں کو پکڑ ليجاتا هے اور کسي چيز کا خوف نهوگا ' ليکن آه! تم لوگ ايسے وسيع ' ايسے عظيم ايسے جليل مقصد کے حصول ميں ضعف بشري سے جلدي کررهے هو!

آنحضرت نے اس مقصد کو عدي بن حاتم کے دل ميں نهايت وضاحت کے ساتهه جاگزين فرمايا هے ' اور اوس سے غزوات اسلاميه کا منتهاے خيال نهايت واضح طور پر منکشف هو جاتا هے :

عن عدی بن حاتم قال: بينا انا عند النبي صلی الله	عدی ابن حاتـــم کهتے هيں : ميں آنحضرت کي خـــدمت ميں حاضر

---

(۱) بخاري جزو ۹ ص ۹ - (۲) بخاري جزو ۵ ص ۱۰۵ -

(۳) ابو داود ۲ جلد ص ۲۵ - کاروان تجارت کے لوٹنے کا ذکر بخاري وغيره ميں هے - (۴ بخاري جزو ۲ -

(۱) بخاري جز ۴ -

(ارکان ثلاثۂ تقویم عالم)

پس دنیا کا نظام فطرت تین جزوں سے مکمل هوتا هے : مادہ ' قوت ' اور ان دونوں سے بالاتر ایک ذي شعور طاقت ' جو ان دونوں میں ربط و اتحاد پیدا کرتي هے ' اور وہ فطرت صالحۂ و سلیمہ هے جو اصلاً خود انسان کے اندر موجود هے -

خداے تعالی نے نظام عالم کي ان تینوں کڑیوں کا ذکر بہ ترتیب ایک سورہ میں کیا هے :

والشمس و ضحیها ' والقمر اذا تلاها ' والنهار اذا جلٰها - واللیل اذا یغشاها ' والسماء و ما بنٰها ' والارض وما طحٰها ' ونفس وما سوٰها ' فالهمها فجورها و تقواها ' قد افلح من زکٰها ' و قد خاب من دسٰها (والشمس ١ - ١٠)	سورج اور اسکي حرارت و نورانیت ! چاند جو اسکے بعد صدا گستر هوتا هے ! روز روشن حرارت کي تاریکي کا پردہ چاک کردیتا هے ! رات کي ظلمت جو دن کي روشني کو چھپا لیتي هے ! آسمان اور اوسکي عجیب و غریب بناوٹ ! زمین اور اسکا حیرت انگیز پھیلاؤ ! اور پھر مادۂ عالم کے ان تمام مظاهر و صُوَر کے بعد

روح انساني اور اوسکا وہ فاطر مطلق جس نے اسمیں ایسي مناسب ' موزون ' مستقیم ' و عادلہ فطرة صالحه رکھي ' اور بالاخر خیر و شر ' حق و باطل ' صحت و سقم ' عدل و اسراف ' نور و ظلمت ' دونوں راهوں کا اسکو الهام دیا - بس اب کامیاب وجود وہ هے جس نے اپني قوت محتسبه کے عمل سے اپني فطرة صالحه کو بالکل پاک اور بے آمیزش رکھا ' اور نامراد انسان وہ هے جس نے اسے ضائع کردیا !!

اب دیکھو کہ اس سورۂ کریمہ میں سب سے پہلے اللہ تعالی نے مظاهر و صُوَر مادیه سے شهادت دلائی هے ' اسکے بعد نفس انساني کا ذکر کیا هے اور اسکے تسویۂ فطري کي طرف اشارہ کیا هے ' آخر میں فلاح و خسران کا یہ معیار بتلایا هے کہ الهام خیر و شر کي کشاکش و تصادم میں مستقیم و محتسب رهنا اور فطرة صالحه کو ضلالت کي آمیزش سے پاک رکھنا - پس پہلا درجه مادہ کا هے ' دوسرا قوة کا ' تیسرا ان سب سے بالاتر ذی شعور قوة محتسبه و عامله کا -

یہي آخري جزء ' جو مادہ و قوت میں ربط و توافق اور پھر عمل و صرف صحیح پیدا کرتا هے ' فی الحقیقت احتساب کا سنگ بنیاد هے اور اسي پر امر بالمعروف و النهي عن المنکر کي عظیم الشان دیوارین قائم هوتي هیں - قرآن حکیم نے اسے " امر بالمعروف و نهي عن المنکر " یعنے نیکي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا کہا هے ' اور فطرة کا علم صحیح بتلاتا هے کہ کائنات کا نظام عدل و تکوین در اصل انهي تین رکنوں پر قائم هے -

(مدارج احتساب)

لیکن تمام نظام عالم ترقي پذیر هے - اسلیے اُسکي هر کڑي ترقي کي طرف آگے قدم بڑھا رهي هے - مادۂ عالم آغاز خلقت سے اب تک سیکڑوں قالب بدل چکا هے - قواء جسماني نے بچپن سے بڑھاپے تک ترقي و انحطاط کي سیکڑوں منزلیں طے کي هیں - پس اس ارتقاء و نشوء کے اصول پر قوتوں کے ساتھه ساتھه قوت احتساب بھي ترقي کرتي رهتي هے -

چنانچہ سب سے پہلے انسان کي خود فطري قوت احتساب اُسکا محاسبه کرتي هے - انسان کے اندر سے همیشه برائي کي صدا اٹھا کرتي هے :

ان النفس لامارة بالسوء - (یوسف : ٥٢)	نفس برائي کیلیے بہت هي بڑا حکم دینے والا هے -

اسلیے اُس کي قوت احتساب سب سے پہلے اُسي کے اندر عمل کرتي هے - گناہ کرنے کے بعد هر شخص کو جو ندامت هوتي هے ' اور اُسپر اُسکا ضمیر جس طرح ملامت کرتا هے ' در اصل اسي فطري احتساب کا اثر هے :

لا اقسم بالنفس اللوامة (٧٥ : ٢)	اوس پاک روح کي قسم جو گناہ کرنے کے بعد انسان کو بہت ملامت کرتي هے -

اصول ارتقاء کے بموجب ترقي کا یہ وہ نقطه هے ' جہاں سے (جسمانیات میں) حرکت کرکے جمادات ' نباتات کے قالب میں آتے هیں - اسکے بعد اس قوت کے حیواني مظاهر کي منزل شروع هوتي هے - حیوانات کي طرح انسان بھي اپنے بچوں کي تربیت و رهنمائي میں اس قوت کو صرف کرتا هے ' اور جو آگ اوسکے اندر بھڑک رهي هے ' اوسیکو اونکے اندر بھڑکانا چاهتا هے :

یا بني ! اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابک - ان ذالک من عزم الامور (لقمان : ١٩)	اے بیٹے ! صلواة الهي کو قائم کر ! نیکي کا لوگوں کو حکم دے ! برائي سے روک ! اور اس فرض احتساب کے ادا کرنے میں جو جو تکلیفیں برداشت کرني پڑیں ' انپر صبر کر ! یہ بڑے هي پخته ارادے اور اعلی درجه کا کام هے -

حیوانیت کي انتہائي منزل کي سرحد سے انسانیت کي سرحد شروع هوتي هے - دفعتاً ایک انسان کامل منصۂ عالم پر جلوہ گر هوتا هے ' اور خدا کے نور کو اپنے اندر جذب کرکے دنیا کے سامنے نمودار کرتا هے :

ان الله یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذي القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغي یعظکم لعلکم تذکرون (نحل - ٩٣)	خدا عدل ' احسان ' اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم کرتا هے ' اور هر قسم کي برائیوں اور هر قسم کے ظلم سے روکتا هے - خدا یہ نصیحت اسلیے کرتا هے کہ شاید تم لوگ عبرت پکڑو -

چاند دنیا کو وهي روشني دکھاتا هے ' جسکو اوس نے آفتاب سے حاصل کیا تھا - اسلیے یہ انسان کامل بھي وهي فرض ادا کرتا هے ' جس پر مامور کرکے خدا نے اوسکو بھیجا تھا :

یأمرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث (اعراف : ١٥٦)	اونکو نیکي کا حکم دیتا هے ' برائیوں سے روکتا هے ' مفید و صالح چیزوں کو حلال ' اور بري چیزوں کو حرام کرتا هے -

اب انهي اوصاف و مناقب کے ساتھه متصف هوکر اوسکي پاک نسل دنیا میں پھیلتي هے ' اور انسانیت کاملہ کا ظهور عام هو جاتا هے :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (آل عمران : ١٠٦)	تم لوگ دنیا کي بہترین امت هو جسکو خدا نے دنیا کي هدایت کیلیے نمایاں کیا - کیونکہ نیکي کا حکم دیتے هو ' برائي سے روکتے هو -

(ارتقاء روحاني)

ترقي کے اس نقطے پر پہونچکر ارتقاء کي وہ چاروں منزلیں طے هو جاتي هیں ' جسکے هفت خوان کے طے کرنے کا سہرا (Evolution) کے سر پر باندھا گیا هے -

لیکن ارتقاء مادي اور امر بالمعروف کے مدارج میں ایک دقیق فرق هے - قائلین مذهب نشؤ و ارتقاء کے مذهب میں جب جمادات کي ترقي اپنے آخري درجه تک پہونچ جاتي هے اور انسان کي نسل زمین پر پھیل چکتي هے ' تو مادي قوانین ارتقاء یکقلم معطل هو جاتے هیں ' اور اسکے بعد وہ کوئي عمل جدید نہیں کرتے - لیکن امر بالمعروف و النهي عن المنکر اپنے آخري درجه پر پہونچکر

اوسکے فوائد سے آساني کے ساتهه متمتع هوسکتا هے ' اسليے زمين هي کے منافع کو خصوصيت کے ساتهه بيان فرمايا :

هو الـذي خلق لـكم ما في الارض جميعا (بقرہ : ٢٧)

وہ رب السماوات و الارض هي تو هے جس نے زمين کي هر چيز کو تمهارے ليے پيدا کيا ' تاکه تم اس سے کام لو -

پهر متعدد آيتوں ميں تمام بڑي بڑي مخلوقات کي تفصيل بيان فرمائي ' اور اونکو اپني ايک نشاني قرار ديا :

و جعلنا السماء سقفا محفوظا و هم عن آياتها معرضون - و هو الـذي خلق الليل و النهار و الشمس و القمر كل في فلك يسبحـــون (انبياء : ٣٣)

اور ديکهو ' هم نے آسمان کو کرۂ ارضي کے اوپر ايک محفوظ چهت کي طرح بنايا ' اور کس طرح اسميں سے اپني حکمت و قدرت اور طرح طرح کے مصالح و اسرار کي نمود کي ؟ پر انسان کي ضلالت هے که با ايں همه اجرامِ سماويه کي عجيب و غريب نشانيوں سے بهي گردن موڑے هوے هے ! پهر ديکهو ' اسکے سوا اور کون هے جس نے رات اور دن کے اختلاف کو زمين کيليے قائم کيا ؟ اور سورج اور چاند کو پيدا کيا جو آسمان ميں پهرتے رهتے هيں ؟

الله الـذي خلق السموات و الارض و انـزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم و سخر لكم الفلك تجري في البحر بامره و سخر لكم الانهار (ابراهيم : ٣٧)

وہ الله هي هے جس نے آسمانوں اور زمين کو پيدا کيا ' اور اوپر سے پاني برسايا جس کي آبياري سے تمهارے ليے طرح طرح کي غذائيں پيدا هوئيں ' پهر يه تو اس پاني کے منافع کي تسخير تهي جو اوپر سے گرتا هے ' ليکن جو پاني تمهارے قدموں کے نيچے بهه رها هے ' اسکے منافع بهي تمهيں کو بخشديے ' چنانچه سمندر کي دهشت انگيز قهاري پر اسطرح تمکو مسلط کرديا که تم نے کشتياں بنائيں اور وہ اس سهولت سے پاني ميں چلتي پهرتي هيں ' گويا سمندر بهي خشکي کي طرح تمهارا جولانگاہ هے اور تم اسکے جس حصه ميں جانا چاهو خشکي کي طرح چلکر جا سکتے هو !

كذلك سخرنا ها لكم لعلكم تشكـــرون (٣٨ - حـــج)

اسي طرح هم نے چارپايوں کو تمهارے آگے مسخر کرديا تاکه تم الله کي نعمتوں سے کام لو -

الم نجعل الارض مهادا و الجبال اوتادا و خلقـنا كم ازواجا ؟ (النبياء : ٧)

کيا هم نے زمين کو تمهارے ليے ايک فرش کي طرح نهيں بچها ديا ؟ کيا يه هماري هي حکمت و قدرت نهيں هے که پهاڑوں کي بلندي کي اور اسپر ميخوں کي طرح نمود کي ؟ پهر کيا وہ هم هي نهيں هيں جس نے تم کو دو جنسوں ميں منقسم کرديا ؟

(مـــادہ اور قـــوت)

ليکن دنيا مادہ اور قوت ' دونوں کے مجموعه کا نام هے - اسليے دنيا کا کوئي عمل ان دونوں کي آميزش کے بغير انجام پذير نهيں هو سکتا - نظام فطرت کي هر کڑي اوسوقت تک بکهري هوئي پڑي رهتي هے جب تک که قوت اوس ميں تنظيم و ترتيب پيدا نه کردے ' اور اسي کا نام تکوين هے - پس اس بنا پر خدا نے ان شؤون ماديه کے ساتهه همارے اندر مختلف قواء بهي پيدا کرديے ' جو مادۂ عالم سے فائدہ اوٹهانے کي کامل صلاحيت رکهتے هيں - اور يهي وجه هے که هم پر جا بجا ان قوتوں کے ذريعه بهي احسان الهي جتايا گيا هے :

قل هو الذي انشاكم و جعل لكم السمع و الابصار و الافئدة . قليلا ما تشكرون (ملك : ٢٣)

کهدو که اسي کي ذات خالق کائنات هے جس نے تم کو پيدا کيا ' اور تمهارے اندر حواس باطني و ظاهري اور انکي قوتيں وديعت کيں -

ان قوتوں سے فائدہ اوٹهانے کيليے کامل وسعت و بسط کي ضرورت تهي - اسليے خدا نے اس احسان کي بهي تکميل کردي :

قل هو الذي ذراكم في الارض و اليه تحشـــرون -

خـــدا هي نے تمهيں زمين ميں پهيلا ديا هے که اپني قوت سے پوري وسعت کے ساتهه فائدہ اوٹهاؤ ' اور پهر وهي تمکو اپني طرف سميٹ بهي ليگا -

(قوة اعلـى و مدبـرہ)

ليکن يه قوتيں برق و باد اور کهربائيت و دخانيت کي طرح حرکت پيدا کرنے کي تو قوت رکهتي هيں ' مگر وہ انسان کو بذات خود منزل مقصود پر نهيں لےجا سکتيں - وہ صرف حرکت پيدا کرنا جانتي هيں ' ليکن حرکت کے ليے چپ و راست ' يمن و يسار ' جنوب و شمال کي تمام راهيں يکساں هيں - وہ راہ متعين نهيں کرسکتي اسليے يه قوتيں خود زمين کے نشيب و فراز ميں تميز نهيں کرسکتيں ' اور خدا هي نے اونکو خير و شر کے يه دونوں راستے دکها ديے هيں :

الـم نجعل لـه عينين و لسانا و شفتين و هديناه النجدين ؟ (بلد : ٩)

کيا هم نے انسان کيليے آنکهيں ' هونٹ اور زبان بناکر خير و شر ' حق و باطل ' يمين و شمال کي دونوں گهاٹياں اُسے نهيں دکها ديں ؟

اِسليے جسطرح انجن کو ايک سائق (ڈرايور) کي ضرورت هوتي هے که اسٹيم کي طاقت کو سيدهي راہ پر لگاے ' اِسي طرح يه قواء بهي ايک نئي شعور محاسب کے محتاج هوتے هيں جو انميں تنظيم و ترتيب ' توافق و تطابق ' اور صحيح و مکوّن فعاليت پيدا کرے ' اور بالفاظ سادہ تر يه که انسے ٹهيک ٹهيک صحيح و عادلانه کام لے - اِسليے خدا نے هر چيز کے اندر فطرتاً اس محاسب کو بهي پيدا کر ديا :

قال : ربنا الذي اعطى كل شيء خلقه ثم هدى (طه : ٤٠)

ميرا پروردگار وہ هے جس نے هر چيز کي خلقت کي تکميل کي ' اور پهر اوسکو حواس ظاهري و باطني ديکر راہ عمل دکها دي -

ليکن انسان کو فطرت نے يه حصه اور تمام مخلوقات سے زيادہ ديا هے :

لقد خلقنا الانسان في احســـن تقـويـــم - (والتين : ٤)

هـــم نے انسان کو ايـــک بهـــترين فطرة عادلۂ و مقومه کے قالب ميں پيدا کيا هے -

يهي فطرة صحيحه اور خلقة مستقيمه هے جو انبياء کرام کے اندر سے نماياں هوتي هے - اسي ليے وہ خدا کے اس احسان کا ذکر بار بار کرتے هيں - اور يهي فطرة اصليهٔ صالحه هے جو انکے عصر و دور کي عام تاريکي و ضلالت کے اندر چمک کر حقيقت محجوبه کا روشن راسته دکها ديتي هے :

واذ قـال ابـراهيم لابيـه و قومه : انني براء مما تعبـدون - الا الـــذي فطرني فانـه سيهـدين (زخرف : ٢٥)

ابراهيم نے اپنے باپ اور اپني قوم سے کها : ايک خدا کو چهوڑ کر تم نے اپني پرستش کے جو جهوٹے معبود بنا ليے هيں ' ميں نے اُن سب سے اپنے آپ کو الگ کرليا - ميں صرف اسي ايک معبود حقيقي کا هو رها هوں جس نے مجهے پيدا کيا - اور چونکه مجهے پيدا کيا اسليے ' صرف وهي هے جو ميري فطرة سليمه کے ذريعه ميري هدايت کريگا !

اسليے يه روح بهي سب سے پہلے اونهي كے قلب ميں امر بالمعروف و النهي **عن المنكر** كا احساس پيدا كرتي هے :

و اما من خاف مقام ربه و نهي النفس عن الهوى (نازعات : ٤١)	وه شخص جو اپنے خدا سے ڈرا اور جس نے نفس كو هوا پرستي سے روكا -

پهر يه روح ترقي كرکے بڑے بڑے مظاهر ڈهونڈهتي هے - كبهي جزو نبوت بن جاتي هے : يامرهم بالمعروف و ينهاهم عن المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث - يه آية كريمه اوپر گذر چكي هے -

كبهي ايک امة مسلمة و عادلة كي خلافت كے اندر سے نماياں هوتي هے :

الذين ان مكنهم في الارض اقامو الصلوة و اتو الزكواة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنكر، و لله عاقبة الامور (حج : ٤٢)	وه خدا كے مومن بندے كه اگر هم انكي خلافت كو دنيا مين قائم كرديں تو انكا يه كام هوگا كه صلواة الهي كو قائم كرينگے، الله كي راه ميں اپنا مال خرچ كرينگے، نيكي كا حكم دينگے، اور برائي سے روكيں گے - اور انجام كار الله هي كے هاتهه هے -

كبهي نيک بندوں كے اعمال كے اندر سے ظهور پذير هوتي هے :

قم الصلوة ! ان الصلوة تنهي عن الفحشاء والمنكر و لذكر الله اكبر - (عنكبوت : ٤٤)	صلواة الهي كو قائم كر، بلا شبه وه تمام برائيوں سے روكتي هے، اور خدا كے ذكر كا اثر تو اس سے بهي زياده هوسكتا هے -

كبهي ايک مستعد گروه كے اندر سے جلوه گر هوتي هے :

امة قائمة يتلون آيت الله اناء الليل و هم **يسجدون** - يومنون بالله و اليوم الاخر، و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر، و يسارعون في الخيرات - اولئك من الصالحين - (آل عمران : ١٠٩)	وه حق پرست جماعت جسكے افراد كا يه حال هے كه راتوں كو اٹهكر الله كے كلام كي تلاوت كرتے هيں اور انكے سر اسكے آگے جهكے هوتے هيں، الله اور يوم آخر پر ايمان ركهتے هيں، نيكي كا حكم ديتے هيں، برائي سے روكتے هيں، اور نيک كاموں كيليے سرگرم رهتے هيں، سو يهي لوگ هيں كه انكا شمار " صالحين " ميں هے -

ليكن هر حالت ميں وه ايک روشني هے جو دنيا هي كو دي جاتي هے، اسليے سب سے پہلے وه آمرين بالمعروف كو ٹهوكر سے بچاتي هے - وه دنيا كے نشيب و فراز اور سنگ و خاشاک سے بچكر صحيح و سالم نكل جاتے هيں :

فلما نسوا ما ذكروا به، انجينا الذين ينهون عن السوء (اعراف : ١٦)	اور جب ان لوگوں نے الله كي بخشي هوئي هدايت كو بهلا ديا، جو امرين بالمعروف كے ذريعه انكو ياد دلائي جاتي تهي، تو هم نے اونكي برائيوں سے داعيان حق كو بچا ليا تاكه بدكاروں كا ظلم انهيں نقصان نه پهونچا سكے -

اگر يه روشني نه هوتي تو تمام دنيا ايک ظلمت كده هلاكت بن جاتي اور عقل كي آنكهه كچهه بهي نه ديكهه سكتي :

فلولا كان من القرون من قبلكم اولوا بقية ينهون عن الفساد في الارض الا قليلا ممن انجينا منهم، واتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه، و كانوا مجرمين - (هود : ١١٧)	جو قوميں تم سے پہلے گذر چكي هيں ان ميں **ايسے** داعيان حق كيوں نه هوے جو ظلم و فساد سے روكتے ؟ بلا شبه هوے ليكن انكي تعداد تهوڑي تهي اور يهي ارباب اصلاح و معروف تهے جن كو بندگان ضلالت نے نقصان پهنچانا چاها - مگر هم نے بچا ليا، اور ارباب ظلم و فساد اپنے فسق و فجور هي ميں مبتلا رهے - بلا شبه يه مجرموں ميں سے تهے كه انهوں نے قانون الهي سے بغاوت كي !

ليكن عام لوگوں پر اسكي ترقي و تنزل دونوں كے مدارج كا اثر يكساں پڑتا هے - جسطرح دهندلي روشني كو هر آنكهه نهيں ديكهه سكتي، اسي طرح آفتاب كے قرص پر بهي هر نگاه نهيں ٹهر سكتي - جب علماء كي قوت احتساب بے اثر هوجاتي هے، تو فطرة محتسبه تمام دنيا كا احتساب براه راست نهيں كرسكتي - اسوقت خدا اپنے ايک كامل بندے كو چن ليتا هے جو نور الهي كو جذب كرسكتا هے - جسكي بصيرة ميں آفتاب الهي كے ديكهنے اور انعكاس نورانيت كي طاقت كامل موجود هوتي هے، اور وه دوسروں كے اندر بهي اس روشني كي كرنوں كو نافذانه پهنچا سكتا هے - يهي درجه مقام اعظم نبوت هے، اور اسي ليے دنيا ميں هر شخص كو چاهيے كه بغير كسي بحث و مباحثه كے اوسكے احكام كو تسليم كرلے، كيونكه هر شخص بذات خود اس نور كا كسب نهيں كرسكتا - وه ايک قوة قائمهٔ منوره كا محتاج هے - يه قوة منوره مقام **نبوة كي** فعاليت هے، اور اسي بنا پر خدا نے مسلمانوں كو حكم ديا هے :

ما اتاكم الرسول فخذوه و ما نهاكم عنه فانتهوا (حشر : ٧)	رسول تمكو جن چيزوں كا حكم دے، اسپر عمل كرو، اور جس چيز سے روكے اوس سے رک جاؤ !

پس يه حكم جبري نهيں هے، بلكه عين فطري هے - اور فطرت كے سامنے انسان كو گردن جهكا ديني چاهيے -

ليكن اسكے ساتهه هي هر شخص كا فرض هے كه اس روشني كو دنيا ميں پهيلائے - اور اگر دنيا اسكو قبول نه كرے تو مايوس نه هو - كيونكه نيكي كا حكم كبهي بے اثر نهيں ره سكتا، اور دنيا كو بهر حال برائي سے روک هي دينا هے :

لولا ينهاهم الربانيون و الاحبار عن قولهم الاثم و اكلهم السحت، لبئس ما كانوا يصنعون - (مائده : ٦٨)	اگر علماء و احبار حق يهوديوں كو بري باتوں كے كهنے اور حرام كهانے سے نه روكتے، تو وه اس سے بهي **زياده برائيوں** اور بدكاريوں ميں ڈوبتے، جتني (**باوجود** مجددين حق اور آمرين بالمعروف كي تعليمات كے) ان ميں نظر آرهي هيں -

غزل

غم سے نهيں ايک دل بهي آزاد * فرياد ز دست عشق فرياد !
عاشق هوے اور مر مٹے هم * اپني تو يه مختصر هے روداد !
هوگا كسے جان ديے ميں عذر ؟ * ارشاد اور آپكا پهر ارشاد !
جانباز هے عشق، حسن دلدار * يه دونوں امور هيں خدا داد
اس چشم سے دلبري كے شيوے * سب سيكهه ليے بغير استاد
رهنے لگي انكي ياد هر دم * اب همكو رهيگا اور كيا ياد ؟
پردے ميں ستم كے لطف حسرت * هے اس بت حيله جو كا ايجاد

رنبه

دل تشنهٔ غم هے جان درد * مايوس فراق هوں مگر شاد
عاشق كا هے كم حسن دينا * اتنا بهي هے اس خيال پر صاد
با نرمي حسن و گرمي خو * اس ذات ميں هيں صفات اضداد
ره جائے هيں اور سب فسانے * اک قصهٔ آرزو رها ياد !
هر حسن كه عشق سب هيں فاني * شيريں هي رهي، رها نه فرهاد

(ق)

ارباب وفا پرست و حق كوش * تها جن سے ديار صدق آباد
سب هوگئے چپ، بس ايک حسرت * گويا هيں " ابو الكلام آزاد "

[**حسرت موهاني**]

ایک جدید قوت پیدا کرتي ھے ' جسکو شریعت کي اصطلاح میں " صلواة الهي " کہتے ھیں - " صلواة " کے اندر وہ تمام اعمال کاملۂ و حقۂ و عادلہ داخل ھیں جنکو عبودیۃ الهي کے ارتقاع و علو کے ساتھہ دنیا میں ایک انسان کامل انجام دیتا ھے' اور اس طرح ھر عام " انساني فعل " ایک مزید درجۂ ترقي و نشؤ پاکر " عبادت " بن جاتا ھے - چنانچہ یہي قوت ھے جو اپني خاموش زبان سے دنیا کي هدایت کرتي ھے :

ان الصلــوۃ تنهي عن الفحشاء و المنکر -	نماز ھرقسم کي برائیوں سے روکتي ھے -

حضرت شعیب علیه السلام کي قوم کو یہي اعلی ترین عملي قوت شرک و بت پرستي سے روکتي تهي ' اسلیے اون لوگوں نے کہا :

اصلــواتك تامــرك ان نترك ما یعبد اباؤنا ؟ (۱۲ : ۸۸)	کیا تمہاري عبادت تم کو یہ حکم دیتي ھے کہ اس راہ کو چھوڑ دیں جسپر ھمارے باپ دادا کا عمل تھا اور جس چیز کي وہ پوجا کرتے تھے ؟

(قانـــون تنـــزل)

لیکن قوت احتساب نے جس طرح ترقي کي تھي ' اوسي طرح انحطاط کے مدارج بھي شروع ھوے ھیں - جو انسان کہ اپنے بچوں کي قوت احتساب کو ترقي دے سکتا تھا ' ایک وقت آتا ھے کہ خود اپني قوۃ محتسبہ ھي کو فنا کر دیتا ھے ' اور اسکے تمام حواس ظاھري و باطني خارجي ضلالت کے اثر سے معطل ھوکر رھجاتے ھیں - یہاں تک کہ ھر شخص علانیہ منکرات و معاصي کا ارتکاب کرنے لگتا ھے اور اپني فطرۃ صالحۂ و سلیمہ کو یکقلم مسخ کردیتا ھے - حضرۃ لوط علیه السلام نے کہا تھا :

انکم لتاتــون الــرجـال و تقطعون السبیل و تاتون في نـــادیکم المنکـــر (عنکبوت : ۲۸)	تم لوگ فعل خلاف وضع فطري کے مرتکب ھوتے ھو' دن دھاڑے ڈاکہ مارتے ھو' اور اپني صحبتوں میں علانیہ برائیوں کا ارتکاب کرتے ھو -

اسلیے اب زندگي کے مدارج نباتاتي و حیواني دونوں فنا ھوجاتے ھیں - انسانیت کاملہ کا ظہور انھي کي تدریجي ترقي کا نتیجہ تھا - پس جب اوسکي ابتدا کي کڑیاں ٹوٹ جاتي ھیں تو انسانیت کاملہ کا درجہ بھي (جو آخري کڑي کا حکم رکھتا) ھے' فنا ھوجاتا ھے - بلکہ فنا کردیا جاتا ھے :

ان الذین یکفرون بایت اللہ و یقتلــون النبیین بغیر حق (۳ : ۲۰)	وہ لوگ جو آیات الٰہیہ کا انکار کرتے ھیں' اور انکا سب سے بڑا انکار یہ ھے کہ انکے حاملین اور داعیوں کو قتل کرتے ھیں -

اب انھي لوگوں کے ھاتھوں اس انسان کامل کي وہ نسل بھي مفقود ھوجاتي ھے جو اس فرض احتساب کو ادا کرتي تھي :

و یقتلون الذین یامرون بالقسط مــن النـــاس (۳ : ۳۰)	اور یہ بدبخت ان پاک انسانوں کو بھي قتل کردیتے ھیں' جو عدل اور صراط مستقیم کي طرف انسانوں کو بلاتے اور امر حق کا حکم دیتے ھیں -

لیکن ترقي و تنزل کے یہ مدارج ایک ھي اصول کے تابع ھیں - جسطرح نسل حق تدریجي ترقي کے بعد پیدا ھوئي تھي ' اوسي طرح بتدریج فنا بھي ھوتي ھے - امر بالمعروف اور احتساب انساني کي ترقي کے کئي درجے تھے - اسي طرح اسکا تنزل بھي تین درجوں میں منقسم ھے - ابتداء میں یہ گمراہ نسل اگرچہ خود نیکي پر عمل نہیں کرتي ' تاھم دوسرونکو نیکي کرنے کا حکم رسماً و عادتاً ضرور دیتي رھتي ھے - یہ تنزل کا پہلا درجہ ھے :

اتامرون النـاس بالبر و تنســـون انفسکـــم - (بقرہ - ۴۱)	دوسروں کو تو نیکي کا حکم دیتے ھو لیکن خود اپنے نفسوں کو بھول گئے ھو جو سب سے زیادہ اس حکم کے مستحق ھیں ؟

لیکن رفتہ رفتہ یہ حالت یہانتک پہونچ جاتي ھے کہ خود یہي نسل دوسرونکو برائي کا حکم بھي دینے لگتي ھے اور اسطرح احتساب حق کا آخري نقش پا بھي مٹ جاتا ھے - تاھم یہ دوسرا درجہ ھے :

الذین یبخلون و یامرون النـــاس بالبـــخل - (نساء - ۴۱)	وہ بدبخت جو خود بھي بخل کرتے ھیں اور دوسروں کو بھي بخل کیلیے حکم کرتے ھیں '

اور اس طرح اللہ کي دي ھوئي طاقت کو اللہ کي راہ میں نہ تو خود خرچ کرنا چاھتے ھیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ھیں !

اسکے آگے ایک درجہ اور آتا ھے - دوسرے درجہ میں گرکر یہ نسل برائي کا حکم دیتي تھي ' لیکن ابھي تک نیک کاموں میں رکاوٹ نہیں پیدا کرتي تھي - اب تیسرا درجہ الهي قوت کے فقدان اور شیطان کے تسلط کے اعلان کا آتا ھے' اور صرف یہي نہیں ھوتا کہ برائي کي جائے اور برائي کي تعلیم دي جائے ' بلکہ ان دونوں مدارج ابلیسیت کے ساتھہ دو منتہاء شیطنت بھي شروع ھوجاتي ھے کہ پرستاران باطل حق کے خلاف جہاد کرتے ھیں اور سچائي اور نیکي کو دنیا سے بالکل معدوم و فنا کردینا چاھتے ھیں .

المنفقـــون و المنفقت بعضهم من بعض یامرون بالمنکر و ینهون عـــن المعروف (توبہ - ۶۸)	منافق مرد اور منافق عورتیں جو اعانت باطل اور مخالفت حق میں ایک دوسرے کے ساتھي اور سازشي ھیں ' برائیوں کا حکم دیتے ھیں اور ساتھہ ھي دنیا کو نیکي سے روکتے بھي ھیں -

انحطاط کا یہي درجہ ھے جہاں پہونچکر اس نسل کا خاتمہ ھوجاتا ھے ' آمرین بالمعروف علانیـــہ قتل کیے جاتے ھیں ' طرح طرح کي تکلیفوں اور قسم قسم کي دنیوی سزاؤں سے انکي جماعت کو ھلاک کیا جاتا ھے ' اور اسطرح وہ روح صالح فنا کردي جاتي ھے جو دنیا کو ایک عام دعوت عمل دیتي تھي ' اور وھي انتظام انسانیہ کبری کي آخري منزل تھي -

(لــوازم و اعـــراض)

اس تفصیل سے تم نے اندازہ کرلیا ھوگا کہ امر بالمعروف و النهي عن المنکر ایک روح عامہ کا نام ھے جو تمام کائنات ھستي پر حکومت کرتي ھے ' لیکن روح کے مظاھر مختلف ھوتے ھیں - حیوان اور انسان دونوں میں روح ھے ' لیکن دونوں کے آثار و نتائج مختلف ھیں - روح حیواني میں وہ نور نہیں ھے جس سے انسان کا دماغ روشن ھے - اسي طرح امر بالمعروف کي روح اگرچہ فطرتاً تمام عالم میں ساري ھے ' لیکن ترقي و تنزل کے لحاظ سے اسکے مدارج مختلف ھیں - اس روح کا سب سے اعلی مظہر خود خداے ذو الجلال ھے :

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربی و ینهی عـــن الفحشاء و المنکـــر و البغي - (نحل : ۹۰)	خدا عدل' احسان' اور اقربا کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ھے' اور ھر قسم کي برائیوں اور ھر قسم کے غصب حقوق سے روکتا ھے -

لیکن خـــدا کي روشني کو وھي لوگ دیکھتے ھیں جنکے دل میں خدا کا خوف ھوتا ھے :

انمـــا یخشی اللہ من عبـــادہ العلمـــاء - (فاطر : ۲۸)	خـــدا کے بندوں میں صرف وھي لوگ خدا کا خوف اپنے اندر رکھتے ھیں جو ارباب علم و بصیرۃ ھیں -

اور ایک نئي أمة صالحه کے پیدا کرنے والے تهے - اس أمة صالحه کے لا تعد و لا تحصی افراد انکي دعوة کي وحدت اعلی میں مضمر تهے: ان ابراهیم کان أمة قانتا لله حنیفا - یقیناً حضرة ابراهیم کا وجود ایک پوري أمة تها جو انکي دعوة سے پیدا هوئي تهي - صرف الله هي کے نام پر جینے والي اور مرنے والي ' اور ایک هي مستقیم و فطري راه هدایت پر عامل !!

چنانچه یهی وجه هے که قرآن حکیم نے حضرة نوح کي مخصوص صف میں صرف حضرة ابراهیم هي کو جگه دي ' اور انکو حضرة نوح کي طرف منسوب کیا :

و ان من شیعته لابراهیم اذ جاء ربه بقلب سلیم - (۳۷ : ۷۲)	اور حضرة نوح هي کي جماعت میں سے حضرة ابرهیم بهي هیں ' جبکه وه اپنے پروردگار کے حضور " قلب سلیم " کے ساتهه حاضر هوے - الخ -

اس آیت سے پہلے حضرة نوح کا ذکر تها - فرمایا که انهي کي جماعت میں سے یا انهي کے طریق تاسیس امم و اصول تبلیغ شریعة جدیده پر چلنے والے حضرة ابراهیم علیه السلام بهي تهے -

تمام قرآن میں کسي نبي کو بهي حضرة نوح کا "شیعه" یا متبع نهیں کہا هے - صرف حضرة ابراهیم هي کو انکي طرف منسوب کیا - چونکه حضرة نوح نے نئي قومیت کي بنیاد رکهي تهي اور یهي مشن حضرة ابراهیم علیه السلام کا بهي تها -

(مماثلة و مشارکة اعمال و نتائج)

طوفان کے بعد کي تمام اقوام حضرة نوح هي کي دعوة کي ذریة و نسل تهیں - اسي طرح حضرة ابراهیم کے بعد کے تمام سلاسل هدایت و شعوب و اقوام صالحه حضرة ابراهیم هي کي دعوة پر آکر ختم هوتے هیں ' اور ان سب کا مرکز وجود ابراهیمي هي هے -

طوفان کے بعد جسقدر هدایت الهي کي روشني پهیلي ' اور جتني قوموں میں عقائد صحیحه و اعمال صالحه کا ظهور هوا ' وه سب کي سب حضرت نوح هي کي بنا کرده دعوة کي شاخیں تهیں - اسي طرح حضرة ابراهیم کے بعد جسقدر شریعة الامم کا قیام هوا ' اور دین و عدالت کے عقائد و اعمال کي خدمت جن جن قوموں نے انجام دي ' وه سب کي سب حضرة ابراهیم هي کي قائم کرده دعوة کے سلسلے اور متفرعات تهے -

دعوة نوحي نے زمین کي وراثت و خلافة کیلیے ایک امت پیدا کي ' اور وه مختلف شکلوں ' مختلف لباسوں ' مختلف گوشوں اور مختلف اثرات قوم و موسم کے ساتهه گردش میں رهي - نقطه اسکا ایک هي تها ' مگر دائره کي وسعت نے لاکهوں رقبوں اور کروڑوں نفوس کو اپنے اندر لے لیا تها - اسي طرح حضرة ابراهیم کا نقطۂ خلت نمایاں هوا ' اور اسکے دائرے کے اندر کتني هي قومیں کتني هي نسلیں ' اور کسقدر بے شمار انساني تعداد سمٹ آئي - یهي ایک قوة موسسۂ ابراهیمیه تهي جو مختلف گوشوں ' مختلف شکلوں ' مختلف ملکي و قومي اثرات و انفعالات کے ساتهه نشوونما پاتي اور اپنا فعل کرتي رهي -

وه ایک هي دعوة نوحي تهي جسنے اپنے دور فعل و نشؤ میں کتنے هي نام پائے اور کتني هي مختلف شکلوں میں اپنا مرکزي فیضان جاري رکها؟ وه کبهي اپنے اصل کے نام سے شریعة نوحي تهي ' پهر اپني تجدید و احیاء کے دور میں آکر کبهي حضرة هود کي پکار ' کبهي حضرة صالح کي فریاد ' اور کبهي ان بے شمار داعیان حق کا وعظ حق تهي جنکے نام همیں نهیں بتلاے گئے !

وه ایک هي أمة صالحه تهي جسنے اولین و حقیقي شکل أمة نوحي کي پائي - پر جب پهیلي اور متفرق هوئي تو کبهي قوم ثمود کے ضلالت اباد کا ایک گوشۂ هدایت تهي - کبهي عاد کي آبادیوں میں چند مسکینوں اور مظلوموں کا جهونپڑا تها کبهي ما بین النهرین کا ایک پاک گهرانه جو اپنے وطن و قوم کي خباثتوں پر ماتم کرتے کرتے تهک گیا تها ' اور کبهي اصحاب الایکة کے چند افراد مومنین ' اور تبابعۂ یمن کے عظیم الشان تمدنوں میں دعوة نوحي کي ایک صداے بازگشت : کل کذب الرسل فحق وعید (۵ : ۱۵)

ٹهیک ٹهیک اسي طرح دعوة ابراهیمي کي " وحدة خلة " بهي نمایاں هوئي ' اور اس نے کثرت و تعینات هدایة کي کتني هي مختلف شکلیں ' مختلف صدائیں ' اور مختلف گوشے پاے - وه ایک هي حسن و جمال خلة کبری تها جو اپني اصل شکل میں تو " ابراهیم " کے نام سے آیا ' پر اسکے بعد محبوبیتوں کے کتني هي مختلف لباس اسے پهناے گئے ' اور حسن الهي کي کتني هي مجلسوں میں کتنے مختلف نقابوں کے ساتهه اسکي نمایش هوئي؟ وه اپنے اولین ظهور میں اگرچه قرباني کي ایک چهري تهي جو اپنے جگر گوشے کے گلے پر پهیرنے کیلیے تیز کي گئي ' لیکن اپنے دوران و سیران نشو و نما میں کبهي چشم یعقوب کا پاک آنسو بنکر نمودار هوئي جو فراق یوسفي میں بها ' اور کبهي خاندان اسحاق و یعقوب کي ایک مقدس وصیت اسلامي میں ظاهر هوئي جس نے ملة حنیفي کو آنے والے عهد میں منتقل کیا - وه کبهي خاک مصر کے ایک عیش کدۂ شباب کے اندر " معاذ الله ! ان ربي احسن مثوای ' انه لا یفلح الظالمون " کي صداء نبوت تهي ' کبهي قید خانۂ مصر کے اندر دین قیم کا ایک جامع وعظ که " ء ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار؟ " پهر عشق و جستجوے حقیقت کا وه بے چین قدم جو بیابان مدین کي وادي مقدس میں آگ کیلیے والهانه دوڑا ' اور فطرة نبوت کا وه سرجوش هدایت جس نے " اني انا الله " کي صداے عشق نواز پر لبیک کها ' گو اپنے عهد میں " حقیقت موسوي " کا ایک مقام تها ' پر دراصل اسکے اندر بهي حقیقت ابراهیمي هي کار فرما تهي - پهر ظهور صداقت کا وه عهد اعظم جس نے سرزمین مصر کے ظلم و استبداد کو شکست دي اور نسل اسرائیلي کو فراعنۂ مصر کي غلامي سے نجات دلائي ' اگرچه موسی علیه السلام کے " ثعبان مبین " کا کرشمه تها ' لیکن یه عصاء موسوي کي قوت بهي وهي قوة تهي جو اس سے پہلے " حجة ابراهیمي " بنکر کالدیا کے استبداد نمرودي کے سامنے چمکي تهي - اور پهر دیکهو ' وه اسرائیلي قدوسیت جو مقدس داؤد کي الهي نغمه سرائیوں کے اندر سے زمزمه پیرا هوئي ' اور وه عشق الهي کي سرمستي جس نے زبور کي پاک گیتوں کے اندر سے اپنے خداوند کو پیار کیا ' دراصل اوس عشق خلیلي هي کي ایک تڑپ تهي جسنے اپنے محبوب کي راه میں اپنے بیٹے تک کو قربان کردینا چاها تها - وه اسرائیلي عظمت و جمال کا تخت جسپر حضرت سلیمان نے شهنشاهي کي ' وه سچائي اور حقانیت کي شمشیر جو طالوت کے قبضه میں چمکي ' وه مجددین اسرائیلین کا عظیم الشان سلسله جسنے یهودیوں کي ضلالتوں کا مختلف قرون اسرائیلیه میں مقابله کیا ' گو دور اسرائیلي کے سلسلے کي کڑیاں هیں ' مگر دراصل انکے اندر بهي اسي پهلي کڑي کي روح اعلی کام کر رهي تهي جس نے کبهي کالدیا کے سب سے بڑے بت کو توڑا تها ' اور کبهي ایک ریتلي سرزمین میں هدایت ارضي کا مرکز قائم کیا تها - وه دانیال نبي کا وعظ حق جس نے بابل کي دیواروں کو هلا دیا ' وه یسعیاه نبي کا نوحه جس نے یروشلیم کي تباهي پر اپنے دل و جگر [illegible] ٹکڑے

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلّت

یا

تاریخ " امة مسلمة "

ما طفل کہ سواد و سبق قصہ ہاے دوست
صد بار خواندۂ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۲)

(تاسیس امة صالحة کا دوسرا عهد)

حضرة نوح علیه السلام نے جس نئي امة کي بنیاد رکهني چاهي تهي ' اگرچه علائق عمر و جهل انسانیة اس سے دست و گریبان رهي ' اور اسلیے :

ما امن معه الا قلیل (۱۱ : ۴۶)

انپر ایمان لانے کي سعادت نهیں ملي مگر ایک چهوٹي جماعت کو -

تاهم جس امة صالحه کي اس عهد اولی میں بنیاد پڑي تهي وه ضائع نه گئي ' اور خدا کا کوئي حکم دعوة ضائع نهیں جا سکتا - اگرچه خود حضرة نوح پر بهت کم لوگ ایمان لاے کیونکه انساني مدنیة و عمران کا بالکل عهد طفولیت بلکه اس سے بهي مقدم تر دور تها ' اور مذهب کا سلسلهٔ ارتقاء ابهي اپني ابتدائي کڑیوں سے ایک دو قدم آگے بڑها تها ' لیکن جب حضرة نوح علیه السلام اور ان کے صدیقین و متبعین کي اولاد زمین کے مختلف گوشوں میں پهیلي تو وه اپنے ساته اس نئي قومیت کے عقائد و اعمال بهي لیگئي - اس طرح دعوة نوحي کا ایک عالمگیر عهد شروع هوا ' اور طوفان کے بعد انساني هدایت کا سر رشته عرصه تک اسي کے هاته رها - وه هدایت الاهیه کي ابتدائي شعاعیں جنهوں نے طوفان کے بعد زمین کے مختلف حصص کي تاریکیوں کا مقابله کیا اور اجتماعي ضلالت کے ازمنهٔ اولی میں همیشه ظلمت ارضي کیلیے ننها سراج منیر تهي ' دراصل حضرة نوح هي کي دعوة ' اور اسي دعوة کے مجددین و مصلحین کا سلسله تها - یهي وجه هے که حضرة نوح کي جو زندگي طوفان کے بعد سے شروع هوتي هے ' اسکا ذکر قرآن حکیم نے ان لفظوں میں کیا هے :

قیل یا نوح ! اهبط بسلام منا و برکات علیک و علی امم ممن معک ' و امم سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم (۱۱ : ۵۰)

حضرة نوح طوفان کے بعد جب زمین پر دوباره قدم رکهنے لگے تو انکو بشارت دي گئي که اس آنے اور قدم رکهنے میں سلامتي اور برکتیں رکهدي گئي هیں - اے نوح ! تجهپر ' تیرے ساتهیوں اور صدیقوں پر ' اور تیرے ساتهیوں سے جو امتیں پیدا هونگي ان سب کیلیے ' برکت الهي کي بشارت هے - هاں ! ان آنے والے گروهوں میں وه قومیں بهي هونگي جو ابتدا میں تو راه حق پر قائم رهکر امن و فرصت پائینگي - لیکن بعد کو گمراه هوکر همارے عذاب کي مستحق ٹهرینگي جو بهت هي سخت عذاب هوگا !

اسي طرح سوره والصافات میں فرمایا که :

وجعلنا ذریته هم الباقین ' و ترکنا علیه في الاخرین ' سلام علی نوح في العالمین (۳۷ : ۷۲)

هم نے حضرت نوح کي ذریت هي کو بقا دي کیونکه وهي ایک صالح قوم پیدا هوئي تهي ' اور اسیطرح بعد کي تمام آنے والي قوموں اور نسلوں کیلیے دعوة نوحي هي کو وسیلهٔ هدایت قرار دیا - پس تمام جهانوں ' تمام قوموں ' اور تمام نسلوں میں سلام هے نوح کیلیے جسکا وجود تمام عالم کي هدایت و دعوت کا مرکز تها !

یهاں یه واضح رهے که سوره والصافاة میں ایک خاص ترتیب و اخذ نتائج کے ساته متعدد انبیاء کرام کے بعض اهم وقائع حیات اور مختارات مواعظ بیان کیے گئے هیں ' اور عموماً انداز بیان یه هے که آخر میں انپر سلام بهیجا جاتا هے - لیکن ان سب میں حضرة نوح کے تذکره کو یه خصوصیت حاصل هے که انکے "سلام" کے ساته تو "في العالمین" کا لفظ فرمایا هے : سلام علی نوح في العالمین لیکن اور انبیا کي نسبت صرف "سلام" هي پر اکتفا کیا هے - مثلاً "سلام علی موسی و هارون" - "سلام علی الیاسین" - یعني اور انبیا کے متعلق تو صرف یه هے که انپر سلامتي هو یا انکے لیے فرمان سلام هے - لیکن حضرة نوح کي نسبت فرمایا که تمام عالموں میں ' یعني تمام نسلوں ' تمام قوموں ' تمام ملکوں میں انکے لیے اعلان عام سلام کا هے !

یه در اصل اسي طرف اشاره هے که حضرة نوح کي دعوة کسي خاص نسل اور قوم کو زنده کرنیکے لیے نه تهي ' بلکه وه اس قسم دعوة میں داخل تهي جو موجوده نسلوں اور قوموں سے بالا تر هوکر خود ایک نئي قوم پیدا کرتي هے ' اور اسکي بنیاد محض اخوت دیني پر قائم هوتي هے - پس وه جغرافیه و نسل سے ماورا رهکر ایک عالمگیر برادري بن جاتي هے ' اور زمین کا هر ٹکڑه ' نوع انساني کا هر حصه ' اقوام و ملل کي هر نسل اسکے دامن میں پناه لے سکتي هے -

حاصل بیانات بالا یه که سلسلهٔ ارسال رسل و شرائع میں سب سے پهلي مکمل دعوة جس نے نئي امة پیدا کي ' حضرة نوح کي دعوة تهي - یهي وجه هے که قرآن حکیم میں هر جگهه اس سلسلے کو حضرة نوح هي سے شروع کیا هے - یه دور عرصه تک جاري رها ' اور دنیا کے دور دراز گوشوں تک پهیلا - انبیا و مجددین آتے رهے ' اور ان ضلالتوں کے مقابله میں جهاد کرتے رهے جو دعوة نوحي کي روشني کو معدوم کرنا چاهتي تهیں - لیکن چونکه ابهي انسان مدنیة و عمران کے ابتدائي حصے میں تها ' اسلیے شریعة الاهیه بهي اپنے سلسلهٔ ارتقاء کي ابتدائي منزلوں سے آگے نهیں بڑهي تهي -

یهاں تک که انقلاب عالم نے ایک نیا صفحه الٹا ' اور وه وقت آگیا جب ایک دور ختم اور دوسرا دور شروع هو - یه مواسم الاهیه کا بالکل ایک نیا موسم تها ' جو تمام فضاء انسانیة پر چهانے والا تها ' اور دنیا نے اب اتني ترقي کرلي تهي که " عالم نوحي " سے مرتفع هوکر " کائنات خلت " میں داخل هو : و کان امراً مقضیاً !

(دعوة ابراهیمي)

حضرة نوح علیه السلام کے بعد کي کائنات هدایت کا دوسرا دور دعوة شروع هوا - اس دور کا مصدر و مرکز حضرة ابراهیم خلیل الله (علی نبینا و علیه الصلواة و السلام) کا وجود مقدس تها -

حضرة ابراهیم ' حضرة هود یا حضرة صالح علیهما السلام کیطرح پچهلي دعوتوں کے احیاء و اصلاح کیلیے نهیں آے تهے ' بلکه ٹهیک ٹهیک مثل حضرة نوح کے ایک نئے دور هدایت کے موسس

که موسسین و مجددین کي یه دونوں صفیں بهي بالکل الگ الگ اسمیں موجود هیں - تاسیس امم صالحه کے ان دونوں دوروں کو ایک دوسرے سے علحده کردیا گیا هے ' اور هر دور میں سے پہلے دعوة موسسه کا تذکره هے ' پهر اسکے مجددین کا -

لیکن سورۂ شعراء ' سورۂ ابراهیم ' سورۂ مریم ' سورۂ عنکبوت میں دیکهوگے که انبیاء کرام کے ذکر میں کوئي تاریخي ترتیب نهیں هے - شعراء میں سب سے پہلے حضرة موسی اور بني اسرائیل کا ذکر هے - اسکے بعد حضرة ابراهیم علیه السلام کا ' پهر حضرة نوح کا ' پهر حضرة هود کا ' پهر حضرة صالح کا ' پهر حضرة لوط کا ' اور سب کے آخر میں حضرة شعیب (علیهم الصلواة والسلام) کا - اور اسطرح بلحاظ زمانے کے جو مقدم تهے وه موخر هیں ' اور جو معاصر تهے (مثل حضرة ابراهیم و حضرة لوط کے) وه اسطرح الگ کردیے گئے هیں ' گویا ان دونوں کے درمیان صدها سال حائل تهے -

اسي طرح سورۂ " ابراهیم " میں پہلے حضرة نوح کا تذکره هے - پهر حضرة موسی کا ایک مفصل بیان شروع هوگیا هے - حالانکه حضرة موسی حضرة نوح کے کسقدر بعد گذرے هیں ؟

سورۂ مریم میں ابتدا حضرة ذکریا اور مسیح علیهما السلام سے کي هے - پهر حضرة ابراهیم و اسماعیل علیهما السلام وغیره کا تذکره دیا گیا هے -

بر خلاف انکے سورۂ " هود " میں اول سے لیکر آخر تک بالکل تاریخي ترتیب قائم هے - جو انبیاء پہلے گذرے هیں انکا پہلے ذکر هے - جو انکے بعد آے ' وه انکے بعد ذکر دیے گئے هیں -

یه ترتیب اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کردیتي هے که تاسیس امم صالحه کے دو تاریخي دور تهے ' اور چونکه سورۂ هود میں مقصود تاریخي استقراء تها ' اسلیے ٹهیک ٹهیک انکے ظهور کے اصلي اوقات و ازمنه کے مطابق سلسلۂ ظهور و بعثت میں انکو جگه دي گئي -

پس یه یاد رکهنا چاهیے که سورۂ هود میں جس نبي کو جو جگه دیدي گئي هے ' وهي اسکي اصلي تاریخي جگه هے - اور دوسري سورتوں میں انکي صفوف بلحاظ زمانۂ ظهور یا بلحاظ صنف دعوة کے نهیں هے ' بلکه وهاں کچهه اور مقاصد پیش نظر هیں جنکے لیے ترتیب تاریخي و صنفي کي ضرورت نه تهي -

چنانچه سورۂ هود میں سب سے پہلے حضرة نوح علیه السلام کي دعوة کا ذکر کیا هے - کیونکه حضرة نوح هي کے زمانے میں سب سے پہلے اجتماع انساني نے ایک مقوم و منظم اجتماع تک ترقي کي جسپر لفظ " امة " کا حسب لغة عرب اطلاق هوسکتا هے - حضرة نوح کي دعوة موسسه تهي - انکي تاسیس سے پهلا دور شروع هوتا هے - انکے بعد دعوة نوحي کے مجددین کا سلسه شروع هوا - اس سلسه میں سے حضرة هود اور حضرة صالح علیهما السلام کے تذکره کو بوجه کمال عبرت و تذکیر ' و ظهور معجزات قوانین الاهیه و روحانیه ' و معلومات مخاطبین ' و علائق قدیمۂ عرب ' چن لیا هے اور قوم عاد و ثمود کي ضلالت اور اسکے نتائج پر توجه دلائي هے -

اب پهلا دور تاسیس ختم هوگیا - اور دعوة نوحي کي جگه ایک نیا دور تاسیس حضرة ابراهیم علیه السلام کي دعوة کا شروع هوا - چنانچه حضرة صالح کے بعد حضرة ابراهیم علیه السلام کا تذکره کیا هے ' مگر انکے تمام وقائع و اعمال حیات اجتماعي و شخصي میں سے صرف اوس ایک واقعه هي کو سورۂ هود کیلیے چنا هے جسمیں حضرة اسحاق کي پیدایش کي انهیں بشارت دي گئي تهي ' اور اسکا ذکر ان لفظوں میں کیا هے :

فبشرناها باسحاق ' و من وراء اسحاق یعقوب (۱۱ : ۷۴)	پس همنے حضرة ابراهیم کي بیوي کو اسحاق کي پیدایش کي بشارت دي ' اور اسحاق کے بعد انسے یعقوب کے پیدا هونے کي -

حضرة یعقوب علیه السلام کا دوسرا نام " اسرائیل " هے اور " بني اسرائیل " انهي کي طرف منسوب هیں - پس یهاں قران نے صرف حضرة اسحاق کي بشارت کے تذکره هي پر اکتفا نهیں کیا ' بلکه اسکے ساتهه هي اسطرف بهي اشاره کردیا که انسے حضرة اسرائیل پیدا هونگے -

اس سے مقصود یه تها که انبیاء مجددین کا جو سلسله قوم بني اسرائیل میں قائم هونے والا تها ' اور دعوة ابراهیمي کي قوة موسسه جسطرح امة بني اسرائیل کي شکل میں بڑهنے اور پهولنے پهلنے والي تهي ' اسکي طرف زیاده واضح اشاره کردیا جاے - اس اشاره کیلیے صرف حضرة اسحاق کا نام لے دینا کافي نه تها ' کیونکه گو حضرة اسحاق هي سے حضرة یعقوب پیدا هوے ' لیکن بني اسرائیل کي قوم اور اسکے تمام انبیاء مجددین حضرة اسحاق کي طرف منسوب نه هوے - حضرة یعقوب کي نسبت سے پکارے گئے - اسلیے " و من وراء اسحاق ' یعقوب " کهکر نسل ابراهیمي کو وهاں تک پهنچا دیا گیا ' جسکے بعد سے معاً بغیر کسي درمیاني کڑي کے امة بني اسرائیل اور دعوة هاے مجددۂ ابراهیمیه کا سلسله شروع هو جاتا هے -

غور کرو ' سورۂ هود میں حضرة ابراهیم کي حیاة طیبه کے اور کسي واقعه کا ذکر نهیں کیا ' صرف اس بشارت هي کا ذکر کیا - اسکي علت یه هے که یهاں مقصود تاریخي ترتیب کے ساتهه دو موسس دوروں اور انکے دو سلسله هاے تجدید و احیاء کا ذکر کرنا تها ' اور حضرة ابراهیم کي زندگي کا یهي واقعۂ بشارت وه واقعه هے جس سے حضرة اسحاق پیدا هوے ' اور انکے اولاد میں حضرة یعقوب تهے جنسے دعوة ابراهیمي کا سلسلۂ مجددین و امم قائم هوا -

پهر دعوة ابراهیمي کے بعد بالترتیب اسکے مجددین کا ذکر کیا هے - چنانچه سب سے پہلے حضرة لوط علیه السلام کا ذکر هے جنکي دعوة دعوة ابراهیمي هي کے ذیل میں داخل تهي -

حضرة لوط کے بعد حضرة شعیب کا تذکره هے - اور اسکے بعد حضرة موسی علیه السلام کا جنکي دعوة مجدده اس قوة سے چمکي گویا ایک دعوة موسسه تهي ' اور جنکے تذکره کے اندر ان تمام مجددین اسرائیلین کا ذکر ضمناً آگیا جو یکے بعد دیگرے آتے رهے ' اور دراصل وه سب کے سب مع حضرة موسی و هارون علیهما السلام کے دعوة موسسۂ ابراهیمي هي کے مجدد تهے : ذالك من انباء القرى نقصه علیك منها قائم و حصید (۱۱ : ۱۰۲) -

اب غور کرو که سورۂ هود کي یه ترتیب جو ٹهیک ٹهیک ایک تاریخي اور صنفي ترتیب هے ' کس طرح اس حقیقت کو واضح کرتي هے ؟ تم اکثر مقامات پر حضرة موسی کا نام حضرة نوح کے ساتهه دیکهوگے ' بعض مقامات میں حضرة هود اور صالح کا ذکر بلا کسي فصل کے حضرة لوط یا حضرة ابراهیم کے ساتهه آجائیگا ' لیکن سورۂ هود میں ایسا نهیں هے - حضرة هود اور حضرة صالح موسس نه تهے ' دعوة نوحي کے مجدد تهے ' لهذا انکا ذکر بالترتیب انکي دعوة موسسه کے بعد کیا گیا - حضرة لوط ' حضرة اسحاق ' حضرة یعقوب ' حضرة شعیب ' اور حضرة موسی علیهم السلام ' حضرة ابراهیم کے بعد آے اور یه تمام انبیاء موسس اقوام و امم نه تهے بلکه حضرة ابراهیم کي قائم کرده امة صالحه کے مصلح و مجدد تهے - اسلیے ان سبکا ذکر نه تو حضرة نوح کے ساتهه کیا ' نه حضرة هود و صالح کے ' بلکه حضرة ابراهیم کي دعوة موسسه کے بعد کیا - اور اسي طرح کیا ' جسطرح انکي تجدید یکے بعد دیگرے بتقدیم و تاخیر زماني ظاهر هوئي : فهذا ما الهمني ربي ' انه هو اللطیف الوهاب !

اکسیہ کردیے ' وہ یرمیاہ نبي کا ماتم جس نے خداوند کے تخت کو غیروں کے پاؤں تلے پامال ہوتے دیکھا اور اسکي تاب نہ لا سکا ' وہ بابل خرقي ایل کا مرثیہ جسنے خداوند کے ملک کي محکومي و غلامي پر برسوں خون کے آنسو بہاے اور نبوت کي انکھوں سے رویا کہ اسرائیل کي عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور غیروں سے الفت کي ' وہ ذکریاہ کي پیغمبرانہ فغاں سنجي جس نے بیابان قدس کے ایک ایک ذرے کو خونبار بنا دیا اور خداوند کے تخت کي تذلیل و تحقیر پر زخمي انسانوں کي طرح چلایا اور تڑپا ' اور پھر بالآخر بیابان کا وہ مقدس سیاہ پوش جس نے آسمان کي بادشاہت کي منادي بلند کي ' اور کہا کہ راہ صاف کرو کیونکہ آنے والا بہت قریب آچکا ہے ! سو یہ سب کے سب اگرچہ اپنے بروز و تعین میں مختلف ناموں سے پکارے گئے ' پر اصل میں یہ سب کچھہ اسي ایک حقیقة الحقائق ابراهیمي هي کي نبوت طرازیاں تھیں ' جسکو خدا نے بقاے دوام اور " لسان صدق في الآخرین " کیلیے چن لیا تھا ! !

اور پھر ان سب کے آخر میں احیاء و تجدید موسویت کا وہ آخري ظہور اعظم جس نے اسرائیل کے گھرانے کي گم شدہ بھیڑوں کا سراغ بتایا ' اور خداوند کے تخت کي آلودگي و ذلت پر آخري مرثیہ پڑھا ' اور سرخوش خوش سوزي کے تختہ کي طرف بڑھا ' تا وہ چلا جاے اور اپنے باپ سے کہے کہ آنے والے کو جلد بھیجدے ! اگرچہ تم کہتے ہو کہ وہ انگور کے باغ میں " مسیح " کا آخري پیام تھا ' لیکن في الحقیقة وہ بھي " وادي غیر ذي زرع " کے جمال خلت هي کي ایک نئي بخشش حسن تھي :

عباراتنا شتي و حسنک واحد
وکل الی ذاک الجمال یشیر !

و لنعم ما قیل :

عشق چو نیک درنگري عین مصدرست
لیکن در صفات ظاہر خود مضمر آمدہ

(عود الی المقصود)

پس في الحقیقت حضرة نوح اور حضرة ابراهیم (علی نبینا و علیهما السلام) کے حقائق دعوة کے اندر جو مماثلة و مشارکة موجود ہے ' اور جسطرح یہ دونوں دعوتیں دو مختلف سلسلۂ تاسیس امم کي موسس و باني ہوئي ہیں ' وہ اسقدر واضح و آشکارا ہے کہ تمام صف انبیاء کرام میں انکو بیک نظر ممتاز کردیتا ہے - یہي وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جگہ حضرة نوح علیہ السلام کے ساتھہ حضرة ابراهیم کو ایک خاص نسبت دي ' اور تمام انبیاء ما بعد میں سے صرف حضرة ابراهیم هي کو حضرة نوح کا " شیعہ " کہا - کیونکہ حضرة نوح کے بعد دوسرا دور موسس صرف ابراهیمي دعوة هي کا وجود میں آیا تھا ' اور انسے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے ' وہ سب کے سب حضرة نوح کي دعوة موسسہ کے مجدد و محیي تھے - خود کوئي موسس دعوة نہیں رکھتے تھے

(تشریح مزید و کشف حقیقت)

اگر تم کہو کہ حضرات انبیاء کرام کي یہ دو قسمیں اور انکے اعمال و آثار کے حقائق و معارف کي طرف رہنمائي ' ایک فضل مخصوص ہے ' جسکے انکشاف کے لیے خدا تعالی نے اس عاجز و درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ في الحقیقت سچ ہے : و یا لیت قومي یعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المکرمین ! (۳۶ : ۲۶)

لیکن اگر تم کہو کہ چونکہ اسکي تشریح بالکل نئي ہے اسلیے درخور قبول نہیں ' تو یقین کرو کہ یہ تمہاري ایک خطرناک ناداني ہوگي اور تمہیں کلام الہي کي روشني سے مہجور کر دیگي - کیونکہ یہ تقسیم عیناً و اصلاً قرآن حکیم کي تصریحات مبینہ سے ماخوذ ہے ' جسمیں تفسیر بالراے کي بدعت مضلہ کو ذرا بھي دخل نہیں - اور في الحقیقت اللہ تعالی کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہي ہے کہ اسنے تفسیر بالراے کي آلودگي سے پاک رہکر حقائق قرانیہ کو منکشف کردیا : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

اس حقیقت کي پوري تفصیل کیلیے تو تفسیر " البیان في مقاصد القرآن " کي اشاعة کا انتظار کرنا چاہیے ' جسمیں بضمن تفسیر سورہ بقرہ نہایت تفصیل و بسط کے ساتھہ اس مبحث پر نظر ڈالي گئي ہے - البتہ مجملاً یہاں چند اشارے ضروري ہیں تاکہ حضرة ابراهیم علیہ السلام کي نبوة موسسۂ و مکونہ کي حیثیت اپنے اصل مقام میں واضح ہوسکے -

حضرة نوح اور حضرة ابراهیم علیهما السلام کي باہمي مماثلة و مشارکة کي طرف قرآن حکیم کي جن آیات کریمہ نے رہنمائي کي ہے ' ان میں سے دو آیتیں اوپر درج ہو چکي ہیں - لیکن اس حقیقت کیلیے اس سے بھي زیادہ روشني قرآن حکیم میں موجود ہے ' اور ازانجملہ چند آیات پر تدبر نہایت ضروري ہے -

(مقاصد قصص القرآن)

(۱) قرآن حکیم کي جن جن سورتوں میں گذشتہ انبیاء اور قوموں کے قصص بیان کیے گئے ہیں ' وہ اپنے موضوع و مقصد ' اور طرز استدلال و استنباط نتائج کي بنا پر کئي قسموں میں منقسم ہیں ' اور لوگوں نے بالعموم ، انکے سمجھنے میں بڑي بڑي ٹھوکریں کھائي ہیں -

بعض سورتیں ہیں جنمیں ان قصص کے بیان کرنے سے ایک طرح کا استقراء تاریخي مقصود ہے - یعني یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آغاز نزول ہدایت سے لیکر اس وقت تک شریعة الاهیہ کي یکساں تعلیمات نے ہمیشہ یکساں نتائج پیدا کیے ہیں ' اور اسلیے ماضي کا استقراء ثابت کرتا ہے کہ حال و مستقبل میں بھي اُن موثرات و اسباب سے وہي نتائج پیدا ہونگے -

جن سورتوں میں یہ طرز استدلال مقصود ہے ' اُن میں گذشتہ واقعات تاریخي ترتیب کے ساتھہ بیان کیے گئے ہیں ' اور وہ بالکل ایک مرتب و منظم زنجیر کي طرح ہیں ' جسمیں یکے بعد دیگرے ایک هي شکل و صورت کي کڑیاں رکھدي گئي ہوں -

بعض سورتیں ہیں جنمیں یہ استقراء تاریخي مقصود نہیں ہے ' بلکہ صرف کسي ایک عمل اور اسکے نتیجہ کي طرف دنیا کو متوجہ کرنا ہے جو بارہا دنیا میں ظاہر ہوچکا ہے اور ہمیشہ وہي نتیجہ پیدا ہوا ہے - اسکے لیے ترتیب تاریخي کي ضرورت نہ تھي بلکہ صرف گذشتہ واقعات میں سے زیادہ واضح ' زیادہ موثر ' زیادہ جامع ' اور مخاطبین کي معلومات و فہم سے زیادہ اقرب حوادث کا چن لینا کافي تھا - چنانچہ ان سورتوں کا انداز یہي ہے اور تم پاؤگے کہ ان میں تاریخي ترتیب بالکل مفقود ہے -

اسي طرح قصص القرآن کے مختلف موضوع ہیں ' اور مختلف طرق استدلال پر مشتمل ہیں - پہلي قسم کي سورتوں میں سے میں سورہ " ہود " کي طرف توجہ دلاتا ہوں ' اور دوسري میں سے سورہ " الشعراء " پر - (یہ ایک نہایت هي اہم اور تفصیل طلب مقام ہے ' مگر اسکے سوا چارہ نہیں کہ تفسیر البیان کے حصۂ قصص القرآن کا انتظار کیا جاے)

چنانچہ سورۂ ہود پر اول سے اخر تک نظر ڈالو ' انبیاء کے تمام ذکر میں تاریخي ترتیب ہر جگہ قائم نظر آئیگي ' اور پھر دیکھوگے

آثار عتیقه

آثار اسلامیه امارت بیجا پور

[از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر پونا کالج]

(۲)

(گول گنبد)

یه عمارت نه صرف بیجاپور، نه صرف هندوستان، نه صرف اسلام، بلکه تمام دنیا کے عجائب صنعت میں سے هے - یه در اصل سلطان محمد عادلشاه کا مقبره تها - سلطان جسطرح اپني زندگي میں بے نظیر تها، اوسنے چاها که مرنے کے بعد بهي بے نظیر هو - یه بے نظیر گنبد اسي دعوي کي دلیل هے - اس عمارت کي بلندي ۱۹۸ فیٹ ۶ انچ هے - اور اس میں دو چیزیں باعث صد استعجاب و حیرت هیں: گنبد اور گیلري -

گنبد نصف دائره نما هے - اسکا اندروني قطر ۱۲۴ فیٹ ۵ - انچ، اور بیروني ۱۴۴ فیٹ، ضخامت دیوار کي ۱۰ فیٹ هے - جهاں سے خاص گنبد کي حد شروع هوتي هے، وهاں سے ۱۱ سنگي گیلریاں چاروں طرف اندر کي جانب بنائي گئي هیں - جس رقبۂ فضا کو گنبد حاوي هے، وه تقریباً ۱۸۱۱ مربع فیٹ هے - یهه وه وسیع حدود هیں جن کو دنیا کا کوئي گنبد محیط نهیں - یورپ کا سب سے بڑا گنبد روم کا پینتهان (Panthan) هے، لیکن اوسکا رقبه بهي صرف ۱۵۸۳۳ مربع فیٹ هے - اس گنبد کي ساخت کي خوبي یه هے که وه بجاے دیوار کے محرابي کمانوں کي نوکوں پر اپنا بار ڈالدے هے، اور اس هندسي طریق صنعت نے گنبد کے ناقابل برداشت بوجهه کو (جسکي کوئي دیوار متحمل نهیں هوسکتي تهي) ان کمانوں پر تقسیم کردیا هے !!

بیجا پور کی جامع مسجد

لیکن اس سے بهي زیاده حیرت انگیز گنبد کي گیلري کي ایک خاص خصوصیت هے جس سے ظاهر هوتا هے که مسلمان مهندسین فلسفۂ اصوات کے کس حد تک ماهر تهے. یه گنبد اس ترتیب سے بنایا گیا هے اور اوسکي وسعت مخصوصه اس خاص حد تک قائم کي گئي هے که ایک آهسته سے آهسته آواز بهي (مثلاً جیبي گهڑي کي کهٹ کهٹ کي آواز) نقطۂ مقابل میں

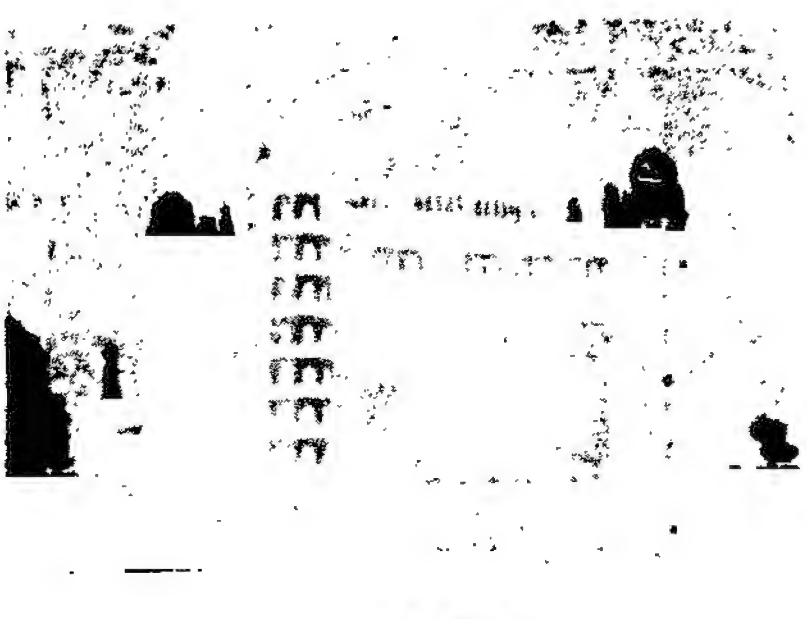

گول گنبد

عهد عادل شاهي کي ایک توپ
«لندا کاسب»

مراسلات

ایک اهم اقتراح دیني

سیرة نبوي

روحي فداك - التحية والسلام -

ميں عجيب كشاكش ميں هوں - گويم مشكل و گر نگويم مشكل كا مصداق هے - ميرا ابتدا سے يه عقيده هے كه مسلمانوں كے ليے صحيح مذهب بے لوث و آلايش دستور العمل' و حقيقي طريقهٔ نجات صرف " قرآن مجيد " اور حضرت پيغمبر خدا" كي زندگي كا "نمونه" هے اور بس - چند دنوں سے اس خيال ميں پيچاں و غلطاں هوں كه آنحضرت صلعم كي ايک تاريخ مختصر' جسته جسته واقعات' اور مسند مسند حالات طيار هو' اور كوشش كي جاے كه اسكو نصاب تعليم ميں داخل هونے كي اجازت ملے -

ميں مولانا ے مرحوم علامهٔ مغفور شبلي نعماني كي سيرت كبير سے بيخبر نہيں هوں' بلكه ميں يہاں تک كهنے كي جرأت كر سكتا هوں كه مولانا كو بهي ميں نے هي آماده كيا تها - ليكن چونكه كيسه خالي دامن تهي تها' عملي سعادت بيگم بهوپال كے حصه ميں آئي - مگر وه تاريخ جامع اور طويل هے' نصاب ميں داخل نہيں هوسكتي - عام مطالعه و تبليغ و دعوة كيليے مفيد نہيں - مولانا تنقيد اور تحقيق ميں مانے هوئے علامه هيں - باينهمه جناب كا انداز بحث و نظر اور ترتيب و تنظيم كچهه اور هي هے - پهر ان كے قلم ميں وه سحر اور جادو كا اثر نہيں هے (خدا تملق سے بچائے اور بالكل صداقت كي توفيق دے) جو آپ كے قلم ميں پاتا هوں :

اين سعادت بزور بازو نيست
تا نه بخشد خداے بخشنده

ايک مدت تک اپنے ارادے اور خيال كو ضبط كيا - كيونكه زباني جمع خرچ سے كچهه بن نہيں آتا - ليكن ان دنوں كچهه ايسي بے تابي سي لاحق هوئي هے كه سر رشتهٔ صبر هاتهه ميں رهتا نظر نہيں آتا -

اگر آپ صرف ايک گهنته اس كام پر وقف كرديں اور روزانه اپني اعجاز نگاري كے طرز پر كچهه لكهديا كريں تو تهوڑے دنوں ميں كتاب طيار هو جائيگي - ميں سردست اسكي اشاعت كيليے كچهه پيش نہيں كر سكتا' زياده سے زياده پچاس روپيه يكجا بمشكل پيش كر سكتا هوں -

اگر ماهواري ليں تو هر انگريزي مهينے كي چوتهي تاريخ پر دس روپيه بهيج سكتا هوں' اور دس گياره مهينے تک به آسودگي مسلسل ادا كر سكتا هوں - نه اسميں بچوں كا پيٹ كاٹنا پڑيگا نه اپنے پيٹ پر پتهر باندهنے كي نوبت آئيگي - هر مهينه ميں روپيه بهيجتا رهونگا -

ميں جانتا هوں كه آپكي غيور طبيعت ايسي باتوں سے گهبراتي هے اور نه گوارا كريگي' مگر همارے طرف سے يه آپ كے ليئے تو نہيں هے بلكه خدا كے ليے هے - مذهب كي محبت اور پيغمبر خدا كي حضور ميں صدق نياز كا ثبوت هے' اور اجر كي اميد - آپ اس عرض كو هذيان' سرسام' يا صعود ابخرهٔ مراق تصور فرمائينگے - اور ميں خود بهي جانتا هوں كه آپكي خدمت ميں ايسا عرض كرنا ايسا هي هے - ليكن نهايت الحاح اور زاري اور عاجزي سے التجا هے كه اگر منظور فرما ليں تو بڑي بهاري كمي كو پورا كر دينگے - سيرة كبير كا وعده دسمبر سنه ۱۹۱۵ ميں شائع هو جانے كا تها - مگر اب مولوي مسعود علي ندوي كي تحرير سے معلوم هوا هے كه شايد دو چار مهينے اور انتظار كرنا پڑے -

مانا كه وه تعليم يافتوں اور علماء ميں رحمت اور بركت اور روح حيات پهونک ديگي - مگر يه كام اوس سے نہيں نكليگا كه نصاب تعليم ميں بهي داخل هو - اگر جناب لكهيں تو مدارس' مكاتب' وعظ' هر جگه كام آئيگي اور هر وقت ساتهه رهيگي -

تاريخ آپ كے قلم سے لكهي هوئي همارے پاس آے يا وهاں كسي اعلى مطبع ميں چهپوائي جاے - اسكي آمدني و قيمت اسيكي اشاعت پر صرف كي جاے يا كسي اور كام پر - ليكن يه ضروري هے كه تاريخ آپ كے دماغ اور قلم سے نكلے -

مزيد طباعت اور اشاعت كے ليے صدها راستے كهل جائينگے - جس زمانه ميں علامهٔ شبلي مشاهير اسلام كي تاريخيں لكهتے تهے' ميں جل جل جاتا تها كه آفتاب كو چهوٹے كے پرتو اور ذروں پر كيوں نظر ڈالتے هيں - آپ كے ليے بهي ميں يهي كهتا تها كه سياسي معاملات كو رهنے ديجيے اور صرف حضرت كي زندگي پر بحث كيجيے -

بهر حال جنون سمجهيے يا ابخره مراقي كا صعود - مجهكو اس خيال نے بے تاب كر ركها هے كه آنحضرت كي تاريخ زندگي كے شايع هونے هي پر اسلام اصلي حالت پر آسكتا هے' اور مجهكو اسيكا خفقان هے -

غلام غوث طبيب (خانپور)

اكسير اعظم يا زندگي كي بهار

—:o:—

ايجاد كردهٔ جناب حكيم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدين صاحب

—:o:—

" ايک سريع الاثر اور مجرب مركب "

ضعف دماغ و جگر كيليے يه ايک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصاً ضعف مثانه اور آن مايوس كن امراض كيليے جنكا سلسله بعض اوقات خود كشي تک مسلسل هوتا هے ايک بے خطا اور آزموده مركب هے - صحت كي حالت ميں اگر اسے استعمال كيا جاے تو اس سے بهتر اور كوئي شے محافظ قوت نہيں هوسكتي -

قيمت في شيشي ۲ - روپيه محصول ڈاک ۲ - آنه

منيجر دي يوناني مڈيكل اسٹورس فوارهٔ صحت
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹريٹ ڈاكخانه ريلسلي - كلكته

تاریخ تمدنی اسلامی کا ایک صفحہ!

غزوات اسلامیہ اور تجارت

دنیا نے جس نقطے سے اپنا سفر شروع کیا تھا ' ہر پھر کے پھر اوسی نقطے پر پہونچ گئی ہے - دنیا کا سورج اپنی تکوین کے پہلے دن وحشت و بہیمیت کے سر پر چمکا ' اور آج تمدن و تہذیب کے خط استواء سے گذر رہا ہے - لیکن اوسکی حرارت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے - اوسکا آتشیں چہرہ جسطرح تکوین عالم کے پہلے دن غصہ سے سرخ تھا ' اوسی طرح آج بھی تابناک نظر آرہا ہے !

بظاہر یہ ایک نہایت تعجب انگیز بات ہے - جس دور ترقی و عہد تمدن نے حقائق و علوم میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا ' اسرار عالم کے چہرے سے نقاب اولٹ دی ' بحر و بر کے ڈانڈے ملا دیے ' فضاے بسیط کے سیاروں کو قوۃ جاذبہ کے ایک رشتہ میں منسلک کرکے خدا کے اس احسان عظیم کو کہ :

خلق لکم ما فی الارض جمیعا	زمین میں جو کچھ ہے اوسکو خدا نے تمہارے ہی لیے پیدا کیا ہے -

پورا کردیا - کیا وہ پھر اوسی عہد ظلمت کی طرف رجعت قہقری کرسکتا ہے ' جو انسان کی سیاہ کاریوں کا ایک تیرہ و تاریک ظلمت کدہ تھا ؟

بظاہر یہ سوال کتنا ہی تعجب انگیز ہو ' لیکن دونوں دور کے نتائج اسکا جواب اثبات میں دیتے ہیں -

یہ سچ ہے کہ وحشت و تمدن دو متضاد چیزیں ہیں ' لیکن دونوں کے نتائج میں عجیب و غریب اتحاد ہے - آگ اگر پانی کو خشک کرسکتی ہے ' تو وہ ایک جامد مادہ کو سیال بھی بنا سکتی ہے - پس جب ایک ہی قوت متضاد نتائج پیدا کرسکتی ہے ' تو دو متضاد قوتیں متحد نتائج کیوں نہیں پیدا کرسکتیں ؟

لیکن اسوقت نظریات کی ہنگامہ آرائی کی ضرورت نہیں - یہاں گفتگو واقعات اور واقعات کے نتائج سے ہے ' اور وہ یکسر عالم آشکارا ہیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں آزاد تھیں ' آج اونکی آزادی اور بھی بڑھ گئی ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ہر چیز کو مباح سمجھتا تھا ' اب ایک اعلی درجہ کا متمدن انسان بھی بلا قید دنیا کی ہر چیز سے تمتع اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان بات بات پر لڑ پڑتا تھا ' آج ایک مہذب انسان بھی سیادت جنسی و وطنی کے جوش میں ذرا سی بات پر تلوار اوٹھا سکتا ہے - زمانۂ وحشت میں انسان ایک بی بی پر قانع نہیں تھا ' آج متمدن آبادیاں بھی زیادہ وسعت و کامیابی کے ساتھہ اسی پر عمل کررہی ہیں - زمانۂ وحشت میں عورتیں صرف ستر عورت کا چھپانا کافی سمجھتی تھیں ' آج تمدن کے کامل لباس (فل ڈریس) میں عہد قدیم کا یہ منظر نظر آسکتا ہے -

زمانۂ وحشت میں انسان اپنے بغض و عداوت کو غیر ضروری اور غیر متعلق چیزوں کی طرف متعدی کردیتا تھا ' وہ ایک شخص سے لڑتا تھا تو اوسکے گھر میں آگ لگا دیتا تھا ' اوسکو متعدد مالی فوائد سے محروم کردیتا تھا ' اوس نے جو تعلقات دوسرے لوگوں سے قائم کر رکھے تھے اونکو منقطع کرنا چاہتا تھا ' اوسکی تجارت اور دوسرے ذرائع معاش میں مختلف طریقوں سے رکاوٹ پیدا کرتا تھا - آج بیسویں صدی کا متمدن انسان بھی یہ سب کچھہ کرتا ہے - وہ کبھی اسٹرائک کرتا ہے ' کبھی بوائیکاٹ کا وعظ کہتا ہے ' کبھی تاروں کا سلسلہ کاٹ ڈالتا ہے ' کبھی ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے ٹرینوں کو اوڑا دیتا ہے ' کبھی تجارتی جہازوں کو روک دیتا ہے بلکہ بعض اوقات اونکو ڈبو بھی دیتا ہے ' اور اسکو دشمن کے بیدست و پا کرنے کا نہایت مہذب اور کامیاب آلہ سمجھتا ہے !

اسلام سے پہلے عرب بھی ایک وحشی ملک تھا ' اسلیے وہ بھی بیسویں صدی کے اس بے پناہ آلے کو استعمال کرتا تھا - بلکہ سب سے زیادہ اوس نے خود اسلام ہی کے مقابلے میں اسکا استعمال کیا - ابتداے بعثت میں دو سال تک کفار قریش نے باہمی معاہدہ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کے خاندان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کردیے تھے - اس معاہدہ کی رو سے نہ کوئی شخص بنو ہاشم کو اپنی لڑکی دیسکتا تھا ' نہ اونکے ہاتھہ کوئی چیز بیچ سکتا تھا ' اور نہ اونکے ساتھہ کسی قسم کا لین دین کرسکتا تھا - سفر تجارت عورتوں کو

مهتر محل

ایک صحن مسجد کا خارجی دروازہ

۱

علي عادل شاہ ثاني کا نا تمام مقبرہ

تاج باولي. تاج سلطانہ بیگم سلطان ابراہیم ثاني کا حوض

مشهور فاتح توپ : " ملـک میدان"

(جو ۱۲۴ فیٹ کے بعد پر هے) پوري صفائي کے ساتهه اپنے عکس صوت کو سنا دیتي هے جو جانب مقابل کے حصهٔ گنبد سے ٹکرا کر واپس آتا هے !

گنبد کے اندر اگر ایک بار تالي بجائي جاـے تو دس بار متواتر گنبد کے غیر مرئي هاتهه اپنے تماشائیوں کو جواب دینگے - اگر گنبد کے زینوں پر ایک چڑهنے والے انسان کے پاؤں چاپ پیدا کرینگے ' تو گنبد کے اندر سینکڑوں نظر سے غائب چلنے پهرنے والوں کي آواز سنائي دیگي ! !

اس عمارت کے جنوبي دروازه پر تین جملوں کا ایک چهوٹا سا فارسي کنده کتبه هے - هر جمله سے باني گنبد سلطان محمد کي تاریخ وفات سنه ۱۰۶۷ ھ نکلتي هے -

اس عمارت کي جانب مغرب ایک نهایت خوبصورت پتهر کي مسجد بهي هے جو لارڈ کرزن کے عهد تک انگریز سیاحوں کا مسافر خانه تها - لیکن لارڈ کرزن کي تجویز " حفاظت آثار قدیمه " نے اس ذلت سے اسکو نجات دي -

(توپ ملک میدان)

حسب تحقیق بعض مورخین یورپ ' توپ کي ایجاد کا فخر مسلمانوں هي کو حاصل هے - حسب تصریح ابن خلدون اندلس کي بعض لڑائیوں میں عرب فوج کے ساتهه توپیں موجود تهیں - علامه ربي پاشا مصري کے کتبخانه میں ابن غانم اندلسي کا ایک خاص رساله توپ کي صنعت پر موجود هے - ترکوں نے اس صنعت کو خاص ترقي دي - سلطان محمد فاتح قسطنطنیه کا توپخانه یورپ کي تمام تاریخ میں اپنے عهد کا عدیم النظیر تسلیم کیا گیا هے -

هندوستان کے میدان میں سب سے پہلے توپ بابر لایا - اکبر نے توپ کي صنعت کو جسقدر ترقي دي ' وه آئین اکبري کے پڑهنے والوں پر ظاهر هے -

اورنـــگ زیب عالمگیر کے عهـــد میں اس صنعت کو جسقدر ترقي هوئي اسکے نمونے هندوستان میں جا بجا موجود هیں -

دولت آباد میں " قلعه شکن " اور پونه میں " فتح کشا " نامي دو توپیں عهد عالمگیر کي یاد دلاتي هیں - یه دونوں توپیں " محمد حسن عرب " کي صنعت سے هیں -

دکن میں مسلمان اور هندو قوتوں کي آخري اور فیصله کن رزمگاه " تالي کوٹ " کا میدان تها جس میں دکن کي پانچ اسلامي ریاستوں نے متفقاً ملکر دکن کي قدیم و مستحکم هندو حکومت بیجانگر کا خاتمه کردیا - لیکن اس غیر متوقع فتح کي قوت در اصل احمد نگر کے توپخانه میں مخفي تهي - توپ " ملک میدان " بهي در حقیقت اسي امارت اسلامیه کي یادگار هے -

یه توپ احمد نگر میں بعهد ابوالغـــازي نظام شاه سنه ۹۰۵ ھ میں ڈهالي گئي تهي - اس کے صناع کا نام اسکي پشت کے کتبه پر " محمد بن حسن رومي " منقوش هے - یه توپ احمد نگر کے قلعه پرنده پر نصب تهي - اتفاق روزگار سے جب یه قلعه بیجاپور کي حکومت میں داخل هوا تو یه توپ بهي سنه ۱۶۳۲ع میں منتقل هوکر بیجاپور آ گئي - سنه ۱۶۸۵ ع مطابق سنه ۱۰۹۷ ھ میں جب عالمگیر نے بیجاپور پر قبضه کیا تو اموال و غنائم میں " ملک میدان " بهي هاتهه آئي - اورنگ زیب نے اس کو یهیں چهوڑ دیا لیکن اسکي پیشاني پر اپنے نام کا سکه ضرب کردیا - برٹش عهد حکومت میں (۱۸۵۴ ع) اس توپ کا طالع اقبال قریب تها که گردش میں آجاـے - ستاره کے کمشنر نے حکم دیدیا تها که دیگر بیکار چیزوں کے ساتهه اس توپ کو بهي نیلام کردیا جاـے - بخت کي واژگوني دیکهو که اس مایهٔ روزگار کي قیمت صرف ۱۵۰ روپیه آنکي تهي !

لیکن هم اس ناقدرداني زمانه کے ممنون هیں جس نے مسلمانوں کے شاهد اقبال کے طور پر اسکو همارے لیے محفوظ رها - دوسري بار پهر یه برٹش میوزیم کے حصه میں آچکي تهي که هماري خوش نصیبي نے پهر چمک کر چهین لیا ' اور یه اب تک بیجاپور کے مغربي شهر پناه کے سب سے بڑے برج پر نصب هے -

ملک میدان کا طول ۱۴ فیٹ ۴ - انچ ' اور اسکا سب سے بڑا قطر ۴ فیٹ ۱۱ - انچ هے - اسکے دهانه کي وسعت اتني بڑي هے که ایک آدمي اچهي طرح بیٹهکر دو پٹه بانده سکتا هے !

دهانه کي شکل ایک اژدهے کے منهه کي سي هے ' جسکے جبڑے بالکل کهلے هوے هیں - جبڑے کے دونوں طرف دانتوں کے اندر دو هاتهي دبے هوے هیں !

جسطرح بیجاپور کا گول گنبد دنیا میں اپنا نظیر نهیں رکهتا ' مشهور هے که اسي طرح یه اپني وسعت و ضخامت و عجیب الشکلي میں اپني نظیر نهیں رکهتي اور دنیا کي سب سے بڑي توپ شمار کي جاتي هے - کتبات کي نقل حسب ذیل هے :

اللـــه

و لا ســـواه　　　　اضافهٔ عالمگیري

۳۰

في سنه جلوس

شـــاه عـــالمگیر غازي پادشاه دین پناه
آنکه داد عدل داد و ملک شاهان را گرفت

مطابق سنه ۱۰۹۷ھ

فتــح بیجـا پـور کـرد و بهر تاریـخ ظفـــر
رو نمود اقبال و گفته: ملـک میدان را گرفت

الله

خادم اهل رسول

ابو الغازي نظام شاه

سنه ۹۵۶

عمل محمد حسن رومي

آثار محـــل
عادل شاهي کتـــب خانه کا نقش پا

تجارتی [illegible] بسعد نہیں کیا - لیکن خداے اسلام کو یه علحدگی [illegible] صحابه کے اس طرز عمل کے متعلق یه [illegible] نازل هوئی

لیس علیکم جناح ان	اگر تم لوگ زمانهٔ حج میں خدا کے
تبتغوا فضلا من ربکم -	فضل یعنی تجارت سے فائده اوٹھاو تو
	یه کوئی گناه کی بات نہیں -

مدینه میں یہودیوں کا مشہور قبیله بنو قینقاع زرگری کا پیشه کرتا تھا - اوس نے ایک بازار بھی قائم کرلیا تھا جو اونهیں کے نام سے مشہور تھا - بعض وقت اون لوگوں نے سر بازار مسلمانوں کے ساتھه اشتعال انگیز شرارتیں بھی کیں - چنانچه ایک مسلمان عورت کسی زیور کیلیے ایک سنار کی دکان پر آئی تو ایک یہودی نے پیچھے سے اکر اوسے بے پرده کردیا (۱) لیکن ان لوگوں کے ساتھه بھی کسی قسم کا تعرض نہیں کیا گیا - بلکه خود حضرت فاطمه رضی الله عنہا کا مکان بھی اسی بازار کے متصل تھا ' اور اس تعلق سے خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم بھی اس بازار میں تشریف لاتے تھے - (۲) غالباً اسی همسائیگی کی بنا پر حضرت علی علیه السلام نے یہودیوں سے لین دین کے تعلقات پیدا کرلیے تھے - چنانچه جب اونہوں نے اپنی دعوت ولیمه کرنی چاهی ' اور اس غرض سے اذخر (ایک گھانس هوتی هے جو سناروں کے کام آتی هے) کاٹنے کیلیے نکلے که سناروں کے هاتھه بیچ کر اسکی قیمت سے دعوت کا سامان کریں ' تو قبیله بنو قینقاع هی کے ایک سنار کو اپنے ساتھه لے جانا چاها تھا - (۳)

خود آنحضرت کے معاملات و قرض کا تمام تر تعلق یہود اور کفار کے ساتھه تھا - چنانچه آپنے ایک یہودی کے یہاں اپنی زره رهن رکھه کر کچھه غله خریدا تھا (۴) حالانکه ایک طویل سلسلهٔ جنگ کے زمانے میں آلات جنگ کو بهرحال محفوظ رکھا جاتا هے -

آنحضرت کے تمام خانگی اور ذاتی معاملات کا انتظام حضرت بلال کے متعلق تھا - یه انتظامات جس طرح انجام پاتے تھے ' اوسکا حال جس تفصیل سے خود حضرت بلال نے بیان کیا هے ' اوس سے ثابت هوتا هے که معاملات کے متعلق اسلام کسقدر بے تعصب اور فیاض تھا - حضرت بلال فرماتے هیں : " آنحضرت کے پاس کوئی سرمایه نہیں تھا - ابتداے بعثت سے تا دم وصال میں هی آپ کے مصارف کا انتظام کرتا تھا - چنانچه آپ کی خدمت میں جب کوئی برهنه تن مسلمان آجاتا تو میں آپ کے حکم سے جاکر پہلے قرض لیتا ' پھر اوس سے کپڑا خرید کر اوسکو پہناتا ' اور کھانا خرید کر کھلاتا تھا - اس معمول کو دیکھکر ایک دن ایک مشرک نے مجھه سے راه میں کہا که میں دولتمند آدمی هوں ' مجھی سے قرض لے لیا کرو ' اور کسی سے نه لو - چنانچه مینے اوسی سے معامله کرلیا - ایک دن وضو کرکے اذان دینے کیلیے اوٹھا تو مینے دیکھا که تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھه وه آ رها هے - جب اوس نے مجھے دیکھا تو منه بنا کر نهایت سخت الفاظ میں کہا " اے حبشی ! تجھے معلوم هے که مهینه کب ختم هوگا ؟ " مینے کہا " اب ختم هی هوا چاهتا هے " اوس نے کہا " اب صرف چار دن رهگئے هیں - تم پر جو قرض هے ' اب وصول کرلونگا - نتیجه یه هوگا که جسطرح تم پہلے بکریاں چراتے پھرتے تھے اوسی طرح مفلس هوکر سرگشته پھروگے " مجھے یه سنکر نهایت رنج هوا - عشاء کے بعد جب حضور اقدس گھر میں تشریف لائے تو اذن طلب کرکے حاضر خدمت هوا ' اور عرض کیا که جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا ' اوس نے آج مجھه سے نهایت سختی کے ساتھه گفتگو کی - نه آپ کے پاس کچھه هے ' نه میرے پاس که اوسکا قرض ادا کروں - وه میری عزت و آبرو کے پیچھے پڑ گیا هے - آپ مجھے اجازت دیجیے که کسی مسلمان قبیله میں اوسوقت تک کیلیے بھاگ جاوں جب تک خدا آپ کو قرض ادا کرنے کے قابل بنادے - یه کہکر میں آپ کی خدمت سے واپس آیا - تلوار ' ڈھال ' توشه دان ' اور پاپوش کو سرهانے رکھکر سوگیا ' اور صبح کاذب هونے کے ساتھه هی بھاگ نکلنے کا اراده کیا - اسی حالت میں ایک آدمی دوڑتا هوا آیا که تمہیں آنحضرت بلا رهے هیں - میں گیا تو چار اونٹنیاں بیٹھی هوئی نظر آئیں جن پر سامان لدا هوا تھا - آنحضرت نے فرمایا " قرض کے ادا کرنے کا سامان تو هوگیا - کیا تم نے اونٹنیاں نہیں دیکھیں ؟ پھر آپ نے فرمایا : تم اونکو مع اوس غله اور کپڑے کے جو اون پر لدا هوا هے لیجاؤ ' اور اوس سے قرض ادا کردو - فدک کے بادشاه نے ان کو میرے پاس بطور تحفه کے بھیجا هے - میں قرض دیکر پلٹا تو آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے پوچھا : " سب قرض ادا هوگیا " مینے کہا : هاں ' اب کچھه باقی نہیں هے "

خارجی ممالک سے اهل عرب نے جو تجارتی تعلقات قائم کرلیے تھے ' اسلام پر اونکا نهایت مضر اثر پڑتا تھا - چنانچه عرب میں شام سے جو قافله غله لیکر آتا تھا وه اسلام کیلیے نهایت خطرناک تھا - یہاں تک که آپ نے جب حضرت کعب بن مالک رضی الله عنه سے عدم شرکت غزوهٔ تبوک پر تمام اخلاقی تعلقات منقطع کرلیے ' اور تمام صحابه کو اون سے علحدگی کا حکم دیا ' تو اونکو شام کے ایک نبطی نے جو مدینه میں غله لیکر آیا تھا ' بادشاه غسان کا ایک خط دیا ' جسکا مضمون یه تھا :

قد بلغنی ان صاحبک	مجھے معلوم هوا هے که تمهارے آقا نے
قد جفاک ' ولم یجعلک	تم پر ظلم کیا هے ' لیکن خدا تمکو ذلیل
الله بدار هوان و لا مضیعة	و برباد نہیں کریگا - تم هم سے مل جاؤ
فالحق بنا نوالک (۱)	هم تمهارے ساتھه همدردی کرینگے -

اگر حضرت کعب بن مالک کے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں نه ڈالدیا هوتا ' تو اسکا نتیجه صرف یهی نہیں هوتا که اسلام کے دائره سے ایک فرد نکل جاتا بلکه غزوات اسلامیه پر بھی اسکا نهایت مضر اثر پڑتا - با اینهمه اسلام کیوجه سے ان تاجروں کی گرم بازاری میں کوئی فرق نہیں آیا - بلکه ایک بار آپ نماز جمعه پڑھا رهے تھے - اسی حالت میں شام سے ایک قافله آ گیا - تمام مسلمان نماز چھوڑ کر اوسکی طرف دوڑے ' اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے ساتھه صرف ۱۲ آدمی رهگئے - اسپر یه آیت نازل هوئی :

و اذا راوا تجارة او لهون انفضوا	جب وه تجارت یا لهو کو دیکھتے
الیها و ترکوک قائما -	هیں ' تو اوسکی طرف دوڑتے
	هیں اور تجھکو کھڑے کا کھڑا چھوڑ دیتے هیں - (۲)

مفسرین کرام نے " لهو " کی تفسیر میں لکھا هے که وه لوگ اعلان عام کیلیے گھنٹه بجاتے تھے - اس سے اونکی آزادی تجارت کا اندازه هوسکتا هے - افلاس کدهٔ عرب کی عام غذا تو کھجور اور جو کی روٹی تھی ' لیکن جو لوگ دولتمند هوتے تھے ' وه میده کی روٹی کھاتے تھے - لیکن اسکے لیے نهایت شوق کے ساتھه شام کے قافله کا انتظار کرنا پڑتا تھا - چنانچه جب وه قافله آتا تھا تو وه لوگ صرف اپنے لیے میده خرید لیتے تھے - باقی تمام گھر کا خرچ اوسی جو اور کھجور سے چلتا تھا (۳) - زمانهٔ اسلام میں بھی یهی حالت قائم رهی -

---

(۱) تاریخ ابن اثیر

(۲) بخاری جزو ۳ - ص - ۶۶ -

(۳) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۶۳ -

(۴) بخاری جزو ۲ - ص - ۵۶

---

(۱) بخاری جزو ۲ - غزوهٔ تبوک -

(۲) بخاری جزو ۳ - صفحه ۵۵ -

(۳) [illegible] - ص - ۴۹۴ -

پھیروں کے پاس جانا (متی ۹ : ۱۶)

اپني اس ايجاد پر بڑا ناز هوگا كه وه آب و دانه كا فاقه كركے قيد خانے كي مصيبتوں سے بچ جاتي هيں - ليكن سب سے پہلے عرب كي ايک عورت نے اسلام كے مقابلے ميں اس آلے كا استعمال كيا تها - جب حضرت سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه اسلام لائے ' تو اونكي ماں نے ناراض هوكر قسم كهالي كه اگر وه اس مذهب سے باز نه آئے تو نه اون سے كبهي بولوں گي ' نه كهانا كهاوں گي ' نه پاني پيوں گي - يه محض دهمكي هي نه تهي ' بلكه اُس نے اس پر عمل بهي كيا ' اور اسي حالت گرسنگي ميں تين دن گذار ديے - تيسرے دن جب فرط ضعف سے بيهوش هوگئي ' تو اس نازک حالت كو ديكهكر اُسكے دوسرے لڑكے نے پاني پلا ديا - هوش ميں آئي تو سعد كو بد دعائيں ديں - (۱)

ابتدائے اسلام ميں بعض صحابه نے بهي كفار كو تجارت كي روک توک كي دهمكي دي تهي - چنانچه غزوۂ بدر سے پہلے ايک بار حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه عمره كي غرض سے مكه آئے ' اور قديم دوستانه تعلقات كي بنا پر اميه بن خلف كے يہاں قيام كيا - چونكه كفار آزادي كے ساتهه عمره لانے كا موقع نهيں ديتے تهے ' اسليے انهوں نے ايک دن موقع پا كر دو پهر كے سناٹے ميں اميه كے ساتهه طواف كرنا چاها - اتفاق سے ابوجهل سے ملاقات هوگئي - اُس نے كہا : " تم اس طرح بيدهڑک مكه ميں طواف كر رهے هو ' حالانكه تم نے گمراه مسلمانوں كو اپنے يہاں پناه دي هے اور انكي مدد كر رهے هو ؟ اگر تم ابوصفوان (اميه) كے ساتهه نه هوتے ' تو يہاں سے ديكهو وابس نه جا سكتے " -

اس پر حضرت سعد بن معاذ كو بهي غصه آگيا - اُنهوں نے بهي دهمكي دي : " اگر تم مجهے طواف سے روكوگے تو ميں تمهاري راه ميں اس سے بهي سخت ركاوٹيں پيدا كرونگا ' يعني مدينه كے راستے سے تمهارا جو كارروان تجارت شام كو جايا كرتا هے ' اوسكو روک دوں گا " (۲)

حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه نے يه صرف دهمكي هي دي تهي ' مگر بعض مسلمانوں نے اس پر عمل بهي كيا - چنانچه صلح حديبيه كے بعد جو مسلمان مكه سے بهاگ كر ساحل دريا پر مقيم هوگئے تهے ' وه مجبوراً قريش كے كارروان تجارت كي لوٹ سے اپني ضرورتيں پوري كرتے تهے - تاهم خود آنحضرت نے نه تو كبهي ايسا كہا اور نه اسپر پسنديدگي ظاهر كي - چنانچه جب قريش نے ساحل بحر كے مسلمانوں كي شكايت كي تو (حسب تصريح بخاري) آپنے انهيں اپنے پاس بلا ليا -

اسلام دنيا ميں خالي هاتهه آيا - نه اوسكے دامن ميں لعل و جواهر كے ذخيرے تهے ' نه وه اپني جيب ميں چاندي سونے كے سكے ركهتا تها - نه اوسكے پاس اس قدر سرمايه تها كه لوگوں سے لين دين بڑهاتا ' تجارت كي منڈياں قائم كرتا ' يا كم از كم بازار ميں ايک معمولي سي دكان هي لگا ديتا - اوسكي جهولي ميں صرف مخلصين مومنين كے چند دل تهے ' جو اگرچه لعل و جواهر سے زياده گران قيمت اور چاندي سونے كے سكوں سے زياده بيش بها تهے ' ليكن اُسوقت عرب كے بازار ضلالت ميں اس سودے كا كوئي خريدار نه تها !

اُس زمانے ميں عرب كي تجارت كا تمام كار و بار كفار مكه اور يهود مدينه كے هاتهه ميں تها ' ليكن عرب ميں جو بد اخلاقياں عموماً پهيل گئي تهيں ' اونكا اثر سب سے زياده داد و ستد كے معاملات پر پڑتا تها - اس بنا پر تجارت تمام اخلاقي خرابيوں كا مركز بن گئي تهي - عرب ميں سب سے زياده متمول اور كار و باري قوم يهود كي تهي - ليكن يه لوگ معاملات ميں نهايت سخت اور حريص تهے - يهاں تک كه بچوں اور عورتوں تک كو رهن ركهتے تهے (۱) اور قرض كے تقاضے ميں نهايت بے مروتي كا اظهار كرتے تهے - چنانچه حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنه كے والد نے جب انتقال كيا تو انپر ايک يهودي كا قرض باقي رهگيا تها - اوس نے تقاضا كيا تو حضرت جابر رضي الله عنه نے چند دنوں كي مهلت مانگي - اوس نے انكار كرديا - اونهوں نے آنحضرت سے سفارش كرائي - آنحضرت اوسكے پاس خود تشريف ليگئے اور اس معامله كے متعلق بالمشافه گفتگو كي - ليكن اوس نے آپ كي سفارش كو بهي رد كرديا (۲) معاملات كے متعلق كفار كا جو طرز عمل تها وه اس سے بهي زياده سخت تها ' اور اوسكا اثر مسلمانوں پر بلكه خود اسلام پر بهي پڑتا تها - عاص بن وائل پر خباب كا كچهه قرض تها - جب اونهوں نے اوس سے تقاضا كيا تو اوس نے كہا : جب تک تم محمد صلى الله عليه وسلم كي رسالت كا انكار نه كروگے ' ميں تمهارا قرض ندوں گا ! (۳)

يه لوگ خود آنحضرت كے ساتهه بهي نهايت بيهوده طريقه سے پيش آتے تهے - آپ پر ايک كافر كا قرض تها ' اوس نے اس سختي كے ساتهه آپ سے تقاضا كيا كه صحابه اس كي بے ادبي پر ضبط نه كرسكے ' اور اوسكو اس گستاخي كي سزا ديني چاهي - ليكن آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے يه كهكر روكديا : " جسكا حق هے وه اسقدر باتيں بهي سنا سكتا هے " (۴)

اهــل عرب نے خارجــي ممالــک سے جو تجــارتــي تعلقات قائم كرليے تهے ' وه بهي اسلام كيليے نهايت مضر تهے - چنانچه حضرت دحيه كلبي جب آنحضرت كا خط هرقل شاه قسطنطنيه كے پاس ليكر گئے تو اسوقت ابو سفيان تجارتي اغراض سے شام ميں مقيم تها - هرقل نے اوسكو طلب كيا اور آنحضرت كے متعلق متعدد سوالات كيے - ان سوالات كي سنجيدگي نے اگرچه ابو سفيان كو آنحضرت يا اسلام كے معائب و مثالب كے اظهار كا موقع نهيں ديا ' تاهم جب آنحضرت كے وفاے عهد كے متعلق دريافت كيا گيا تو باوجوديكه اوسكو آنحضرت كي پابندي عهد كا علم تها ' ليكن هرقل كو يه كهكر در پرده مشتبه كردينا چاها كه " اسوقت تو هملوگوں كے درميان معاهده صلح هو گيا هے ' ديكها چاهيے وه اسكو قائم ركهتے هيں يا نهيں ؟ " چنانچه ابوسفيان كو خود اعتراف هے كه اُسنے به هزار دقت يه موقع پيدا كيا تها :

ما اتمكني من كلمة ادخل فيها شيئا غير هذا - (۵)

هرقل نے مجهے يه موقع هي نهيں ديا كه اسكے سوا كسي اور سوال كے جواب ميں تدليس اور فريب كاري كرسكوں -

ان اسباب كي بنا پر اسلام تجارتي معاملات ميں روک توک كرنے كا جائز حق ركهتا تها - ليكن اسلام كي ده ساله فاتحانه تاريخ ميں ايک موقع بهي ايسا نهيں پيش آيا جهاں اسلام كي كوه شكن قوت كسي كاروباري ترازو سے ٹكرائي هو - بلكه اسكے خلاف اسلام نے عرب كے اندر تجارت كا بازار اور زياده گرم كرديا - زمانۂ جاهليت ميں اهل عرب نے خانه كعبه كے متصل ذوالمجنه ' عكاظ ' ذوالمجاز وغيره متعدد بازار قائم كرليے تهے جو زمانۂ حج ميں تجارت كي اچهي خاصي منڈي بن جاتے تهے - اسلام نے چونكه جاهليت كے اكثر شعائر مٹا ديے تهے ' اسليے اول اول صحابه نے اون بازاروں سے

---

(۱) صحيح مسلم جلد ۲ ص ۳۲۷ مناقب سعد بن ابي وقاص

(۲) بخاري جزو - ۵ - ص - ۷۱

(۱) بخاري جزو - ۳ - ص - ۱۱۸

(۲) بخاري جزو - ۶ - ص - ۳۵ -

(۳) بخاري جزو ۵ ص - ۷۱

(۴) بخاري جزو ۵ ص - ۹۱

(۵) بخاري جزو ۳ - ص - ۱۱۷ -

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر آگئی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حروف کی کتابت ہے اور ۳۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

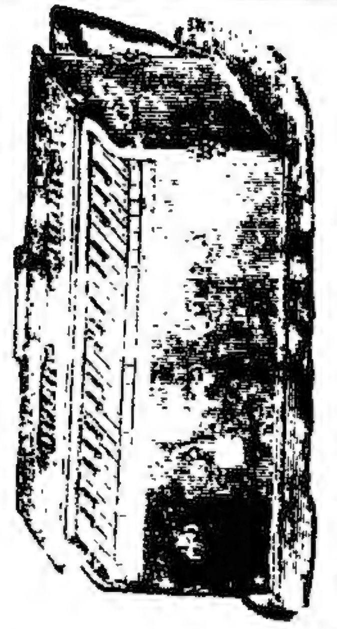

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہمارا سائنس فکس فورٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں گواسان لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلیدینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - ہندی ہارمونیم سکھیا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا ذمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون ' مرگی والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابی وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا -
قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبہرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبہرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہد - ڈسٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے ہیں - " مینے اوبہرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سی - پی ایف - ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی ہیں :- " نمونے کی شیشیاں اوبہرالین کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پا " -

مس ایم - جی - ایم - براڈی - ایم - ڈی - (برن) بی - ایس - سی - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈی بمبئی فرماتی ہیں : " اوبہرالین جسکو مینے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

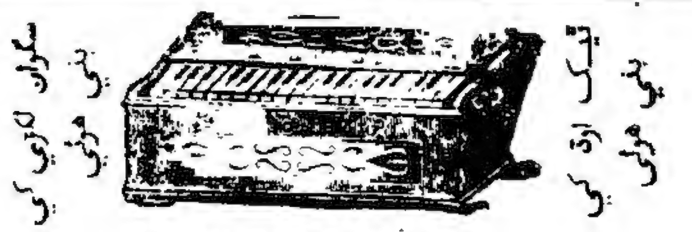

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ
ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot, 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹانین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا ہے یہ دماغی و جسمانی شکایتونکو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - ہسٹریہ وغیرہ او بھی مفید ہے ۲۸ گولیوں کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایکدم دور ہو جاتی ہے اس کے استعمال کرتے ہی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کی افزائش - رگوں کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattia & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسمانی ' و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

المسئلة والمناظرة

(النوم)

از روے طب قدیم

گذشته اشاعت میں بہ ضمن مذاکرهٔ علمیه جناب نے جو تحقیقات نیند اور اسکی حقیقت کے متعلق شائع فرمائی ہے ' اور حکماء یورپ کے مختلف اقوال و مذاهب کا خلاصه درج کیا ہے ' اسے خاکسار نے نہایت دلچسپی اور ذوق سے پڑھا - لیکن افسوس ہے که جو کچھه تحقیقات ہمارے طب قدیم میں اسکے متعلق موجود ہے ' اسکے مقابلے میں اس کی کوئی خاص وقعت محسوس نہوئی ' اور نه کوئی ایسا نیا حل ملا جو تحقیقات طبیهٔ قدیمه سے بے نیاز کردے - اگر اس راے کو " قدامت پرستی " کے الزام دہی کا آله نه بنایا جاے تو کہا جا سکتا ہے که حکماء یورپ کی تحقیقات نے بجاے حل مشکلات و تسہیل مطالب کے اور زیاده حقیقت کو مستور کردیا ہے -

جناب مجھے اجازت دیں که نہایت مختصر طور پر طب قدیم کی تحقیقات بھی اسکے متعلق عرض کردوں ' تا که ارباب نظر و حکمت کے سامنے دونوں چیزیں به یک وقت آجائیں اور وه غور کرسکیں که حقیقت سے اقرب کونسی راه ہے ؟ بہت ممکن ہے که کوئی صاحب ان دونوں بیانات کو پڑھکر مزید غور و فکر کریں ' اور ایک مفید سلسله مباحث علمیه کا اسپر مرتب کیا جا سکے - مذاکرهٔ علمیه سے اصل مقصود یہی ہے اور علمی معلومات و مذاق کو بغیر اسکے نشوؤ نما نہیں مل سکتی -

(تحقیقات طبیه)

النوم حال یعرض للحیوان ان یقف فیه النفس عن استعمال الحواس الظاهرة و الحرکات الارادیة ' و یلزمه رجوع الروح النفسانی و انقطاعه عن الآلات الی المبدء ' لا بالکلیة بل ینبعث فیه شي تسیرالیها ' و بحسب ذالک یکون استغراق النوم و عدم استغراقه -

نوم حیوان کے ایک حال کا نام ہے ' اس میں نفس حواس ظاهر اور حرکات ارادیه سے (جو مثل جواسیس و خدام ہیں) کام لینے سے رکجاتا ہے اور روح نفسانی بھی به تتبع نفس نفوذ ظاهر سے باز رہتی ہے ' اور مبدء سے آلات کا تعلق مسدود ہو جاتا ہے - یه تعلق جسقدر مسدود ہوگا اوسی قدر گہری نیندطاری ہوئی -

اولاً یه امر ذہن نشین ہوجانا چاہیئے که دماغ مبدء قوة نفسانی ہے - حواس خمسهٔ ظاهره ' بصر ' سمع ' شامه ' ذوق ' لمس میں اور اعصاب مثل جواسیس و آلات کے ہیں - معلومات حاصله کو حواس ظاهره حس مشترک کے حوالے کردیتے ہیں - حس مشترک منجمله قواء دماغ ایک قوة ہے جسکا فعل صرف احساس مدرکات ظاهره ہے - ان مدرکات کی ترکیب و تفصیل و اخذ معانی جزئیه دوسری دماغی قوة متصرفه کا فعل ہے ' اور جلب نافع و ہرب عن الضار ایک اور قوة دماغی کا فعل ہے جسکو " محرکه " کہتے ہیں - حواس خمسه کی مثال ٹیلیفون اور دوربین کی سی ہے - یه ہر دو آلات مدرک بنفسه نہیں ہیں جب تک که کوئی دیکھنے والا یا سننے والا نه ہو - اعصاب محرکه مثل انجن کے ہیں - جبتک اسکا کوئی چلانے والا نه ہو وه بیکار محض ہے -

معده کی بخارات رطبیه و دهنیه رگوں کے ذریعه سے بجانب دماغ متصاعد ہوتے ہیں ' اور تراکم کی شکل میں متغیر به رطوبات ہو جاتے ہیں - یه رطوبت چونکه اعصاب کو مسترخی کردیتی ہے اسلیے اجزاء دماغ و اعصاب ایک دوسرے پر منطبق ہو جاتے ہیں ' روح نفسانی جو حامل قوة نفسانی ہے ان بخارات کے اختلاط سے کثیف ہو جاتی ہے ' اور تعلق مبدء کا آلات سے منقطع ہو جاتا ہے ' کیونکه روح نفسانی کا نفوذ مثل نفوذ شعاع شمس کے ہے - جب ہوا میں دهواں ملجاتا ہے ' تو دهوپ بہت ہلکی ہوجاتی ہے - یا جب ابر آجاتا ہے تو سایه ہو جاتا ہے - اسیطرح ابتداء نوم میں اصوات محسوس ہوتی رہتی ہیں ' جب اس تکدر روح اور اجزاء مانع وصول کا انطباق بجانب دماغ ہو جاتا ہے ' تو نائم مستغرق کو مناظر و اصوات و رائحه و ذائقه و خشونت و صلابت وغیره مستدرک نہیں ہوتے - اسی لیے بچوں ' نوجوانوں ' مرطوب مزاجوں کو زیاده اور گہری نیند آتی ہے ' اور یابس المزاج کو کم آتی ہے - حالت نوم میں نفس کے ساتھه روح و اخلاط (موجبات حر) بھی بجانب باطن متوجه ہو جاتے ہیں ' اور ظاهر بدن میں برودت ہو جاتی ہے ' یہی وجه ہے که نائم کو سردی زیاده محسوس ہوتی ہے اور حالت خواب میں زیاده کپڑے اوڑھنے پڑتے ہیں -

اضطرار الی النوم کی وجه یه ہے که طبیعة حالت بیداری میں احساس اور حرکت ارادی کے کمال کیطرف متوجه رہتی ہے اور یه افعال روح کی حرکت سے ظہور پذیر ہوتے ہیں - حرکت موجب تحلل ہے - باوجودیکه بدل ما یتحلل ہر آن ہوتا رہتا ہے ' مگر نه اسقدر که تلافی مافات کو کافی ہو - کیونکه روح اور خون کے ساتھه حرارة غریزی ظاهر بدن کیطرف مائل ہوتی ہے - بدینوجه افعال هضم و استحالل و تسئیل باطن بدن میں بدرجه اتم نہیں ہوتے - پس ایک ایسے وقفه کی ضرورت ہے که طبیعة بالکلیه بجانب باطن متوجه ہوکر افعال کی تکمیل کرے اور اس سے اجتماع روح و قوی ' و استراحت تامه حاصل ہو - اوسی توقف کا نام نیند ہے -

محمد علی بیگ (دهلی)

(بقیه مضمون صفحه ۲۵ کا)

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے که اسلام کسطرح غیر مذهب کے تاجروں کا خیر مقدم اور استقبال کیا کرتا تھا - اور تجارتی آزادی کو کس طرح اس نے ہر عہد اور ہر دور میں قائم رکھا ؟

لیکن یه یورپ کی زبان میں عہد وحشت تھا - یه ان لوگوں کا دور تھا جنہوں نے تلوار کے زور سے لوگوں کو اپنا حلقه بگوش بنایا ' جنکے پاس حق اور عدالت کی کوئی دعوة ایسی نه تھی جو تلوار کے سایے سے باہر بھی دنیا کو متوجه کرسکے ! با ایں همه یورپ کی تہذیب اور نوع پرستی کے منتہاء کمال کو بھی آج هم نہایت دلچسپی سے دیکھه رہے ہیں - ہمارے سامنے اُن مقتولین کی لا تعد و لا تحصی فہرستیں ہیں جو میدان جنگ میں نہیں بلکه امن و انزوا کی بستیوں میں مارے گئے ' هم ہر روز اُن جہازوں کی تباہی کا افسانه پڑھتے ہیں جو ڈبو دیے گئے اسلیے که اسمیں انسانوں کی ایک جمعیت اور انسانی غذا کی ایک کافی مقدار تھی - هم اُن شریفانه اعلانات و مہذبانه عزائم کی سرگذشتیں سن چکے ہیں جن میں اپنے تفوق و عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یه دیا جاتا ہے که دشمن کی انسانی ابادیوں کو بھوک اور افلاس سے یکسر قتل کر دیا جائیگا اور تجارتی راہیں تمام مسدود کردی جائینگی - پھر ان اعمال انسانیة ' ان افعال مدنیة ' ان اعلانات شرافت ' پر فخر ہے ' غرور ہے ' ناز ہے ' مسابقت ہے ' منافست ہے ' اور ہر فریق مدعی ہے که اس نے سب سے زیاده درندگی کی ' اور سب سے زیاده انسانوں کو ڈسا اور چیرا اور پھاڑا - پھر آج عالم انسانیة تمدن کیلیے تشنه ہے یا وحشت کیلیے ؟ دنیا کے مستقبل کو پکارنا ہے یا ماضی کو ؟

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱ — کلکته : جمعه - ۲ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري ، — نمبر - ۳
Calcutta : Friday, December 10 1915.

ترجمان القرآن

يعني قران حکيم کا اردو ترجمه ، از خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و ترويج کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ، جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ، اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پهلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ، وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ، امام الاعلام ، مجدد العصر ، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ، جنهوں نے سب سے پهلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ، اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ، اور اردو زبان ميں ترجمة القران کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ، و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ، ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ، اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ، جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ، و بلاغت و انشاء مخصوص ، و فهم حقائق و معارف قرانيه ، و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ، عام فهم ، معني خيز ، حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ، اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ، اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ، اور بچوں ، عورتوں ، سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ، ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

قيمت في پرچه — چار آنه

البیان
فی
مقاصد القرآن

هذا بیان للناس، و هدی و رحمة لقوم یوقنون

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر از خامه اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکی محیط الکل معلمانه دعوة کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے شروع ہوا ہے، یه اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے!

یه تفسیر [illegible] مطبع [illegible] شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے [illegible] شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحه کی تفسیر ہوگا انشاء الله ۱۵ - دسمبر کو شائع ہوجائیگا - قیمت سالانه آخر محرم تک چار روپیه بعد کو پانچ روپیه -

---

اڈیٹر الہلال کی رائے

میں ہمیشه کلکته کے یوروپین فرم "[illegible]" کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبه مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خریدی ہیں، اور میں اعتراف کرتا ہوں که وہ ہر طرح [illegible] اور عمدہ ہیں، اور یوروپین کارخانوں سے مستغنی کردیاتی ہے - مزید براں مقابلتاً قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے

اڈیٹر واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی [illegible] عمدہ مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیونکی ضرورت ہو تو ان میں سے ایک منگوکر آزمائیے [illegible] قیمت وغیرہ کی [illegible] میں پڑ کر دھوکا نه اٹھائیں -

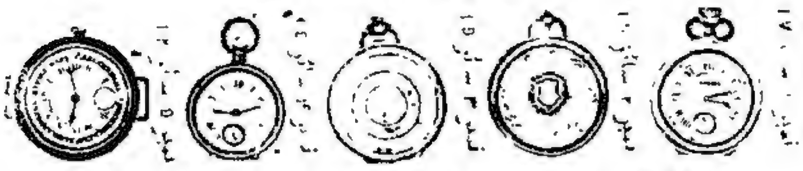

۱ - انگما واچ پتلی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیه -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۶ روپیه -

۳ - چاندیکی ڈبل کیس منل کرونامیٹر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیه -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیه -

۵ - نیو رسٹ واچ ہاتھه کی ریب دینے والی مع تسمه گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیه سے ۲۲ - روپیه تک -

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لائق و تجربه کار ڈاکٹرونکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعه وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل دی جائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۲ روپیه سے آٹھ روپیه تک -

عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیه سے پندرہ روپیه تک - محصول ڈاک وغیرہ ۶ - آنه -

دو نظر (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیه زیادہ -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑی نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلی کلکته

جسکا درد وهی جانتا ہے، دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یه سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمه کے مریض ناقابل برداشت تکلیف دمه سے پریشان ہوتے ہیں، اور رات و دن سانس پھولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے ہیں، اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھیے! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے که اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیا از دھتورہ، بھنگ، [illegible]، پوٹاس [illegible] دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مرا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی ایجاد [illegible] اصول سے بنی ہوئی دمه کی دوا انمول جوہر ہے - یه صرف ہماری [illegible] نہیں ہے بلکه ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایک مرتبه اسے بھی آزمائیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیه چار آنه فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا ہے - (۲) اور کچھه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel Address - "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648
AL-BALAGH.
: Chief Editor.
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکته
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماهی - ۶ - ۱۲ - آنه

نمبر - ۳
کلکته : جمعه - ۲ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 10 1915.
جلد ۱

بعض اطلاعات مهمه

(۱) گذشته اشاعت میں هم نے "ترجمان القران" اور "البیان" کي پیشگي قیمتوں کي ترسیل کے متعلق بالتفصیل لکھا تھا - امید هے که احباب کرام اسپر مزید توجه فرمائیں گے - اگر انھیں یه کتابیں لیني هیں تو بهرحال قیمت بهیجني هي هے - پھر اسمیں کیا حرج هے که وه ابھي سے بهیجدیں - ایک ذرا سے تقدیم و تاخیر کے ذریعه وه پریس کیلیے اپنے عمل کو مفید بنا سکتے هیں -

(۲) اکثر حضرات نے لکھا هے که "البیان" کي رعایتي پیشگي قیمت کیلیے آخر محرم تک کي مدت مقرر کي گئي تھي - اگر اسے زیاده وسیع کردیا جاے تو لوگوں کو مزید موقع ملے- هم اسکے لیے بھي طیار هیں :

بجان و دل ' اگرت هست میل ' مانع نیست
مئے مغانه سبیل و در مغاں بازست !

چنانچه پہلي صفر کي جگه اب هم آخر صفر تک کي مدت کا اعلان کر دیتے هیں جب تک که "البیان" کا پہلا نمبر شائع هوجائیگا - البته واضح رهے که اصولاً یه مدت صرف پہلے نمبر کي اشاعت سے قبل تک هي کیلیے هے - جن حضرات کي قیمتیں اشاعة سے پہلے دفتر میں پہنچ جائینگي ' وه سب اس اعلان کے ماتحت محسوب هونگي -

(۳) اکثر احباب "البیان" کے متعلق مزید حالات دریافت کرتے هیں - مثلاً یه که پورے قران کي تفسیر کب تک ختم هوگي ؟ کل تفسیر کتني جلدوں میں هوگي ؟ پہلے ٹکڑے میں کتنے حصے کي تفسیر نکلیگي ؟

جواباً گذارش هے که البیان کي اشاعة کا کسي قدر انتظار کیجیے- اسي سے سارے سوالات حل هو جائینگے - اسکا اندازه سردست کون کرسکتا هے که پورے قران حکیم کي تفسیر کتني جلدوں میں ختم هوگي ؟ آپ ایک چھوٹا سا مضمون لکھنے بیٹھتے هیں تو قصد و اندازه کے خلاف بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتي هے ؟ پھر کلام الہي کے حقائق و معارف کا تو عالم هي دوسرا هے :

ایں زمیں را آسمانے دیگر ست !

یه صرف اللهي کے هاتهه میں هے که وه اپنے علوم و اسرار کے جتنے دروازے چاهے کھول دے ' اور جتني حقیقتوں کو چاهے بے نقاب کردے - جس انداز پر اس وقت تفسیر لکھي جا رهي هے ' اور جسطرح بلا علم و قصد خود بخود نئي نئي بحثیں کھل رهي هیں اور نئے نئے انکشافات هو رهے هیں ' اوس کے دیکھنے سے تو معلوم هوتا هے که نہایت هي بسط و تفصیل کے ساتهه هر منزل بحث کو طے کرنا پڑیگا - سردست تفسیر کا پہلا ٹکڑا جو شائع هوگا ' وه صرف سورۂ فاتحه کي تفسیر هے - مگر اسکي سات آیتوں کے اندر هي مباحث و معارف قرآنیه کا اسقدر وافر ذخیره توفیق رباني سے فراهم هوگیا هے ' که لکھنے سے پہلے اسکا گمان و وهم بھي نه تھا - خیال تھا که زیاده سے زیاده چار پانچ جزو میں یه حصه ختم هوجائیگا ' لیکن جب لکھنا شروع کیا اور یکے بعد دیگرے مطالب و حقائق سے پردے اٹھنے شروع هوے ' تو نظر آیا که پانچ چھه جزو تو السبع المثاني کي صرف ایک آیة کیلیے بھي کافي نہیں ! و لله در من قال .

هماں عشق ست بر خود جلوه حسن داستاں ' ورنه
کسے بر معني یک حرف صد دفتر نمي سازد !

و في هذا المعني قول قائل اخر :

شربت الحب کاسا بعد کاس
فما نفد الشراب و لا رویت !

اور پھر با ایں همه تفصیل و توسع ' اگر اس عاجز کے دل سے پوچھیے تو سچ یه هے که جو کچھه هو رها هے ' یه بھي ایک اشاره و رمز سے زیاده نہیں :

به رمز نکته ادا مي کنم ' که خلوتیاں
سر سبو بکشادند و در فرو بستند !

البته حق سبحانه و تعالی سے التجا هے که اللہ وه عمر و فرصت میں اتني مہلت ضرور عطا فرماے که یه ابتدا کسي نه کسي طرح انتہاء تک پہنچ جاے ' اور جو کچھه اس نے اپنے فضل عمر نواز سے مرحمت فرمایا هے ' وه تدوین و تحریر سے محروم نه رهے - تاهم نه بھي اپني آرزو ' اپني نظر ' اپنا پیمانۂ سود و زیاں ' اور اپنا علم نفع و ضرر هے ' اور حکم اسي کا جاري ' اور حکمت و مصلحت اسي کي حکمت و مصلحت هے - اگر اسکي مرضي وه نہو جو اپني مرضي هے ' تو پھر وهي هو جو اسکي مرضي هے : وما تشاؤن الا ان یشاء الله ' ان الله کان علیما حکیما !

ولو قلت لي مت ' مت سمعاً و طاعة
و قلت لداعي الموت اهلاً و مرحبا !

و قال في المثنوي :

گر طمع خواهد ز من سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں !

تفسیر کے علاوه ایک اهم و مستقل چیز تفسیر کا "مقدمه" هے - انشاء الله تعالی اسکے ابتدائي اجزا بھي البیان کي اولین اشاعة کے ساتهه شائع هوجائینگے اور پھر اصل تفسیر کے ساتهه چھپتے رهینگے - امید هے که مقدمه بہت جلد پورا هوجاے - کیونکه وه ایک مستقل و مرتب چیز هے -

"کتاب مرقوم یشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال
في
مجلدات الهلال

گاه گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہي وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیۃ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کي تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ، و مضامین و مقالات سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاهیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، سلسلۂ عام طرز تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاهیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپني خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا-

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي، اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہي اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہي سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاهد في سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئي مذہبي بیداری پیدا ہوگئي ہے: و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد في سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاهیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے-

(۷) چھہ مہینے کي ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی گئي ہے - ولایتي کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں جدید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسري جلد دوبارہ چھپے گي - تیسري، چوتھي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با این ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے- ایک روپیہ جلد کي اجرت ہے-

ہے' تو اس وقت یہ واقعہ کوئي پہلا واقعہ نہ تھا' اور اسکے نظائر و امثال کے متعدد نمونے جسطرح ہر باشندۂ ہند کے سامنے تھے' میرے سامنے بھي موجود تھے -

میں قومي جوش و خروش اور ایثار و انفاق کے وہ مناظر دیکھہ چکا تھا جو اس بارے میں گذشتہ تین سال کے اندر متواتر و مسلسل ظاہر ہوے' اور جنھوں نے تقلید و اتباع کي ایک مقبول راہ آیندہ کیلیے کھول دي تھي -

یکے بعد دیگرے پریسوں سے ضمانتیں مانگي گئیں اور انھوں نے علم پبلک سے اپیل کي - پبلک نے پورے جوش و خروش سے اسپر لبیک کہا' اور ایک ایسي مستعدي و سرگرمي کے ساتھہ جسکي نظیر ہندوستان کے تمام جماعتي کاموں میں نہیں ملسکتي' دو ہزار سے لیکر پندرہ ہزار تک کي رقمیں چند ہفتوں میں فراہم کردیں - ایک شخص کے حساب کے مطابق تقریباً چالیس ہزار روپیہ ابتک ضمانتوں کیلیے مسلمان دیچکے ہیں -

رفتہ رفتہ یہ حالت اسقدر عام ہوگئي کہ " ضمانت " کے بعد عام چندے کا ہونا ایک طرح کي لازمي بات سمجھہ لي گئي - اور ارباب مطابع اور پبلک' دونوں نے ایک قدرتي اور لا بدي حقیقت کي طرح اسپر اتفاق کرلیا -

چنانچہ جب کبھي ضمانت کي صورت پیش آئي تو اسکي اپیل اسطرح کي گئي جیسا کہ ایک طے شدہ اور قدرتي بات کو ہونا چاہیے' اور جب کبھي مانگا گیا' تو دینے والوں نے بھي اسیطرح بلا تامل و بے دریغ دیا' جس طرح ایک مدیون کو دائن کا مطالبہ بہر حال پورا کرنا ہے -

بلاشبہ جماعتي تغیرات و انقلابات کے اظہارات کي یہ بھي ایک منزل ہے جو ہمیشہ ایسے مواقع میں پیش آتي ہے' اور ایسا ہمیشہ ہوا ہے کہ جماعت نے بعض افراد کو اس غرض کیلیے چُن لیا ہے کہ انکے نفع و ضرر کو اپنا نفع و ضرر سمجھیں' اور جو کچھہ انپر وارد ہو' اسے اپنے ایک ایک فرد پر مساویانہ تقسیم کرلیں - یہي چیز جب بڑھتي ہے تو اس حد تک پہنچ جاتي ہے کہ ایک وجود و شخص کا مسئلہ کروڑوں افراد کا مسئلہ بن جاتا ہے' اور زمین پر ایسے ایسے انسان چلنے پھرنے لگتے ہیں جنکي تکلیف ایک کروڑ انسانوں کي تکلیف' اور جنکي راحت ایک کروڑ انسانوں کي راحت ہو جاتي ہے !

مجھے یہاں اس سے کوئي بحث نہیں کہ ابھي خاک ہند میں ایسے افراد صالح پیدا ہوے ہیں یا نہیں ؟ اور جن لوگوں نے جماعتي ہیجان و انفجار کو مسئلۂ ضمانت کي طرف متوجہ کیا' انھوں نے ٹھیک اور بر وقت کیا یا نہیں ؟ نیز اس سے بھي مجھے کوئي تعلق نہیں کہ اصولاً جو کچھہ ہوا وہ کیسا ہوا ؟ بلکہ مقصود صرف ایک طرح کا سادہ بیان واقعہ ہے کہ اس طرح کا واقعہ ملک میں ہوا' اور اب بھي ہو رہا ہے' اور قسم کے اعتبار سے یہ چیز بھي در اصل اسي جماعتي ہیجان جذبات کا نتیجہ ہے جسکو آجکل کے علماء فلسفۂ اجتماعیہ " جماعۃ کے امیال و جذبات کا انقلابي انفجار " کہتے ہیں' اور جو ہر قوم و ملک کو اپنے تغیرات و اعمال اجتماعیہ کي منزلوں میں کم و بیش ضرور پیش آتا ہے - یہ ایک ایسي راہ ہے جو نہ تو عقل و استدلال سے تعلق رکھتي ہے اور نہ عقلي ترتیب اسکے لیے موثر ہے' مگر پیش ضرور آتي ہے' اور شاید بہتر اور صحیح وقت کا تعلق مستقبل سے ہو: وان منکم الا واردھا' کان علی ربك حتماً مقضیا (وسط " مریم ")

(راہ اخبار نویسي اور راہ دعوۃ و تبلیغ)

با ایں ہمہ اس عاجز نے ابتدا سے اپنے کاموں کي بنیاد جن اصولوں پر رکھي تھي' وہ ایک لمحہ کیلیے بھي اس حالت کے ساتھہ جمع نہیں ہوسکتے تھے -

سب سے بڑا اصولي اختلاف جو اساس و بنیاد ہي میں آکر پڑ گیا تھا' وہ کاموں کے طرز عمل اور قسم و نوع کا سوال تھا -

بلاشبہ اگر تم نے اخبار نکالا ہے اور پریس قائم کیا ہے' تو چاہیے کہ سب کچھہ اسي طرح کرو جسطرح اس راہ میں کیا جاتا ہے اور جسطرح کرنا چاہیے - پھر تمھاري ہمت کے آگے ہندوستان کے اخبار نویس طبقہ کے قرار دادہ اصول عمل کي راہ بھي ہے' اور ترقي یافتہ ممالک کي حقیقي اخبار نویسي بھي - تم اپنے اندر اس اخلاقي اور تجارتي کیریکٹر کو بھي پیدا کرسکتے ہو جو ابتک ہندوستاني پریس نے پیش کیا ہے' اور اس تجارتي اولوالعزمي اور اقتصادي بلند ہمتي کیلیے بھي اپنے تئیں طیار کرسکتے ہو جو ترقي یافتہ ممالک کے پریسوں میں پائي جاتي ہے -

تم چاہو تو " ہندوستاني اخبار نویسي " کي اُس دکاندارانہ زندگي کو سیکھہ سکتے ہو جو " دکانداري " کي قسم میں بھي سب سے ادنہ درجہ کي دکانداري ہے' اور جسکے لیے ضرور ہے کہ تم ایک ایک پیسہ کے لیے روؤ' ایک ایک دھیلے کیلیے ماتم کرو' ایک ایک کوڑي کیلیے اپنے دماغ و قلم کي بہتر سے بہتر قوت کو یکسر وقف کردو' شخصي محاسن و خصائل کا معیار صرف اپنے اخبار کي خریداري کو قرار دو' جو خریدے اسکو فرشتہ سمجھو' جو بدبخت نہ خریدے اسے شیطان بتلاؤ' بلا طلب ہر خوش پوش کے نام اخبار جاري کردو' اور سال کے اخر میں وي پي بھیجدو' اگر اس نے وي پي واپس کردیا تو ٹکٹ کے اُن پیسوں کو بھي اسکے حساب میں داخل کردو جو واپسي کي وجہ سے ضائع ہوے' اور پھر جن جن وسائل کو عمل میں لا سکو' اس " شریفانہ بل " کي وصولي کیلیے اختیار کرو - حتی کہ وہ بدبخت اپني زندگي سے عاجز آجاے' اور اس حقیقت کو اچھي طرح سمجھہ لے کہ براعظم ہند میں زندہ رہنے کي ضروري شرائط میں ایک بڑي شرط کسي " اخبار نویس " کے وي پي کو واپس نہ کرنا بھي ہے !

غرضکہ وہ مسکوک و منقوش وجود اعظم و اکرم جسکا ایمان شکن نام " پیسہ " ہے' بہر حال حاصل کرنا چاہیے' اور بہ حیثیت ایک " قومي اخبار نویس " ہونے کے اسکے حاصل کرنے کي ہر ممکن شکل تمھارے لیے جائز و حلال ہے !

اگر اس تقلید زار ہند میں نئے ارادوں اور مجتہدانہ عزائم کا وجود ناممکن نہیں ہے' تو اسیطرح دوسري راہ بھي تجارت اور دکانداري کي مگر شریفانہ و اولوالعزمانہ تجارت کي تمھارے آگے باز ہے' اور تم یورپ کے اخبار نویس طبقہ اور فن صحافۃ (جرنلزم) کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھہ سکتے ہو - اسطرح تمھارے لیے ایک عمدہ تجارتي کام مہیا ہو سکتا ہے جو قوم و ملک کیلیے بھي مفید و ضروري ہے' اور تم ایک تاجر کي طرح خود بھي نفع اٹھا کر بہتر و احسن متاع لخوان ملت کو دیسکتے ہو - مگر اسکے لیے ضرور ہوگا کہ پہلے " ہندوستاني فن صحافۃ " کے اثرات دنائت اور جراثیم سفاہت سے اپنے تئیں بالکل صاف و پاک کرلو' اپنے اندر بلند نظري مگر ایک تاجر کي طرح اقتصادي بلند نظري پیدا کرو' اور وسیع سرمائے اور تجارت کے عزائم صابرہ و متحملہ کے ساتھہ سفر شروع کرو - اس میدان میں تمھاري مثال ایک عقلمند و تجربہ کار کاشت کار کي سي ہوگي جو قیمتي سے قیمتي بیج بھي نہایت فیاضي کے ساتھہ زمین میں پھینک دیتا ہے اور ذرا بھي ہاتھہ نہیں روکتا' تاہم یہ اسکي بے دریغ بخشش اسلیے نہیں ہوتي کہ وہ اپنا سرمایہ زمین کو بخشدیتا ہے' بلکہ اسلیے کہ آج ایک خشک دانہ دیکر کل کو اسکے معاوضے میں ایک ہزار تر و تازہ خوشے لینا چاہتا ہے !

(دعوۃ و تبلیغ)

لیکن " دعوۃ و تبلیغ " کي راہ نہ صرف اخبار نویسي کي راہ سے (کیونکہ یہ تو شاخ ہے) بلکہ نفس تجارت اور اقتصاد سود و زیان کي راہ سے بالکل مختلف ہے' اور اس عالم کے جسطرح موثرات

شذرات

عهــد التــواء و انتظــار

یاد رفته کا ایک لمحهٔ فکریه !

رسد هــزار شیوه را طاعت حــق گراں نبود
لیک صنم به سجده در ناصیه مشترک نخواست !

(ا)

" البــلاغ " جاري هوگیا - یه اسکا تیسرا نمبر هے - مگر همیں جو کچهه کهنا تها وه ابتک باقي هے ' اور شاید همیشه باقي هي رهے :

بمحشر مي تواں گفت انچه دردل مانده است امشب !

دارالارشاد کے اجراء ' رفتار تصنیف و تالیف کي غیر معمولي تیزي ' ترجمهٔ القرآن اور تفسیر کي ترتیب و اشاعة ' اور بعض دیگر اسباب و موانع کے هجوم میں اسي کو غنیمت سمجها گیا که کسي نه کسي طرح پرچه جاري هو جاے ' اور بهر صورت اسکے مقرره اوراق ساده نه رهیں - الله کے فضل ذره نواز نے بهت سي ایسي نظریں اپني زمین پر پیدا کردي هیں جو اس عاجز کے برے بهلے ' ادنی و اعلی ' کمتر و بهتر ' هر طرح کي قلمي خدمات کو پذیرائي بخشنے کیلیے طیار رهتي هیں ' اور جب تک وه باقي هیں ' مجهے باقي دنیا سے کوئي سروکار نهیں :

از رد و هم قبول تو فارغ نشستــه ایم
اے آنکه خوب ما نشناسي ز زشت ما !

رد و قبول اور تحسین و تقبیح سے متاثر هونے کیلیے پهلا مسئله مخاطبین کے ذوق صحیح اور نظر سلیم کا هے ' لیکن اس بارے میں زمانے کا جو کچهه حال هے ' اور صاحبان رد و قبول کے متعلق جو کچهه اپنا فیصله هو چکا هے ' اسکے بعد اسکي گنجایش هي کب رهي هے که " رد و قبول " کي نمایشوں سے طبیعت متاثر هو ؟ تاثر تو ایک بڑي چیز هے - الحمد لله که احساس تک باقي نه رها - اور اپنا دائمي ماتم یه هے :

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید
در بزم چوں نماند کسے ' جا بما رسید !

بهر حال رساله تو جاري هوگیا ' مگر ابتک لکهنے کا موقعه بالکل نهیں ملا - ابتدا کے دو نمبروں کے تمام ابتدائي صفحات عربي کے خطبهٔ افتتاحیه نے لے لیے ' اور وه نهایت اهم اور ضروري مطالب جنکے لیے فواتح سنین ماضیه کي طرح اردو کے ایک مبسوط و مستقل فاتحهٔ البــلاغ کا لکهنا نا گزیر هے ' ابتک انضباط و تحریر سے محروم هیں - اسي طرح وقت کے بعض مسائل مهمه هیں جنکے متعلق کچهه نه کچهه لکهنا ضروري هے - ازانجمله " مسلم یونیورسٹي ایسوسي ایشن " کا گذشته اجلاس علي گڈه ' اور خود موضوع " رد و قبول یونیورسٹي " اور اسکے بعض حوالي و اطراف ' ایسے مواضع نظر و انکشاف هیں ' جنسے کسي طرح قطع نظر نهیں کیا جاسکتا -

(تذکار گذشته)

لیکن قبل اسکے که مستقبل کے آراء و عزائم کي طرف هم متوجه هوں ' بهتر هے که ایک الوداعي نظر اس ماضي پر بهي ڈال لیں جو گو جا چکا هے ' لیکن اس کے نقش پا سے اب بهي بهت سي راهنمائیاں حاصل کي جاسکتي هیں - اسکي یاد رفته میں بهت سے تذکار ایسے هیں جن کو مستقبل بهي اپنے جیب و دامن میں ضرور جگه دیگا -

ممکن هے که مستقبل کے پر کشش ولولوں اور دلچسپ توقعات کے هجوم میں ماضي مهجور کي یاد بعض دوستوں پر شاق گذرے ' جو اپنے وقت خوش کا تمام تر مستحق صرف مستقبل هي کي حیات امید کو سمجهتے هیں ' تاهم انهیں انصاف کرنا چاهیے که جو جا چکا هے ' وه هماري مشغولیت کے مطالبه کیلیے دوباره نهیں آئیگا - اگر چند لمحوں کي ایک سرسري نظر تودیع و آخرین کیلیے وه مستمند و امیدوار هے ' تو اسے ایک جاتے هوے رفیق کي وه آخري نظر سمجهیے ' جو گردن موڑ کر آپکو وداع کا سب سے پچهلا پیام پهنچاتي هے :

مي دید و اشک حسرت مي ریخت همچو باراں !

(ماضي قریب)

اس سلسلے میں سب سے پہلے همیں ماضي قریب کا وه حصه بے اختیار یاد آجاتا هے جو " الهلال " کے بند هونے کي تاریخ سے شروع هوتا هے ' اور پهر نئے سال کے تمام ابتدائي و وسطي حصے سے گذر کر گذشته اگست میں ایک طرح ختم هو جاتا هے - یه پورے ایک سال چند هفتوں کے التواء و انزوا ' انتظار و اضطرار ' اعتماد و انکار ' اور مواعید و اعلان کي ایک دلچسپ اور وسیع مدت تهي !

انسان کي ایک عالمگیر غلطي یه هے که وه عبرة و بصیرة کیلیے همیشه بڑے بڑے حادثوں اور وسیع الاثر مظاهر کا منتظر رهتا هے ' پر صبح سے لیکر شام تک هر انسان کي چهوٹي سے چهوٹي اور محدود سے محدود زندگي کے اندر جو صدها صدائیں عبرة و موعظة کي بلند هوتي رهتي هیں ' انسے بالکل کان بند کرلیتا هے - وه چاهتا هے که زلزلے آئیں تو میں چونکوں ' آتش فشاں پهاڑ پهٹیں تو میں آنکهیں کهولوں ' طوفان و امواج زمینوں کو غرق کردیں تو میں دیکهوں ' اور بڑي بڑي خونریز لڑائیوں کے شعلے بهڑکیں تو میں سمجهوں ' حالانکه اگر اسکي دیدهٔ بصیرة محجوب نه هوتي ' تو وه دیکهتا که فطرة کو اسکي بڑي بڑي خوفناک قهاریاں دکهلانے پر مجبور کرنا اسکے لیے کچهه ضروري نهیں هے ' اگر وه سمجهنا چاهے تو جو کچهه خود اس کے واقعات حیات میں معمولاً هو رها هے ' اسي کے اندر بهتر سے بهتر سمجهه اور اعلی سے اعلی دانائي کي پکار رکهدي گئي هے :

و کاین من آیة في السماوات	اور خدا کي کتني هي نشانیاں
و الارض ' یمرون علیها و هم	آسمان و زمین کے مظاهر و کائنات
عنهــا معــرضــون ؟	کے اندر پهیلي هوئي هیں جن پر سے
(یــوســف)	غافل انسان گذرتا هے ' مگر اسطرح

منهه پهیرے چلا جاتا هے که اسکي حقیقتوں پر ایک سرسري نظر بهي نهیں پڑتي !

بلا شبه یه گذشته ایک سال چند هفتوں کي مدت دنیا کا کوئي عظیم الشان واقعه نهیں هے ' اور اگر اسے محدود کرنے پر آئیے تو وه بهت کچهه سمٹ بهي سکتا هے ' جسطرح کوشش کرنے پر بهت کچهه پهیل سکتا هے - تاهم میں سونچتا هوں تو طرح طرح کي عبرتوں سے اسکي پوري راه پر هے ' اور محض شخصي حیثیت هي سے نهیں ' بلکه جماعتي اثرات و علائم اور نتائج و عواقب کے لحاظ سے بهي کتني هي غور طلب بصیرتیں اور ایمان پرور عبرتیں اسکے گوشے گوشے میں بکهري هوئي هیں ! و ان في ذالك لذکري ' لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید ! (اواخر " ق ")

(مسئله ضمانت)

جبکه " الهــلال پریس " کي ضمانت ضبط کي گئي هے اور اسکے لیے دو هزار کے بعد دس هزار روپیه کي منزل کهولي گئي

ا ـ ارائیـ لام

خطـابـۂ الـسـم ! !
اور
تـوصـیـۂ شـهـادت !

یا تفسیر سورۂ فاتحه کا ایک صفحه !

(٢)

همان عشق ست بر خود چیده چندین داستان ، ورنه
کسے بر معني یک حرف صد دفتر نمي سازد !

(ایک عالمگیر غلطي)

انسان کي عالمگیر غلطي یه هے که وه هر چیز کو اسکي روح کیلیے اختیار کرتا هے ، لیکن آگے چلکر صرف اسکے جسم هي کي پرستش کرنے لگتا هے - مشاهیر و سلف پرستي کا اصلي مقصد تو اعمال حسنه کي یاد ، اور نیکي و صداقت کے عملي نمونوں کو پیروي و اتباع کیلیے قائم رکهنا تها ، لیکن نتیجه بالعموم یه نکلا که اعمال کي یاد مٹ گئي ، اور محض انسانوں کی شخصیتوں اور ناموں کي پوجا هونے لگي - یعني وه چیز که کسي دوسرے مقصد کیلیے واسطه و ذریعه تهي ، خود هي مقصود بالذات بنکر لوگوں کے عقائد و اعمال میں جا گزیں هوگئي ، اور حقیقت سے اسقدر بعد و نسیان هوگیا که محض رسوم و اسماء کي عظمت و پرستش هي پر هر شخص قانع هوگیا !

یهي وجه هے که مشاهیر پرستي بسا اوقات دنیا میں بت پرستي کا ذریعه ثابت هوئي هے ، اور اکثر ایسا هوا هے که اعمال کي جگه افراد و اسماء کي پرستش محض نے دو تین نسلوں کے بعد انسان کو بت پرستي تک پهنچا دیا -

(اســوۂ حسنــه)

اے برادران ملت ! یهي حقیقت اعلی هے جسے قرآن حکیم نے " اسوۂ حسنه " کے جامع و مانع لفظ سے تعبیر کیا هے ، اور یهي مقام هے جهاں آکر اسلام کي قوة اصلاح اور ختم نبوت کي اصلي علت آشکارا هوجاتي هے که کس طرح اس نے دنیا کی تمام صداقتوں کو لے لیا ؟ اور ساتهه هي کسطرح ان تمام خرابیوں اور ضلالتوں سے محفوظ بهي کردیا جنکے اختلاط و آلودگي سے انکي روح حقیقت اور تاثیر عمل بالکل فنا هوگئي تهي ؟ :

لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید ! (٤١ : ٤٢)	قران ایک ایسا معلم روحاني هے که نه تو اسکے آگے باطل جم سکتا هے ، اور نه اسکے پیچهے سے جگه مل سکتي هے - وه خداے حکیم و مجید کا اتارا هوا هے - پهر باطل کا یهاں کیا گذر ؟

هاں ، باطل کیونکر اب اسکے ساتهه مل سکتا هے جبکه وه " حق خالص " هے ، اور سچائي کے ساتهه جسقدر بهي گم ملا دي گئي تهي ، اس نے انسانکے هر اعتقاد و عمل کو بالکل صاف و پاک کردیا هے ؟ نیز جا بجا قرآن حکیم کو " هادي " کها که وه انسان کو اسکے سفر اعمال میں ٹهوکروں اور گمراهیوں سے بچاتا هے ، اور اسي طرح " شفا " کها ، کیونکه وه مثل مفید و نافع دوا کے هے جو مریض کي اصلي قوة طبیعي کو مزید توانائي اور نشو و نما دیتي هیں ، اور مضر اثرات مرض جو داخل طبیعت هوگئے هیں ، انکو دور کردیتي هیں !

" اسوه " کهتے هیں کسي فکر ، کسي عمل ، کسي وصف ، کسي خاصه کے ایک ایسے نمونے کو جسے تم اسلیے اپنے سامنے رکهه لو که اسکي پیروي اور نقل کروگے ، اور اسکي سي باتیں اپنے اندر بهي پیدا کرنا چاهوگے -

انساني سعادت کیلیے تعلیم محض بالکل بیکار هے ، جب تک که اس تعلیم کے زنده نمونے بهي انسانوں کے سامنے نهوں - جو اثر طبیعت منفعلۂ انسانیۃ پر ایک انساني نمونۂ عمل کا پڑتا هے ، وه محض تعلیم کي سماعت سے نهیں پیدا کیا جا سکتا - اخلاق کي کتابیں اپني موثر تعلیمات سے انسانوں کو رولا دیسکتي هیں مگر اسکے دلوں کو نهیں پهیر سکتیں - عدالت کا قانون مجرم کے پانوں میں بیڑیاں ڈالدیسکتا هے لیکن اسکو جرم سے باز نهیں رکهسکتا - حکماء کے حکیمانه نصائح نیکوں کي بڑي بڑي تعریفیں اور بروں کي بڑي بڑي برائیاں بتلا دیسکتے هیں ، لیکن کسي برے انسان کو نیک نهیں بنا سکتے :

بڑهتا هے اور ذوق گنه یاں سزا کے بعد !

لیکن برخلاف اسکے اگر ایک پاک اور مزکی انسان اپني زندگي کے اندر نیکي کا عملي نمونه رکهتا هو ، اور اسکے اعمال حیات راست بازي کیلیے " اسوه " کا حکم رکهتے هوں ، تو وه صرف اپنا نمونه دکهلا کر نه صرف افراد و اشخاص کو ، بلکه اقوام و امم کے اعمال کو یکسر پلٹ دیسکتا هے !

یهي وجه هے که الله تعالی نے هدایت خلق الله کیلیے صرف کتابوں اور شریعتوں هي کو نهیں بهیجا ، بلکه اسکے ساتهه انبیاء کرام علیهم السلام کا (که انکے حامل تهے) عملي نمونه بهي دکهلا دیا - وه جس دستور العمل کي طرف قوم کو بلاتے تهے ، اسکا عملي پیکر خود انکي پاک و مطهر زندگي تهي - اگر شریعت بصورت قانون تختیوں اور کاغذوں پر منقوش تهي ، تو بصورت وجود حي و قائم انکي زندگي کے اندر بهي پڑهي جا سکتي تهي - اگر اسکي آیات بینات حروف و اصوات کي شکل میں دنیا کو دعوة دیتي تهیں ، تو انبیاء کرام کي زندگي عمل و فعل کے اندر سے اسکي تصویر دکهلا دیتي تهي - اگر قانون کهتا تها که انسان کو ایسا کرنا چاهیے ، تو حیاة نبوت ثابت کرکے دکهلا دیتي تهي که اسطرح کیا گیا اور اسطرح کیا جا سکتا هے !

یهي حقیقت هے جسکو حضرة عائشۂ صدیقه رضي الله تعالی عنها نے اس وقت بیان کیا تها جبکه انسے آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے اخلاق و اعمال کا حال پوچها گیا تها که " کان خلقه القران " اگر تم انکے خلق عظیم کو معلوم کرنا چاهتے هو تو قران کو دیکهه لو -

دوسرے هيں ' اسي طرح احكام بهي دوسرے هيں :

مرد اين ره را نشانے ديگرست !

تجارت كي پهلي بنياد مسئلۂ "عوض و بدل" هے ' يعني جو كچهه ديا جاے ' اوس سے بهتر اوسكے معارضے ميں ليا جاے ' اور دينا صرف اسي ليے چاهيے ' تا كه اسكے معارضے ميں ليا بهي جاے - ليكن يهي وه اولين مقام هے جهاں آكر "دعوة" اور "تجارت" ميں محض اختلاف مسلك هي نهيں بلكه تبائن و تضاد كلي پيدا هوجاتا هے ' اور دونوں حقيقتيں ايک ساتهه جمع نهيں هوسكتيں - راه "دعوة" كي پهلي بنياد وه چيز هے ' جو بالكل اسكا عكس و تضاد هے جو تجارت كے مذهب كا پهلا ركن تها - تجارت نے اپنا مذهب "عوض و بدل" كے عقيدے پر قائم كيا هے ' اور "دعوة" كے مذهب كا پهلا عقيده ايثار اور "قرباني" هے - پهر كهاں "عوض" كي تلاش ' اور كهاں "قرباني" كي پكار ؟ كهاں اسليے دينا كه جو كچهه هے لٹانے كيليے هے ' اور كهاں اسليے خرچ كرنا كه اگر مخارج نهوں تو مداخل بهي پيدا نهيں هوسكتے ؟ كجا دست طالب كي جستجو ' اور كجا دست معطي و مشتري كيليے بيقراري ؟

فاين الثريا و اين الثرى ؟ * و اين معاوية من علي ؟

كهاں نقد و متاع كي اسليے فراهمي تا كه خريدار پيدا هو ' اور كهاں اسليے گرد آوري تا كه كوئي غارتگر ملے ؟

متاعے جمع كن شايد كه غارتگر شود پيدا

ايک "تاجر" اپني تمام زندگي اور زندگي كي قوتوں كا مصرف صرف يهي سمجهتا هے كه كسي طرح اسكے "شخص خاص" كو نفع پهنچے ' اور اگر اسكا عمل و وجود دوسروں كيليے سود مند بهي هوتا هے تو كسي رحم و احسان كي بنا پر نهيں بلكه اسي جذبۂ نفع تجارت كي بنا پر - وه هميشه ايسے وقتوں كا متلاشي رهتا هے جو اسكے نفع تجارت كيليے بهتر هوں ' وه ايسے موسموں كا انتظار كرتا هے جنكے ساتهه اسكے نفع ذاتي كا كوئي پيام هو ' وه ايسے مواقع و حوادث كو ڈهونڈهتا رهتا هے جنكا اثر تمام نوع انساني اور پورے كرۂ ارضي كيليے خواه كتنا هي مهلک و برباد كن هو ' مگر اسكي متاع تجارت اور اسكے وجود تجارتي كيليے مفيد ثابت هو -

ليكن ايک "داعي" كے عقائد و اعمال اسكے بالكل ضد هوتے هيں - اسكے اندر خواه كتني هي خود غرضياں چهپي هوئي هوں ' نمايش و شهرت كے كيسے هي جذبات قريه مخفي هوں ' وه كتنا هي سخت خود پرست اور كيسا هي شديد نفس خواه هو ' ليكن اگر دعوة و تبليغ كے اوقات كا ايک لمحه بهي اسپر گذرا هے ' تو وه اپنے كام اور زندگي كے بقاء كيليے مجبور هے كه نفع تجارتي كي پرستش گاه سے يكقلم باهر آجاے ' اور اسكا نفس خواه كتنا هي ذات پرست هو ' مگر اپنے اعمال كو بالكل اس سے متضاد و متبائن كردے - اگر وه ايسا نه كريگا تو به حيثيت "داعي" كے اسكا وجود باقي نه رهيگا - وه اپنے وجود عمل كي بقاء كيليے مجبور هے كه مشرب تجارت كي يكسر تكفير (انكار شديد) كردے - تاجر كي تمام قوتوں كا مصرف "نفع خاص" تها - وه جسقدر زياده اس سبق كو ياد كريگا ' اتنا هي زياده اچها تاجر هوگا - مگر "داعي" كي تمام قوتوں كا مصرف "نفع عام" هے ' يعني دوسروں كو فائده پهنچانا ' اور جسقدر سچائي جس قدر خلوص ' جس درجه اذعان و يقين كے ساتهه اس درس ايثار كو حاصل كريگا ' اتنا هي زياده سچا "داعي" هوگا - تاجر اپنے بنيادي عقيدے كي بنا پر صرف انهي چيزوں كا طالب رهتا هے اور صرف انهي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات كا ڈهونڈهتا هے ' جو اگرچه دوسروں كيليے ضرر رساں هوں پر اسكي تجارت كيليے سود مند هوں - ٹهيک ٹهيک اسي طرح ضرور هے كه "داعي" صرف انهي چيزوں كا طالب هو ' اور صرف انهي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات و حالات سے عشق كرے ' جو خواه خود اسكي ذات اور اسكي ذات كے حوالي و اطراف كيليے كتنا هي دكهه اور موت ركهتے هوں ' ليكن دوسروں كيليے ان ميں راحت ' سكهه ' اور زندگي هو :

من و دل گر فنا شديم ' چه باک ؟
غرض اندر ميان سلامت اوست !

(عشق و رشتۂ عشق)

پهر آؤ ' ايک دوسرے عالم كي طرف جانكليں ' اور وهاں سے هوكر اس صحبت تک عود كريں - بات بظاهر بے تعلق هے ' ليكن اسوقت بے اختيار دل اسي كي طرف كهنچ گيا هے ' اور چند كلمے كهے بغير طاقت عبور نهيں - عشق ' بلحاظ عشق اور خواص و نتائج عشق كے ايک هي هے ' اور اسميں كسي نوعي امتياز كا متعين كرنا ممكن نهيں - هر عاشق عاشق هوتا هے ' اسليے هر عاشق خود رفته هوگا ' دل بكف هوگا ' جاندادۂ راه الفت هوگا ' اور حيراں جادۂ هجران و وصال - اس لحاظ سے قيس عامري كي نجد پرستي ' فرهاد كي كوه كني ' اور نل كي شوريدگي ' سب يكساں هيں - وه جو اپنے گم گشته عزيزوں كيليے روتا هے ' وه جو كسي بستر مرگ كا ماتم زده هے ' وه جو كسي كي ياد رفته كي كهٹک ركهتا هے ' اور پهر وه جو كشتۂ تغافل هے ' اور وه جو هلاک تبسم هے ' سب ايک هي طرح كے عشق پيشه ' اور ايک هي راه كے جاده پيما هيں ' اگرچه مختلف ناموں سے مسمى هيں :

و للناس فيما يعشقون مذاهب !

پس ايسي حالت ميں تميز عشق كيليے عشق كرنے والوں كو ديكهنا بے سود هوگا - چاهيے كه "عاشق" كے قسم عشق كي پهچان كيليے سب سے پہلے اسكے "معشوق" كو ديكها جاے كه وه كون هے ؟ يهي رشته اصلي سر رشتۂ تقسيم هے ' اور اسي نسبت سے عشق كي مختلف راهيں متعين هوجاتي هيں :

دو چشم ساكن بيت الحزن بمن گريد
كه من اسير بمعشوق ' او بفرزند ست !

عشق كي ساري منزليں اسي نسبت سے متحقق هوتي هيں - عاشق كے وجود كي بنياد معشوق كا انتخاب هے - اسكے تمام جذبات و اميال ' مذهب و مشرب ' اعمال و عقائد ' اوضاع و رسوم ' نظر و فكر ' سب كچهه معلوم هوجائيگا اگر يه معلوم هو جاے ' كه اس نے اپنے عرض دل و جاں كيليے كس كو انتخاب كيا هے ؟ اپنے نذر شيفتگي و شوريدگي كيليے كس كي چشم و ابرو پر نظر پڑي هے ؟ اپني جبهه سائي شوق كي عقيدت و نياز كا كس كي چوكهٹ كو مستحق سمجها هے ؟ اور اپني اطاعت و عبوديت محبت كيليے كس قهرمان حسن و جمال كے حكم عشق اور فرمان نياز كے آگے سر بسجود هوا هے ؟

اسي راه په چلكر "دعوة" اور "تجارت" كے باهم تضاد و تبائن مسلک كا بهي پته لگاؤ ' اور اندازه كرو كه دونوں راهيں ايک دوسرے سے كسقدر ابعد هيں ' اگرچه نفس عمل ' صرف قوى ' انفاق حيات كے اعتبار سے دونوں ميں پوري پوري يكسانيت بهي پائي جاتي هے ؟ "تاجر" اور "داعي" كو نه ديكهو ' بلكه يه ديكهو كه ايک تاجر كي حيات/عشق كا معشوق كون هونا چاهيے ' اور ايک داعي كي حيات محبت كي محبوبيت كس ميں هوتي هے ؟ تاجر كو تم ديكهوگے كه وه تاجر نهيں هے اگر "نفع خاص" اور "حصول زر" اسكا معشوق و مطلوب نهو - برخلاف اسكے "داعي" وهي هوگا جسكا محبوب "نفع عام" اور اسليے "حصول زر" نهيں ' بلكه "طلب بے زري" هو - تاجر اگر "پانے" كو اپنا معشوق نه بناے تو اپني هستي كهودے ' اور داعي اگر "كهونے" كے عشق سے ايک لمحه كيليے بهي غافل هو تو اسپر لذت دعوة حرام هے :

كسے كو تشنۂ وصل ست ' با كوثر نمي سازد
بآب خضر اگر عاشق رسد ' لب تر نمي سازد
ره الفت خطرناک ست ' پنهانش نظر در كن !
دراں وادي كه عشق اوست ' تن با سر نمي سازد !

اوسنے سب سے پہلے همیں ایک مقدس "دعا" بتلائي ' اور حکم دیا که دن میں پانچ مرتبه جب اپنے پروردگار کے حضور بندگي و نیاز کیلیے حاضر هو تو سب سے پہلے اسي دعا کو پڑھو - یه وه وقت هوگا جب تم رب العالمین کے سامنے کهڑے هوگے ' اور اسکي رحمت کا دروازه باز هوگا - پس ایک عاجز و درمانده انسان فاطر السماوات و الارض کے حضور جاکر اپنے لیے سب سے بڑي نعمت اور سب سے زیاده قیمتي دولت جو مانگ سکتا هے ' وه اس دعا میں مانگي گئي هے ' اور چاهیے که تم اسي نعمت کے سائل ' اسي مطلوب کے طالب ' اور اسي محبوب کے عاشق هو !

یه "دعا" سورۂ فاتحه هے جو هر مومن دن میں پانچ مرتبه نماز کي هر رکعت کے اندر پڑھتا هے - اور وه نعمت ' وه دولت ' وه متاع مطلوب و محبوب "الصراط المستقیم" هے جسکے مانگتے رهنے اور طلب کرتے رهنے کا حکم دیا گیا هے :

اهدنا "الصراط المستقیم" (فاتحه)	خدایا ! تو همیں الصراط المستقیم پر چلنے کي توفیق دے !

یه "الصراط المستقیم" کونسي راه هے اور اس سے مقصود کیا هے ؟ اسکي یہاں کوئي تشریح نہیں کي گئي - البته یه بتلایا گیا هے که :

صراط الذین انعمت علیهم (فاتحه)	ان لوگوں کي راه جن پر اے پروردگار تو نے انعام کیا -

پس اس تصریح سے صراط مستقیم وه راه هوئي جو "انعام یافته" لوگوں کي راه هے - یعني جن لوگوں پر خدا نے اپني نعمتیں نازل کي هیں ' انهي کي راه عمل الصراط المستقیم هوئي -

چنانچه سورۂ نساء میں "انعام یافته" جماعتوں کا بالتفصیل ذکر کیا گیا هے - اس سے معلوم هوجاتا هے که "انعمت علیهم" میں کن لوگوں کي طرف اشاره تها ؟ :

و من یطع الله و الرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین ' و حسن اولئك رفیقا ! (۴ : ۷۱)	اور جن لوگوں نے الله اور رسول کي اطاعت کي ' تو وه سب اُن خوش نصیبوں کے ساتھ هو جائنگے جن پر الله تعالى نے انعام کیا هے - اور جن پر انعام کیا هے وه انبیاء هیں ' صدیقین هیں ' شہدا هیں ' اور صالحین هیں - جس کسي کو ایسے انعام یافته جماعتوں کي معیت ملي ' تو کیا اچهي هے انکي معیت ' اور کیا اچهے هیں یه رفیق ! !

اس آیۃ کریمه نے صاف صاف بتلا دیا هے که سورۂ فاتحه میں جس "صراط المستقیم" کے تعین کیلیے صرف اسقدر اشاره کیا گیا تها که وه "انعام یافته لوگوں کي راه" هے ' وه کون لوگ هیں ؟ نیز انکے مختلف مدارج و مقامات کیا کیا هیں ؟ جن جماعتوں کا یہاں ذکر کیا گیا هے اور انهیں "انعام یافته" کہا هے ' انهي کي راه عمل ' وه راه هدایت و سعادت هوئي جسکا نام لسان الهي نے "الصراط المستقیم" رکها هے ' اور جس پر چلے بغیر کوئي فرد اور کوئي قوم "مغضوب علیهم" اور "الضالین" کي صراط مغضوبیت و ضلالت سے الگ نہیں هوسکتي -

سورۂ نساء کي اس آیۃ کریمه سے "انعمت علیهم" کي مزید تفسیر و تشریح کرنا ' ایک ایسي مسلم اور متفق علیه تفسیر هے جسے عهد صحابۂ و اهل بیت نبوۃ (رضوان الله علیهم) سے لیکر طبقات متاخره تک ' تقریباً تمام ارباب علم و رسوخ نے اختیار کیا هے ' اور مفسرین "خاصه" و "عامه" سب نے اسے قبول کیا هے - چنانچه جسطرح محدث ابن جریر طبري نے اسکے متعلق مفسرین صحابه کے آثار جمع کیے هیں ' اسي طرح علامۂ کلیني اور شیخ طبرسي (صاحب تفسیر مجمع البیان) بهي اس سے انکار نہیں کرتے - اس عاجز نے تفسیر "البیان" میں تصریحات حضرات ائمه کرام علیهم السلام و اقوال مفسرین خاصه بهي نقل کردیے هیں - فمن شاء التفصیل فلیرجع الیه -

بهر حال یه آیۃ کریمه بتلاتي هے که جس راه پر چلنے کي سورۂ فاتحه میں هر مومن التجا کرتا هے ' وه راه "انعام یافته" گروه کي هے - انعام یافته گروه چار هیں : الانبیاء ' الصدیقون ' الشهداء ' الصالحون -

اب دیکھو که قرآن حکیم نے یادگار و تذکار کے اصلي مقصد کو تمام آلودگیوں اور ضلالتوں سے صاف کرکے کس طرح قائم کردیا هے ' اور اسکے لیے کیسي دائم و قائم اور محفوظ و مصئون راه اختیار کي هے ؟ اس نے نیک انسانوں اور اعلى ترین هستیوں کي یادگاریں زمین پر قائم نہیں کیں لیکن انکے اعمال کو هر مومن کے دل پر نقش کردیا ' اس نے هر مومن بالله پر پانچ وقت کي نماز فرض کي ' اور حکم دیا که هر رکعت میں سورۂ فاتحه کي تلاوت کرو - سورۂ فاتحه کیا هے ؟ تحمید و تقدیس کے بعد ایک التجا هے جو انسان اپنے خداوند کے حضور کرتا هے - وه التجا کیا هے ؟ "الصراط المستقیم" پر چلنے کي التجا هے تاکه اس راه کي اسے توفیق ملے ' اور سعادت کونین حاصل هو -

اب اور آگے بڑھو ' اور دیکھو که "الصراط المستقیم" کونسي راه هے جسے هر روز دن میں پانچ بار هر مومن یاد کرتا اور اپنے خدا کے حضور جاکر مانگتا هے ؟ فرمایا که وه ان لوگوں کي راه هے جن پر الله نے انعام کیا - یہاں اس راه کا طریق حصول یا اسکے عقائد و اعمال نہیں بتلائے گئے بلکه صرف ان لوگوں کي طرف توجه دلادي گئي جنهوں نے ایسے عقائد ' ایسے اعمال ' ایسے عزائم ' ایسے اقدام کیے تھے جنکي وجه سے خدا کي نعمتوں کے مستحق ٹہرے تھے - یهي چیز "یادگار" هے - یهي "تذکار" هے - یهي وه "مشاهد پرستي" کي حقیقت اصلي هے جسکو تمام دنیا نے ڈهونڈها مگر نه پایا ' وه کبهي پتھر کے بتوں ' کبهي انسانوں کي قبروں ' کبهي انسانوں کے مجسموں ' کبهي [illegible] ' کبهي [illegible] اور تعزیوں میں بهٹک کر رهگئي ' اور "صراط الذین انعمت علیهم" کي جگه "المغضوب علیهم" کي صراط پر چلي گئي !

عزیزان من ! "مشاهد پرستي" کے وقائع و حقائق [illegible] صرف اسکي اصلي حقیقت کو اپنے سامنے لاؤ - وه [illegible] صرف یهي نہیں هے که جن انسانوں کو دنیا میں [illegible] انعام دیے هیں اور نیکي و صداقت کي راه پر چلے هیں ' انکي یاد کو همیشه زنده رکھا جائے ' تاکه انکي یاد انکے مقدس کاموں اور نیک عملوں کي یاد کو تازه کردے ' اور اس یاد آوري و تازگي سے قوموں کیلیے پاک ارادوں اور اعلى کاموں کے کرنے کي محرک هو ؟ اگر یهي هے تو کیا تم نہیں دیکھتے که سورۂ فاتحه کے اندر یهي حقیقت کس طرح کارفرما هے ؟ سورۂ فاتحه نے انسان کي راه سعادت و ترقي کیلیے نه تو عقائد و افکار بیان کیے ' اور نه اعمال و افعال ' بلکه اُن انسانوں کي طرف توجه دلائي جو انعام یافته هو چکے تھے ' یعني جو انسان راه سعادت کو حاصل کرنا چاهتا هے ' اسے چاهیے که انعام یافته انسانوں کي یاد کو هر روز اپنے سامنے لائے ' اور انکے عقائد و اعمال کے نمونے کو کبهي فراموش نکرے - پهر اگر یه دنیا کي پاک عمل هستیوں کي سچي یادگار اور انکا حقیقي تذکار نہیں تو اور کیا هے ؟ یقیناً یه تذکار هے ' مگر ایسا تذکار جو اپنے حقائق کے لحاظ سے تمام دنیا میں کوئي نظیر نہیں رکھتا !

پهر ان انعام یافته لوگوں کي تشریح کي که وه انبیاء هیں ' صدیقین هیں ' شہداء هیں ' صالحین هیں - پهر ان میں سے هر

يهاں حروف و الفاظ هيں' وهاں ايک پيکر مجسم تها - يهاں قوة هے' وهاں فعل تها - يهاں چراغ هے' وهاں اسکی روشني تهي - حقيقت ايک هي هے جسنے ايک جگه علم کي اور دوسري جگه عمل کي صورت پائي هے !!

اور يهي وجه هے که "سنة" کتاب کا ايک حقيقي جزو' اور مفهوم "کتاب" ميں تبعاً داخل هے - کوئي علحده اور مستقل وجود نهيں رکهتي - جو ظاهر بيں اس حقيقت سے بے خبر هيں' وه قران کے ساتهه "حديث" کا لفظ سنتے هيں تو اسکي اهميت کا اندازه نهيں کرسکتے - وه سمجهتے هيں که "حديث" کي پيروي کا مطالبه ايسا مطالبه هے جو "قران" کے علاوه ايک دوسري قوة کا اثبات کرتا هے - حالانکه "سنة" کي اطاعت "کتاب" کي اطاعت ميں داخل هے' اور "سنة" علم قراني هي کي عملي تفسير هے -

اور اگر يه سچ هے که جناب امير عليه السلام نے خوارج و منکرين کے مقابله ميں فرمايا تها که "ميں قران ناطق هوں" تو ميں اسکي تصديق کرنے کيليے طيار هوں اگرچه حقيقت نا شناس طبيعتيں سمجهتي هيں که يه بهت هي بڑا دعوا تها - يقيناً يه بڑے سے بڑا دعوا تها جو کوئي انسان کرسکتا هے' ليکن اگر حضرة امير نے کيا تها تو غلط نه تها - اگر انکي مقدس زندگي آنحضرة صلى الله عليه وسلم کے "اسوۂ حسنه" کا ايک کامل عکس تها' اور انکے اعمال کي روشني سراج منير رسالت هي سے ماخوذ تهي' تو کيوں انهيں يه حق حاصل نه تها که وه اپنے تئيں "قرآن ناطق" کهيں؟

جو کتاب الهی ما بين الدفتين حروف و نقوش کي شکل ميں تهي' اسي کي هستي ناطق تهي جو اعمال حضرة مرتضوي کے اندر سے پکارتي تهي - خوارج سمجهتے تهے که يه علي بن ابيطالب کي آواز هے' ليکن ابوذر و سلمان کي حقيقت شناسي جانتي تهي که يه علي بن ابوطالب کي آواز نهيں هے بلکه "القرآن الحکيم" کي صداے الهي هے' اور چونکه "القرآن" کي آواز هے' اسليے يقيناً خود منزل القرآن کي آواز هے: کنت سمعه الذي يسمع به' و لسانه الذي يتکلم به (بخاري)

بهرحال يه مبحث بجاے خود محتاج تفصيل و نظر هے - مختصر يه که سعادت و هدايت انساني کيليے "تعليم" کے ساتهه "نمونه" اور "کتاب" کے ساتهه "سنة" ايک ضروري حقيقت هے - اسي ليے قرآن حکيم نے اپني تعليمات کيليے اس چيز کو ايک اساسي حقيقت قرار ديا :

لقد جاء کم من الله نور و کتـــاب مبيـــن ! (٥ : ١٧)	بلا شبه تمهارے پاس الله کي طرف سے نور هدايت آيا' اور کتاب الهي جسکي تعليم بالکل واضح و روشن هے !

اس آية کريمه ميں "نور" سے مراد حامل قران (صلى الله عليه وسلم) کا وجود مقدس هے' اور "کتاب مبين" قران هے - يه "نور" وهي "اسوۂ حسنه" هے جو حامل قران کي مقدس زندگي ميں "علم" قراني کا وجود "عملي" تها :

لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنه (٣٣ : ٢١)	بلا شبه تمهارے ليے الله کے رسول کي زندگي ميں پيروي و اتباع کيليے ايک بهترين نمونه هے -

عربي ميں "اسوه" کا لفظ هر نمونے کيليے کها جاتا هے' اور نمونه جسطرح خير کا هو سکتا هے اسي طرح شر کا بهي هو سکتا هے - اسليے قران حکيم نے "حسنه" کے لفظ سے اسے متصف کيا' تاکه واضح هوجاے که فضائل و محاسن هي کا نمونه مقصود هے - اسي طرح تمهيں معلوم هے که سورۂ ممتحنه ميں بهي دو جگهه ملة حنيفي و فطري کے اولين موسس حضرة ابراهيم عليه السلام کے متعلق يهي لفظ آيا هے : قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه -

(عود الى المقصود)

دنيا ميں اعمال مقدسه و حسنه کي يادگار قائم کرنے کا مقصد بهي يهي "اُسوۂ حسنه" تها' يعني جن لوگوں نے کسي پاک و اعلى عمل کا بهترين نمونه اپني زندگي ميں پيش کيا هے' انکي ياد کو هميشه باقي رکها جاے' تاکه انکي ياد کے ساتهه انکے اعمال کي ياد بهي تازه هوتي رهے' اور اسکا نمونه انسانوں کو عزائم امور کي طرف دعوة دے -

اب ديکهو که قرآن حکيم نے کس طرح دنيا کي اس قديم ترين رسم کي اصلي حقيقت ليلي' اور کس طرح اسکي آلودگيوں کو اُس سے بالکل الگ کرديا ؟ اُس نے يادگاروں کيليے پتهر کے بت نهيں بناے جنکو حوادث ارضي کا ايک طمانچه گرا دسکتا هے' اور جنکا وجود انسان کي عظمت کيليے ايک سخت داغ تها - اُس نے اينٹ اور چونے کي عمارتيں نهيں بنائيں جو طوفان و برق کے ايک حملے کي بهي تاب نهيں لا سکتيں' اور جنکا اثر ظواهر سے آگے نهيں بڑهتا - اُس نے سالانه مجمعوں اور قومي تقريبوں پر زور نهيں ديا کيونکه يه وسائل هميشه ظواهر و رسوم پرستي کا ذريعه بن جاتے هيں' اور يادگار کي معنويت مفقود هوجاتي هے - غرضکه اس نے ان تمام وسائل تذکار سے يکقلم انکار کرديا جو عام طور پر تمام قوموں ميں رائج تهے' اور جنکے ذريعه خود انسانوں کي ستائش تو کي جاسکتي تهي' پر عمل کي تقديس و تعظيم کيليے اپنے اندر کچهه نه تها' اور اسليے هميشه انکا وجود انسان کي حقيقت پرستي کي راه ميں ايک سخت پتهر ثابت هوا تها -

(سورۂ کريمۂ فاتحه)

اے عزيزان من !

اب ميں تمام تمهيدوں اور مقدمات کي مستديات سے گذر کر اصل موضوع کے قريب آگيا هوں' اور مجهے زياده تيز قدمي کرني چاهيے - مجهے ياد کرنا چاهيے که ميں نے اپني تقرير تو سورۂ مبارکه "فاتحه" کي تلاوت سے شروع کيا تها جسے بظاهر آجکي صحبت سے کوئي ربط نه تها' مگر وه "السبع المثاني" هے' وه تمام "الکتاب" کا متن هے' اور وه اپني تمام تفصيلات کا وجود اجمالي هے' پهر هدايت انساني کا کونسا علم هے جو قرآن کے سلطان احاطه سے باهر رهگيا هو؟

غرضکه قرآن حکيم نے يادگار و تذکار کے ان تمام رسمي و عبادت آميز طريقوں سے انکار کرديا جو عام طور پر دنيا نے اختيار کرليے تهے -

ليکن جبکه اس نے وه سب کچهه نه کيا جو سب کوئي کرتے آے تهے' تو سوال يه هے که خود اُس نے کيا کيا ؟

اُس نے "اُسوۂ حسنه" کي اصلي حقيقت کو اپني تمام تعليمات کا جزو اعظم بنايا' اور اسکي يادگاروںکو انسان سے باهر نهيں جنکو انسان چهوڑ ديسکتا هے' بلکه خود انسان کے اندر قائم کرديا جو کبهي بهي اسکي نظروں سے اوجهل نهيں هوسکتا - اُس نے مادي و جسماني اعمال و اشکال کے اندر اسکي دعوۂ عمل و سعادت کو گم نهيں کرديا' جيسا که گم کردي گئي تهي' بلکه اسکو ايک خالص معنوي و روحاني اعتقاد بنا کر اسطرح دلوں کے اندر قائم کرديا که اسکي حقيقت دائمي طور پر زنده هوگئي' اور هر طرح کي آلودگيوں اور رسم پرستيوں کي آميزش سے بالکل محفوظ و مصئون بنا ديگئي !

بصائر و حکم

السلم و الحرب

یعني

جنگ اور صلح

دنیا کا مادہ قواء متضادہ کا گہوارہ ہے - ایک طرف تو اسکا ایک ایک ذرہ متحرک ، پراگندہ ، اور ایک عام هیجان کي حالت میں نظر آتا ہے - دوسري طرف وہ منجمد ہو کے سمٹتا ہے - سمٹ کے باهم ایک دوسرے سے ملتا ہے - ملکر سکون و استقرار حاصل کرلیتا ہے !!

اس بنا پر وہ تمام کیفیات متضادہ کي طرح جنگ و صلح کي بھي یکساں قابلیت رکھتا ہے - وہ جنگوں کے اختلال و تصادم کي شکل میں سمندر کي لہر ہے ، تو صلح و سکون کي حالت میں اوسکي سطح صامت و ساکن ! لیکن سوال یہ ہے کہ ان دونوں حالتوں میں سے انسانیۃ کے بقا و ارتقاء ، سعادت ارضي کے حصول ، تمدن و تہذیب کي ترقي ، علوم و فنون کي اشاعت ، قوی و جذبات کي تنشیط ، اور قوت عمل کي تنظیم و تحریک کیلیے کون زیادہ مفید ہے ؟

یہ سوال اگرچہ زمانۂ قدیم میں بھي فلسفہ اجتماع کا ایک معرکۃ الآراء مسئلہ رہچکا ہے لیکن موجودہ عہد سے بڑھکر اس کے درس کیلیے اور کون وقت موزوں ہوگا ؟

(مخالفین جنگ و امیدواران صلح عام)

جو لوگ دنیا کیلیے صلح و سلام کو مفید سمجھتے ہیں ، اونکا استدلال یہ ہے کہ انسان فطرتاً اتحاد و اتفاق کا طالب ہے - ابتداء میں انسان کا ہر فرد دوسرے فرد سے الگ تھلگ رہتا تھا ، لیکن دنیا کے تمام مادوں کي طرح قوت جاذبہ اوس میں بھي موجود تھي ، اسلیے اوس نے ان بکھرے ہوے ذروں کو جمع کرنا شروع کیا - پہلے چھوٹے چھوٹے خاندان قائم ہوے ، پھر خاندان نے ترقي کرکے قبائل کي صورت اختیار کرلي - رفتہ رفتہ مستقل جماعتیں پیدا ہوگئیں ، اور جماعتوں کي وسعت نے قومیت کا نظام قائم کردیا - اسطرح گانوں سے شہر اور شہروں سے عظیم الشان ملک آباد ہوگئے -

لیکن یہ فطري اتحاد محض بخت و اتفاق کا نتیجہ نہ تھا ، بلکہ علل و اسباب کے شکنجہ میں جکڑا ہوا تھا - دنیا کا ایک ذرہ بھي دوسرے ذرہ سے بغیر کسي طبعي مناسبت کے نہیں ملسکتا - اسلیے انسان کا ایک فرد کسي دوسرے فرد سے صرف اس بنا پر نہیں ملا کہ وہ بھي اوسي کي طرح ایک انسان تھا ، بلکہ جذبات و خیالات کي یکرنگي اور مقاصد و اغراض کي یکجہتي نے اون میں باهم کشش پیدا کي ، اور وہ انھي نقطوں پر آکر باهم مل گئے - ایک متمدن انسان اپنے بھائي سے لیکر ایک غیر ملک کے باشندہ تک سے تعلقات رکھتا ہے ، لیکن ان تعلقات میں جو عظیم الشان فرق مدارج نظر آتا ہے ، وہ انھي اغراض و مقاصد کے اختلاف کا نتیجہ ہے - اگر دو بھائیوں کے تعلقات میں ایک غیر منقطع اتصال و استحکام نظر آتا ہے ، تو اسکي وجہ بھي یہي ہے کہ اون کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد شدت کے ساتھہ باهم دست و گریباں ہیں -

انسان نے آغاز خلقت میں بھي انھي اغراض کو نصب العین بنا کر دوسرے انسانوں سے سلسلۂ ارتباط و اتحاد پیدا کیا ، اور انھي اغراض کے تصادم و مقاومت نے جنگ کي بنیاد ڈالي - آج بھي انھي اسباب کي وجہ سے عظیم الشان لڑائیاں واقع ہوتي ہیں -

لیکن اب زمانہ نے بہت کچھہ ترقي کرلي ہے - اتحاد و اتفاق کے وسائل بہ کثرت مہیا ہوگئے ہیں ، فطري احساس کے ساتھہ تہذیب و تمدن نے بھي صلح کے فوائد کو عام طور پر ذهن نشین کردیا ہے - اس بنا پر انسان کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد کو یقیناً متحد کیا جا سکتا ہے ، اور اس اتحاد میں اس شدت کے ساتھہ اتصال پیدا ہوسکتا ہے کہ دو مختلف ملکوں کے باشندے دو بھائیوں کي طرح زندگي بسر کریں -

اگرچہ کبھي کبھي اتحاد هي اختلاف بھي پیدا کردیتا ہے ، لیکن جسطرح افراد کے اختلافات کو چھوٹي چھوٹي عدالتوں کے ذریعہ سے مٹادیا جاتا ہے ، اوسیطرح قومي و ملکي اختلافات کو بھي ایک وسیع عدالت اور ایک عام حکم کے ذریعہ سے دور کیا جاسکتا ہے - وحشي قومیں اختلافات و نزاعات کي حالت میں زبان تیغ سے اپنا فیصلہ سننا چاهتي تھیں ، مگر بیسویں صدي کے متمدن انسان کو عہد وحشت کي تجدید کي ضرورت نہیں ، اب خود زبان نے تلوار سے زیادہ جوهر پیدا کرلیے ہیں -

صنعت و حرفت کي ترقي اور تجارت کي گرم بازاري نے دنیا کے دو ملکوں کو ایک هي گھر کے دو صحن بنا دیا ہے - یعني اختلاط و امتزاج نے دو قوموں کے جذبات میں کمال یکرنگي و یکراهي پیدا کردي ہے ، اور انکے مقاصد و اغراض بالکل توام ہوگئے ہیں - یہي وجہ ہے کہ دنیا کے کسي ایک حصہ میں جب جنگ چھڑ جاتي ہے ، تو ہر ملک اوس سے متاثر ہوجاتا ہے - جب دنیا اسقدر متحد الاغراض ہوگئي ہے تو کیوں نہ سب صلح اور امن کیلیے متفق ہوجائیں ؟

قدیم زمانہ میں جنگ انسان کا ذریعۂ معاش تھي ، یہاں تک کہ بعض لوگ لڑائیوں میں باجرت شریک ہوتے تھے -

لیکن اب وہ اقتصادي حیثیت سے کوئي ذریعہ معاش نہیں خیال کي جاتي - اب انسان کا رزق نیزے کي نوک کے ساتھہ بندھا ہوا نہیں ہے بلکہ کارخانوں کي مشینوں کے ساتھہ معلق ہے - لیکن زمانہ جنگ میں تجارت و صنعت کا بازار اس قدر سرد پڑ جاتا ہے کہ یہ پرزے زنگ آلود ہوجاتے ہیں - یہي وجہ ہے کہ زمانۂ جنگ میں تمام ملک دفعتاً فقر و فاقہ میں مبتلا ہوجاتا ہے - بالخصوص تاجروں کا گروہ تو جنگ کا نام سنکر کانوں پر ہاتھہ دھرتا ہے ، اور قیام امن کیلیے جان و مال تک سے دریغ نہیں کرتا -

اب جنگ کے عواقب و خیمہ و نتائج الیمہ اس درجہ آشکارا ہوگئے ہیں کہ خود سپہ سالاران فوج بھي اس کو دنیا کي بدترین چیز سمجھتے ہیں - جنرل سر چارلس نیپیر نے جنگ کي ہولناک صورت کو ایک نہایت بلیغ تشبیہ میں عریاں کیا ہے - وہ کہتا ہے .

" ایک فوجي آدمي کي زندگي اوس رقاصہ کے مشابہ ہے جو کسي ایسے هال میں ناچتي ہے جسکي دیوار میں ٹوٹے ہوے شیشے کے پرزے جڑے ہوے ہیں - جب وہ عالم نشاط و سرور میں مستانہ وار رقص کرتي ہوئي ان دیواروں تک پہونچتي ہے ، تو اوسکے اطراف و اعضاء شیشے کے ٹکڑوں سے لگ کر اور مجروح ہوکر خون آلود ہوجاتے ہیں ، اور ناز و غرور کے جو پردے اوسکي آنکھوں پر پڑے ہوے تھے ، دفعتاً اوتر جاتے ہیں - اوسکو نظر آنے لگتا ہے کہ وہ ایک سخت فریب میں مبتلا تھي - اسي طرح فوجي آدمي میدان جنگ کي طرف هتیاروں کي سراب آسا چمک دیکھکر نہایت خنداں و فرحاں روانہ ہوتے ہیں - لیکن چند هي دنوں کے بعد اونکي آنکھیں کھل جاتي ہیں ، اور اونکو معلوم ہوجاتا ہے کہ جو ہر بدیع

کے وہ اعمال حسنه جا بجا قرآن حکیم میں مشرح بیان کیے جنسے "الصراط المستقیم" کي راہ سعادت متعین هوتي ہے - قصص القرآن کي اصلي غرض اسي "انعمت علیهم" کي تفسیر سمجهو - یه چار گروہ وہ هیں جنکے اندر نوع انساني کا تمـــام اصلح و اسعد حصه آگیا ' اور انساني عمل کي سچائي جب کبهي ظاهر هوگي ' تو ضرور ہے که انهي انعام یافته چار جماعتوں میں سے کسي جماعت سے متعلق هو - پس غور کرو که تم یادگار یادگار پکار رهے هو ' تمام دنیا مشاهیر پرستي کیلیے بیقرار ہے ' کرۂ ارضي کي هر متمدن انساني جماعت انساني بڑائیوں کا تذکار کرنا چاهتي ہے ' لیکن یه کیسي یادگار کي عجیب و غریب خالص حقیقت ہے جو اسي تمام خرابیوں کو دور کرکے قرآن حکیم نے همیں عطا کي ہے ؟ دنیا کي هر قوم صرف اپنے هي بڑوں کو تذکار کا مستحق سمجهتي ہے ' اور زیادہ سے زیادہ چند بڑے انسانوں کو یاد رکهنا چاهتي ہے - لیکن قرآن حکیم نے کرۂ ارضي کي تمام حقیقي بڑائیوں اور اعمال صالحہ کے تمام گهرانوں کو چن لیا ' اور حکم دیا که تم ان سب کے نمونوں کو اپنے سامنے رکهو ' اور سب کے بڑے بڑے کاموں ' بڑے بڑے عزموں ' بڑي بڑي نیکیوں سے اپني راہ ایمان و اسلام کو مرتب و مقوم بناؤ - تم یادگاریں بناکر سال میں ایک مرتبه انهیں یاد دلسکتے هو ' اور عمارتي و سنگي اشکال میں کبهي کبهي ایک غلط انداز نظر ڈال لے سکتے هو - اس سے زیادہ تمهارے تذکار کي حقیقت کچهه نهیں ہے - لیکن دیکهو ' تمهارے قرآن نے کیسي یادگار قائم کي جو هر روز دن میں پانچ مرتبه هر مومن انسان کے سامنے آتي ہے ' اور صرف ایک هي بڑے انسان کو نهیں ' بلکه تمام راست باز انسانوں کو جو انبیاء ' صدیقین ' شهداء ' اور صالحین میں گذرے ' وہ یاد کرنا اور انکے اعمال مقدسه کے نمونوں پر چلکر راہ سعادت کي منزل مقصود تک پهنچنا چاهتا ہے !

نظـرے خـوش گـذرے !

معاونیــــن البــــلاغ

بعض اهم مســـائل !

مسئلۂ اعراض نظر و مطالعه

(۱) قرآن حکیم نے انساني نظر و مطالعه کے متعلق بار بار اور جا بجا فرمایا :

یمرون علیها و هم عنها مناظر عالم پر سے گذرتے هیں ' مگر اسطرح
معرضون ! گذرتے هیں که غور و فکر نهیں کرتے
اور منهه پهیرے هوے چلے جاتے هیں -

یه حالت دراصل نظر و مطالعۂ عالم کے نهایت اهم مقامات و واردات سے تعلق رکهتي ہے - مگر اسکي جامعیت اور احاطه کا حال یه ہے که اگر کسي چهوٹي سي چهوٹي چیز کو بهي اپنے سامنے رکهه لیجیے تو اس علم " اعراض نظر " کا نمونه آپکو ملجائیگا -

انساني مطالعۂ و نظر کے اعراض کي بڑي بڑي مثالیں جنکا تعلق علوم و اخلاق و مذهب سے ہے ' آپ دیکهه چکے هیں ' لیکن آئیے ' آج ایک چهوٹي سي بات میں اسکي مثال ڈهونڈهیں -

جو خطوط دفتر میں مختلف درخواستوں اور کاروباري امور کے متعلق آیا کرتے هیں ' کبهي انپر نظر پڑجاتي ہے تو میں دیکهتا هوں که " اعراض نظر و مطالعه " کي کتني مثالیں صرف هم اپني روزانه ڈاک هي سے جمع کرسکتے هیں ؟

بعـض حضـرات نهایت اصرار کے ساتهه پوچهه رهے هیں که " ترجمان القرآن " اور " البیان " کي قیمت کیا ہے ؟

این سخن را چه جوابست تو هم میداني

ترجمان القرآن اور البیان کے وجود کا علم تو انهیں اُن اعلانات سے هوگیا جو البلاغ کے پہلے اور آخري صفحات پر درج هیں ' مگر قمتیں معلوم نه هوئیں ! !

ان اعلانات کو انهوں نے پڑها ہے ' لیکن اگر پڑهتے تو اس لا حاصل خط و کتابت کي زحمت سے خود بهي بچتے ' اور مکتوب الیه کو بهي بچاتے -

بعض بزرگ نهایت هي تاکید کے ساتهه جواب طلب کرتے هیں اور ساتهه هي جوابي پوسٹ کارڈ بهیجنے کا صرف بهي گوارا کرتے هیں که " ترجمان القرآن بغیر اصل متن کے هوگا یا مع اصل قرآن کے ؟ " حالانکه اگر وہ اسکے اعلان کو پڑهتے تو اسمیں " حامل المتن " کا لفظ موجود ہے ' جسکے معني غالباً یهي هیں که مع اصل قرآن کے مرتب کیا گیا ہے !

متعدد حضرات جوابي کارڈ بهیجکر دریافت کرتے هیں که " کیا ترجمان اور البیان کي قیمت بهیجدیں ؟ " گویا دنیا میں کسي شے کے بقیمت لینے میں خریدار کے ارادے اور طلب کو کوئي دخل نهیں - اسکے لیے اصلي موثر مسئله محض دفتر کا " حکم " ہے ' اور پهر اسکے لیے بهي چهپا هوا اعلان کافي نهیں - خاص دفتر کا آخري و قلمي " حکم منصوص " مطلوب ہے ! !

اس سے بهي عجیب تر وہ احباب کرام هیں جنکے لیے سب سے زیادہ اهم مسئله نه توقیت کا ہے ' نه طرز ترتیب اصل و ترجمه کا ' اور نه هي ترسیل قیمت کے متعلق آخري منصوص و قطعي حکم ' بلکه ایک دوسري حقیقت مستورہ و بعیدہ ہے ' جو با وجود کمال بعد و حجب ' انکي قوت نظر و تعاقب سے نه بچ سکي ' اور بالآخر انهوں نے اسکا سراغ نکال هي لیا :

آخر آمد ز پس پردۂ تفتیش پدید !

وہ مسئلۂ مهمۂ و مجهوله ترجمان القرآن اور تفسیر البیان کي " زبان " کا ہے - یعني اور سب باتیں تو بهر حال معلوم کر هي لي جائینگي ' سب سے پہلے اسے واضح هوجانا چاهیے که ان دونوں کتابوں میں کونسي زبان استعمال کي گئي ہے ؟ یه ترجمه اور تفسیر عربي میں ہے یا اردو میں ؟

بسوخت عقل ز حیرت که این چه بوالعجبي ست ؟

سمجهه میں نهیں آتا که اسکے جواب میں کیا عرض کیا جاے ؟ بجز اسکے که یمرون علیها و هم معرضون کي تفسیر میں اس سوال کو بهي مع جوابي پوسٹ کارڈ کے داخل کردیا جاے :

بمزاحت نه گفتم این گفتار
هزل بگذار و جد ازو بردار !

آخر میں گذارش ہے که دفتر اپنے احباب و معاونین کے شوق و ذوق کي پوري تعظیم کرتا ہے ' اور انکے ان اهم سوالات کو بهي انکي مشتاقانه محویت کي خود فراموشي کا نتیجه سمجهکر نهایت احسانمند ہے ' تاهم اگر اس طرح غیر ضروري مراسلات کا بهي ایک نیا صیغه کهولدیا جائیگا تو پهر دفتر کي مشکلات غیر محدود و لا علاج هوجائینگي - مجبوراً یه ظاهر کرنا پڑتا ہے که اس طرح کے سوالات " معرضون " کي تفسیر کیلیے سرمایۂ بحث تو بن سکتے هیں ' مگر انکے جواب دینے کي دفتر کو مهلت نهیں ملسکتي - خواستگار معافي ہے -

" پیشگي قیمت " اور " رعایت "

کا مطلب صرف یهي ہے که اسي وقت آپ قیمت بذریعه مني آرڈر بهیجدیں - جن جن حضرات نے وي پي کیلیے لکها ہے ' انهیں معلوم هونا چاهیے که اُن سب کي درخواستیں بالکل بے فائدہ هیں اور دفتر انکو کوئي درخواست قرار نهیں دیتا - نه وہ رعایتي قیمت سے کچهه تعلق رکهتي هیں - جب یه کتابیں مکمل شائع هونگي تو انکي قیمت انکي آخري ضخامت کے مطابق قرار پائیگي - اس وقت اگر انهوں نے مکرر درخواست بهیجي تو کتاب اصلي قیمت پر بهیجي جائیگي - نه بهیجي تو موجودہ درخواست سے اس پر کوئي اثر نهیں پڑیگا -

شريک هوے اور اوسکي ممبري قبول کي - اس انجمن کا مقصد يه تها که تمام سلطنتوں کے ارکان و عمال اور اعضاء حکومت ميں باهم رابطۂ اتحاد قائم کيا جاے -

جو سلطنتيں صلح جو اور امن طلب تهيں ' اونهوں نے اسکو ورو وسعت دي - چنانچه ولايت متحده امريکه ميں ايک عظيم الشان انجمن قائم کي گئي ' جسکا مقصد يه تها که تمام سلطنتوں کے کارکن لوگوں کو باهم اسقدر متحد هوجانا چاهيے که اگر ايک سلطنت دوسري سلطنت کے مقابلے ميں آماده جنگ هو ' تو دونوں سلطنتوں کے تمام عمال اپنے اپنے کام سے علحده هو جائيں - اسکا لازمي نتيجه يه هوگا که وه سلطنت ايک دست شل بن کر رهجائيگي -

(٣) ان ذرائع کے علاوه يورپ اور امريکه ميں سيکڑوں انجمنيں خاص اسي غرض سے قائم هوگئي هيں که دنيا کو امن و صلح کي دعوت ديں ' اور سياسي و قومي اختلافات کو مٹائيں - اس مقصد کے ليے جو قوانين بنائے جاتے هيں ' وه بجاے خود موثر هيں ' ليکن سب سے زياده انکا اثر اخلاقي پڑتا هے ' اور جو صدا ان انجمنوں سے بلند هوتي هے ' وه صرف شرکاء کانفرنس هي کے دلوں ميں جذبۂ مودت نهيں پيدا کرتي ' بلکه کانفرنس کے هال سے باهر نکلکر تمام دنيا کو محيط هوجاتي هے ' اور هر شخص کے دل ميں محبت کا بيج بو ديتي هے - اسکا نتيجه يه نکلا هے که ايک عام کانفرنس صلح قايم هوگئي هے ' اور جرمني ' اسٹريا ' روس ' اٹلي ' اسپين ' انگلستان ' غرض تمام ملکوں ميں مقامي انجمنيں بهي قائم هيں جو اس کانفرنس کے مقاصد کي تائيد کرتي هيں -

(٤) ايک خاص قانون ساز کانفرنس بهي قائم کيگئي هے جسکے ممبر قانون کے بڑے بڑے فضلاء هيں ' اور جو خاص طور پر ايسے قانون وضع کرتي هے جو مختلف سلطنتوں کے مقاصد کو باهم ٹکرانے نهيں ديتے - يه کانفرنس سنه ١٨٧٣ ميں مسيو رولاں فرانسيسي کي کوشش سے قائم هوئي - اور رفته رفته امريکه اور سوئٹزرلينڈ نے بهي اوسکي تقليد کي -

(٥) مختلف ممالک کي پارليمنٹوں کے ممبروں کي کانفرنس ان سب سے الگ هے - اوسکا مقصد يه هے که اختلافات و منازعات کا فيصله صرف حکم (پنچايت) کے ذريعه سے کيا جاے -

(٦) سوشيالوجست لوگوں کا ايک خاص فرقه پيدا هوگيا هے جو هميشه تعاون ' اجتماع ' اور مصالحت عامه کي تائيد ميں سرگرم رهتا هے - يورپ ميں انکي تعداد آٹهه ملين هے ' اسليے جنگ کي طرح صلح بهي اپنے ساتهه جانباز سپاهيوں کي ايک فوج گراں رکهتي هے -

(منکرين صلح عام و مويدين جنگ)

ليکن مويدين جنگ ان دلائل کے آگے نهيں جهکتے - وه کهتے هيں که ان دلائل کا خلاصه صرف يه هے که انسان کي ايک غير محدود تعداد کو فطرتاً عيش و مسرت اور سکون و اطمينان کے ساتهه زندگي بسر کرنا چاهيے ' ليکن سوال يه هے که اسقدر کثير التعداد عيش پرست انسان آغوش صلح ميں پيدا بهي هوسکتے هيں يا نهيں ؟

اس سے انکار نهيں هوسکتا که جنگ کي وجه سے دفعتاً افزايش نسل انساني ميں ايک نماياں تنزل پيدا هوجاتا هے ' لاکهوں نوجوان طعمۂ تيغ و سناں هوجاتے هيں ' هزاروں عورتيں بيوه هوجاتي هيں ' قبيلے کے قبيلے ' خاندان کے خاندان جلا وطني اختيار کر ليتے هيں ' اس طرح ايک ملک کي گود دفعتاً اپنے فرزندوں سے خالي هوجاتي هے - ليکن يه ايک عجيب بات هے که توالد و تناسل پر عيش و راحت اور امن و صلح کا اس سے بهي زياده مضر اثر پڑتا هے - جو قوميں جسقدر زياده جنگجو هوتي هيں ' اوسي قدر کثير الاولاد بهي هوتي هيں - برخلاف اسکے عيش پسند ' صلح جو اور امن دوست قوموں ميں بچوں کي توليد عموماً کم هوجاتي هے - عرب عموماً جنگجو تهے ' ليکن اون ميں بچوں کي کثرت تهي - فرانسيسيوں سے زياده عيش پرست کون سي قوم هوگي ؟ ليکن وهاں کي آبادي روز بروز گهٹ رهي هے - جرمني کو ايک جنگجو ملک کها جاتا هے ' ليکن جس زمانے سے اوس نے يه خطاب عام طور پر حاصل کيا هے ' اوسيوقت سے اوس کي مردم شماري نے غير معمولي ترقي کي هے - جانور تک اس کليه سے مستثني نهيں ' شير اپنے کٹهرے ميں به نسبت جنگل کي خونخوار جهاڑيوں کے زياده امن و سکون کي زندگي بسر کرتا هے ' ليکن اس کهوارۂ عيش ميں اوسکا سلسلۂ توالد و تناسل دفعتاً منقطع هو جاتا هے - قبائل اور عام تمدني جماعتوں کي ترقي صرف تکثير نسل پر موقوف هے ' اور جنگ اس تمدني نظام کو صلح سے زياده وسعت کے ساتهه قائم رکهه سکتي هے -

بد قسمتي سے اگرچه ايک مدت سے جنگ هوا پرستي ' شهرت طلبي ' اور خود غرضي کا ذريعه بنا لي گئي هے ' اور عموماً سلاطين و امراء فوج صرف اپنے جاه و اقتدار کے قائم رکهنے کيليے جنگي جهاز تيار کراتے هيں ' توپيں ڈهالتے هيں ' سوار پر صيقل چڑهاتے هيں ' اور فوجوں کو آگ اور خون کے طوفان ميں جهونک ديتے هيں ' ليکن جنگ کي نفس حقيقت پر اسکا کچهه اثر نهيں پڑتا - امن و صلح کو بهي اسي طرح اغراض فاسده کا ذريعه بنايا جاسکتا هے - بهت سے لوگ صرف عيش و کاهلي کيليے تنعيمات و سکون اور صلح و سلام کي زندگي کے طالب هوتے هيں -

خدا نے انسان ميں بغض و انتقام کا ماده صرف اسليے پيدا کيا هے که وه اپنے حقوق کي حفاظت کرے ' اور انتخاب طبيعي اور بقاے اصلح ميں فطرة کا مساعد و مددگار هو ' بس جنگ کا فطري مقصد يهي هے ' اور اس قسم کي لڑائياں هميشه دنيا کيليے آگ اور خون کے ظاهري پردے ميں ابر رحمت ثابت هوئي هيں - جو لوگ ميدان جنگ ميں جانبازانه لڑتے هيں ' وه کسي قوم کے فنا کرنے ميں انتخاب طبيعي کو مدد هي نهيں ديتے ' بلکه وه اپنے آپ کو اصلح بهي ثابت کرديتے هيں ' يا اپنے اندر بقاء و قيام کي صلاحيت پيدا کرتے هيں - ممکن هے که وه خود انتخاب طبيعي اور بقاء اصلح کي حقيقت ' اوسکے وقت ' اور طريق انتخاب سے واقف نه هوں ' تاهم قوت و صلاحيت کا احساس صحيح خود کسي قوم کے سالم هونے کي دليل هے ' اور دنيا کو اب تک اسي احساس نے قائم رکها هے - بس اس قوت و احساس صحيح کا اندازه صرف ميدان جنگ هي ميں هوسکتا هے - کوئي قوم ميدان جنگ ميں انتخاب طبيعي کا فرض ادا کرنے خود نهيں جاتي - بلکه وه قدرت کے سب سے بڑے امتحان گاه ميں ليجاکر کهڑي کرائي جاتي هے ' اگر اوس ميں زنده رهنے کي صلاحيت هے تو زنده رهتي هے ' ورنه انتخاب طبيعي کا اسلحۂ جنگ اوسکو فنا کر ديتا هے -

جس اخلاقي شجاعت کے کارنامے هسپتالوں ' کالجوں ' اور يتيم خانوں کي صورت ميں نظر آتے هيں ' وه بهي اوسي وحشيانه شجاعت کي ايک ترقي يافته صورت هے جو ميدان جنگ ميں نهايت خوفناک نظر آتي هے - جنگ بيرحمي کے ساتهه جذبه رحم و محبت کو بهي پيدا کر ديتي هے ' اور چونکه زمانۂ جنگ ميں تمام قوى و جذبات متحرک رهتے هيں ' اسليے هر جنگجو قوم ان چيزوں کو نهايت سرعت کے ساتهه قائم کر ليتي هے - تمدن نے هميشه جنگ کے ساتهه ساتهه ترقي کي هے ' عيش پرستي نے اوس ميں ايک ذرے کا بهي اضافه نهيں کيا هے -

آج ملکوں اور سلطنتوں ميں اتفاق و اتحاد کے جو ذرائع پيدا هوگئے هيں ' وه بهي جنگ هي کي برکت هے - واقعات ثابت کر رهے هيں که يه جو کچهه تها ' خوف ' بزدلي ' مصلحت ' رياکاري ' ڈپلوميسي کا نتيجه تها - خلوص صرف ميدان جنگ هي ميں نظر آ سکتا هے ' اور همکو خلوص هي کي جستجو کرني چاهيے -

(باقي آينده)

کي چکا چوندھ نے اونکو اندھا بنا دیا تھا - اسي بنا پر میں اس راہ کو صاف ووزشن نہیں دیکھتا - مجھے اوس میں خون اور کانٹوں کي وسیع چادر بچھي ہوئي نظر آتي ہے ! "

نیز وہ کہتے ہیں کہ اب انسان کا اخلاقي معیار روز بروز بلند ہوتا جاتا ہے - زمانۂ وحشت کي بیرحمیاں اور دور ھمجمیت کي ظالمانہ رسمیں مٹتي جاتي ہیں - اونکي جگہ لطف و مراعات اور ایثار نفسي و فیاضي کا عام میلان پیدا ہوتا جاتا ہے - زمانۂ قدیم میں جنگ ایک فعل ممدوح خیال کي جاتي تھي ' لیکن اب اسکو سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے - آج سے چند دن پہلے لوگ مینڈھوں کے لڑانے پر فخر کیا کرتے تھے - اب ہر متمدن انسان کو اس سے شرم آتي ہے - پہلے جانوروں کے لڑانے کیلیے خاص خاص میدان متعین کیے جاتے تھے ' اور اس طرح جانوروں کو سخت اذیت پہونچاکر لطف اندوزي کا سامان بہم پہونچایا جاتا تھا - اب جانوروں کو انسان کے ظلم و جور سے بچانے کیلیے متعدد انجمنوں کي بنیاد پڑگئي ہے ' اور انسان کے دائرۂ لطف و کرم میں بے زبان مخلوقات تک شامل ہوگئي ہیں -

کہا جاتا ہے کہ انسان کے مختلف طبقات فطرۃ باہم متحد نہیں ہو سکتے ' اور اس فطري اختلاف کا لازمي نتیجہ یہ ہے کہ کوئي ایسا جامع اور عام قانون نہیں بنایا جاسکتا جس پر ہر سلطنت اور ہر ملک و قوم کا اتفاق ہو -

لیکن ابتو سلطنتیں اس اتفاق عام کي طرف قدم بڑھا چکي ہیں ' اور جس چیز کو قانون شکن کہا جاتا تھا ' وہ خود پابند قانون ہوگئي ہے - یعني خود جنگ کے لیے ایک بین الملي قانون بنادیا گیا ہے جسپر تمام سلطنتوں نے اتفاق کرلیا ہے -

قدیم زمانے میں جنگ وحشت کا ایک نہایت بد نما مرقع تھي ' جس میں صرف بغض ' انتقام ' توہین ' تذلیل ' کا رنگ نظر آتا تھا - اسیران جنگ کو عموماً قتل کردیا جاتا تھا ' اونکے ہاتھہ پاؤں کاٹ ڈالے جاتے تھے ' اور دشمن کو ہر ممکن طریقہ سے ضرر پہونچایا جاتا تھا - لیکن اب تمام مہذب سلطنتیں اس وحشت و ھمجمیت کے تصور سے لرز جاتي ہیں ' اور حتی المقدور جنگ کے مصائب کے کم کرنے میں اپني کوششوں کو صرف کر رہي ہیں - لیکن چونکہ جنگ میں سنگدلي اور قساوت قلبي سے بالکلیہ اجتناب نہیں کیا جاسکتا ' اسلیے ایک ایسا معتدل قانون وضع کردیا گیا ہے جس پر عمل کرنے سے جنگ کا مقصد بھي حاصل ہوسکتا ہے اور وحشیانہ اعمال سے بھي احتراز کیا جاسکتا ہے - اس قانون کي رو سے بہت سے ہتیاروں اور بعض خاص اقسام کے گولوں کا استعمال ناجائز قرار دیدیا گیا ہے ' اور زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھہ رفق و ملاطفت کا برتاو کیا جاتا ہے - اگر متخاصمین جنگ میں کوئي فریق اس قانون کی خلاف ورزي کرتا ہے اور دوسرا فریق بھي اسي طریقہ سے اوسکا مقابلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے ' تو تمام سلطنتیں خود اونکے مقابلہ کیلیے کھڑي ہو جاتي ہیں ' اور عالم تمدن کي بہترین ہمدردي اونکا ساتھہ چھوڑ دیتي ہے - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کي تمام قومیں ایک اخلاقي ' تمدني اور قانوني رشتے میں منسلک ہوگئي ہیں ' اور اس نظام نے ایک قوم کو دوسری قوم کے شدائد و مصائب کا متکفل اور ذمہ دار بنا دیا ہے - قبائل اور خاندانوں نے اسي قسم کے نظام اتحاد کے ذریعہ قومیت کي صورت اختیار کي تھي ' اسلیے اتفاق کے ان آثار و علائم سے توقع کي جاتي ہے کہ اب دنیا کي قومیت کا مفہوم پہلے سے بھي زیادہ وسیع ہو جائیگا ' اور تمام قومیں اوسکے دائرے میں داخل ہو جائینگي - یہاں تک کہ بالاخر ایک دن ایک فیاض قانون خود جنگ ہي کا انسداد کردیگا - نہر کے منافذ جب ایک ایک کرکے بند ہوتے جاتے ہیں تو اسکا طبعي نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ ایک دن خود نہر ہي خشک ہو جاے - اس اتفاق عام کي یہ آخري منزل ہوگي ' اور عنقریب اسي نقطے پر مصالحت عامہ کا سفید جھنڈا لہرائیگا -

بغض و انتقام جنگ کا مبدء اول ہیں ' اور دنیا کي کوئي قوم ایسي نہیں جسکے سینے کے اندر یہ آتشکدہ نہ بھڑکتا ہو - اس بنا پر صلح عام کا انعقاد بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے ' لیکن ایک زمانے کو دوسرے زمانے پر قیاس کرنا غلطي ہے - قدیم زمانے میں تمام قومیں ایک انسانکے شخصي ارادہ کے جال میں گرفتار تھیں ' اور وہ اپني ذات پر قوم کے تمام مصالح و اغراض کو قربان کردیتا تھا - لیکن اب ہر قوم مستقل بالذات ہوگئي ہے ' اور اوس نے خود بادشاہوں کے جبر و سطوت کو اپنا تابع بنا لیا ہے - اب دنیا قہر و استبداد کے پنجۂ آہنیں سے نکل گئي ہے ' اور اپنے مصالح و فوائد کو سب سے زیادہ عزیز رکھتي ہے - یہي مصالح ایک قوم کو دوسري قوم سے ملاتے جاتے ہیں - گرد و کدورت کا جو پردہ درمیان میں قائم ہوگیا تھا ' وہ اوٹھتا جاتا ہے - انگریزوں اور فرانسیسیوں سے زیادہ کون قوم بغض و عداوت کے نشے میں سرشار تھي ؟ لیکن مصالح نے رفتہ رفتہ دونوں قوموں کو متحد کردیا ' اور آج فرانسیسي اور انگریزي فوج میدان جنگ میں دوش بدوش کھڑي ہوکر لڑ رہي ہے - جرمني اور فرانس اگرچہ آج ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں ' لیکن ہمکو وقتي اسباب کے اثر سے مرعوب ہوکر مصالح کي لا زوال قوت کا انکار نہ کردینا چاہیے - ممکن ہے کہ ایک دن جرمني بھي انگلستان بن جاے -

اونکا اخري استدلال یہ ہے کہ جنگ کے علل و اسباب کي قوت روز بروز گھٹتي جاتي ہے ' اور صلح و اتحاد کے ذرائع وسیع اور ترقي پذیر ہوتے جاتے ہیں ' بالخصوص بعض اسباب ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو دنیا کو اتفاق عام کي دعوت دے رہے ہیں :

(۱) علوم و فنون کي ترقي اور ایجادات و اختراعات کي وسعت نے ہر ملک کے علماء کو ایک دوسرے کا دوست بنادیا ہے - بالخصوص علوم طبیعیہ اور علم طب نے تو تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کردیا ہے - ان علوم کا مقصد بالذات اگرچہ قیام امن و انعقاد صلح نہیں ہے ' لیکن اونکي ترقي و اشاعت کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے ' اوس سے اتحاد و اتفاق کا مقصد نہایت آساني کے ساتھہ حاصل ہوسکتا ہے - ہر ملک میں ان علوم کي ترقي و استحکام کیلیے عظیم الشان کانفرنسیں قائم ہوتي ہیں - اون میں ممالک مختلفہ کے علماء بلکہ سلاطین و وزراء تک شریک ہوتے ہیں ' جن کے یکساں نصب العین میں کوئي اختلاف نہیں ہوتا -

نمایشوں کے ذریعہ سے بھي یہ مقصد نہایت وسیع پیمانے پر حاصل ہوتا جاتا ہے - انگریزوں اور فرانسیسیوں نے لندن میں تین سال تک جو نمایش قائم رکھي تھي ' اوسکي نسبت کہا جاتا ہے کہ اوس نے دونوں قوموں کے اتحاد میں بڑي مدد دي ہے -

(۲) ملکي اتفاق اور قومي اتحاد کا ایک بڑا ذریعہ سلاطین ' وزراء ' اور ارکان دولت کي باہمي ملاقات بھي ہے ' اور یہ ذریعہ اس زمانے میں نہایت عام ہوگیا ہے - فرانس اور انگلستان میں اسي طریقہ سے اتحاد پیدا ہوا ' اور روس نے بھي انگلستان سے اسي طرح رسم مودت قائم کي -

ابتداء میں تو اسکو ایک رسمي چیز سمجھا جاتا تھا - لیکن بعض غیر متوقع نتائج نے اسکو اسقدر ترقي دي کہ اسي غرض سے ایک عام انجمن قائم کیگئي جس میں ہر سلطنت کے عمال

سليمـــان ، و اتينــا داود	بعد اسماعيل ، اسحاق ، يعقوب ،
زبورا (۴ : ۱۶۶)	تمام اسباط اسرائيل ، عيسي ، ايوب

يونس ، هارون ، اور سليمان آے ، اور داود کو هم نے زبور عطا کيا -

اب ديکهو که اس آية کريمه ميں کسقدر تدبر و تفکر عميق کي ضرورت هے ؟ آيت ميں مخاطب آنحضرت صلی الله عليه و سلم هيں - پہلے انکو حضرة نوح سے تشبيه دي جنهوں نے ايک نئي امة صالحه کي بنياد رکهي تهي - پهر کہا که " والنبيين من بعده " اور جو نبي انکے بعد آے - يه طرز بيان صاف بتلا تا هے که حضرة نوح کے بعد والے انبياء دعوة نوحي کے اسطرح اتباع و متعلقين ميں داخل تهے که صرف حضرة نوح هي کا نام لے دينا انکے ليے کافي تها - پهر حضرة نوح کے بعد حضرة هود سے مزيد تشبيه نہيں دي ، حضرة صالح سے نہيں دي ، حضـــرة لوط سے نہيں دي ، حضرة اسحاق سے نہيں دي ، حالانکه اگر مقصود محض وحي کے مورد و مهبط هونے کے لحاظ سے تشبيه تهي تو اسکے ليے تمام انبياء کرام يکساں تهے ، مگر تم ديکهتے هو که حضرة نوح کے بعد هي دوسرا نام حضرة ابراهيم عليه السلام کا ليا گيا ، اور يه دوسري تشبيه و مماثلة هے جو دعوة اسلامي کو دي گئـي - پهر حضـرة ابراهيـم کے بعد بہت سے انبياء کا نام ليا جو سب کے سب بلا استثناء دعوة ابراهيمي هي کے مجدد تهے ، اور اسطرح صاف صاف بتلا ديا که تاسيـس امم صالحه کے سلسلے دو هيں : ايک حضـرة نوح اور " و النبيين من بعده " کا - دوسرا حضرة ابراهيم اور انکے مجددين اسماعيل و اسحاق و يعقوب عليهم السلام کا -

اگر کہا جاے که حضرة نوح کے بعد حضرة ابراهيم عليه السـلام کا نام محض ترتيب تاريخي کيليے آگيا ورنه کوئي مخصـوص امتياز نه تها ، تو يه بهي صحيح نہيں - کيونکه اس آية کريمه ميں تاريخي ترتيب بالکل نہيں نظر آتي - تم ديکهه رهے هو که حضرة يعقوب و اسباط کے بعد هي حضرة عيسی کا نام آگيا هے جو سب کے بعد آے ، اور حضرة سليمان کے بعد حضرة داؤد کا نام ليا گيا ، حالانکه حضرة داؤد حضرة سليمان کے والد هيں -

پس اس آية ميں دعوة اسلامي کو تشبيه صرف دو دعوتوں سے دي گئي هے : دعوة نوحي اور دعوة ابراهيمي ، اور يه " کما اوحينا الی نوح " اور " و اوحينـــا الی ابراهيم " سے ظاهر هے - انکے علاوه يہاں جتنے انبياء کا ذکر کيا گيا هے ، انسے مماثلة مقصود نہيں هے ، بلکه انکے نام تبعاً آئے هيں که وه ان دعوة هاے موسسه کے مجدد تهے -

رهي يه بات که حضرة نوح کے مجددين کي طرف تو صرف مجمل اشاره کر ديا مگر حضـــرة ابراهيـــم کے مجددين کے نام بالتصريح الگ الگ ليے گئے ، تو اسکے بهي متعدد اسباب هيں - ازانجمله واضح تو يه که سورۀ نساء کے اس حصه ميں تمام تر خطاب اهل کتاب سے هے ، اور انکي زياده تر معلومات حضرة ابراهيم کے بعد کے انبياء سے متعلق تهي - نيز تعلق موسوي و اسرائيلي کي وجه سے وه ان انبياء کو زياده محترم و مقدس سمجهتے تهے ، اور تورات انکے تذکره سے لبريز تهي - پس حضرة نوح کے مجددين کيليے تو صرف اشاره کرديا ، اور حضرة ابراهيم کے مجددين کي تفصيل کي ، تاکه بيان زياده اوقع اور زياده پرحجة هو -

(ايک اعتراض)

اگر تم کو شبه هو که قرآن نے اسـي طرح اور اسي طريق تشبيه کے ساتهه تو حضرة موسی اور آنحضرة عليهما السلام کو بهي باهم مشابه قرار ديا هے :

انا ارسلـــنا اليکم رسولاً	هم نے تمهاري جانب اپنا ايک رسول
شاهداً عليکم کما ارسلنا	بهيجا ، تمهارے آگے حق کي شهادت
الی فرعـون رسـولا -	دينے والا ، جس طرح فرعون کي جانب
(۷۳ : ۱۵)	اپنے ايک رسول (حضرة موسی)
	کو بهيجا تها -

تو واضح رهے که يه مشابهت اس حقيقت کيليے بالکل مخالف نہيں هے - بلا شبه قرآن نے حضرة موسی کی بعثت سے داعي اسلام کي بعثت کو تشبيه دي هے ، اور يه گويا ارشاد الهي کا اعاده و ياد آوري هے جو اس سے پہلے حضرة موسی کو مخاطب کرکے کہا گيا تها که " ميں تيرے بهائيوں (بني اسماعيل) ميں سے تيرا جيسا ايک نبي بهيجونگا " ليکن يه مشابهت قسم تاسيس و تجديد اور صنف نبوت ميں نہيں هے ، بلکه صرف حق اور باطل کے مقابلے ميں هے - سورۀ نساء کي آية ميں " کما اوحينا " هے " يعني جسطرح هم نے حضرة نوح و ابراهيم پر نبوت و رسالت کي " وحي " کي - يہاں " ارسلنا " هے - يعني هم نے اس عهد کے باطل پرستوں اور متکبر و سرکش کفار کے مقابلے ميں فتح رباني اور نصرة الهي کے ساتهه اسي طرح پيغمبر اسلام کو " بهيجا " هے ، جسطرح ابسے پہلے ايک بہت بڑے ظالم و مغرور ابليس کے مقابلے ميں حضرة موسی کو بهيجا تها ، اور باوجود اوس کے تمام ساز و سامان دنيوي کے وه اسير غالب و فتح مند هوے تهے -

اس تشبيه سے صرف يه ظاهر کرنا مقصود هے که باطل کو اپني شيطاني قوتوں کے گهمنڈ ميں مغرور نهوجانا چاهيے - جسطرح باوجود تنهائي و بے سرو ساماني کے حضرة موسي نے فرعون کو تباه و برباد کيا تها ، اسي طرح هم نے پيغمبر اسلام کو بهي اس عهد کے فراعنه و نمارده کے مقابلے ميں بهيجا هے - اب بهي وهي نتيجه نکلے گا جو اس وقت نکل چکا هے -

اسکي مزيد تائيد اس اية کريمه کے سياق و سباق سے هوتي هے - يه آية سورۀ مزمل کي هے جو اغاز ظهور اسلام کے زمانے ميں نازل هوئي تهي - اسکا موضوع تنزيل يه تها که تبليغ حق کي مشکلات و مقامات کي نسبت آنحضرة صلی الله عليه و سلم کو آگاهي بخشي جاے ، اور بتلاديا جاے که حق کا ظهور هميشه ابتدا ميں مظلومي و بے سرو ساماني هي کے ساتهه هوتا هے ، پر آخر ميں فتحمندي چمکتي هے - چنانچه آيت زير بحث سے پہلے راه حق کي مشکلات و تکاليف پر اور اس انکار و سرکشي پر جو باطل پرستوں ميں نظر آتي تهي ، آپکو تسکين و تسلي دي هے اور فرمايا هے که ان حالات کو ديکهکر اپنے اندر مايوسي نه لاؤ - يه حق کي ابتدا هے ، مگر تهوڑے سے صبر و انتظار کے بعد اسکي انتها بهي آنے والي هے :

و اذکر اسم ربک و تبـتل	اپنے پروردگار کا ذکر کرو اور سب کي
اليه تبتيـلا ، رب الـمشرق	طرف سے آنکهيں بند کرکے صرف اسي
و المغرب لا اله الا هو فاتخذه	کے هوجاؤ - وه پروردگار که تمام عالم
وکيلا - و اصبر علی ما يقولون	ميں اسي کي ربوبيت کار فرما هے اور
و اهجـرهم هجـراً جميلا -	اسکے سوا کارساز عالم اور کوئي نہيں ،
و ذرني و المکذبين اولي	سو جب ايسا کارساز تمهارے ساتهه
النعـمة و مهـلهم قليـلا -	هے تو تم اور کسيطرف کيوں نظر اٹهاؤ ؟
ان لدينا انکالا و جحيما -	بس اسي کو اپنا کارساز يقين کرو !
(۷۳ : ۱۰)	رها منکرين حق کا ظلم ، انکا کبر باطل ،

اور انکي باطل پرستارانه کاميابيوں کے دعوے اور اعلانات ، سو چاهيے که انپر صبر کرو - سردست بغير کسي سختي کے انسے الگ هو جاؤ ، اور انهيں انکے حال پر زياده نہيں ، تهوڑے دنوں کيليے چهوڑ دو - پهر ديکهو که حق کے يه جهٹلا نے والے جو طرح طرح کي خوش حاليوں اور دنيوي عزتوں ميں اپنے تئيں پاکر بڑے هي متکبر و مغرور هوگئے هيں ، بالاخر کيسا نتيجه پاتے هيں ؟ همارے پاس اگر انکے ليے مهلت تهي تو اب انکے جکڑنے کيليے بيڑياں اور انکي عقوبت کيليے آگ بهي هے ! "

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلّت

یا

تاریخ "امۃ مسلمۃ"

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ھاے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۳)

(۲) قرآن حکیم میں حضرات انبیاء کا تذکرہ ایک هي مقصد اور ایک هي استدلال کے ماتحت نہیں ھے' بلکہ ہر جگھہ وہ ایک نیا مقصد' ایک نیا نتیجہ' ایک نیا استدلال' اور ایک نیا طرز استنباط بصائر و حکم رکھتا ھے - یهي وجہ ھے کہ یہ عاجز قرآن حکیم میں محض تاکید و ازدیاد اثر کیلیے تکرار بیان و مطالب کا قائل نہیں بلکہ اسکو کلام الهي کیلیے ایک نقص یقین کرتا ھے' اور مطالب مذکورہ کو بهي ہر جگہ باعتبار نتائج بالکل ایک نیا اور مستقل بیان پاتا ھے - اس بنا پر بلا شبہ ایک ظاہربیں نگاہ دیکھیگي کہ بہت سے مقامات بظاہر اس حقیقت کے خلاف ھیں' اور جن انبیاء کرام کو ہم مجدد قرار دیتے ھیں' انکا نام موسسین کے ساتھہ اسطرح لیا گیا ھے' گویا صنف کے اعتبار سے ان میں باہم کوئي امتیاز نہیں - لیکن ایسا سمجھنا فی الحقیقت ایک سخت کوتاہ بیني اور حقیقت ناشناسي ہوگي اور اسي لیے کہا گیا ھے کہ :

وما یعقلها الا العالمون ! حقائق قرآنیہ کا ادراک نہیں کرسکتے مگر وہ لوگ جنکے قلوب کو اللہ تعالی نے علم حق کیلیے کھول دیا ھے !

نیز سورۂ عنکبوت میں فرمایا : بل هو ایات بینات في صدور الذین اوتوا العلم - یعني جن خوش نصیبوں کے سینوں کو خدا نے علم نبوي و الهي کیلیے کھول دیا ھے' صرف وهي ھیں جو قرآن حکیم کے حقائق و معارف کا آشیانہ بن سکتے ھیں' ورنہ ارباب جہل کي نظروں سے دیکھا جاے تو "اساطیر الاولین" کے سوا اسکے قصص کے اندر اور دھرا هي کیا ھے؟

بہر حال اس اختلاف طرز ذکر کا راز در اصل اس نکتہ کے حل ہونے پر موقوف ھے کہ قرآن حکیم کے قصص و اخبار کے مقاصد و اغراض پرسے پردہ اٹھایا جاے' اور جو حقائق و معارف ان میں پوشیدہ ھیں' اور اختلاف مقاصد بیان نے جسطرح بیان کے انداز و ترتیب کو بهي مختلف کردیا ھے' اسے واضح کیا جاے - مگر یہ موضوع تفسیر کا ھے - یہاں اسقدر کہدینا کافي ھے کہ جن سورتوں میں انبیاء موسسین کے ساتھہ هي بغیر کسي فصل و امتیاز کے بعض انبیاء مجددین (علی نبینا و علیهم السلام) کا بهي ذکر کیا گیا ھے' ان مقامات میں نہ تو مقصود ترتیب تاریخي ھے' نہ تفریق تاسیس و تجدید' اور نہ هي قسم دعوۃ کي بنا پر مختلف طبقات کي تمییز - بلکہ وہاں انکے اعمال مشترکہ و عامہ اور اسکے نتائج غیر مخصوصہ و متعددہ میں سے بعض خاص امور کو پیش کرنا ھے' اور صرف انهي کي جانب مخاطب کو متوجہ کرنا یا مسلمانوں کو توجہ دلاني ھے - اس مقصد کے لیے انبیاء کے ازمنۂ ظہور و تبلیغ کي تقدیم و تاخیر اور اصناف تاسیس و تجدید بالکل غیر موثر تھے' اسلیے بالکل ضرورت نہ تهي کہ ان پہلوؤں کا وہاں لحاظ کیا جاتا -

یا پھر بعض مقامات میں یہ نظر آتا ھے کہ مقصود انبیاء کا ظہور نہیں بلکہ ایک خاص طرح کي دعوۃ' ایک خاص طرح کي طرز تبلیغ' ایک خاص طرح کي جماعت مومنین' ایک خاص قسم کي ضلالت منکرین' اور ان سب امور کا کوئي خاص طرح کا نتیجۂ حسن و قبح یا عذاب و ثواب مقصود ھے' اسلیے قدرتي طور پر ترتیب زماني و صنف نبوت و قسم دعوۃ سے بالکل قطع نظر کرلیا گیا ھے' اور صرف اُن نبیوں اور دعوتوں کو یکجا کرکے بیان کردیا ھے جو اُس پیش نظر و زیر مقصد امر میں باہم سب سے زیادہ مشابہت و مشارکۃ رکھتے تھے - اگر حضرۃ نوح اور حضرۃ موسی علیهما السلام کے زمانے میں وہ امر زیادہ یکسانیت و مشارکۃ کے ساتھہ ظاہر ہوا ھے' تو بلا خیال اسکے کہ حضرۃ نوح کا زمانہ کب تھا اور حضرۃ موسی کب ظاہر ہوے' اور بغیر اس ترتیب کے کہ حضرۃ نوح موسس تھے اور حضرۃ موسی مجدد' دونوں کا ذکر ایک ساتھہ کردیا ھے - کیونکہ مقصد زمانہ' صنف' اور وجود ذاتي نہیں ھے' بلکہ ایک اور چیز جو بہ نسبت دوسرے انبیاء کرام کے ان دونوں کے زمانے میں زیادہ وسعت کے ساتھہ ظاہر ہوي' اور اسلیے عبرت و تذکیر کیلیے ان کا یکجائي ذکر زیادہ قوي و موثر ھے -

مگر جن مقامات میں اسطرح کے مقاصد نہ تھے بلکہ خاص طور پر زمانہ اور قسم دعوۃ و صنف ظہور مقصود تھا' وہاں تم صاف صاف پاؤگے کہ موسسین بالکل الگ ھیں اور مجددین کي صف بالکل دوسري ھے - اور بالتصریح ظاہر کردیا ھے کہ ان میں موسسین امم کا سلسلہ اسطرح چلا اور مجددین امم اسطرح ظاہر ہوے -

(تمثیل دعوۃ اسلام)

اب اس مقدمہ کو ذهن نشین کرنے کے بعد میرا ساتھہ دو اور قرآن حکیم کے ان بیانات کو جو جابجا متفرق ھیں یکجا کرکے غور کرو -

سب سے پہلي چیز یہ ھے کہ قرآن حکیم نے جن مقامات پر قسم دعوۃ و صنف انبیاء کي بنا پر کوئي تذکرہ کیا ھے' یا کسي موسس کو بر بناء دعوۃ و تبلیغ تشبیہ دي ھے' تو اسطرح کے تمام مواقع پر اس امتیاز و فرق کو ملحوظ رکھا ھے -

چنانچہ تمام قرآن میں ہم پاتے ھیں کہ حضرۃ ختم المرسلین کي دعوۃ کو حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم علیهما السلام کي قسم دعوۃ سے تشبیہ دي ھے - حضرۃ هود یا حضرۃ صالح وغیرهم مجددین سے تشبیہ نہیں دي - کیونکہ اسلام کي دعوۃ موسسہ تهي - مجددہ نہ تهي - اور حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم هي تمام انبیاء متذکرۂ قرآن میں موسس تھے - پس اسلام کے لیے انهي کي صف میں جگہ رکھي گئي -

سورہ نساء میں فرمایا :

انا اوحینا الیک کما اوحینا	ہم نے اسي طرح تیرے وجود کو
الی نوح والنبیین من	مہبط وحي الهي بنایا' جسطرح
بعدہ' واوحینا الی ابراهیم	حضرۃ نوح کو اور ان انبیاء
واسماعیل واسحاق ویعقوب	(مجددین) کو جو دعوۃ نوحي کے
والاسباط' وعیسی' وایوب'	بعد ہوے - نیز جسطرح حضرۃ
ویونس' وهارون و	ابراهیم پر ہم نے وحي کي اور انکے

اب يه بالكل ظاهر هے كه يهاں حضرة نوح كا كوئي تذكره نه تها - نه اس سے پہلے انكي طرف اشاره كيا گيا هے - ذكر صرف حضرة ابراهيم كا هے اور انكي اس فضيلت كا هے كه خدا نے حضرة اسحاق اور انكے بعد حضرة يعقوب كے ذريعه نسل ابراهيمي كو پهيلايا اور زمين پر قائم كيا - ليكن يكايك درميان ميں ايك جملۂ معترضه سا آگيا هے جو بظاهر ربط بيان كے بالكل مخالف هے كه " و نوحا هدينا من قبل " اور نوح جنكو انسے پہلے هم نے هدايت بخشي - سوال يه هے كه اس جملۂ معترضه كا يهاں كون موقعه تها ؟ اور حضرة ابراهيم كے تذكره ميں بغير ربط بيان كے صرف حضرة نوح كے ظهور و هدايت بخشي كي جانب اشاره كر دينا كيوں ضروري هوا ؟

ممكن هے كه جن لوگوں كے نزديك كلام الهي كي تقديس و عظمت كيليے ربط بيان و ترتيب مطالب كچهه ضروري نهيں هے (حالانكه وه خود انسان هوكر اپنے بيان كيليے ضروري سمجهتے هيں) وه اس چيز كو چنداں قابل غور نه سمجهيں - لیكن الحمد لله هم كه انسانوں كے اندر مربوط و مرتب بيان كرنے كي قدرت ديكهتے هيں ' كسي طرح اسكا تخيل بهي نهيں كر سكتے كه خدا كے كلام كو بے ربط قرار ديں - انسان اگر نهيں سمجهتا تو اسكے ليے بهتر هے كه اپني سمجهه كا گله كرے ' نه يه كه اسكے كلام الهي كي عظمت كو اپني كم فهمي سے آلوده كرے !

پس واضح هو كه يه آية كريمه بهي بلحاظ اپنے خاص موضوع بحث كے اسي طرح مربوط اور متصل بيان هے ' جيسا كه اول سے ليكر آخر تك قرآن حكيم كا هر حصه مرتب و منظم هے - بلاشبه يهاں صرف حضرة ابراهيم هي كا تذكره هے - حضرة نوح كا كوئي تذكره نهيں ' ليكن حضرة ابراهيم كے مقامات ميں سے اس مقام كا تذكره آگيا هے جو انكي دعوة كي قوة موسسه اور اسكے آثار باقيه و جاريه سے تعلق ركهتا هے - يعني يه بيان شروع هوگيا هے كه هم نے انكے وجود كو هدايت ارضي كا ايك ايسا تخم بنايا جس سے بے شمار شاخيں آگے چلكر پهوٹيں اور پهيليں ' اور انكو حضرة اسحاق و حضرة يعقوب كي نسل دي جس سے كتنے هي انبياء و مجددين پيدا هوے ' اور اپنے اپنے عهدوں ميں دعوة ابراهيمي كي تجديد كرتے رهے - و وهبنا له اسحاق و يعقوب - چونكه حضرة ابراهيم كا يه درجه اسي طرح كا تها ' جيسا كه درجۂ تاسيس حضرة نوح كو انسے پہلے ديا گيا تها ' اور انكي دعوة موسسه كي نسل و ذريت عرصه تك قائم و جاري رهي تهي ' اسليے ضرور تها كه اسكي طرف بهي اشاره كرديا جاتا ' تا كه حضرة ابراهيم كي اس فضيلت و خصوصيت كي صنف واضح هو جاے - چنانچه ايسا هي كيا گيا ' اور بتلاديا گيا كه حضرة ابراهيم كو جو ايك نسل هدايت هم نے بخشي ' تو يه اسي قسم كي بخشش الهي هے ' جيسي كه انسے پہلے حضرة نوح كے ذريعه هوچكي هے - انكي نسل بهي نسل ابراهيمي كي طرح هدايت ارضي كيليے عرصه تك قائم ركهي گئي -

حضرة نوح كا ذكر ' حضرة اسحاق و يعقوب كے بعد كيا هے نه كه پہلے - تم جانتے هو كه حضرة اسحاق و يعقوب هي سے نسل ابراهيمي بني اسرائيل كے نام سے بڑهي اور پهيلي ' اور يه بهي تمهيں معلوم هے كه حضرة يعقوب هي كا دوسرا نام " اسرائيل " تها - پس يه كيسا كهلا ثبوت هے اس امر كا كه حضرة نوح كا يهاں ذكر صرف بقاء نسل و ذريت كے اشتراك اور هم صنفي هي كي بنا پر كيا گيا هے ' اور چونكه اس وصف ميں صرف وهي ايك ايسي دعوة تهي جو حضرة ابراهيم كي دعوة موسسه سے نسبت ركهتي تهي ' اسليے صرف اسي كا ذكر كيا گيا - اُن كا ذكر نهيں كيا جو موسس كي جگه مجدد تهے - مثلاً حضرة صالح ' حضرة هود ' حضرة لوط ' عليهم السلام -

* * *

تاريخ و عبر

الحرب في الاسلام

(از جناب شيخ محمد اسماعيل صاحب پاني پتي)

(ا)

دور تهذيب و مدنيت كے آغاز ميں انسانوں كي جرگه بنديان هوا كرتي تهيں ' اور ان كي فوجيں وهي خاندان و قبيله كے افراد - جس وقت لڑائي يا جنگ كي نوبت آتي يا جدال و قتال كي ضرورت هوتي ' تو هر ايك خاندان و قبيله كے اشخاص بلا كسي نظام و ترتيب كے يكجا جمع هوجايا كرتے تهے ' اور جنگ كے بعد هر شخص كو اتنا هي حصه مال غنيمت كا ملتا تها جتنا وه اپني بهادري ' زور و قوت ' اور جوانمردي سے حاصل كر سكتا - مگر جب لوگوں نے حضريت اختيار كي تو كاروبار باهم تقسيم كر ليے گئے ' حكومتيں قائم هوئيں ' الگ الگ پيشے ' جدا جدا عمل اختيار كيے گئے ' اور اسيوقت سے فوجي ملازمت كي بنا پڑي - سب سے پہلے جس حكومت نے فوج كو بهرتي كيا ' وه " مصر كي فرعوني حكومت " تهي - خيال كيا جاتا هے كه پہلے پہل اسكي ابتدا عيسى عليه السلام سے تقريباً دو هزار برس بيشتر اُس وقت پڑي جبكه فراعنۂ مصر نے حبشيوں اور زنگيوں كي ايك تعداد كثير كو بهرتي كركے ايك باقاعده فوج مرتب كي ' اور اُسكي مدد سے " بحر احمر " كے سواحل پر آباد شده اقوام و قبائل كو مسخر كرليا - بعد ازاں دوسري قوموں نے اس كي تقليد كي اور مختلف حكومتوں نے اسي كا تتبع كيا - چنانچه اشوريا ' بابل ' فينيقيه ' اور يونان كي قديم حكومتوں نے اس طريقه كو اختيار كيا - يونان سے روميوں نے اخذ كيا ' اور روميوں سے مسلمانوں نے سيكها -

فراعنۂ مصر كے يهاں " فوجي نظام " بدين شكل قائم هوتا تها كه وه اپني افواج كو لنبي ' گنجان ' اور سيدهي صفوں ميں كهڑا كيا كرتے تهے - اسكي تائيد اُن عمارات كهنه كے كهنڈرات اور محلات شكسته كے بوسيده در و ديوار سے بخوبي هوسكتي هے جو مصر ميں اپنے متكبر و متمرد مكينوں كي يادگار هيں ' اور جن پر صفوف لشكر كي متعدد تصاوير كهينچي هوئي پائي گئي هيں -

حكومت مصر سے اس طريقه كو اهل يونان نے استنباط كيا ' اور اپنے يهاں اسكو كسي قدر ترميم و تنسيخ كے بعد رائج كيا - انهوں نے " پلٹنيں " تيار كيں جن كو وه (Phalanx) كهتے تهے - اُن كے نظم و ترتيب كي صورت يه تهي كه فوجي سپاهي بالكل سيدهي صفوف ميں كهڑے هو جاتے تهے - ۴۰۰۰ جوانوں سے ايك پلٹن مرتب هوتي - كهڑے هونے كا طريقه يه تها كه ايك سپاهي دوسرے سپاهي سے چند قدم كے فاصلے پر اپنے مقابل والے سپاهي كي دهنى سيدهه ميں كهڑا هوتا ' اور صفيں ايك دوسرے كے پيچهے برابر چلي جاتيں - ايك عرصے تك يه فوجي نظام بدستور اپني حالت پر قائم رها - ليكن مقدونيه كے بادشاه اور سكندر اعظم كے باپ " فيلقوس " نے پلٹن كے سپاهيوں كي تعداد مذكوره بالا شمار سے دگني كردي ' اور پهر فيلقوس كي وفات كے بعد اس كے بيٹے سكندر اعظم نے چوگني كر دي - سكندر نے سپاهيوں كو اس طرح پاس پاس كهڑا كرنا شروع كيا كه [illegible] كندهے باهم ملے رهتے تهے ' [illegible] كي ڈهاليں ايك دوسرے سے [illegible] جاتي تهيں - [illegible] سپاهي [illegible] عجيب طرز [illegible] طريقه سے [illegible] تهے ' [illegible] اكثر [illegible] چوبيس [illegible] صف [illegible] هونے [illegible] سب سے [illegible] صف

اسکے بعد پھر اُن منکرین و مغرورین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہونا چاهیے کہ تمھاری جانب اسي طرح حق کا یہ اعلان بهیجا گیا هے ' جسطرح تمھاری نسل ابلیسي کے ایک مورث اعلی فرعون کے سامنے حق کا ظهور هوا تها ' اور جسطرح تم نے باطل پر گھمنڈ کیا ' اُس نے بهي کیا تها - چنانچہ فرمایا کہ :

فعصي فرعون الرسول فاخذناه	فرعون نے همارے رسول کي
اخـذا وبيلا - فكيـف	نافرماني کي سو همارے غضب
تتقون ان كفـرتم يومـا	نے اسے بڑا هي سخت پکڑا اور
يجعـل الولـدان شيبـا ؟	اسکا سارا گھمنڈ اور غرور باطل
(۷۳ : ۱۶)	بیکار گیا - پھر اسے منکرین اسلام !

اگر تم بهي اسي طرح نافرماني کروگے تو اُس دن کي مصیبت سے کیسے بچ سکوگے جسکي سختي بچوں کو مارے غم کے بوڑھا کردیگي ؟

یہ اشارہ بدر اور فتح مکہ کے طرف تها ' سو وعید الهي نے جو کہا تها پورا کر دکھایا -

بهر حال سورۂ مزمل کے موضوع تنزیل اور ایۃ زیر بحث کے سباق و سیاق سے صاف ظاهر هے کہ یہاں حضرۃ موسی سے آیۃ نساء کي طرح دعوۃ اور داعي میں تشبیہ نہیں دي گئي هے' بلکہ دعوۃ و داعي کے انکار اور منکر میں دي گئي هے - پس یہ تشبیہ آنحضرۃ اور حضرۃ موسی علیهما السلام میں نہ هوئي - منکر موسی اور منکر محمد میں هوئي (صلی اللہ علیهما و لعنۃ اللہ علی المنکرین الخاسرین !)

(۳) ٹھیک ٹھیک اسي طرح سورہ " شوری " میں جہاں وحدۃ ادیان و توحید شرائع کي طرف توجہ دلائي هے ' تو وهاں بهي دعوۃ اسلامي کا ذکر حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم علیهما السلام هي کي صف میں بلا فصل کیا گیا هے' اور اسطرح اسکي قوۃ موسسہ کي نمایاں صنف واضح کردي هے:

شـرع لكم من الدين	تمھارے لیے دین کا وهي راستہ ٹھرایا
ما وصي به نوحا و الذي	هے جس کے لیے نوح کو وصیت
اوحينا اليك وما وصينا	کي گئي تهي' اور اے پیغمبر اسلام !
به ابراهيـم و موسى	جسکے لیے هم نے تم پر وحي کي
و عيسى ؛ ان اقيمـوا	هے - نیز یہ وهي راہ هے کہ اسکے لیے
الدين و لا تتفرقوا فيه -	ابراهیم ' موسی ' اور عیسی کو بهي
(۴۲ : ۱۱)	هم نے وصیت کي تهي کہ دین الهي

کو قائم کرو اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالو -

اب غور کرو کہ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالی نے کسطرح پیغمبر اسلام کو نمایاں طور پر حضرۃ نوح کے ساتھ کھڑا کیا هے' اور جن انبیاء کرام علیهم السلام کو هم نے دوسري صنف مجددین میں قرار دیا هے' انمیں سے کسي کا نام نہیں لیا هے ؟ پهر اسپر بهي نظر رهے کہ یہاں دعوۃ اسلام کا ذکر جسطرح ترتیب تاریخي و زماني کو یکقلم نظر انداز کرکے کیا گیا هے ' وہ اس حقیقت کیلیے بالکل ایک بے حجاب روشني هے - آیۃ کریمہ کا مقصود یہ تها کہ دین الهی کي وحدۃ اور قانون ظهور رسالت کي یکساں حالت کي طرف توجہ دلائي جائے - پس فرمایا کہ وہ ایک هي شریعۃ الاهیہ هے جسکي طرف برابر هر ظهور نے دعوۃ دي ' اور سب کي دعوۃ کا مقصد قیام دین الهي و عدم تفرقۂ و اختلاف تها - پهر اس سلسلے کو حضرۃ نوح سے شروع کیا - اگر بلحاظ صنف کے تمام ظهوروں میں کوئي فرق نہ تها ' تو قدرتي ترتیب تو یہ تهي کہ حضرۃ نوح کے بعد اُنکے بعد کے انبیاء کا ذکر کیا جاتا ' اور اگر انکو کسي وجہ سے نظر انداز کردیا تها تو حضرۃ ابراهیم' حضرۃ موسی ' حضرۃ عیسی کے تذکرہ کو تو ضرور هي انکے بعد جگہ ملني تهي' اور پهر سب کے اخر میں اسلام کا ذکر کیا جاتا جیسا کہ سب کے بعد وہ ظاهر هوا ' لیکن تم دیکھ رهے هو کہ حضرۃ نوح کے بعد یکایک لسان الهي اسلام کي جانب متوجہ هوتي هے اور پیغمبر اسلام کو مخاطب کرکے انکي دعوۃ کا ذکر کرتي هے - پهر اونکا ذکر کرکے مکرر درمیاني کڑیوں کي طرف عود کرتي هے' اور ان میں سے بهي سب سے پہلے حضرۃ ابراهیم علیہ السلام هي کا نام لیتي هے جو دعوۃ نوحي کے بعد دوسرے دور تاسیس کے موسس تهے - البتہ انکے ساتھ حضرۃ موسی اور حضرۃ عیسی علیهما السلام کا ذکر بهي کردیا جاتا هے !

حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراهیم علیهما السلام کے درمیان اسلام کا ذکر بالکل ایک طرح کا جملۂ معترضہ معلوم هوتا هے ' جو ترتیب بیان کے بالکل خلاف هے -

پس بیان کا یہ انداز صاف صاف کہہ رہا هے کہ سلسلۂ ادیان و توصیۂ شرائع میں اسـلام کو کوئي ایسي خصوصیت حاصل هے جسکي وجہ سے وہ حضرۃ نوح کے تذکرہ سے ایک خاص تعلق و ربط رکھتا هے' اور اسلیے گو اسکا ظهور سب سے آخر هوا ' تاهم اپنے تعلق و ربط کي بنا پر حضرۃ نوح کے ساتھ اسکا ذکر نہایت ضروري تها - اسي طرح اسلام کے بعد حضرۃ ابراهیم کا نام لیا گیا اور انکو حضرۃ موسی و عیسی کے ناموں پر مقدم رکھا - نہ اسلیے کہ بلحاظ زمانے کے وہ مقدم تهے ' کیونکہ زمانے کو تو یہاں بالکل نظر انداز کردیا گیا هے اور دعوۃ نوحي کے بعد دعوۃ اسلامي کا نام آگیا هے' بلکہ صرف اسلیے کہ حضرۃ ابراهیم بهي مثل حضرۃ نوح و حضرۃ ختم المرسلین کے موسس تهے - اسلیے وهي اس صف میں کھڑے هوسکتے تهے - البتہ انکے بعد انکے مجددوں کا بهي خاص طور پر ذکر کیا گیا ' تاکہ ایک طرف تو یہ واضح هوجائے کہ موسس و مجدد ' دونوں طرح کے نبیوں کا مقصد همیشہ ایک هي رہا هے اور سب کو ایک هي دین الهي کي وصیت کي گئي هے ' دوسري طرف یهودیوں اور عیسائیوں کے تخاطب میں اُن انبیاء کا ذکر آجائے جنکي ذات سے انکا ولدي تعلق هے -

(اتحـاد دعوۃ نوحـي و ابراهیمـي)

(۴) سورۂ انعام میں ایک مقام پر بہ تفصیل حضرۃ ابراهیم کے مقامات و درجات الاهیہ کا تذکرہ کیا هے - وهاں فرمایا :

و تلك حجتنـا آتيناها	" اور یہ هماري هي حجۃ تهي جو
ابراهيم على قومه ' نرفع	هم نے ابراهیم کو اُسکي قوم کے مقابلے
درجات من نشاء ' ان	میں عطا کي - هم اپنے بندوں میں سے
ربك حكيـم عليـم -	جسکو ظهور حق کیلیے چن لیتے هیں '
ووهبنـا لـه اسحـاق	اسکے مدارج علم الهي کو اسي طرح بلند
و يعقـوب كلا هدينـا '	کرتے هیں - بلا شبہ تمهارا پروردگار
و نوحا هدينا من قبل-	حکیم و علیم هے کہ اسکے تمام کاموں کے
و من ذريتـه داود و	اندر حکمتیں اور مصلحتیں هوتي هیں-
سليمـان وايوب الخ	اور پهر دیکھو کہ هم نے ابراهیم کو اسحاق
(۶ : ۸۴)	اور یعقوب جیسي نسل دي کہ ان

دونوں کے آگے دین حق کي راہ هم نے کھول دي تهي ' اور یہاں یہ بهي یاد رهے کہ ابراهیم سے پہلے نوح کو بهي دین حق کي راہ اسي طرح هم دکھا چکے هیں - بهر حال هم نے ابراهیم کو اسحاق و یعقوب کي نسل دي ' اور نیز اسکي ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب (الخ) کو پیدا کیا "

اس آیۃ کریمہ کا طرز بیان بهي کس قدر واضح و نمایاں طور پر اس حقیقت مسلمہ کو بے حجاب کر رہا هے ؟

یہ تذکرہ صرف حضرۃ ابراهیم علیہ السلام کا هے جو " واذ قال ابراهیم لابیہ آزر " سے شروع هوا هے اور مسلسل بڑھتا آیا هے - اسي سلسلہ میں حضرۃ ابراهیم اور انکي قوم کے مباحثہ حق و باطل کا ذکر کیا هے اور ایک خاص برهان الهي کو نقل کرکے " حجۃ " قرار دیا هے - پهر فرماتا هے کہ یہ هماري حجۃ هے جو هم نے ابراهیم کو دي اور اونکے درجات کو بلند کیا -

باوجود اس کے تمام مسلمان سر بکف سپاهي تھے - اُنمیں سے کوئي شخص سواے شمشیر زني کے دوسرا کوئي پیشه یا کام اختیار نہیں کرتا تھا - حضرت عمر رضي الله عنه نے انہیں کاشت و زراعت کے بکھیڑوں میں دخل دینے اور کھیتي باڑي کے دھندوں میں پڑنے سے بھي منع فرما دیا تھا - کیونکه خلیفهٔ ممدوح نے اس بات کو بخوبي سمجھه لیا تھا که مسلمانوں نے ممالک کو فتح کرنے اور سرسبز زمینوں پر قابض و متصرف ہونیکے بعد آرام طلبي اختیارکرنا اور جنگ سے دست کش ہونا چاہا تھا - لہذا آپ نے تمام ممالک مفتوحه میں منادي کرادي که امیر افواج (جنرل) اپني اپني رعایا (سپاه) سے کہدیں : " بیت المال سے اُن کا وظیفه مقرر کر دیا گیا ھے - ان کے اهل و عیال کیلیے بھي وظائف کي ایک مقدار معین هوچکي ھے - اب وہ لوگ کھیتي کرنے یا بونے کي جانب مائل نه هوں "

حضرت عمر رضي الله عنــه نے اس حکم میں اس دور اندیشي کو بھي ملحوظ رکھا تھا که جنگجو مسلمان کسي ملک کو اپنا وطن بنا کرکہیں اوسمیں با قاعده سکونت و قیام اختیار نه کرلیں ' اور اسطرح اُن کو اپنے اُن بھائیوں کي اعانت و امداد کیلیے جو کسي اور جگه مصروف جنگ هوں ' جانا ناگوار خاطر هو جاے - یا کسي علاقهٔ مفتوحه کي حفاظت و انتظام کي غرض سے روانه ہوتے وقت (جسکا اتفاق اکثر پڑا کرتا تھا) نقل و حرکت شاق نه گذرے -

مسلمانوں کي عام جماعتوں کے علاوہ فوج کي ایک علحده جماعت کو مرتب کرنا ' حضرت عمر کے عہد میں دفاتر کھلنے کے وقت سے شروع هوا ' اور بنو امیه کے عہد میں مکمل هوا - اس کا بیان قارئین کرام آینده صفحات میں ملاحظه فرمائینگے -

تاریخ داں حضرات سے یه امر پوشیده نہیں ھے که خدمات جنگي کا لزوم اور با قاعده فوجي ملازمت کا دستور زمانهٔ بنو امیه کے وسط میں شروع هوا تھا - اس سے پہلے لوگ محض جهاد کے طور پر لڑائیوں میں شریک هوکر مال غنیمت ' اور اپنے هاتھوں سے قتل کیے هوے دشمن کے ساز و سامان سے فائده اُٹھاتے تھے - حضرت عثمان رضي الله عنه کي شہادت (سنه ٣٥ هجري) کے بعد اهل اسلام بیروني دشمنوں کو چھوڑ کر آپس کے جھگڑوں میں مصروف هوگئے ' اور باهمي اختلافات کي وہ افسوس ناک ابتدا شروع هوگئي جس نے آگے چلکر ایک دائمي خانه جنگي کي شکل اختیار کرلي - مگر جب بنو امیه کے قبضه میں انتظام و انصرام سلطنت چلا گیا اور مسلمانوں کي سلطنت کا شیرازہ مکرر باهم متحد هوگیا ' اور اموي عنصر کے غالب آ جانے سے فرقه بندیوں کا زور بھي گھٹ چلا ' تو اسوقت مسلمانوں کے خیالات کسي ایسے معامله پر رجوع اور مائل هونے سے رک گئے ' جو انہیں جنگ پر آماده کرے اور لڑتے رهنے کا شوق دلاے - یہي وجه تھي که اس زمانے میں قوم کے افراد کي مشغولیت میں آرام طلبي اور عیش و عشرت کا انداز شروع هوگیا - اس حالت کو دیکھکر خلفاء نے آینده نتائج کے خوفناک اور تباہ کن انجام پر نظر کي اور مجبور هوے که فوجي ملازمت کا سلسله شروع کریں -

سب سے پہلے جس عهد میں فوجي ملازمت کي بنیاد پڑي وہ عبد الملک بن مروان (سنه ٦٥ هجري - تا سنه ٨٦ هجري - مطابق ٦٨٤ع تا ٧٠٥ع) کا عهد حکومت تھا ' مگر اس کا موجد حجاج بن یوسف ثقفي کو خیال کیا جاتا ھے - یه وہ زمانه تھا جبکه اموي حکومت اپني ترقي و اقبال کے بلند ترین زینه تک پہنچ چکي تھي ' مسلمانوں کي نہایت کثرت هوگئي تھي ' اور لوگ هر قسم کے کارو بار خصوصاً زراعت و تجارت کي جانب زیاده مائل هو چلے تھے -

اگرچــه اکثر اهل اســلام نے امیر معــاویه کے عہــد سلطنت میں جنگي اور فوجي خدمت سے الگ رہ کر گوشه نشیني اختیار کرنے یا دیگر مشاغل کیطرف مائل هونیکا قصد کیا تھا - لیکن اس مدبر امیر نے اُن سب کو اپني حکمت عملي سے باز رکھا ' اور بالکل اپنے قابو میں کرلیا - بے دریغ انعامات اور عطیات کثیرہ سے وہ هر شخص کو اپنا گرویده و مطیع بنالیا کرتے تھے - مگر جب امیر معاویه کے بعد اُن کا بیٹا یزید (سنه ٦٠ هجري تا سنه ٦٤ هجري مطابق ٦٨٠ع تا ٦٨٣ع) اور اوسکے بعد معاویه دوم (سنه ٦٤ هجري تا سنه ٦٤ هجري - مطابق ٦٨٣ع تا ٦٨٣ع) پھر اُسکے بعد مروان بن حکم (سنه ٦٤ هجري تا سنه ٦٥ هجري - مطابق ٦٨٣ع تا ٦٨٤ع) حکمراں هوے - تو چونکه اُن لوگوں میں سے ایک بھي اس ڈھنگ کا آدمي نه تھا که لوگوں کے دل اپني جانب مائل کرتا اور قابو میں رکھه سکتا ' یا مسلمانوں کو اپني اطاعت سے منحرف نه هونے دیتا ' اسلیے فوجي لوگوں کو آرام طلبي کي جرأت هوتي گئي ' اور وہ رفته رفته عیش و عشرت میں منہمک و مشغول هوگئے - چنانچه جب عبد الملک بن مروان خلافت کا والي هوا ھے ' تو اُسوقت بھي فوج و لشکر کي وهي حالت تھي جو اوپر بیان کي گئي - نه تو سپاهي اسکے ساتھه کوچ کرتے تھے اور نه اُسکے مقام کے ساتھه قیام کرتے تھے - عبد الملک نے اِس بے ضابطگي کي شکایت اپنے " صاحب شرطه " (پولیس کمشنر) " روح بن زنباع " سے کي - اُس نے کہا که " امیر المومنیــن ! میري ماتحتــي میں ایک شخص ھے حجاج بن یوسف - اگر آپ اُسے اپني فوج کا افسر بنادیں تو یقین ھے که وہ تھوڑے هي عرصه میں سب کو ٹھیک اور سیدھا کردیگا - وہ ضرور فوج کو آپکے ساتھه منضبط کرائیگا ' اور آپ هي کے همراه کوچ کا حکم دیگا - میرا خیال ھے که وہ آپ کے لیے نہایت مفید ثابت هوگا " عبد الملک نے اُس کي بات مان لي اور حجاج کو فوج کا افسر بنا دیا - حجاج نہایت تند مزاج اور ظالم شخص تھا ' اسلیے کسي سپاهي کو اُسکے حکم سے سرتابي کرنے کا یارا نه تھا - اُسوقت سے فوج برابر خلیفه کے ساتھه کوچ و مقام کرنے لگي -

مگر خود " روح بن زنباع " کے ماتحت پھر بھي اس قاعده کي پابندي نه هوتي تھي - اسکے سپاهي حجاج کے حکم کي ذرا بھي پروا نه کرتے - ایک دن حجاج نے ان لوگوں کو دیکھا که اور تو سب کوچ کر گئے هیں لیکن وہ ابھي کھانا کھا رهے هیں - حجاج نے یه حالت دیکھه کر اُن سے دریافت کیا : " تم لوگ امیر المومنین کے ساتھه کوچ کرنے سے کیوں رک گئے ؟ " روح بن زنبــاع کے ملازموں نے بجاے اسکے که کوئي عذر یا اپني خطا کا اقرار کرتے ' حجاج کو مخاطب کرکے جواب دیا : " اے نالائق ! تو بھي گھوڑے سے اُتر کر همارے ساتھه کھانا کھالے " حجاج نے انکي یه گستاخي اور سرکشي دیکھکر کہا : " افسوس ! اب تو صحبت جو کچھه ان کي پاسداري تھي وہ بھي جاتي رهي " یه کہه کر اُس نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا که ان لوگوں کو کوڑوں سے پیٹ کر تمام فوج میں پھراؤ اور تشہیر کرو - اور روح بن زنباع کے خیموں کو بھي آگ لگا دو جلادو - حجاج کے ماتحتوں نے اس حکم کي فوراً تعمیل کي - جب روح بن زنباع کو واقعه کا علم هوا تو وہ روتا پیٹتا عبد الملک بن مروان کي خدمت میں پہنچا اور عرض کیا : " امیر المومنین ! حجاج بن یوسف جو کل تک میري ملازمت میں ایک ادنی خادم کي حیثیت رکھتا تھا ' آج اُس نے میرے غلاموں کے کوڑے لگواے ' اور میرے خیمے جلوا دیے " عبد الملک نے جھلا کر حجاج کي طلبي کا حکم دیا - حجاج حضور میں پیش هوا تو عبد الملک نے غضب ناک اس واقعه کا سبب دریافت کیا :

کے نیزے چهوٹے هوا کرتے تهے، اور مابعد کي صفوف کے درجه بدرجه بڑے هوتے چلے جاتے تهے - یهاں تک که صف پنجم کے نیزے تقریباً تین قدم آگے کو نکلے رهتے - فیلقوس نے سواروں کي بهي ایک جماعت مرتب کي تهي - سکندر نے اس جماعت کے اسلحه میں بهي اضافه کیا، اور منجمله جدید اسلحه کے ایک هتیار " منجنیق " بهي تها -

فوج کا یهي زبردست نظام تها جس کے ذریعه سکندر تمام دنیا کو مغلوب کر سکا !

(رومي فوج)

رومي حکومت قائم هوئي تو اس نے یوناني صف بندي کے طریقه کو اپنے یهاں رائج کیا - رومي لشکر آغاز حکومت میں ایک ایسے گروه سے مرکب هوتا تها جسکے افراد کي تعداد ٦٠٠٠ هوا کرتي تهي، اور یه تعداد تین طبقات کے اشخاص سے ترکیب پاتي :

(١) - نوجوان لوگ - جن کي صف لڑائي میں سب سے آگے رهتي تهي -

(٢) - ادهیڑ عمر کے لوگ جو دوسري صف میں رهتے تهے -

(٣) - تجربه کار اور جنگ آزموده لوگ - سب سے پیچهے تیسري صف میں -

ان میں سے هر ایک کے آگے ایک جماعت سواروں کي بهي موجود رهتي جو تلواریں حمائل کیے، جهنڈیاں هاتهوں میں لیے، اپني ڈیوٹي پر مامور رها کرتے تهے تاکه پیاده فوج کو بچانیکے کام آئیں - اور ضرورت پر ان کي مدد کریں، اور موقع پڑے تو دشمنوں کو اپنے ساتهه الجهاے رکهیں -

بعد ازاں رومیوں نے فوج کي اس فرقه بندي کو بغیر صف کي ترتیب کے متعدد ٹکڑیوں میں منقسم کردیا - هر ایک ٹکڑي کي تین قسمیں، هر قسم کے دو حصے، اور هر حصے میں ایک سو سپاهي هوا کرتے تهے - یه طریقه قدیم نظام مذکوره سے بالکل خلاف تها - کیونکه اسمیں سپاهیوں کي صرف ایک هي پلٹن نهیں هوتي تهي، بلکه متعدد ٹکڑیاں هوتي تهیں، اور هر ایک ٹکڑي بجاے خود ایک فوج هوا کرتي - صفحات آینده میں اسکي تفصیل بیان کیجائیگي - اسلامي فتوحات شروع هونے تک رومي فوج کا نظام اسي صورت پر قائم رها، اور اسمیں کوئي تغیر نهیں کیا گیا -

ظهور اسلام کے وقت افواج رومیه کي تعداد ١٢٠٠٠٠ تهي، جس کے هر دس هزار سپاهیوں کا ایک جنرل هوا کرتا تها، جو اکثر حالتوں میں " بطریق " هوتا رها هے - اس بطریق کے ماتحت دو کپتان هوتے تهے جن کو " طومرخان " کهتے تهے - انمیں سے هر ایک ٥٠٠٠ سپاهیوں پر کمان کرتا، اور هر ایک طومرخان کے ماتحت پانچ " طربخاریه " هوتے تهے، جنمیں سے هر ایک هزار آدمیوں کا افسر هوتا - پهر هر ایک طربخاریه کے ماتحت پانچ " قومس " هوتے - اور هر ایک قومس ٢٠٠ سپاهیونکا افسر بنایا جاتا - قومس سے نیچے " قمطرح " اور اس کے ماتحت " دامرخ " هوتا، جسکے ماتحت دس سپاهي هوتے - اس نظام میں آجکل کے فوجي نظام کے ساتهه پوري مشابهت نظر آتي هے -

اهل فارس کے یهاں لشکر کے چار طبقے هوتے تهے - پهلا طبقه بڑے بڑے سرداروں کا هوتا تها، جنمیں سے هر ایک کو " میر میران " کها جاتا تها - اسکے ماتحت چار اور افسر هوتے تهے، جنمیں سے هر ایک کو " اسپهبد " کهتے - هر اسپهبد کے نیچے چار " مرزبان " پهر هر مرزبان کے نیچے چار " سالار " اور هر سالار کے نیچے دس سوار اور پانچ پیدل هوا کرتے - جنهیں " پیاده " کهتے تهے -

(عربي فوج)

ظهور اسلام سے قبل اهل عرب بالکل بدوي تهے - وه بالکل وحشیانه اور بدویانه زندگي بسر کرتے اور اسي میں مگن رهتے - ان کے یهاں فوج کا بهي نظام نه تها - قبائل جدا جدا تهے - جب کوئي قبیله جنگ کیلیے طیاري کرتا تو اپنے یهاں کے مردوں کو چهانٹ کر انهیں سے فوج مرتب کرلیتا جن میں سوار اور پیدل دونوں طرح کے لوگ هوتے تهے - ان کے پاس زمانهٔ جاهلیت کے مشهور اسلحه مثلاً کمان، نیزه، اور تلوار وغیره موجود هوتے - هاں ان عربي سلطنتوں میں جنهوں نے اسلام سے قبل تمدن کا عروج پایا، فوجي نظام کا وجود پایا جاتا هے - جیسے شاهان تبع اور حکمرانان حمیر، اور منذري گهرانے کے فرمانروا جنکا دارالسلطنت حیره ایک مشهور شهر تها - مورخین نے ان مناذره کے یهاں دو فوجي جماعتوں کا هونا بیان کیا هے، جنمیں سے ایک کو " دوسر " اور دوسري کو " شهباء " کے نام سے موسوم کرتے تهے - باقي رهے حجاز کے عرب، تو وه اسلام سے پهلے اسي بدوي فطرت پر قائم تهے جسکا اوپر ذکر آچکا هے -

اسلام کا ظهور هونیکے بعد اهل اسلام باقي تمام اهل عرب سے علیحده هوگئے، اور دین و مذهب کي اجتماعي قوت نے انهیں یکدست بنا کر دشمنان دین کے ساتهه جنگ کرنے کیلیے متفق اور متحد کر دیا - یهي وجه هے که اسوقت جسقدر اهل عرب مسلمان هوے تهے، سب کے سب سپاهي تهے - مسلمانوں کے اولین سپاهي تو مهاجرین تهے، مگر وه مدینه میں آے تو انصار سے ملکر ایک هي جماعت بن گئے، جن کے کمان افسر خود نبي صلی الله علیه و سلم تهے - ان کا باهمي رابطه اور معاهدهٔ دوستي اسلامي بهائي چاره کي قوت تهي - ان دنوں مسلمانوں کي تعداد بهت تهوڑي تهي -

اسکے بعد نبي صلی الله علیه و سلم، ابوبکر صدیق رضي الله عنه، اور حضرت عمر فاروق رضی الله عنه کے زمانوں میں غزوات و فتوحات کیوجه سے مسلمانوں کي تعداد بڑهتي گئي - کیونکه اب روز بروز عربي قبائل کے هر طرح کے لوگ نجد، یمامه، یمن، اور حجاز سے آ آکر ملتے جاتے تهے، اور اسلامي اجتماعیت ان کو ایک جماعة بناتي جاتي تهي - آخرکار وه تهوڑے سے بهت هوگئے، اور انهوں نے باهم همدوش هوکر شام، عراق، اور مصر کے ملکوں پر حملے کیے، اور ان سب کو فتح کرلیا، نئے نئے شهر آباد کیے، اور مختلف حصوں میں منقسم هوکر علیحده علیحده مقامات میں رهنے لگے - چنانچه کچهه لوگ مصر میں، کچهه شام میں، اور بعض عراق میں مقیم هوگئے - بعض نے خاص خاص چهاونیوں میں سکونت اختیار کي -

هر ایک چهاوني کي فوج قبائل اور گهرانوں کے اعتبار سے منقسم تهي - مثلاً " بصره " کے پانچ حصے تهے جن کو " اخماس " کهتے تهے - هر ایک حصه (خمس) میں ایک قبیله حسب ذیل قبائل میں سے رهتا تها :

(١) ازد (٢) تمیم (٣) بکر (٤) عبد القیس
(٥) اهل عالیه (قریش، کنانه، ازد، بجیله، خثعم، اور تمام گهرانا قیس عیلان کا اور مزینه)

یه سب مسلمان عربوں کے قبیلے تهے، اور اهل کوفه کے رهنے والوں کو اهل مدینه کے نام سے موسوم کرتے تهے - هر ایک خمس پر انهي قبائل کے امراء میں سے ایک شخص امیر هوا کرتا - اسي نظام پر مسلمانوں کي اور تمام فوجي طاقتوں کو قیاس کرنا چاهیے - خواه وه کوفه میں رهتے هوں، یا فسطاط اور مدائن کے شهروں میں جن کو مسلمانوں هي نے آباد کیا تها - یا انکے علاوه عراق، شام، اور مصر کے قدیم متمدن شهروں میں بس گئے هوں جنکي آبادیوں کو خدا نے انکے لیے کهول دیا تها، اور اسلامي عدل و رحمت کي برکات نے وهاں کے باشندوں کو انکا حلقه بگوش بنا دیا تها !

مقالات

اسیـــران جنـگ

(١)

یورپ نے جب کبھي اپنے تمدني احسانات کا افسانہ دنیا کو سنایا ھے' تو اوسکے با اثر بنانے کیلیے: "اسلام" اور "غلامي" کي داستان پارینہ کو بھي ضرور دوھرایا ھے - حالانکہ اس آسمان کے نیچے صرف اسلام ھي ایک ایسا لفظ ھے جسکا ساتھہ "غلامي" کا لفظ کسي حالت میں بھي جمع نہیں ھوسکتا : واللہ یعلم انھم لکاذبون !

لیکن اسکے متعلق پہلا سوال یہ ھے کہ کیا اسلام ھي اس بدعت سئیہ کا موجد ھے ؟ کیا دنیا کي دوسري مہذب قومیں فاتحانہ حوصلہ مندیوں کے جوش میں گلا کاٹنا جانتي تھیں لیکن گلے میں طوق ڈالنا نہیں جانتي تھیں ؟ دنیا کي قدیم تاریخ اس سوال کا جواب نہایت مایوسانہ اور دردناک الفاظ میں دیتي ھے - گذشتہ قومیں اسیران جنگ کو ایسا مجرم خیال کرتي تھیں جنکي حمایت کوئي قانون نہیں کرسکتا تھا - اور اسلیے عموماً انھیں نہایت بیرحمي کے ساتھہ ذبح کر دیا جاتا تھا -

چنانچہ جنگ کے قیدیوں کے متعلق اشوري' فنیقي' مصري اور یہودي قوموں کا عام طرز عمل یہي تھا' بلکہ انکا دست تطاول کبھي کبھي آزاد رعایا کي شہرگ تک بھي پہونچ جاتا تھا - فرعون نے بنو اسرائیل کے بچوں کو اسي ظالمانہ طرز عمل کي بنا پر ذبح کرنا شروع کیا تھا - ایک مدت کے بعد خود غرضي نے اس ظالمانہ نظام میں ایک نیا انقلاب پیدا کیا' یعني قتل کي جگہ غلام بنانے کا رواج ھو گیا جو فاتح و مفتوح دونوں کیلیے قتل سے بہر حال بہتر تھا - سب سے پہلے روما نے اسکي ابتدا کي - ابتداء میں جو سپاھي جس شخص کو گرفتار کرتا' وھي اوسکا مالک ھوجاتا' مگر چند دنوں کے بعد سلطنت روما نے اونکي ملکیت اپنے ھي لیے مخصوص کرلي -

لیکن روم نے قرون وسطی میں پھر اسي وحشت قدیم کي تجدید کي' اور اسیران جنگ کي گردنیں غلامي کے طوق سے نکل کر تہ تیغ آ گئیں - ساتھہ ھي سلطنت کو اسیران جنگ کے متعلق بیع اور غلامي کا بھي عام اختیار حاصل ھو گیا -

اسکے بعد خود غرضي نے ایک قدم اور آگے بڑھایا' یعني فدیہ لینے کا رواج پڑا - اسکي بدولت بہت سے جنرل دولت مند ھوگئے - اس اصول کو اس قدر ترقي ھوئي کہ فدیہ کي صورت نے ایک مستقل تجارت کي صورت اختیار کرلي' اور قیدیوں کے مختلف گروھوں کا خاص خاص نرخ مقرر کیا گیا -

لیکن اخیر زمانہ میں بونا پارٹ نے یافہ میں دو ھزار قیدیوں کو قتل کرکے قدیم خونیں منظر کو پھر نئے آب و رنگ کے ساتھہ دنیا کے سامنے پیش کیا' اور تہذیب و تمدن کے دربار میں یہ عذر کردیا کہ "یہ لوگ پہلي بار رھا کردیے گئے تھے' اونھوں نے پھر دوبارہ جنگ میں شرکت کي' اور یہ خونریزي اسي جرم کا نتیجہ ھے" لیکن یہ عذر نامقبول ھوا' اور اس وحشیانہ طرز عمل پر عام نکتہ چیني کیگئي - اسکے بعد رحمدلي کے جذبات نے رفتہ رفتہ اسقدر ترقي کي کہ قیدیوں کي جلا وطني بھي تہذیب کے خلاف سمجھي گئي - یہاں تک کہ جب روس نے فرنچ قیدیوں کو سائبیریا کي طرف جلاوطن کردیا تو اوس پر بھي سخت اعتراضات کیے گئے -

لیکن قدیم علماے سیاست میں اب بھي یہ امر مختلف فیہ رھا کہ اسیران جنگ کے ساتھہ اس قسم کا وحشیانہ سلوک جائز ھوسکتا ھے یا نہیں ؟ اب اگرچہ بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ اختلافات مٹ گئے ھیں' اور زمانہ حال کے مقننین نے یہ متفقہ فتوی دیدیا ھے کہ "اسیران جنگ کو ایک محدود زمانے تک کیلیے اگرچہ شرکت جنگ کے خوف سے قید رکھا جاسکتا ھے' لیکن اونکو بیچنا' قتل کرنا' غلام بنانا' کسي قسم کا ضرر پہونچانا' کسي حال میں بھي جائز نہیں" تاھم یہ مسئلہ اب بھي مختلف فیہ ھے کہ اگر خود قیدي فوج کے کسي سپاھي یا جنرل کو کوئي ضرر پہونچاے' یا اوسکو حراست میں رکھنا ناممکن ھوجاے' تو ایسي حالت میں اوسکا قتل جائز ھے یا نہیں ؟ بلونتسلي اور ھفتر نے جواز کا فتوی دیدیا ھے' لیکن عموماً ارباب سیاست کي راے یہ ھے کہ "اس حالت میں بھي قیدي کو قتل نہ کرنا چاھیے - اگر کوئي جنرل کسي شہر یا کسي گاؤں کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھہ سکتا تو اسے جلانے یا برباد کرنے کا حق اسے حاصل نہیں ھوجاتا' پھر جان تو اینٹ پتھر کے ڈھیر سے زیادہ بیش قیمت اور عزیز ھے - پس صرف اس عذر کي بنا پر کہ قیدي قابو میں نہیں رھتا' اوسکا قتل کسیطرح جائز نہیں ھو سکتا"

عام قیدیوں کے متعلق موجودہ قانون جنگ نے یہ فیاضانہ وسعت حاصل کي ھے - لیکن جب وزراء اور سلاطین و امراء دشمن کے ھاتھہ آجاتے ھیں' اور وہ بھي قیدیان جنگ میں محسوب ھوتے ھیں' تو اُسکي فیاضي کا دائرہ اور وسیع ھو جاتا ھے' اور انکے ساتھہ عام قیدیوں کي طرح برتاؤ نہیں کیا جاسکتا - چنانچہ عموماً تمام سلطنتوں نے ان کے حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ھے - جرمني کي فوجوں نے جب میدان میں نپولین ثالث شاہ فرانس کو گرفتار کیا تو اوسکے ساتھہ نہایت شریفانہ سلوک کیا تھا' اور اسکے رھنے کیلیے خاص ایک محل خالي کردیا تھا - روس نے بھي امیر شامل چرکسي کي عزت و توقیر کو قائم رکھا تھا' اور انگریزوں نے اگرچہ جزیرۂ ھیلانا میں نپولین کے ساتھہ اچھا برتاؤ نہیں کیا' لیکن بوئروں کے سردار اور ٹرانسوال کے جنرل کرونجي کے ساتھہ حالت قید میں وہ بھي نہایت عزت و احترام کے ساتھہ پیش آے تھے -

لیکن تمدن و تہذیب کي وسعت کے ساتھہ جنگ کي خونیں چادر کا دامن بھي وسیع ھوتا گیا' اور اسکے تمام نتائج کي ترقي کے ساتھہ قیدیوں کي تعداد میں بھي غیر معمولي اضافہ ھو گیا - چنانچہ پہلي جنگ جرمني و فرانس میں صرف فرانسیسي قیدیوں کي تعداد تین لاکھہ پینتالیس ھزار تک پہونچ گئي تھي' جن میں

حجاج: "امیر المومنین! میں نے کیا کیا؟

عبد الملک: "اگر تونے نہیں کیا تو اور کس نے کیا؟"

حجاج: "واللہ! اے امیرِ المومنین!! یہ کام آپ نے کیا!! میرا کوڑا آپکا کوڑا اور میرا ھاتھہ آپکا ھاتھہ ھے - امیر المومنین کے نزدیک یہ کوئي بڑي بات نہیں کہ وہ روح بن زنباع کو ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک خیمے کے بدلے دو خیمے عطا فرمادیں' مگر مجھے جو درجہ امیر المومنین نے عطا فرمایا ھے' اس سے محروم کرنا شانِ کرم کے خلاف ھوگا"

خلیفہ نے یہ جواب سنا تو مسکرادیا اور روح بن زنباع کو اُسکے ضائع شدہ سامان کا کافي معارضہ دلواکر حجاج کے منصب میں بھي ترقي کردي - یہ پہلا موقعہ تھا کہ خلیفہ کو حجاج بن یوسف کي کارگذاري اور لیاقت کا علم ھوا' اور اُسي روز سے وہ اسکي قدر کرنے لگا -

البــلاغ :

شیخ اسماعیل صاحب پاني پتي مندرجۂ بالا موضوع پر ایک مسلسل مضمون لکھنا چاھتے ھیں جسکا یہ پہلا نمبر ھے - یہ ٹکرہ ھم نے شائع کردیا' لیکن چند امور کي تصریح و تذئیل ضروري ھے:

(١) آپکا یہ مضمون غالباً جارج زیدان مصري ایڈیٹر الھلال قاھرہ کے مضمون سے ماخوذ ھے' جو بجنسہ اسي عنوان سے (یعني "العرب في الاسلام" سے) گذشتہ جنگ طرابلس کے زمانے میں شائع ھوا تھا - اگر ایسا نہیں ھے (کیونکہ محض حافظہ کي بنا پر میں کہہ رھا ھوں اور الھلال کے وہ نمبر پیش نظر نہیں ھیں) تو اسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ تمام تر اسي کي تصنیفات اور علی الخصوص "تاریخ التمدن الاسلامي" سے ماخوذ ھے - چنانچہ ایک دو موقعوں پر آپنے انکا حوالہ بھي حاشیہ میں دیا تھا - میں نے انہیں کاٹ دیا' کیونکہ یہ حوالہ مضمون کي توثیق کیلیے کچھہ مفید نہ تھا -

(٢) بلاشبہ جارج زیدان مصري کي تصنیفات نہایت مفید اور پر از معلومات ھیں' علی الخصوص اسکے وہ حصے جو مستشرقین یورپ کي تحقیقات سے مترجم و مقتبس ھیں' اور براہ راست تحقیقات یورپ کا مطالعہ خالي از دقت نہیں - لیکن آپکو معلوم ھونا چاھیے کہ تاریخ اسلام کي تحقیق و تفتیش کے میدان میں اسکا مرتبہ ایک معمولي درجہ کے حاطب اللیل سے ھم لوگ زیادہ نہیں سمجھتے' اور استخراج و استنباط مطالب میں تو وہ نہایت ھي کوتاہ نظر ھے - بڑي مصیبت یہ ھے کہ طرز بحث و استدلال و عقائد نظریات تاریخي میں یکقلم مستشرقین و مورخین یورپ کي تقلید کرتا ھے اور اسلیے وہ اپنے تمام مطالعہ و نظر سے صرف یہ کام لیتا ھے کہ جس چیز کو اسکے ائمۂ فرنگ نے اجتہاداً لکھدیا ھے' اسکے لیے کوئي نہ کوئي شاھد پیدا کرلے - پھر اس راہ میں سخت سخت ٹھوکریں ھیں اور گمراھیاں' سوٴ تفہم ھے او رسوٴ نظر' غلطي استدلال ھے اور ضلالت استنباط' جہل مصطلحات علوم ھے اور قلت معلومات فن: ظلمات بعضها فوق بعض!

تاریخ اسلام کا تمام تر ذخیرۂ اصلي قدماء مورخین ھیں' اور انکي مطبوعہ کتابوں سے وہ بے نصیب بھي نہیں' لیکن اکثر مقامات میں معلوم ھوتا ھے کہ اس ذخیرہ کے صحیح مطالعہ و نظر سے وہ محروم ھے' اور واضح سے واضح تصریحات پر بھي اُسکي نظر نہیں پڑتي - پھر بہت سے مقامات ایسے بھي ھیں جہاں فی الحقیقت اسکي عصبیۃ مسیحي نے احقاق حق سے بازرکھا ھے' اور عمداً واضح ترین تصریحات سے بھي اعراض کرجاتا ھے - یہ حالت افسوس ناک ھو مگر تعجب انگیز نہیں - کیونکہ ھمیں قران حکیم نے بتلایا ھے کہ "تحریف الکلم عن مواضعہ" اور "کتمانِ حق" اھل کتاب کا قدیم ترین علمي و قومي ورثہ ھے: وان فریقاً منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون (٢ : ١٤١)

جارج زیدان کے متعلق یہ جو کچھہ ظاھر کیا گیا' تو اسکي بنا صرف یہي نہیں ھے کہ پچھلے دنوں مولانا شبلي مرحوم نے "الانتقاد" لکھکر اسکے بہت سے متعصبانہ فریبوں کي پردہ دري کي تھي' اور وہ اپني عمر میں پہلي مرتبہ عاجز و درماندہ ھوکر بیٹھہ گیا تھا - کیونکہ الانتقاد کے جزئیات و افراد اعتراضات میں بہت سے اعتراضات ایسے بھي ھیں جنکي نسبت میں مولانا مرحوم سے اتفاق نہیں کرسکتا' اور ایک حد تک جارج زیدان کو (صرف انکے دائرہ کے اندر) بے قصور پاتا ھوں - مثلاً بحث کا وہ حصہ جہاں مولانا بنو امیہ اور حجاج وغیرہ کے اُن مظالم سے بھي قطعي انکار کردینے پر مائل ھیں جنکو یعقوبي' طبري' دینوري' اور ابن اثیر وغیرہ صاف صاف لکھہ رھے ھیں' اور دلیل میں حافظ سیوطي کي تاریخ الخلفاء کو پیش کرتے ھیں جس نے مسلم کي حدیث ائمۂ اثنا عشر کي گنتي پوري کرنے کیلیے یزید اور ولید تک کو (باوجود اقرار فسق و فجور) خلفاء و ائمۂ حقہ میں داخل کرلیا ھے!

بلکہ مصنفات جارج زیدان کے تاریخي نقائص کا میدان اس سے بھي زیادہ وسیع ھے' اور اسکي مسیحي عصبیۃ جاھلیۃ نے بے شمار نئے اصول و فروع وضع کرلیے ھیں - صرف تاریخ التمدن کے اگر حصۂ دوم و پنجم ھي کو پیش نظر رکھہ لیا جاے' تو مسلمانوں کي تمدني و علمي تاریخ کے اقلاً پچاس ساٹھہ اغلاط گن کر بتلا دیے جاسکتے ھیں -

بہرحال مقصود اصلي یہ ھے کہ آپ لوگ جارج زیدان کي تصنیفات کو کوئي معتمد و مستند چیز نہ سمجھیں' اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اسکي کتابوں کا حوالہ بقید جلد و صفحہ دیدینا کوئي بڑا ھي وسیلۂ توثیق و تصدیق ھے - حوالے سے مقصود تصدیق ھے مگر اس سے اور زیادہ تضعیف ھوجاتي ھے - اصلي چیز خود قدماء کا ذخیرۂ تاریخي ھے اور ھمت کرني چاھیے کہ براہ راست اسي سے اکتساب مواد کیا جاسکے -

(٣) چنانچہ اس اعتماد و تقلید کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپکے مضمون میں جا بجا نہایت اھم غلطیاں پیدا ھوگئیں' اور مسلمانوں کے فوجي نظام کي تاریخ کا نصف ٹکرہ آپنے بالکل ضائع کردیا -

جارج زیدان کا تمام تر دار و مدار اپنے ائمۂ فرنگ پر ھے' مستشرقین یورپ مسلمانوں کي ھر تمدني ترقي کو کسي قدیم متمدن قوم کي تقلید ثابت کرنے کیلیے ھمیشہ بیقرار رھتے ھیں' اسلیے اس نے بھي مسلمانوں کے فوجي نظام کي تاریخ میں دو سخت تاریخي فریب ڈالدیے:

(الف) مسلمانوں کا فوجي نظام تمام تر رومي نظام سے ماخوذ تھا -

(ب) چنانچہ اسي لیے جب تک مسلمانوں کو قدیم متمدن قوموں کي تہذیب سے متمتع ھونے کا موقعہ نہیں ملا' وہ کوئي با قاعدہ نظام قائم نہ کرسکے - تمام عہد خلفاء راشدین اور اوائل عہد بنو امیہ فوجي نظام کي باقاعدگي سے خالي تھا - البتہ جب عبد الملک بن مروان کے عہد میں متمدن اقوام کا اختلاط پوري وسعت کے ساتھہ مسلمانوں کو نصیب ھوا' تو انھوں نے بھي اسکي تقلید کي اور اسي طرح کا ایک نظام قائم کرلیا -

لیکن آپ پر واضح ھونا چاھیے کہ یہ دونوں بیان یکسر غلط ھیں' اور یا تو انکا مبدء فریب ھے یا جہل شدید - علامۂ بلاذري' ابن سعد' ابن قتیبہ' ابو حنیفہ دینوري' طبري' یعقوبي' اور کتب حدیث و اثار کے واضح و مصرح شواھد اسکے خلاف اس کثرت سے موجود ھیں کہ جارج زیدان کي جرأت پر سخت تعجب ھوتا ھے' اور غالباً کثرت اغلاط و دسائس سے گھبرا کر مولانا شبلي مرحوم نے ان امور کو بالکل نظر انداز کردیا تھا -

میں آیندہ نمبر میں اسکے متعلق چند کلمات لکھونگا -

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

ربلنڈ کي مسٹریز اف دی کورٹ آف لنڈن

میں دیجاتی هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - پکي جلد هے جسمیں سنہری حروف کي نفاست هے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بو بازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

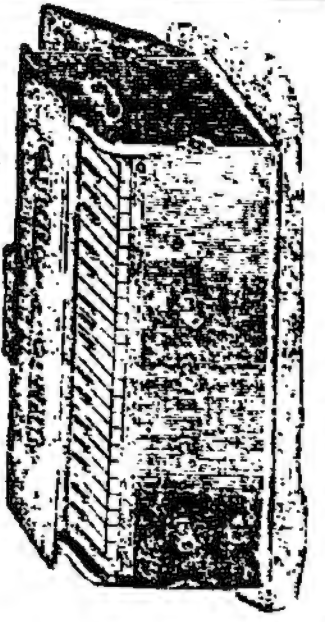

نصف قیمت اور

تبله انعام

همارا سائنس فکس فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں کوسان لکڑي سے طیار کیا گیا هے اسوجه سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک مرته اعلان یه قیمت رکھی گئی هے - ایک مرتبه منگوا کر آزمایش کیجئے - نهیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دھوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک بکس کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھه ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاےگا - هندسي هارمونیم سکھیا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا ان کھوئی هوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچھا نه هو تو همارا ذمه - کھانسي کے لیے بھی مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ، مرگي والا جنون ، غمگین رهنے کا جنون ، عقل میں فتور ، بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبھي ایسا گمان تک بھي نهیں هوتا که وه کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت فی شیشی پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونے سے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگوں کو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجوں کي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور فرحت زندگانی حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوتیرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ام - سي - ناجهندا راؤ ال اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - " میںنے اوتیرالین کو امراض مستورات کیلیے " نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس اف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي ایف - ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتی هیں :- " نمونے کی شیشیاں اوتیرالین کي اپنے مریض پر استعمال کیا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي ایم - ڈي (برن) بی - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ ڈی بمبئی فرماتی هیں :- " اوتیرالین جسکو که میںنے استعمال کیا هے زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمده اور کامیاب دوا هے "

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co. Chemists, Kalighat Calcutta.

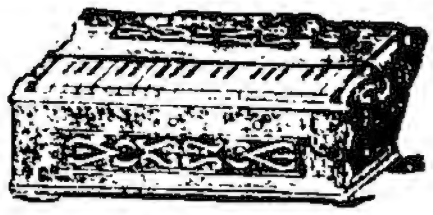

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتھه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

Imperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوبن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا هے یه مردوں کي کمزوري و ضعف کو دفع کرتي هے - مرده دلونکو تازه بنا دیتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جو که یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹریه وغیره کو بھی مفید هے جو اس کو لوگوں کي پاس کی قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایکدم رفع هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹھه آنه -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مفت - مشوره مفت - فهرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت !!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

١١١٩ افسر بهي شامل تهے - اس بنا پر اسيران جنگ کے متعلق ايک خاص قانون بنانے کي ضرورت محسوس هوئي -

اب وه قانون بنکر مکمل صورت ميں دنيا کے سامنے آگيا هے ' اور کها جاتا هے که تمام مهذب سلطنتيں اوسپر عمل کر رهي هين - اسيران جنگ کے متعلق اسلام کا جو طرز عمل تها ' اوس پر نظر ڈالنے سے پہلے اس قانون پر نگاه ڈال ليني چاهيے -

(موجوده قانون اسيران جنگ)

اس قانون کے نتائج و دفعات حسب ذيل هيں :

(١) اسيران جنگ کي آزادي کو صرف اسقدر محدود کيا جا سکتا هے که وه اپني فوج ميں نه جاسکيں - اسکے علاوه نه تو اونکو کوئي سزا ديجاسکتي هے ' نه اونکي توهين کي جاسکتي هے ' اور نه اونپر آب و دانه بند کيا جاسکتا هے -

(٢) قيدي کو فاتح کے فوجي نظام کا پابند هونا پڑيگا - اگر اوس نے خلاف ورزي کي تو فوجي عدالت سزا ديسکيگي -

(٣) قيديوں کے اسباب سے کسي قسم کا تعرض نهيں کيا جاسکتا هے ' نه اونکے بدن کا کپڑا اوتارا جاسکتا هے ' نه اونکي جيب سے کوئي رقم نکالي جاسکتي هے ' اور نه اونکے زيوروں کو هاتهه لگايا جاسکتا هے - بوقت اشد ضرورت کے اگر اس پر عمل نا ممکن هو جاے تو اس حالت ميں بهي ضرور هے که واپسي کے وقت ان چيزوں کو لازمي طور پر واپس کرديا جاے جو انسے عليحده کي گئي هيں - ليکن حسن سلوک کے طور پر عموماً افسروں کو تلوار واپس کر ديديجاتي هے ' اور اب اسکا عام رواج هو گيا هے -

(٤) قيدي عموماً کسي محفوظ شهر يا قلعه يا چهاوني ميں رکهے جاتے هيں - اونکے ليے ايک محدود مقام متعين کرديا جاتا هے - اوس ميں سير و تفريح کي بهي اجازت دي جاسکتي هے - ليکن گننے کے وقت فوراً حاضر هو جانا چاهيے -

(٥) افسروں کو عام قيديوں سے زياده آزادي دي جاتي هے - قيدي کو بهاگ جانے کے خوف سے يا قانون جنگ کي خلاف ورزي کرنے پر جيلخانے ميں بهي قيد کيا جا سکتا هے ' ليکن اونکو مجرموں سے علحده رکها جائيگا -

(٦) اگر متخاصمين ميں شرائط مقرر هوگئے هيں تو اونکے مطابق کهانے پينے کے بارے ميں قيديوں کے ساتهه عمده سلوک کيا جائيگا ' ليکن اگر اس قسم کے شرائط مقرر نهيں هوے هيں تو جو خوراک فاتح کي فوج کو ملتي هے ' وهي قيديوں کو بهي ديجائيگي ' اور صلح و مبادله کے وقت تک مصارف کا بار فاتح هي کے خزانے پر هوگا -

(٧) ديانت اور شرافت کا اقتضا يه هے که قيدي کو اپنے ملک و قوم کے خلاف شريک جنگ هونے پر اور اپني فوج يا اپنے وطن کے افشاء راز کرنے پر مجبور نه کيا جاے - البته قيديوں سے اس قسم کے آسان کام ليے جاسکتے هيں جو سخت تکليف ده ' اور پر خطر نهوں ' اور جنگ سے غير متعلق هوں ' نيز فوجي عزت کو اون سے صدمه نه پهونچے -

(٨) قيديوں کا بهاگ جانا کوئي جرم نهيں هے ' البته اونکے گرفتار کرنے کي هر ممکن تدبير اختيار کي جاسکتي هے - يهاں تک که حالت فرار ميں گولي بهي مار دي جاسکتي هے - ليکن اگر وه بهاگ کر اپني فوج سے مل گيا اور دوباره گرفتار هوگيا ' تو اس جرم پر که پہلے بهاگ گيا تها ' کوئي مزيد سزا نهيں دي جاسکتي - البته اب اسکي نگراني سختي کے ساتهه کي جائيگي -

ليکن اگر تمام قيدي بهاگنے کي سازش کرليں اور اسکا راز طشت ازبام هوجاے ' تو پهر اونکو هر قسم کي سخت سزا يهاں تک که پهانسي بهي ديجاسکتي هے -

(٩) کوئي قيدي دوسرے قيدي کا ذمه دار نهيں هوسکتا ' اسليے اگر کوئي قيدي بهاگ جاے تو اوسکے دوسرے ساتهيوں سے باز پرس نهيں کي جاسکتي -

(١٠) اگر قيدي عدم شرکت جنگ کا حتمي وعده کرليں تو اونکو اثناے جنگ ميں بهي رها کيا جاسکتا هے اور وه اپنے وطن واپس جاکر دوسرے سياسي مشاغل ميں مصروف هوسکتے هيں ' نيز دوسرے ملکوں سے جنگ بهي کرسکتے هيں ' بشرطيکه وه ملک اوس سلطنت کا حليف نهو جس نے اونکو رها کيا هے -

ليکن اگر قيديوں نے بد عهدي کي تو اس جرم ميں پهانسي تک ديجاسکتي هے - قيدي جس حکومت کي رعايا هيں ' اگر وه فوج کے اخلاقي حقوق کا بهي لحاظ رکهتي هے ' تو اونهيں خدمت فوجي سے مستثنى کرديگي ' اور اگر اوسکا قانون اسقدر فياض نهيں هے ' تو قيديوں کو وظائف عسکري سے انکار کرنے پر سزا ديسکتي هے - بايں همه اخلاقي حيثيت سے ايسا نهيں کرنا چاهيے - ولايات متحده امريکه نے اس مسئله ميں دوسرا طرز عمل اختيار کيا هے ' يعنے اگر وه قيديوں کے قول و قرار کا احترام نهيں کرسکتي ' تو انهيں قيدي بناکر اوس حکومت کے پاس واپس کرديتي هے جس نے اونکو رها کيا هے - اگر اوس نے قيدي بنانے سے انکار کرديا تو پهر ان پر اس معاهده کي پابندي باقي نهيں رهتي -

(١١) قيديوں کے مبادله سے قيد کي پابندياں اوٹهه جاتي هيں ' اور قيدي بالکل آزاد هوجاتے هيں - مبادله بالکل اختياري هے ' اور رها شده قيديوں کے متعلق به صراحت طے کرليدا چاهيے که وه دوباره فوج ميں شامل هوسکينگے يا نهيں ؟

مبادله ميں قيديوں کے مدارج کا لحاظ رکهنا پڑتا هے - افسر کا افسر کے بدلے ميں ' زخمي کا زخمي کے بدلے ميں ' مريض کا مريض کے بدلے ميں ' مبادله کيا جاتا هے - نيز ايک افسر کا مبادله متعدد چهوٹے درجے کے سپاهيوں کے عوض کيا جا سکتا هے -

(١٢) اختتام جنگ کے ساتهه هي قيد کي مدت بهي ختم هوجاتي هے ' اور تاوان جنگ يا کسي دوسرے مال کے معاوضے ميں قيدي رها کرديے جاتے هيں - (از تاريخ علم الحقوق مصطفى رشيد پاشا)

* * *

گريٹ يوروپين وار ميپ

اڈيٹر الهلال کي راے

عام تعليم کے فقدان کيوجه سے جغرافيه و تقويم بلدان کي واقفيت عام اردو خوان پبلک کو بهت کم هے ' اور اسليے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وه پوري صحت کے ساتهه سمجهه نهيں سکتے - علی الخصوص موجوده عالمگير جنگ کي خبروں کا صحيح اندازه تو بغير اسکے ممکن هي نهيں که يورپ ' ايشيا ' اور افريقه کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پيش نظر هوں - اس بنا پر منشي محبوب حسين صاحب کي جانفشاني قابل داد هے که اونهوں نے ايک نهايت عمده اور مکمل نقشه اردو انگريزي ميں مرتب کيا هے ' اور اسميں پوري احتياط و پابندي اصول نقشه نويسي سے کام ليا هے - نه صرف عوام بلکه خواص کيليے بهي ضروري هے که اس نقشه کي ايک ايک کاپي ضرور ليں اور اپنے سامنے لٹکا ديں - موجوده جنگ دنيا ميں جو انقلاب کر رهي هے اسکے اجمال کي يه نهايت عمده شرح هے قيمت بغير رنگ ٤ آنه - رنگين ٨ - آنه فولڈينگ - خوبصورت مجلد کتاب کي شکل ايک روپيه - مونٹڈ يعني کپڑا اور رول سے مکمل دو روپيه چار آنه -

ملنے کا پته : منيجر - ايم - حسن برادرس - نمبر ١ نواب عبد الطيف لين - کلکته

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۴ - ۵
كلكته : جمعه - ۹ - ۱۶ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 17 - 24 1915.
جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه کام هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونكا نور علم براه راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پهلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پهلے قرآن حكيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران کي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حكيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حكيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن تائپ کي جگهه نيتهر ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قيمت في پرچه چهه آنه

البیان

في

مقاصد القرآن

هـذا بيـان للنـاس' وهـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر' اثر خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرن هے !

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چھپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے سار و سامان طباعة کے ساتھه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا' انشاء الله ۱۵ - صفر کو شائع هوجائیگا - قیمت سالانه ۱۴ - صفر تک چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

---

اڈیٹر الهلال کي راے

میں عرصه سے کلکته کے یوروپین فرم "جیمس مرے" کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبه مجھے ضرورت هوئي تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته) سے کئي مختلف قسم کي عینکیں خرید کیں' اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بهتر اور عمده هیں' اور یوروپین کارخانوں سے مستغني کردیتي هے - مزید براں مقابلتاً قیمت بھي ارزاں هیں - کام بھي جلد اور وعده کے مطابق هوتا هے - آپکو واجبي قیمت پر هر قسم کي اصلي پتھرکي عینک مضبوط صحیح وقت دینے والي گھڑیونکي ضرورت هو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتي قیمت وغیره کي لالچ میں پڑکر دھوکا نه کھالیں -

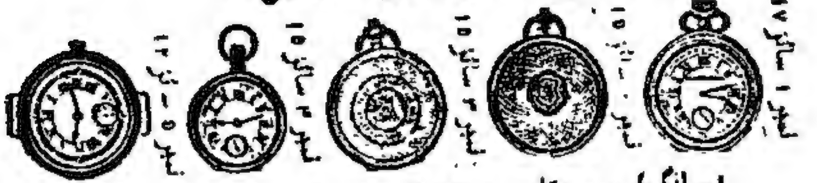

۱ - انگلش واچ بنائي خوشنما مضبوط و صحیح وقت کي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپیه -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپیه -

۳ - چاندیکي ڈبل کیس مثل کرولیزر کے وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیه -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نهایت پائدار و وقت کي نهایت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیه -

۵ - ندو رست واچ هاتھه کي زیب دینے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپیه سے ۲۲ - روپیه تک -

صرف اپني عمر و دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لائق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلي پتھرکي عینک بذریعه وي - پي کے ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بھي اگر آپ کے موافق نه آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگي -

عینک نکل کماني مع اصلي پتھر کے قیمت ۵ روپیه سے آٹھه روپیه تک -

عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتھر کے قیمت دس روپیه سے پندره روپیه تک - محصول ڈاک وغیره ۹ - آنه .

دو نظر (یعني نزدیک و دور دیکھنے) کي عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیه زیاده -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑي نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي کلکته

جسکا درد وهي جانتا هے' دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف پریشان هوتے هیں' اور رات دن سانس پھولنے کی وجه سے دم نکلے جاتے هیں' اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دمه سے دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیاي اشیاء اور دھتوره' بھنگ' بلاڈونا' پوٹاس' اے او دالذ' دیکر بنتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا انمول جوهر هے - یه صرف هماري هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بھي آزمائیں - لمحیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کي مخصوص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچھه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے (۳) روزانه استعمال میں زکم مزه نهیں هوتا هے -

[illegible]

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

البلاغ

Tel Address: - Albalagh, Calcutta,
Telephone No 64*

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

نمبر - ۴ - ۵

کلکته : جمعه - ۹ - ۱۶ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, December 17 - 24 1915.

جلد ۱

ترجمان القرآن

ترجمان القرآن اور البیان کیلیے بعض ارباب دل کو الله تعالی نے توفیق دي که وه اسکے متعدد نسخے لیکر طلبا و علماء اور مساجد و مدارس میں مفت تقسیم کریں ' اور اسطرح انکي ترتیب و اشاعة کا اصلي نفع حاصل کیا جاے - چنانچه اس هفتے مولوي علیم الدین صاحب نے برار سے ' **مولوي** محمد حسن صاحب نے گجرات سے ' اور **مولوي امین الدین صاحب** اورسیر نے بمبي سے بالترتیب ترجمان القرآن اور البیان کے **دس دس نسخوں** ' آٹھه آٹھه نسخوں ' اور سوله سوله نسخوں کي **قیمت بهیجدي هے** - فجزا هم الله تعالی خیر الجزاء في الدنیا و الآخره -

(۲) اس سے پہلے رنگون سے ایک صاحب دل درجنوں کتابوں کے **بیس بیس نسخوں** کیلیے قیمت بهیج چکے هیں جنکو وه کسي مدرسه کے طالب علموں میں تقسیم کرینگے - ساتهه هي وه پسند نہیں کرتے که انکا نام شائع هو - یه انفاق في سبیل الله کا منتہاے مرتبه هے -

(۳) اس سے زیاده قابل ذکر جناب رستم علي صاحب سول هسپتال مالاکنڈ پشاور هیں جنهوں نے ایک ایسے مقام سے جہاں سوا متعلقین دفتر کے اور کوئي تعلیم یافته آبادي نہیں ' ترجمان القرآن اور البیان کے نو نو نسخوں کي قیمت بهجوادي هے -

(۴) بعض احباب **توسیع اشاعت** کیلیے نمایاں طور پر کوشش کررهے هیں ' اور دفتر انکے **اخلاص و محبت** کا شکر گذار هے - هم نے بارها اس خیال کو ظاهر کیا هے که **کسي پریس کي** اعانت کا صحیح و اصلي طریقه چنده اور عطیه نہیں هے ' بلکه توسیع اشاعت کي کوشش - اگر ایک چیز کو آپ مفید یقین کرتے هیں تو دوسروں تک پہنچائیے اور اسکے فوائد کا دائره وسیع کیجیے - ابتدا سے البلاغ محض گذشته پیشگي قیمتوں میں تقسیم هورها هے اور اکثر حالتوں میں سال بهر تک اور بعض حالتوں میں چهه ماه تک یهي حالت جاري رهیگي - اسلیے سخت ضرورت هے که نئے خریدار پیدا کیے جائیں ' اور امید هے که احباب کرام حتی الوسع اسکے لیے کوشش کرینگے -

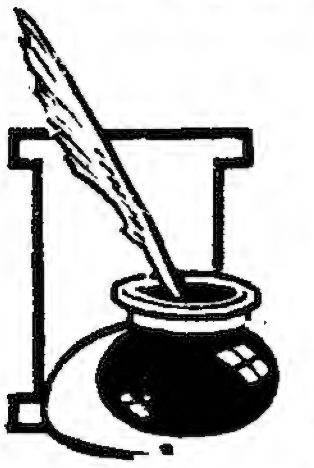

شذرات

عهد التواء و انتظار

یاد رفته کا ایک لمحۂ فکریه !

زند هزار شیوه را ' طاعت حق گراں نبود
لیک صنم به سجده در ' ناصیه مشترک نخواست !

(۲)

(مشرب تجارت اور مذهب دعوة)

میں نے اگر تاجر کے مقابلے میں ایک داعي کي زندگي کا امتیاز " نفع عام " اور " اخلاص عمل " کو قرار دیا هے ' اور کہا هے که تجارت لینا اور حاصل کرنا چاهتي هے ' پر راه دعوة کي اولین شرط دینا اور کهونا هے ' تو تم انکار کرنے میں جلدي نه کرو - کیونکه بہت ممکن هے که جن نظریات مخالف کي بنا پر تم ایسا کرنا چاهو ' انسے میں بیخبر نہوں :

چو بشنوي سخن اهل دل مگو که خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست !

دراصل یه سوال اس مشهور اور مشکل مسئله کے حدود میں داخل هوجاتا هے جسکا تعلق عمل انساني کي خود غرضي اور طبعي خواهش حصول نفع سے هے ' اور جو فلسفه کے دائره میں آکر یه سوال بن جاتا هے که انسان کے تمام جذبات و امیال ' اور اعمال و اقدام کا محور و محرک اصلي کیا هے ؟ اور اسکا کوئي جذبۂ و عمل خود غرضي یعني جلب نفع ذات سے خالي هوسکتا هے یا نہیں ؟

قدیم حکماء نے بهي اس مسئله پر نظر ڈالي هے اور حکماء جدید نے بهي - حکماء اسلام میں سے جن حکماء نے اخلاق و فلسفۂ اخلاق

"کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)

" فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ اور وحدۃ ملیۃ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان العمل، و نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و مذاہب سیاسیہ و دینیہ کا مصور و جامع مجموعہ تھا۔ اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و مکذبین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و رسم ادا اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سرنو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں رحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی۔ تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۵۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

هوتا هے تو دل میں ٹیس أٹهتي هے كه سرمايۀ زندگي لٹ گيا - يهاں اگر اشرفيوں كے ختم هوجانے پر بهي افسوس هوتا هے تو صرف اسليے كه كاش اور هوتا تو اور زياده لٹاتے :

سارت مشــرقة و سرت مغــرب
شتان بين مشــرق و مغــرب !

يهاں كا عالم دوسرا هے، اور ملّت كے فلسفه هي پر كائنات انساني كے احكام ختم نهيں هوگئے هيں - اس دنيا ميں جهاں انسان راحت ذاتي كو سوچتا اور اپنے جسم كے سكهه اور امن كے عشق ميں پاگل رهتا هے، وه انسان بهي هميشه پيدا هوے هيں اور پيدا هوتے رهينگے جنكي زندگي كي بڑي محبوب و مطلوب غرض جسم كا راحت اور چين نهيں، بلكه درد و ايذا اور دكهه اور ٹيس هے - شايد هي دنيا ميں كوئي مخلوق بڑي سے بڑي راحت اور بهتر سے بهتر سكهه پاكر اسقدر خوش هوتا هوگا، جسقدر دكهه اور زخم پاكر أنكي روح عيش و نشاط سے معمور هوجاتي هے !

وه اپنے كاروبار دعوة كي راه ميں جب نكلتے هيں تو صرف زخم و درد هي كے بهوكے پياسے رهتے هيں - حتى كه جب انهيں كوئي نيا زخم ملتا هے تو نئي صداے شكر انكے اندر سے أٹهتي هے، اور جب وه كسي نئي بربادي، كسي نئي جسماني تباهي، كسي نئي ضربْ شمشير، كسي نئي حلقۀ زنجير سے دو چار هوتے هيں، تو خوشياں مناتے هيں كه آج اپنے خدا كو اپنے سے راضي كرنے كيليے سب سے بڑي دولت هاتهه آئي :

در عالم نقد جاں بر دست دارند
بيا زارے كه سوداے تو باشد !

حضرة رابعۀ بصريه سے پوچها كه عبادت كا كيا حال هے ؟ قالت : ركعتان في العشق، لا يصح وضوءهما الا بالدم - صرف دو ركعتيں، مگر انكا وضو صحيح نهيں هوسكتا جب تك كه اپنے گرم گرم خون كے چلو بهركر منهه كو نه دهو لو :

گريزد از صف ما هر كه مرد غوغا نيست
كسيكه كشته نشد از قبيلۀ ما نيست !

سيد الطائفۀ بغدادي سے ايك شخص نے پوچها كه چاليس اونٹ هوں تو انكي زكواة كيا هوئي ؟ كها : اما عندكم فواحد، و اما عندنا فكله - تمهارے نزديك تو چاليس ميں صرف ايك، اور همارے مشرب ميں پورے چاليسوں - يهي مذهب حضرة صديق كا تها، جب وه سب كچهه لٹاكر آنحضرة صلى الله عليه وسلم كي خدمت ميں حاضر هوے تهے، اور جب حضور نے انسے پوچها تها كه : ما أبقيت لاهلك ؟ اپنے اهل و عيال كيليے كيا چهوڑ آے هو ؟ عرض كيا : ابقيت لهم الله و رسوله ! الله اور اسكے رسول كو - من له المولى فله الكل :

آنكس كه ترا بخواست جاں را چه كند ؟
فرزند و عيال و خان و ماں را چه كند ؟
ديوانه كني هر دو جهانش بخشي
ديوانۀ تو هر دو جهاں را چه كند ؟

(تجارت و ربح دعوة)

اور اگر تم تجارت تجارت هي كهه رهے هو، تو پهر تمهاري دكانداري كے مقابلے ميں يهاں بهي ايك خريد و فروخت موجود هے :

ان الله اشترى من المومنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة -	بلا شبه خدا نے مومنين مخلصين كي جانوں اور مالوں كو نعائم اخرة كے معاوضے ميں خريد ليا هے !

يه نه كهو كه راه دعوة ميں " اخلاص " نهيں هو سكتا - اگر نهيں هوسكتا تو خريد و فروخت اور عوض و بدل كي خود غرضي هي سهي - ليكن يه كيا ضرور هے كه تم جن معاوضوں پر مررهے هو، هر دل كيليے اسي معاوضے ميں كشش هو ؟ كيا يه ممكن نهيں كه ايك مومن داعي اس معاوضه كے نفع كيليے اپنا جان و مال اور اپنا سب كچهه ديدے، جو روز ازل هي ميں خريدار عالمين نے اس سے خريد ليا هے ؟ و انشد الاصمعي لجعفر الصادق عليه و على ابائه و اجداده الصلواة و السلام :

انا من بالنفس النفيسة ربها
و ليس لها في الخلق كلهم ثمن
بها تشتري الجنات ان انا بعتها
بشي سواها، ان ذالكم غبن
اذا ذهبت نفسي بشي اصيبه
فقد ذهب الدنيا و قد ذهب الثمن !

اگر " غرض " كي تلاش هے تو اس سے بڑهكر بهي كوئي غرض دنيا ميں ايك انسان كيليے هوسكتي هے كه رب السماوات و الارض كو اپنے نفس و مال جيسي حقير و اذل متاع كا خريدار بناے ؟ اور ايك ايسے مال كو ديكر جسے يقيناً ايك دن چهوڑنا هي پڑيگا، اور ايك ايسي جان كو ديكر جو بجبر و اكراه ايك دن ديني هي پڑيگي، اسكي رضا و محبت كي دولت لازوال حاصل كرلے ؟

جاں بجاناں ده وگرنه از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ايں بكن يا آں بكن !

(ابتغاء مرضات الله)

قرآن حكيم نے بهي اخلاص كے معني وه نهيں بتلاے هيں جو تم اپني فلسفيانه تفريد جذبات و اميال كے بعد قرار دينا چاهتے هو - وه اخلاص كي حقيقت يهي بتلاتا هے كه زخارف دنيوي اور زينة ماديه كي جگه محض الله كي خوشنودي كيليے اپني جان و مال كو خرچ كرنا، اور خدا كي مرضي كے حصول اور اسكي محبت كي پادشاهت كو اپني غرض وحيد اور اپنا نفع مطلوب ٹهرانا :

و من الناس من يشري نفسه ابتغاء مرضات الله، و الله روف بالعباد -	اور الله كے بندوں ميں سے بعض ايسے مومنين مخلصين بهي هيں جو اپني جان كو فروخت كرتے هيں تاكه الله كي رضاء حاصل كريں !

سورۀ دهر ميں ان مخلصين كے اعمال بتلاے جو اپني خدمتوں كا كوئي دنيوي معاوضه طلب نهيں كرتے - خدا كے بندوں كي خدمت كرتے هيں، بهوكوں كو كهلاتے هيں، پياسوں كو پلاتے هيں اور پهر كهتے هيں كه :

انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء و لا شكورا !	يه جو هم نے تمهيں كهلايا پلايا، سو اسكا كوئي بدله اور كوئي احسان مندي تم سے نهيں چاهتے - يه جو كچهه بهي تها صرف الله كيليے تها اور اسيكي رضاء كيليے !

(ايك اشارۀ حقيقت)

راه دعوة و تبليغ كا اصلي مركز و ماخذ مقام نبوت هے - تم نے كبهي غور كيا كه يه كيا بات هے كه قرآن حكيم نے جتنے انبياء كرام كا ذكر كيا هے، ان ميں سے تقريباً سب نے اپني قوم كو مخاطب كركے هميشه كها كه هم داعي هيں، تاجر نهيں هيں ؟ حضرة نوح عليه السلام نے كها : و ما اسئلكم عليه من اجر، ان اجري الا على رب العالمين (هود) حضرة هود نے كها : و ما اسئلكم عليه من اجر، ان اجري الا على رب العالمين (شعرا) حضرة صالح نے قوم ثمود سے كها : و ما اسئلكم عليه من اجر، ان اجري الا على رب العالمين (شعرا) حضرة لوط نے كها : و ما اسئلكم عليه من اجرا

کو اپنا موضوع قرار دیا ہے، انکے مباحث و آراء کا بھی ایک ذخیرہ وافر موجود ہے - علامۂ ابن مسکویہ، امام غزالی، اور امام راغب اصفہانی نے اپنی تصنیفات میں ضمناً جابجا بحثیں کی ہیں - نئے دور کے حکماء میں مل نے ا بر خاص توجہ کی، اور ایک خاص مقالہ "فلسفۂ خود غرضی" پر لکھا - یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہے، اسکے تمام جذبات اسی کے تابع ہیں، وہ جو کچھہ کرتا ہے اپنے نفع ذات کیلیے کرتا ہے - حتی کہ ماں باپ کی محبت بھی خود غرضی سے خالی نہیں - البتہ کوئی خود غرضی بہت واضح ہوتی ہے، کوئی بہت مخفی، کوئی بالکل سامنے کا قریبی نفع ہوتا ہے جسکو فوراً سمجھہ لیا جا سکتا ہے، کوئی اسقدر دور ہوتا ہے کہ متعین و معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے، اور اسلیے ایک نا واقف کہہ اٹھتا ہے کہ اس عمل میں کسی طرح کی ذاتی غرض پوشیدہ نہیں - یہ یکسر اخلاص ہے -

لیکن میں یہاں اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتا، قرآن حکیم میں اس سوال کے جواب کیلیے روشنی موجود ہے، اور تفسیر البیان میں بہ تفصیل یہ بحث آچکی ہے - جو لوگ "اخلاص عمل" کے منکر ہیں، انہوں نے خلوص کی ایک خاص تعریف کی ہے، اور انکا انکار در اصل اسی خلوص سے ہے - لیکن یہ انکار ہماری موجودہ صحبت کیلیے کچھہ مضر نہیں - راہ دعوت کے خلوص اور طلب نفع عام سے مقصود یہ نہیں ہے کہ داعی کی کوئی ایسی غرض اپنے عمل سے وابستہ نہیں ہوتی جو خود اسکے لیے بھی مفید ہو، بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ وہ تاجر کی طرح عوض و بدل مالی کا طالب نہیں ہوتا، اور حصول زر اور طلب مال کو اپنا مقصد قرار نہیں دیسکتا - اسکے کاموں کا مقصد نفع جماعت ہے، اور وہ جانتا ہے کہ یہ مقصد لینے اور حاصل کرنے کی راہ نہیں کھول سکتا، بلکہ یکسر اسکے برعکس اور بالضد حکم رکھتا ہے - یہاں لٹنا اور لٹانا پڑیگا، اور قدم قدم پر اپنی ذات، اپنے جسم، اپنے جذبات و امیال، اپنی آزادی، اپنی راحت، اپنی صحت، اپنا ہر طرح کا عیش و عشرت، بلکہ اکثر حالتوں میں اپنی زندگی اور اپنی جان تک دیدینی پڑیگی - پس وہ جس لمحہ کے اندر اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ صحیح راہ دعوۃ اختیار کرنی چاہیے، اسی لمحہ کے اندر اسکا بھی فیصلہ کرلینا پڑتا ہے کہ تجارت کے فوائد عوض و بدل سے ہمیشہ کیلیے باہر آجانا چاہیے - وہ دیکھتا ہے کہ تجارت کی دکان اور دعوۃ کی قربانگاہ، دونوں ایک جگہ نہیں بنائی جا سکتیں - یہ دو سوکنیں ہیں جو ایک شوہر کے گھر میں کبھی بھی جمع نہ ہوئیں - ضرتان، ان رضیت احدهما، سخطت الاخری:

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی!
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا!

(حقیقت اخلاص و خود غرضی)

اگر تم کہتے ہو کہ انسان کا کوئی فعل نفع ذات کی خواہش سے خالی نہیں ہوسکتا، تو یہ کون کہتا ہے کہ داعی اپنے سامنے نفع ذات کی کوئی خواہش نہیں رکھتا؟ یقیناً اپنی ذات کی نفع اسکے بھی مد نظر رہتی ہے، لیکن وہ نہیں جو تاجر کے سامنے رہتی ہے - یقیناً نفع ذات کا ایک محبوب وہ بھی رکھتا ہے، لیکن وہ نہیں جو تاجر کا معشوق ہے - یقیناً معاوضے اور بدلے کا ایک خیال وہ بھی دیکھتا ہے، لیکن وہ نہیں جسکی طلب میں تاجر بیقرار ہوتا ہے - داعی کیلیے سب سے پہلی اور سب سے بڑھکر اپنی ذات کے نفع و سود کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس "یقین" کی قوة سے تجارت کی روزی زندگی یکسر محروم ہے، اس یقین عمل کے ساتھہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک سب سے بڑی اور سب سے بالا تر ذات ہے جسکی خوشی اور مرضی اسی کام میں ہے جو میں کر رہا ہوں، اور جسکا بلاوا اور عشق مجھکو، میرے نفس کو، میرے وجود معین کو، میرے نفس خاص کو اسی وقت ملسکتا ہے، جبکہ اس راہ فنا فرماے دعوۃ میں مضطربانہ و والہانہ دوڑوں، پھولوں کی سیج سے اٹھوں اور کانٹوں کے اوپر لوٹوں، لعل و جواہر کو پھینکدوں اور آگ کے انگاروں سے کھیلوں، خود اپنے ہاتھہ سے اپنی آسایش و راحت کے گھر کو جلادوں، خود اپنے ہاتھوں اپنے مال و متاع کو غارتگروں کے حوالے کردوں، لینے سے بھاگوں اور کھونے سے عشق کروں، دست معطی سے دشمنی کروں اور دست سائل دیلیے پکاروں، اپنے اپکو مٹادوں، اپنے آپکو کھودوں، اپنی آنکھوں کو ہمیشہ خونبار رکھوں، اپنے جسم کو ہمیشہ زخموں سے چور دیکھوں، اپنے ایک ایک زخم سے خون کی ندیاں بہادوں، پھر اس پر بھی بس نہ کروں، اور اگر امر محبوب حقیقی، اس شاہد یکتا کی ایک چشم مہر، ایک نگاہ عشق پرور، ایک تبسم جان نواز، ایک اداء فدایت، بھی ملسکے، تو سولی کے تختے کا طواف کروں، جلاد کے ہاتھوں کو بوسہ دوں، آب شمشیر کو آب زلال حیات سمجھوں:

مرتا ہوں اس آواز پہ، ہر چند سر اڑجاے
قاتل سے وہ لیکن یہ کہے جاے کہ "ہاں اور"

یہی وہ مقام ہے جسکی طرف صحیح بخاری کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے:

والذي نفسي بيده، لوددت اني اقتل في سبيل الله ثم احيا، ثم اقتل ثم احيا، ثم اقتل ثم احيــاء، ثم اقتل!

اس خدا کی قسم جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے، میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں - اسی راہ میں مجروح و مقتول ہونا اور تڑپنا وہ لذت رکھتا ہے کہ بار بار مقتول ہونے کیلیے بار بار کی زندگی کا طالب ہوں!

اے کاش بدے بجاے یک جان صد جان
تا میکشی و باز دگر میکشم!

تم کہتے ہو کہ اگر تاجر اپنی ذات کا نفع ڈھونڈھتا ہے، تو وہ بھی نفع ذات اور خود غرضی سے خالی نہیں ہوسکتا جسکا نام داعی رکھا گیا ہے - ہاں، یہ سچ ہے، مگر پہلے اسے سمجھہ لو کہ داعی کی خود غرضی اور نفع ذاتی کی طلب کیا ہے؟ تاجر اگر کسی ایک جنس کو زیادہ اچھی قیمت پا کر بیچتا ہے، تو خوش ہوتا ہے کہ آج مجھے میرا مطلوب ملگیا، کیونکہ اسکی خود غرضی کی ہوس طلب مال و زر میں پوشیدہ تھی - اسی طرح داعی اپنے کاروبار دعوۃ میں جس دن اپنے سرمایۂ مال و نفس کو زیادہ لٹنے، زیادہ کھونے، زیادہ قربان ہونے کے معاوضے میں فروخت کرتا ہے، تو خوش ہوتا ہے کہ آج میں نے اپنے محبوب و مطلوب کو اپنے سے زیادہ راضی کیا، اور آج اسی روٹھے ہوے کو بہت زیادہ منا لیا جو بغیر کھونے اور مٹنے کے مجھسے من ہی نہیں سکتا تھا - کیونکہ داعی کی خود غرضی اور خود پرستی کی ہوس طلب رضاء الہی میں پوشیدہ تھی - وہ بھی تاجر کی طرح غرض ضرور رکھتا تھا، مگر اسکو کیا کیجیے کہ غرض کی نوعیت ہی بدل گئی - تاجر کے حصے میں وہ غرض آئی جو پانے سے پرورش پاتی ہے، اور داعی نے اس غرض کو پایا جسے کھونے سے نشو و نما ملتی ہے:

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم واعظ
تو و قطع منازلہا، من و یک لغزش پاے!

تاجر جس دن کھوتا ہے، سر پیٹتا ہے کہ تباہ ہوگیا - داعی جس دن نہیں کھوتا ہے، ماتم کرتا ہے کہ آج اس نے اپنے محبوب [illegible] وہاں اگر ایک پیسہ کا بھی نقصان

اسئلة واجوبتها

فاتحة البلاغ

بعض اسئلة مهمة

حدیث اختلاف امتی رحمة

[از جناب مولانا علی احمد صاحب مدراسی]

جناب کو معلوم هے که یه خاکسار آغاز اشاعة الهلال سے اسکا بالالتزام مطالعه کرتا رها هے ' اور اس بارے میں جو خیالات رکھتا هوں ' اسے زبانی عرض کر چکا هوں جبکه حسن اتفاق سے دهلی میں شرف نیاز حاصل هوا تھا - اب ایک عرصه کے انتظار و اضطراب کے بعد البلاغ نکلا تو اسکے محاسن و فضائل الهلال سے بھی دو چند بلکه ده چند نظر آے :

نقاش نقش ثانی بهتر کشد ز اول !

علی الخصوص عربی فاتحة البلاغ جو مسلسل دو اشاعتوں میں شائع هوا - اسکی فصاحت و بلاغت لفظی اور معارف معنوی کا حال صرف ارباب ذوق و کمال هی جان سکتے هیں - هندوستان کی سرزمین سے تو ادب عربی کی ایسی صدائیں مدتوں سے نہیں اٹھیں ' اور نه ان معارف و مطالب کا کہیں سراغ لگ سکتا هے جو اسکے هر حصے میں موجود هیں - سچ یه هے که جناب کا معامله اب اس سے گذر چکا هے که معمولی و رسمی الفاظ تعریف و توصیف کے اسکے لیے استعمال کیے جائیں ؛

ترا چنانکه توئی هر کسے کجا داند
بقدر طاقت خود می کنند استدراک !

……

البته فاتحة البلاغ کے بعض مقامات ایسے هیں جنکے متعلق جناب سے مزید ارشادات کا طالب هوں - حاشا که اس سے مقصود اعتراض و ایراد مخالفانه هو - مقصود محض توضیح مزید هے ' اور جو اخلاص و ارادت جناب کی سالها سال سے خاکسار رکھتا هے ' امید هے که وه هر طرح سوء ظن کے دروازوں کو مسدود کردیگی -

سب سے پہلی بات یه هے که نمبر اول کے آخری صفحه میں جہاں جناب نے حدیث " لتسون صفوفکم او لیخالفن الله وجوهکم " پر بحث کی هے ' وهاں تعجب و انکار کے لہجے میں یه بھی فرمایا هے که : و بعد هذا رحمة بنا و نعتقد بان الاختلاف بین الامة رحمة ؟ یعنی آنحضرة صلی الله علیه و سلم تو نماز کی صف میں همارے قدموں کا اختلاف بھی پسند نہیں کرتے ' اور همارا یه حال هے که هم سرے سے نماز کی جماعتوں هی میں اختلاف کرتے هیں ' اور هر گروه اپنی الگ جماعة کھڑی کرتا هے ' اور پھر اس اختلاف کو اپنے لیے رحمت شمار کرتے هیں اور کہتے هیں که اختلاف امة کا رحمت هے ؟

لیکن نہیں معلوم جناب نے اختلاف امة کو رحمت قرار دینا کیونکر قابل اعتراض قرار دیا ' جبکه سمجھنے والوں کی یه اپنی سمجھ هی نہیں هے بلکه مشهور حدیث خود سرور کائنات کی موجود هے که " اختلاف امتی رحمة " میری امة کا باهمی اختلاف رحمت هے - پس گو اختلاف کا اس حدیث میں اور مطلب هو ' مگر لفظ تو اختلاف کا آیا هے - اور جناب کا انکار و تعجب اس حدیث تک پہنچ جاتا هے - از راه لطف اسکی نسبت تشریح فرمائیے ' کیونکه بڑے بڑے مستند علماء نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں درج کیا هے اور حضرة امام شعرانی نے میزان میں اس حدیث کا مصداق اختلاف ائمهٔ اربعه کو قرار دیا هے - کما لا یخفی علیکم -

البلاغ :

حدیث " اختلاف امتی رحمة "

بلا شبه آپکا یه خیال درست هے که فاتحه کی عبارت منقوله کا انکار و تعجب اس حدیث کے سوال تک منتہی هوتا هے - لیکن نفس حدیث تک نہیں ' بلکه حدیث کے اس مطلب تک جو عام طور پر لوگوں نے سمجھا هے ' اور عموماً وجهٔ اختلاف و تحزب و تمذهب کے معاملے میں اس سے استدلال کیا جاتا هے -

فقیر کا اس جمله سے مقصود صرف یه تھا که جس وجود اقدس (روحی فداه) کو امة کا تقدیم و تاخیر قدم میں اختلاف گوارا نه تھا ' اسکی امة عقائد و عبادات میں مجسمهٔ اختلاف و شقاق بنگئی هے ' اور پھر کہتی هے که یه رحمت هے - اگر یه " رحمت " الهی هے تو بقول جاحظ کے " عذاب الهی یقیناً اتفاق و اتحاد هوگا " نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سئیات اعمالنا !

رها اس حدیث کی صحت و عدم صحت کا سوال ' تو اگر میں آپکے اور عامة الناس کے پیش کرده الفاظ هی پر آ جاؤں ' تو بلا تامل کہه سکتا هوں که اسکی کوئی اصلیت نہیں :

قصه کوته گشت ورنه درد سر بسیار بود !

مگر اس عاجز کا مقصود همیشه تحقیق و کشف حق رها هے ' نه که مکابرہ و مجادله - پس واضح هو که جن الفاظ کے ساتھ آپنے اس حدیث کو لکھا هے ' اگر اس سے قطع نظر کر لیا جاے ' اور صرف نفس اختلاف کو پیش نظر رکھا جاے ' تو بلا شبه اختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم کے متعلق (نه که اختلاف امة کے متعلق) باختلاف الفاظ ایک روایت بعض محدثین نے درج کی هے ' اور چاهیے که اسکے تمام طرق و مسانید پر نظر ڈالی جاے -

حافظ سخاوی نے مقاصد میں اسکی تمام روایتیں جمع کردی هیں ' اور دیگر طرق کا حال بعض متاخرین کی کتابوں سے معلوم هوجاتا هے - میں ان تمام طرق کو یہاں جمع کرتا هوں :

(۱) بیهقی نے مدخل میں روایت کیا هے :

" سلیمان بن ابی کریمه عن جویبر عن الضحاک عن ابن عباس : قال قال رسول الله صلعم : مهما اوتیتم من کتاب الله فالعمل به لا عذر لاحد فی ترکه ' فان لم یکن فی کتاب الله فسنة منی ' فان لم تکن سنة منی فما قال اصحابی - ان اصحابی بمنزلة النجوم فی السماء ' فایما اخذتم به اهتدیتم ' و اختلاف اصحابی لکم رحمة - یعنی آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے فرمایا : کتاب الله پر عمل کرو ' اسکے ترک کیلیے کسی کا عذر مسموع نہیں ' اگر کتاب الله میں کسی معامله کو نه پاؤ تو میری سنت پر عمل کرو ' اگر میری سنت نه پاؤ تو میرے اصحاب کے اقوال کو ڈھونڈھو - میرے اصحاب ایسے هیں جیسے آسمان میں ستارے - انمیں جو اختیار کروگے ' اسمیں هدایت هوگی - اور اختلاف میرے اصحاب کا تمهارے لیے رحمت هے - انتهی ملخصاً -

(۲) طبرانی اور دیلمی نے اپنی معجم و مسند میں بھی اسی طریق سے روایت کیا هے اور انهی الفاظ سے -

(۳) نصر مقدسی نے کتاب الحجة میں مرفوعاً اسی روایت کو نقل کیا هے ' اور زرکشی نے اسکا ذکر کیا هے - مگر اسناد نہیں لکھی هے -

(۴) اسی طرح عراقی نے آدم بن ایاس کا حواله دیا هے ' لیکن لکھا هے که مرسل اور ضعیف هے - انکی روایت کے الفاظ یه هیں : اختلاف اصحابی رحمة لامتی -

(۵) بیهقی نے رساله اشعریه میں بھی درج کیا هے ' مگر بلا اسناد

علی رب العالمين (شعرا) حضرة خاتم المرسلين کي نسبت فرمايا :

" و ما تسئلهم عليه من اجر ' ان هو الا ذکر للعالمين (آخر يوسف) " يعني سب نے کہا که هم اپني خدمتوں کا کوئي معاوضه ' کوئي بدله ' کوئي اجر ' تم سے نہيں چاهتے - همارا جو کچھه بھي اجر و معاوضه کا حساب هے ' اسکي جگه دوسري هے ' اور وه بارگاه رب العالمين هے !

يه اسي حقيقت ثابتة و نبوية کي طرف اشاره هے که تجارت اور اقتصاد سود و زياں کي راه دوسري هے ' اور دعوة و تبليغ کي راه دوسري هے - جو تجارت کے مشرب کا ايک شائبه بھي رکھتا هو ' وه داعي نہيں هوسکتا ' اور جسپر دعوة کا ايک لمحه بھي گذر جاے ' وه بازار تجارت کا رهرو نہيں هوسکتا - انبياء کرام مقام دعوة و تبليغ کے اولين مرتبه تھے ' پس جب کبھي انہوں نے دنيا کو مخاطب کيا تو سب سے پہلے اپني حيثيت کو واضح کيا اور کہا که هم داعي هيں ' تاجر نہيں هيں - سورۂ هود اور سورۂ شعراء کو ديکھه جاؤ - حضرات انبياء کرام عليهم الصلوٰة و السلام کے تمام مواعظ و خطاب کيا کہتے هيں - ان اجري الا علی رب العالمين : رب العالمين کے لفظ پر غور کرو - الله ' الله ' جو مزدور اپني مزدوري تمام جہانوں کے مالک ' تمام عالموں کے شہنشاه ' تمام کائنات خلق کے پالنے و پروردگار سے لينے والا هو ' اسکي نظروں ميں زمين پر چلنے پھرنے والے انسان جو اپنے ايک ايک دانے اور ذرۂ رزق کيليے اسي سرکار کے محتاج هيں ' کيا هستي رکھتے هيں که انکے آگے دست طلب دراز کرے اور انہيں اپنا خريدار بنائے ؟

مباش غمزده عرفي که زلف قامت ناز
جزاے همت عالي ز دست کوته ماست !

سب سے پہلے اور سب سے بڑي " غرض " (اگر غرض کي تلاش ضروري هے) تو داعي کے سامنے يہي هوتي هے ' اور اسي کو قرآن حکيم نے وجه الله ' سبيل الله ' مرضات الله ' اور لقاء وجه رب سے تعبير کيا هے - تم چاهو تو اسکو اپني فلسفيانه زبان ميں يوں سمجھه سکتے هو ' که بلا شبه انسان کا کوئي کام غرض سے خالي نہيں هوتا ' ليکن مذهب کي يقين بخشي مرضات الهي کي طلب کسي جوش و عشق کے ساتھه پيدا کر ديتي هے ' جس جوش و هيجان سے ايک تاجر خريدار کي جيب کو ديکھتا هے ' پس دنيا ميں بعض ايسے مجنون ' لا يعقل ' اور سحرزدۂ مذهب انسان بھي هوتے هيں جو اس غرض کے آگے اور تمام غرضوں کو بھلا ديتے هيں ' اور اپنے اندر اور اپنے سے باهر جو کچھه بھي رکھتے هيں ' سب کو اسي غرض کيليے لٹا ديتے هيں - تم انکو مجنون سمجھکر اپنے جي کو سمجھا لو - ليکن وه ايسے مجنون هيں که انکا جنون تمہاري هشياري پر هنستا هے - تم ساري دنيا کي دولت کما کر بھي وه لذت ' وه عيش ' وه نشاط ' وه سرور و انبساط ايک لمحه کيليے حاصل نہيں کرسکتے ' جو وه اپنا سب کچھه کھوکر ' اپنے هاتھوں ميں هتکڑياں پہن کر ' اپنے پانوں ميں زنجيروں کے حلقے ڈالکر ' اپنے جسم کو زخموں سے چور کرکے ' بلکه اکثر اوقات دار و رسن کے نيچے کھڑے هوکر حاصل کيا کرتے هيں - تم ميں ايک انسان نہيں جو هفت اقليم کي پادشاهت کا تاج پہن کر بھي اس لذت کو پاسکے ' جو راه دعوة کا ايک درويش و فاقه مست اپنے دلوں ميں ڈھکي چھپاکر حاصل کرتا هے ' اور اپني شہنشاهي کے آگے تمہارے چاندي اور سونے کے بڑے بڑے بتکدوں کو کنکر پتھر کے ايک ڈھير سے زياده نہيں سمجھتا ' تم اس سے انکار مت کرو ' البته کہو که تم ان لذتوں کے محرم نہيں :

حريف کاوش مژگان خونريزش نۂ ناصح
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن

يہاں راه دعوة کا تذکره هے - کسي مخصوص شخص کے واردات سے بحث نہيں ' اور نه اشخاص کي مجبوريوں سے عمل کي استقامت کو بٹه لگ سکتا هے - [illegible] هم موجود هيں ' کبھي [illegible] اور هزارها انسان اس مقام سے لذت ياب هوچکے هيں ' اور [illegible] زمين کبھي انسے خالي نه رهيگي - عرفي شيرازي نے کيا خوب اسکا فيصله کرديا هے :

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
ايں نشه بمن گر نه بود با دگرے هست

البته يه ياد رهے که حقيقت ' انساني اعتراف کي منتظر نہيں ' اور دھواں جبھي اٹھتا هے جب آگ سلگتي هے - اگر آنکھوں ميں بينائي هے تو ديکھه سکتے هو :

فرياد حافظ ايں همه آخر بهرزه نيست
هم قصۂ غريب و حديث عجيب هست

(مؤثرات و داعيات دعوة)

اس مبحث ميں سب سے زياده اهم نقطۂ نظر يه هے که داعي کے کاروبار اور مقاصد عمل کي نوعيت هي ايسي واقع هوئي هے که اگر وه قرباني و بذل مال و متاع سے گريز کرنا بھي چاهے تو اسوقت تک نہيں کرسکتا جب تک که دعوة کي راه سے بالکل باهر نه آجاے -

داعي خواه کسي درجه ' کسي قسم کا هو ' ليکن اگر وه داعي هے ' کوئي دعوة ' کوئي پکار ' کوئي تبليغ اپنے سامنے رکھتا هے ' تو قدرتي طور پر اسکي زندگي اور زندگي کي تمام جد و جهد کا مقصد صرف يہي هوگا که کسي نه کسي طرح اپني دعوة کي کاميابي کو ديکھے ' اور کسي نه کسي طرح انسانوں کے دلوں کو اسکي طرف مائل کردے - اگر وه مخلص نہيں هے ' اگر سچا جوش و خروش اپنے اندر نہيں رکھتا ' اگر شہرت کا بھوکا هے ' ناموري پر جان ديتا هے ' دعوة و تبليغ کے ذريعه اپني زندگي کو محترم اور اپنے اوقات کو پر شرف بنانا چاهتا هے ' يا ان اغراض کے علاوه اور کوئي غرض و مقصد نفساني و ذاتي اپنے سامنے رکھتا هے ' تو بھي به حيثيت داعي هونے کے ' به حيثيت ايک خيال ' ايک عقيدے ' کيطرف انسانوں کو بلانے اور مائل کرنے کے خواهشمند هونے کے ' کام کي نوعيت هي اسے مجبور کريگي که لينے کا وهم بھي دلميں نه لاے ' اور دينے اور لٹانے کيليے هر وقت طيار رهے - اسکو دلوں کا رخ بدلنا هے ' اسکے آگے عقائد و افکار کا انقلاب هے ' وه لوگوں سے انکي مالوفات و محبوبات کو چھڑانا چاهتا هے ' وه ان سے اعتقاد ' عمل ' اور اعتراف و تصديق کا طالب هے ' پس اگر اسکو هزارها روپيے ديکر ايک انسان بھي مليگا ' لاکھوں اور کروڑوں اشرفيوں کے لٹانے سے ايک قلب مصدق بھي هاتھه آئيگا ' سب کچھه ديکر اور کھو کر اسکے معاوضے ميں ايک چہرے کو بھي اپني طرف مائل پائيگا ' تو وه کہيگا که يه نقصان مال نہيں ' يه اتلاف متاع نہيں ' يه ضياع وقت و نفس نہيں ' يه تو کاميابيوں کي شہنشاهي هے ' کامرانيوں کا تاج و تخت هے ' فوز و مراد کي فتح هے ' حصول و وصول کي بہشت هے - يه لٹانا نہيں ' لوٹنا هے - يه دينا نہيں ' لينا هے - يه کھونا نہيں ' پانا هے - يه خسران نہيں ' ربح هے - يه حبط اعمال نہيں ' فوز عظيم هے - يه موت نہيں ' حيات جاوداني هے - کيونکه يہي چيز اسکا مقصد تھي ' يہي مقام اسکا منزل مطلوب تھا - اگر وه نام و نمود کا طالب تھا تو اسي ميں هے ' اگر وه شہرت کا بھوکا تھا تو اسي راه ميں هے ' اگر وه عزت و شرف کا طالب تھا تو اسي ميں مليگي - وه راه دعوت ميں آکر کھونے اور لٹانے سے بھاگيگا کيوں ؟ وه تو کھونے هي ميں اپني هر غرض کو مخفي ديکھيگا -

ليکن برخلاف اسکے کاروبار تجارت کي نوعيت هي ايسي هے که وه کھونے اور لٹانے کا تصور بھي نہيں کرسکتا - اگر خواب ميں بھي اپني ايک کوڑي کو گرے ديکھيگا ' تو اس زور سے چيخ ماريگا که [illegible] ديکھنے والا بھي ايسي بدحواسي کي چيخ نہيں نکال سکيگا -

مخرج کے نقل حدیث تک کو جائز نہیں رکھتے ؟ حافظ ابن الصلاح کے مقدمہ کو دیکھیے کہ نوع اول کے آخر میں کیا لکھتے ہیں ؟ علامۂ نووی کی شرح مسلم کی تصریحات پر نظر ڈالیے کہ انہوں نے نقل و روایت کیلیے کیا شرائط بیان کیے ہیں ؟ انہی چیزوں کے لیے طبقۂ محدثین متوسطین نے اصطلاح "الوجادہ" (بالکسر) وضع کی ' اور اسکی آٹھ قسمیں قرار دیں جنکی رعایت کے بعد نقل حدیث جائز نہیں : السماع ' و القراۃ ' و الاجازہ ' و المناولہ ' و المکاتبہ ' و اعلام الشیخ ' و الوصیۃ بالکتابہ -

اسکے مقابلے میں آجکل کی حالت دیکھیے کہ اگر تصوف و مواعظ کی کسی کتاب میں کوئی روایت نظر سے گذر گئی ' تو بغیر علم اسناد و مخارج کے ہر صاحب عمامہ حق رکھتا ہے کہ بلا تامل استدلال و احتجاج کرلے اور پورے اطمینان سے کہدے کہ : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - اور اگر متاخرین فقہاء و عامۂ مصنفین کے یہاں اسکا سراغ چل گیا ' تو پھر تو اسکی توثیق میں کوئی شبہ ہی نہ رہا ' اور جو شبہ کرے اسپر قطعاً انکار حدیث کا فتوی ہے !

بل هي فتنة ولكن اكثر الناس لا يعلمون !

(معنی اختلاف صحابہ)

آئیے ' اس سے قطع نظر ہی کرلیں کہ اصل روایت کا کیا حال ہے ؟ اسکو دیکھیں کہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے ' وہ اختلاف سے کونسا اختلاف مراد لیتے ہیں ؟ مختلف مذہبوں ' جماعتوں ' عقیدوں ' اور صور و اشکال عبادات و اعمال کا اختلاف ' یا کوئی اور اختلاف ؟

یہ تو آپکو معلوم ہوچکا کہ الفاظ مشہورہ "اختلاف امتي رحمة" کی کوئی اصلیت نہیں ملتی ' البتہ اختلاف صحابہ کے رحمت ہونے کے متعلق ایک اسناد بیان کی گئی ہے ' بس دیکھنا یہ ہے کہ بصورت صحت روایت ' صحابہ کے اختلاف سے بھی کونسا اختلاف مراد ہے ؟

کیا وہ اختلاف ' جس نے کئی دن تک حضرۃ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا ' غذا اور پانی کو بند کیا ' اور بالآخر انکی مظلومانہ شہادت کا باعث ہوا ؟

کیا وہ اختلاف جسکی مختلف دو جماعتیں مدینہ اور مکہ سے نکلیں ' اور جسکا نام تاریخ نے " جنگ جمل " رکھا ہے ؟

اگر یہ نہیں تو کیا وہ اختلاف ' جسکی تلواریں صفین میں بے نیام ہوئیں ' اور جسکی بدولت صدہا صحابۂ کرام مقتول و شہید ہوے ؟

آپ یقیناً کہینگے کہ " اختلاف صحابہ " سے مراد یہ اختلاف تو کسی طرح نہیں ہوسکتا ' بلکہ کوئی اور اختلاف جو موجب قتال و جدال ہونے کی جگہ موجب رحمت و فیضان ہوسکتا ہے -

چنانچہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے ' ان میں سے بھی بعض نے صاف صاف تصریح کردی ہے کہ اختلاف سے مراد مذہب و جماعت اور فرقہ بندی کا اختلاف نہیں ہے - بلکہ فہم و تدبر مسائل ' اجتہاد و طرز اجتہاد ' استنباط و طرز استنباط ' مسالک مختلفۂ علم و عمل ' اور طریق سلوک و مجاہدات دینیہ کا اختلاف مراد ہے ' یا اور کوئی اسی طرح کا اختلاف جو امۃ کیلیے ایک نظیر اور اسوہ ہونے کے لحاظ سے ' نیز نتائج و اتباع کے لحاظ سے رحمت تھا -

اصل یہ ہے کہ روایت میں جسطرح " اختلاف " کا لفظ آیا ہے اور جس ترتیب سے آیا ہے ' وہ خود بتلا رہا ہے کہ اختلاف سے مقصود کیا ہے ؟

روایت کا موضوع یہ ہے کہ امۃ کیلیے عمل و اتباع کے اصول و مخارج کیا کیا ہیں ؟ فرمایا کہ سب سے پہلے کتاب اللہ ہے - قرآن حکیم میں جو کچھ تمھیں دیدیا گیا اور جو کچھ بتلا دیا گیا ' کسی حال میں اس سے اغماض و غفلت نہیں کرنی چاہیے - لیکن اگر ایسے معاملات پیش آجائیں کہ انکی تفصیل و جزئیات سے قرآن حکیم خاموش ہو ' تو سنت کی طرف متوجہ ہو ' اور دیکھو کہ حامل قرآن کا اسوۂ حسنہ کیا کہتا ہے ؟ اگر یہ بھی خاموش ہو تو پھر عہد نبوت کی صحبت یافتہ اور طیار کردہ جماعت کے اجتہاد اور قضایا ہیں ' انکو دیکھو کہ کیا روشنی بخشتے ہیں ؟

لیکن چونکہ فہم و استنباط مسائل و تعلیمات میں ہر دماغ ایک خاص حال رکھتا ہے ' اسلیے ضرور ہے کہ صحابہ کے اجتہادات میں بھی اختلاف ہو ' اور ایک ہی مسئلہ کے متعلق مختلف صحابہ مختلف رائیں رکھتے ہوں - پس فرمایا کہ انکے اس اختلاف اجتہاد اور تعدد طرق فہم و استنباط سے مایوس نہیں ہونا چاہیے ' بلکہ اسکے اندر حقیقت مرجعہ کو تلاش کرنا چاہیے - یہ اختلاف اجتہاد طبیعی ہے ' اور یہ کوئی مصیبت نہیں بلکہ رحمت ہے - اگر فہم و اجتہاد میں اختلاف نہوتا تو دنیا کی عقلی و دماغی ترقی رک جاتی -

چنانچہ یہ بالکل بیان واقعہ ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ فہم و استنباط مسائل و طرق استدلال و اجتہاد میں صحابۂ کرام مختلف تھے ' مگر چونکہ جماعت بندی اور تمذہب و تحزب نہ تھا ' " الی اللہ و الی الرسول " کے آگے سب کی گردنیں جھکی ہوئی تھیں ' اور ہر شخص اپنی راے و قیاس کو کتاب و سنت پر عرض کرتا تھا ' اسلیے انکا اختلاف یقیناً رحمت تھا ' جس سے شریعت کے حقائق ابھرے ' اور اسکا ہر گوشہ نمایاں ہوا - انکا اختلاف وہ اختلاف نہ تھا جو در اصل ایک عذاب الہی ہے ' اور جسکی نسبت امۃ مرحومہ کو وصیت کی گئی تھی کہ :

" لا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات اولائک لهم عذاب عظیم !

حضرۃ ابن عباس تمتع بالعمرۃ الی الحج کے وجوب کے قائل تھے ' بعض دیگر صحابہ کو اس سے اختلاف تھا - جب عروہ نے انسے کہا کہ افراد حج افضل ہے ' تو انہوں نے کہا : تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - عروہ نے کہا : ولاکن ابوبکر و عمر لم یفعلا - لیکن حضرۃ ابوبکر و عمر نے نہیں کیا - اسپر حضرۃ ابن عباس نے غضبناک ہوکر اور " فردوہ الی اللہ و الرسول " کی روح القدس سے معمور ہوکر فرمایا : یوشک ان تنزل علیکم حجارۃ من السماء - اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ' و تقولون قالا ابوبکر و عمر ؟ ممکن ہے کہ تم پر آسمان سے سنگ باری ہو - میں کہتا ہوں کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ' اور اسپر تم حجۃ لاتے ہو کہ کہا ابوبکر و عمر نے ؟

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اسی واقعہ سے اندازہ کرلیجیے کہ " فردوہ الی اللہ و الرسول " کا کیا جاہ و جلال صحابۂ کرام کی نظروں میں تھا ؟ اور جب حالت یہ تھی تو ظاہر ہے کہ انکا اختلاف فہم و اجتہاد کیوں نہ موجب رحمت ہوتا ؟

صحابہ کے اندر سماع موتی میں اختلاف تھا ' لیلۃ الاسراء کے متعلق اختلاف تھا ' تیمم جنابت کے متعلق اختلاف تھا ' وجوب غسل از اکسال کے متعلق حضرۃ عایشہ کا فتوی اور تھا ' حضرۃ علی ' عثمان ' طلحہ ' ابو ایوب ' اور ابن کعب (رضی اللہ عنہم) کا فتوی دوسرا تھا ' لیکن ان میں سے کوئی اختلاف بھی فتنۂ تحزب و تشیع (١) تک منجر نہوا - یہی معنی " اختلاف اصحابی رحمۃ " کے ہیں ' اور فی الحقیقت یہ اختلاف رحمت الہی تھا -

چنانچہ حضرۃ عمر ابن عبد العزیز کا جو قول قتادہ نے نقل کیا ہے ' وہ صاف صاف واضح کر رہا ہے کہ مقصود اختلاف سے اسی قسم کا اختلاف ہے ' نہ کہ اختلاف تمذہب و تحزب - کیونکہ انہوں نے کہا کہ اگر اختلاف نہوتا تو امۃ کیلیے توسیع اور رخصت کی سہولت نہ ہوتی -

ابن حجر مکی نے یہ بھی لکھا ہے کہ : و قیل المراد اختلافهم فی الحرف و الصنائع - یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اختلاف

---

(١) تشیع یعنی فرقہ بندی اور گروہ گروہ ہو جانا - یہاں تشیع سے مقصود مصطلحہ فرقۂ شیعہ نہیں ہے -

(۶) بیہقي نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول بروایت سفیان عن افلح بن حمید نقل کیا ہے کہ : اختلاف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم رحمة لعباد اللہ - اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف خدا کے بندوں کیلیے رحمت ہے -

(۷) قتادہ کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد العزیز کہا کرتے تھے : ما سرني لو ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم لم یختلفوا ' لانہم لو لم یختلفوا ' لم تکن رخصة - یعني اگر انحضرة کے اصحاب میں اختلاف نہوتا تو امة کیلیے آسانی اور رخصت کی وسعت نہوتي -

یہاں تک تو ہم نے حافظ سخاوی کی المقاصد سے نقل کیا ہے (صفحہ ۱۲ - مطبوعہ لکھنؤ) لیکن طبقات ابن سعد میں بھي قاسم بن محمد کا وہ قول موجود ہے جو بیہقي نے مدخل میں نقل کیا ہے کہ اختلاف اصحاب رسول اللہ رحمة للناس -

ابن حجر مکي نے بھی الدر المنتثرہ میں اسکے مختلف طرق کو جمع کرنا چاہا ہے ' مگر ان میں جو قابل ذکر تھے وہ سب اوپر آگئے -

لیکن آپ دیکھہ رہے ہیں کہ ان تمام مخارج مندرجۂ صدر میں ایک صدا بھي ایسي نہیں ہے جس سے اس روایت کو کچھہ بھي تقویت مل سکے ' اور جس سے حسب اصول فن و قوم ثابت ہوسکے کہ یہ حدیث قابل احتجاج و استناد ہے -

اس حدیث کے تمام مخارج پر نظر ڈالیے - دفعہ ۲ سے لیکر ۷ تک جسقدر مخارج ہیں ' ان میں ایک حوالہ بھي ایسا نہیں ہے جس سے کوئي توثیق و سند حاصل کي جاسکے - طبراني اور دیلمي کا حوالہ کوئي نئي سند نہیں ہے - وہي روایت ہے جو بیہقي نے مدخل میں درج کی ہے - نصر مقدسي کے متعلق زرکسي ' حافظ سخاوي ' اور ابن حجر مکی ' سب کہتے ہیں کہ مرفوعاً روایت کي ہے ' مگر ساتھہ ہي تصریح کرتے ہیں کہ اسناد معلوم نہیں ' اور جب اسناد معلوم نہیں تو محدثین کے مسلمہ ہوتا ہے کہ ایک مدت کیلیے بھی قابل قبول نہیں -

حافظ عراقي نے یہ بعض الفاظ اسي روایت کو لکھا ہے ' مگر اسناد اسکي بھی معلوم نہیں - حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ انکے نزدیک مرسل و ضعیف ہے لیکن اگر اسناد ملائی ہوتي تو معلوم ہوتا [illegible] کہ ارسال میں بھي اسکا کیا حال ہے ' اور ضعف کے کیا کیا اسباب ہیں ؟

بیہقي نے ایک اور رسالہ میں بھی اسي روایت کو درج کیا ہے ' مگر حافظ سخاوي کي زباني آپ سن چکے ہیں کہ بغیر اسناد ! پس وہ بھي کوئي نئي اور معتمد سند نہیں -

حدیث کے مخارج تو بس اسي قدر ہیں - اب اسکے بعد صحابہ و تابعین کے اقوال آتے ہیں - بیہقي نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرة صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب کا اختلاف بندگان خدا کیلیے رحمت ہے - لیکن یہ قاسم بن محمد کا قول ہے - وہ آپ اوپر رفع نہیں کرتے -

اسي طرح قتادہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے کہ اگر صحابہ اپنے اجتہاد و استخراج مسائل یا تنوع طرق و عمل میں مختلف نہوتے ' تو امة کیلیے رخصت اور وسعت و سہولت نہوتي - اول تو یہ مذہب ہي دوسري ہے ' اختلاف امتی کو اختلاف اصحابي کے عموم سے اسکا کیا تعلق ؟ پھر جو کچھہ بھی ہے ' عمر بن عبد العزیز رضي اللہ عنہ کا قول ہے -

آخر میں طبقات ابن سعد کا ذکر آیا ہے ' لیکن یہ بھي کوئي نئي سند نہیں - قاسم بن محمد کا وہي قول ہے جو بیہقي نے مدخل میں نقل کیا ہے -

اب صرف وہ ایک ہي روایت رہگئي جو دیلمي نے مسند الفردوس میں ' طبراني نے معجم میں ' اور بیہقي نے مدخل میں درج کي ہے - اسکے سوا اور کوئي اسناد ہمارے سامنے نہیں ہے - لیکن اسکا یہ حال ہے کہ روایت حضرت ابن عباس کي ہے ' جیسے ضحاک نے ' اور ضحاک سے "جویبر" نے روایت کي - ارباب فن و نظر کو معلوم ہے کہ حضرة ابن عباس کي روایت بذریعۂ ضحاک کا کیا حال ہے ؟ اور ائمۂ نقد کا کیا فیصلہ ہے ؟ یہ ضحاک ابن مزاحم البلخي مشہور مفسر ہیں ' لیکن انکي احادیث کے متعلق ائمۂ حدیث نے اختلاف کیا ہے کہ درخور قبول ہیں یا نہیں ؟ اگر اس اختلاف سے قطع نظر کر لیا جاے ' جب بھي یہ امر بالکل واضح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انکی ملاقات حضرة ابن عباسؓ سے ثابت نہیں اور نہ انہوں نے خود ابن عباس سے کچھہ اخذ کیا ہے - اس بنا پر انکی تمام مرویات منقطع ہیں ' اور یہ روایت بھي اسي میں داخل -

پھر ضحاک کے بعد اسکا راوي "جویبر" ہے - یہ "جویبر" وہي جویبر ابن سعید الازدي الخراساني ہیں ' جن سے محمد بن عبد اللہ فلسطیني اور سلام بن یزید وغیرہ نے فضائل قران و نکاح وغیرہ میں بڑا ذخیرہ روایت کیا ہے ' اور انکي مجروحیت کتب قوم میں مشہور ہے - ابن معین کہتے ہیں کہ "لیس بشی" یعني وہ کچھہ نہیں - نسائي اور دار قطني جیسے آئمۂ فن کا فیصلہ ہے کہ "متروک الحدیث" جوزجاني نے کہا کہ "لا یشتغل بہ" مدارسي نے کشف الاحوال میں ابن جوزي اور سیوطي کا نقد نقل کیا ہے کہ "متروک بمرہ ' و قال في کذاب المبتدء ہالک" (صفحہ ۲۹ - مطبوعہ لکھنؤ)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ دیلمي وغیرہ کي روایت کو اگرچہ " اختلاف امتی " سے کوئي تعلق نہیں بلکہ وہ صرف صحابہ کے اختلاف کے متعلق ہے ' تاہم اسکي صحت کیلیے بھي کوئي سامان ہمارے پاس نہیں ہے ' اور بہتر سے بہتر مخرج جو اسکا ہوسکتا تھا ' اسکے اسناد بھی لائق احتجاج و اعتماد نہیں -

چنانچہ اسي بنا پر حافظ سخاوي نے لکھا ہے کہ :

و قد زعم کثیر من الائمة انہ لا اصل لہ - (المقاصد صفحہ ۱۲)	اور ائمۂ فن میں سے ایک جماعت کثیرہ نے خیال کیا ہے کہ اس حدیث کي کوئي اصل نہیں !

اسکے بعد خطابي کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے غریب الحدیث میں اسے لیا ہے ' اور جاحظ اور موصلي کے اس قول کا رد کیا ہے کہ " لو کان الاختلاف رحمة لکان الاتفاق عذابا ! " لیکن سوال اس رد و تغلیط کي نسبت نہیں ہے - کسي وجہ سے خطابي کي راے یہی ہوگي - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصول مسلمۂ فن کے مطابق بھي انہوں نے کوئي سند لکھي ؟ یا توثیق و تصدیق کا خارج سے کوئي مزید اثر ڈالا ؟ اسکا حال یہ ہے کہ خود حافظ سخاوي ہی لکھتے ہیں : " ثم تشاغل الخطابي برد ہذا الحکم و لم یقع في کلامہ شفاء في عزو الحدیث ' و لکنہ اشعر بان لہ اصلا عندہ " لیکن " اصلاً عندہ " کا حسن ظن ہمارے لیے کیا مفید ؟

کہ خضر از آب حیواں تشنہ مي آرد سکندر را !

آپ پر واضح ہو کہ فن کا معاملہ نہایت نازک ہے ' اور اعتماد شخصي اور حسن ظن معتقدانہ یہاں کوئي چیز نہیں - متاخرین عموماً اس اعتماد کي بنا پر اکثر روایتیں قبول کر لیتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ جب علماء نے لکھا ہے ' تو گو انہوں نے سند نہیں لکھي مگر ضرور کوئي نہ کوئي سند انکے پاس ہوگي - یہ بات محض حسن ظن کیلیے تو اچھي چیز ہے ' لیکن اگر فن میں اس سے کام لیا جائیگا تو پھر کوئي فن فن باقي نہ رہیگا -

فن حدیث کے اصول ہیں ' قواعد ہیں ' جرح و نقد ہے ' ائمۂ فن کي تصریحات ہیں ' روایت ہے ' درایت ہے ؟ اور محدثین کرام رحمہم اللہ نے بالاتفاق ہمیں بتلا دیا ہے کہ جس حدیث کی سند نہ بتلائي جاے ' بلا تامل اسے رد کردو - پھر ہم ان بزرگوں کے اصولوں پر عامل ہوں ' یا انکي جمع و گردآوري پر ؟ کیا آپکو معلوم نہیں کہ [illegible] کرام کي [illegible] کا یہ حال ہے کہ وہ بغیر سند اور حوالہ

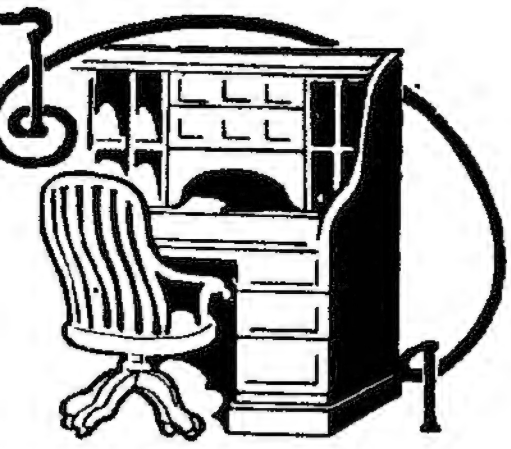

مقالات

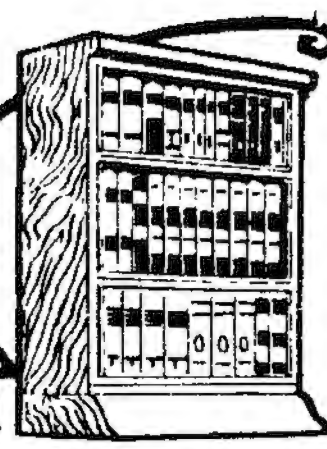

اسیــران جنـگ

(۲)

گذشته نمبر میں اُن قوانین و دفعات کا خلاصه هم درج کرچکے هیں جو اسیران جنگ کے متعلق آج یورپ کے ادعاء تمدن و تهذیب کا (بشرطیکه موجوده عالمگیر جنگ کے بعد یه ادعاء باقی رها هو) سدرة المنتهی هے ' اور جس سے زیاده وه آور کچهه نهیں کرسکتا - یه دفعات گذشته چالیس سال کے اندر بتدریج قرار پائے هیں ' اور سوئٹزرلینڈ کي آخري بین المللي کانگریس نے ایک پورا اجلاس انکي تکمیل میں خرچ کیا هے -

اس قانون کو پیش نظر رکهکر اب دیکهنے که هم اسلام کے اُس طرز عمل اور سلوک کي تفتیش میں نکلیں جو اُس نے اسیران جنگ کے ساتهه کیا هے - اور جس سے هم ایک " اسلامي قانون اسیران جنگ " کا استنباط کرسکتے هیں - لیکن اسکے لیے ضروري هے که ایک مختصر اور اجمالي نظر عرب جاهلیة کي حالت پر بهي ڈال لي جاے - کیونکه اسلام کا مبدء ظهور وهي ملک ' اور وهیں کي آب و هوا کي نشو و نما تهي

(اهل عرب اور اسیران جنگ)

اسلام کے زمانے تک اگرچه مهذب قوموں میں فدیه لیکر اسیران جنگ کے رها کر دینے کا رواج هوگیا تها ' لیکن عموماً ایک انتقام کیش عرب جاهلي بغض و کینه کے جذبات پر مال و دولت کو قربان کردیتا تها -

چنانچه ایک عورت کو جب معلوم هوا که اوسکا بهائي عمرو اوسکے دوسرے مقتول بهائي کا خون بها لیکر صلح کرنا چاهتا هے ' تو اوسنے طنز آمیز لهجے میں انتقام لینے پر یوں اشتعال دلایا :

ودع عنــك عمروا ان عمروا مسالم
وهل بطن عمـــرو غیر شبر لمطــعم

عمرو کا ذکر نه کرو ' وه تو آمادهٔ صلح هے - عمرو کا پیٹ هے کیا ؟ بالشت بهر کا - مگر پهر بهي نهیں بهرتا ' اسیلیے وه خون بها لینا چاهتا هے :

فان انتــم لم تثـــأروا و تدام
فمشــوا باذان النعـام المصلـم!

پس اگر تم لوگ خون کا انتقام نهیں لیتے ' اور خون بها لیتے هو ' تو جاؤ ' اور هر جگه ذلت و خواري کے ساتهه رسوا پهرو!

اس بنا پر اهل عرب اسیران جنگ سے فدیه بهت کم لیتے تهے ' اور اکثر نهایت بیرحمي کے ساتهه قتل کرڈالتے - حرب کلاب میں جب کنده کا سردار گرفتار هوا ' تو قیس بن عاصم نے پہلے اپني کمان سے اوسکے دانت توڑ ڈالے ' پهر اپنے سردار نعمان بن جساس کے بدلے میں اُسے قتل کرڈالا - بنو عبده نے جب محرق غساني اور اوسکے بهائي حبش بن دلف کو قید کیا تو فوراً دونوں کي گردن ماردي - عامر بن مالک نے سعید بن زرارہ کے ساتهه اس قدر سختیاں کیں که وه حالت قید هي میں مرگیا - زمانهٔ اسلام میں حباب کو بهي بنو عامر نے قید کرکے اسي طرح قتل کردیا تها -

پهر اهل عرب اگر قیدیوں کے ساتهه کچهه زیاده فیاضي کرتے بهي تهے ' تو وه فیاضي یه تهي که ذلت کا ایک داغ ضرور انهیں رها کرتے!

عوف ابن احوص نے معاویه ابن جون کو گرفتار کیا تو پیشاني کے بال کاٹ کر رها کیا - قبیلـهٔ بنو یربوع نے جب عرب کے مشهور بادشاه منذر بن السماء کے بیٹے قابوس کو ایک معرکه میں قید کرلیا ' تو اسي قسم کا ذلت آمیز برتاؤ کیا -

آج مهذب دنیا حالت قید میں بادشاهوں کے ساتهه شریفانه برتاؤ کرنے پر فخر کرتي هے ' لیکن اهل عرب اونکي تذلیل و تحقیر کو اپنا مایهٔ ناز سمجهتے تهے اور یهي عرب کي اصلي فطرة حریة هے چنانچه عرب کا مشهور شاعر عمرو بن کلثوم کهتا هے :

فابوا بالنهـاب و بالسبایا * و ابنا بالملوک مصفدینا

یعني عام لوگ تو مال غنیمت اور معمولي قیدیوں کو لیکر پلٹے ' مگر هم بادشاهوں کو هتهکڑیاں پهنا کر لاے - (۱)

قیدیوں کے ساتهه اس سے بهي زیاده وحشیانه برتاؤ کیا جاتا تها - یهاں تک که قید کي حالت میں اون سے هر قسم کا تمتع جائز سمجها جاتا - عمرو بن عمرو نے جب قبیله بنو عبس کے بهت سے قیدي گرفتار کیے تو ایک کو خدمتگاري سے نکال کر تمتع بهي کیا - اسي بنا پر فرقهٔ شعوبیه نے (جو فرقه عرب کا دشمن تها) عرب پر اختلاط نسب کا بهي الزام لگایا هے ' کیونکه وه قیدي عورتوں سے جبراً علائق پیدا کرتے - صاحب عقد الفرید اور ابن قتیبه نے اسے بالتفصیل لکها هے -

(اسلام اور اسیران جنگ)

اسـلام دنیا میں آیا تو پہلے معرکهٔ جهاد هي میں اوسکے سامنے اسیران جنگ کا مسئله پیش هوا - چنانچه غزوهٔ بدر میں جب آنحضرة صلی الله علیه وسلــم کے سامنے ستر قیدي پیش کیے گیے ' تو اونکے بارے میں آپ نے حضرت ابو بکر سے مشوره کیا - اونهوں نے فدیه لیکر رها کردینے کي راے دي - لیکن حضرت عمر رضي الله عنه نے اس سے اختلاف کیا ' انهوں نے کها که دشمنان حق کو فدیه لیکر چهوڑنا کیسا ؟ هر مسلمان شخص کو چاهیے که خود اپنے هاتهوں سے اپنے هر عزیزوں کو قتل کرکے محبت حق کا ثبوت دے - لیکن آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابوبکر رضي الله عنه کي راے پر عمل فرمایا ' اور فدیه لیکر تمام قیدیوں کو رها کردیا -

مفسرین کرام کے نزدیک حضرت عمر رضي الله عنه هي کي راے صحیح تهي - وه کهتے هیں که اسي بنا پر آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے طرز عمل پر خدا نے یه عتاب آمیز آیت نازل فرمائي :

ما كان لنبي ان تكون	پیغمبر کیلیے قیدي بنانا اوسوقت تک
له اسری حتي یثخن	کیلیے جائز نهیں جبتک که وه فرض جهاد
في الارض - تریدون عرض	کو پوري طرح ادا نه کرلے - تملوگ دنیوي
الـــدنـــیا و الـلـه	مال و دولت کے بهوکے هو اور خدا تو
یرید الاخرة ' و الله عزیز	صرف آخرة کا ثواب چاهتا هے - وه
حکیم - لولا کتاب من الله	غالب اور حکیم هے - اگر خدا کا حکم پہلے
سبق ' لمسکم فیما اخذتم	سے نه هوچکا هوتا ' تو جو مال تم نے لیا
عذاب عظیم - فکلوا مما	هے اوسکي پاداش میں تم پر بڑا

---

(۱) اس حصے کیلیے بلوغ الارب - ذکر ایام العرب از ص - ۹۱ - تا ص - ۸۳ کا مطالعه بهتر هوگا - کیونکه اسمیں احوال جاهلیة کے اکثر مطالب یکجا کردیے هیں -

سے مقصود مختلف حرفتوں اور صنائع کا اختلاف ہے - اس سے بھي ظاهر هوتا ہے که اختلاف تشیع و تمذہب کا مقصود نہیں -

(اختلاف صحابه اور قران)

حضرة عمر ابن عبد العزيز نے عزائم و رخص کي طرف اشارہ کیا ہے، اور یه بتلایا ہے که مقصود اختلاف افکار نہیں بلکه اختلاف اعمال ہے - یعني اگر تمام صحابۂ کرام ایک هي طرح کي عملي زندگي بسر کرتے، تو ایک طرف تو تقسیم عمل کے قدرتي اصول کي بنا پر صدها اعمال ضروریه کا دروازہ بند هوجاتا، دوسري طرف جو نمونه امۃ کیلئے قائم هوتا، وہ نا قابل عمل و اتباع هوتا -

حضرات صحابۂ کرام کو هم دیکھتے هیں که انهوں نے عمل صالح اور طلب مصالح کے وہ تمام مختلف طریقے اختیار کیے جنکا هر امۃ عادله و صالحه کے اندر هونا ضروري ہے - سب ایک هي راہ جهد و طلب کے عامل نه تھے - ایک جماعت تھي جس نے تفقه في الدين کي طرف زیادہ توجه کي، اور علوم نبوبه کي حامل و محافظ هوئي - ایک جماعت تھي جس نے زیادہ وقت جہاد و قتال في سبيل الله میں صرف کیا اور دشمنان حق سے شریعة کو محفوظ کیا - ایک گروہ تھا جس نے طلب معاش صالح اور تجارت و کسب حلال پر زیادہ وقت صرف کیا اور اسطرح انکي تاجرانه زندگي بھي اشاعة حق و تبلیغ احکام و تائید و نصرۃ دین کا ذریعه بني - غور کیجیے که جو کچھه کہه رها هوں، کس طرح ٹھیک ٹھیک قران حکیم سے ماخوذ ہے - خود الله تعالی نے سورۂ مزمل کے آخر میں صحابۂ کرام کے مجموعي اعمال مقدسه و طیبه کي تصویر کھینچي ہے :

ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثي الليل و نصفه و ثلثه، و طائفة من الذين معك و الله يقدر الليل و النهار، علم ان لن تحصوه فتاب عليكم فاقرؤا ما تيسر من القران، علم ان سيكون منكم مرضى، و اخرون يضربون في الارض يبتغون من فضل الله، و اخرون يقاتلون في سبيل الله، فاقرؤا ما تيسر منه، و اقيموا الصلواة و اتوا الزكوة و اقرضوا الله قرضا حسنا - (۷۳ : ۲۰)

"بیشك تمہارا پروردگار تمہاري هر حالت کي خبر رکھتا ہے، اور تم جو کچھه کرتے هو، سب اسکے سامنے ہے - وہ جانتا ہے که تم راتوں کو تقریبا دو تہائي رات تک یا آدھي آدھي رات اور ایک ایک پہر تک ذوق عبادت میں مستغرق کھڑے رهتے هو، اور تمہارے اصحاب میں سے بھي ایک جماعت اس عالم میں تمہارے ساتھه هوتي ہے - الله نے رات اور دن کي تقسیم اوقات کي ایک تقدیر کردي ہے، اور وهي انکا اندازہ فرما ہے - اسکو یه بھي معلوم ہے که تم ان اوقات عبادت کو نباہ نہیں سکتے، پس اس نے تم پر سے اسقدر شدید عبادت اٹھادي - یه ضروري نہیں که تم آدھي آدھي رات اور تین تین پہر تک خداوند کے حضور کھڑے رهو، بلکه جسقدر بھي آساني کے ساتھه رات کي نوافل میں قرآن پڑھسکو، پڑھلیا کرو - خدا کو معلوم ہے که تم میں بعض عبادت گذار ایسے ضعیف الجسم هیں که اگر آدھي آدھي رات تک اسي طرح عبادت کریںگے تو بیمار هوجائیںگے، اور خدا کا عبادت سے یه مقصود نہیں - وہ جانتا ہے که کچھه لوگ ان میں ایسے هونگے جو تجارت اور کسب رزق نیز حصول فوائد و نعائم کي تلاش میں سفر کریںگے، اور یه کیسے هوسکتا ہے که سفر کي حالت میں ایسي شدید عبادت کو بھي جاري رکھیں - نیز وہ خبردار ہے که ان میں بعض لوگ حق و صداقت کیلئے دشمنان اسلام سے لڑتے هیں، انکے شب و روز زیادہ تر اسي میں بسر هونگے - پس چاهیے که راتوں کو وقت کي قید اٹھا دو، جسقدر آساني سے هوسکے، قرآن کو نماز میں پڑھو - اور صلواۃ الہی کو قائم کرو، زکواۃ ادا کرو، اپنے مال دولت کو خدا کي راہ میں لٹاؤ، یه گویا الله کو قرض حسنه دینا ہے جسکا بدله اسکے خزانے سے دونوں جہانوں میں پاؤگے"

الله الله! وہ کیا لوگ تھے جنکے اعمال کي یه تصویر و تقسیم تھي، اور وہ کیسي پاک روحیں تھیں، جنکي جان نثاریوں اور عبادت گذاریوں کا حال ایک عاشقانه محبت و شفقت کے لہجه میں خود خدا تعالی نے فرمایا، اور انکے ذکر ذکي کو صفحات کلام الله میں همیشه کیلیے ثبت کردیا : فهم جلساء الله، لا يشقي جليسهم، وهم الذين قال في حقهم : لئن سئلني لاعطينه، و لئن استعاذني لاعيذنه (بخاري)

بهر حال ان آیات کریمه میں ضمناً قران حکیم نے خود هي بتلادیا ہے که صحابه کرام کي راہ عمل مختلف تھي - فرمایا که بعض فضل الہي کي تلاش میں سیر و سیاحت کرتے هیں، اور بعض جہاد في سبيل الله کي راہ میں نکلتے هیں - پھر کیوں آپ اس روایت میں لفظ اختلاف کا یهي مطلب نه قرار دیں که انکا طریق کار حسب اصول تقسیم عمل مختلف تھا، اور یه اختلاف قطعاً رحمت ہے، اور ایسي رحمت عظیم که اگر نہو تو دنیا کے عمران و تمدن کي بنیادیں هل جائیں -

اس سے بھي ایک دو قدم اور آگے بڑھیے، اور دیکھیے که عزائم و رخص کے لحاظ سے بھي في الحقيقت صحابه کرام کي راهیں مختلف تھیں اور ان میں باهم اختلاف تھا - حضرة ابو ذر زهد و نسک میں منہمک تھے، حضرة عثمان بن مظعون اور حضرة عبد الله بن عمر پر استغراق عبادة و ترک لذائذ دنیوي کا غلبه تھا - حضرة ابن کعب، ابن مسعود، ابن عباس، حفظ و درس علوم پر زیادہ وقت صرف کرتے تھے، مگر حضرة عثمان ابن عفان نے کسب و تجارت پر اوروں سے زیادہ توجه کي - پس اگر صحابه میں یه اختلاف نہوتا اور سب کے سب مثل حضرة ابو ذر اور ابن مظعون کے زهد و ترک لذائذ میں مستغرق هو جاتے، تو نتیجه یه نکلتا که انکا نمونه امۃ مسلمه میں آگے چلکر وہ غلو اور حرج پیدا کردیتا جو اهل کتاب کے رهبان میں پیدا هوا، اور جسکو اسلام نے دور کیا : و رهبانية ابتدعوها لیکن اگر سب کے سب مثل امیر معاویه اور عمرو ابن العاص کے دهاء و سیاست اور محبت نعیم و زینة و ریاست میں منہمک هوجاتے، تو تمام امة محض مادیة و جسمانیة هي میں غرق هوجاتي اور روحاني لذتوں کا کوئي بھوکا نه رهتا - لان القدوة و الاسوة اشد تاثيرا في نفوس البشر من التعاليم القولية و العلمية - فهذا هو الاختلاف الذي كان رحمة للامة -

یه جو کچھه عرض کیا گیا، یقین کیجیے که قرآن حکیم هي کي بخشي هوئي روشني ہے، اور اپني راہ بھي ہے که هر روشني جو آنکھه دیکھے، اسکا اکتساب نور اسي آفتاب هدایت سے کیا جاے - خود یهي زیر بحث روایت بتلاتي ہے که سب سے پہلے کتاب الله سے اخذ فیصلہ کرو، اور اسلیے هر روایت کو بھي سب سے پہلے کتاب الله پر عرض کرنا چاهیے - اختلاف کي نوعیت کے متعلق سورہ مزمل کي آیات اوپر گذر چکي هیں - اب ایک اور آیت آخر سورۂ توبه کي تلاوت کیجیے :

و ما كان المومنون لينفروا كافة، فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين و لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم، لعلهم يحذرون (۹ : ۱۲۴)

سارے مسلمان تو اسي کام کیلیے هوکر نہیں نکل سکتے، پس کیوں نه ایسا هو که هر جماعت میں سے ایک گروہ اس غرض سے نکلے که دین کے علم و احکام کو حاصل کرے، اور دین کا مبلغ و داعي بنکر اپني قوم میں واپس جاے اور باطل پرستي کے نتائج سے اسکو ڈرائے -

اس آیۂ کریمه میں بتلایا ہے که سب لوگ خدمت دیني کي ایک هي شاخ کے نہیں هو جا سکتے - تقسیم عمل کا قدرتي طریقه اختیار کرنا چاهیے که هر جماعت میں سے ایک گروہ اپنے اپنے حلقوں میں تبلیغ دین کا کام اپنے ذمے لیلے، اور اپنے وقت کو حصول علم دین میں خرچ کرے - پس یهي اختلاف صحابه کے مختلف گروهوں کا تھا جو امة کیلیے رحمت هوا، اور یهي رحمت ہے جس سے اب هم محروم هیں -

کرلیا تھا ' اور علم طور پر ڈاکہ مارتے پھرتے تھے - آپ نے اونکي گرفتاري کيليے فوج بھيجي مگر جب وہ گرفتار ہوکر آے تو سب کو آزاد کرديا - چنانچہ عرب نے اونکو عتقاء (آزاد شدہ) کا خطاب ديا - آگے چل کر اسي نام سے اونھوں نے ايک مستقل قبيلہ کي شکل اختيار کرلي ' اور بعہد عمرو بن عاص مصر ميں آباد ہوگئے -

(واقعۂ ثمامہ بن آثال)

مالي معاوضہ کي سب سے زيادہ توقع امراء اور رؤساء سے ہوسکتي تھي ' اسليے اگر اسلام نے فديہ کو حصول دولت و مال کا ذريعہ بنايا ہوتا ' تو وہ سب سے زيادہ امراء کے آگے اپنے دامن کو وسيع کرتا - ليکن اوس نے امراء کو بھي اوسي طرح آزاد کرديا ' جسطرح وہ ايک غريب بدوي کو آزاد کرديتا تھا - صحابہ کرام اہل يمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال کو گرفتار کرکے لاے ' اور مسجد کے ايک ستون سے باندھ ديا - آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم تشريف لاے تو اوس سے پوچھا کہ تيرے پاس کيا ہے ؟ اوس نے کہا : " اگر آپ قتل کرنا چاہتے ہيں تو ميرے پاس رگوں ميں خون ہے ' اگر احسان کرنا چاہتے ہيں تو ميرے پاس زبان شکرگذار ہے ' اور اگر مال چاہتے ہيں ' تو جس قدر مطلوب ہو باساني ديا جاسکتا ہے " آنحضرت سنکر واپس گئے اور دوسرے دن پھر يہي سوال کيا ' اوس نے بھي اپنے پہلے ہي جواب کا اعادہ ديا - آپ آج بھي واپس گئے ' تيسرے دن پھر وہي سوال کيا ' اوس نے پھر وہي پہلا جواب ديا - آپنے حکم ديا کہ بلا کسي معاوضے کے اسے بالکل آزاد کردو ! وہ آزاد ہوکر مسجد سے نکلا تو ايک کھجور کے درخت کے پاس جاکر پہلے غسل کيا ' پھر مسجد ميں آکر کلمۂ توحيد پڑھا اور کہا :

" اے محمد ! خدا کي قسم ' دنيا ميں ميرے ليے تمھارے چہرہ سے زيادہ مکروہ کوئي چہرہ نہ تھا - ليکن آج مجھے تمھارے رخسار سب سے زيادہ محبوب نظر آتے ہيں - ميرے نزديک تمھارے مذہب سے زيادہ مبغوض کوئي مذہب نہ تھا ' ليکن آج تمھارا دين مجھے تمام مذاہب سے زيادہ عزيز معلوم ہوتا ہے - ميں تمھارے شہر سے زيادہ کسي شہر کو قابل نفرت نہيں سمجھتا تھا ' ليکن آج تمھارا شہر مجھے تمام شہروں سے زيادہ دلفريب نظر آتا ہے - ميں عمرہ کي غرض سے چلا تھا - راستے ميں آپ کي فوج نے مجھے قيد کرليا - اب آپ کا کيا حکم ہے " ؟

آپ نے اسکو عمرہ ادا کرنے کا حکم ديا - ليکن جب وہ مکہ ميں آيا تو اہل مکہ نے طعنہ دينا شروع کيا کہ " يہ گمراہ ہوگيا " ليکن اوس نے کہا : " تم غلط کہتے ہو - ميں رسول اللہ (صلی اللہ عليہ وسلم) کے پاس مسلمان ہوا ہوں ' پھر گمراہ ميں ہوں يا تم ؟ اب جبتک آنحضرت حکم نہ دينگے ' يمامہ سے مکہ ميں گيہوں کا ايک دانہ بھي نہ آسکيگا " - (۱)

(آستانۂ اسلام اور غلامان عرب)

غلاموں کے ساتھ آنحضرت کے اس کريمانہ برتاؤ کي شہرت ہوئي ' تو کفار مکہ کے بہت سے غلام آپکي خدمت ميں بھاگ بھاگ کر آگئے کہ آپ کے دامن کرم ميں پناہ ليں - يہ رنگ ديکھکر کفار نے آپکو خط لکھا کہ " ان غلاموں کو آپ کے مذہب سے کوئي خوش اعتقادي نہيں ہے ' صرف آزادي کي کشش اونکو آپ کي خدمت ميں کھينچ ليگئي ہے " صحابہ نے بھي اسکي تائيد کي اور کہا : " کفار سچ کہتے ہيں - آپ ان کو واپس کرديجيے " ليکن آنحضرت صحابہ پر سخت برہم ہوے اور فرمايا : " اب ان کو واپس نہيں کيا جاسکتا - يہ خدا کي راہ ميں آزاد ہيں " (۲) کفار کا بيان کيونکر سچ ہوسکتا تھا ؟ انہوں نے کہا کہ ان غلاموں کو اسلام سے کوئي خوش اعتقادي نہيں جو اسکے آستانۂ کرم پر آزادي کيليے آئے ہيں ' ليکن اگر يہ سچ تھا کہ وہ آزاد ہونے کيليے آئے تھے تو اسکا يہي مطلب تھا کہ وہ مسلمان ہونے کيليے آئے تھے - کيونکہ اسلام اسکے سوا کيا ہے کہ وہ ہر طرح کے دماغي و جسماني غلاموں کو آزاد کردينے کيليے ظاہر ہوا ؟

(اسيران بنو قريظہ)

تمام غزوات ميں آپ نے بظاہر سب سے زيادہ سختي بنو قريظہ کے ساتھ کي تھي جنھوں نے اپنے تخلف عہد و ميثاق سے اپنے تئيں سخت سے سخت تشددات کا مستحق بنا ديا تھا ' ليکن اون کے قيدي بھي آپ کے لطف و مراعات سے محروم نہ رہے ' اور آپ نے بہت سے قيديوں کو آزاد کرديا (۱)

(قيديوں کي ضروريات)

دور جديد کے فياضانہ قانون کي رو سے قيديوں کے بدن سے زيور يا کپڑا نہيں اوتارا جاسکتا ' ليکن اسلام کي فياضي نے صرف اتنا ہي نہيں کيا بلکہ خود قيديوں کو کپڑا بھي پہنا ديا - غزوۂ بدر ميں جب حضرۃ عباس رضي اللہ عنہ آپ کے سامنے برہنہ کھڑے ہوے ' تو آپ نے اونکو عبد اللہ بن سلول کي قميص ليکر پہنائي - يہ اوسي احسان کا معاوضہ تھا کہ آپ نے اوسکے مرنے کے بعد اپنا کرتہ اوسکے کفن کيليے ديا تھا - قبيلۂ ہوازن کے قيديوں کي تعداد تقريباً ۶ ہزار تھي ' ليکن آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے سب کو کپڑا پہنا کر واپس کيا - (۲)

(اسيران جنگ کے جذبات کي رعايت)

قيد کي حالت ميں جسماني تکليفوں سے زيادہ انسان کے جذبات کو صدمہ پہونچتا ہے ' ليکن آج تک دنيا کي کسي قوم نے قيديوں کے جذبات کا لحاظ نہيں رکھا - صرف اسلام ہي ايک ايسا مذہب ہے جس نے جسم کے ساتھ قيديوں کي روح کو بھي سکھ پہونچايا ہے - قيد کي حالت کا وہ منظر نہايت درد انگيز اور رقت خيز ہوتا ہے جب بھائي بھائي سے ' بيٹا باپ سے ' شوہر بي بي سے بجبر ايک غير متعين مدت کيليے جدا کرديے جاتے ہيں - ليکن اسلام نے قيد کي حالت ميں ہميشہ عزيزوں کي باہمي يکجائي سے اونکے ليے تسکين کا سامان مہيا کيا - جب حضرت علي نے ايک لونڈي کو اوسکي لڑکي سے جدا کرنا چاہا تھا ' تو آنحضرت نے اسکي ممانعت فرمائي تھي (۳) يہي وجہ ہے کہ اسلام نے کبھي قيديوں کے مذہبي جذبات و عقائد سے بھي تعرض نہيں کيا - مدينہ ميں يہود کے مذہبي اثر نے اس قدر وسعت حاصل کرلي تھي کہ اگر کسي عورت کے بچے زندہ نہيں رہتے تھے تو وہ نذر مانتي تھي : " اگر اوسکا بچہ زندہ رہيگا تو وہ اوسکو يہودي بنائيگي " - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے جب يہود بنو نضير کو جلا وطن کيا ' تو اون ميں اس قسم کے بہت سے بچے بھي تھے - انصار نے انکو روکنا چاہا ' ليکن اسپر يہ آيت نازل ہوئي :

لا اکراہ في الدين	مذہب ميں اکراہ و جبر نہيں
قد تبين الرشد	بلا شبہ اب حق باطل کے مقابلے
من الغي - (۴)	ميں بالکل واضح و روشن ہوگيا ہے -

(مبادلہ)

آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے قيديوں کے ساتھ قيديوں کا مبادلہ بھي کيا ہے - ابن سلمہ کا بيان ہے :

" جب قبيلہ بنو فزارہ پر حملہ کيا گيا ' تو ميں اوس قبيلہ کي

---

(۱) مسلم جلد ۲ - ص - ۷۵

(۲) ابو داود جلد ۲ - ص - ۱۳

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۲ - صفحہ - ۵۴

(۲) ايضاً جلد ۲ - ص - ۱۱۱

(۳) ابو داود جلد ۲ - ص - ۱۲

(۴) ابو داود جلد ۲ - ص - ۹

غنمتم حلالا طيبا ' و اتقوا الله ' ان الله غفور رحيم (انفال)	سخت عذاب نازل هوتا - اب جو کچھ مال غنيمت ميں تم نے لوٹا هے ' اوسکو حلال اور پاک چيزوں کي طرح کهاؤ ' بلا شبه الله بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا هے -

ليکن ترمذي کي ايک روايت سے ثابت هوتا هے که اس آيت کو اسيران بدر کے فديه سے کوئي تعلق نهيں ' بلکه وه مال غنيمت کے متعلق نازل هوئي هے :

فلما كان يوم بدر وقعوا في الغنائم قبل ان تحل لهم ' فانزل الله : لولا كتاب من الله لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم (ترمذي كتاب التفسير ص - ٥٠٣)	جب معرکهٔ بدر پيش آيا تو مال غنيمت کے حلال هونے سے پيشتر هي لوگوں نے لوٹنا شروع کرديا - اسپر خدا نے يه آيت نازل فرمائي که اگر خدا کا حکم پهلے سے نه هوچکا هوتا ' تو جو کچهه تم نے لوٹا هے اوسکي پاداش ميں تم پر بڑا عذاب نازل هوتا -

يهي وجه هے که اس آية کي تفسير ميں بر بناء احاديث صحيحه همارا مسلک عام مفسرين کي راه سے الگ هے ' اور اسکي پوري تحقيق سورهٔ انفال و توبه کي تفسير سے معلوم هو سکتي -

غزوهٔ بدر کے بعد آنحضرت صلی الله عليه و سلم کا جو طرز عمل رها ' اوس سے بهي ثابت هوتا هے که اس آيت نے فديه پر کوئي اثر نهيں ڈالا - چنانچه آپ نے غزوهٔ بني مصطلق ميں تمام اسيران جنگ کو فديه ليکر رها کرديا تها - (١)

(فديه کا مقصد)

اسلام اگرچه فديه کا موجد نه تها ' بلکه زمانهٔ قديم سے جو رسم چلي آتي تهي وهي جاري رهگئي تهي ' با اينهمه اسلام کا طرز عمل اس معامله ميں تمام دنيا سے مختلف تها - اعمال کے نتائج کا اثر خود عمل سے نهيں ظاهر هوتا بلکه نيت سے ظاهر هوتا هے - اختلاف نيت سے ايک هي عمل کا نتيجه مختلف صورتوں ميں ظاهر هو سکتا هے - گذشته قوموں نے فديه کي جو رسم قائم کي تهي ' اوس سے اسيران جنگ پر احسان تو ضرور هوجاتا تها ' ليکن وه بالکل عارضي تها - اونهوں نے اسے مال و دولت جمع کرنے کا ايک ذريعه بنا ليا تها - قديم قوموں ميں بهت سے جنرل اسيکي بدولت دولت مند هو گئے - ليکن اسلام نے اسکا دائره صرف رهائي کے احسان تک هي محدود کرديا - چنانچه کفار نے جب ايک سردار کي لاش کو فديه ديکر واپس لينا چاها تها ' تو آنحضرت نے صاف انکار کرديا تها (٢) اسلام نے اگر فديه کو مالي فائده حاصل کرنے کا ذريعه بنايا هوتا تو فديه ليکر لاشوں کا واپس کرنا زنده انسانوں کي واپسي سے زياده آسان اور بے ضرر تها - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے اسيران بدر کے متعلق فديه لينے کا جو مشوره ديا تها ' اوس سے صرف مالي فائده اوٹهانا مقصود تها - چنانچه اونهوں نے صاف صاف کهديا تها که اس سے فوجي مصارف ميں مدد مليگي - پس اگر اس آيت کا وهي شان نزول تسليم کرليا جاے جسکو حضرات مفسرين کرام نے بتايا هے ' تو اوس سے بهي صرف يهي نتيجه نکلتا هے که فديه کو دنيوي فوائد کے حاصل کرنے کا ذريعه نهيں بنانا چاهيے - چنانچه خدا خود کهتا هے :

تريدون عرض الدنيا و الله يريد الآخرة !	تم دنيوي فوائد چاهتے هو اور خدا تمهارے ليے آخرة کا ثواب چاهتا هے -

ليکن اس سے فديه ليکر بطور احسان رها کردينے کي نفي لازم نهيں آتي - اور دراصل اس مبحث سے اس آية کو کوئي تعلق هي نهيں -

مگر اسلام کا دریاے دوام ان خس و خاشاک کا بهي پابند نهيں هوسکتا تها - آنحضرت نے اگرچه بعض موقعوں پر فديه قبول کرليا تها ' ليکن آپ عموماً قيديوں کو بغير کسي مالي معاوضے کے آزاد فرماديا کرتے تهے - [illegible] بنو مصطلق کے بعض اسيران جنگ سے اگر آپنے فديه ليا ' تو قيديوں کا ايک گروه بلا معاوضه بهي رها کرديا (١)

و كان منهم من من عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم ' و منهم من افتدى ' فلم يبق امراة من بني المصطلق الا رجعت الى قومها (طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ٤٦)	اونکے بعض قيديوں کو آپ نے احساناً رها کرديا ' اور بعض سے فديه ليا - اسطرح بنو مصطلق کي هر گرفتار شده عورت اپني قوم ميں واپس چلي گئي - اور ايک عورت بهي نه بچي جو قيد ميں رهگئي هو !

(غزوهٔ دومة الجندل)

غزوهٔ دومة الجندل ميں تقريباً انيس بچے اور عورتيں قيد کرلي گئي تهيں - ليکن جب ابو زيد مسلمان هوکر آپ کي خدمت ميں حاضر هوا اور اونکے رها کرنے کي درخواست کي ' تو آنحضرت صلی الله عليه و سلم نے حضرت علي کے ذريعه حضرت زيد بن حارثه کو حکم ديا :

ان يخلي بينهم و بين حرمهم (ابن سعد جلد ٢ ص ٤٦)	اونکي عورتوں کو بالکل آزاد کردو -

(بني تميم و هوازن)

غزوهٔ بني تميم ميں صحابه گياره عورتوں اور تيس بچوں کو گرفتار کر لاے - آنحضرت نے اونکو رمله بنت حارث کے گهر ميں بند کرديا ' ليکن جب اوس قبيله کے سردار آئے اور اونکو ديکهکر قيديوں نے رونا پيٹنا شروع کيا ' تو آنحضرت صلی الله عليه و سلم نے تمام قيديوں کو اونکے ساتهه رها کرکے واپس کرديا (٢)

غزوهٔ هوازن ميں علاوه بهت سے مال غنيمت کے ٦ هزار زن و مرد گرفتار هوے تهے (٣) ليکن جب وه لوگ مسلمان هوکر آپ کي خدمت ميں حاضر هوے اور مال غنيمت کے واپس کرنے کي درخواست کي ' تو آپنے فرمايا : " مال اور قيدي دونوں واپس نهيں کيے جاسکتے - ايک کو اختيار کرسکتے هو " اونلوگوں نے قيديوں کو واپسي کيليے انتخاب کيا - چونکه تمام قيدي تقسيم کرديے گئے تهے ' اسليے آنحضرت نے ايک خطبه ديا ' جسکا مطلب يه تها :

" جو لوگ قيديوں کو بخوشي واپس کرنا چاهيں وه واپس کرديں - ليکن اگر کچهه لوگ مالي معاوضه چاهتے هوں تو چاهيے که صبر کريں - اسکے بعد ميرے حصه ميں جو مال خمس کا آئيگا ' ميں اوس ميں سے هر قيدي کے عوض ١٦ اونٹ ديدونگا "

ليکن تمام صحابه نے قيديوں کو بخوشي واپس کرديا (۴)

(قاتلوں کے ساتهه سلوک)

بعض حالتوں ميں آپ پر دشمنوں نے کمينگاهوں سے نهايت خداعانه حملے کيے هيں اور وه گرفتار هوکر آے هيں - کفار مکه کي ايک جماعت نے جو ٨٠ - اشخاص سے مرکب تهي ' عين نماز فجر ميں آپ پر حمله کرنا چاها اور صحابه نے اونسکو گرفتار کرليا - ليکن آپنے ان کو بهي بغير کسي مالي معاوضه کے بلا تامل آزاد کرديا (٥) عهد نبوت ميں متعدد قبائل کے ڈاکوؤں نے ايک جتهه قائم

---

(١) ترمذي ص - ۲۹۴

(٢) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص- ۹۴

(١) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ١١٦

(٢) طبقات ابن سعد جلد ٢ - ص - ١١١

(٣) يه واقعه ابو داؤد ' بخاري ' مسلم ' سب ميں هے -

(۴) ابو داؤد جلد ٢ - ص - ١٠

(٥) مقريزي جلد ٢ - ص - ٧٨

مرحوم مولانا شبلي نعماني

حياة علمي و ادبي پر ایک سرسري نظر

گذشته سال کي ایک صحبت

گذشته سال ایک یادگار جلسه مسلم انسٹي ٹیوٹ هال کلکته میں زیر صدارت جسٹس سید حسن امام منعقد هوا تها - اس غرض سے که یه عاجز شمس العلما مولانا شبلي نعماني مرحوم کي حیاة علمي و ادبي کے متعلق لکچر دے -

کسي کثیرالتصانیف مصنف کي علمي زندگي کے متعلق (علی الخصوص جبکه وه مختلف علوم سے تعلق رکهتي هو) ایک دو گهنٹے کي صحبت میں کیا کہا جاسکتا هے ؟ تاهم ایک تقریر کي گئي ' اور چونکه مجمع هر طرح کا تها ' اسلیے کوشش کي گئي که خالص علمي مباحث کا خشک مذاکره هي نهو ' بلکه زیاده تر انهي پہلوؤں پر نظر ڈالي جاے ' جو عام طور پر بهي کوئي ادبي و علمي بصیرة سامعین کے لیے رکهتے هیں -

میرے ایک عزیز و مخلص مولوي محمد یعقوب صاحب نے اس تقریر کے نوٹ بطور خود لے لیے تھے - وه انکو مرتب کرکے اس غرض سے میرے پاس لاے که کسي بیان میں غلطي تو نهیں رهگئي هے - چنانچه وه کاغذ لیکر میں نے رکهه لیا - لیکن اسکے بعد نه تو مجهے اسکي یاد آئي اور نه مولوي صاحب نے یاد دهاني کي ضرورت سمجهي - آج ایک سال کے بعد ایک ضرورت سے کاغذات کو دیکهنے لگا تو یه پورا مضمون نکل آیا - مضمون نے پہلے سال گذشته کا وه زمانه یاد دلایا جب میں نے ان کاغذات کو حوالهٔ نسیان کیا تها ' اور اس یاد کے ساتهه هي مولانا شبلي مرحوم ' اور انکي نا قابل فراموش علمي و ادبي صحبتیں یاد آگئیں !

جرت الریاح علی مکان دیارهم * فکانهم کانوا علی میعاد !

اگرچه یه ایک مختصر زباني اور سرسري تقریر تهي ' اور پهر اسکے بهي یه نامکمل و متفرق نوٹ هیں ' تاهم خیال آیا که گذشته کي هر یاد ' اور رفته کا هر تذکره کچهه نه کچهه دلچسپي ضرور رکهتا هے - اسے شائع کردیا جاے تو بہتر هے - ممکن هے که اسکے سرسري اشارات سے کوئي مفید بات کسي کو معلوم هوجاے - اور پهر تذکرهٔ علم و ارباب علم بهر حال عدم تذکره سے بہتر هے :

(آغاز تقریر)

" میں اس موثر اور عظیم الشان اجتماع پر اس هال کو مبارکباد دیتا هوں ' اسلیے نهیں که انسانوں کا ایک بہت بڑا مجمع مجهے اپنے ارد گرد نظر آتا هے ' کیونکه مجامع همیشه هوتے هیں اور همیشه هونگے - اسلیے نهیں که شوق ' اور محویت کا ایک غیر معمولي اجتماع میرے سامنے هے ' کیونکه میں نے اس سے بهي وسیع تر حلقه هاے محویت و ذوق دیکهے هیں ' اور اسلیے بهي نهیں که ایک منتخب اور تعلیم یافته صحبت یہاں منعقد هوگئي هے ' کیونکه ایسا بارها هوا هے ' اور یه میرے لیے کوئي نئي چیز نهیں - مگر اے حضرات ! صرف اسلیے که آج کا اجتماع ان تمام موجودات تجربات سے بهي بڑهکر ایک خصوصیت اپنے اندر رکهتا هے ' اور وه کسي متمدن اور زنده اجتماع کیلیے سب سے بڑي عظمت هے جو دنیا میں حاصل هو سکتي هے - همارا آج کا اجتماع طاقت کے ماتم میں نهیں هے ' جسکا ماتم همیشه کیا جاتا هے - همارا ماتم دولت کے لٹنے کا نهیں هے جسکے لیے غلام دولت مجمعوں نے همیشه ماتم کیا هے - همارا ماتم دنیوي عزتوں کیلیے نهیں هے جسپر حلقه بگوشان دنیا نے همیشه سینه کوبي کي هے - هم کو کسي دنیوي عز و جاه کي کشش نهینچ کر یہاں نهیں لائي هے جسکي طاقتور زنجیروں نے همیشه بندهٔ هوس انسانوں کو مقید کیا هے - بلکه آج هم صرف علم اور فن کے ماتم کیلیے یہاں جمع هوئے هیں ' جسکي تقدیس سب سے بالاتر اور جسکي عظمت کے آگے دنیا کي هر بڑي سے بڑي قوت بهي هیچ هے - (چیرز) هم ایک ایسے انسان کے غم میں اشکبار هیں جو ایک فقیر بے نوا تها ' جسکو کسی طرحکي دنیوي عزت حاصل نه تهي ' جو نه کبهي بڑے بڑے ایوانوں میں رها ' اور نه چاندي سونے کے خزانے اپنے وارثوں کیلیے اسنے جمع کیے (چیرز) البته اس نے دنیوي شہنشاهیوں کي جگه چالیس سال تک سلطان علم کي خدمت گذاري کي (چیرز) پس مبارک هے وه اجتماع جو علم اور ارباب علم کیلیے هو ' اور مبارک هو تم که آج طاقت ' حکومت ' عزت ' اور دولت کي جگهه ' صرف علم اور اهل علم کي عظمت کیلیے جمع هوے هو (چیرز) "

اسکے بعد مقرر نے اصل موضوع پر توجه کي ' اور اپني مشکلات کو ظاهر کیا - انهوں نے کہا که " آپ اعلان میں پڑه چکے هیں ' که میرا موضوع " مولانا شبلي مرحوم کي حیات علمي و ادبي " هے ' لیکن حیران هوں که ڈیڑه دو گهنٹے کي صحبت کے اندر ایک چهل ساله علمي زندگي کے متعلق آپکو کیا بتلا سکتا هوں ؟ اس قسم کے علمي موضوعوں کیلیے بہت کافي وقت کي ضرورت هے - همارے سامنے ایک ایسي زندگي هے جو یکسر تصنیف و تالیف میں بسر هوئي ' اور جسکي تصنیف و تالیف کا میدان نہایت وسیع تها - اگر صرف ایک فن هي کا تذکره هوتا تو اسکے لیے بهي ایک مختصر صحبت کافي نه تهي - یہاں تو مختلف علوم کي تصنیفات و مباحث کے مسائل درپیش هیں ' اور جن میں بعض ایسے علوم بهي هیں جنکا ذوق باهم متضاد و مختلف هے - انهوں نے ایک هي زندگي میں ایک هي وقت کے اندر تاریخ ' سیرة ' کلام ' فقه ' حدیث ' اور ادب و شعر کے متعلق تصنیفات مرتب کي هیں ' اور اسلیے همیں بهي ایک هي وقت کے اندر علوم دینیه کے خشک اور مقدس مباحث کے ساتهه عالم حسن و عشق اور ادب و شعر کي گلیوں میں بهي سراغرساني کرني هے - پهر اس سے بهي مشکل تر یه که کسي مصنف کي زندگي پر نقد و بحث کرنے کے لیے خالص علمي بحث کي ضرورت هے - اس نے جن مواضیع پر اپني مصنفات یادگار چهوڑي هیں ' انکے مقاصد اور اطراف و متعلقات کو واضح کرنا چاهیے - پهر ان مقاصد کیلیے جو ذخیره متقدمین کا موجود هے ' اسکي حالت کو بکثرت مثالیں دیکر اور اقتباسات پیش کرکے ذهن نشین کرنا چاهیے - اسکے بعد دکهلانا چاهیے که ایک ایسے متفرق ' غیر مرتب ' غیر منظم ' اور پریشان سامان سے کیونکر ایک کامل و جامع اور مرتب و منظم عمارت طیار کي گئي ؟ اور اجتهاد فکر ' دقت نظر ' وسعت مطالعه ' اور حسن اخذ و استدلال نے کس طرح ان تمام نقصوں کو پورا کردیا جو قلت مواد اور تساهل مصنفین سے پیدا هوگئے تهے ؟

لیکن علاوه قلت وقت کے یه ایک ایسي خشک بحث هوگي جو شاید بعض طبائع پر شاق گذرے -

پهر اس سے بهي مقدم تر امر فن تصنیف و تالیف کا تذکره هے اور اسکے بغیر میري بحث کامل نهیں هوسکتي - تصنیف کي مختلف قسمیں هیں ' اور مجهے بتلانا چاهیے که انکے فرائض و مقاصد کیا هیں ؟ نیز یه که ایک مصنف کے لیے [illegible] ان دماغي ' حسن مطالعه ' اور وسعت معلومات کیونکر بهم هوسکتے هیں ' اور همارے فقید علم و فن کا ان ضروري ارکان ثلاثهٔ تصنیف میں کیا حال تها ؟

ایسي حالت میں آپ سمجهه سکتے هیں که اس موضوع کو قلت وقت نے کسقدر مشکل کردیا هے ؟ تاهم مجهے کچهه نه کچهه کہنا هے اور اسي موضوع پر کہنا هے - میں مختصر اشارات سے کام لونگا ' اور کوشش کرونگا که اس علمي زندگي میں جو عبرتیں اور بصیرتیں خواستگاران علم و بزرگي کیلیے پوشیده هیں ' انهیں اپنے سفر بیان کے هر قدم پر نمایاں کروں - کیونکه ان تمام مذاکرات و بیانات کا مقصد اصلي یہي هے : لقد کان في قصصهم عبرة لاولی الالباب "

ایک عورت کو گرفتار کر لایا - اسکے ساتھہ اوسکي نو خیز لڑکي بھي تھي - حضرت ابو بکر رضي الله عنه امیر الجیش تھے ' اونھوں نے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو وہ لڑکي مجھہ کو ملي - میں اوسکو مدینه لے آیا - بازار میں حسن اتفاق سے آنحضرت کا سامنا ھو گیا - آپ نے اوس لڑکي کو دیکھہ کر فرمایا که اس عورت کو مجھپر ھبه کردو - میں نے کہا: خدا کي قسم مینے اب تک اسے ھاتھہ بھي نہیں لگایا ھے ' اور اب اسکو آپ کي نذر کرتا ھوں ! لیکن آپنے اوس لڑکي کو لیکر اھل مکه کے پاس واپس بھیجدیا ' اور کفار نے اوسکے عوض میں متعدد مسلمان قیدیوں کو رھا کر دیا " (۱)

(واقعة حضرة صفیه)

اس واقعه سے ایک دوسرے اھم مسئله کا فیصله کیا جاسکتا ھے ' آنحضرت کے زمانے میں امراء کے خاندان کي جو عورتیں گرفتار ھوکر آئیں ' ان میں جویریه اور صفیه کے ساتھہ آپنے خود نکاح فرمایا - چونکه وہ اور باتوں کے ساتھہ حسن و جمال میں بھي نہایت ممتاز تھیں ' اسلیے یورپ اسکو بد گماني کي نگاہ سے دیکھتا ھے ' لیکن واقعه یه ھے که آنحضرت قید کي حالت میں بھي شرفاء کي عزت کا ھمیشه لحاظ رکھتے تھے - صفیه پہلے دحیه کلبي کے حصه میں آئي تھیں ' لیکن وہ ایک امیر وقت کے خاندان کي چشم و چراغ تھیں ' ظاھر ھے که ایک رئیسه کے حفظ مراتب کا دحیه لحاظ نہیں رکھہ سکتے تھے - جویریه اپنے بدل آزادي کیلیے جسطرح پریشان حال پھرتي تھیں ' وہ اونکے لیے بھي سخت توھین کا باعث تھا - اور صفیه نے تو خود اس خیال کو ظاھر بھي کردیا تھا - اس بنا پر آنحضرت نے اونکي اس ذلت کو گوارا نہیں کیا ' اور خود اونکے ساتھہ نکاح کرکے اونکي خانداني عزت میں اور اضافه کر دیا - چنانچه آپ کے طرز عمل سے صحابه کو خود بھي اسکا احساس ھو گیا تھا - صفیه کو ایک شخص نے یه کہکر آنحضرت کي خدمت میں پیش کیا :

یا نبي الله ! اعطیت دحیة صفیة بنت حي ابن اخطب سید قریظة و النضیـــر ' لاتصلـــح الا لک - (۲)

یا رسول الله ! آپ نے صفیه کو جو حي ابن اخطب سردار قریظه و نضیر کي لڑکي ھے ' دحیه جیسے معمولي شخص کے حوالے کیا ھے - لیکن وہ صرف آپ ھي کیلیے موزوں ھے -

(مطعم بن عدي)

آنحضرت احسان کے معاوضے میں بھي قیدیوں کو رھا فرمایا کرتے تھے - زمانۂ جاھلیة میں مطعم بن عدي نے آپ کے ساتھہ ایک احسان کیا تھا - اسکا آپ پر اس قدر اثر تھا که جب اسیران بدر آپ کي خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا : " اگر مطعم بن عدي آج زندہ ھوتا اور وہ ان قیدیوں کے معاملے میں گفتگو کرتا ' تو میں سبھوں کو رھا کر دیتا "

(وحشیانه مراسم کا انسداد)

لیکن سب سے زیادہ آپ نے ان مظالم اور ان ذلت آمیز طریقوں کو مٹایا ' جو غلاموں کے متعلق تمام عرب میں رائج تھے - عرب میں یه ایک نہایت درد انگیز طریقه جاري ھوگیا تھا که غلاموں کے ھاتھہ پانوں باندھکر نہایت بیدردي سے قتل کردیتے تھے - چنانچه بنو عامر نے حضرت خبیب کو اسي طریقه سے قتل کیا تھا یعني آپنے نہایت سختي کے ساتھہ اس ظلم و وحشت کو روک دیا -

لونڈیوں کے ساتھہ بغیر انقضاء مدت کے لوگ تعلق کرلیتے تھے - یہاں تک که حامله لونڈیاں بھي اس سے مستثنی نه تھیں - لیکن آنحضرت نے نہایت سختي کے ساتھہ اس کي بھي ممانعت فرما لي - آپنے ایک لڑائي میں ایک حامله لونڈي کو دیکھکر فرمایا : " شاید اسکے آقا نے اسکے ساتھہ یکجائي کي ھے " صحابه نے بھي آپ کے خیال کي تائید کي - اسپر آپنے فرمایا :

ھممت ان العنه لعنة تدخل معه في قبرہ (۱)

جي میں آتا ھے که اس فعل کے کرنے والے پر ایسي دائمي لعنت بھیجوں جو اسکي قبر تک اوسکے ساتھہ جاے !

پھر غزوۂ اوطاس میں عام حکم دیدیا :

لا توطاء حاملة حتی تضع ' ولا غیر ذات حمل ' حتی تحیض حیضة (۲)

حامله لونڈیوں سے وضع حمل کے قبل نزدیکي نه کي جاے ' نیز غیر حامله عورتوں سے بھي اوسوقت تک علحدگي ضروري ھے جب تک که ان پر ایک مہینه طہارت ایام مخصوصه کا نه گذر جاے -

(رقاصه لونڈیاں)

زمانۂ جاھلیة میں عموماً لونڈیوں سے رقص و سرود کا کام لیا جاتا تھا ' اور اس قسم کي لونڈیوں کا ایک خاص طبقه پیدا ھوگیا تھا جسکو " قینه " کہتے تھے - اس طبقه میں وہ لونڈیاں نہایت مودب سمجھي جاتي تھیں ' جو عین محفل کے اندر لمس و مس کا حیا سوز موقع دیتي تھیں - اس بے حیائي کا اثر اونکي وضع و لباس سے بھي ظاھر ھوتا تھا - وہ نہایت ڈھیلا ڈھالا کرته پہنتي تھیں - اوسکا گریبان نہایت کشادہ اور کھلا ھوتا تھا - چنانچه طرفه نے ان لونڈیوں کا ذکر اپنے مشہور قصیدۂ معلقه میں نہایت تفصیل سے کیا ھے ' اور ارباب فن کو معلوم ھے -

عرب جاھلیة کي یه حالت بعینه قدیم تمدن روم سے ملتي جلتي ھی جسکي رقاصه اور مغنیه عورتوں کے نیم برھنه لباس کي تصویریں اور تماثیل تم نے دیکھي ھونگي - آج یورپ کا لباس محفل رقص جسکو " فل ڈریس " کا عجیب و غریب لقب دیا گیا ھے :

بر عکس نہند نام زنگي کافور

اسي کا بقایا ھے ' اور اس سے عرب جاھلیة کي رقاصه لونڈي کے کھلے گریبان اور منظر عریاني کا اندازہ کیا جاسکتا ھے -

بہت سے لوگ جبراً لونڈیوں سے بدکاري کرواتے تھے ' اور اس طریقه سے مالي فائدہ اوٹھاتے تھے - آج بھي تمام متمدن قوموں میں یه ھو رھا ھے -

لیکن اسلام کي اخلاقي تعلیم نے ان تمام وحشیانه رسموں کو مٹا دیا - قران حکیم کي مندرجۂ ذیل آیت پر غور کرو :

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیاة الدنیا و من یکرھن فان الله من بعد اکراھھن غفور رحیم (۳۴ : ۳۳)

اور اپني لونڈیوں کو زنا پر دنیوي فائدہ کیلیے مجبور نه کرو جبکه وہ پاکدامن رھنا چاھتي ھیں ' اور جو لوگ اونکو مجبور کرتے ھیں ' سو اس جبر کے بعد اگر وہ مرتکب زنا ھوجائیں تو خدا بڑا ھي معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ھے -

اسطرح لونڈیوں نے قعر مذلت اخلاقي سے نکل کر ایک نئي شریفانه زندگي کے عالم میں قران حکیم کي بدولت قدم رکھا - یہاں تک که قرآن نے اونکو " فتاة " کا خطاب دیا ' جسکے معني عربي میں شریف لڑکي کے ھیں ' لونڈي نہیں کہا -

(باقي آیندہ) ٭

---

(۱) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۱۲

(۲) مسلم جلد ۱ - ص - ۵۴۹ کتاب النکاح

(۱) ابو داؤد جلد ۱ - ص - ۲۹۲ کتاب النکاح

(۲) ابو داؤد جلد ۱ - ص - ۲۹۲

بھي باقاعدہ مطالعہ نہیں کیا ہے ، وہ ایک بڑي سے بڑي کتاب کو اٹھا لیتے ہیں اور محض ایک سرسري نظر ڈالکے اور ادھر ادھر سے دیکھکے بہترین معلومات حاصل کرلیتے ہیں - انکي نظروں کو کلم کي باتوں سے کچھہ ایسی مقناطیسیت ہوجاتي ہے کہ وہ جب صفحوں پر پڑتي ہیں تو صرف کلم کي باتوں ہي پر پڑتي ہیں ، اور انکے بیکار اطراف کو اسطرح چھوڑ دیتي ہیں گویا انکے غیر مفید ہونے کي نسبت وہ پہلے سے فیصلہ کرچکي ہیں ! - اس حقیقت کي صرف وہي لوگ تصدیق کرسکتے ہیں جنپر یہ فیضان علم کھل چکا ہے ، کیونکہ یہ بحث و استدلال کا مسئلہ نہیں ہے - زیادہ تر ذوق و کیفیت کا سوال ہے " -

درمیان میں لکچرر نے اور بہت سے نکات مطالعہ اور فن تصنیف و تالیف کے متعلق بیان کیے ، پھر مولانا شبلي مرحوم کي بعض تصنیفات کو مثال کیلیے چنکر اپنے تمام گذشتہ بیانات کو منطبق کیا ، اور دکھلایا کہ انھوں نے اسلامي تاریخ کي تدوین و تہذیب کے ان مشکل ترین مراحل کو کہاں تک کامیابي کے ساتھہ طے کیا ، اور پرانے مصالحہ سے کیسي باقاعدہ اور منظم عمارتیں کھڑي کیں ؟

اسي سلسلہ میں انھوں نے طریق استدلال ، تعلیل واقعات ، توجیہہ امور ، اور ترتیب و انطباق حوادث پر بھي بحث کي -

پھر فرمایا کہ " مختلف فنون کے مطالعہ کا ذکر آگیا ہے ، اور میں بتلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے فقید ملت کي ایک خصوصیت " جامعیت ذوق " بھي تھي "

انھوں نے کہا کہ " اس تعلیم یافتہ مجمع میں جو میرے سامنے ہے ، یہ کہنا مزید تفصیل کا محتاج نہوگا کہ ایک ہي وقت میں مختلف علوم کا مطالعہ اور ذوق پیدا کرنا ایک ایسي خصوصیت ہے جو ہمیشہ اور ہر علمي عہد میں کمیاب رہي ہے - علی الخصوص ایسي چیزوں کا ایک ہي وقت میں ذوق صحیح پیدا کرنا جو باہم متضاد سمجھي جاتي ہوں - ایک دماغ ایک ہي وقت میں فلسفہ اور شاعري کا مطالعہ نہیں کرسکتا ، اور بہت مشکل ہے کہ ایک شخص تاریخ کے ساتھہ ادب اور کلام کا بھي مطالعہ جاري رکھے - قدماء اہل اسلام میں بھي جامعیت کي مثالیں زیادہ نہیں ملینگي - حضرت امام غزالي کي احیاء علوم الدین جس درجہ کي کتاب ہے وہ کسي سے پوشیدہ نہیں - تصوف و اخلاق ، معارف شریعت ، اور علوم اسرار الدین میں حجۃ اللہ البالغہ کو مستثنی کردینے کے بعد اور کوئي کتاب اسکے سامنے نہیں لائي جاسکتي - مگر ساتھہ ہي فن حدیث کے متعلق اسقدر بے احتیاط کتاب ہے کہ اکثر صوفیوں اور حکماء الاہیین کے اقوال کو حدیث قرار دیدیا ہے ، اور اسرائیلیات سے تو اسکے متعدد ابواب مملوء ہیں - چنانچہ امام حجۃ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کو کہنا پڑا کہ " کلامہ في الاحیاء غالبہ جید ، لکن فیہ اربع مواد فاسدۃ : مادۃ فلسفیۃ و مادۃ کلامیۃ و مادۃ الاحادیث الموضوعۃ " الخ

لیکن اس سے امام غزالي کے جلالۃ مرتبۃ پر کوئي اثر نہیں پڑتا ، کیونکہ وہ متکلم ، حکیم ، فقیہ ، اور صوفي تھے ، نہ کہ محدث و ناقد حدیث - و لکل فن رجال -

لیکن مولانا شبلي مرحوم کو اگر ہم ایک ہي وقت کے اندر مختلف علوم کے مطالعہ میں منہمک پاتے ہیں ، تو اسکي قدر شناسي سے انکار نہیں کرنا چاہیئے - انھوں نے ایک ہي زندگي میں متعدد زندگیوں کے کام انجام دیے - انکي تصنیفات انکے تعدد مذاق و تنوع مطالعہ کي شہادت دیتے ہیں - وہ ایک ہي وقت میں مورخ خلفاء ، مورخ ملوک ، مورخ علوم ، اور پھر ادیب ، انشا پرداز ، اور شاعر تھے - بارہا تم نے دیکھا ہوگا کہ تاریخ و کلام کي علمي صحبتوں سے اٹھکر حسن و عشق کي شاعرانہ بزموں میں نغمہ طراز ہیں ، اور ادب و شعر کي مجلسیں انکي دقیقہ سنجیوں سے رونق پا رہي ہیں ! "

(باقي آیندہ)

بصائر و حکم

فلسفۂ اجتماع

اور جنگ

(۱)

دنیا اور دنیا کي دلچسپیاں نہایت مختلف ہیں - ایک شخص فلسفہ سے دلچسپي رکھتا ہے ، دوسرا شعر و سخن سے - ایک شخص حسن شوخ پر جان دیتا ہے ، دوسرا سادہ اداؤں پر - ایک شخص مسجد میں شب بیداري کرتا ہے ، دوسرا کسي بتخانے میں - ایک شخص شہر کي تنگ گلیوں میں ذوق نظارہ کو پورا کرتا ہے ، دوسرا کھلے ہوے میدانوں میں - غرض دنیا کے اسي اختلاف مذاق نے ہر چیز کو باکار اور محبوب و مرغوب بنا دیا ہے - اور اسکے دسترخوان کي کوئي غذا بیکار نہیں -

لیکن دنیا کي تمام چیزوں میں صرف جنگ ہي ایک ایسي چیز ہے جس سے ہر شخص یکساں دلچسپي رکھتا ہے - زاہدان شب گذار بھي واقعات جنگ کو اسي ذوق و شوق سے سنتے ہیں ، جس طرح ایک ماہر سیاست میدان جنگ کي خبروں پر کان لگاے رکھتا ہے - ہیگ کانفرنس کا حال کتنے لوگوں کو معلوم ہے جو " صلح " اور " امن " کیلیے قائم ہوئي تھي ؟ لیکن موجودہ جنگ کے واقعات بچے بچے کي زبان پر ہیں اور کوئي فرد بشر نہیں جسے اسکي خونین سرگذشتیں معلوم نہوں !

پس زمانۂ " جنگ " میں تمام دنیا متحد المذاق اور متحد الخیال ہوکر ایک نئي " جماعت " بن جاتي ہے - زمانۂ جنگ میں دنیا ایک انجمن ہوتي ہے ، جس میں صرف جنگ ہي کے واقعات بار بار دہراے جاتے ہیں - تمام انجمنوں کے چراغ بجھہ جاتے ہیں ، صرف لڑائي کي آگ دنیا کي اس مشترک انجمن کیلیے شمع ہوتي ہے - " جماعت " کے متعلق تم کو معلوم ہے کہ اسکے اعمال کسي ترتیب عقلي کے پابند نہیں ہوتے - جماعت صرف جذبات کي مخلوق ہے - اسلیے یہ " کائنات منفعلۂ جنگ " نہایت زود اعتقاد ، سریع الانفعال ، اور یکسر خیال پرست ہوتي ہے - جنگ کے ساتھہ ہي سریان خیال کي ایک برقي رو تمام دنیا میں دوڑ جاتي ہے - ایک بات جہاں کسي زبان سے نکلي ، تمام دنیا اوسیکا کلمہ پڑھنے لگتي ہے -

قواے عقلیہ بالکل بیکار ہو جاتے ہیں ، دنیا پر صرف قوت غیر شاعرہ حکومت کرتي ہے ، ہر بات نہایت آساني سے قبول کرلي جاتي ہے ، درایت کا تمام دفتر پارینہ الٹ دیا جاتا ہے ، مبالغہ ہر واقعہ کا جزو لازمي ہوجاتا ہے ، ہر واقعہ کي اصلي صورت مسخ کردي جاتي ہے ، دوست و دشمن میں کوئي تفریق نہیں کي جاتي - آج ایک فریق کي فتح پر اظہار مسرت کیا جاتا ہے ، تو کل دوسرے فریق کي شجاعت کي داد دي جاتي ہے - ایک جہاز پورے بیڑے کي طاقت حاصل کرلیتا ہے - ایک سپاہي لاکھوں افراد سے زیادہ قوي تسلیم کرلیا جاتا ہے - لوگ اوس سے اوسي قدر مرعوب ہوجاتے ہیں ، جس قدر ایک عظیم الشان بحري طاقت اور ایک کثیر التعداد مجموعۂ افواج سے مرعوب ہوسکتے تھے -

اسکے بعد انہوں نے مختصر طور پر تصنیفات کي بلحاظ موضوع و مقاصد چند قسمیں بیان کیں، اور سب سے پہلے مولانا مرحوم کی تاریخي تصنیفات کو بحث کیلیے منتخب کیا -

اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے اسلام کے تاریخي ذخیرہ کي ایک مختصر تاریخ بیان کي - انہوں نے کہا کہ " اگرچہ اسلام کي تدوین تاریخ کے مختلف دور هیں، مگر میں تسہیل بیان و اختصار مطلب کي غرض سے انہیں صرف دو بڑي قسموں میں تقسیم کردیتا هوں، یعني قدماء مورخین کا دور جو سنه ٩٠ سے شروع هوتا هے، جبکه بروایۃ ابن الندیم بعض روایات غزوات قلمبند کي گئیں، اور متاخرین مورخین کا دور جنہوں نے چوتھي صدي کے بعد نئي ترتیبات و مقاصد سے تاریخیں مدون کیں "

اسکے بعد انہوں نے قدماء کي خصوصیات تحریر و تدوین کو بیان کیا، اور دیر تک اسکي تفصیل مثالوں کو پیش کرکے ذهن نشین کرتے رهے - مثلاً انہوں نے کہا کہ " سادگي بیان، سلسلۂ روایت، صحت نقل، عدم تاثر موثرات سیاسیۂ و دینیه، اور تمام اجزاے ضروریۂ واقعه نگاري کے لحاظ سے همارا اصلي ذخیرہ (مثال تمام علوم اسلامیه کے) صرف متقدمین هي کا هے - لیکن افسوس که یهي دولت اصلي ضایع هوچکي هے، اور مستشرقین یورپ علی الخصوص علم پرستان جرمني کي بدولت جو چند کتابیں میسر آگئي هیں، وہ هماري ضرورتوں کیلیے کافي نہیں هیں - سب سے قدیم تر کتاب طبقات " ابن سعد " هے جو صحابۂ کرام کا تذکرہ هے، اور گذشته آٹھ سال کے اندر مستشرقین جرمن کي مساعي حسنه سے شایع هوا هے - اسکے بعد ابن قتیبه، ابو حنیفه، طبري، ابن الندیم، بلاذري، یعقوبي، اور ابن هشام هیں، اور تمام متاخرین تقریباً انهي کتابوں سے مواد اخذ کرتے هیں "

پھر انہوں نے متاخرین کا ذکر کیا اور کہا : " مواد تاریخ کیلیے تقریباً یه تمام ذخیرہ بیکار هے - کیونکه اول تو کوئي نئي شہادت نہیں، پھر ترتیب و تنظیم اور جزئیات تاریخ کے لحاظ سے بھي کچھه مفید نہیں " انہوں نے ابن خلدون کے مقدمه، مقریزي کي تاریخ مصر، اور اندلس کے مورخین کو اس عام تنزل تاریخي سے مستثنی کردیا، اور محي الدین مراکشي، ابن زبیر غرناطي، اور مقري کي بہت تعریف کي " جنہوں نے قرون مدینۃ اندلس کے متعلق بہترین مواد تاریخي جمع کیا، اور مذاق تصنیف کے تنزل اور تدوین علوم کي اس بد مذاقي سے محفوظ رهنے میں کامیاب هوے جو تمام مشرق پر طاري تھا "

سلسلۂ بیان میں انہوں نے تاریخ مصنفات اسلامیۃ و عربیه کے متعلق جا بجا نہایت مفید اور دقیق اشارات کیے جو افسوس هے که اردو مختصر نویسي کے رائج نہونے کي وجه سے قلمبند نہیں کیے جاسکتے - مثلاً انہوں نے طرز تصنیف، طریق ترتیب، تنظیم مطالب، تقسیم ابواب و فصول، تبویب عناوین و مواضیع اور حسن ضبط و تسلسل بیان کے لحاظ سے بھي قدماء مصنفین کو متاخرین پر ترجیح دي، اور کہا که " تمام دنیا میں علوم و تمدن کي ترویج و ترقي کے ساتھه اقوام متمدنه کے علمي ذخیرہ میں بھي نئي نئي خوبیاں پیدا هوئی هیں، مگر تاریخ اسلام کا حال اس لحاظ سے نہایت عجیب اور بالکل برعکس هے - یہاں مذهب، علم، اخلاق، اور سیاست، سب کي خوبیاں قدماء کے حصے میں آئیں، اور جسقدر زمانه گذرتا گیا، ترقي کی جگهه هر شے میں انحطاط هوتا گیا - حتی که آجکل کے ترقي یافته فن تصنیف کے لحاظ سے بھي تمام خوبیاں قدماء اهل اسلام هي کے یہاں مل سکتي هیں "

اسي سلسلے میں انہوں نے ایک نئي بات کہي جسپر ممکن هے که عام طور پر تعجب کیا جاے -

جب وہ سلسلۂ بیان میں فن تدوین علوم کے متعلق قدماء کے حالات بیان کرنے لگے، تو انہوں نے اپنا خیال ظاهر کیا که " نه صرف عظمت موضوع و تقدس مضمون کے لحاظ سے، بلکه طرز تصنیف و ترتیب، ضبط مطالب، اور حسن تقسیم و تنظیم کے لحاظ سے بھي تمام تاریخ اسلام میں بہترین کتاب " صحیح بخاري " لکھي گئي هے، اور کوئي اسلامي تصنیف اس تک نہیں پہنچ سکتي - امام بخاري کے بعد بقیه اصحاب صحاح و جامعین سنن و معاجم و مسانید نے نئے نئے اسلوب مطالب پیدا کیے، مگر کوئي کتاب صحیح بخاري تک نه پہنچ سکي، اور یه میں محض فن حدیث کي قدیم خوش اعتقادیوں کي بنا پر نہیں کہه رها هوں، بلکه یقین کیجیے که اس فن تصنیف کو پیش نظر رکھکے جو ترقي یافته علمي زبانوں میں آج پایا جاتا هے، میں نے علي وجه البصیرة یه راے قائم کي هے "

اسکے بعد انہوں نے مثالیں دیکر واضح کیا که اس تمام ذخیرہ کا کیا حال هے ؟ متقدمین کي تصنیفات ناپید، اور متاخرین کا ذخیرہ غیر مفید :

" پھر یه حال بھي صرف مواد تاریخ و واقعات کے لحاظ سے هے - طرز تصنیف و ترتیب و تفحص جزئیات و علل کي راهیں تو تقریباً بالکل مسدود هیں - آجکل کے مصنف کے فرائض پچھلے مصنفین سے بالکل مختلف هوگئے هیں، اور اسکا کام بہت مشکل هے - اب محض سلسلۂ سنین و اعصار سے واقعات غیر مربوط و غیر معلل کو جمع کردینا کسي مکمل تاریخ کا نام حاصل نہیں کرسکتا - فلسفۂ تاریخ کي وہ راہ جسے ابن خلدون نے پیدا کیا مگر همیں اسپر نه چلا سکا، اور جسے اب یورپ نے اپنا طریقۂ کار قرار دیا هے، همارے سامنے هے، اور همیں اسي پر چلنا چاهیے - غور کیجیے " که اس لحاظ سے موجودہ زمانے کے ایک مورخ کے کیا فرائض هیں ؟ "

اسکے بعد انہوں نے ان فرائض کي تشریح کي، اور پھر مثالیں دیکر بتلایا که " قدماء کے غیر مکمل اور متاخرین کے غیر مفید ذخیرہ سے ایک ایسي تاریخ کا مرتب کرنا کسقدر مشکل کام هوگیا هے - آجکل کي تاریخوں اور سیرتوں کے جو ضروري ابواب هیں، ان میں سے ایک باب کیلیے بھي همیں مکمل ذخیرہ نہیں ملسکتا - یه کمي اب صرف اجتہاد فکر، سلامتي ذوق، اعتدال راے، قوة استدلال و استنباط، اور بہت زیادہ وسعت مطالعه و نظر هي سے دور هوسکتي هے - هماري بہت سي قیمتي معلومات هیں جنکو کوئي باقاعدہ جگه نہیں ملي هے، مگر وہ کہیں نه کہیں پریشان اور آوارہ گرد ضرور موجود هیں - اسقدر وسیع نظر هوني چاهیے که صدها غیر متعلق کتابوں سے آپ اپنے موضوع کا مواد حاصل کرسکیں - بہت ممکن هے که جو تاریخي واقعه تاریخ ابن اثیر میں آپکو ملنا چاهیے تھا، وہ خوارزمي کے کسي خط میں آپ کو ملجاے اگرچه وہ ادب کي کتاب هے - هوسکتا هے که آپ کسي اهم واقعه کي تفصیل کیلیے تمام تاریخوں کي ورق گرداني کرچکے هوں اور ناکام رهے هوں، لیکن وہ ایک کتاب حدیث کي شرح میں ملجاے، جہاں ضمناً اسکا کچھه تذکرہ آگیا هے !

آپ ایک عمارت بنا رهے هیں، مگر اسکا مصالحه صدها میلوں کے رقبه میں پھیلا هوا هے، اور ایسے ایسے گوشوں میں پوشیدہ هے جنکا وهم و گمان بھي نہیں هوسکتا - پس بہت هي وسیع تلاش و تفحص کي ضرورت هے، اور صرف ایک فن هي کي نہیں، بلکه واقفیت عامه کي - ارباب کار سمجھه سکتے هیں که یه کسقدر مشکل کام هے ؟ "

اسي سلسلے میں مطالعه کا ذکر آگیا، اور طالبان علم کیلیے نہایت مفید نکات انہوں نے بیان کیے - مثلاً انہوں نے کہا که " محض کثرت مطالعه هي مفید نہیں هے بلکه اصل شے " حسن مطالعه " و " قوت اخذ و نظر " هے - بہت سي کتابوں کو پڑھکر بھي ایک شخص جاهل رهسکتا هے - جب اخذ مطالب و تفحص نوادر کي قوت دماغ میں پیدا هوجاتي هے، تو پھر اسکي ضرورت نہیں هوتي که هر کتاب کو اول سے لیکر آخر تک پڑھا جاے، اور اسکے تمام کار آمد مطالب کے نوٹس لکھے جالیں - بڑے مصنفین نے کبھي

فلسفي هو ' ليکن جب وہ کسی عام واقعه کے متعلق شہادت دے ' تو اوسکي حيثيت ايک مزدور کے علم و يقين سے زيادہ نہ هوگي - جس آنکهه اور کان سے ايک مزدور اوس واقعه کو ديکهتا هے اور سنتا هے ' اوسي کان سے سنکر ' اوسي آنکهه سے ديکهه کر ' ارسطو بهي شہادت کے کٹهرے ميں کهڑا هوگا - اگر وہ حالت شہادت ميں عقلي اصول پر واقعات کا نقد کريگا ' تو جج اِسے اپنے فرائض کي توهين سمجهے گا اور سپاهي کو حکم ديگا که ارسطو کو توهين عدالت کي پاداش ميں سزا دے !

سنه ۱۸۴۸ع ميں فرانس کے عام سياسي معاملات ميں شہادت لينے کيليے مخصوص لوگ منتخب کيے جاتے تهے - مدرسين ' اهل منصب ' مصنف ' اور انشا پردازوں کي شہادتوں سے عام ملکي مسائل کا فيصله کيا جاتا تها - ليکن اب تاجر ' زميندار ' معمولي ملازمين ' اور حرفت پيشه لوگوں کي شہادت لي جاتي هے - جب شہادتوں کا مقابله کيا گيا تو دنيا نے حيرت سے ديکها که نتائج ميں کوئي فرق نہيں - چنانچه بڑے بڑے ججوں نے اسکا اعتراف کيا هے - ايک جج اپنے ياد داشت ميں لکهتا هے :

" اب شاهدوں کے انتخاب کا حق ميونسپلٹي کو حاصل هوگيا هے ' اور ميونسپلٹي هي سياسي اغراض کے لحاظ سے ايک شہادت کو رد اور دوسرے کو قبول کرتي هے - ميونسپلٹي کے تعلق سے معمولي درجه کے تاجروں کي شہادت قبول کي جاتي هے ' حالانکه اس سے پہلے بڑے بڑے عہدہ دار شاهد بنائے جاتے تهے - ليکن گواهوں کي حالت ميں اس سے کوئي محسوس فرق پيدا نہيں هوا - نتائج جيسے پہلے تهے ' ويسے هي اب هيں ' اسکي وجه يه هے که ججمنٹ تمام پيشوں کا عطر اور خلاصه هے - جو تعليم يافته جماعت شہادت کے کٹهرے ميں کهڑي هوتي هے ' اوسکو اجتهاداً عام پيشه ور لوگوں کے تجارب کي طرف رجوع کرنا پڑتا هے - اسليے اتيجه وهي هوتا هے جو دوسري صورت ميں تها - روايت کے لحاظ سے ادنی درجه کے لوگوں ميں بهي ثقات کي کمي نہيں ' اسليے بصارت کے معاملات ميں هر شخص جج کو يکساں نتيجه پر پہونچا سکتا هے "

شاهدوں پر بهي واقعات خارجيه کا اوسي طرح اثر پڑتا هے ' جسطرح ايک عامي پر پڑتا هے - ايک جج کہتا هے :

" ايک شگفته رو عورت مسکرا کر گواهوں کي سراسيمگي کو اپنا فريفته بنا لے سکتي هے "

ايک بيرسٹر کا قول هے :

" ايک دودهه پلانے والي عورت ' اور چند غريب يتيم بچوں کي مصيبت ' گواهوں سے بلا تامل جهوٹ بلوا سکتي هے "

اگر ايک شخص کوئي پوليٹکل يا تمدني جرم کرتا هے ' اور گواہ سمجهتا هے که ملک و قوم پر اسکا عام اثر هوگا ' تو وہ اوسکے خلاف نہايت بيدردانه شہادت ديگا - ليکن اگر ايک شخص کسي لڑکي کو بهگا ليگيا هے ' تو شاهد کي شہادت ميں بيرحمي کي وہ جهلک نظر نہ آئيگي - کيونکه وہ سمجهتا هے که اس جرم کا کوئي عام قومي اور پبلک اثر نہيں پڑيگا -

گواہ اکثر نفوذ و اقتدار سے بهي متاثر هوجاتے هيں - ايک دولتمند ' خطاب يافته ' اور مشهور آدمي کے خلاف اگر کسي تعليم يافته شخص کو شہادت ديني هو ' تو اوسکي حالت اوس سے بالکل مختلف هوگي ' جب وہ چور کے خلاف شہادت ديگا - ايک بيرسٹر کہتا هے :

" وکلاء کو چاهيے که گواهوں کے حرکات و اشارات کو بار بار ديکهيں - جسطرح ايک عام آدمي سے خطاب کيا جاتا هے ' ٹهيک اوسي طرح اوس سے بهي خطاب کرنا چاهيے - شاهد پر جو خارجي اثر پڑ رها هے ' اوس سے پورا فائده اوٹهانا چاهيے "

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلقت

يا

تاريخ " امة مسلمة "

ما طفل کم سواد و سبق قصه هاے دوست
صد بار خوانده و دگر از سر گرفته ايم

(۴)

(٥) سورۂ انعام کي آيۃ کريمه کا پہلا ٹکڑہ آپ پڑهچکے هيں ليکن اسکے بقيه حصه سے بهي اس حقيقت پر روشني پڑتي هے :

و وهبنا له اسحاق و يعقوب کلاً هدينا ' و نوحا هدينا من قبل ' و من ذريته داؤد و سليمان و ايوب و يوسف و موسى و هارون ' و کذالك نجزى المحسنين - و زکريا و يحيى و عيسى و الياس ' کل من الصالحين - و اسماعيل و اليسع و يونس و لوطا و کلا فضلنا على العالمين - (٦ :)	اور ابراهيم کو هم نے اسحاق و يعقوب کي نسل بخشي ' اور نوح بهي جنکو انسے پہلے هم نے راہ دعوۃ حق دکهلائي تهي ايسي هي ايک نسل حق کي بخشش سے ممتاز هوے تهے ' اور انکي ذريت ميں سے داؤد ' سليمان ' ايوب ' يوسف ' موسى اور هارون کو هم نے پيدا کيا ' جو اقوام و امم کي هدايت کا وسيله بنے - يه بہت هي بڑي فضيلت هے ' اور جو صاحبان احسان هيں ' انکو اسي طرح خدا تعالی جزاء خير ديتا هے - نيز زکريا ' يحيى ' عيسى ' اور الياس که يه سب کے سب صالحين ميں سے تهے - اور اسماعيل ' اليسع ' يونس ' اور لوط که ان سب کو هم نے تمام جہاں ميں فضليت و امتياز سے سربلند کيا ! !

سورۂ انعام کي يه آيۃ اس لحاظ سے نہايت اهم هے که جسطرح ايک مقام پر انبياء کرام کي ايک بڑي تعداد کا يہاں ذکر کيا گيا هے ' اسطرح اور بہت کم کيا گيا هے - اس آيۃ نے بغير کسي پيچيدگي کے بالکل صاف صاف واضح کرديا هے که حضرۃ ابراهيم کي دعوۃ موسسه تهي ' اسکے ليے انبياء مجددين کا ايک بڑا سلسه قائم هوا '

(پہلے کالم کا بقيه مضمون)

پس نامه نگاروں کي جماعت بهي عام افراد کي طرح هر خبر سے متاثر هوتي هے - اگر جرمن قوم کا نامه نگار هے تو اوسکو هميشه جرمن جهنڈا هي بلند نظر آئيگا - جرمني کے مظالم کي داستان کتني هي درد انگيز هو ' جرمن نامه نگار اسکي کوئي بہتر تاويل کرلے گا - مگر فرانس کا نامه نگار اس ميں اصليت سے زيادہ مبالغه کي رنگ آميزي کرے گا - غرضکه دنيا کي قديم و جديد تاريخ پر اعتبار کرنے کا همارے پاس کوئي صحيح ذريعه نہيں - قديم عهد ظلمت کو جديد دور برق و کهربائيت نے کچهه زيادہ روشن نہيں کيا - دنيا جسطرح پہلے تاريک تهي اب بهي هے -

ساتهه هي جماعت پر جو موثرات فرداً فرداً اثر ڈالتے تھے' وہ اب مجموعي طور پر منظر عام پر آجاتے هيں۔ دنيا کا سويا هوا نفوذ و اقتدار دفعتاً بيدار هوجاتا هے - جنرل' سپه سالار' فوج' سلاطين اپني زرق برق ورديوں کے ذريعه اپنے ذاتي اقتدار کا مجموعي اثر ڈالتے هيں' مذهب و وطنيت کا جوش تازه کيا جاتا هے' مقرروں کي تقريريں ميدان جنگ سے ليکر ايوان سلطنت تک ميں آگ لگاتي رهتي هيں' تجارب قديمه کا بار بار اعاده کيا جاتا هے' کها جاتا هے که يه قوم هماري پراني دشمن هے' همارے تهذيب و تمدن کو اس نے سينکڑوں بار برباد کرديا هے' بائيسکوپ ميں فوجي نقل و حرکت کے تماشے دکهائے جاتے هيں - قلعے فتح کيے جاتے هيں' گرجوں ميں آگ لگائي جاتي هے' دار العلوم اور کتب خانے لوٹ ليے جاتے هيں' قوم ديکهتي هے که همارے علوم و فنون کا' هماري دولت و ثروت کا' هماري گذشته مجد و عظمت کا' سرمايۂ کهن دفعتاً برباد هوا جاتا هے - قوم زخميوں کا چهره نهيں ديکهتي' اونکے چهرے کا زخم ديکهتي هے - تلوار کي چمک' توپ کي گرج' کمان کي چرچراهٹ' گهوڑوں کي هنهناهٹ' جنگي جهازوں کے مستول' لهراتے هوے پرچم' رنگيں جهنڈے' اور ان سب کا مجموعي ساحرانه اثر' دنيا کے دفتر حواس کا شيرازه درهم برهم کرديتا هے - حقيقت صورت کے پردے ميں چهپ جاتي هے' تکرار و اعاده جسکا جماعت پر سب سے زياده اثر پڑتا تها' ايک عام چيز هوجاتي هے - هر شخص خواهش کرتا هے که باتوں کو دهراؤ' واقعات کا اعاده کرو' ايک هي خبر کو بار بار اغراق و شاعري کا اضافه کرکے سناتے رهو !

ايک هي خبر مختلف اخباروں ميں بار بار شائع هوتي هے' اور دنيا اوسکو مختلف زبانوں سے سنتي هے - سريان خيال کا معنوي اثر عام هوجاتا هے' اور پريس کي مادي طاقت اوس ميں اور بهي بال و پر لگا ديتي هے -

پس زمانۂ جنگ ميں دنيا جماعت کا ايک مشهود جولانگاه بن جاتي هے' اور جماعت کے تمام موثرات نيچے سے' اوپر سے' اندر سے' باهر سے' مشرق سے' مغرب سے' جنوب سے' شمال سے' غرض هر طرف سے اپني پوري طاقت کے ساتهه عمل کرنے لگتے هيں - اسليے تمام دنيا اندهي هوجاتي هے' خيره سر هوجاتي هے' بيراهه رو هوجاتي هے - افلاطون اپنے رواق ميں افلاطون تها' مگر ان موثرات کے هجوم ميں وه بهي مثل اوروں کے ايک انسان هے - فلسفه يهاں کيا کام ديسکتا هے؟ وه بهي اسي آب مدهوشي کا ايک گهونٹ پيکر عام حالت ميں مدغم هوجاتا هے !!

اس عالم ميں دنيا واقعات کو مسخ کرديتي هے' رات کو خواب ميں هوائي جهاز اڑتا هوا ديکهتي هے - تناقض واقعه بن جاتا هے' تمام متناقض واقعات کو وه قبول کرليتي هے' " التوحيد في التثليث و التثليث في التوحيد " کي حقيقت اوسکے ليے اوتني هي نا قابل انکار هوجاتي هے' جتنا فلسفه' تناقض و تضاد کے استحاله کو بديهي اور نا قابل انکار قرار ديتا تها !

پس زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک ظلمت کده بن جاتي هے' جس ميں تلوار کي چمک کے سوا دوسري روشني نظر نهيں آتي' اور اسي برق عالم سوز کي چمک نے دنيا کو اندها کرديا هے !

(نامه نگاران جنگ اور فلسفۂ اجتماع)

اب بيسويں صدي ميں نامه نگاران [illegible] شروع کي هے' ليکن همکو اونکے فن روايت کا بهي نقد [illegible] اور انکي روايت کي حقيقت پر فلسفۂ اجتماع کي روشني ميں نظر ڈالني چاهيے - بهت کم لوگ هونگے جنهوں نے اس حيثيت سے اس موضوع کا مطالعه کيا هو -

زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک نئي جماعت بن جاتي هے' اور اسکے تمام افراد کے معتقدات و خيالات' بلکه کان' آنکهه' هاتهه' پاؤں' سب ايک هو جاتے هيں - نامه نگاران جنگ بهي اسي دنيا ميں رهتے هيں' اسليے وه بهي اسي نئي متحده جماعت کا ايک جزو هوتے هيں - کهيں باهر سے نهيں آتے - دنيا پر جن چيزوں کا اثر پڑسکتا هے' وهي آن پر بهي پڑتا هے - بلکه ميدان جنگ کے مناظر خونيں اور اونکا دائمي مطالعه اون پر جنگ کا سب سے زياده اثر ڈالتا هے -

اگر دنيا اندهي هے تو وه بهي اندهے هيں' اگر دنيا بهري هے تو وه بهي بهرے هيں - اسليے وه جو کچهه ديکهتے هيں' اور جو کچهه سنتے هيں' وه بهي اوتنا هي مشتبه' قابل جرح' اور غلط آميز هوتا هے - جتنا خود همارے مشاهدات و مرئيات - و ليس المسئول با علم من السائل ؟

پهر يه کيسي عجيب بات هے که جب دنيا اندهي هوتي هے تو اندهوں سے بينائي مانگتي هے ؟ جب وه بهري هوجاتي هے تو بهروں سے سامعه طلب کرتي هے ؟ جب محروم العقل هوجاتي هے تو اپنے هي جيسے محروم العقل هستيوں سے عقل و دانائي کا سوال کرتي هے ؟ جنگ کا جو عالمگير اجتماعي اثر جماعت کے حواس و اميال پر پڑتا هے' اس سے نامه نگاروں اور مورخين عصر کو کيوں مستثنى سمجهه ليا جاے ؟ وه بهي اسي جماعت کے افراد هيں جو جنگ کے جماعتي هيجان و انفجار جذبات کے سوا اور سب کچهه کهوچکي هے' اور عقل و استدلال و مشاهدات عقليه سے يکقلم محروم هے - وه نه تو آسمان سے اترے' اور نه زمين هي شق هوئي تاکه نامه نگاروں کي ايک صف اسکے اندر سے ابهرتي - وه جماعت هي کي اندهي نظر' جماعت هي کے بهرے کان' جماعت هي کے محروم العقل دماغ کو ساتهه ليکر اس خود فراموشي کے عين دامنوں ميں چلے گئے' جسکا ساحرانه اثر هزارها ميلوں اور فرسخوں کے فاصلے سے تمام دنيا کو مسحور کررها تها - پس جس سمندر کي لهريں دور کي بستيوں کو پيام هلاکت دے رهي تهيں' وه عين اسکے اندر ڈوب گئے' جس آتش فشاں پهاڑ کي باران سنگي دور دور کي آباديوں کيليے بارش هلاکت تهي' وه عين اسکے کناروں ميں جاکر کهڑے هوگئے - اب وه صرف اوروں جيسے ايک معطل دماغ هيں' بلکه اوروں سے زياده کهوے هوے' اوروں سے زياده گم کرده' اوروں سے زياده عقل فراموش' اوروں سے زياده مدهوش و حواس فروش !

کها جاتا هے که اونکي خبريں يقيني مشاهدات کا نتيجه هوتي هيں' ليکن اوپر کي مثالوں اور تمام بداهت سے ثابت هوچکا هے که جماعت کا مشاهده بالکل غلط هوتا هے' اور وه بهي اسي جماعت کے زياده غلط بين افراد هيں -

نامه نگاران جنگ کو جو خصوصيت تمام دنيا سے ممتاز کرتي هے وه يه هے که وه ايک مخصوص جماعت هے جنکو عيني گواهوں کي جماعت کهنا چاهيے' اسليے همکو گواهوں کي خصوصيات نفسيه پر بحث کرنا چاهيے' تاکه انکي قوت شهادت واضح هوسکے -

شهادت کيليے عموماً تعليم يافته اور روشن خيال لوگ منتخب کيے جاتے هيں' ليکن جماعت تو عقل سے خالي هوتي هے' اسليے اگرچه وه لوگ شخصي حيثيت ميں بهت بڑے دانا و هوشمند تهے' ليکن جماعت ميں داخل هوکر اونهوں نے بهي اپنے قواے عقليه کو بالکل کهو ديا هے' اور اونکي حيثيت ايک عام فرد کي سي هوگئي هے -

---

عقل ايک روشني هے' ليکن روشني هر جگهه کام نهيں ديتي - سورج کو هر شخص يکساں طور پر ديکهتا هے' ليکن يکساں طور پر اسکي روشني سے کام نهيں ليا جاتا - اسليے شاهد کتنا هي بڑا

نہیں آتا تھا - اسلیے تمام متاخرین اس سے متاثر ہوے' اور اس مشکل سے بچنے کیلیے سب نے ضروري سمجھا کہ حضرت نوح هي کي طرف ضمیر کو لیجائیں - یہاں تک کہ ہمارے مترجمین نے تو اختلاف کا ذکر بهي نہیں کیا - بطور ایک مسلم قول کے " ومن ذریته " کي تفسیر " ومن ذرية نوح " هي کردي !

جن لوگوں نے اس ضمیر کا مرجع حضرة ابراهيم کو قرار دیا ' انهوں نے تذکرۂ حضرة لوط و یونس کي مشکل کا کیا حل کیا ؟ اسکي تفصیل امام رازي نے نہیں کي حالانکہ پہلے قول کے دلائل پوري تفصیل کے ساتهه جمع کیے ' لیکن تفسیر بالروایة کے امام فن ' اور تمام طبقۂ مفسرین متاخرین میں اکمل و افضل ' حافظ ابوالفداء ابن کثیر (رحمة الله عليه) نے اپني بے نظیر تفسیر میں انکے دلائل نقل کیے هیں :

انه دخل في الذرية تغليباً كما في قوله تعالى : " ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه : ما تعبدون من بعدي ؟ قالوا : نعبد الهك واله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق " فاسماعيل عمه و دخل في آبائه تغليباً (بر حاشیۂ فتح البيان جلد ۴ صفحه ۹۳۰)

حضرة لوط کا ذکر اس سلسله میں بطور تغلیب کے آگیا هے اگرچه وہ نسل ابراهيمي سے نه تهے ' جیسا کہ اس آیة میں هے کہ " جبکہ یعقوب نے اپنے بیٹوں سے پوچها : میرے بعد تم کس کي پرستش کروگے ؟ تو انهوں نے کہا : هم تیرے خدا اور تیرے آباؤ اجداد ابراهيم ' اسماعيل ' اور اسحاق کے خداء واحد کي پرستش کرینگے -

یہ ظاهر هے کہ حضرة اسماعيل حضرة یعقوب کے چچا تهے ' باپ نه تهے - لیکن اولاد یعقوب نے انکو بهي " آبائك " میں داخل کیا - پس جسطرح یہاں تغلیباً انکا نام لیا گیا هے ' اسي طرح نسل ابراهيمي میں حضرة لوط کو بهي داخل کر دیا -

اس سے معلوم هوا کہ جو محققین اس طرف گئے کہ ضمیر حضرة ابراهيم کي طرف عائد هے ' وہ بهي اس مشکل سے پوري طرح متاثر هوے کہ حضرة لوط و یونس کا ذکر سلسلۂ ذریة میں کیوں آگیا هے ؟ اور اسکے سوا اور کوئي حل نه قرار دیسکے کہ حضرة لوط کو تغلیباً ذرية ابراهيم عليه السلام میں داخل کردیا جاے -

لیکن کیا یه جواب تشفي بخش هوسکتا هے ؟ دلیل میں انهوں نے ایک آیة پیش کي هے جسمیں اولاد یعقوب نے حضرة یعقوب کے چچا (حضرة اسماعيل) کو بهي اپنے آباء میں داخل کیا تها ' لیکن کیا یه مثال واقعي اس مشکل کا حل کردیتي هے ؟

زیادہ غور کي ضرورت نہیں ' ایک سرسري نظر ڈالکر هر شخص اندازہ کرسکتا هے کہ یه جواب نه صرف ضعیف بلکہ ضعیف سے بهي کچهه زیادہ هے ' اور قرار دادہ تغلیب کے ثبوت میں جو آیة پیش کي گئي هے ' اس سے پیش نظر مشکل کیلیے کوئي مدد نہیں ملتي -

بلا شبه اولاد یعقوب نے حضرة اسماعيل کو بهي " آبائك " میں شامل کیا ' لیکن یه کوئي طرز بیان کي مخصوص تغلیب نہیں هے بلکہ لغت و زبان اور اطلاقات رسم و ملک کا عام سوال هے - " چچا " اپني بزرگي اور رشتے کي عظمت کے لحاظ سے هر جگه مثل باپ کے سمجها جاتا هے ' اور علي الخصوص عربي زبان میں تو " اب " کا اطلاق بکثرت " عم " پر هوتا هے - خالہ کو بهي اهل عرب " ام " کہتے هیں - " آذر " حضرة ابراهيم کے چچا تهے - باپ نه تهے - توراة میں حضرة ابراهيم کے باپ کا نام " تارح " هے ' اور حضرة ابن عباس ' مجاهد ' ابن جریج ' اور سدي نے اسکي تصریح کردي هے - لیکن قرآن حکیم نے " آذر " کو اسي آیة کریمه کے آغاز میں حضرة ابراهيم کا " باپ " کہا : واذ قال ابراهيم لابيه آذر - خود احادیث میں اس اطلاق کے شواهد ملسکتے هیں - ایک موقع پر آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے حضرت عباس کي نسبت فرمایا تها : ردوا علي ابي - حالانکہ حضرة عباس آپکے چچا تهے - پس اگر " آبائك " میں حضرة اسماعيل داخل کیے گئے ' تو یه ایک ایسي تغلیب هے جو لغة عرب میں عام طور پر رائج هے ' اور " اب " کا اطلاق " عم " پر بربناء لغة کیا جاسکتا هے - بلکہ لغة کي بنا پر " اب " کے مفہوم کا دائرہ اس سے بهي زیادہ وسیع هے - فن لغة و الفاظ قرآنیہ کا ایک مسلم الثبوت امام لکهتا هے :

" الاب " الوالد ' ويسمي كل من كان سبباً في ايجاد شي' او اصلاحه او ظهوره ' ابا ' . . . . . ويسمي العم مع الاب ابوين ' وكذالك الام مع الاب والجد مع الاب - (مفردات امام راغب اصفهاني صفحه ۴)

" الاب " یعني باپ ' اور هر اس وجود کو جو کسي چیز کي ایجاد یا اصلاح یا ظهور کا سبب هو ' اب کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں - . . . . اور اهل عرب ابوین میں باپ کے ساتهه چچا کو بهي داخل کرتے هیں اور ماں اور دادا بهي اب کے ساتهه تبعاً مفهوم میں داخل هوسکتے هیں -

لیکن اس سے یه کیونکر ثابت هوگیا کہ ان اشخاص کو بهي کسي شخص کي نسل میں داخل کردیا جاسکتا هے ' جو اسکي نسل سے نہیں هیں ؟ " اب " کا اطلاق خود زبان عربي میں چچا پر هوتا هے اور اسلیے حضرة اسماعيل بهي آباء یعقوب میں شامل کیے گئے ' لیکن عربي میں ذریة کا اطلاق غیر ذریة و نسل پر کب هوتا هے کہ حضرة لوط اور حضرة یونس بهي " ذریة " کے اطلاق میں آسکتے ؟ مثال جو دي گئي هے وہ یقیناً لغة کے مطابق هے ' اور اسلیے بالکل ٹهیک هے ' لیکن جس دعوے کیلیے اس سے شاهد کا کام لیا گیا هے ' اسکے لیے لغة میں گنجائش کہاں هے ؟ کہا گیا هے کہ وہ بهي تغلیب هے اور یه بهي تغلیب هے - لیکن وہ تو ایسي تغلیب هے جو لغة نے کي ' عرف و رسم نے کي ' اور اسکے شواهد موجود هیں ' مگر یه کیسي تغلیب هے جسکے لیے نه تو لغة مؤید هے ' نه عرف و عوائد ' اور نه اور کوئي وجه و سبب ؟

غرضکه قائلین قول ثاني نے جو وجه بتلائي هے وہ تشفي بخش نہیں ' اور لیس بشي میں داخل هے -

(کشف حقیقت)

اب چاهیے کہ بطور خود اس آیة کریمه پر تدبر کریں -

بلا شبه اس آیة میں " ومن ذریته " کي ضمیر حضرة ابراهيم عليه السلام هي کي طرف عائد هے ' اور جن مفسرین کرام نے اسکا مرجع حضرة نوح کو قرار دیا هے ' انکي تفسیر بوجوہ متعددہ و بینه مرجوح هے -

یه بالکل واضح هے کہ ان آیات میں ابتدا سے حضرة ابراهيم عليه السلام کا تذکرہ هو رها هے ' انهي کے فضائل و مدارج کي خبر دي گئي هے ' انهي کي نسبت اپنے اس فضل و کرم کو بتلایا هے کہ بقاء نسل و دوام ذکر کا مرتبه عطا کیا گیا ' وهي هیں جنکو حضرة اسحاق اور یعقوب کي سي اولاد و احفاد دي گئي ' جنکے ذریعه نسل ابراهيمي نے ایک وسیع سلسله اقوام و انبیاء کا پایا -

اب درمیان میں حضرة نوح عليه السلام کي طرف صرف اسقدر اشارہ آگیا هے کہ حضرة ابراهيم سے پہلے انپر بهي ایسا هي فضل الهي هوا تها ' لیکن یه بالکل ایسا درمیاني و غیر مسلسل جمله هے ' جیسا هم لوگ درمیان میں جملۂ معترضه بول جاتے هیں - اور ترتیب بیان ' ربط مضمون ' احاطۂ موضوع ' سلسلۂ ما سبق ' داعیۂ مطالب ' یه سب باتیں ثابت کرتي هیں کہ اس درمیاني تذکرۂ نوح کے بعد بهي حضرة ابراهيم عليه السلام کا ذکر هونا چاهیے - اگر ایسا نہیں

وہ سب کے سب دعوۃ ابراهیمي هي کے ذیل میں داخل هیں ' کیونکه وہ سب " ذریۃ ابراهیمي " کي نسبت سے بیان کیے گیے ' اُن تمام انبیاء کرام میں سب سے زیادہ نمایاں اور عظیم الشان انبیاء چونه تهے ' جنکے نام بعض پیش نظر مقاصد کے لحاظ سے خاص طور پر لیے گئے هیں -

لیکن قبل اسکے که اس آیۃ کریمه سے هم استدلال کریں ' چند اهم مباحث کا صاف کردینا نهایت ضروري هے ' کیونکه انکي وجه سے اس آیۃ کا صاف صاف اور ایک هي مطلب خواہ مخواہ کو پیچیدگیوں میں پڑ گیا هے ' اور حضرات مفسرین کرام رحمهم الله تعالی نے مختلف بحثیں اسکے ضمن میں چهیڑ دي هیں -

مرجع ضمیر " ذریۃ " و حقیقت " ذریۃ ")

یه بالکل ظاهر هے که اس آیۃ اور اسکے ماقبل کي آیتوں میں تذکرہ صرف حضرۃ ابراهیم علیه السلام کے مقامات و درجات هي کا هے (جیسا که گذشته نمبر میں گذر چکا) اور درمیان میں محض ایک ضمني اشارہ حضرۃ نوح علیه السلام کي جانب بهي کردیا گیا هے ' لیکن چونکه حضرۃ نوح کے ضمني تذکرہ کے بعد پهر ایک ضمیر آگئي هے ' اسلیے حضرات مفسرین رحمهم الله کے سامنے یه بحث آگئي که اس ضمیر کا مرجع کون هے ؟ حضرۃ نوح یا حضرۃ ابراهیم ؟ (علي نبینا و علیهما السلام)

وضاحت مبحث کیلیے آیۃ کریمه کا وہ ٹکڑہ پهر ایک بار پڑھ لیجیے :

و وهبنا لـــه اسحاق و یعقوب کـلا هدینا ' ونوحا هدینا من قبل ' و من " ذریته " داؤد و سلیمان و ایوب - الخ یعني هم نے ابراهیم کو اسحاق اور یعقوب جیسا فرزند اور پوتا دیا ' اور نوح جنکو انسے پهلے هدایت کي ' اور " انکي " ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب پیدا هوے - الخ - چونکه حضرۃ نوح کے ذکر کے بعد هي " و من ذریته " (اور انکي ذریت میں سے) آگیا هے ' اسلیے سوال پیدا هوگیا که یه " انکي " کي ضمیر کس کي طرف راجع هے ؟

یه بالکل واضح تها که تذکرہ اصلي حضرۃ ابراهیم کا هے ' اسلیے اس ضمیر کو بهي انهي کي طرف راجع هونا چاهیے ' لیکن حضرات مفسرین کو اسمیں ایک سخت مشکل نظر آئي - انهوں نے دیکها که یہاں لفظ " ذریۃ " کا آیا هے اور اسکے بعد متعدد انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا هے ' پس اس ضمیر کا مرجع وهي هوگا ' جسکي ذریۃ اور نسل سے وہ تمام انبیاء متذکرہ مابعد پیدا هوے هوں - لیکن جن انبیاء کا بعد میں ذکر کیا گیا هے ' ان میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس علیهما السلام کا بهي نام آیا هے ' اور یه بالکل ظاهر هے که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کے معاصر تهے - انکي نسل میں سے نه تهے - اسي طرح انکے نزدیک حضرۃ یونس کو بهي نسل ابراهیمي سے تعلق نه تها - پس ضرور هے که " و من ذریته " کي ضمیر کا مرجع حضرۃ نوح هوں ' اور ترتیب بیان کے لحاظ سے بهي اسکا قریبي مرجع وهي هیں - چنانچه امام ابن جریر طبري رحمۃ الله علیه لکهتے هیں :

و الهاء التي في قـولـه : " و مـن ذریتـه " مـن ذکر نـوح ' و ذالـك ان الله ذکر في سیاق الایات التي تتلـو هـذہ الا یۃ ' لوطا ' و معلوم ان لوطا لم یکن من ذریۃ ابراهیم ...... لو ارید بالذریۃ ذریۃ ابراهیم لما دخل یونس و لـوط فیهم ' ولا شک أن لوطا لیس من ذریۃ ابراهیم ولکن من ذریۃ نوح ' فلذالـک وجب ان تکون الهاء فی " الذریۃ " من ذکر نوح - (جلد ۷ صفحه : ۱۷۲)

اور ضمیر کي " هاء " جو " و من ذریته " میں هے ' حضرۃ نوح کے متعلق هے - اسلیے که الله تعالی نے اس آیۃ کے سلسلے میں حضرۃ لوط کا بهي نام لیا هے ' اور یه معلوم هے که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نه تهے - ...... اگر قران کا مقصود لفظ " ذریۃ " سے حضرۃ ابراهیم کي " ذریۃ " هوتا ' تو انکي نسل میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کو کبهي داخل نه کرتا ' اور اسمیں کوئي شک نهیں که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نهیں بلکه حضرۃ نوح کي نسل سے تهے - اس بنا پر ضروري هوا که " ذریته " کي " هاء " کو ذکر حضرۃ نوح هي میں سے قرار دیا جائے -

اس تفسیر کے مطابق تاویل عبارت یوں هوگي که " و نوحا وفقنا للحق من قبل ابراهیم و اسحاق و یعقوب ' و هدینا ایضاً من ذریۃ نوح ' داؤد و سلیمان " یعني نوح کو هم نے ابراهیم و اسحاق و یعقوب سے قبل راہ ارشاد دکهلائي ' اور نیز نوح کي نسل میں سے داؤد و سلیمان وغیرهم کي بهي هدایت کي -

تاهم چونکه آیۃ کا موضوع اور سیاق و سباق کي ترتیب صاف صاف ظاهر کرتي تهي که اصل تذکرہ حضرۃ ابراهیم کا هے نه که حضرۃ نوح کا ' اسلیے ایک جماعۃ محققین کي اس طرف بهي گئي که یه ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کی طرف راجع هے ' اور انهی کی ذریۃ کي آگے چلکر مزید تشریح کي هے -

چنانچه امام رازي نے دونوں جماعتوں کے قول نقل کیے هیں ' اور دونوں کو " قیل " کے لفظ سے تعبیر کیا هے ' نیز قائلین ذکر نوح کے دلائل بهي زیادہ تفصیل سے بیان کیے هیں :

قیل المراد و من ذریۃ نوح و یدل علیه وجوہ (الاول) ان نوحا اقرب المـذکورین - (الثاني) ذکر في جملتهم لوطا و هو کان ابن اخ ابراهیم و ما کان من ذریتـه بل کان من ذریۃ نوح ' و کان رسولاً في زمان ابراهیم (الثالث) ان ولد الانسان لا یقال انه ذریته فعلی هذا اسمـاعیل ما کان من ذریۃ ابراهیم بل هو من ذریۃ نـوح (الرابع) قیل ان یونس ما کان من ذریۃ ابراهیم - والقـول الثاني - ان الضمیـر عائد الی ابراهیم علیه السلام و احتج القائلون بهذا القول بان ابراهیم هو المقصود بالذکر في هذہ الایات (ج۳-ص-۷۹)

" کہا گیا هے که مراد اس ضمیر سے ذریۃ حضرۃ نوح کي هے اور اسکے لیے متعدد وجوہ هیں :

(۱) اس ضمیر کیلیے سب سے زیادہ قریبي مرجع حضرت نوح هي کا هے -

(۲) من جمله انبیاء ذریۃ کے حضرۃ لوط هیں ' اور وہ حضرۃ ابراهیم کے بهتیجے اور انکے عهد کے ایک رسول تهے ' انکي نسل سے نه تهے -

(۳) کسي آدمي کے بیٹے کو اُسکي نسل نهیں کهینگے - ذریۃ کا اطلاق اولاد کي اولاد در اولاد پر هوتا هے - پس اس بنا پر حضرۃ اسماعیل بهي حضرۃ ابراهیم کي ذریۃ میں نهوے - ذریۃ حضرۃ نـوح کي هوئیں ' مگر انکا ذکر بهي اس سلسلے میں آیا هے -

(۴) حضرۃ یونس کا بهي نام آیا هے اور کہا گیا هے که وہ بهي نسل ابراهیمي سے نه تهے - دوسرا قول اس آیۃ کي تفسیر میں یه هے که ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کي طرف راجع هے - اس تفسیر کے قائلین نے اس دلیل سے حجۃ پکڑي هے که ان آیات میں اصل مقصود حضرۃ ابراهیم کا تذکرہ هے - پس ضرور هے که انهي کي نسل کا ذکر جاري رهے ! "

چنانچه علم متداول تفاسیر مثلاً مدارک و خازن وغیرہ میں تم پاؤگے که دونوں قول نقل کردیے هیں ' مگر ترجیح حضرۃ نوح کے مرجع هونے کو دي هے - اور قدماء میں امام ابن جریر کے علاوہ فراء ' قشیري ' ابن عطیه (رحمهم الله) بهي اسي طرف گئے هیں - بغوي نے زجاج کا یه قول نقل کیا هے : " کلا القولین جائز لان ذکرهما جمیعا قد جری " (دونوں طرح تفسیر کرنا جائز هے کیونکه دونوں کا وهاں ذکر کیا گیا هے)

اصل یه هے که حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کا آ جانا ایک ایسي سخت مشکل سمجهي گئي ' جسکا کوئي عمدہ حل نظر

چنانچه فرمایا که: و من ذریته: داؤد ' و سلیمان ' و ایوب ' و یوسف ' و موسیٰ ' و هارون ' و کذالک نجزي المحسنین - و زکریا ' و یحییٰ ' و عیسي ' و الیاس ' کل من الصالحین - و اسماعیل ' و الیسع ' و یونس ' و لوطا ' کلا فضلنا علی العالمین !

گو اسکا موقع نہیں لیکن کہنے کیلیے طبیعت میں سے اختیار بیقراري اٹھتي ھے که گو یه مقام محض چند اسماء کو عطف کے ساتھه جمع کردینے کا تھا ' لیکن بلاغت قرآني یہاں بھي اپنے اعجاز سے غافل نہیں - تم دیکھه رھے ھو که ان چودہ نبیوں کے ناموں کو ایک ھي جملہ میں نہیں گن دیا ھے ' بلکه اسکے تین ٹکڑے کردیے ھیں اور سب کے درمیان وقف ھے - پہلا ٹکڑہ " محسنین " پر ختم ھوا ' دوسرا " صالحین " پر ' تیسرا " عالمین " پر - ایک بہت بڑا نکتۂ بلاغت اسمیں یه ھے که اگر ایک ھي جملۂ نامه کے اندر یه پورے چودہ نام آجاتے ' تو وہ ناموں کے اجتماع کا اتنا بڑا جملہ ھو جاتا ' جسکو بیک دم پڑھنے سے طبیعت نہایت گراني و ثقالت محسوس کرتي - اسلیے به لحاظ اوصاف غالبه ان انبیاء کي تین جماعتیں کردیں ' اور ھر جماعۃ کے اسماء کے بعد اُن کي زندگي کے اُن غالب اوصاف کي طرف اشارہ کردیا ' اور اسطرح ایک لمبا سلسله جسمیں یکے بعد دیگرے معطوف ھوتے ھوے چودہ نام آجاتے ' تین چھوٹے چھوٹے ھم وزن جملوں میں منقسم ھوگئے -

بہر حال اس سلسلے میں بقیه انبیاء کے متعلق تو بالکل ظاھر ھے که وہ حضرۃ ابراھیم کے بعد بني اسرائیل میں آے ' اور ھمارا استدلال یه ھے که یه تمام سلسله دعوۃ ابراھیمي کے مجددین ھي کا تھا - لیکن حضرۃ لوط ' حضرۃ یونس ' حضرۃ الیاس ' اور حضرۃ الیسع کے متعلق مفسرین کو مشکلات پیدا ھوگئي ھیں -

حضرۃ لوط کا ذکر اوپر آچکا ھے - حضرۃ یونس بھي انبیاء اسرائیل کے سلسلے کے ایک نبي ھیں جنکا اصلي عبراني نام " یوناہ " ھے - وہ " متی " کے بیٹے تھے - عہد عتیق کے صحائف میں عبدیاہ نبي کے بعد انکے ظہور و مواعظ کا بھي ایک مستقل تذکرہ ھے - مثل متعدد انبیاء متاخرین کے یه بھي امۃ اسرائیلي کے آخري مانم گذاروں میں سے تھے -

پس تعجب ھے که حضرات مفسرین (رحمہم اللہ) نے کیونکر یه قرار دے لیا که حضرۃ یونس نسل ابراھیمي سے نه تھے ؟ اگر وہ مثل حضرۃ لوط کے نہوتے ' جب بھي وہ ذریۃ ابراھیمي ھي میں داخل تھے کیونکه سلسلۂ بنو اسرائیل میں جتنے انبیاء کرام آئے ' سب کے سب دعوۃ موسسۂ ابراھیمي کے مجدد تھے - لیکن لطف یه ھے که جسماني نسل کے اعتبار سے بھي حضرۃ یونس نسل یعقوب سے ھیں اور یعقوب حضرۃ اسحاق کے بیٹے تھے ' اور اسحاق حضرۃ ابراھیم کے (علیہم السلام) !

حضرت " الیاس " کے متعلق بھي لوگوں نے عجیب عجیب قیاسات کیے ھیں ' اور بعضوں کا یه حال ھے که وہ انبیاء کے عبراني الاصل ناموں کیلیے عربي مادوں اور مصدروں کو ڈھونڈھتے ھیں - دراصل تورات میں جو نام " ایلیاہ " کي شکل میں تم دیکھتے ھو ' وھي عربي میں آکر " الیاس " ھوگیا ھے - حضرۃ ایلیاہ کا مفصل تذکرہ کتاب سلاطین اول اور دوم ' دونوں میں موجود ھے - انکا ظہور " اخي اب " بادشاہ کے زمانے میں ھوا ' جو یہودیت چھوڑ کر بعل کے بتوں سے مرعوب ھوگیا تھا - انکے متعلق کتاب سلاطین دوم (۲ : ۱۰) میں لکھا ھے که جب یردن پار اترے ' تو ایک آتشیں رتھه آسمان سے اترا - اور وہ یکایک غائب ھوگئے - صدیوں تک اسرائیلي انکے دوبارہ ظہور کا انتظار کرتے تھے - تو انھي کے دوبارہ ظہور کا انتظار تھا -

بہر حال یه بھي ایک رسول اور مجدد اسرائیلي تھے ' اور دعوہ ابراھیمي کي ذریۃ میں جسم و روح دونوں اعتبار سے داخل -

حضرۃ " الیسع " کے متعلق اس سے بھي زیادہ غلط فہمیاں پیدا ھوئي ھیں ' اور انکي شخصیت کے متعلق کوئي صاف فیصله نہیں کیا گیا ھے -

بعض تو اس عام غلط فہمي کي بنا پر که یه نام عربي ھیں ' انکے مصادر و مواد ڈھونڈھنے لگے ' بعض نے " الیاس " اور " الیسع " دونوں کو ایک قرار دیا ' بعض نے کہا که اسپر الف لام کا آنا اسکي عربیت کي پوري دلیل ھے -

اس سے بھي زیادہ آجکل کے بعض مدعیان تحقیق جدید نے ٹھوکر کھائي ھے ' اور لکھا ھے که تورات میں جس نبي کا نام " یسعیاہ " آیا ھے اور جنکا ایک صحیفه بھي موجود ھے ' وھي الیسع ھیں -

لیکن دراصل یه تمام تحقیقات بے سود ھے - مثل اور ناموں کے یه نام بھي عبراني ھے ' مگر بغیر کسي تبدیلي کے بجنسه عربي میں آگیا ھے - کتاب سلاطین اول و دوم میں جہاں حضرت ایلیاہ کا ذکر کیا گیا ھے ' وہاں انکے ایک ساتھي " الیسع " بھي ھیں ' جو انکي غیبت کے بعد انکي نبوۃ کے وارث ٹھہرے ' اور جب یردن پار اُترے تو یریحو کے انبیاء زادوں نے پکارا: " ایلیاہ کي روح الیسع پر اُتري " (سلاطین ۲ : ۱۵)

اگر ھمارے مصنفین نے تورات کا مطالعه کیا ھوتا ' تو یه دقتیں پیدا نه ھوتیں -

بہر حال حضرۃ " الیسع " علیه السلام بھي قطعاً اسرائیلي ھیں ' اور اسلیے قطعاً حضرۃ ابراھیم علیه السلام کي جسماني ذریۃ سے بھي ھیں ' اور اُنکي روحاني ذریۃ سے بھي ' وہ بھي مثل دیگر انبیاء بنو اسرائیل کے تجدید دعوۃ ابراھیمي کیلیے آے جو شریعت موسوي کے نام سے موسوم تھي -

(تفسیر آئمۂ اھلبیت علیہم السلام)

اور الحمد للہ که " و من ذریته " کي بھي تفسیر بعض ائمۂ اھلبیت کرام علیہم السلام نے بھي کي ھے ' اور في الحقیقت اُن خزائن و ینابیع علوم نبوت سے بڑھکر اور کون ھے جسکي تفسیر مقبول و مطلوب ھوسکتي ھے ؟

حجاج بن یوسف نے ایک مرتبه حضرۃ امام باقر علیه و علی اجدادہ و آبائه الصلواۃ والسلام سے پوچھا که آپ لوگ حضرات حسنین علیہما السلام کو آنحضرۃ صلی اللہ علیه و سلم کي ذریۃ قرار دیتے ھیں ' اور کہتے ھیں که یه قران سے ثابت ھے - مگر میں نے تمام قران کا مطالعه کیا ' مجھے کہیں انکا ذکر نہیں ملا -

اسپر حضرۃ امام علیه السلام نے فرمایا:

الیس تقرء سورۃ الانعام " و من ذریته داؤد و سلیمان " حتیٰ بلغ: و یحییٰ و عیسیٰ " فقال: الیس من ذریۃ ابراھیم و لیس له اب ؟	" کیا تو نے سورۂ انعام میں یه ایۃ نہیں پڑھي که: و من ذریته داؤد و سلیمان " اور کیا اسي سلسله میں حضرۃ عیسي علیه السلام کا بھي نام نہیں آیا ھے ؟ اگر آیا ھے

تو حضرۃ عیسیٰ حضرۃ ابراھیم کي ذریۃ کیونکر ھوے - حالانکه انکا باپ نه تھا ؟

جواب کا مطلب یه ھے که جب حضرۃ مریم علیہا السلام کے نسب کي بنا پر خدا نے حضرۃ عیسیٰ کو ذریۃ ابراھیم قرار دیا ' تو پھر حضرۃ سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء علیہا السلام کے لخت جگر کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم کي ذریۃ نہوں ؟

امام رازي وغیرہ نے اس جواب کو حضرۃ امام باقر علیه السلام کي طرف نسبت دي ھے ' لیکن حافظ ابو الفداء نے بسلسلۂ روایت یحییٰ بن یعمر کي طرف منسوب کیا ھے - میں نے حضرات مفسرین اثنا عشریه کي مصنفات اس غرض سے دیکھیں ' تو تفسیر صافي میں بجنسه حضرۃ امام کا مندرجۂ صدر قول ملگیا -

اس جواب سے ثابت ھوا که آیۃ انعام میں " و من ذریته " کي ضمیر کا حضرت ابراھیم کي طرف عود اسدرجه مسلم تھا که جنب حضرۃ امام نے استدلال کیا ' تو معترضین کچھه جواب نه دیسکے -

نیز یه که حضرات آئمۂ اھل بیت نبوۃ علیہم السلام کا بھي یہي مسلک تھا - و الحمد للہ علی ذالک -

هے تو یه ربط و نظم بیان کے بالکل خلاف هے' اور لوگ اسے کلام الهي کیلیے جائز رکھیں' مگر هم جائز نہیں رکھه سکتے -

جن مفسرین نے اس راے کو قبول نه کیا ' بلا شبه انہوں نے حقیقت شناسي کا زیادہ ساتھه دیا ' لیکن افسوس که جسقدر ذخیرہ همارے پاس موجود هے' اسمیں انکي جانب سے کوئي تشفي بخش حل اُن مشکلات کا نہیں ملتا جو قائلین مذهب اول نے پیدا کردیے هیں -

" ذریة " کے لفظ ' اور حضرة لوط اور حضرة یونس کے تذکرہ نے کچھه ایسا الجھاؤ پیدا کردیا هے که پہلي جماعت نے تو اسکو لا علاج قرار دیکر سرے سے ضمیر هي کو وهاں سے هٹا دیا ' اور دوسري نے بھي تغلیب کے سوا اور کچھه چارۂ کار نه دیکھا -

لیکن دراصل اسکا حل دوسرا هے - ممکن هے که هم حقیقت سے کوئي قریب تر جگه پالیں - " ذریة " کي ضمیر تو ضرور حضرة ابراهیم هي کي طرف پهرتي هے - اسمیں کوئي شک نہیں - لیکن " ذریة " کے لفظ سے یہاں مقصود محض جسماني نسل هي نہیں هے - انبیا کي ذریة اصلي' ذریة جسماني نہیں هوتي' اور نه جسماني نسل کوئي ایسي چیز هے که اسے انبیاء کیلیے خدا ایک بہت بڑي نعمت قرار دے - بلکه یہاں حضرة ابراهیم کي وہ عظیم الشان " ذریة " معنوي مراد هے جو انکي " دعوة موسسه " سے مثل حضرة نوح کے پیدا هوئي اور پهلي ' اور جسکے بڑے بڑے مجدد وہ انبیاء اور علیهم السلام تھے' جنکے اسماء گرامي اس آیة کریمه میں لیے گئے هیں -

خدا تعالی یہاں اپنے احسان و فضل کا ذکر کررها هے' جو خصوصیت کے ساتھه حضرة ابراهیم علیه السلام پر مبذول هوا -

اس احسان کا ایک ٹکڑہ تو خاص انکي ذات و عہد سے تعلق رکھتا تھا که الله نے انکے قلب کو تمام نقائص خارجیه سے " امن " رکھا اور انکي فطرة اصلیۂ اسلامیه کسي خارجي اثر ضلالت و نمائش بطالت سے مرعوب نہوئي ' نیز انکو وہ " حجج الاهیه " عطا کیے گئے جنکے ذریعه انہوں نے اپنے پاس عقل و ادراک انساني کیلیے سب سے بڑا پیام هدایت پایا ' اور انکے مراتب معنویه مرتفع و سربلند هوے

دوسرا حصه احسان الهي کا وہ هے جسے قرآن حکیم بقاء ذکر اور لسان صدق " في الآخرین " کے لفظ سے تعبیر کرتا هے - اسکي حقیقت تم گذشته صحبتوں میں سن چکے هو که مرتبۂ نبوت کي قوة " موسسه " کي طرف اشارہ هے' جو اپني دعوة کے ذریعه ایک باقي و قائم امة صالحه پیدا کردیتي هے' اور اسطرح آنے والے زمن و اجیال میں اس دعوة کا سلسلۂ هدایت همیشه جاري و ساري رهتا هے - انکي دعوة کے گھرانے اور نسل کي زندگي افراد و اشخاص کي موت و حیات کے دائرۂ اثر سے باهر هوجاتي هے - اگرچه وجود موسس دنیا سے چلا جاے ' لیکن اسکي " تاسیس " پر موت طاري نہیں هوتي -

پہلے قسم کے احسان کا ذکر اس آیة میں وهاں ختم هوتا هے جہاں فرمایا که : و تلک حجتنا اتینا ها ابراهیم علی قومه' نرفع درجات من نشاء ' ان ربک حکیم علیم - اور دوسرا احسان بقاء دعوة اور " لسان صدق في الآخرین " کا وہ هے جسکو یوں تعبیر کیا که : و وهبنا له اسحاق و یعقوب کلا هدینا - نیز هم نے حضرة ابراهیم کو اسحاق اور یعقوب جیسي اولاد و احفاد دي جنکے ذریعه دعوة ابراهیمي کے بقاء و تسلسل کا سلسله شروع هوا - اسرائیل (حضرة یعقوب) سے بنو اسرائیل کي امة پیدا هوئي' اور انکي اصلاح و تجدید و احیاء کیلیے یکے بعد دیگرے انبیاء کرام (به تحت تاسیس ابراهیمي) آتے رهے -

پس وہ " ذریة " اور " نسل " جو حضرة ابراهیم کو خدا نے دي' جسم اور خون کي نسل نہیں هے جسکے ماتحت تم حضرة لوط اور حضرة یونس کو کسي طرح نہیں لا سکتے' اور اسلیے حیران هو - جسماني نسل حضرة ابراهیم کیلیے کوئي بڑا انعام نه تھا' بلکه کسي پیغمبر کیلیے الله کا ممتاز انعام نہیں هوسکتا - انکا گھرانا دیوار و در کا احاطه نہیں بلکه حق اور تبلیغ حق کا رشته هے ' انکا وجود گوشت اور پٹھوں کا ڈھانچ نہیں بلکه شریعة اور شریعة کي پکار هے ' انکا وطن کوہ اور غبار کا کوئي منجمد ٹکڑہ نہیں' بلکه سچائي اور راست بازي کے دعوة کا رقبه هے ' پھر کیوں نہیں کہدیتے که انکي ذریة بھي جسم اور خون کي نہیں بلکه دعوة الهي اور رسالة رباني کے بقاؤ قیام کي هے ؟

ساري مشکل اس آیة کي تفسیر میں لفظ " ذریة " سے پیدا هوگئي هے که حضرة لوط اور حضرة یونس نسل ابراهیمي سے نه تھے ' اور یه مشکل سرتا سر نتیجه اسکا هے که صنف " تاسیس " و " تجدید " کي جو حقیقت گذشته صحبتوں میں واضح کي گئي هے ' وہ پیش نظر نہیں هے -

یہاں " ذریة " سے مراد دعوة ابراهیمي کي وہ " ذریة " هے جو انکي دعوة " موسسه " نے پیدا کي - وہ " موسس " تھے - مجدد نه تھے - پس جو انبیاء مجددین دعوة ابراهیمي کے ذیل میں ظاهر هوے ' قرآن حکیم نے ان میں سے چند ناموں کي طرف یہاں توجه دلائي هے ' اور درمیان میں حضرة نوح کي " تاسیس " کي طرف اشارۂ مماثلة کردیا هے ' تاکه واضح هوجاے که الله تعالی نے حضرت ابراهیم کو کیسا کچھه موسس بنایا ؟ اور کیسي نسل دعوة انسے پھوٹي اور پھلي پھولي ؟

سب سے پہلي دقت اس تفسیر میں حضرة لوط کے متعلق هے که انکا نام کیوں آگیا هے ؟ لیکن یه دقت ' دقت هي کب هے جب که خود قرآن حکیم نے بتلا دیا هے :

و ابراهیم اذ قال لقومه :	اور ابراهیم نے جب قوم سے مخاطب
اعبدوا الله و اتقوه '	هوکے کہا : الله کي پرستش کرو اور
ذلکم خیر لکم ان کنتم	اسي سے ڈرو - اگر تم سمجھه رکھتے هو
تعلمون • • • • • •	تو تمہیں سمجھنا چاهیے که تمہاري
• • • • • • • •	فلاح اسي میں هے - • • • • • • • •
فامن له لوط و قال اني	لیکن قوم کي جہالت و ضلالة کیلیے
مهاجر الی ربي ' انه	یه دعوة حق کچھه سودمند نه هوئي '
هو العزیز الحکیم -	اور صرف لوط ابراهیم پر ایمان لاے -

تورات کتاب پیدایش سے معلوم هوتا هے که حضرة لوط حاران برادر تارح کے بیٹے اور حضرة ابراهیم کے بھتیجے تھے - (۱۱ : ۲۷)

اور قرآن حکیم کي مندرجۂ بالا آیت بتلاتي هے که وہ حضرة ابراهیم پر ایمان لاے' اور انکي دعوة کے ساتھي هوگئے - پس حضرة لوط گو حضرة ابراهیم کي نسل سے نہیں تھے ' انکے بھتیجے تھے ' لیکن چونکه انکي دعوة ' دعوة موسسۂ مستقله نه تھي بلکه دعوة ابراهیمي هي کے تابع تھي ' وہ اسي دعوة موسسه کے ایک مجدد تھے ' اسلیے وہ حضرة ابراهیم کي " ذریة رسالت " هي میں داخل تھے ' اور اسي لیے اس آیة میں انکو بسلسلۂ مجددین دعوة ابراهیمي شامل کیا گیا -

(مجددین دعوة ابراهیمي)

اس آیة کریمه میں " و من ذریته " کے بعد سے " علی العالمین " تک جتنے انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا هے ' وہ سب کے سب بلا استثناء دعوة موسسۂ ابراهیمیه کے مجدد هیں ' اور اسي لیے " ذریة " ابراهیمي میں داخل -

انکي تعداد ۱۴ - هے ' اور بیان میں ترتیب تاریخي نہیں هے کیونکه یہاں استقراء تاریخي مقصود نه تھا ' صرف دعوة موسسۂ ابراهیمي کي بقاء ذریة ' اور قیام سلسله کو ظاهر کرنا تھا -

و النهار (١٤ - ٢٧)	رات اور دن اور انکے خواص و موثرات کو بهي تمهارا تابع فرمان بنا دیا !
و سخر لکم اللیل و النهار، و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره (١٦ : ٢)	رات، دن، سورج، چاند، سب کو تمهارے تابع کردیا کیونکه تمام ستارے خدا کے حکم کے تابع هیں -

غور کرو، ایک "مشرک" اور ایک "مسلم" کي زندگي میں کتنا فرق هے ؟ مشرک پتهروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں، ستاروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں، کهنه اور بوسیده قبروں کي [illegible] سے ڈرتا هے که وه خدا هیں، خود انسانوں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں، لیکن ایک مسلم کا عقیده یه هے که "فاطر السموات و الارض" کي ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئي وجود نهیں جس سے ڈرا جاے - ایک مشرک اپنے کو دنیا کي هر شے سے کمزور و حقیر سمجهتا هے، لیکن ایک مسلم وجود ذات "عزیز و متکبر" کے سوا خود کو سب سے بلند اور سب سے اعلی سمجهتا هے، کیونکه هر لحظه اوسکے کان میں یه آواز آتي رهتي هے :

ان العزة لله و لرسوله و للمومنین -	عزت صرف خدا کیلیے هے، اوسکے رسول کیلیے هے، اور مسلمانوں کیلیے هے -

اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا اوروں کیطرف هاتهه پهیلاتا هے ؟ کیا تو اونمیں سے بعض سے بهتر اور بعض کے برابر نهیں هے ؟ اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا اوروں سے ڈرتا هے ؟ کیا وه بهي تیرے هي طرح خدا کي مخلوق نهیں ؟ اے مشرک انسان ! تو خدا کو چهوڑ کر کن سے حاجت بر آري کي درخواست کرتا هے ؟ کیا وه خود خدا کے محتاج نهیں ؟ پس ایک هي هے جسکي طرف هاتهه پهیلاتا هے، ایک هي هے جس سے ڈرتا هے، ایک هي هے جسکے آگے جهکتا هے، ایک هي هے جسکے آگے گڑگڑاتا هے، ایک هي هے جسکو اپنے سے بالاتر سمجهتا هے، اور هاں ایک هي هے جس سے حاجت بر آري کي درخواست هے :

قل افرأیتم ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن کاشفات ضره ؟ او ارادني برحمة هل هن ممسکات رحمته ؟ قل حسبي الله، علیه یتوکل المتوکلون -	اگر خدا مجهے مصیبت پهونچاني چاهے تو کیا تمهارے معبود جنکو تم پکارتے هو، اوس مصیبت کو دور کرسکتے هیں ؟ اگر خدا اپني رحمت مجهپر نازل کرني چاهے تو کیا وه روک سکتے هیں ؟ هاں کهدو که خدا هي کا رشته بس کرتا هے، بهروسه کرنے والے صرف اوسیکي ذات پر بهروسه کرتے هیں !

پس جو مسلم هے وه خود دار هے، کیونکه خدا کے بندوں میں اوسکا کوئي همسر نهیں، پهر کس سے وه اپني ذات کو حقیر سمجهے اور اوسکے سامنے جهکے ؟ اوسنے صرف ایک هي سے اپني ذات کو حقیر سمجها، اور اوسیکے سامنے جهکا -

جو مسلم هے وه آزاد هے، کیونکه مخلوقات میں کون بڑا هے جس سے وه ڈرے ؟ اوسنے ایک کو بڑا سمجها اور اوسي سے وه ڈرا -

مسلم خدا کے سوا کسي سے کیوں نهیں ڈرتا ؟ اسلیے که وه دل سے اعتقاد رکهتا هے که :

خدا کے سوا نفع و ضرر کسي کے هاتهه میں نهیں -
دنیا کي هر قدرت و قوت کا مالک وهي هے -
اوسکے سوا کسي میں قوت و قدرت نهیں -
مخفي دعاؤں کا سننے والا تنها وهي هے -
دنیا کي تمام قوتوں کي عنان حکومت صرف اوسي کے دست قدرت میں هے -
عطاے موت و حیات و نفع و ضرر صرف اوسیکا کام هے -
هماري طرح دنیا کا ذره ذره اوسیکا محتاج هے، پر وه کسي کا محتاج نهیں -

(پہلے کالم کا بقیه مضمون)

پهر کیونکر ممکن هے که شدائد و خطرات کا مهیب دیو اوس مسلم کو خوفزده بنا سکے، جسکا قلب مطمئن خدا کے سوا کسي سے خوفزده نهیں ؟ اور کیونکر ممکن هے که خوف و هراس اوس دل پر قبضه کرسکے جو خدا کے سوا کسي کے قبضه میں نهیں ؟ اور هاں کیونکر ممکن هے که متکبرین کي هیبت و عظمت، جبابرۂ عالم کا قهر و غضب، سپاهیوں کي تیغ و سنان، اور فرعونوں کا جاه و جلال اوس انسان کو مرعوب کرسکے، جسکي نظر میں یه سب کے سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیاده نهیں ؟

پهر جسکي یه حقیقت هے، کیونکر ممکن هے که وه شدائد و خطرات سے خوف کهاکر نصرت حق سے باز آجاے ؟ اوسکا دل راستي اور سچائي کي سختیوں کو دیکهکر لرز جاے، اوسکي زبان قول حق سے خاموش رهے ؟ اوسکا قدم جادۂ صداقت سے متزلزل هو جاے ؟ کیونکه مسلم کي حقیقت یه هے که وه خدا کے سوا دنیا میں کسي سے نهیں ڈرتا - اپنے نفع و ضرر کي باگ اوسکے سوا کسي کے هاتهه میں نهیں دیکهتا -

پهر کیا یه سچ نهیں که مسلم فطرتاً خود دار هے که اکثر مخلوقات سے وه برتر اور بعض کے برابر هے ؟ کیا یه صحیح نهیں که مسلم فطرتاً آزاد اور حر هے که خالق کے سوا وه کسي مخلوق سے نهیں ڈرتا، کیونکه قوتوں کا منبع اور قدرتوں کا مرکز اوسکي نظر میں ایک هي هے :

ان یمسسک الله بضر فلا کاشف له، و ان یمسسک بخیر فهو علی کل شیئ قدیر، و هو القاهر فوق عباده، و هو الحکیم الخبیر (انعام)	اگر وه ضرر پهونچانا چاهے تو کوئي اوسکو هٹانے والا نهیں، اور اگر نیکي و برکت دینا چاهے تو وه هر بات پر قادر هے، وه بندوں پر غالب هے، وه هر نکته سے آگاه هے، اور هر خبر سے واقف هے -

---

تاریخ و عبر

امر بالمعروف و نهي عن المنکر

تاریخ معتزله کا ایک صفحه

غیلان دمشقي

ذیل کے مضمون میں اور اسکے بقیه سلسلے میں نه تو همیں فرقۂ معتزله کے عقائد و کلام سے کوئي تعلق هے، اور نه انکے صحت و عدم صحت پر کوئي تبصره کرنا هے - ایک ایسے دور میں جبکه تمام نئے مصنفوں اور مصلحوں نے اپنے لیے راه عمل صرف اعتزال هي کي تقلید میں پائي هے، الله تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کي رهنمائي کي، اور اشاعره و معتزله، دونوں کي راهوں سے بلند تر ایک تیسري راه حقیقت و استقامت دکهلا دي - اگر اسکي هدایت و توفیق دستگیر نه هوتي تو سچ یه هے که ان دونوں راهوں کي دلدل بڑي هي قدم گیر تهي :

بندۂ را که بفرمان خدا راه رود
نگزارند که در بند زلیخا ماند

تمام عالم اسلامي نے حقیقت کو اشاعره کي وراثت میں دیدیا تها - اب بعض نئے مصلحین اٹهے هیں اور اعتزال کي مفقود و منهدم راه از سر نو درست کرني چاهتے هیں - پر افسوس که سلف صالح اور قرون اولون کي اوس راه کي کسي کو خبر نهیں، جو اوس وقت سے هے، جبکه نه تو اعتزال کي پکار بلند هوئي تهي، اور نه امام ابو الحسن اشعري کا وجود تها - بهر حال یه موقعه اس تذکره کا نهیں - صرف یه

مواعظ و خطب

الحـريـة فـی الاسـلام

ان القـوة لله جميعـا (۲ : ۱۶۰)

اس سے پہلے کہ دنیا نور اسلام سے معمور ہو' انسان کا کیا حال تھا؟

وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا' جنگل کا ہر بڑا درخت اوسکا خدا تھا' زمین کا ہر خوفناک ابھرا اوسکا خدا تھا' پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اوسکا خدا تھا - وہ سانپ کو پوجتا تھا کہ سانپ دیوتا تھا' وہ دریا کو پوجتا تھا کہ دریا دیبي تھي' وہ پہاڑ کو پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا مسکن تھا' وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ کہیں اگني دیبي تھي اور کہیں خدا کا مظہر تھي' وہ علم ستاروں کو پوجتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے - وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ وہ نور اکبر تھے' وہ حیوانوں کو پوجتا تھا کہ اون میں انسانوں سے زیادہ قوت تھي' وہ انسانوں کو بھي پوجتا تھا کہ خدا کے اوتار تھے!

ھندوستان جو علوم ریاضیہ کا سرچشمہ تھا' پتھروں اور مورتوں کا بندہ تھا' یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا' طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا' مصر و بابل جو علم ھیئۃ و فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے' ستاروں کے ھیکل سے آباد تھے - دنیا اسي تاریکی میں گھري ہوئي تھي' کہ کلدان میں "مسلم اول" کا ظہور ہوا' جسنے:

فلما جن علیه اللیـل را کوکبا قال ھذا ربي فلما افل قال لا احب الافلین - فلمـا را القـمر بـازغـا قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھـدني ربي لاکونن من القوم الضالین - فلما را الشمس بازغـة قال ھذا ربي ھذا اکبر' فلما افلت قال یا قوم اني بريء مما تشرکون' اني وجھت وجھـي للذي فطـر السموات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین -

رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ھے' لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اوسنے کہا: میں چھپ جانے والوں کو خدائي کیلیے نہیں پسند کرتا - پھر چاند نظر آیا تو پکار اٹھا کہ یہ میرا خدا ھے' پر جب وہ ڈوب گیا' تو کہا: میرا سچا خدا میري ھدایت نکرتا تو یقینا میں گمراہ ھو چکا تھا! پھر دن کو جب سورج چمکتا ھوا نکلا تو اوسنے کہا: ھاں یہ میرا خدا ھے کہ یہ سب سے بڑا ھے' لیکن جب وہ بھي غروب ھوگیا تو اوسنے اپني قوم کو مخاطب کیا: لوگو! میں اون سب سے تبري کرتا ھوں جنکو تم خدا کا شریک بناتے ھو' میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہہ پھیر کر اوس سچے خدا کیطرف رخ کرتا ھوں جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا - میں اپنے خدا کا کسیکو شریک نہیں بناتا -

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انساني کے چہرہ سے پردہ اٹھایا' اور اوسنے بتایا کہ اے انسان! تو مخلوقات کا بندہ نہیں - تو مخلوقات کا آقا ھے - تو انکے لیے نہیں پیدا کیا گیا - وہ تیرے لیے پیدا کیے گئے ھیں - تو انکا غلام نہیں بنایا گیا' وہ تیرے غلام بنائے گئے ھیں تو تمام مخلوقات سے اشرف ھے' اور تیري ذات ان تمام ھستیوں سے ارفع ھے - تو صرف خالق مخلوقات کا بندہ ھے' اور آور تمام مخلوقات کا آقا ھے - پھر تو جنکا آقا ھے' حیف ھے کہ اونکو اپنا خدا بنائے اور انکے آگے غلامي کا سر جھکائے؟

و لقد کرمنا بني آدم و حملنھم فی البر و البحر و رزقناھم من الطیبت و فضلنھـم علی کثیـر ممن خلقنا تفضیـلا: (۱۷ - ۷۱)

ھم نے انسان کو عزت و بزرگي بخشي' اوسکو خشکي و تري میں سواري دي' اچھي چیزیں روزي کیں' اور اپني اکثر مخلوقات پر فضیلت کامل عطا کي -

اے انسان! تمام دنیا تیرے ھي لیے بني ھے - تو اسکي پرستش نکر:

الم تر ان الله سخر لکم مـا فـی الارض؟ (۲۲ - ۶۴)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے جو کچھہ زمین میں ھے' تمہارے لیے مسخر کردیا؟

ھو الذي خلق لکم ما فی الارض جمـیعـا' (۲ : ۲۷)

خدا وھي ذات اقدس ھے جسنے تمہارے لیے تمام زمین کي چیزیں پیدا کیں!

بلکہ آسمان و زمین کي سب چیزیں تیرے ھي لیے ھیں - تو انکے لیے نہیں ھیں - پس تو انکو خدا نہ جان:

الم تروا ان الله سخـر لکم ما فی السمـوات و مـا فی الارض؟ (۳۱ : ۱۹)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کي تمام چیزیں تمہارے لیے خدا نے مسخر کردیں؟

و سخر لکم ما فی السموات و ما في الارض جمیـعا (۴۵ : ۱۲)

خدا نے تمہارے لیے آسمان و زمین کي تمام چیزیں مسخر کردیں -

تو دریا کو دیبي نکہہ کہ وہ تو تیري ضروریات کا ایک خزانہ ھے:

سخر لکم البحر لتجري الفلک فیه بامرہ و لتبغوا من فضله (۴۵ - ۱۱)

تمہارے لیے دریا کو مسخر کردیا تاکہ اوسمیں خدا کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اپني رزق کو تلاش کرو -

و ھو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا و تستخرجوا منه حلیة تلبسونھا' و تری الفلک مواخر فیه و تبتغوا من فضله و لعلکم تشکرون (۱۶ : ۱۴)

خدا وھی ذات قدوس ھے جسنے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اوس سے تازہ گوشت کھاؤ' اوس سے اپني زیب و زینت کي اشیاء نکالو' اوسمیں تم دیکھتے ھو کہ کشتیاں پاني کو پھاڑتي ھوئي چلتي ھیں' تاکہ اوس سے خدا کي برکت تلاش کرو' اور اوسکا شکر ادا کرو -

تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھہ کہ وہ تیرے ھي فائدہ کے لیے مخلوق ھوے ھیں:

و جعل لکم من الفلک و الانعام ما ترکبون' لتستووا علی ظھورہ ثم تذکروا نعمة ربکـم اذا استویتم علیه' و تقولوا سبحان الذي سخر لنا ھذا و ما کنا له مقرنین (۴۳ : ۱۲)

کشتي اور جانور تمہارے لیے پیدا کیے تاکہ تم اونکي پیٹھہ پر سیدھے سوار ھو' پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو' اور کہو کہ پاک ھے وہ ذات جسنے ھمارے لیے مخلوقات کو مسخر کردیا! ھم اپني قوت سے انکو مسخر نہ کرسکتے!

آگ دیبي نہیں وہ تو تیرے ھي لیے پیدا ھوئي ھے:

و الذي جعل لکم من الشجر الاخضر نارا (۳۷ : ۸۰)

خدا وہ ھے جسنے سبز لکڑي سے تمہارے لیے آگ پیدا کي!

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن کیسے ھو سکتا ھے؟ وہ تو خود انسان کے تابع ھے اور خدا کا فرمانبردار ھے:

انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشي و الاشراق (۳۸ : ۱۷)

ھم نے داؤد نبي کیلیے پہاڑ کو مسخر کردیا کہ صبح و شام خدا کي تسبیح کریں -

آفتاب و مہتاب اور دیگر ستارے بھي اے انسان تیرے خدا نہیں' تو خود اونکا خداوند و آقا ھے' اسلیے تو اونکو سجدہ نکر!

و سخر لکم الشمس و القمر دائبین و سخر لکم الیل

تمہارے لیے آفتاب و ماھتاب کو مسخر کردیا جو حرکت کرتے ھیں' اور اسیطرح

مراسلہ

سورۂ والتین

[از مولانا مظہر الدین صاحب شیرکوٹي]

(١)

انسان جب غور و فکر کي آنکھیں کھولتا ھے تو دیکھتا ھے که نیچے زمین ھے اور سر پر آسمان ھے - انکي وسعت اوسکے خیال سے بالاتر اور انکي قدامت اوسکے ادراک سے باھر ھے - ایک طرف وہ عظیم الشان پہاڑوں میں گھرا ھے ' جنکي چوٹیاں نامعلوم بلندیوں تک مرتفع ھیں ' دوسري طرف بلاخیز سمندر کي لہریں اوسکے ارد گرد طوفان خیز ھیں ' جن کے سامنے انسان کي ھستي تو کیا اوسکي زمین بھي ذرے کي طرح چھٹ جاتي ھے - ان عظیم ترین ھستیوں سے قطع نظر کر کے جب وہ چھوٹے چھوٹے جسموں کي قوت پر توجه کرتا ھے ' تو اور زیادہ متعجب ھوتا ھے که ھستي و حیات کے یه حقیر ذرات طاقت و عمل کي کیسي حیرت انگیز مثالیں اپنے اندر رکھتي ھیں ؟ ! !

وہ ڈسنے والے سانپوں کي برق رفتاري پر خیال کرتا ھے ' خونخوار جانوروں کي طاقت کو دیکھتا ھے ' ابر کے ایک معمولي ٹکڑے سے بڑے بڑے شہروں کا زیر و زبر ھونا اوسکے سامنے آتا ھے ' پھونک سے اوڑ جانے والي چنگاري کي قوت اوسکے پیش نظر ھوتي ھے ' اور جب ان تمام مناظر قدرت کو اپنے سامنے لاتا ھے ' تو بے اختیار پکار اوٹھتا ھے که اے ھستي انساني ! تو کیا ھے ؟ تیري حقیقت کچھه بھي نہیں ! بحر وجود میں پاني کا ایک بلبله ' عالم خلق میں ھوا کا ایک جھونکا ' میدان تکوین میں مجموعۂ غبار کا ایک نقش پا !

لیکن سورۂ مبارکه " والتین " میں قرآن حکیم نے اس خیال کي تردید کي ھے ' اور شرف انساني کے دلائل بینه پیش کیے ھیں - اوس نے بتایا ھے که عالم وجود کي دوسري چیزوں کے ساتھه انسان کو کیا نسبت ھے ؟ بلا شبه انسان پاني کا بلبله ھے ' مگر کونسا پاني ؟ وہ جو آب بقاء کا ایک سرچشمه ھے ! کچھه شک نہیں که انسان ھوا کا ایک جھونکا ھے ' مگر کس ھوا کا ؟ وہ ' جو باغ وحدت کي ایک لہر ھے ! ھاں ' یقیناً انسان کا وجود ایک نقش پا ھے ' مگر کیسا نقش پا ؟ وہ ' جو وجود بحت کا سب سے زیادہ مکمل نشان ھے ! خلاصه یه که سریر ظہور کا تاجدار اور منصۂ شہود کي رونق ' وجود انساني ھي ھے !

انسان کا اشرف خلائق ھونا ایک ایسا بین دعوی ھے جسکے لیے احتیاج دلیل نه تھي - لیکن اپني ھستي سے خود فراموشي ھي کبھي کبھي مانع کار ھو جاتي ھے ' اور اکثر دنیا کے بڑے بڑے اعمال صرف اسي لیے ناتمام رھجاتے ھیں که اونکے کرنیوالے اپنے آپ کو نہایت ضعیف و ناتواں سمجھکر ھمت ھار دیتے ھیں - لہذا ایک ایسے ناموس الہي کیلیے جو " تبیانا لکل شيء " اور " نور مبین " کي حیثیت رکھتا ھو ' ضرور تھا که انساني فضیلت کي اصل حقیقت کو اوسکے سامنے صاف صاف پیش کر دیے -

علاوہ ازیں یه دین حنیف کے اوس اھم ترین رکن کي ایک تمہید اور مقدمه بھي تھا ' جسے میں حضرة شاہ ولي الله (رحمه الله علیه) کي اصطلاح میں " قانون مجازاة " کے لقب سے تعبیر کرونگا -

پس اس سورة کے مضمون کي تقسیم دو قسموں میں ھو سکتي ھے :

(١) شرف انساني کا ثبوت - (٢) قانون مجازاة -

(مبحث اول)

والتین و الزیتون	انجیر ' زیتون ' طور سینا ' مکۂ
و طور سینین و ھذا البلد	معظمه ' اس دعوے پر شاھد ھیں
الامین ' لقد خلقنا الانسان	که ھم نے انسان کو بہتر سے بہتر
في احسن تقویم -	حالت میں پیدا کیا ھے -

" تقویم " کي تفسیر میں قاضي بیضاوي تحریر فرماتے ھیں :

تعدیل بان خص	تقویم کے معنی تعدیل کے ھیں ' اور
بانتصاب القامة و حسن	اوس سے مراد یه ھے که انسان
الصورة و استجماع	سرو قامتی ' حسن صورة ' اور کائنات
خواص الکائنات و نظائر	کے تمام خواص ' اور تمام ممکنات
سائر الممکنات (انتہی)	کي تمثیلات کا مجموعه ھے -

اسي مضمون کو امام رازي ان الفاظ میں ادا کرتے ھیں :

" التقویم " تصییر الشيء	تقویم کے معني ھیں کسي شی
علی ماینبغي ان یکون	کا ایسي حالت میں پیدا کرنا
في التالیف و التعدیل	جسکے لائق وہ اپني تالیف و تعدیل
یقال قومته تقویما فستقام	میں تھي - ایسے موقعه پر جب
و تقوم (انتہی)	کوئي شے چند چیزوں سے ترتیب دیکر

بنا‌ئي گئي ھو اور وہ درست ھو ' تو اھل عرب کہا کرتے ھیں : قومته تقویما فستقام و تقوم -

محدث ابن جریر طبري اپني شہرۂ آفاق تفسیر میں " تقویم " کے مختلف معني نقل کرتے ھوے اپني راے ان الفاظ میں ظاھر فرماتے ھیں :

واولی الاقوال في ذلک بالصواب	تقویم کے معني میں بہترین
ان یقال ان معنی ذلک في	قول یه ھے که اسکے معني احسن
احسن صورة واعدلها ۔ (انتہی)	و اعدل حالت کے ھیں -

یه تینوں مفسر اور انکے سوا اور مفسرین بھي اگرچه ترتیب الفاظ و تعبیر مقصد میں مختلف ھیں ' تاھم منشاء و مآل سب کا ایک ھے - یه ضرور ھے که بیضاوي نے نہایت مفصل اور جامع الفاظ میں " تقویم " کا مفہوم ادا کیا ھے ' جسکا خلاصه یه ھے که " کیا بلحاظ حسن صورت ' اور کیا بلحاظ بلندي قامت ' انسان تمام ممکنات کي تمثیل اور کل کائنات کے خواص کا مجموعه ھے " اور یه انساني شرف کي بہت بڑي دلیل ھے که جو اوصاف (مثلاً حیوانات میں حرکت و اراده و انتقام ' نباتات میں نشوونما ' ملائکه میں طاعت رب کریم وغیرہ وغیرہ) فرداً فرداً دیگر مخلوقات میں موجود ھیں ' وہ سب کے سب ایک وجود انساني میں مکنون ھیں - فلینظر الناظرون و یمحص المشتاقون -

اسي مضمون کو قرآن حکیم نے دوسرے مقامات پر بھي بیان کیا ھے - صرف اجمال و تفصیل کا فرق ھے ورنه مقصود ایک ھے -

ایک جگه ارشاد ھوتا ھے :

و صورکم فاحسن صورکم	اے انسانو ! خدا نے تمکو بہترین صورت میں پیدا کیا ھے -

یہاں صورة سے مراد صرف نقش و نگار جسماني یا خد و خال نہیں ' بلکه صور معقوله و قواء ادراکیه بھي ھیں - (کما صرح به الاصفہاني في الذریعة و المفسرین في تفسیرھم) -

دوسري جگه جو بہت زیادہ مفصل ھے اس طور پر مذکور ھے :

واضح کرنا ھے کہ اپني راہ دوسري ھے ' اور اس عہد ضلالت کيش ميں الحمد للہ کہ صراط مستقيم سے مہجور نہيں :

راھے کہ خضر داشت ز سر چشمہ دور بود
لب تشنگي ز راہ دگـــر بردہ ايــم ما !

ليکن عقائد و کلام سے باھر آکر تاريخي حيثيت سے اس نامور فرقہ کا مطالعہ کرنا چاھيے جو صديوں تک مسلمانوں کي علمي و سياسي زندگي کا ايک بہت بڑا رکن رھا' اور جسميں ھر علم و فن کے اساطين و واضعين پيدا ھوے - ھمارا موجودہ تاريخي ذخيرہ اس کے ليے بالکل بيکار ھے - تاھم بعض ذرائع ايسے بھي بچ رھے ھيں جنسے تھوڑا بہت سراغ لگ سکتا ھے - ھم چاھتے ھيں کہ گاہ گاہ بغير کسي ترتيب کے بعض بصائر و حکم اسکے متعلق شائع کريں -

(امر بالمعروف و نہي عن المنکر)

جس زمانے ميں فرقۂ معتزلہ نے نشو و نما پائي تھي' اسلام تمام دنيا پر فياضانہ حکومت کررھا تھا' اور تمام دنيا اسکے فيض عام سے گل بداماں ھورھي تھي - بالخصوص علماء و فقہاء کو سلاطين و خلفاء کي قدردانيوں نے مالامال کر ديا تھا -

ليکن اس حالت ميں بھي اس فرقے نے اپنے دامن کو درھم و دينار کے چمکنے والے داغ سے آلودہ ھونے نہيں ديا - ايسے وقت ميں جبکہ دست بہار پھولوں کا انبار لگا رھا تھا ' اور ابر کرم موتيوں کا منہہ برسا رھا تھا ' اس فرقہ نے اپنا دامن قناعت ھميشہ سميٹے ھوے رکھا ' اور خار زار حرص و طمع سے الجھنے نہ ديا -

استغناء اور بے نيازي کي شان مختلف مظاھر ميں نظر آتي ھے ! ليکن اسکا اعلى ترين مظہر امر بالمعروف والنہي عن المنکر ھے - وہ ايک امانت الہي ھے جسکا بار سب سے پہلے علماء کے سر پر ڈالا گيا ھے : و لتکن منکم امة يدعون الى الخير و يأمرون بالمعروف و ينہون عن المنکر ' و اولئک ھم المفلحون (۳ : ۱۰۰)

ليکن اس گروہ کي راہ ميں سب سے زيادہ درھم و دينار کے خزف ريزے حائل ھوتے ھيں - سلاطين بنو اميہ نے اسي درھم و دينار کي مہر لگاکر علماء کي زبانوں کو بند کرنا چاھا تھا' ليکن علماء حق کي بے نيازي نے اس سنگ راہ کو ھميشہ اپنے آگے سے ھٹايا ' اور اس فرض کے ادا کرنے ميں جان تک سے دريغ نہ کيا - خلفاء بنو اميہ ميں حضرت عمر بن عبد العزيز نے وراثت شاھي ميں جو خزانہ پايا تھا ' وہ اوس مال و متاع سے لبريز تھا جسکو دست تظلم نے سميٹ سميٹ کر اوس ميں بھر ديا تھا' اسليے يہ دولت اون کے سينے کا بوجھہ تھي - وہ اوس سے خزانے کو خالي کرنا چاھتے تھے -

ليکن اس عادلانـــہ اقدام کي طرف سب سے پہلے اونکو غيلان دمشقي نے توجہہ دلائي جو اکابر معتزلہ ميں ايک مشہور نامور متکلم گذرا ھے - اوس نے اونکو ايک خط لکھا کہ :

" اے عمر ! تم نے اسلام کو ايک دلق کہن ' اور ايک بوسيدہ صورت ميں پايا ھے ' اے وہ شخص جو تمام مردوں ميں سے ايک مردہ ھے ' تو کوئي قابل تقليد راہ اور کوئي زبان سے راستہ بتانے والا آدمي نہيں پاتا جس کي رھنمائي سے فائدہ اوٹھاے - آہ ' سنت کا چراغ بجھہ گيا ' بدعات کي تاريکي چھاگئي ' دنيا کو ڈرا ديا گيا ھے ' عالم لوگ خود نہيں بولتے ' اور جاھلوں کو بولنے کي اجازت نہيں ملتي - امام کي ذات سے قوم نجات بھي پا سکتي ھے اور ھلاک بھي ھو سکتي ھے ' خدا خود کہتا ھے :

و جعلنا ھـــم ائمـــة ... ھم نے اونکو امام بنايا اور وہ ھمارے حکم
يہدون بامـــرنا - ... سے رھنمائي کرتے ھيں -

يہي امام دنيا کو گمراھي سے بچاتے اور انکو تاريکي سے روشني ميں لاتے ھيں ' ليکن ايک قسم کے امام اور بھي ھوتے ھيں :

وجعلنا ھم ائمـة يدعون ... اور ھم نے اونکو ايسا امام بنايا جو آگ
الي النـــار - ... کي طرف لوگوں کو بلاتے ھيں -

ليکن اس قسم کے ائمہ صاف صاف يہ نہيں کہتے کہ آگ کي طرف آؤ بلکہ دنيا کے سامنے گناھوں کا دروازہ کھولديتے ھيں - تو اے عمر ! جو لوگ خود دنيا کو گناھوں کي دعوت ديتے ھيں ' کيا وہ دنيا کو گناھوں سے بچا سکتے ھيں ؟ کيا کوئي ايسا حاکم ھے ' جو اپنے اعمال پر خود نکتہ چيني کرتا ھے ؟ کيا کوئي ايسا قاضي ھے کہ جو فيصلہ خود کرتا ھے' اسي فيصلہ کے خلاف ايک حاکم کو سزا بھي ديتا ھے ؟ کيا کوئي ايسا رھنما ھے جو دنيا کو سيدھي راہ دکھاتا ھے' اور خود منزل مقصود سے بھٹک جاتا ھے ؟ کيا کوئي رحمدل انسان بھي تکليف ما لا يطاق ديتا ھے ؟ يا لوگوں سے بجبر اطاعت کرواتا ھے؟ کيا انصاف بھي ظلم پر آمادہ کر سکتا ھے ؟ کيا سچ بھي جھوٹ بول سکتا ھے ؟ "

يہ خط اگرچہ خلفاء بنو اميہ کے مظالم کا ايک اجمالي متن ھے ' ليکن حضرت عمر بن عبد العزيز تو خود ھي اونکے ستون سلطنت کو گرا کر عدل و انصاف کا منارہ قائم کرنا چاھتے تھے ' اسليے اونکو ايک معمار ھاتھہ آگيا - اونھوں نے خوش ھوکر خود غيلان کو طلب کيا ' اور اقامۂ عدل ميں اوس سے اعانت کي درخواست کي - غيلان نے خزانہ اور توشہ خانہ کے انتظام کو اپنے ھاتھہ ميں ليا ' اور عام منادي کردي کہ " خيانت پيشہ ظالموں کا ' اون ظالموں کا جنھوں نے رسول کي جانشيني کا تو دعوى کرديا ' ليکن رسول کے سنت کي تقليد نہ کي ' مال و متاع بک رھا ھے - جسکو لينا ھو وہ آے "

چنانچہ توشہ خانہ سے ايک موزہ نکلا جسکے دام ۳۰ ھزار درھم اوٹھے - غيلان نے اوسکو ھاتھہ ميں ليکر کہا : " لوگو ! خدا کے ليے بتاؤ کيا يہ لوگ امام بنکر دنيا کي رھنمائي کرسکتے تھے ؟ وہ ۳۰ ھزار درھم کے موزے اوس حالت ميں پہنتے تھے جبکہ دنيا بھوک سے مرتي تھي "

اسي حالت ميں ھشام ابن عبد الملک آگيا اور کہا : " يہ ميري اور ميرے باپ دادا کي علانيہ پردہ دري کررھا ھے - اگر موقع ملا تو اسکے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردونگا " ھشام کے چلے جانے کے بعد غيلان اپنے دوست صالح کے ساتھہ آرمينيا کي طرف روانہ ھوگيا - ھشام نے موقع پاکر اوسکو گرفتار کرايا ' اور چند روز قيد رکھکر صالح اور غيلان دونوں کے ھاتھہ پاؤں کٹوا ديے ' اور کہا " تمھارے خدا نے تمھارے ساتھہ کيا سلوک کيا ؟ " غيلان نے کہا " خدا يہ ظلم کيوں کرنے لگا ؟ يہ اوسنے کيا ھے جس پر خدا لعنت کرتا ھے " (مسئلۂ جبر و قدر کي طرف اشارہ تھا) اسکے بعد صالح نے پاني مانگا ' ھشام کے درباريوں نے جواب ديا کہ تمکو آب زقوم پينا پڑيگا جو دوزخيوں کے ليے مخصوص ھے - غيلان نے اس مايوسانہ جواب پر صالح کو تسکين دي ' اور وہ اسي حالت تشنگي ميں شہيد ھوگيا - غيلان نے نماز جنازہ پڑھي اور نماز سے فارغ ھوکر لوگوں کي طرف متوجہ ھوکر کہا " خدا ان ظالموں سے سمجھے ' انھوں نے زندہ حق کو مردہ ' اور مردہ باطل کو زندہ کيا ' شريف لوگوں کو ذليل اور ذليل لوگوں کو معزز بنايا " لوگوں نے اسکي اس آزادانہ تقرير سے متاثر ھوکر ھشام سے کہا " ھاتھہ پاؤں کاٹنے سے تو اوسکي زبان اور تيز ھوگئي " ھشام نے حکم ديا کہ اسکي زبان بھي کاٹ دي جاے - چنانچہ ايسا ھي کيا گيا ' اور شمع ھدايت کي لو ھميشہ کيليے خاموش ھوگئي : بل احياء و لکن لا يشعرون !

يہ علماء حق تھے ' يہ اسلام کي بخشي ھوئي وراثت علم تھي اور يہ وہ ھستياں تھيں جنکا افسانۂ حق تو آج پڑھلو مگر انکي نسل کي تلاش ميں نہ نکلو ' کيونکہ وہ اب دنياء اسلام ميں نہيں بستي - ان علماء حق کے مقابلے ميں آجکل کے ان علماء منافقين و شياطين اخرس کي ملعنت بھي ھمارے سامنے ھے جو اپني چند روٹيوں کيليے ' يا کسي مدرسہ کي نوکري کيليے ' يا کسي امير کے مردے کے قل کي مٹھائي کيليے ' يا شمس العلماء کے خطاب کے تحفظ کيليے ' ايک چھوٹے سے چھوٹے حق کے اظہار کي بھي طاقت اپنے اندر نہيں رکھتے !

مہبط تھا - ابن جریر نے بھي اسي کو پسند فرمایا ہے - چنانچہ لکھتے ہیں :

و اولی الاقوال في ذالك	صواب تو قول اس بارہ میں اوس شخص
بالصواب قول من قال	کا ہے جو کہتا ہے کہ طور سینین سے
طور سينين جبل معروف -	مراد مشہور و معروف پہاڑ ہے -

یہ شہادت ایک عجیب و غریب شہادت ہے جو ثابت کرتي ہے کہ ضعیف و ناتواں انساني پتلہ میں مادي ترقي کي قوۃ کہانتک ہے ' اور وہ اپنے کمال کے بازوؤں سے اوڑ کر کہانتک پہونچ سکتا ہے ؟ اس سے پہلے تم بني اسرائیل کي حالت پر غور کرو ' وہ ایک ایسي قوم تھي جس نے اسرائیلي برکت اور حضرۃ ابراهیم کے خدا کے وعدے کو فراعنہ کے قدموں میں پائمال کردیا تھا - اوس بدبخت قوم نے فطرت کي سب سے زیادہ گراں قدر نعمت (یعني حریۃ) کو همیشہ غیروں کي چوکھٹوں پر قربان کیا !

یہي بد نصیب بنو اسرائیل تھے جو انساني عبدیۃ کے خون سے پیدا ہوئے - غلامي کے دودھ سے پلے - استبداد کي آب و ہوا میں بڑھتے رہے - یہاں تک کہ شرف قومي کا پاک جذبہ جسکي حفاظت دل کے خون اور دماغ کي روح سے ہوني چاہیے تھي ' فراموش کردیا گیا - آہ ' صرف یہي نہیں بلکہ انہوں نے دیکھا کہ ظالم مصریوں کي خون آشام تلواریں اپني پیاس اونکے معصوم بچوں کے خون سے بجھاتي ہیں ' اور اونکي مخدرات کي عصمت کي فرعونیوں کے وحشت کدہ پر قرباني ہو رہي ہے - یذبحون ابناءهم و یستحیون نساءهم - مگر تاهم اس بے حسي کي صدا سے باز نہ آے کہ :

فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون -

بد قسمت عبرانیوں کي یہ حالت تھي ' مگر جب جبل طور پر (جسکي قسم اس سورۃ میں کھائي گئي ہے) موسی علیہ السلام کو قانون ملۃ عطا ہوا ' اور اوسپر آیندہ نسل نے عمل کیا ' تو پھر وہ حالت ہوئي کہ جو غلام تھے وہ شہنشاہ ہوگئے - جس قوم کو مصر میں سوکھي روٹیوں کے ٹکڑے بھي پیٹ بھرنیکے لیے چین سے نصیب نہ تھے ' اوسکے قدموں پر یرشلم کے خزانے جمع کیے - کنعانیوں اور حبشیوں کے دلفریب سبزہ زاروں کي یہ قوم مالک ہوئي - اموریوں (۱) اور فرزیوں ' حویوں اور یبوسیوں ' کي دودھ و شہد بہانیوالي زمین اونکے قبضہ میں آگئي - اسي کے آفتاب جلالت و سطوت سے بابل و نینوا کے قصر جگمگا اوٹھے ' اور اسي کے رعب و شوکت نے مصر کے ایوانوں کو ہلادیا - یہ سب کیوں ہوا ؟ صرف اسلیے کہ پہلے وہ صراط مستقیم و راہ حق سے بے خبر تھي ' اور اب اوسپر عامل ہوگئي - پہلے وہ اوس قانون الہي سے جو طور پر نازل ہوا جو ترقي کے بے شمار اسرار سے معمور تھا ' محروم تھي اور اب اوسکي پرستار ہوگئي - پس خداوند تعالی نے اسي لیے طور کو جس سے ایک بہت بڑي قوم کے عروج و زوال کي تاریخ وابستہ تھي ' بطور شاہد کے پیش کیا ہے کہ دیکھو ' یہ طور شاہد ہے کہ انسان کو ہم نے اشرف ترین پیدا کیا - کیا باوجود ایک حقیر و ضعیف هستي ہونے کے اسکي پرواز سب سے زیادہ بلند نہیں ہے ؟

جسطرح کہ پہلے جسم کي شہادت اور اسکے بعد روح کي شہادت بیان کي گئي تھي ' اسي طرح تیسري شہادت میں پہلے جسماني و مادي ترقي کا ثبوت دیکر چوتھي شہادت اوسکي روحاني ترقي کي دلیل قرار پائي -

(بلد امین کي شہادت)

وهذا البلد الامين - امین امن سے مشتق ہے ' جسکے معني حفاظت کرنیکے ہیں - امانۃ کو امانۃ اسي لیے کہتے ہیں کہ اوسمیں حفاظت کي جاتي ہے - امین اگر اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اپنے حقیقي معني امن میں یہاں مستعمل ہے ' تو اسکے معني ہونگے " حفاظت کرنیوالا " یا مثل قتیل بمعني مقتول اسم مفعول کے معني میں استعمال کیا گیا ہے ' تو اسوقت اسکے معني ہونگے محفوظ - بہر حال دونوں صورتوں میں بلد امین سے مراد مکہ معظمہ (زادها الله شرفها) ہے - کذا صرح الکشاف والرازي والبیضاوي وغیرهم -

پہلي صورت میں مطلب یہ ہے کہ خانۂ کعبہ فار عن الدم (جو شخص کسیکو قتل کرکے بیت الله میں آ چھپے) کے قصاص سے اور جانوروں کے شکار سے جبکہ وہ حرم میں داخل ہو جائیں ' حفاظت کرنیوالا ہے - کیونکہ نص قراني میں دوسري جگہ "حرما آمنا" موجود ہے -

دوسري صورت میں مطلب یہ ہے کہ یہ کعبۂ محترمہ قتل و غارت ' جنگ و جدال وغیرہ سے محفوظ ہے - یہ چوتھي قسم ہے ' اور انساني شرف کے جس شعبہ پر شہادت لائي گئي ہے ' اسکو ہم اوپر لکھ آئے ہیں - اسکي تفصیل کیلیے ایک مختصر مقدمہ پیش نظر رهنا ضروري ہے -

محبت کے دو درجے ہیں - ایک یہ کہ محبوب اور اوسکے جمیع متعلقات سے الفت ہو - اوسکے دیار و لباس کي یاد بھي وهي دل پر اثر کرے جو اوسکي چشم بیمار کے اشارے کرتے ہیں - امرؤ القیس نے جب ایک سفر میں اپني محبوبہ کي قیام گاہ کے آثار کو دیکھا ' تو بیخود ہوگیا ' اور یاران سفر سے کہنے لگا :

قفا نبك من ذکری حبیب و منزل
بسقط اللوی بین الدخول فحومل

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ محبوب کے سوا کسي سے محبت نہ ہو - اوسکا روے آتشیں قلب میں وہ آگ روشن کردے کہ ماسوا کي الفت خاکستر ہو جائے ' اور یہ عالم ہو :

جدھر دیکھتا ہوں اودھر تو ہي تو ہے !

یہ مرتبہ پہلے سے اعلی ہے اور اسي کا نام مرتبۂ خلت ہے ' جسکا نمونہ حضرت ابراهیم و اسمعیل علیهما السلام تھے - حضرت ابراهیم کیلیے تو یہ مقام ظاهر ہے کہ جب اون سے اونکے جگر گوشہ و چشم و چراغ اسمعیل کي قرباني کیلیے ارشاد ہوا تو وہ بلا تامل تیار ہوگئے ' اور اسپر حضرت باري سے یہ خطاب عطا ہوا :

واتخذ الله ابراهیم خلیلا	الله تعالی نے ابراهیم کو اپنا خلیل بنایا -

لیکن حضرت اسمعیل بھي اس مقام خلت سے محروم نہ تھے - چنانچہ جب راہ حق میں اونکو قربان کرنیکے لیے کہا گیا (اني اذبحك فانظر ما تری) تو انہوں نے بلا تامل عرض کیا کہ اے باپ اگر آپ قربان کرنیکے لیے طیار ہیں ' تو میں بھي قربان ہونے کے لیے حاضر ہوں -

یا ابت افعل ما تؤمر ستجدني ان شاء الله من الصابرین (۳۳ : ۷)

کعبہ مکرمہ جو الہي پرستاران حق و فداکاران ملت کي بناء کردہ تعمیر ہے ' گویا تعلیم خلت کي درسگاہ ہے ' جسکو یہ بزرگوار تعمیر کرتے جاتے تھے اور اپنے جذبۂ عشق میں مخمور ہوکر کہتے جاتے تھے :

ربنا تقبل منا انك	اے ہمارے خدا تو ہمارے اس کام بناء کعبہ
انت السمیع العلیم '	کو قبول فرما اسلیے کہ تو هي ہماري دعا کو
ربنا واجعلنا مسلمین	سننے والا اور ہمارے کاموں کو جاننے والا ہے -

---

(۱) ان تمام الفاظ سے شام کے قبائل مراد ہیں ' اور یہ تلمیح ہے کتاب خروج $\frac{۳}{۱۷ و ۱۷}$ کے اوس مضمون کیطرف جسمیں حضرۃ موسی علیہ السلام سے انعامات کا وعدہ کیا گیا تھا -

و لقد کرمنا بنی آدم و حملنا هم فی البر و البحر و رزقنا هم من الطیبات و فضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا -	ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا فرمائی اور تری و خشکی میں اونکے چلنے کیلیے سواریاں بنائیں - عمدہ عمدہ چیزیں عطا کردیں - یہانتک کہ مخلوقات کے اکثر حصہ پر اونکو فضیلت و سعادت حاصل ہے -

ان تمام آیات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اسکا مقصود فضیلت انسانی کا ثبوت ہے "سورۃ التین" میں اس دعوے کو مدلل و مبرہن کیا گیا ہے، اور ثبوت میں چار دلیلیں بصورت قسم پیش کی گئی ہیں -

محققین نے محاورات عرب و اشعار جاہلیہ سے اسکا فیصلہ کردیا ہے کہ قسم اپنے ما بعد کیلیے شہادت و دلیل ہوتی ہے امام رازی سورۃ ذاریات کی تفسیر لکھتے ہوئے شروع میں تحریر فرماتے ہیں :

ان الایمان التی حلف اللہ تعالی بہا، کلہا دلائل اخرجہا فی صورۃ الایمان - مثالہ قول القائل لمنعمہ و حق نعمک الکثیرۃ، انی لا ازال اشکرک - فیذکر النعم و ہی سبب مفید لدوام الشکر -	"تمام وہ قسمیں جو اللہ تعالی نے قرآن شریف میں بیان فرمائی ہیں، سب کی سب قسم کی صورتوں میں دلائل ہیں - جس طرح کوئی اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنیکے لیے کہتا ہے : و حق نعمک الکثیرۃ، انی لا ازال اشکرک - اور اس قول میں نعمتوں کا ذکر دوام شکر کیلیے سبب قرار دیتا ہے"

اس مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ " لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم " پر یہ چار قسمیں " تین، زیتون، طور سینین، بلد امین " کیونکر دلیل ہوسکتی ہیں ؟

(تین و زیتون کی شہادت)

"تین" کے معنی بعض مفسرین نے دمشق کے ایک پہاڑ اور بعض نے بیت المقدس کے ایک پہاڑی مقام کے بیان کیے ہیں - لیکن یہ سب اقوال مرجوح ہیں - اور انکے ضعف کی طرف زمخشری وغیرہ مفسرین نے اشارہ بھی کیا ہے - مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اس کے معنی اوسی پھل کے لیے جائیں جسکو ہم اپنی زبان میں "انجیر" کہتے ہیں - اسیطرح زیتون سے بھی مراد وہی مشہور پھل ہے جس سے روغن نکالا جاتا ہے، اور جو اہل عرب کی ہر دل عزیز و جان پرور غذا ہے -

ابن جریر لکھتے ہیں :

حدثنا ابن بشار ... عن الحسن فی قول اللہ والتین والزیتون قال تینکم ہذا الذی یوکل و زیتونکم ہذا الذی یعصر	حضرت حسن سے مروی ہے کہ قرآن شریف میں تین سے مراد وہی پھل ہے جسے لوگ کھاتے ہیں - اور زیتون سے مراد وہی ہے جس سے روغن نکالتے ہیں -

امام رازی اپنی تفسیر میں تین و زیتون کے معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ کا قول نقل کرتے ہیں " ہو تینکم و زیتونکم ہذا " اے اہل عرب! تین و زیتون سے مراد یہی تمہارے مشہور پھل ہیں -

ان دونوں الفاظ کے معنی متعین ہونیکے بعد غور کرو کہ یہ شرف انسانی پر کسطرح شاہد ہیں ؟ تم جانتے ہو کہ انجیر ایک نہایت چھوٹا سا پھل ہے، لیکن غذا و دوا میں بیشمار فوائد رکھتا ہے - ذائقہ کے لحاظ سے نہایت شیریں ہے - باعتبار طبی فوائد کے قاطع بلغم، ملین طبع، مطہر للدم، مسمن بدن وغیرہ، اسکے معمولی خواص ہیں -

پس انجیر شاہد ہے کہ جسطرح یہ جسم صغیر ہوکر بیشمار فوائد کا مجموعہ ہے، اسی طرح وجود انسانی بھی جسماً مختصر لیکن مختلف قوتوں کا پتلہ، گونا گوں جذبات کا سراپا، بوقلموں اسرار کا مجسمہ ہے !

بیشک اسکی مٹھی بھر ہڈیوں کا ڈھانچ عالم تکوین کی غیر محدود کوہ پیکر ہستیوں کے سامنے کچھہ حقیقت نہیں رکھتا، مگر ان ہڈیوں ہی میں وہ طاقت ہے جو پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کے طوفانوں کو مسخر کرسکتی ہے !

دوسری شہادت زیتون کی ہے - وہ یہ کہ جسطرح زیتون میں روغن حلول کیے ہوے ہے، اور زیتون کی قدر اوسکے روغن ہی کیوجہ سے ہے، اسی طرح انسانی جسم میں بھی روح کا حلول ہے، اور اسکا شرف بھی اوسکی روح ہی سے ہے - ورنہ انسان مٹی کا ایک ڈھیر یا حشرات الارض کی گھناؤنی غذا ہے اور بس -

یہاں پر دو سوال اور قابل غور ہیں - ایک یہ کہ جناب باری نے زیتون ہی کو شہادت کیلیے کیوں منتخب کیا، جبکہ یہ فائدہ اور روغن دار پھلوں یا اسی قسم کے تخموں سے بھی حاصل ہوسکتا تھا ؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اہل عرب جو قرآن کریم کے اولین مخاطب ہیں، اونکے سامنے جو چیز بکثرت موجود تھی، وہ زیتون ہے، اور جو فوائد غذاء و دواء کے اعتبار سے انہیں حاصل ہورہے تھے، وہ بالکل آئینہ واضح و آشکارا تھے -

دوسرا سوال یہ ہوسکتا ہے کہ جبکہ روح جسم سے اعلی و اشرف اور اوسپر حاکم ہے، تو اسکی شہادت کو جسم کی شہادت سے مقدم ہونا چاہیے، اور اسلیے والتین کی جگہ والزیتون کے لفظ سے سورۃ کو شروع کرنا چاہیے تھا - یہ درست ہے، مگر یاد رکھنا چاہیے کہ دلیل و اثبات کے موقعہ پر مقدم ہونیکا وہ چیزیں حق رکھتی ہیں جو تجارب و محسوسات کے دائرہ میں ہوں - قطع نظر فلسفۂ جدیدہ کے جسکی بنیاد کا سنگ اولین ہی تجربہ ہے، اگر ارسطو و افلاطون کے فلسفہ کو دیکھو - اور کم از کم علامہ بہاری کی سلم کے آخر میں برہان کی بحث سامنے رکھو، تو معلوم ہوجائیگا کہ دلیل مفید یقین وہی ہوسکتی ہے جسکے مقدمات کی ترتیب امور بدیہیہ اور تجربہ پر ہو، یا کم از کم ایسے مقدمات کیطرف اونکی تحصیل ہوتی ہو - بہرحال جسم اور اوسکے فوائد محسوس اور بالکل ظاہر ہیں، اور روح غیر محسوس ہے - پس اسلیے جسم کی شہادت کو حق تہا کہ وہ روح کی شہادت پر مقدم ہو، اور سورۃ کو والتین ہی کے لفظ سے شروع کیا جائے -

(نکتہ)

زیتون کے لفظ میں ایک اور لطیف اشارہ ہے - وہ یہ کہ جب زیتون سے روغن نکال لیا جاتا ہے تو اوس سے دوسرے فوائد کے علاوہ چراغ بھی روشن ہوسکتا ہے، اور وہ اپنے ارد گرد تمام چیزوں کو منور کردیتا ہے - اسی طرح وہ روح جو نفس عنصری میں مقید ہے، اگر بقدر طاقت بشری اوسکو بھی علائق مادیہ سے پاک و صاف کرلیا جائے، تو پھر اس سے بھی بہت سی تاریک روحیں منور، اور ظلماتی قلوب روشن ہوسکتے ہیں !

(طور سینین کی شہادت)

"طور سینین" کی تفسیر میں تمام مفسرین اپنی عادت قدیم کے موافق بہت سے احتمالات بیاں کرتے ہیں، مگر در اصل یہ مسئلہ بے تکلف ہے - اس سے مراد وہی پہاڑ ہے جو حضرۃ موسی کیلیے تجلیگاہ ربانی اور بنی اسرائیل کیلیے قانون شریعت کا

: هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ ف لنڈن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑی سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - ایکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۲ - آنه محصول ڈاک -

امپیرئیل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بڈوبازار - کلکته

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت ور

تبله انعام

همارا سائنس فکس فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراسا لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک مدت کیلیے یه قیمت رکهی گئی هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک کهوري اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و توئی انعام دیا جاویگا - هندسي هارمونیم سکهپا کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانه شماه - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا دمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که کبهي ویسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها - قیمت فی شیشی پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوبهرالین

• مستورات کے جمله السلم کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مفصلهٔ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور تمام زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیلم صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مسٹنڈ مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "میں نے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سي - پي ایفک ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکوناتي بمبلي فرماتي هیں: "اوبهرالین جسکو که میں نے استعمال کیا هے" زنانه شکایتوں کیلیے بہت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

IMPERIAL FLUTE

بیلرین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Vallick Lanc
Bowbazar, Calcutta.

پوین ٹائین

یک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا - یه دماغي صفائي شکایتوںکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت دیر پا ملتي هے - [illegible] کو بهی مفید هے - [illegible] بکس کی قیمت دو روپیه هے -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایکدم رفع هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشورهٔ مُفت - فهرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم - ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلو علیهم ایاتک ویعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم انک انت العزیز الحکیم (۱ : ۱۴)

اے پروردگار ! اب تو ہمکو اپنا فرمانبردار بندہ بنالے اور ہماری نسل سے ایک مطیع و منقاد امة قائم کر - اے خدا اپنے ارکان عبادت ہمکو ہدایت کر اور ہمپر رحمت نازل فرما کیونکہ تو ہی تواب و رحیم ہے - اور پھر اس امة میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں میں سے ہو ' وہ رسول تیری آیتیں انکو سناوے اور تیری کتاب و حکمت کی باتیں انکو سمجھائے - تو سب کچھ کرسکتا ہے ' اسلیے کہ تو سب پر غالب اور سرچشمہ حکمت ہے -

پس درسگاہ خلت میں مذہب ابراہیمی اس پر شاہد ہے کہ اسلامی روح کہانتک ترقی کرسکتی ہے ' اور اسکی انتہا کیا ہے ؟ معلوم ہوگیا کہ اسکی ترقی اس حد تک ہے جہاں پہونچکر ایک ہی مقصود ' ایک ہی مطلوب ' اور ایک ہی شاہد و مشہود سامنے ہوتا ہے جسکی چشم و ابرو کے اشاروں اور دہن حق طلب کی مسکراہٹ پر اپنی عزیز ترین متاع زندگی بھی قربان کردیا جاتا ہے -

اے گم گشتگان طریق حق ! اگر دین حنیف تمہارے ہاتھوں میں ' اسمعیلی خون تمہاری رگوں میں ' اور ابراہیمی دعا کی امة مسلمہ تم ہو ' تو پھر تمہارے لیے ذریعۂ فلاح و نجات وہی جذبۂ خلت ' وہی جوش محبت ' وہی سوداے عشق ' وہی طریق ابراہیمی ہے ' جسکی شہادت تمہارا کعبۂ مکرمہ بزبان حال پیش کررہا ہے - اور اوسکی صدا اوسکے در و دیوار سے آرہی ہے -

حضرة شاہ ولی اللہ نے حجة اللہ البالغہ میں اس امر کو مفصل بیان کیا ہے کہ روح و جسم کا وجود اور اونکا اجتماع دوسرے جانداروں میں بھی ہے - لیکن حصول سلطنت اور مقام خلت جن پر تعبیری و حسابی قسم شاہد ہے ' یہ انسان ہی کے ساتھ مخصوص ہے - ان دو آخری خصوصیتوں میں سے پہلی قوة حیوانیہ انسانیہ ' اور دوسری قوة ملکوتیہ کا خاصہ ہے - پس ان حقائق و قوی ' ان فوائد و منافع کے انکشاف کے بعد کون ہے جو اسمیں شک کرسکتا ہے کہ : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ؟

(اشتہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہار

(ایجاد کردہ حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین)

—:o:—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا ہے - خصوصاً ضعف معدہ اور ان عادتوں کی امراض کیلیے جنکا سلسلہ بعض اوقات خودکشی تک مسلسل ہوتا ہے ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب ہے - صحت کی حالت میں اگر اسکا استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئی شے حفظ قوت نہیں ہوسکتی -

قیمت فی شیشی ۲ - روپیہ محصول ڈاک ۲ - آنہ

المشتہر : منیجر دی یونانی میڈیکل اسٹورس فوارہ صدر

نمبر ۱/۱۴ ریلوے اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - [illegible]

الہلال :

(از جناب مولانا السید مرتضی نو نہروی !)

جب دوسرے سال دفعتاً یہ نورانی پرچہ نظر فقیر سے گزرا تھا تو میں نے محرر و مدیر الہلال جناب علامۂ دوراں ' وحید الزماں مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھا تھا کہ یہ ہلال نہیں ہے - اسکا نام " البدر " ہونا مناسب ہے - اسنے بدریة کے افق پر تدریجاً حرکت و ترقی نہیں کی ہے بلکہ بدو تکوین ہی سے وہ بدر ہے - لہذا مستحق تسمیۂ البدر عین الکمال روزگار ہے - لیکن اس قمر کو محاق میں چند روز رہنا پڑا - ان ایام ظلمت میں افکار اہل علم و بصیرت کے اندر جو ماتم برپا تھا اوس ماتمگساری کا بزبان حال یہ نوحہ تھا :

خون دل خورد کن کہ شراب بہ ازیں نیست
آتش بجگر زن کہ کباب بہ ازیں نیست

مگر بمقتضاے : والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم - اب پھر تاریکی محاق سے نکلکر ' عالم اسلام و علوم و ادب کو معمور کرنے لگا ' اور سماے حریة راے ' و معارف قرآنی ' و حقائق حکمة و بیان یزدانی کا آفتاب عالمتاب بنکر نصف النہار و نقطۂ وسط النہار پر چمکنے لگا -

ہنود و براہمہ اور عوام شیعہ قمر در عقرب کی نحوست کے قائل ہیں - گو جناب مجلسی حق الیقین جلد ۱۴ بحار میں بقاعدہ ہیئة و ریاضی اسکی تضعیف پر مائل ہیں - دفاتر روایات اہل سنة و جماعت بھی اس روایت سے خالی نہیں ہیں مگر محدثین و ناقدین نے اسکو قابل وثوق نہیں سمجھا ہے - بہر حال ہمارا بدر عقربیة کے خطرات سے بالکل نکل آیا ہے ' اور امید ہے کہ البلاغ کے بلوغ رشد وکمال کا یہ روز دنیاے اسلام میں ہمیشہ کے لیے عید و تقریب نشاط ہو ' جو کسی رسم و قید کی پابند نہیں !

ہماری آرزوؤں اور امیدوں نے بصورت البلاغ اپنا ظہور موفور السرور کیا ہے ' مگر قلم جادو نگار علامۂ عصر حضرت آزاد ہی کا ہے - وہی غلغلۂ آفریں عالم ارواح و معانی سے بلند ہے ' وہی علم و فن کی رنگینی ہے ' وہی معارف قرآنیہ کی نور افشانی ہے جس پر فصاحت و بلاغت ہزارہا سجدہ کرتی ہے ' وہی معارف افکار اور آزادی راے کا نظارہ ہے جو پہلے تھا ' وہی انکشاف حقائق و علوم ہے جو اسکی خصوصیت تھی ' وہی معارف قرآنیہ و حکم کی جلوہ فرمائیاں ہیں جنکے لیے وہ عالمگیر شہرت حاصل کرچکا ہے بمفاہیم و تامل و تبصر -

بہر رنگیکہ خواہی جامہ می پوش : من انداز قدت را می شناسم

البلاغ فقیر کی نظر سے گزرا تو زبان پر یہ شعر جاری ہوا :

یا بدر دجی برصلہ لحیانی ٭ ان زرتکم بہجرہ اوفانی
باللہ علیک عجل سفلک دمی ٭ لا طاقة لی بلیلة الہجران

ایک ماہوار تاریخی رسالہ

میں ایک ماہوار تاریخی رسالہ جاری کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہوں ' جو تہذیب اخلاق اور تہذیب نفس کا کام انجام دیتا ہوا ملک و قوم کی صحیح تاریخ پیش کرسکیگا ' پہلا نمبر انشاء اللہ تعالی جنوری میں شایع ہوجائیگا - احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس نگارش کے ملاحظہ فرماتے ہی اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں کہ آیا آپ رسالہ کی (جسکا نام عبرت ہوگا) خریداری پر آمادہ ہیں ؟ نیز اپنے قیمتی مشورہ اور اعانت سے دریغ نہ فرمائیں - رسالہ کی قیمت صرف ایک روپیہ ششماہی ' اور ضخامت بیس چالیس صفحات ہوگی - مجھکو مخاطب کرنیکے لیے ذیل کا پتہ کافی ہے -

اکبر شاہ خان - نجیب آباد

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين

البلاغ

هٰذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

جلد ۱ | كلكته : جمعه ۸ - ۱۵ - ربيع الاول سنه ۱۳۳۴ هجري | نمبـــر - ۶-۷
Calcutta : Friday, January 14, 21, [ ] 1916.

ترجمان القرآن

يعني قرآن حكيم كا اردو ترجمه ، از خامهٔ اڈيٹر الهـــلال

اسلامي صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و ترويج كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ، جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ، اور انكا نور علم براه راست مشكوة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ، وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ، اعلم العلماء ، مجدد العصر ، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم کے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ، اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ، اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ، و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ، ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ، اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے اڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ، جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ، و بلاغت و انشاء مخصوص ، و فهم حقائق و معارف قرانيه ، و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ، علم فهم ، معني خيز ، حقيقت نما عبارت ميں مرتب كيا هے ، اور بحمد الله نه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ، اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ، ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاكه ارزاں هو ، اور بچے ، عورتيں ، سب کے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي فهرست بهيجدينگے ، انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

البیان

فی

مقاصد القرآن

هـذا بـیـان لـلـنـاس ' وهـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر' اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے' یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا' انشاء اللہ ۱۵ - صفر کو شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ ۱۴ - صفر تک چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

اڈیٹر الہلال کی راے

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فرم " جیمس مرے " کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خرید کیں' اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں' اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید برآں مقابلۃً قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے

آپکو واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیونکی ضرورت ہو تو ان میں سے ایک - بھی تو آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیرہ کی لالچ میں پڑکر دھوکا نہ کھائیں -

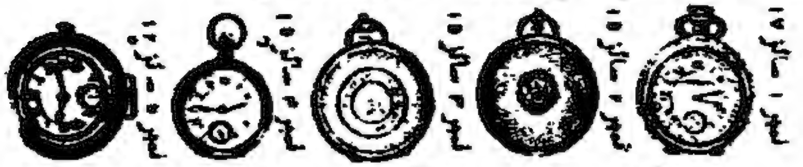

۱- انگما واچ پتلی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیہ -

۲- ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۹ روپیہ -

۳- چاندیکی ڈبل کیس مثل کرونیزر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیہ -

۴- نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیہ -

۵- فیورسٹ واچ ہاتھہ کی زیب دینے والی مع تسمہ گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیہ سے ۲۲ - روپیہ تک -

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لایق و تجربہ کار ڈاکٹروںکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۵ روپیہ سے آٹھہ روپیہ تک -

عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیہ سے پندرہ روپیہ تک - محصول ڈاک وغیرہ ۹ - آنہ -

دو نظرہ (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالترتیب سے ۵ روپیہ زیادہ -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھڑی نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

جسکا درد وہی جانتا ہے' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سچ ہے کہ سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جی بلبلا ہوا رہتا ہے - سردی مٹانے کیلیے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف دمہ پریشان ہوتے ہیں' اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں' اور نیند تک حرام ہو جاتی - دیکھیے ! کیسی لاعلاج کس قدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشہ اشیاء اور دھتورہ' بھنگ' بلاڈونا' پوٹاس' اے او دالد' دیکر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا انمول جوہر ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہو لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمائیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصول ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - لمیٹڈ - تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmed at the AL-BALAGH Press, 64, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر ۶-۷-۸
کلکتہ : جمعہ ۸ - ۱۵ - ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ ہجري
Calcutta : Friday, January 14, 21, 28 1916.
جلد ۱

البلاغ کي اشاعت میں تاخیر اور اینده کیلیے اعلان

اینده سے البلاغ بدستور قدیم هفته وار شایع هوگا

(۱) البلاغ کي اشاعت ميں ابتک نهايت بدنظمي رهي ابتدا ميں اراده کيا تها که کچهه دنوں تک مهينے ميں دوبار شائع کيا جاے' اور اسطرح جو وقت اس سے بچے وه تصنيف و تاليف ميں صرف هو' ليکن تجربے سے ثابت هوا که اپنے لیے ايام اشاعت کي هر صورت يکساں هے' اور کام کي کثرت و قلت دل هي جمعيت اور دماغ کے استعداد پر موقوف هے' صرف وقت هي کا سوال نهيں هے - محنت اور ذمه داري ميں اس سے کوئي فرق نهيں آتا' صرف اتني تبديلي هو جاتي هے که چار مرتبه کي جگه دو مرتبه کام کا اختتام و آغاز هوتا هے - مگر يه تبديلي اپني مشکلات کيليے کچهه زياده سودمند نهيں -

(۲) اس سے بهي بڑهکر يه که ابتک يکے بعد ديگرے کچهه ايسے افکار و حالات گرد و پيش رهے' جنکي وجه سے طبيعت برابر بجهي رهي' اور انهماک و محويت عمل کا شعله نه بهڑک سکا - اوروں کي خبر نهيں' مگر اپنے کاموں کو ديکهتا هوں تو يهي انهماک اور محويت ميری زندگي کي اصلي قوت اور ميرے تمام ضعف جسم و ناتواني صحت کا علاج حقيقي هے :

اے تو افلاطون و جالينوس ما !

ليکن اب تک يه حال رها که البلاغ کي تحرير و ترتيب ميں ميرے ليے وه لذت و کيفيت هي نه تهي' جو اپنے ذوق و شوق کے تمام کاموں ميں پاتا هوں' اور جو اگر مجهه سے چهين لي جاے تو ميري قوة شغل و عمل يکسر هلاک هوجاے - اسي کا نتيجه هے که نه تو البلاغ کے کسي نمبر کو اسکي اصلي تقسيم و ترتيب کے مطابق طيار کيا گيا' نه تمام ابواب و فصول هي شروع هوسکے' اور نه پيش نظر مطالب مهمه کيليے زبان کهلي - صرف يهي خيال سامنے رها که کسي نه کسي طرح البلاغ مرتب هوکر نکل جاے اور سلسله برابر جاري رهے -

(۳) ليکن الحمد لله که ميرے دلکي افسردگيوں کا موسم اب بدل گيا هے' کيونکه مجهسے باهر بهي تبديلي هوچکي هے - اب ميں مستعد هوں که اپنا جسقدر وقت البلاغ کيليے نکالوں' ذوق و انهماک کے ساتهه خرچ کروں' اور پرچه بهي هفته وار شائع هو - مجهے معلوم هوا تها که تاخير اشاعت دوستوں پر بهت شاق هے -

(۴) اس نمبر کي اشاعت ميں بهت دير هوگئي - يه تين هفتوں کي مجموعي اشاعت هے - اُن احباب کرام سے اميدوار معافي هوں جنهوں نے هميشه ميري مشکلوں اور معذوريوں پر نظر رکهکر ميري کمزوريوں کو معاف کيا هے :

سخن طرازي و دانش هنر نظيري نيست
قبول دوست مگر نالهٔ حزيں گردد

(۵) آينده نمبر سے انشاء الله هر جمعه کو البلاغ ڈاک ميں پڑ جائيگا' اور بهت سي تبديلياں اسکي ترتيب و مضامين ميں نظر آئيں گي - الهلال کے زمانے ميں اکثر بزرگوں نے لکها تها که رساله کے مضامين کو طرز تحرير و انتخاب مباحث کے اعتبار سے دو بڑي قسموں ميں منقسم کرديا جاے - چند مضامين نهايت آسان و سهل زبان اور تمام دقيق مطالب و علمي اشارات سے معرى هوں' تاکه هر شخص ان سے دلچسپي حاصل کرسکے' اور چند مضامين مخصوص طور پر اهل علم و نظر هي کيليے هوں' اور صرف انهي کو رساله اپنے مطالب دقيقه' مباحث مهمه' اور انشاء مخصوص کيليے محدود کردے -

اگرچه يه طريق تبليغ و درس ابتدا سے پيش نظر رها هے' ليکن آينده سے اسکي مزيد کوشش کي جائيگي' اور انشاء الله البلاغ کے هر نمبر کے مضامين ميں يه تقسيم ملحوظ رهيگي - الهلال کے جسقدر ابواب مضامين تهے' وه بهي اب انشاء الله بالالتزام البلاغ ميں آپ ملاحظه فرمائينگے - بعض کے مضامين مرتب هوچکے هيں' ليکن ابتک انکي اشاعت کيليے جگه نه نکل سکي -

البيان و ترجمان القرآن

کيليے احباب کرام کو کسي قدر اور انتظار کرنا چاہيے - حتی الامکان پوري کوشش کر رها هوں که کسي نه کسي طرح اسکا سلسله جلد شروع [illegible] جاے - تفسير اور ترجمه شائع هوجاتا ليکن انکے مقدمه کي وجه سے [illegible] کيونکه ضروري معلوم هوا که پهلے [illegible] کے ساتهه مقدمه پورا [illegible] کرديا جاے - [illegible] اميد هے که [illegible] زياده انتظار نه کرنا پڑيگا - البيان کا جب تک پهلا نمبر شائع نهيں هوا هے' رعايتي قيمت کے بهيجنے کي مهلت باقي هے -

" كتاب مرقوم يشهده المقربون " (۸۳ : ۱۸)
" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان العال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ علم طرق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی نظیر مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین ' متذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و موہبت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہیں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں جدید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زائد ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

تذکار مقدس

ماه ربيع الاول

ولادة نبوي - صلى الله عليه و سلم

و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين !

جب زمين پياسي هوتي هے تو رب السماوات و الارض پاني برساتا هے ' جب انسان اپني غذا کيليے بيقرار هوتا هے تو وه موسم ربيع کو بهيجديتا هے ' جب خشک سالي کے آثار چها جاتے هيں ' تو آسمان رحمت پر بدلياں پهيل جاتي هيں :

الله الذي يرسل الرياح فتثير سحابا ' فيبسطه في السماء کيف يشاء ' و يجعله کسفاً فترى الودق يخرج من خلاله ' فاذا اصاب به من عباده ' اذا هم يستبشرون - (۳۰ : ۷۴)

وه خدا هي تو هے جو هواؤں کو بهيجتا هے ' اور هوائيں بادلوں کو اپني جگه سے آبهارتي هيں ' اور جسطرح اسکي مرضي نے انتظام کرديا هے ' بادل فضا ميں پهيل جاتے هيں - پس تم ديکهتے هو که آنکے اندر سے مينه برسنے لگتا هے اور تمام زمين سرسبز و شاداب هوجاتي هے - پهر جب وه اپنے بندوں پرجو بارش سے مايوس هوگئے تهے ' پاني برسا ديتا هے ' تو وه کامياب و خرم هوکر خوشياں منانے لگتے هيں !!

خدا کي تمام مثاليں اور دانائياں جو وه اپنے بندوں کي هدايت کيليے کهولتا هے ' هميشه عام اور قدرتي مظاهر سے تعلق رکهتي هيں ' تاکه زمين کي هر مخلوق انکي تصديق کرسکے اور ان سے دانائي حاصل کرسکے - وه ايسے تغيرات و حوادث اور غير فطري و صناعي چيزوں کا ذکر نهيں کرتا جنکو ديکهنے اور سمجهنے کيليے کسي خاص طرح کي زندگي ' خاص طرح کے علم ' اور خاص طرح کے گرد و پيش کي ضرورت هو - بلکه اسکي هر تعليم ايسي عام اور خالص فطري حالات سے متعلق هوتي هے ' جسکو سنکر جنگل کا ايک چرواها اور متمدن آباديوں کا ايک فيلسوف ' دونوں يکساں اثر کے ساتهه خدا کي سچائي کو پاسکتے هيں - پس اگر تم نے فلسفه و حکمت نهيں پڑها هے ' اگر تم نے اجرام سماويه کے ديکهنے کيليے کسي رصد خانے کي قيمتي دوربين نهيں پائي هے ' اگر تم کو ماده کے خواص کا تجربه نهيں هے ' اگر تم کسي دار العلوم کے اندر برسوں تک نهيں رهے هو ' اگر تم صحرائي هو ' اگر تم پهاڑوں کي چوٹيوں پر گوشه نشيں هو ' اگر پهونس کي ايک چهت اور بانسوں کي ايک شکسته ديوار هي رهنے اور بسنے کيليے تمهارے حصے ميں آئي هے ' اور اسطرح تم نهيں جانتے که اپنے خدا کو آسمان کے عجيب و غريب ستاروں کے اندر کيونکر ديکهو اور اسکے حسن و جمال کو عناصر و ذرات خلقة کي آميزش و آويزش کے اندر کيونکر ڈهونڈهو ' تاهم تم انسان هو ' تم کو روح دي گئي هے اور تم زمين پر بستے هو ' تم آسمان کي هر بدلي کے اندر ' بادلوں کے هر ٹکڑے کے اندر ' هواؤں کے هر جهونکے کے اندر ' باران رحمت کے هر قطره کے اندر ' اپنے خداوند حي و قيوم کو ' اسکي حکمت و قدرت کو ' اسکي رافت و رحمت کو ' اسکے پيار اور محبت کو ديکهه سکتے هو اور اسے پاسکتے هو - تم ميں سے کون هے جس نے اميد و بيم کي نظروں سے کبهي آسمان کو نهيں ديکها هے ' اور اسکي بجليوں کي چمک اور بادلوں کي گرج کے اندر اپني کهوئي هوئي اميد کو نهيں ڈهونڈها هے ؟

و من آياته يريکم البرق خوفا و طمعا -

اور قدرت الهي کي ايک بڑي نشاني يه هے که جب زمين پياسي هوتي هے اور خشک سالي کے آثار هر طرف چها جاتے هيں ' تو وه آسمان پر بارش کي علامتوں کو پيدا کرديتا هے ' اور تم اميد و بيم کي نظروں سے انهيں ديکهتے هو !

پهر وه کون هے که جب تم اور تمهاري تشنه و بيقرار زمين پاني کے ايک ايک قطره کيليے ترس جاتي هے ' خاک کا ايک ايک ذره رطوبت و نمو کيليے بيقرار هو جاتا هے ' کرهٔ ارضي اپني بيخودانه حرکت ميں آفتاب کے آتشکده سے قريب تر هوتي جاتي هے ' اسکي تمام کائنات نباتاتي اپنا حسن و جمال فطري کهوديتي هے ' پرند اپنے گهونسلوں ميں ' ٹهنياں درختوں ميں ' اور انسان اپنے گهروں ميں پاني کيليے ماتم کرتا اور هردم آسمان کي گرم و خشک فضاء کي طرف مايوسي کي نگاهيں اٹهاتا هے ' تو وه اپني محبت و ربوبيت کے نقاب ميں آتا هے ' اور مايوسي کے بعد اميد کا ' نا مرادي کے بعد مراد کا ' موت کے بعد زندگي کا پيام زمين کے ايک ايک ذره تک پهنچا ديتا هے ؟

و ينزل من السماء ماء فيحيي به الارض بعد موتها ' ان في ذالک لايات لقوم يتفکرون !

اس کي ربوبيت و رحمت کو ديکهو که جب تم اميد و بيم کي نظروں سے آسمان کو ديکهتے هو اور تمام زمين پر مردني اور هلاکي چها جاتي هے ' تو وه آسمان سے پاني برساتا هے اور زمين پر موت کے بعد زندگي طاري هو جاتي هے - يقيناً قدرت الهي کي اس نمود ميں صاحبان فکر و عقل کيليے بڑي هي نشانياں رکهي گئي هيں !

(۲)

يه وه انتظام الهي هے جو پروردگار عالم نے انسان کے جسم کي غذا کيليے کيا هے ' پهر کيا اس نے انسان کي روح کيليے کچهه کيا هوگا ؟ وه رب الارباب جو زمين کي پکار سنکر اسے پاني ديتا ' جسم کي بيقراري ديکهکر اسے غذا بخشتا هے ' کيا سرزمين روح و معني کي تشنگي کيليے کچهه نهيں رکهتا ' اور دل کي بهوکه [illegible] اسکے خزانوں ميں کوئي نعمت نهيں ؟

وه که اسکي محبت زمين کي مٹي کو خشک نهيں ديکهه سکتي ' اور درختوں کي ٹهنيوں کو وه سبز پتوں اور سرخ پهولوں کي زيبائش سے محروم نهيں رکهتا ' کيا روح انساني کو هلاکت و بربادي کيليے چهوڑ ديگا ' اور عالم انسانية کا مرجها جانا اسے خوش آئ [illegible] وه رب العالمين جو تمهارے جسم کو غذا ديکر موت سے بچاتا ' کيونکر ممکن هے که تمهاري روح کو هدايت ديکر [illegible] سے نه بچاے ؟

جب فرعون نے حضرة موسى عليه السلام سے [illegible]:

من ربکما يا موسى ! (۲۰ : ۵۱)

تمهارا پروردگار کون هے اے موسى

تو حضرة موسى نے نه صرف اپنے رب العالمين کي نسبت خبر هي دي ' بلکه اسکي ربوبيت کي دليل قطعي و فطري بهي چند لفظوں ميں فرمادي :

ربنا الذي اعطى کل شي خلقه ثم هدى (۲۰ : ۵۲)

همارا رب وه هے ' جو " رب " هے ' اور اسليے اسکي ربوبيت نے کائنات کي هر چيز کو اسکي خلقي ضروريات بخشيں ' پهر اسکے بعد انکي هدايت کردي تاکه صحيح اور فطري طريقه پر کاربند رهکر اپني خلقت کے مقصد کو حاصل کريں -

پس اس نے که زمين کي مٹي کے اندر قوة نشوونما رکهي ' اور پهر پاني برسا کر اسکي هدايت کردي ' يعنے اسکے آگے نفوذ و عمل کي راه کهولدي ' اور جس کي ربوبيت نے عالم هستي کے ايک ايک ذره کيليے خلقت اور هدايت ' دونوں کا سامان کرديا ' انسان کو بهي جسم اور روح دونوں کے ساتهه پيدا کيا هے ' اور اسکے ليے بهي خلقت اور هدايت ' دونوں کا سامان رکهتا هے -

اسکي ربوبيت نے جسطرح جسم کيليے زمين کے اندر طرح طرح کے خزانے رکهے هيں ' اسي طرح روح کي غذا کيليے بهي اسکے

مهد القول و انتظار

ما نبوديم بدين مرتبه راضي غالب
شعر خود خواهش آں کرد که گردد فن ما !

البلاغ كي پچهلي دو اشاعتوں ميں اس عاجز نے مشرب تجارت اور راه دعوة کے متعلق جو کچهه عرض کيا تها ' اميد هے که احباب کرام کے پيش نظر هوگا -

پس اس سلسلے ميں سب سے پہلي حقيقت جو ميں آنکے آگے واضح کرنا چاهتا هوں ' يه هے که وه ايک مرتبه الهلال و البلاغ کے متعلق اچهي طرح سمجهه ليں که اسکے تمام کام اصولاً کس قسم ميں داخل هيں ؟ اگر ايسا کيا گيا تو وه صدها فروعي اور جزئي معاملات صاف هو جائينگے جو هميشه پيش آتے رهتے هيں ' اور جنکے ليے نه تو ميرے پاس وقت هے که بار بار کهوں ' اور نه دوستوں کا وقت بيکار هے که مقصد اصلي کي جگه محض شخصي حالات و معاملات کي سماعت ميں ضائع هو -

گذشته صحبتوں ميں يه حقيقت ايک حد تک واضح هو چکي هے که تجارت اور دعوة کي راهيں بالکل متضاد هيں ' اور ايک وقت ميں دونوں کا رشته جمع نهيں کيا جا سکتا - تجارت حاصل کرنا چاهتي هے مگر دعوة کي پہلي شرط کهونا هے -

اخبار نويسي اور تجارتي مطبوعات کي تمام شاخيں تجارت کے ماتحت هيں ' اور يورپ جو تحرير و تصنيف کے اس طريق کا موجد هے ' اسکو تجارت هي کے اصول پر چلا رها هے -

هر اس شخص کو جسکي نظروں سے ميرے مطبوعه کاموں کي ايک سطر بهي گذري هے ' اور نيز هر اس شخص کو جس تک ميري آواز پہنچ سکتي هے ' يه معلوم هو جانا چاهيے که ميں تاجر نهيں هوں ' اس خدا کيليے جسکي زمين لاکهوں کروروں تجارت کاموں اور تجارت کے قافلوں سے رکي هوئي هے ' يه کچهه ضروري نهيں هے که وه اپنے هر بندے کو تاجر هي بنائے - اسکي ربوبيت و رحمت انسان کو هر طرح کا دل ' هر طرح کا دماغ ' هر طرح کا فکر ' اور هر طرح کا عشق بخش سکتي هے ' اور کسي شخص اور جماعت کو يه حق نهيں پہنچتا که اگر اپنے اندر کسي چيز کو نه پائے تو ساري دنيا کو اس سے محروم سمجهے :

اين نشه بمن گر نبود با دگرے هست !

پس ميں جو کچهه اور جيسا کچهه بهي هوں ' ليکن اس حقيقت کے اظهار کيليے اپني زندگي کے هر اثر کو شاهد رکهتا هوں که ميں تاجر نهيں هوں ' اور تجارت نهيں کرتا - خالق فطرة نے مجهکو تجارت کي کوئي چهوٹي سے چهوٹي استعداد بهي نهيں دي ' اور ابتداے عمر سے جن حالات و مؤثرات کے ماتحت رکها ' انکي دنيا تجارت کي دنيا سے اسقدر دور هے که اگر ميں خود چلکر وهاں جانا بهي هوں تو نهيں پہنچ سکتا -

بلا شبه ميں نے پريس کهولا ' اور يقيناً ميں نے ايک رساله جاري کيا ' ليکن يه صرف اسليے کيا که اظهار خيال اور تبليغ مقصد کا اس سے بهتر اور زود عمل طريق اور کوئي نه تها ' اور ميرے پاس اتني دولت نه تهي که ميں مفت چهاپکر تقسيم کيا کرتا -

پس ميرے تمام کاموں کي بنياد تبليغ هے ' نه که تجارت - ميري اخبار نويسي کو تم اخبار نويسي نه قرار دو ' کيونکه ميں نے اسے ضمناً اختيار کيا هے اور وه ميرا اصلي کام نهيں هے - ميں نے اگر اسے اختيار کيا تو يه هندوستان کي اخبار نويسي اور مطبوعه اشاعات کيليے بهتر هوا اور اسکے ليے ترقي کي ايک بالکل نئي راه کهلي ' مگر خود ميرے ليے اسميں کوئي شرف نهيں ' کيونکه ميرے کاموں کيليے اصل راهيں دوسري تهيں :

ما نبوديم بدين مرتبه راضي غالب
شعر خود خواهش آں کرد که گردد فن ما !

يه ايک اصولي بنياد هے - اب اسکے ماتحت طرز عمل و طريق کار کي تمام چيزيں آ جاتي هيں -

اگر تمهارے سامنے الهلال کي پوري زندگي موجود هے ' تو تم صدها نشانياں اسکي پا سکتے هو که تجارت اور تجارتي زندگي و اوضاع سے اسکي زندگي کي هر شاخ بالکل متضاد تهي -

تجارتي زندگي کيليے سب سے پہلي چيز پريس کا نفع و نقصان تها ' ليکن دنيا جانتي هے که اس چيز سے زياده ميں نے کسي چيز سے بے پروائي نهيں کي ' اور مال و صحت کے نقصان کے سوا اس سے کوئي تجارتي معاوضه مجهے حاصل نه هوا -

مجهے ملک کے دولتمند و دولت بخش طبقه سے يکقلم بے پروا اور کناره کش رهنے کي خدا نے توفيق دي ' جو راه دعوة کي اولين شرط مگر راه تجارت کيليے بربادي اور موت هے - مجهے ارباب دولت کے عطيوں اور اعانتوں کو بلا تامل رد کر دينے کي قوت ملي جسکے بغير راه تبليغ ميں ايک قدم بهي نهيں اٹهايا جاسکتا ليکن جسکا تصور بهي تجارتي اخبار نويسي کيليے گناه هے - ميں نے اپنے کاموں کي کوئي قيمت (اس قيمت کے سوا جو کاغذ اور سياهي کي هر الهلال کے پڑهنے والے نے دي) کبهي بهي کسي انسان سے نه چاهي ' اور کبهي بهي اس کيليے کسي انسان کے چهره پر ميري نگاه نهيں پڑي - يه الله کا احسان هے ' اسکا فضل و کرم هے ' اسکي ذره نوازي هے ' اور ميري طرف سے تم ميں سے هر شخص کو اجازت هے که ان ذکروں کو ميرا غرور اور گهمنڈ قرار دے ' مگر ميں راه تبليغ کو باز کرنے کيليے اور طلبگاران دعوة کے آگے نمونه رکهنے کيليے يه سب کچهه کهتا هوں اور هميشه کهونگا :

مي گويم و بعد از من گويند بستانها !

ميں نے تجارت کي دکان نهيں کهولي تهي ' اسليے کبهي بهي ميں نے اپنے کار و بار کے نفع و نقصان کو تجارت کے ترازو سے نه تولا - ميرا ميزان سود و زياں دوسرا تها ' اور با وجود اسکے که الهلال پريس جاري کرکے ميں نے اپنا وه سب کچهه کهو ديا جو مال دنيوي ميں سے ميرے پاس تها ' ميرے منافع اور فوائد کا خزانه اتنا وسيع و عظيم هے که آج هندوستان ميں کسي انسان کے پاس نه اتني چاندي هے اور نه اتنا سونا هے ' نه لعل و جواهر هيں ' نه زمين کي زراعت - ميں اپني آنکهوں سے ديکهه رها هوں که اس سر زمين ميں سب سے بڑا دولت مند آدمي ميرے سوا اور کوئي نهيں '

فيا ليت قومي يعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المكرمين -

پهر تم اس کي نسبت کيا کهتے هو جس نے خاک دي اور اسکے معاوضے ميں سونا پايا ؟ ميں نے تين چار سال تک اپني تبليغ و دعوة کي تجارت کي ' اور زخارف دنيوي کي ايک حقير پونجي اسميں لگا کر کهو دي - ليکن ديکهو که خدا نے اسکے معاوضه ميں هزاروں انسانوں کے دل ' لاکهوں مسلمانوں کي روحيں ' متعدد بڑي بڑي آباديان اور بستياں ' ان کے عقائد و اعمال کي تبديلياں ' صدها مومنين کاملين اور عباد الله مخلصين کي ايمان پرستياں ' اور ان سب سے بهي بڑهکر يه که کلمهٔ حق و قرآن کا ايک انقلابي دور عظيم ميرے خزانهٔ اقبال ميں کسطرح جمع کر ديا هے ؟

سکندر دنیاے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تها، جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کي پوجا کراني چاهي، لیکن دنیا اگر اسکي پیدایش کو یاد رکهے تو یه یاد کن واقعات کي یاد هوگي ؟

یه دنیا کي ویرانیوں، هلاکتوں، اور غلامیوں کي لعنتوں کا ایک بهت بڑا سرمایه هوگا جو اسے هاتهه آئیگا !

دنیا میں جسقدر پادشاه پیدا هوے، اگر تم انکي زندگي کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاهو، تو اسکے سوا اور کچهه نهوگا که وه جتنے بڑے پادشاه تهے، اتنے هي زیاده انسانوں کو غلام بنانے والے تهے، اتنے هي زیاده انکي فطري قوتوں کیلیے پتهر تهے، اتنے هي زیاده انکي قدرتي حرکت و نشؤ کیلیے زنجیر تهے، اور اتنے هي زیاده خدا کي عطا کرده جبلت صالحه اور انسان کے نوعي شرف و احترام کیلیے انکے اندر بربادیوں اور هلاکتوں کي نحوست تهي -

پس جنکا وجود خود دنیا کیلیے ایک زخم تها، وه انکي یاد میں اپني گم شده شفا کیونکر پاسکتي هے ؟

(٧)

حکماء کي حکمت، فلاسفه کا فلسفه، صناعوں کي ایجادیں بلا شبه تاریخ عالم کے اهم واقعات هیں، لیکن اگر وه اپني یاد کے آگے دنیا کو جهکانا چاهتے هیں، تو انهیں بتلانا چاهیے که انهوں نے اپني حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلي دکهه اور زمین کي حقیقي مصیبت کیلیے کیا کیا ؟ آسمان کي فضاء میں ان گنت ستاروں کي قطاریں پهیلي هوئي هیں - بلا شبه وه شخص بهت بڑا غور کرنے والا دماغ اور بڑي هي کاوش کرنے والي نظر رکهتا تها جس نے هم کو سب سے پہلے بتلایا که یه بڑے بڑے ستارے هیں، ان میں ثوابت هیں، سیارات هیں، اور انکي حرکتوں کے معین اوقات و ایام هیں - لیکن دنیا جب ستاروں کي یه بهت بڑي سچائي نهیں جانتي تهي، تو اس وقت بهي بیمار تهي، اور یه معلوم کرکے بهي بیمار هي رهي - اسکا اصلي دکهه یه نه تها که انسان آسمان کے متعلق تهوڑا جانتا هے، بلکه همیشه سے وه اس ایک هي مرض میں گرفتار رهي هے که انسان خود اپني نسبت، اپني فطرة صالحه کي نسبت، اپني راه سعادت کي نسبت کچهه بهي نهیں جانتا -

اس صناع کو اگر تم بڑا سمجهتے هو جسنے انسان کیلیے فن تعمیر ایجاد کیا، تاکه وه پائدار مکانوں اور خوبصورت چهتوں کے نیچے بیٹهے، تو تمهیں بتلانا چاهیے که انسان درختوں کے نیچے بیٹهکر ٹهیک اور سچا انسان نه تها، مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر جسکر اس نے اپني گم شده حقیقت پالي ؟ دنیا کا اصلي مرض انسانیت حقیقي کي گم شدگي هے - سعادت انساني اور امن ارضي هي وه نعمت هے جسکي ڈهونڈهه میں ابتدا سے کائنات کا ذره ذره ته و بالا هو رها هے - پهر بتلاؤ که اگر یه بڑے بڑے صناع اور موجد هي انسانیت کي سب سے بڑي بڑائي رکهتے هیں، تو انکي ایجادوں نے انسان کو کسقدر امن دیا ؟ کسقدر سلامتي بخشي ؟ کهاں تک صراط سعادت پر چلایا ؟ طلسم حیات انساني کا کونسا راز انشاء کیا ؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کهاں تک جوڑا ؟ پهر اگر وه یه نه کرسکے تو دنیا انکي ایجادات کو اپنے خزانے میں رکهه سکتي هے، پر انکي یاد میں اسکے لیے کوئي خوشي نهیں هوسکتي، کیونکه اُنهوں نے اسکے اصلي دکهه کیلیے کچهه نهیں کیا !

(٨)

اچها، دنیاے قدیم کے ذخیره میں جو کچهه هے اُسے چهوڑ دو، کلدان و بابل اور یونان و اسکندریه کے کهنڈر اور مسمار شده آثار کے اندر اگر دنیا کیلیے کچهه نه تها، تو بهت ممکن هے که آج لندن اور برلن و پیرس کي عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فهم کو مبهوت کردینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وه چیز ملجاے، جسکے لیے ابتداے خلقت سے حیراں و سرگشته رهي هے !

موجوده تمدن یورپ کي ابتدا جن بڑے بڑے دعووں سے هوتي هے، ضرور هے که وه سب کے سب اس وقت تمهارے سامنے هوں، کیونکه هماري موجوده صحبت انکے اعادے کي متحمل نهیں - هم کو بتلایا گیا تها که موجوده تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئي مشابهت نهیں - اُن کي مختلف شاخوں میں باهم ربط و علاقه نه تها، انکي بنیادیں صحت و حقیقت پر نه تهیں، وه انساني علم و عمل کي تمام شاخوں کو بیک وقت متحمل نه کرسکي تهیں، اُنهوں نے معلومات و اعمال میں کوئي صحیح نظم و ترتیب پیدا نهیں کي، اور اُنهیں اپنے تمدن کي اشاعت اور پهیلاؤ کے وه ذرائع حاصل نه تهے جنکے ذریعه هم نے تمام کرهٔ ارضي کو علم و تمدن کا ایک گهر بنا دیا هے - پس گذشته تمدنوں کي ناکامي سے موجوده تمدن کي ناکامي پر استدلال نهیں کیا جاسکتا - یه اور اسي طرح کے دعوے تهے، جنسے موجوده تمدن کي فضاء بهر گئي تهي، اور جنکے ذریعه اعلان کیا جاتا تها که دنیا میں سب سے بڑي طاقت موجوده تمدن کي هے، حالانکه سب سے بڑا صرف خدا هے :

لقد استکبروا في انفسهم وعتوا عتواً کبیرا - (٢٥ : ٢١)

بلا شبه اُنهوں نے یه کهکر اپنے اندر بڑا گهمنڈ پیدا کیا اور بڑي سخت درجه کي سرکشي کي !

سو اب تم دیکهو که دنیا اپنے اعتراف کا سر جهکانے کیلیے جب تمدن کے اس سب سے بڑے مغرور بت کي طرف جاتي هے، تو اُسے کیا جواب ملتا هے ؟

آج تمدن کے ابلیسانه گهمنڈ کا ملعون بت چور چور کردیا گیا هے، اور خدا کا وه زبردست اور بے پناه هاتهه جو قوم ثمود و عاد، اور بڑي بڑي آبادیوں، اور بڑے بڑے خیموں والوں کو سزا دیچکا تها، اپنے جلال اور هولناکي کي آتشیں چمک دکهلا رها هے - تم یورپ کي موجوده جنگ اور متمدن اقوام کي باهمي قتل و خوں ریزي پر چار پایوں کي طرح نهیں بلکه انسانوںکي طرح نظر ڈالو، اور دیکهو که یه کیا هے جو تمهارے سامنے هو رها هے ؟ یه تمدن اور وحشت کي پیکار نهیں هے، یه علم اور جهل کي ٹکر نهیں هے - یه تمدن هے جو تمدن سے ٹکرا رها هے، یه علم هے جو علم کو ذبح کر رها هے، یه صناعت هے جو صناعت کو پیس رهي هے، یه ایجاد کا مغرور شیطان هے جو ایجاد هي کے شیطان لعین کو ڈس رها هے، اور اسطرح تمدن کا گهمنڈ هي هے جو تمدن کے گهمنڈ کو ریزه ریزه اور پاش پاش کر رها هے :

یخربون بیوتهم بایدیهم - (٥٩ : ٢٠)

اپنے گهروں کو وه اپنے هاتهوں هي سے اُجاڑ رهے هیں -

پس اگر مسکین دنیا اُن انسانوں کو یاد رکهنا چاهتي هے جو تمدن کے پادشاه تهے، علم کے فرمان فرما تهے، اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تهے، تو تم اُسکا هاتهه پکڑو، اور اسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجاکر کهڑا کردو، جهاں تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور لهو کي بدلیوں اور دهویں اور زهریلي گیسوں کي مسموم فضاء کے اندر بچهایا گیا هے، اور مسمار عمارتوں کے کهنڈروں، سرخ سرخ خون کي ندیوں، اور انسانوں کي تڑپتي هوئي لاشوں کے تودوں پر اُسکے سنهري ستون عظمت نصب کیے گئے هیں - پهر اس سے کهو که وه اپني احسانمندي اور شکر گذاري کیلیے اُن عظیم الشان انسانوں میں سے کسي بڑائي کو چهانٹ لے، جو آج گیهوں اور جو کیلیے روتے هیں کیونکه هوا میں اوڑنے کے آلات اور پاني کو مفرد اجزا میں بدل لینے کا علم انکے لیے کچهه کام نه آیا !!

وه ان میں سے کس کو اپني پرستش اور یاد کیلیے چُنیگي ؟ کیا وه اس سب سے بڑے فلسفي کو یاد کریگي، جو چودهویں صدي عیسوي میں آیا اور اس نے تجربه کي راه کهولي، جس راه نے که انسانوں کو هلاکت اور خونریزي کے سب سے زیاده روح پاش آلات تک پهنچادیا ؟ وه کیمسٹري کے اس دیوتا کو یاد کریگي جسپر موجوده تمدن کو سب سے زیاده ناز هے اور جس نے ایسي زهریلي گیسیں

آسمانوں کی وسعت معمور ہے - جسطرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کیلیے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں، بجلیاں چمکتیں، اور موسلا دھار پانی برستا ہے - ٹھیک اسی طرح اقلیم روح و قلب کی فضاء میں بھی تغیرات ہوتے ہیں - یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کیلیے ترستی ہے، تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کیلیے تڑپنے لگتی ہے - یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں، اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں، تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیے - وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے، نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں، عدالت کا باغ ویران ہوجاتا ہے، اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ دنیا کے ہر گوشے اور ہر حصہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے، تو اسوقت روح انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیے - یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے - وہاں انسانیت ہلاک ہوجاتی ہے تو خدا کی ہدایت اسے پھر اٹھا کر بٹھا دیتی ہے :

وهو الذي يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته ، حتى اذا اقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد ميت ، فانزلنا به الماء فاخرجنا به من كل الثمرات ، كذالك نخرج الموتى لعلكم تذكرون - (۷ : ۵۵)

اور وہ پروردگار عالم ہی تو ہے کہ بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے جو باران رحمت کے آنے کی خوشخبری سنا دیتی ہیں - یہاں تک کہ جب اسکا وقت آجاتا ہے تو وہ وزنی بادلوں کو حرکت دیتی ہیں، اور ہم انہیں ایک ایسے شہر کے اوپر لیجا کر پھیلا دیتے ہیں جو ہلاک ہوچکا ہے اور زندگی کیلیے پیاسا ہے - پھر پانی برستا ہے اور زمین کی موت کو زندگی سے بدلدیتا ہے - اسکی نمو بخشی سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں اور مخلوقات اپنی غذا حاصل کرلیتی ہے - ٹھیک اسی طرح ہم مردوں کو بھی اٹھاتے ہیں - اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے سو دراصل ایک مثال ہے، تاکہ تم دانائی اور سمجھ حاصل کرو -

(۳)

عالم انسانیت کی فضاء روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا - وہ رحمت الہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جسکے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی، اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بد حالی کا دور ہمیشہ کیلیے ختم ہوگیا - وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤنگا، اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الہی کی نمود ہوگی، سو بالاخر وہ آگیا، اور سعیر و فاران کی چوٹیوں پر اسکے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں !

یہ ہدایت الہی کی تکمیل تھی، یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبۂ آخری تھا، یہ سلسلۂ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا، یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا، یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی، یہ امۃ مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور اسلیے یہ حضرۃ ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین محمد بن عبد اللہ کی ولادت باسعادت تھی - صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم -

(۴)

یہی واقعۂ ولادۃ نبوی ہے جو دعوۃ اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا، اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جسمیں اس امۃ مسلمہ کی بنیاد پڑی جس کو تمام عالم کی ہدایت و سعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا - یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا، یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدایش نہ تھی، یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا، اسمیں صرف نسلوں اور ملکوں کی بزرگی کی دعوۃ نہ تھی، جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے، اور جیسا کچھ کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے، بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا، یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدایش تھی، یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا، یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا، یہ انسانوں کی بادشاہتوں، قوموں کی بڑائیوں، اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں، بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی !!

بس یہی دن سب سے بڑا ہے، کیونکہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی - اسکی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے، بلکہ وہ تمام کرۂ ارضی کی ایک عام اور مشترک عظمت ہے، جسکو وہ اسوقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اسکو سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے، اور جب تک کہ اسکی زمین اپنی زندگی اور بقاء کیلیے عدالت و صداقت کی محتاج ہے -

(۵)

دنیا میں بڑے بڑے انقلابات ہوے ہیں - یہ انقلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں، اسلیے ان انسانوں کی پیدایش کے ایام کو بھی دنیا عظمت کے ساتھ یاد رکھنا چاہتی ہے، اور اس اعتبار سے اسکی یادگاروں کی فہرست بڑی ہی طویل ہے - اسمیں پادشاہوں کے زر نگار تختوں کی قطاریں ہیں، فاتحوں کی بے پناہ تلواروں کی جھنکار ہے، سپہ سالاروں کے زرہ بکتر کی ہیبت ہے، حکیموں کی حکمتوں اور دانائیوں کے دفاتر ہیں، فلاسفہ و علماء کے علوم و صحائف کے خزائن ہیں، صناعوں کی ایجادیں ہیں، وطن پرستوں کے مواعظ ہیں، قومی پیشواؤں اور ملکی داعیوں کی جانفشانیوں اور سر فروشیوں کی داستانیں ہیں - لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا اگر اپنی عظمت کے اصلی دن کو یاد رکھنا چاہتی ہے، تو ان میں سے کس کو یاد رکھے ؟

ان میں سے کون ہے جس نے دنیا کو سب سے بڑی چیز دی ہے، تاکہ وہ بھی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسیکی یاد کو پیار کرے ؟

(۶)

آؤ، ہم سب سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاہوں کو دیکھیں جنھوں نے دنیا کے بڑے بڑے رقبوں کو نوک شمشیر پر رکھ لیا، اور ایسے ایسے عجیب و غریب ایوانوں اور محلوں میں بسے جنکی دیواریں اور چھتیں چاندی سونے اور لعل و جواہر سے بنائی گئی تھیں - انھوں نے بہت زیادہ مال و متاع جمع کیا، انکے پاس لوہے کے بہت زیادہ آلات خونریزی تھے، اور انکی اطاعت و غلامی میں انسانوں کا سب سے بڑا گلہ تھا - پس انکی پیدایش کے واقعہ کو بھی سب سے زیادہ عظیم الشان اور ناقابل فراموش ہونا چاہیے -

لیکن اگر دنیا انکی پیدایش کو یاد رکھے، تو بتلاؤ کہ دنیا کیلیے انھوں نے کیا کیا ؟ انکی فتوحات بہت وسیع تھیں، اور انکی وہ دولت جو انھوں نے زمین کی بستیوں کو اجاڑ کر لوٹی تھی، بڑے بڑے وسیع رقبوں کے اندر آتی تھی، لیکن دنیا کو اس سے کیا ملا کہ دنیا کی گردن انکی یاد کے آگے جھکے ؟ اگر وہ بہت بڑے فاتح تھے، تو اسکو یوں کہو کہ انھوں نے سب سے زیادہ زمین کو ویران کیا، سب سے زیادہ اسکی آبادیوں کو اجاڑا، سب سے زیادہ خون کی ندیاں بہائیں، اور سب سے زیادہ خدا کے بندوں کے گلے میں اپنی غلامی کی لعنت کا طوق ڈالا - پھر کیا دنیا اپنی ویرانیوں، اپنے قتل و غارت، اپنے نہب و سلب، اور اپنی غلامی کی ملعنت کے ناپاک دنوں کو یاد رکھے ؟ اور جنکی ابلیسیت نے یہ لعنت پھیلائی تھی، انکی پیدائش کی نحوست پر خوشیاں منائے ؟

صرف تورات کو قائم کرنے آیا هوں' خود کوئي نئي دعوت نہیں لایا- (متي ٥ : ١٧) آنهوں نے تصریح کي که میرا مشن صرف بني اسرائیل کي اصلاح تک محدود هے - نیز آنهوں نے غیر قوموں میں منادي کرنے سے روکا (١) اور همیشه اپنے کاموں اور اپني وصیتوں میں اپني تعلیم کو اسرائیل کے گهرانے تک هي محدود رکها - پس در اصل آنهوں نے جو کچهه بهي خدمت کرني چاهیے' وه محض بني اسرائیل نامي ایک مسخ شده قوم کي تهي- تمام دنیا کیلیے آنکے پاس کچهه نه تها -

پهر آنکا ظهور اُس وقت هوا جبکه روم کي ظالمانه حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تها' اور بت پرست قوموں کي جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا کے بڑے حصے کو اپنا غلام بنائے هوے تهیں' لیکن آنهوں نے نه تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچهه کہا' اور نه اس سے کچهه تعرض کیا ۔

پہلي صدي مسیحي کے بعد جسقدر مسیحي قومیں دنیا میں آباد هوئیں' آنکو حضرة مسیح کي تعلیم و دعوت سے کچهه تعلق نه تها' اور وه سر تا سر یونان کے ایک تعلیم یافته یهودي پولس کے مذهب کي پیرو تهیں- پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذهب کے خلاف غیر اسرائیلي انسانوں کو بپتسما دینا شروع کیا' اور اسطرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروه پیدا کرلیا - بس اگر دنیا حضرة مسیح کي طرف جهکنا چاهیگي' تو دنیا کو آنکے کارنامۂ حیات کے لیے بمشکل ایک چوتهائي صدي هاتهه آئیگي' جسکے اندر انکے تربیت یافته حواریوں کے اعمال نظر آ سکتے هیں ۔ اور یه چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا هي عمده نمونه پیش کریں' لیکن ان میں دنیا کیلیے کوئي عام پیام نجات نہیں هے-

پهر اس سے بهي قطع نظر کرو- نتائج کي بحث بعد کو آتي هے' سب سے پہلے دعوة' اعلان' ادعاء' اور نفس تعلیم کا سوال هے - دنیا حضرة مسیح کي یاد پر کیونکر قناعت کرلے جبکه خود انهوں نے دنیا کیلیے کچهه نه کیا' بلکه همیشه اسے ٹهکرایا' مردود کیا' اور اسکے ساتهیوں کو' اسکے دوستوں کو' اور اس سے رشته رکهنے والوں کو خدا کي پادشاهت کي مهرباني سے محروم بتلایا؟ حتی که ایک آخري فتوی دیدیا "تم خدا اور دنیا' دونوں کی خدمت نهیں کرسکتے" (متي ٦ : ٢٥) "اونٹ کا سوئي کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان هے که دولت مند خدا کي پادشاهت میں داخل هو" (متي ١٩ : ٢٣)

اس سے بهي درگذر کرو' اور اِسکي بهتر سے بهتر توجیهه جو کرسکتے هو کرلو - نیز پولس کي دعوة هي کو حضرة مسیح علیه السلام کي دعوة تسلیم کرلو' اور ان تمام قوموں کو جنهوں نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پاني اپنے اوپر چهڑکا' مسیحي دعوة کا پهل مان لو' لیکن پهر بهي مسیحي تحریک کي پوري تاریخ کا کیا حال هے؟ جبتک مسیحیت دنیا پر حکمراں رهي' جسوقت تک مسیحي مذهب کا دیني تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رها' اور جب تک که مسیحي راهنماؤں اور خلیفوں کي غلامي سے دنیا نے انحراف نه کیا' تاریخ شاهد هے که اُس وقت تک اُسکا وجود دنیا کیلیے' دنیا کے علم و تمدن کیلیے' آبادي و عمران کیلیے' اخلاق و پاکیزگي کیلیے' اور ان سب سے بڑهکر یه که انسان کي فطري حریت اور شرف انسانیة کیلیے ایک بدترین لعنت رها' جس نے جلایا' ویران کیا' مسمار کیا' قتل کیا' جیل خانے بهرے' زبانوں پر مهریں لگائیں' انساني دماغوں کو معطل کیا' لیکن انسان اور انسانیت کي راستي و ترقي کیلیے چند لمحوں کا بهي ایک دور پیدا نه کیا - مشهور مورخ گیزو' سیدیو' لامارٹ' اور ڈریپر اس بارے میں همارے لیے بهترین راوي هیں -

لیکن جس وقت سے که مسیحیت کي قوة نے شکست کهائي - تمدن کا غیردیني دور شروع هوا' مذهبي جماعتوں اور مذهبي خلافت (پوپ) کے حلقۂ غلامي سے یورپ آزاد هوگیا' تو اسوقت سے یورپ کے موجوده تمدن کي بنیاد پڑي اور مسیحي قوموں نے ترقي شروع کی -

اگر تم کہتے هو که دنیا کیلیے سب سے بڑي عظمت مسیحي مذهب کے باني میں تهي' تو خود اسکے باني هي نے همیں معیار حق و باطل بهي بتلا دیا هے که "درخت اپنے پهل سے پهچانا جاتا هے" (مرقس ١٩ : ١٦) پس دنیا اگر مسیحي مذهب کي پیدایش کے اندر اپني خوشي کو ڈهونڈهے' تو اسکو انسان کي امن و سلامتي اور فطرة کي آزادي و سعادت کي جگه قتل و غارت اور هلاکت و غلامي کي یادگار کا جشن منانا پڑیگا - کیونکه مسیحیت کے درخت کا صرف یهي پهل همارے سامنے هے -

پهر کیا دنیا اسکے لیے طیار هے ؟

یه جو کچهه تها' مسیحي اقوام کي تاریخ قدیم کي بنا پر تها' لیکن اگر اسپر گذشته دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بهي اضافه کردیا جاے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابسته هیں' تو دنیا کي مایوسي اور زیاده درد انگیز هو جاے -

اسکے بعد مذاهب عالم میں آرین نسلوں کي دعوتیں همارے سامنے آتي هیں لیکن افسوس که دنیا کیلیے انکے پاس بهي کوئي پیام سعادت نہیں - عظیم الشان گوتم بدهه کي تمام تعالیم و وصایا کا ما حصل یه بتلایا جاتا هے که "نجات دنیا کے ساتهه رهکر حاصل نهیں هوسکتي" پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹهکرادیا' دنیا انکے پاس جاکر کیا سکهه حاصل کریگي؟ پهر اس نے جو کچهه بهي بتلایا اور سکهلایا هو' لیکن قوموں اور ملکوں کے دائره هي میں اسکي دعوة محدود رهي - هندوستان مین اُسے شکست ملي تو جاپان اور چین میں جاکر محدود هوگئي - پس زمین اپني اس مصیبت کیلیے جو رقبوں اور ملکوں میں محدود نهیں هے' عظیم الشان بدهه سے کیا حاصل کرسکتي هے ؟

هندوستان کے مذهبي ذخیرۂ تعلیمات اور اُنکي پر اثر قدامت کي رفعت سے هم انکار نهیں کرسکتے' تاهم دنیا کیلیے اُنکے بانیوں کي عظمت کے اندر کیا خوشي هوسکتي هے جبکه کوه همالہ کي دیواروں اور بحر عرب کي موجوں سے باهر بهي دنیا هے' مگر هندوستان کے مذهبي داعیوں نے صرف هندوستان کے اندر بسنے والوں هي کو اپني هدایتیں سپرد کیں -

(١٠)

پس دنیا اگر اپني نجات کیلیے بیچین هے تو اسکے لیے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک هي هے' اور صرف ایک هي کي زندگي میں هے- اسکا دکهه ایک هي هے' اسلیے اسکي شفا کے نسخے بهي ایک سے زیاده نهیں هوسکتے - اسکا پروردگار ایک هے' جو اپنے ایک هي آفتاب کو اسکے خشک و تر پر چمکاتا' اور ایک هي طرح کي بدلیوں سے اسکے آباد و ویرانه کو شاداب کرتا هے' پس اُسکي هدایت و رحمت کا آفتاب بهي ایک هي هے' اور گو بهت سے ستارے اسکي روشني سے اکتساب نور کرتے هوں' مگر ان سب کا مرکز و مبدء نورانیت ایک هي هے :

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا :

و جعلنا سراجاً وهاجا (٧٨ : ١٣)
اور هم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا هي روشن بنایا -

اور اِسي طرح اُسکے ظهور کو بهي "سراج" کہا جسکي هدایت و رحمت کي روشني تمام کرۂ ارضي کي ظلمتوں کیلیے پیام صبح تهي :

---

(١) غیر قوموں کي طرف نه جانا اور نه سامریوں کے کسي شهر میں داخل هونا بلکه اسرائیل کے گهرانے کي کهوئي هوئي بهیڑوں کے پاس جانا (متي ٩ : ٦)

ایسے مهلک بم اور شل ، اور ایسے بے پناه مرکبات بنادیے جنکے آگے انساني جماعتیں بالکل بے بس هوجاتي هیں ، اور منٹوں کے اندر بڑي بڑي آبادیاں موت کي لعنت سے بهر جاتي هیں ؟ اچها ، بهاپ کي طاقت کے موجد کو بلاؤ ، اسکي بڑائي کیسي عجیب تهي جس نے بهاپ کي غیر معلوم طاقت کو انسان کے تابع کردیا ؟ لیکن آه ! وه اُس دنیا کیلیے کیا کرے جو موت کي نهیں ، بلکه زندگي کي بهوکي هے ، اور دیکهه رهي هے که بهاپ کے شیطان هي کے اندر وه سب سے بڑي بے پناه خباثت هے ، جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بهیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کي سب سے بڑي پهنکار ماري هے ، اور تمام انساني علم و دانائي اسکے بچاؤ کیلیے بیکار هے ؟

پهر کیا دنیا تمدن و علم کے اُن مغرور بانیوں کي پیدائش پر خوشیاں منائے جنهوں نے اسکي موت اور هلاکت کیلیے تو سب کچهه کیا ، پر اسکے امن و سلامتي اور سعادت و طمانیت کیلیے کچهه نه کرسکے ؟ انکے پاس انسان کے اڑنے ، سمندروں کے اندر جانے ، بجلي کو قابو میں کرنے ، هوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامه و پیام کا سفیر بنانے ، اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑي تیزي سے چلنے والي سواریوں کیلیے تو بڑا ذخیره هے ، لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے ، خدا کي عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے ، امن اور راحت کي پادشاهت کے قائم کرنے ، ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے ، طاقت اور حکم کے جبر سے ضعف اور ناتواني کو بچانے ، اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کي طرح نهیں ، بلکه انسانوں کي طرح بسادینے کیلیے کچهه بهي نهیں هے !

تم نے یورپ کے تمدن کي کتوں کي طرح لوٹ کر اور بهیڑوں کی طرح چلکر همیشه پرستش کي هے ، اور مذهب کي تعلیمات کي هنسي اوڑائي هے که وه اخرة اخرة کهتا هے مگر یورپ کي طرح دنیا کیلیے کچهه نهیں بتلاتا ، لیکن شاید تم آج قرآن حکیم کي اس آیت کو سمجهه سکو جسکے متعلق حدیث صحیح میں آیا هے که اسکي تلاوت آخري زمانے کے فتنه سے بچائیگي :

هل ننبئـــكم بالاخسرين اعمالا ؟ الذين ضل سعيهم في الحيـــواة الدنيـــا وهم يحسبـــون انهـــم يحسنون صنعا اولائـــك الذين كفروا با يات ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامه وزنـــا - (۱۸ : ۱۰۴)

تم کو بتلاؤں که سب سے زیاده ناکام و نامراد کام کرنے والے کون هیں ؟ وه جنکي تمام قوة سعي صرف دنیا کي زندگي سنوارنے هي میں کهوئي گئي اور جهـل حقیقـت نے ان میں یـه گهمـنـڈ پیـدا کـردیا کـه وه بهت هي خوبیوں کا کام کر رهے هیں ، یهي لوگ هیں جنهوں نے الله کي نشانیوں اور اسکے رشتے کو نه سمجها اور اس سے انکار کیا ، پس انکا تمام کیا دهرا برباد گیا ، اور قیامت کے دن انهیں کوئي وزن نصیب نهوگا -

دوسري جگه ارباب کفر کے اعمال یه بتلائے :

یعلمون ظاهـــرا مـــن الحیاة الدنیا وهم عـــن الاخـــرة غـــافـــلـــون -

صرف دنیا کي زندگي کا ایک ظاهري پهلو انهوں نے جان لیا هے اور وه آخرة کے علاقوں سے بالکل غافل هوگئے هیں !

" اخرة " سے مقصود یه نهیں هے که دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کردیے جائیں ، بلکه اسکي عملي تفسیر یورپ کي موجوده زندگي کو سمجهو جسنے اپنے تئیں صرف دنیا هي کیلیے وقف کردیا اور اسکے گهمنڈ میں وه الله اور اوسکے رشتے کیلیے کوئي وقت اور فکر نه نکال سکي - نتیجه یه نکلا که اس نے وه چیز تو حاصل کرلي جسکا نام تمدن رکها گیا هے ، لیکن وه شے حاصل نه کرسکي جو انسان کیلیے امن حقیقي کي راه ، اور سلام و سعادت فطري کي صراط مستقیم هے -

(۹)

تم کهه سکتے هو که یه اُن انسانوں کا حال هے جنکي بڑائیاں صرف جسم و ماده تک محدود تهیں - لیکن اگر دنیا کیلیے اُنکي پیدائش کي یاد میں کوئي تسکین اور راحت نهیں هے تو وه ان تمام صفوں سے باهر آجائیگي ، اور دنیا کے بڑے بڑے مذهبوں کے دامن میں پناه لیگي - وه بانیان مذهب کي عظمتوں کا نظاره کریگي ، وه خدا کے رسولوں اور اُسکے پاک پیامبروں کے پیغامبروں کو تهونڈهیگي !

هاں ، اگر دنیا ایسا کرے تو یه في الحقیقت اُسکي مصیبتوں کا خاتمه هوگا ، اُسکے دائمي درد اور بیقراریوں کیلیے سکهه اور راحت کي ایک حیات بخش کروٹ هوگي ، اور وه بلا شبهه منزل مقصود کو پالیگي - قرآن حکیم نے بهي اُسکے دکهه کا یهي علاج بتلایا هے ، اور جبکه وه پادشاهوں ، قومي پیشواؤں ، کاهنوں ، اور علم و مذهب کے جهوٹے مدعیوں کے دامن غرور میں لپٹي هوئي تهي ، تو اسے وصیت کي که وه سچائي کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کي راه اختیار کرے ، اور اُنهي کی زندگي کو اپنا نصب العین بنائے :

اهـد نا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم

خدایا تو همیں صراط مستقیم پر چلا ، وه صراط مستقیم جو تیرے نبیوں ، صدیقوں ، شهیدوں ، صالح بندوں کي راه عمل هے !

لیکن دیکهنا یه هے که اس میدان میں بهي آکر وه کونسي زندگي هے ، جس نے اعمال دعوة کے اندر دنیا کو پیام امن و سعادت ملسکتا هے ؟

دنیا میں آج جو بڑے بڑے مذاهب موجود هیں ، وه علم الاقوام کي تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کیے جاسکتے هیں - ایک سمیٹیقي سلسله هے جسکے ماتحت یهودي اور مسیحي قومیں ابتک دنیا میں باقي هیں - دوسرا آرین سلسله هے جس سے گوتم بدهه اور هندوستان کے تمام داعیان مذاهب وابسته هیں -

پهر دنیا کیلیے اگر سب سے بڑا رسول یهودي مذهب کي تاریخ میں هے ، تو وه حضرة موسی علیه السلام کي زندگي اور انکي پیدائش کو سب سے بڑا واقعه قرار دیگي - لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاها تو اسے یه سمجهنے کا حق حاصل هے که حضرة موسی علیه السلام کے اعمال حیاة میں اپنے لیے پیام امن تهونڈهے - حضرة موسی کي حیاة مقدس کا سب سے بڑا کارنامه یه هے که انهوں نے مصر کي ایک جابر و ظالم گورنمنت کے پنجهٔ استبداد سے بني اسرائیل کو نجات دلائي ، اور اسے غلامي کي ناپاکي سے نکالکر جو انسانیت کیلیے سب سے بڑي ناپاکي هے ، حکومت اور امن و عزت کي طهارت تک پهنچادیا -

بلا شبه اُنهوں نے اپني قوم یعني بني اسرائیل کي نسل کیلیے بڑا هي مقدس جهاد کیا ، اور یه انکا یادگار عالم اسوۂ حسنه هے جسکي دنیا کو تقدیس کرني چاهیے - لیکن سوال یه هے که اُنهوں نے تمام دنیا کیلیے کیا کیا ؟ دنیا صرف بني اسرائیل هي کا نام نهیں هے - غیر الهي عبودیت کي زنجیریں صرف بني اسرائیل هي کے پاؤں میں نهیں تهیں ، بلکه کرۂ ارضي کي تمام آبادي کے پاؤں اس کے بوجهه سے زخمي تهے ، پس دنیا کیلیے وهي تلوار محبوب هوسکتي هے جو صرف فرعون کي ڈالي هوئي زنجیروں هي کو نه کاٹے ، بلکه دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو اُلٹ دے ؟

انهوں نے صرف بني اسرائیل کو غلامي سے نجات دلائي ، مگر تمام دنیا غلامي سے نکلنے کي آرزو مند هے -

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلي مذهب مسیحي تحریک کا هے - لیکن مسیحي دعوت کي تعلیم همارے سامنے هے - اسکے علاوه مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچهه کهینگي ، هم اُنهیں حضرة مسیح کے نام سے قبول نهیں کرسکتے - حضرت مسیح نے کها که میں

متاع ھے ' اور تم اپنے ان پاک جذبات کي جتني بھي حفاظت کرو کم ھے - تمھارا یہ عشق الہي ھے ' تمھاري یہ محبت رباني ھے ' تمھاري یہ شیفتگي انساني سعادت اور راست بازي کا سرچشمہ ھے ' تم اُس وجود مقدس و مطہر کي محبت رکھتے ھو جسکو تمام کائنات انساني میں سے تمھارے خدا نے ھر طرح کي محبوبیتوں اور ھر قسم کي محمودیتوں کیلیے چن لیا ' اور محبوبیۃ عالم کا خلعت اعلی صرف اسي کے وجود اقدس پر راست آیا - کرۂ ارضي کي سطح پر انسان کیلیے بڑي سے بڑي بات جو لکھي جاسکتي ھے ' زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ھے ' اعلی سے اعلی مدح و ثنا جو کي جاسکتي ھے ' غرضکہ انسان کي زبان انسان کے لیے جو کچھ کہہ سکتي اور کرسکتي ھے ' وہ سب کا سب صرف اُسي ایک انسان کامل و اکمل کیلیے ھے ' اور اسکا مستحق اسکے سوا کوئي نہیں :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ھر جا کنیم سجدہ بداں آستاں رسد

وللہ درما قال :

عباراتنا شتی و حسنک واحد
و کل الی ذاک الجمال یشیر !

(وحدہ لا شریک)

خدا کي الوھیت و ربوبیت جس طرح وحدہ لا شریک ھے کہ کوئي ھستي اُسکي شریک نہیں ' اسي طرح اس انسان کامل کي انسانیۃ اعلی اور عبدیت کبری بھي وحدہ لا شریک ھے کیونکہ اُسکي انسانیت و عبدیت میں کوئي اسکا ساجھا نہیں ' اور اُسکے حسن و جمال فردانیت کا کوئي شریک نہیں :

منزہ عن شریک في محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

یہي وجہ ھے کہ قران حکیم میں تم دیکھتے ھو کہ تمام انبیاء کرام علیھم الصلواۃ و السلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا ' وھاں اُن سب کو اُنکے ناموں سے پکارا ھے ' اور انکے واقعات کا بھي ذکر کیا ھے تو انکے ناموں کے ساتھ کیا ھے - لیکن اس انسان کامل ' اس فرد اکمل ' اس صفات عبدیۃ کے وحدہ لا شریک کا اکثر مقامات میں اسطرح ذکر کیا ھے کہ نہ تو اُسکا نام لیا گیا ' نہ ھي کسي دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا ' بلکہ صرف " عبد " کے لفظ سے اسکے پروردگار نے اُسے یاد فرمایا :

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی -	کیا پاک ھے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے "عبد" کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کي سیر کرائي !

سورۂ جن میں فرمایا :

و انہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا -	اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کیلیے کھڑا ھوتا ھے تاکہ اللہ کو پکارے ' تو کفار اُسکو اسطرح گھیر لیتے ھیں گویا قریب ھے کہ اُس پر آ گرینگے !

سورۂ کہف کو اس آیۃ سے شروع کیا :

الحمد للہ الذي انزل علی عبدہ الکتاب -	تمام تعریفیں اللہ کیلیے ھیں جسنے اپنے "عبد" پر کتاب اُتاري -

سورۂ فرقان کي پہلي آیت ھے :

تبارک الذي نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا -	کیا ھي پاک ذات ھے اُسکي جسنے "الفرقان" اپنے "عبد" پر اُتارا تاکہ وہ تمام عالم کي ضلالتوں کیلیے ڈرانے والا ھو !

اسي طرح سورہ نجم میں کہا : فاوحی الی "عبدہ" ما اوحی ' حدید میں کہا : ینزل علی "عبدہ" آیات - پس ان تمام مقامات میں آپکا اسم گرامي نہیں لیا ' بلکہ اسکي جگہ صرف "عبد" فرمایا - حالانکہ بعض دیگر انبیاء کے لیے اگر عبد کا لفظ فرمایا ھے تو اسکے ساتھ نام کي تصریح بھي کردي ھے - سورہ مریم میں حضرۃ ذکریا کیلیے فرمایا : ذکر رحمۃ ربک عبدہ ذکریا - سورہ ص میں کہا : و اذکر عبدنا داؤد - نیز : و اذکر عبدنا ایوب -

اس خصوصیت و امتیاز سے اسي حقیقت کو واضح کرنا مقصود الہي تھا کہ اس وجود گرامي کي عبدیۃ اور بندگي اس درجۂ آخري و مرتبۂ قصوی تک پہنچ چکي ھے جو انسانیۃ کي انتہا ھے ' اور جسمیں اور کوئي عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں - پس عبدیۃ کا فرد کامل وھي ھے ' اور اسلیے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اسکو ناموں اور علموں کي طرح پہچنوا دیتا ھے - کیونکہ تمام کائنات ھستي میں اُسکا سا اور کوئي عبد نہیں !

پس یہ وہ تھا کہ اسکے صفات الاھیہ کا یہ حال ھے ' اسکي انسانیۃ و عبدیۃ کي وحدت اسطرح فرمانفرماے جمیع کائنات ھے ' اسکي محبت و محبوبیت کا خود رب السماوات والارض نے اعلان کیا ' اور اسکي رحمت کو اپني ربوبیت کي طرح تمام عالمین پر محیط کردیا ' اُسکو اللہ نے اپني صفات رافت و رحمت سے متصف فرمایا ' اور اگر اپنے آپکو الرحمن الرحیم کہا تو اسے بھي بالمومنین روف الرحیم قرار دیا - اسکو تمام قرآن حکیم میں کبھي بھي نام لیکر نہ پکارا ' بلکہ کبھي صداے عزت سے نوازا کہ یا ایہا الرسول اور کبھي طریق محبت سے پکارا کہ یا ایہا المزمل ! اسکے وجود کي عزت و عظمت کو اپني عزت کي طرح اپنے بندوں پر فرض کردیا ' اور جابجا حکم دیا کہ تعزروہ و توقروہ (اسکي عزت کرو اور اسکي توقیر بجا لاؤ) پھر وہ کہ اسکي محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اسکا وجود مقدس و اطہر تو بڑي چیز ھے ' وہ جس آبادي میں بسا اور جس شہر کي گلیوں میں چلا پھرا ' اسکي عزت کو بھي خداے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا :

لا اقسم بھذ البلد و انت حل بھذ البلد -	ھم مکہ کي قسم کھاتے ھیں مگر اسلیے کہ تیرا وجود اُسکي سرزمین میں رھا اور بسا ھے !

و من مذھبي حب الدیار لاھلھا
و للناس فیما یعشقون مذاھب

پس جسکي قدوسیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ ھو ' اُسکي یاد میں جتني گھڑیاں بھي کٹ جائیں ' اُسکے عشق میں جتنے آنسو بھي بہہ جائیں ' اُسکي محبت میں جتني آھیں بھي نکل جائیں ' اور اُسکي مدح و ثنا میں جسقدر بھي زبانیں زمزمہ پیرا ھوں ' انسانیت کا حاصل ' روح کي سعادت ' دل کي طہارت ' زندگي کي پاکي ' اور ربانیت و الاھیت کي پادشاھي ھے - و للہ درما قال :

راہ تو بہر قدم کہ پویند خوش ست
وصل تو بہر سبب کہ جویند خوش ست !
روے تو بہر دیدہ کہ بینند نکوست
نام تو بہر زباں کہ گویند خوش ست !

(جشن حصول و ماتم ضیاع)

لیکن جبکہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ [illegible] اس ماہ کے واقعۂ ولادت کي یاد میں خوشیاں مناتے ھو ' تو [illegible] مسرتوں کے اندر تمھیں کبھي اپنا وہ ماتم بھي یاد آتا ھے جسکے بعد اب تمھاري کوئي خوشي نہیں ھو سکتي ؟ کبھي تم نے اس حقیقت پر بھي غور کیا ھے کہ یہ کس کي پیدایش ھے جسکي یاد کیلیے تم سر و سامان جشن کرتے ھو ؟

انـا ارسلناک شاهداً و مبشراً و نذیراً، و داعیاً الی الله باذنه و سراجاً منیـرا -	اے پیغمبر اسلام! هم نے تمکو دنیا کے آگے حق کي گواهي دینے والا، سعادت انسانیۃ کي خوشخبري پهیلانے والا، الله کي طرف اسکے بندوں کو بلانے والا، اور دنیا کي تاریکیوں کیلیے ایک چراغ نوراني بناکر بهیجا -

پس تمام کرۂ ارضي کي روشني کیلیے یهي ایک آفتاب هدایت هے، جسکي عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپني تمام تاریکیوں کیلیے نور بشارت پاسکتي هے، اور اِس لیے صرف وهي ایک هے جسکے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبهي نهیں بهلا سکتي، اور اگر اس نے بهلا دیا هے تو وہ وقت دور نهیں جب اسے کامل عشق و شیفتگي کے ساتهه صرف اسي کے آگے جهکنا پڑیگا، اور آسي کو اپنا کعبۂ امید بنانا پڑیگا -

اس مقدس پیدایش نے دنیا میں ظاهر هوکر یه نهیں کہا که میں صرف بني اسرائیل کو فرعون کي غلامي سے نجات دلانے آیا هوں، بلکه اس نے کہا که تمام عالم انسانیت کو غیرِ الهي غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظهور هے - اس نے صرف اسرائیل کے گهرانے کي گم شده رونق هي سے عشق نهیں کیا، بلکه تمام عالم کي اُجڑي هوئي بستي پر غمگیني کي، اور انکي دوباره رونق و آبادي کا اعلان کیا - اس نے اُس خدا کي محبتوں کي طرف دعوۃ نهیں دي جو صرف سینا کي چوٹیوں یا هماله کي گهاٹیوں میں بستا هے، بلکه اُس رب العالمین کي طرف بلایا جو تمام نظام هستي کا پروردگار هے، اور اسلیے تمام کائنات عالم کو اپني طرف بلا رها هے - هم کو دنیا میں سکندر ملتا هے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاها تها، لیکن هم دنیا کي پوري تاریخ میں خدا کے کسي رسول کو نهیں پاتے جس نے تمام عالم کي ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جهاد کیا هو - اسکا صرف ایک هي اعلان هے جو آغاز خلقت سے ابتک کیا گیا هے، اور اسلیے اگر دنیا نسلوں، قوموں، اور رقبوں کا نام نهیں هے بلکه مخلوقات الهي کي اُس پوري نسل کا نام هے جو کرۂ ارضي کي پیٹهه پر بستي هے، تو وه مجبور هے که هر طرف سے مایوسي کي نظریں هٹا کر صرف اس ایک هي اعلان علم کے آگے جهک جاے اور صرف اسي کي پیدایش کے دن کو اپني عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے:

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبـده لیـکون للعالمین نذیرا (۲۵ : ۱)	کیا هي پاک اور برکتوں کا سرچشمه هے ذات اُسکي جس نے اپنے برگزیده بندے پر الفرقان نازل کیا تاکه وہ قوموں اور ملکوں هي کیلیے نهیں بلکه تمام عالموں کي ضلالت کیلیے تولنے والا هو!

دنیا میں جسقدر داعیان حق و صداقت کے اعلانات موجود هیں، اگر دنیا انکو بهلا دیگي، تو یه صرف قوموں اور ملکوں کي سعادت کي فراموشي هوگي، کیونکه اس سے زیاده انهوں نے کچهه نه کہا، لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بهلا دیا، تو یه تمام کرۂ ارضي کي نجات کو بهلا دینا هوگا، کیونکه ربیع الاول کي رحمت کسي ایک سرزمین کیلیے نهیں بلکه تمام عالمین کیلیے تهي -

(۱۱)

یهاں تک جو کچهه حوالۂ قلم هوا، یه محض ایک تمهید تهي اور اسلام کي رحمت عامه کا ایک سرسري مطالعه لیکن اسکے بعد اصلي سوال همارے سامنے آتا هے - یعني اس پیدایش نے دنیا کي حقیقي اور عالمگیر مصیبت کیلیے کیا کیا؟ اور انسانیت کي سعادت و ارتقاء فطري کي کیونکر تکمیل کي؟ اس مبحث عظیم کا احاطه و استقصاء تو ممکن نهیں، لیکن چند سرسري اشارات آینده نمبر میں ملینگے -

مواعظ و خطب

ماه ربیـع الاول

اور جشن تذکار ولادت نبوي صلی الله علیه و سلم

آن رازکه در سینـه نهانسـت نه وعظ سـت
بر دار توان گفـت، به منبر نه توان گفـت!

عزیزان ملت! ماه ربیع الاول کا ورود تمهارے لیے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام هوتا هے - کیونکه تم کو یاد آجاتا هے که اسي مهینے کے ابتدائي هفتوں میں خدا کي رحمت عامه کا دنیا میں ظهور هوا، اور اسلام کے داعي برحق کي پیدایش سے دنیا کي دائمي غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کي گئیں - صلی الله علیه و علی اله و صحبه و سلم -

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور هوجاتے هو، تمهارے اندر خدا کے رسول برحق کي محبت و شیفتگي ایک بیخودانه جوش و محویت پیدا کردیتي هے - تم اپنا زیاده سے زیاده وقت اسي کي یاد میں، اسي کے تذکره میں، اور اسي کي محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاهتے هو!

تم اسکے ذکر و فکر کي مجلسیں منعقد کرتے هو، انکي آرایش و زینت میں اپني محنت و مشقت کي کمائي بے دریغ لٹاتے هو، خوشبودار اور تروتازه پهولوں کے گلدستے سجاتے هو، کافوري شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقي روشني کے بکثرت کنول روشن کرتے هو، عطر و گلاب کي مهک اور اگر کي بتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچهي طرح معطر کردیتا هے، تو اوسوقت مدح و ثنا کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کي یـاد کو ڈهونڈهتے هو، اور بسا اوقات تمهاري آنکهوں کے آنسو اور تمهارے پر محبت دلوں کي آهیں اسکے اسم مبارک سے والهانه عشق کرتیں اور اُسکے عشق سے حیات روحاني حاصل کرتي هیں!

پس کیا مبارک هیں وه دل جنهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے رب السماوات و الارض کے محبوب کو چنا! اور کیا پاک و مطهر هیں وه زبانیں جو سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کي مدح و ثنا میں زمزمه سنج هولیں!

مصلحـت دیـد مـن آنست که یاراں همه کار
بگذارنـنـد و خـم طـرۂ یارے گیـرند!

انهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے اسکي محبوبیت کو دیکها، جسکو خود خدا نے اپني چاهتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا، اور انکي زبانوں نے اُسکي مدح و ثنا کي، جسکي مدح و ثنا میں خود خدا کي زبان، اسکے ملائکه اور قدوسیوں کي زبان، اور کائنات ارضي کي تمام پاک روحوں اور سعید هستیوں کي زبان، انکي شریک و هم نوا هے:

ان الله و ملائکته یصلون علی النبي، یا ایها الذین امنـوا، صلـوا علیـه و سلـموا تسلیمـا (۳۳ : ۵۶)

(کائنات هستي کي محبوبیۃ اعلی)

بلا شبه محبت نبوي اور عشق محمدي کے یه پاک ولولے اور یه مخلصانه ذوق و شوق تمهاري زندگي کي سب سے زیاده قیمتي

وه جو کچهه لايا اسميں غمگيني کي چيخ نه تهي ، ماتم کي آه نه تهي ، ناتواني کي بے بسي نه تهي ، اور حسرت و مايوسي کا آنسو نه تها ، بلکه يکسر شادماني کا غلغله تها ، جشن و مراد کي بشارت تهي ، کاميابي و عيش فرمائي کي بهار تهي ، طاقت اور فرمان فرمائي کا اقبال تها ، اميد اور يقين کا خندۂ عيش تها ، زندگي اور فيروز مندي کا پيکر و تمثال تها ، فتح مندي کي هميشگي تهي ، اور نصرة و کامراني کي دائمي :

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التي كنتم توعدون - نحن اوليائكم في الحيوٰة الدنيا والاخرة و لكم فيها ما تشتهي انفسكم و لكم ما تدعون -	الله کے وه صالح بندے جنهوں نے دنيا کي تمام طاقتوں سے کٹ کر کہا که الله هي همارا رب هے اور اسکے سوا کوئي نهيں ، پهر ساتهه هي اسپر جم گئے اور ثابت قدمي کے ساتهه اپني خدا پرستي کو قائم کيا ، سو يه وه لوگ هيں که کامراني و فتح مندي کيليے خدا نے انکو چن ليا هے - وه اپني ملائکه نصرت کو انپر بهيجتا هے جو هردم پيام شادماني و کاميابي پهنچاتے هيں که نه تو تمهارے ليے خوف هے اور نه کسي طرح کي غمگيني - دنيا کي زندگي ميں بهي تم خدا کي نصرة و حمايت سے فتح مند و کامياب هوگے اور اخرة ميں بهي خدا کي مهربانيوں سے بامراد - الله کي تمام نعمتيں صرف تمهارے هي ليے هيں ، تم جو نعمت چاهوگے تمهيں مليگي اور جس چيز کو پکاروگے پاؤگے -

(لا تهنوا ولا تحزنوا)

کيونکه وه جو ربيع الاول ميں آيا ، اس نے کہا که غم اور ناکامي انکے ليے هوني چاهيے جنکے پاس کاميابي و نصرة بخشنے والے کا رشته نهيں هے ، پر وه جو جنهوں نے تمام انساني اور دنياوي طاقتوں سے سرکشي کرکے صرف خدا کي قدوس طاقت کے ساتهه وفاداري کي ، اور اس ذات کو اپنا دوست بنا ليا جو ساري خوشيوں کا دينے والا اور تمام کاميابيوں کا سرچشمه هے ، تو وه کيونکر غمگيني پاسکتے هيں ، اور خدا کے دوستوں کے ساتهه اسکي زمين ميں کون هے جو دشمني کرسکتا هے ؟

ذالك بان الله مولى الذين آمنوا ، وان الكافرين لا مولى لهم (۴۷ : ۱۲)	اسليے که الله مومنوں کا دوست اور حامي هے مگر کافروں کا نهيں جنهوں نے اس سے انکار کيا -

جن پاک روحوں نے خدا کي سچائي اور کلمۂ حق و عدل کي خدمت گذاري کيليے اپنے آپکو وقف کرديا ، وه کسي سے نهيں ڈرسکتے ، البته انکي هيبت و قهاريت سے دنيا کو ڈرنا چاهيے :

فلا تخافوهم ، و خافون ان كنتم مومنين (۳ : ۱۷۰)	دشمنان حق کي شيطاني هيبتوں سے نه ڈرو ، الله سے ڈرو اگر في الحقيقت تم مومن هو -

دنيا ميں متضاد سے متضاد اجزا باهم جمع هوسکتے هيں - آگ اور پاني ممکن هے که ايک جگه جمع هو جائيں ، شير اور بکري هوسکتا هے که ايک گهاٹ سے پاني پي ليں ، ليکن خدا کا " ايمان " اور " انسان کا خوف " يه دو چيزيں ايسي متضاد هيں جو کبهي بهي ايک دل ميں جمع نهيں هوسکتيں ، اور اگر ايک بد بخت ايمان الهي کا دعوا کرکے انسان کے ڈر سے بهي کانپ رها هے ، تو تم اسے ان کنکروں اور پتهروں کي طرح ٹهکرا دو جو انسان کي راه ميں لڑهکر آجاتے هيں ، تاکه دوڑنے والوں کيليے ٹهوکر بنيں ، کيونکه وه ايمان کے يقين سے محروم هے

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مومنين -	نه هراساں هو اور نه غمگين هو ، تمهيں سب پر غالب آنے والے هو اگر تم سچے مومن هو !
الا ان اولياء الله لا خوف عليهم و لا هم يحزنون -	ياد رکهو که جو لوگ الله کے دوست اور اسکے چاهنے والے هيں ، انکے ليے نه تو کوئي خوف هے اور نه کبهي وه غمگين هونگے !

(استبدال نعمت)

ليکن آج جبکه تم عيد ميلاد کي مجلسيں منعقد کرتے هو ، تو تمهارا کيا حال هے ؟ وه تمهاري دولت کهاں هے جو تمهيں دي گئي تهي ؟ وه تمهاري نعمت کامراني کدهر گئي جو تمهيں سونپي گئي تهي ؟ وه تمهاري روح حيات کيوں تمهيں چهوڑ کر چلي گئي ، جو تم ميں پهونکي گئي تهي ؟ آه ! تمهارا خدا تم سے کيوں روٹهه گيا ؟ اور تمهارے اقا نے کيوں تم کو صرف اپني هي غلامي کيليے نه رکها ؟ کيا ربيع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعده نهيں پهنچايا تها که عزت صرف تمهارے هي ليے هے ؟ اور اس دولت کا اب زمين پر تمهارے سوا کوئي وارث نهيں ؟

ان العزة لله و لرسوله و للمومنين و لكن المنافقين لا يعلمون -	عزت الله کيليے هے ، اسکے رسول کيليے ، اور مومنوں کيليے ، ليکن جن کے دل نفاق سے کهوے گئے وه اس حقيقت کو نهيں جانتے -

پهر يه کيا انقلاب هے که تم ذلت کيليے چهوڑ ديے گئے هو ، اور عزت نے تم سے منهه چهپا ليا هے ؟ کيا خدا کا وعدۂ نصرة تم تک نهيں پهنچايا گيا تها که :

و كان حقا علينا نصر المومنين (۳۰ : ۴۷)	مسلمانوں کو نصرت و فتح دينا همارے ليے ضروري هے - يه کسي طرح نهيں هوسکتا که هم غيروں کو فتحياب کريں اور مومن ناکام رهجائيں -

پهر يه کيوں هے که تم نے کاميابي نه پائي اور کام و مراد نے تمهارا ساتهه چهوڑ ديا ؟ کيا خدا کا وعده سچا نه تها ؟ اور کيا وه اپنے قول کا پکا نهيں ؟ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ايمان رکهتے اور انکے حکموں کے آگے گرنا جانتے هو ، خدا کے وعدۂ لا يخلف الميعاد کيليے اپنے اندر ايمان کي کوئي صدا نهيں پاتے ؟ آه ! نه تو اسکا وعده جهوٹا تها اور نه اس نے اپنا رشته توڑا ، مگر تم هي هو ، تمهاري هي محرومي و بے وفائي هے ، تمهارے هي ايمان کي موت اور راستي کي حرماني هے جس نے اپنے پيمان وفا کو توڑا ، اور خدا کے مقدس رشتے کي عزت کو اپني غفلت و بد اعمالي اور غيروں کي پرستش و بندگي سے بٹه لگايا :

ذالك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم و ان الله ليس بظلام للعبيد (۸ : ۵۵)	اسليے که خدا کبهي کسي قوم کي نعمت کو محرومي سے نهيں بدلتا جب تک وه قوم خود هي اپنے اندر تبديلي نه کردے اور وه اپنے بندوں کيليے ظالم نهيں هے که انکو بغير جرم کے سزا دے -

خدا اب بهي غيروں کيليے نهيں بلکه صرف تمهارے هي ليے هے ، بشرطيکه تم بهي غيروں کے ليے نهيں بلکه صرف خدا هي کيليے هوجاؤ :

ان تنصروا الله ينصركم و يثبت اقدامكم -	اگر تم خدا کے کلمۂ حق کي مدد کروگے تو الله بهي تمهاري مدد کريگا اور تمهارے اندر ثابت قدمي اور مضبوطي پيدا کرديگا -

(يادگار حريت)

تم ربيع الاول ميں آنے والے کي ياد اور محبت کا دعوا رکهتے هو ، اور مجلسيں منعقد کرکے اسکي مدح و ثنا کي صدائيں بلند کرتے هو ، ليکن تمهيں کبهي بهي يه ياد نهيں آتا که جسکي ياد کا تمهاري زبان دعوا کرتي هے ، اسکي فراموشي کيليے تمهارا هر عمل گواه هے ؟ اور جسکي مدح و ثنا ميں تمهاري صدائيں زمزمه سرا هوتي هيں ، اسکي عزت کو تمهارا وجود بٹه لگا رها هے ؟ وه دنيا ميں اسليے آيا تها تاکه انسانوں کو انساني بندگي سے هٹا کر صرف الله کي عبوديت کي صراط مستقيم پر چلائے ، اور غلامي کي ان تمام زنجيروں سے هميشه کيليے نجات دلا دے جنکے بڑے بڑے بوجهل حلقے انهوں نے اپنے پانوں ميں ڈال ليے تهے :

يضع اسرهم و اغلالهم التي كانت عليهم	پيغمبر اسلام کے ظهور کا مقصد يه هے که گرفتاريوں اور بندشوں سے انسان کو

یه کون تها جسکي ولادت کے تذکره میں تمهارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام هے ؟

آه ! اگر اس مهینه کي آمد تمهارے لیے جشن و مسرت کا پیام هے کیونکه اسي مهینے میں وه آیا جسنے تم کو سب کچهه دیا تها ' تو میرے لیے اس سے بڑهکر اور کسي مهینے میں ماتم نهیں ' کیونکه اس مهینے میں پیدا هونے والے نے جو کچهه همیں دیا تها ' وه سب کچهه هم نے کهو دیا - اسلیے اگر یه ماه ایک طرف بخشنے والے کي یاد تازه کرتا هے ' تو دوسري طرف کهونے والوں کے زخم کو بهي تازه هو جانا چاهیے :

ما خانه رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

تم اپنے گهروںکو مجلسوں سے آباد کرتے هو ' مگر تمهیں اپنے دل کي اجڑي هوئي بستي کي بهي کچهه خبر هے ؟ تم کافوري شمعوں کي قندیلیں روشن کرتے هو ' مگر اپنے دل کي اندهیاري کو دور کرنے کیلیے کوئي چراغ نهیں ڈهونڈهتے ؟ تم پهولوں کے گلدستے سجاتے هو ' مگر آه ' تمهارے اعمال حسنه کا پهول مرجها گیا هے - تم گلاب کے چهینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاهتے هو ' مگر آه تمهاري غفلت ' که تمهاري عظمت اسلامي کي عطر بیزي سے دنیا کي مشام روح یکسر محروم هے ! کاش تمهاري مجلسیں تاریک هوتیں ' تمهارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذره نصیب نه هوتا ' تمهاري آنکهیں رات رات بهر مجلس آرائیوں میں نه جاگتیں ' تمهاري زبانوں سے ماه ربیع الاول کي ولادت کیلیے دنیا کچهه نه سنتي ' مگر تمهاري روح کي آبادي معمور هوتي ' تمهارے دل کي بستي نه اجڑتي ' تمهارا طالع خفته بیدار هوتا ' اور تمهاري زبانوں سے نهیں مگر تمهارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوي کي مدح و ثنا کے ترانے اٹهتے : فانها لا تعمى الابصار و لکن تعمى القلوب التي في الصدور :

سچ یه تو هے دل زنده ' تو نه مرجاے
که زندگاني عبارت هے تیرے جینے سے !

پهر آه وه قوم ' اور صد آه اس قوم کي غفلت و ناداني ' جسکے لیے هر جشن و مسرت میں پیام ماتم هے ' اور جسکي حیات قومي کا هر قهقهۂ عیش فغان حسرت هوگیا هے ' مگر نه تو ماضي کي عظمتوں میں اسکے لیے کوئي منظر عبرت هے ' نه حال کے واقعات و حوادث میں کوئي پیام تنبه و هوشیاري هے ' اور نه مستقبل کي تاریکیوں میں زندگي کي کسي روشني کو اپنے سامنے رکهتي هے - اسے اپني کامجوئیوں اور جشن و مسرت کي بزم آرائیوں سے مهلت نهیں ' حالانکه اسکے جشن و طرب کے هر ورود میں ایک نه ایک پیام ماتم و عبرت بهي رکهدیا گیا هے - بشرطیکه آنکهیں دیکهیں ' کان سنیں ' اور دل کي دانائي غفلت و سرشاري نے چهین نه لي هو : و ان في ذالك لذکرى لمن کان له قلب او القى السمع و هو شهید !

(ظهور و مقصد ظهور)

ماه ربیع الاول کي یاد میں همارے لیے جشن و مسرت کا پیام اسلیے تها که اسي مهینے میں خدا کا وه فرمان رحمت دنیا میں آیا جسکے ظهور نے دنیا کي شقاوت و حرماني کا موسم بدل دیا ' ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کي تاریکیاں مٹ گئیں ' خدا اور اسکے بندوں کا ٹوٹا هوا رشته جڑ گیا ' انساني اخوت و مساوات کي یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا ' اور کلمۂ کفر و ضلالت کي جگه کلمۂ حق و عدالت کي بادشاهت کا اعلان عام هوا :

لقد جاءکم من الله نور و کتاب مبین ' یهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام -

الله کے طرف سے تمهاري جانب ایک نور هدایت اور کتاب مبین آئي - الله اسکے ذریعه اپني رضا چاهنے والوں کو سلامتي اور زندگي کي راهوں پر هدایت کرتا اور انکے آگے صراط مستقیم کو کهولتا هے !

لیکن دنیا شقاوت و حرماني کے درد سے پهر دکهیا هوگئي ' انساني شر و فساد اور ظلم و طغیان کي تاریکي خدا کي روشني پر غالب هونے کیلیے پهیل گئي ' سچائي اور راست بازي کي کهیتیوں نے پامالي پائي ' اور انسانوں کے بے راه گله کا کوئي رکهوالا نه رها - خدا کي وه زمین جو صرف خدا هي کیلیے تهي ' غیروں کو دیدي گئي اور اسکے کلمۂ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتهیوں سے اسکي سطح خالي هوگئي :

ظهر الفساد فى البر والبحر بما کسبت ایدى الناس !

زمین کي خشکي اور تري دونوں میں انسان کي پیدا کي هوئي شرارتوں سے فساد پهیل گیا اور زمین کي صلح و فلاح غارت هوگئي !

پهر آه ! تم اسکے آنے کي خوشیاں تو مناتے هو ' پر اسکے ظهور کے مقصد سے غافل هوگئے هو ' اور وه جس غرض کیلیے آیا تها ' اسکے لیے تمهارے اندر کوئي ٹیس اور چبهن نهیں ؟

یه ماه ربیع الاول اگر تمهارے لیے خوشیوں کي بهار هے ' تو صرف اس لیے که اسي مهینے میں دنیا کي خزان ضلالت ختم هوئي ' اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع هوا - پهر اگر آج دنیا کي عدالت سموم ضلالت کے جهونکوں سے مرجها گئي هے ' تو اے غفلت پرستو ! تمهیں کیا هوگیا هے که بهار کي خوشیوں کي رسم تو مناتے هو ' مگر خزاں کي پامالیوں پر نهیں روتے ؟

(آتشین شریعت)

اس موسم کي خوشیاں اس لیے تهیں که اسي میں الله کي عدالت کي وه " آتشین شریعت " کوه فاران پر نمودار هوئي جسکي سعیر کي چوٹیوں پر صاحب تورات کو خبر دي گئي تهي ' اور جو مظلومي کے آنسو بهانے ' مسکیني کي آهیں نکالنے ' ذلت و نامرادي سے ٹهکراے جانے کیلیے دنیا میں نهیں آئي تهي ' بلکه اسلیے آئي تهي تاکه اعداء حق و عدالت ناکامي کے آنسو بهائیں ' دشمنان الهي مسکیني کیلیے چهوڑ دیے جائیں ' ضلالت و شقاوت نامرادي و ناکامي کي ذلت سے ٹهکرائي جاے ' اور سچائي و راستي کا عرش عظمت و اجلال نصرة الهي کي کامرانیوں اور اقبال و فیروزي کي فتح مندیوں کے ساتهه تمام کائنات ارضي میں اپني جبروتیت و قدوسیت کا اعلان کرے - پس وه الله کے هاتهه کي چمکتي هوئي ایک تلوار تهي ' جسکي هیبت و قهاریت نے باطل پرستي کي تمام طاقتوں کو لرزا دیا اور کلمۂ حق کي بادشاهت اور دائمي فتح کي دنیا کو بشارت سنائي :

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دین الحق لیظهره على الدین کله و لو کره المشرکون -

وه خدا هي هے جس نے اپنے رسول کو دنیا کي سعادت کے قیام اور ضلالت کي مقهوریت کیلیے دین حق کے ساتهه بهیجا تاکه وه تمام دینوں پر اسے غالب کردے ' پس اسکي حقانیت کي طاقت هي آخر میں دائمي اور عام فتح پانے والي هے اگرچه مشرکوں پر ایسا هونا بهت هي شاق گذرے

وه ذلت کا زخم نه تها بلکه نامرادي کا زخم لگانے والا هاتهه تها ' وه مظلومي کي تڑپ نه تهي بلکه ظلم کو تڑپانے والي شمشیر تهي ' وه مسکیني کي بیقراري نه تهي ' بلکه دنیا کو بیقرار کرنے والوں نے اس سے بیقراري پائي ' وه درد و کرب کي کروٹ نه تهي ' بلکه درد و کرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چیني کا بستر ملا -

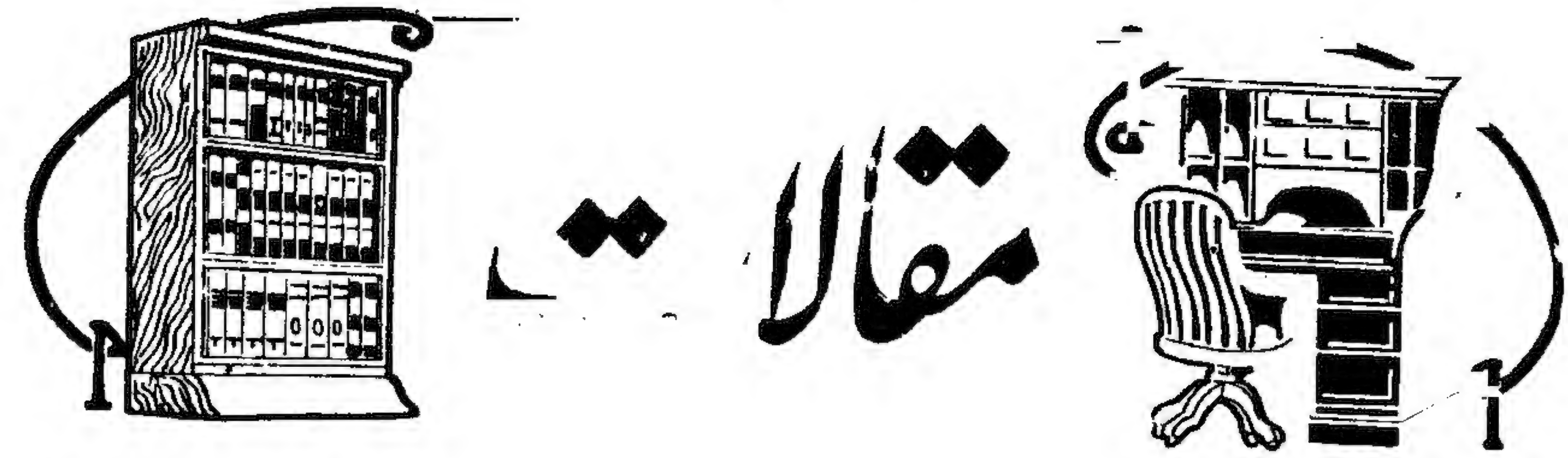

مقالات

الدين و السياسة

(۱)

دنيوي حکومتوں نے اگرچه سياست کو ظلم و جور' تمرد و طغيان' خود غرضي و هواے نفس' کذب و فريب' دسائس و حيل' اور حرص و مطامع کا مرادف بنا ديا ' ليکن در حقيقت وه ايک روحاني صداقت هے' جسپر دنيا کي تمام صداقتوں کي طرح ابتلاء و امتحان' ترقي و تنزل' اور ظهور و خفاء کے مختلف دور گذر چکے هيں - آغاز خلقت ميں جب انسان جنگل کے تاريک گوشوں اور پهاڑوں کي اندهيري غاروں ميں رهتا تها' تو سياست بهي اوسکے تمام محاسن و فضائل کي طرح انهي تاريکيوں ميں عزلت گزيں رهي - پهر جب دنيوي تمدن نے ترقي کي اور متمدن سلطنتيں قائم هوئيں' تو سياست نے بهي اس تاريک افق سے سر نکالا ' اور سلاطين کے هواے نفس کے ساتهه مدتوں تک دنيا پر جابرانه حکومت کرتي رهي -

ليکن اوسکا يه جابرانه دور حکومت خدا کي مرضي کے مطابق نه تها ' اسليے وه بادشاهوں کے عظيم الشان درباروں سے رخصت هوئي ' اسنے تاج و تخت کو ٹهوکر لگائي ' اور مذهب کے داعيان الهي کے دامن ميں جاکر پناه لي -

دنيا کي تمدني تاريخ ميں يه ايک عظيم الشان انقلاب تها ' اس نے دنيا کي غير متحرک فضا ميں شعاع آفتاب کي رعشه دار انگليوں کي طرح ايک نوراني تموج پيدا کرديا ' جسکي پهلي لهر درياے نيل سے اوٹهي ' اور پهر ريگستان عرب ميں پهونچکر آب زمزم کي سطح ساکن کے اندر مل گئي !

(القرآن الحکيم)

قرآن حکيم ايک مجموعه صداقت هے' اسليے اوس نے دنيا کي تمام صداقتوں کے ساتهه سياست کو بهي اپنے دامن ميں سب سے پهلي جگه دي' اور جو نور چند لمحوں کيليے کوه طور پر چمکا تها' وه هميشه اوسکے تاج حقيقت کا طرۂ زرنگار رها' سياست الهي فرعون کے تاج و تخت کي ذمه دار نهيں تهي' اوسکا کام ابو جهل و ابو سفيان کي سيادت کو محفوظ رکهنا نه تها ' وه دنيا ميں صرف ميزان عدل کے قائم کرنے کيليے آئي تهي ' اسليے اوس نے ايک فطري مذهب کي آغوش ميں اپنے آپ کو نماياں کيا ' کيونکه فطرة هي ايک ايسي چيز هے جو خود عدل و انصاف سے سر مو تجاوز نهيں کرسکتي ' اور اگر وه اپنے مرکز سے هٹ جاے تو دنيا کا تمام قدرتي نظام دفعة درهم برهم هو جاے -

(الميزان)

آفتاب و ماهتاب دنيا پر ايک لا زوال طاقت کے ساتهه حکومت کر رهے هيں ' اور انکا دور حکومت سلاطين کي حکومت سے بهت زياده وسيع و طويل هے - گهنے درختوں کا سايه بادشاهوں کے دامن دولت سے بهت زياده فراخ هوتا هے - امير و غريب کو يکساں طور پر جگه دينے کيليے اوسکي آغوش هر وقت کهلي رهتي هے - آسمان کي حکومت سب سے زياده قديم اور پائدار هے که وه ازل هي سے تمام دنيا کے سر پر محيط هے - ليکن فطرت نے ان کو بهي خود سر' مغرور' اور سرکش نهيں بنايا ' بلکه ايک عادلانه نظام کا پابند کرديا هے ' اور اونهوں نے فطرة الهي کے آگے اپني اپني گردنيں جهکا دي هيں :

الشمس و القمر بحسبان
و النجم و الشجر يسجدان
و السماء رفعها و وضع
الميزان (۴ : ۵۵)

سورج اور چاند ايک خاص نظام کے ماتحت گردش کر رهے هيں' درختوں نے بهي اپنے بلند سروں کو اوسي نظام کے آگے جهکا ديا هے' يه فطري نظام قديم سے هے' خدا نے جب آسمان کو پيدا کيا اور اوسکو بلند کيا تو اوسي وقت ايک ميزان عدل بهي قائم کرديا -

انسان فطرت کا اعلى ترين مظهر هے' اس بنا پر خدا کي ان عظيم الشان مخلوقات کي طرح وه بهي اسي فطرتي نظام عدل کا پابند هے ' اور اگر وه خدا کي تمام مخلوقات ميں بڑا هے تو اسکو خدا کے نظام عدل کا بهي سب سے زياده پابند هونا چاهيے - چنانچه الله تعالى نے آفتاب و ماهتاب کي پابنديوں کے جلوے دکها کر انسان کو بهي اسي عادلانه قانون کي پابندي کا حکم ديا :

الا تطغوا في الميزان
و اقيموا الوزن بالقسط
و لا تخسروا الميزان
(۸ : ۵۵)

جسطرح آفتاب و ماهتاب ' درخت اور آسمان' اپنے محور و نظام عدل سے تجاوز نهيں کرتے ' اسي طرح تم بهي اس ميزان عدل کو پوري عدالت کے ساتهه قائم رکهو' اور اوس ميں کسي قسم کي کمي بيشي نه کرو !

(عدالت الهي)

يهي نظام عدل هے جو سياست مذهبي کي روح هے - مذهب دنيا ميں اسيکے پهيلانے کيليے آيا تها ' ليکن انسان کا دست ستم هميشه اس نظام کو درهم برهم کرتا رها هے' اسليے فطرت الهي هميشه اوسکو سزا بهي ديتي رهتي هے' اور سياست کا ميزان هميشه قوت هي سے قائم ره سکتا هے -

فطرت کي عدالت دنيوي عدالتوں سے بالکل مختلف مگر ان سے زياده منصف هے - دنيوي عدالتيں سزائيں ديتي هيں ' ليکن جرم و سزا ميں کوئي مناسبت نهيں ڈهونڈهتيں - اگر ايک شخص نے چوري کي هے تو عدالت حکم ديتي هے که وه تين برس تک ايک عمارت کے اندر قيد کرديا جاے ' اگر ايک شخص نے مکر و فريب سے کسي کو دهوکا ديا هے تو عدالت اسکے اخلاقي مرض کا يه علاج تجويز کرتي هے که روز ايک من گيهوں پيسے - مگر فطرت جرم و سزا ميں هميشه دقيق مناسبت تلاش کرتي هے ' اور اوسي مناسبت کي بنا پر سزا ديتي هے - مثلاً جن قوموں نے احکام الهي کي خلاف ورزي کي' ميزان عدل و قسط کو پامال کيا' اور خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کے ساتهه مسلط هوگئے' تو خداوند تعالى نے بهي ان پر اپني عظيم الشان مخلوقات کو مسلط کرديا'

نجات دلاے ' اور غلامي کے جو طوق انھوں نے اپني گردنوں میں پہن رکھے ہیں' انکے بوجھ سے رہائي بخشي -

اس نے کہا که اطاعت صرف ایک هي کي هے اور حکم و فرمان صرف ایک هي کیلیے سزاوار هے :

ان الحکم الا لله - حکم و طاقت کسي کیلیے نہیں هے
مگر صرف الله کیلیے !

اس نے سب سے پہلے انسان کو اسکي چھني هوئي آزادي و حریت واپس دلائي اور کہا که مومن نہ تو پادشاهوں کي غلامي کیلیے هے' نہ کاهنوں کي اطاعت کیلیے' نہ کسی اور انساني طاقت کے آگے جھکنے کیلیے ' بلکه اسکے سر کیلیے ایک هي چوکھٹ ' اسکے دل کیلیے ایک هي عشق ' اسکے پاوں کیلیے ایک هي زنجیر ' اور اسکي گردن کیلیے ایک هي طوق اطاعت هے - وہ جھکتا هے تو اسي کے آگے' روتا هے تو اسي کے لیے' اعتماد کرتا هے تو اسي کي ذات پر' ڈرتا اور لرزتا هے تو اسي کي هیبت سے' امید کرتا هے تو اسي کي رحمت پر - وہ مشرک نہیں هے که خدا کي طرح انسانوں کو بھي هیبت اور قہاریت کي صفت بخشے :

ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القہار ؟ ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بہا من سلطان - ان الحکم الا لله امر الا تعبدوا الا ایاه - ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

پرستش اور غلامي کیلیے کئي ایک معبود بنا لینا اچھا یا ایک هي خداے واحد و قہار کا هو رهنا ؟ یہ جو تم نے اپني بندگي کیلیے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی هیں' تو بتلاؤ ؟ انکي هستي بجز اسکے کیا هے که چند وهم ساز نام هیں جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپني گمراهي سے گھڑھ لیے اور مدت کي ضلالت و رسم پرستي نے انکے اندر مصنوعي هیبت و مرعوبیت پیدا کردي - حالانکه خدا نے نہ تو انکے اندر کوئي طاقت رکھي اور نہ انکي معبودیت و محبوبیت کیلیے کوئي حکم اتارا - یقین کرو که تمہاري غلامي کے یہ تمام مصنوعي بت کچھ بھي نہیں هیں - حکم و سلطاني دنیا میں نہیں هے مگر صرف الله کیلیے ' اس نے حکم دیا که پرستش نہ کرو مگر صرف اسي کي - یہي انسان کي فطرة صالحه کي راہ هے اور اسلیے یہي دین قیم هے

اور دیکھو که اس نے انسان کي حریت صادقه اور آزادي حق کو کس طرح مثالوں کي دانائي میں سمجھایا :

ضرب الله مثلاً : عبداً مملوکا لا یقدر علی شي ' و من رزقناه منا رزقاً حسناً ' فهو ینفق منه سراً و جهراً ' هل یستوون ؟ (۱۶ : ۷۷)

الله ایک مثال دیتا هے - یوں فرض کرو که ایک شخص هے جو کسي دوسرے انسان کا غلام هے - خود اسے کوئي اختیار حاصل نہیں - وہ اپني کسي چیز پر باوجودیکه اسیکي هے' کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ هے - مگر اسکے مقابلے میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان هے جسپر کسي انسان کي حکومت نہیں' اسے اپني هر چیز پر قدرت و اختیار حاصل هے ' اور جو کچھ خدا نے دیا هے' وہ اسے ظاهر و پوشیدہ ' جس طرح چاهتا هے بے دھڑک خرچ کرتا هے' تو کیا یہ دونوں آدمي ایک هي طرح کے هوے ؟ کیا دونوں کي حالت میں کوئي فرق نہیں ؟ اگر فرق هے تو پھر وہ که اسکا مالک صرف خدا هي هے' اور وہ که اسکے گلے میں انسانوں کي اطاعت کے طوق پڑے هوے هیں' دونوں ایک طرح کے کیسے هوسکتے هیں ؟

پس اگر ربیع الاول کا مہینا دنیا کیلیے خوشي و مسرت کا مہینا تھا ' تو صرف اسلیے که اسي مہینے میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جسنے مسلمانوں کو انکي سب سے بڑي نعمت، یعنی " خدا کي بندگي اور انسانوں کي آقائي " عطا فرمائي . اور اسکو الله کي خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کي ایک پاک و محترم امانت ٹھہرایا - پس ربیع الاول انساني حریت کي پیدایش کا مہینا هے ' غلامي کي موت اور هلاکت کي یادگار هے ' خلافت الہي کي بخشش کا اولین یوم هے ' وراثت ارضي کي تقسیم کا اولین اعلان هے - اسي ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ هوا ' اور اسي میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کي لعنت سے خدا کي زمین کو نجات ملي -

لیکن آہ ' تم که اس ماہ حریت کے ورود کي خوشیاں مناتے هو ' اور اسکے لیے ایسي طیاریاں کرتے هو' گویا وہ تمہارے هي لیے اور تمہاري هي خوشیوں کیلیے آیا هے ' خدا را مجھے بتلاؤ که تم اس پاک اور مقدس یادگار کي خوشي منانے کا کیا حق هے ؟ کیا موت اور هلاکي کو اسکا حق پہنچتا هے که زندگي اور روح کا اپنے کو ساتھي بتلاے ؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کي عقلیں نہ هنسینگي اگر وہ زندوں کي طرح زندگي کو یاد کریگي ؟ هاں یہ سچ هے که آفتاب کي روشني کے اندر دنیا کیلیے بڑي هي خوشي هے' لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا هے که وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کي طرح خوشیاں منائے ؟

پھر تم بتلاؤ که تم کون هو ؟ تم غلاموں کا ایک گلہ هو جس نے اپنے نفس کي غلامي ' اپني خواهشوں کي غلامي ' ما سوی الله رشتوں کی غلامي ' اور غیر الہي طاقتوں کي غلامي کي زنجیروں سے اپني گردن کو چھپا دیا هے - تم پتھروں کا ایک ڈھیر هو' جو نہ تو خود هل سکتا هے اور نہ اسمیں جان اور روح هے' البته چور چور هوسکتا اور ایک دوسرے پر پٹکا جاسکتا هے - تم غبار راہ کي ایک مشت هو' جسکو هوا اڑا لیجاے تو اڑ سکتي هے ' ورنه وہ خود صرف اسلیے هے تاکه ٹھوکروں سے روندي جاے اور جولان قدم سے پامال کي جاے - فیا للرزیة و یا للمصیبة !

گلگونۂ عارض هے نہ هے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل' تو تو کسي کام نہ آیا !

پھر اے غفلت کي هستیو ' اور اے بیخبري کي سرگشتۂ خواب روحو ! تم کس منہ سے اسکي پیدائش کی خوشیاں مناتے هو جو حریت انساني کی بخشش ' حیات روحي و معنوي کے عطیه ' اور کامراني و فیروز مندي کی خسروي و ملوکي کیلیے آیا تھا ؟ الله الله غفلت کي نیرنگي اور انقلاب کي بو قلموني ! ماسوي الله کي عبودیت کي زنجیریں پاؤں میں هیں' انسانوں کي مملوکیت و مرغوبیت کے حلقے گردنوں میں ' ایمان بالله کے ثبات سے دل خالي ' اور اعمال حقه و حسنه کي روشني سے روح محروم ! ان سامانوں اور طیاریوں کے ساتھ تم مستعد هوے هو که ربیع الاول کے آنے والے کي یاد کا جشن مناؤ ' جسکا آنا خدا کي عبودیت کي فتح ' غیر الہي عبودیت کي هلاکت ' حریت صادقه کا اعلان حق ' عدالت حقه کي ملوکیت کی بشارت ' اور امة عادله و قائمه کے تمکن و قیام کي بنیاد تھا ! فما لہا اولاء القوم ' لا یکادون یفقهون حدیثا !

پس اے غفلت شعاران ملت ! تمہاري غفلت پر صد فغاں و حسرت ' اور تمہاري سرشاریوں پر صد هزار نالۂ و بکا ' اگر تم اس ماہ مبارک کي اصلي عظمت و حقیقت سے بے خبر رهو اور صرف زبانوں کے ترانوں ' در و دیوار کي آرائشوں ' اور روشني کي قندیلوں هي میں اسکے مقصد و یادگاري کو گم کردو - تمکو معلوم هونا چاهیے که یہ ماہ مبارک امة مسلمه کي بنیاد کا پہلا دن هے ' خداوندي پادشاهت کے قیام کا اولین اعلان هے ' خلافت ارضي و وراثت الہي کي بخشش کا سب سے پہلا مہینا هے - پس اسکے آنے کي خوشي اور اسکے تذکرہ و یاد کي لذت هر اس شخص کي روح پر حرام هے ' جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الہي کي تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنه کی پیروي و تاسي کیلیے کوئي نمونه نہیں رکھتا : فبشر عبادي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه ' اولائک الذین هداهم الله و اولائک هم اولو الالباب !

انتہائي درجه تک پہونچ چکي تهي ' اور انبياء عليهم السلام نے زباني وعظ و نصائح اور هدايت و ارشاد کا جو طريقه اختيار کر رکها تها ' وه دنيا کيليے کافي نه تها - اب دنيا قوت کے نشه ميں بالکل چور چور هوگئي تهي ' اور ايسي حالت ميں اوسکا مقابله صرف قوت هي سے کيا جاسکتا تها - انسان پر فطرت نے جو ذمه داريان عايد کردي تهيں ' تمدن کي ترقي اور جذبات و عواطف کي رقت و لطافت نے اونکے احساس کو اور بهي سريع الاشتعال بناديا تها ' اسليے قلب کي يه حرکت هاتهه پاوں ميں بهي جنبش پيدا کرنا چاهتي تهي ' اور انسان زبان کے ساتهه هاتهه سے بهي کام لينا چاهتا تها -

(دعوة موسوي)

اس آتشکده کي آگ سب سے پہلے مصر کي سرزمين ميں بهڑکي ' جسکو فراعنه نے ظلم و عدوان. اور تمرد و طغيان کا جولانگاه بنا ديا تها ' جهاں ايک قوم کے ساتهه اسر و غلامي کي حالت ميں جانوروں کي طرح سلوک کيا جاتا تها ' غلامي کي لعنت کي زنجيريں اسکے پانوں ميں تهيں ' اور انساني حکومت کي پرستش کا داغ پيشاني پر ' يه ظالمانه طرز عمل صرف فرعون کے قصر شاهي تک هي محدود نه تها ' بلکه اوسکا نظاره هر گلي کوچے ميں نظر آتا تها - حاکم قوم اپني قومي حکومت کے گهمنڈ ميں بني اسرائيل کے هر فرد کو اپنا زر خريد غلام سمجهتي تهي ' اور اوسکو يقين تها که سرزمين کنعان کا يه مهجور گله صرف اسي ليے همين ديا گيا هے تاکه چارپايوں کي طرح همارے آگے جهکے ' اور کتے کي طرح هماري جوتيوں کي گرد چاٹے - پس خدا تعالى کے ايک او العزم ' صاحب قوت و نفوذ ' اور ذکي الحس بندے نے راه جور و ستم کا يه درد انگيز نظاره ديکها ' اور ايک مظلوم اسرائيلي شخص کي اچانک فرياد ' اور غيرت قومي کے فوري احساس نے اوسکے جذبات رقيقه کے برقي خزانے ميں آگ لگا دي :

ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلن هذا من شيعته و هذا من عدوه فاستغاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى فقضي عليه. قال هذا من عمل الشيطان انه عدو مضل مبين (١٤ : ٢٨)

اور ايک ايسي حالت ميں جب که تمام شهر غافل تها ' موسى شهر ميں آئے ' اور دو آدميوں کو ديکها که لڑ رهے هيں ' اون ميں ايک موسى کي قوم کا تها ' دوسرا اوسکے دشمن کے گروه کا - موسى کو ديکهکر اوسکي قوم کے آدمي نے اپنے دشمن کے مقابله ميں مدد مانگي - موسى نے اوسکي مدد کي - اوسکے دشمن کو ايک گهونسا مارا اور وه مرگيا - موسى نے اپنے دل ميں کها که يه تو ايک شيطاني کام هوگيا ' بے شک شيطان انسان کا دشمن اور گمراه کن هے -

اسکے بعد اگرچه فرعون کے غلبه اور جبر و استبداد کے خوف سے موسى عليه السلام گهبرا گئے ' ليکن قومي حميت کي آگ دل ميں برابر سلگتي رهي - سوء اتفاق سے دوسرے دن پهر يهي ناگوار موقعه پيش آگيا :

فاصبح في المدينة خائفا يترقب فاذ الذي استنصره بالامس يستصرخه قال له موسى انك لغوي مبين - فلما اراد ان يبطش بالذي هو عدو لهما ' قال يموسى! اتريد ان تقتلني كما قتلت نفسا بالامس ان تريد الا ان تكون جبارا في الارض و ما تريد ان تكون من المصلحين (١٧ : ٢٨)

اب موسى شهر ميں خوف زده هوکر چهپنے لگے ' اتفاق سے پهر وهي پهلا سا موقع پيش آگيا - اور جس شخص نے کل اون سے مدد طلب کي تهي ' اوس نے آج پهر اون سے فرياد کي - موسى نے کها تو تو بڑا گمراه آدمي هے - پهر جب موسى نے اوس قبطي پر حمله کرنا چاها جو اون دونوں کا دشمن تها ' تو اوس نے کها : کيوں موسى ! جسطرح تم نے کل ايک آدمي کو مار ڈالا هے - کيا آج اوسيطرح مجهے بهي قتل کرنا چاهتے هو؟ تم زمين ميں ظالم بنکر رهنا چاهتے هو امن دوست بننا تمهيں پسند نهيں؟

(هجرت)

اب تمام شهر ميں اس واقعه کي شهرت هوگئي ' اور حضرت موسى عليه السلام کے سامنے جلا وطني کا وه مقدس مرحله پيش آگيا ' جو هر حقاني جد و جهد کي پهلي منزل هے :

وجاء رجل من اقصا المدينة يسعى - قال يموسى ان الملاء يا تمرون بك ليقتلوك فاخرج اني لك من النصحين - فخرج منها خائفا يترقب - قال رب نجني من القوم الظلمين (١٩ : ٢٨)

شهر کے کنارے سے ايک آدمي دوڑتا هوا آيا اور کها که اے موسى ! ارکان سلطنت تمهارے قتل کے بارے ميں مشوره کر رهے هيں - اب تم يهاں سے نکل جاؤ ' ميں تمهيں خير خواهانه مشوره ديتا هوں - موسى شهر سے خوف زده هوکر خفيه طور پر نکلے ' اور خدا کي جناب ميں دعا مانگي که : خداوندا ! مجهکو ظالموں کے پنجه سے نجات دے !

(حريت کا بيروني مرکز)

مصر سے نکل کر اونکو خدا کے اوس صالح بندے کي باريابي کا شرف حاصل هوا جو مصر کي غلامانه اور مستبدانه آبادي کي جگه آزادي کي آب و هوا ميں آزادانه زندگي بسر کر رها تها ' اور حضرة موسى کي دعوة حريت کيليے يه دوسري منزل تهي که ايک آزاد و خود مختار سرزمين ميں رهکر آنے والے وقت کيليے طيار هوں :

فلما جاءه و قص عليه القصص قال لا تخف نجوت من القوم الظلمين (٢٥ : ٢٨)

جب حضرت موسى عليه السلام حضرت شعيب کے پاس مدين ميں آئے ' اور اون سے اپنے واقعات بيان کيے ' تو اونهوں نے اونکي حوصله افزائي کي اور کها مت ڈرو ' تم نے ظالم قوم کے پنجه سے نجات حاصل کرلي -

(تکميل و اعلان)

مذهبي حيثيت سے يه پهلا قدم تها جو سياست کي طرف بڑهايا گيا تها - ليکن قومي حميت کي جو آگ حضرت موسى عليه السلام کے دل ميں سلگ رهي تهي ' اس کيليے اس سے بهي زياده حرارت درکار تهي - چنانچه جب فرعون کے تخت و تاج کے الٹنے کا وقت آگيا تو آتشکده طور نے اپني حرارت کو اونکي دل کے کانون مقدس کے اندر مشتعل کرديا

فلما قضى موسى الاجل و سار باهله آنس من جانب الطور نارا قال لاهله امكثوا اني آنست نارا لعلي آتيكم منها بخبر او جذوة من النار لعلكم تصطلون - فلما اتاها نودي من شاطي الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يموسى اني انا الله رب العالمين (٢٩ : ٢٨)

جب موسى نے شعيب کي خدمت ميں اپنے درس و فکر کے دن پورے کرليے اور اپنے اهل و عيال کو ليکر وهاں سے چلے ' تو طور کے دامن ميں ايک آگ نظر آئي - اونهوں نے اپني بيوي سے کها : تم لوگ ٹهرو ' ميں اوس آگ کا پته لگاؤں ' يا آگ کا کوئي انگارا ساتهه لے آؤں تاکه تمهارے تاپنے کے کام آئے - ليکن جب وه اوس آگ کے پاس پهونچے تو وادي ايمن کے کنارے سے ايک رباني صدا آئي : اے موسى ! يه آگ نهيں هے جسکے ليے تم دوڑے هو ' بلکه ميں هوں تمام دنيا کا پالنے والا !!

جنہوں نے انکے سر غرور و طغیان کو چور چور ' ریزہ ریزہ ' پاش پاش کردیا :

كذبت ثمود و عاد بالقارعه فاما ثمود فاهلكوا بالطاغيه و اما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتيه ' سخرها عليهم سبع ليال و ثمنية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعي كانهم اعجاز نخل خاويه ' فهل ترى لهم من باقيه ؟ (۵ : ۶۹)

ثمود و عاد نے ھلا دینے والي چیز یعني قیامت کا انکار کیا جو خدا کي عدالت کا دن تھا - پس اس عالم سے دنیا ھي میں اسکا نمونہ دکھا دیا ' ثمود کي قوم زلزلہ سے تباہ کردي گئي ' اور عاد پر آندھي کا طوفان آیا جو متصل سات رات اور آٹھہ دن تک قائم رہا - وہ لوگ اوس میں گرے ھوے کھوکھلے درختوں کي طرح نظر آتے تھے ' وہ کہ اپني آبادیوں اور عمارتوں پر ناز کیا کرتے تھے اور ظلم و فساد کے غرور میں عذاب الہي سے غافل تھے ' آج زمین پر انکي ایک یادگار بھي نہیں دکھائي جاسکتي !

ایک مدت تک اسي نظام عدل اور اصول فطرت کي بنا پر دنیا میں قومیں بنتي بگڑتي رہیں - جب تک دنیا میں کوئي قوم یا کوئي سلطنت عدل و انصاف کے قیام کے ذریعہ خود صالح رہي ' اور اپنے ساتھہ دوسروں کي بھي اصلاح کي ' اوسوقت تک وہ ھلاکت و بربادي سے محفوظ رہي :

وما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون - (۵ : ۹۹)

تمہارا پروردگار کسي آبادي کو اوسوقت تک ھلاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ اصلاح کي خدمت انجام دیتي ہے -

دنیا کي بادشاھت و سیاست صرف اصلاح کہلاتي ہے - " اصلاح " اور " افساد " کي تشریح کا یہ موقعہ نہیں لیکن تم سورۂ انبیاء میں بار بار پڑھ چکے ھو :

ان الارض يرثها عبادي الصلحون (۱۰۵ : ۲۲)

زمین کے وارث صرف ھمارے صالح بندے ھوے اور ھوں گے -

لیکن برخلاف اسکے جب کسي قوم نے عدل کو ظلم سے ' اور اصلاح کو افساد سے بدل دیا ' اور خدا کے بندوں کو خدا کي غلامي سے ھٹا کر اپنا غلام بنانا چاھا تو وہ دفعۃً ھلاک کردي گئي :

الم تر كيف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد و ثمود الذين جابوا الصخر بالواد و فرعون ذي الاوتاد الذين طغوا في البلاد فاكثروا فيها الفساد فصب عليهم ربك سوط عذاب (۵ : ۸۹)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہارے پروردگار نے عاد ارم کے ساتھہ کیا سلوک کیا ' جو ایسے قوي و متمدن تھے کہ دنیا میں ویسي قوي قوم اب تک پیدا نہیں ھوئي ؟ اور قوم ثمود جنہوں نے اپنے رہنے کیلیے پہاڑوں کو تراشکر گھر بنائے تھے ' اور فرعون جو اپني شان و شوکت خسروي کیلیے خیمہ و خرگاہ رکھتا تھا ؟ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے انساني آبادیوں میں فتنہ و ظلم کا بڑا سر اوٹھایا تھا ' اور عدل و اصلاح کي جگہ اون میں فساد پھیلا رکھا تھا - پس عذاب الہي نے اپنے تازیانۂ عذاب کو حرکت دي اور ان سب کو نابود کردیا -

ان آیات کریمہ نے ظلم و عدوان اور تمرد و طغیان کے نتائج ھي کي تصریح نہیں کي بلکہ اسکے سرچشمۂ اصلي کي طرف اشارہ بھي کردیا ' یعني قوت کا صحیح استعمال جس طرح دنیا کے نظام عدل و معیار انصاف کو قائم رکھہ سکتا ہے ' اوسي طرح اوسکا غلط استعمال اس شیرازہ کو درھم و برھم بھي کردیتا ہے -

(عذاب الہي کا پہلا دور)

لیکن ھواے نفساني قوت کا مرکز ثقل اکثر بدل دیتي ہے ' اور جب تک کوئي روحاني طاقت ان اغراض فاسدہ کي مقاومت نہیں کرتي ' قوت ھمیشہ بیراہ روي اختیار کرتي رھتي ہے - ان قوموں نے دنیا میں ظلم و عدوان کي جو آگ بھڑکا دي تھي ' اسکي وجہ صرف یہ تھي کہ انکے ضمیر کا احساس بالکل فنا ھوگیا تھا - یہ وسیع ملک رکھتے تھے ' دولت و ثروت کا ذخیرہ اونکے پاس تھا ' اور زور جسماني نے پہاڑوں کو اونکے لیے نرم [illegible] کردیا تھا - قدرت کي زمین صالح تھي - اوس نے نیکي کے تخم کیلیے اسکي آغوش کو وا کردیا تھا ' اور عدل و انصاف کا ھر تخم اسمیں ایک ایک مسلم پودا اوگا سکتا تھا - اگر یہ قومیں زمین کي اصلاح پر آمادہ ھوتیں تو زمین بھي اونکو صالح قوم کا خطاب دیتي ' اور اپنے آپ کو ھمیشہ کیلیے اونکے قدموں کے نیچے ڈالدیتي ' لیکن اونھوں نے زمین کو اپني اغراض فاسدہ کا مرغزار بنایا ' اور اوس میں گل و ریحان کے بجاے کانٹے بوے ' اسلیے جو چیزیں نیکي کے بیج کي تربیت و نشو و نما کر سکتي تھیں ' وھي اون کیلیے عذاب الہي بن گئیں - ثمود کو خود زمین ھي نے پیس دیا ' عاد کي نسل کو خود ھوا نے اوڑا دیا ' اور فرعون کو خود دریاے احمر کي موجوں نے نگل لیا - خداوند تعالی نے قرآن حکیم کي دوسري آیتوں میں اسي اصول کو نہایت وضاحت کے ساتھہ بیان فرمایا ہے :

فاما من طغى و آثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي المأوى - و اما من خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى (۳۷ : ۷۹)

لیکن جو شخص سرکش ھوا اور دنیوي زندگي کو آخرت پر ترجیح دي تو اوسکا ٹھکانا صرف جہنم ہے ' لیکن جو شخص خدا سے ڈرا ' اور اپنے دل کو اون نفساني خواھشوں سے روکا جو ظلم و تمرد اور طغیان و فساد کي طرف لیجاتي ھیں تو اوسکا ٹھکانا جنت ہے -

(عذاب الہي کا دوسرا دور)

لیکن دنیا کي ترقي کے ساتھہ قوانین فطرت نے بھي ترقي کي ہے اور اس ترقي کي حرکت نہایت عجیب و غریب ہے - دنیا کي ھر چیز ترقي کرتي ہے تو بڑھتي ہے ' ابھرتي ہے ' پھیلتي ہے ' لیکن قوانین فطرت کي نشو و نما بالکل اسکے برعکس ھوئي - اونھوں نے ترقي کي تو سکڑنا شروع کیا ' اور سمٹ کر انسان کے گرد جمع ھوگئے - وہ پہلے خاک کے ذرات میں ملے ھوے تھے ' ھوا کے اجزا میں بکھرے ھوے تھے ' پاني کي موجوں کے ساتھہ بہتے پھرتے تھے ' اسلیے جب کوئي قوم نظام عدل کے خلاف روش اختیار کرتي تھي تو خاک کے تودوں ' ھوا کے جھونکوں ' اور دریا کي لہروں کے اندر ھیجان پیدا ھوتا تھا ' اور وہ زمین کي زلزلہ انگیزي ' ھوا کے قیامت خیز تموج ' اور سمندر کي طوفاني لہروں کي صورت میں نمود کرکے پیس ڈالتے تھے ' اوڑا لیجاتے تھے ' یا بہا کر ساحل عدم تک پہونچا دیتے تھے - لیکن اب اونھوں نے صرف انسان ھي کے دل و دماغ کو اپنا نشیمن بنا لیا کہ وہ تمام مظاھر فطرت کا مجموعہ تھا ' پس اب اون تمام ذمہ داریوں اور اون تمام فرائض کا بوجھہ صرف انسان ھي کے سر پر آگیا جس کو آسمان و زمین کے عناصر نے اپنے کندھے سے پھینک دیا تھا :

انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان انه كان ظلوما جهولا (۳۳ : ۷۲)

ھم نے اپني امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا ' سب نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا ' اور اوس سے ڈر گئے - لیکن انسان آگے بڑھا ' اور اس بوجھہ کو اوٹھا لیا - بلا شبہ ایسا کرکے اس نے اپنے اوپر ظلم کیا اور بڑي ھي نادانستگي کي -

انبیاء کرام کا ظہور اسي ترقي کي مکمل صورت تھي ' لیکن اب فطرت سے انساني قوت نے جو بے راہ روي اختیار کي تھي ' اب وہ اسے

اسکے معني هين " دفع الحق " کے ' يعني کسي ايسي چيز کو ديدينا جو ليـنے والے کا حق تها ' تم نے اپنے پاس سے اسے نهين ديا - يهي وجه هے که اداء خراج ' اداء جزيه ' اداء امانت ' عربي ميں بکثرت آتا هے - خراج اور جزيه حکومت کا حق هے - امانت ' امانت رکهنے والے کي چيز هے - اسے واپس دينا ' اسکے حق کو ادا کرنا هے - پس حضرة موسی نے " ادوا " فرمايا يعني ايک ايسي چيز مانگي جو فرعون کي ملکيت نه تهي ' حضرة موسی کا حق تها - اس سے ثابت هوتا هے که رعايا کسي قوم کے ظلم و ستم کا تختهٔ مشق نهيں بنائي گئي هے ' اگر خدا نے کسي گروه کو کسي شخص کے هاتهه ميں ديديا هے تو اوسکا يه مقصد نهيں هے که وه اوس سے آله بے جان کي طرح کام لے اور اپنا غلام بنالے ' اگر ايک قوم کسي ضعيف فرقه کي قسمت کی مالک هوگئي هے ' تو وه اوسکو اپنے اغراض ذاتي و قومي کا ذريعه نهيں بنا سکتي - رعايا صرف ايک امانت الهي هے ' اور جب کوئي قوم اس امانت ميں خيانت کرتي هے تو خدا اوسکو واپس ليکر اپنے دوسرے امانت دار بندوں کے حوالے کرديتا هے -

پهر اونهوں نے بنو اسرائيل کو " عباد الله " کے لفظ سے تعبير کيا ' جس ميں يه اشاره تها که رعايا بادشاهوں کي محکوم هوکر اونکي غلام نهيں بن جاتي ' بلکه اوسکے گلے ميں غلامي کا صرف ايک هي حلقه ڈالا گيا هے ' اور وه حلقه صرف خدا کي عبوديت کا هے - وه " عباد الله " هيں - " عباد السلاطين " نهيں هيں - انکو خدا کي بندگي کيليے پيدا کيا گيا هے - انسانوں کے تخت غرور کے آگے جهکنے کيليے نهيں بنايا گيا - پهر اونهوں نے اپنا تعارف " رسول امين " کے لقب سے کرايا ' جس سے يه ظاهر کرنا مقصود تها که فرعون نے امانت الهي ميں خيانت کي ' اسليے خدا اب اپني امانت کو ايک دوسرے امين بندے کے سپرد کرنا چاهتا هے -

خدا نے اپنے صالح بندوں کو جهاں کهيں تاج و تخت کي بشارت عظيمه دي هے ' اوس سے حکومت کرنے کي صلاحيت هي مراد هے ' اور دنيا کي جس سلطنت نے سياست کے اس اصول زريں کو پامال کرديا ' وه دفعتاً برباد هوگئي - دنيا کے جبابره ميں فرعون نے سب سے زياده بيدردي کے ساتهه اس اصول کو پامال کيا تها ' وه بنو اسرائيل کو نه صرف غلام بلکه اپني جائداد غير منقوله سمجهتا تها ' اور اونکے واپس کرنے پرکسي طرح راضي نهيں هوتا تها ' اسليے حضرة موسیٰ نے جبراً اونکو چهين لينا چاها که جبر کا علاج صرف جبر هي سے هوسکتا هے - خدا تعالی نے حکم ديا :

فاسر بعبادي ليلا انکم	ميرے بندوں کو ليکر راتوں رات نکل
متبعون (۴۴ : ۲۲)	جاؤ ' تمهارا تعاقب کيا جائيگا -

(عذاب الهي کا ظهور)

حضرت موسي عليه السلام اس امانت الهي کو ليکر نکلے تو حسب اطلاع الهي فرعون نے ايک عظيم الشان لشکر کے ساتهه اونکا تعاقب کيا - اب اگرچه اس قسم کے سرکشوں کي سزا کيليے خدا نے خود انسان هي کو مسلط کرديا تها ' اور دوسري فطري مخلوقات نے اپنا يه منصب انسان هي کو ديديا تها ' تاهم فرعون کي هلاکت و بربادي ميں سب نے کچهه نه کچهه حصه ليا - درياے احمر کي موجيں اونکو نگل گئيں ' خوش فضا باغوں نے اونکا ساتهه چهوڑديا ' زمين سے اوبلنے والے چشمے اون سے علحده هوگئے ' لهلهاتي هوئي کهيتياں اون سے روٹهه گئيں ' اور آسمان و زمين تک کو اون پر رحم نه آيا :

واترک البحر رهوا انهم	هم نے موسی کو حکم ديا که دريا کو
جند مغرقون - کم ترکوا	ساکن چهوڑدو اور نکل بهاگو - فرعون
من جنت و عيون	اپنے لشکر سميت اوسميں ڈوب جائيگا '
و زروع و مقام کريم	چنانچه حکم الهي پورا هوا ' اور وه سب
و نعمة کانوا فيها فکهين	کے سب دريا کي لهروں ميں نابود
کذلک و اورثنها قوما	هوگئے - پهر ديکهو که يه کون لوگ تهے ؟
آخرين ' فما بکت عليهم	انکي کيسي شان و شوکت تهي ؟ کيسا
السماء والارض وما کانوا	جاه و جلال تها ؟ کيسا گهمنڈ اور کيسي
منظرين (۴۴ : ۲۳)	شرارتوں سے بهري هوئي صدائيں تهيں ؟

ليکن بالآخر خدا کے عذاب سے کوئي طاقت انهيں نه بچاسکي - کسقدر سرسبز باغ ' کيسي کيسي دلفريب نهريں ' شاداب و پرثمر زراعت گاهيں ' عاليشان و پرتکلف عمارتيں ' عيش و نشاط کي نعمتيں ' غرضکه وه سب کچهه جو دنيوي جاه و جلال ميں سے انکے پاس تها اور جنکے اندر وه بيفکري کے مزے اوڑا رهے تهے ' اپنے بعد چهوڑ گئے ' اور هم نے دوسري قوموں کو انکا وارث بنايا جو ان پر قابض هوگئيں ' اور باوجود اس درد انگيز انقلاب کے نه تو آسمان هي انپر رويا اور نه زمين هي نے آنسو بهاے ' اور نه انکو اپني حالت کے اصلاح کي مهلت ديگئي - کيونکه مهلت پوري هوگئي تهي ' اور آسمان و زمين کا خداوند جب ناراض هو جاے تو پهر تمام کائنات هستي ميں کون هے جو ان بدبختوں سے راضي هوسکتا هے ؟

(سياست حقه کا آخري ظهور)

قوت اگرچه سياست کا جزو لازمي هے ' ليکن اوس ميں رحم و تلطف اور رفق و ملاطفت کي بهي آميزش کي جا سکتي هے ' چنانچه حضرت موسی عليه السلام کو خدا نے جب فرعون کے پاس بهيجا ' تو سب سے پہلے اسي پيغمبرانه اخلاق کے اظهار کي تلقين کي :

اذهبا الی فرعون انه	اے موسی تم اور هارون فرعون کے
طغی فقولا له قولا	پاس جاؤ کيونکه وه سرکش هوگيا هے '
لينا لعله يتذکر	بااينهمه اوسکے ساتهه نرمي سے
او يخشي (۴۹ : ۲۰)	گفتگو کرنا - شايد وه عبرت حاصل

کرے ' يا اوسکے دل ميں خوف خدا پيدا هو جاے -

(اخلاق اور سياست)

ليکن فرعون کے جبر و استبداد ' غرور و عناد ' اور حکومت ابليسي کے گهمنڈ نے اوسکو حضرت موسیٰ عليه السلام کے درياے لطف کے ايک قطرے سے بهي تشنه لب رکها ' اور درياے احمر کي لهروں ميں اونکي معجزانه قوت نے نهايت عبرت ناک طور پر بحر عدم کے ساحل تک پهونچا ديا - تاهم الهي سياست فطرتاً رحم کے ساتهه هم آغوش رهنا چاهتي تهي - فرعون کو اوسکے تمرد نے اگرچه اس تلطف آميز سياست سے فائده اوٹهانے کا موقع نهيں ديا ' ليکن جب دنيا کے ساتهه تمدن نے اور زياده ترقي کي ' تو اخلاق و سياست کي تصويريں ايک مرقع ميں نظر آگئيں - اسلام اسي اخلاق و سياست کا مجموعه هے -

ليکن هر اجتماع و ترکيب سے پہلے اسکے متفرق اجزاء کا الگ الگ هونا ضروري هے ' اور هر اعتدال کيليے افراط و تفريط کا وجود لازمي هے ' سياست کا ايک جزو يعني قوت کو تو حضرت موسیٰ عليه السلام نے پيدا کرديا تها ' اور اوس کي آخري نمايش درياے احمر ميں هوچکي تهي ليکن دوسرا جزو يعني اخلاق اب تک معدوم تها - حضرت عيسیٰ عليه السلام نے اوسکو بهي پيدا کرديا ' اور اوسکے حريف يعني سياست و قوت کي رگ گردن کاٹ ڈالي يهود ٹهوس پتهر کي طرح سخت تهے ' ليکن حضرة مسيح نے اپني معجزانه آتش بيانيوں سے اونکو اس قدر گداز کرديا که وه ايک سيال ماده بن گئے ' جو هر قوت کے سامنے جهک جاتا تها ' لچک جاتا تها ' دب جاتا تها !

اگر کوئي شخص اونکے گال پر ايک طمانچه مارتا تها تو انهوں نے کها که وه اپنا دوسرا گال بهي اوسکے سامنے پيش کرديںگے ' اگر کوئي شخص ايک ميل اون کو بيگار ليجانا چاهتا تها تو وه دو ميل تک اوسکا بوجهه پهونچاديتے تهے - اظهار قوت کا سب سے بڑا ذريعه حکومت هے ليکن اونهوں نے دنيوي حکومت کيليے کچهه نه چاها ' اور صرف خدا کے غريب بندوں هي کو آسماني حکومت کي بشارت دي - قوت

خدا تعالی کو دنیا کے ایک سب سے بڑے سرکش اور مستبد بادشاہ' اور سب سے بڑی ظالم حکمراں قوم کو ہلاک کرنا منظور تھا' جسکے لیے وہ خود ھي دنیا میں اوترا آیا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنی جلال و قہاریت کي قضا میں اوترا رہا ھے' اور حضرت موسی علیہ السلام کے وجود مطہر کے اندر سے اس نے اپنی ذاتی حریت اور انسانیۃ کي مدنی آزادي کے ظہور کا اعلان کردیا - لیکن ابھي حضرت موسی اس راہ کے پہلے مرحلہ میں تھے' اور اقتضاے بشریت سے انکے دل میں خوف و ہراس باقی تھا - وہ جب اپنی تنہائي اور فرعونیوں کي کثرت و قوت کا مقابلہ کرتے تھے تو قدرتی طور پر انکے اندر ہراس پیدا ھوجاتا تھا - پس قوۃ مربیۃ الہي نے سب سے پہلے انکے قلب کو مختلف طریقوں سے عزم و ثبات کا کامل جوہر بخشا' اور دکھلا دیا کہ طاقت صرف انسانوں کي قلت و کثرت ھي میں مخفي نہیں ھے' حق اور ربانی نصرت کي روح سے معمور ھوکر ایک تنہا انسان لاکھوں انسانوں پر غالب آسکتا ھے - چنانچہ سب سے پہلے انہیں حکم دیا :

و ان الق عصاک' فلما
راھا تھتز کانھا جان ولی
مدبرا ولم یعقب- یموسی
اقبل ولا تخف انك
من الامنین (٣١ : ٢٨)

اے موسی اپنی لاٹھی پھینک دو! جب موسی نے اپنی لاٹھی کو دیکھا تو وہ سانپ کي طرح حرکت کررھي تھي' وہ ڈرے اور پیٹھ پھیر کر بھاگے - خدا نے کہا اے موسی! تم پیچھے ھٹنے کیلیے پیدا نہیں کیے گئے ھو- تمہارا کام صرف آگے بڑھنا ھے' آگے بڑھو' کیونکہ تمہیں آگے ھي بڑھانے کیلیے یہ سب کچھہ دیا گیا ھے' خوف نکرو' تم ہمیشہ امن میں رہوگے -

موسی علیہ السلام کے ہاتھہ نے اب تک اگرچہ تلوار کا قبضہ نہیں پکڑا تھا' لیکن خدا نے اونکو دکھا دیا کہ جو داعیہ حق کي حمایت میں اوٹھتا ھے' اسکے پاس گو لوھے کي تلوار نہو لیکن وہ خود اپنی انگلیوں کے اندر ھي تلوار کي چمک رکھتا ھے :

اسلك یدک فی جیبك
تخرج بیضاء من غیر سوء
واضمم الیك جناحك
من الرھب فذنك برھانان
من ربك الی فرعون وملائه
انھم کانوا قوما فاسقین
(٣٣ : ٢٨)

اپنے گریبان میں ھاتھہ ڈالو' وہ اوسکے اندر سے چمکتا ھوا نکلیگا - اور اس سے تمہیں کچھہ نقصان نہ پہنچیگا - اپنے بازو کو سمیٹ لو' تمہارے خدا کي طرف سے فرعون اور اسکي قوم کیلیے یہ دو نشانیاں ھیں' کہ وہ لوگ تھے جنہوں نے عدالت الہي کے قانون کو توڑ دیا تھا اور اللہ کي اطاعت سے باہر ھوگئے تھے -

حضرت موسی علیہ السلام اب اگرچہ ان معجزانہ آلات حرب سے مسلح ھوگئے' لیکن سیاسي میدان میں تلوار کي چمک اور توپوں کي گرج سے زیادہ دل کي قوت اور زبان کي طاقت و روانی کام آتي ھے' اسلیے اونہوں نے اپنی کمزور زبانی کا عذر کیا :

قال رب انی قتلت منھم
نفسا فاخاف ان یقتلون
واخي ھرون ھو افصح
مني لسانا فارسله معي
ردا یصدقني انی
اخاف ان یکذبون
(٢٨ : ٣٣)

الہی! اونکي قوم کے ایک آدمي کو میں نے مار ڈالا ھے - ایسا نہ ھو کہ وہ اوسکے عوض میں مجھے قتل کردیں' میرا بھائي ھرون مجھہ سے زیادہ فصیح و متفوہ ھے' اوسکو میرا حامی بناکر میرے ساتھہ اوردے کہ وہ میري تصدیق کرے' ایسا نہ ھو کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں

خدا نے اونکي تمام دعائیں قبول کیں اور حضرۃ ھارون علیہ السلام کي مدد سے اونکے دست و بازو کو قوي تر کردیا :

قال سنشد عضدك
باخیك ونجعل لکما

خدا نے کہا : ھم تیرے بھائي کے ذریعہ تیرے دست و بازو کو قوي کردینگے

سلطانا فلا یصلون الیکما
بایتنا انتما ومن اتبعکما
الغلبون (٣٥ : ٢٨)

اور تم دونوں کو اپنے معجزات قاہرہ کي برکت سے ایسا غلبہ عطا کردینگے کہ وہ لوگ تمہارے پاس پہنچ بھي نہ سکینگے - صرف تم اور تمہارے ساتھیوں ھي کو غلبہ حاصل رھیگا -

(حضرت موسی کا مطالبہ)

خدا تعالی نے ان معجزات قاہرہ اور ان نشانات عظیمہ کے ساتھہ حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا - فرعون مشرک بھي تھا' مے نوش بھي تھا' بدکار بھي تھا' فاسق بھي تھا' فاجر بھي تھا - غرض وہ سب کچھہ تھا جو دنیا کا ایک سیاہ کار اور شریر و ظالم انسان ھوسکتا ھے -

لیکن اب غور کرو کہ تفسیر قرآن کا کیسا اہم مقام تمہارے سامنے ھے' اور افسوس کہ تم نے قرآن کا حق فہم کبھي بھي ادا نہ کیا - حضرت موسی علیہ السلام ایک پیغمبر حق تھے - توحید الہی' رد شرک و اصنام پرستی' تزکیہ نفس و اخلاق' درس کتاب و حکمت' انکے فرائض نبوت کے حقیقي ارکان ھیں - انکا مخاطب ایک مشرک و فاجر بادشاہ اور ایک مشرک و فاجر حکمران قوم تھي - اگر " سیاست " اور " دین " دو الگ الگ چیزیں ھیں جیسا کہ نادانی اور جہل کے ابلیس نے تمہیں سمجھایا ھے' اور اگر ایک قوم کو غلامی سے نجات دلانا ایک غیر دیني عمل ھے جیسا کہ بد بختانہ تم سمجھتے آئے ھو' تو اب ضرور تھا کہ حضرۃ موسی کي دعوت و تبلیغ بھي اس چیز سے بالکل الگ رھتي جسکا نام تم نے " سیاست " رکھا ھے - وہ آتے اور فرعون سے سب کچھہ چاھتے' مگر وہ نہ چاھتے جو نہ تو دین ھے اور نہ پیغمبرانہ دعوۃ کا کوئي جزو حقیقي' مگر قرآن حکیم تمہارے سامنے موجود ھے - خدا نے فرعون کو نہ تو توحید کي دعوت دی' نہ اوسکي شراب کي بوتلیں توڑ ڈالیں' نہ اوسکي سیہ کاریوں کا جائزہ لیا' بلکہ حضرت موسی علیہ السلام کو اس دعوت کا صرف ایک ھي مقصد بتاکر رخصت کیا :

اذھب الی فرعون انه
طغی (٢٥ : ٢٠)

فرعون کے پاس جاو کیونکہ وہ بڑا سرکش اور ظالم ھوگیا ھے -

حضرت موسی علیہ السلام اوسکے پاس آے' اور اونہوں نے بجز اسکے اور کچھہ نہ کہا کہ :

ان ادوا الی عباد اللہ
انی لکم رسول امین
(١٧ : ٤٤)

خدا کے بندوں یعنے قوم بنی اسرائیل کو مجھے واپس دیدو جسے تم نے اپنا محکوم بنا رکھا ھے - میں تمہارے پاس ایک امانت دار رسول بنکر آیا ھوں -

تم نے غور کیا یعني حضرۃ موسی نے فرعون کے آگے اپني تبلیغ کا مقصد یہ نہیں کہا کہ فسق و فجور چھوڑ دو' گناہ اور شرارت سے باز آجاؤ' نیک زندگي اختیار کرو' پاک طریقوں پر عمل کرو' بلکہ اولین مطالبہ یہ کیا کہ خدا کے جن بندوں کے پاؤں میں تو نے اپني محکومي اور غلامي کي زنجیریں ڈالدي ھیں' انہیں چھوڑ دے اور مجھے واپس دیدیے - خدا نے مجھے اس قوم کا امین بنایا ھے - اسکے بندوں کو میں آزادي دلاؤنگا - محکومي کي جگہ ایک حکمراں قوم بناؤنگا - خدا کے بندے خدا کي امانت ھیں - تو ظالم و مستبد ھے - اسلیے تو اس امانت کا مستحق نہیں - یہ شرف اللہ نے مجھے عطا فرمایا ھے کہ میں اس امانت کو ٹھیک ٹھیک اپنے پاس رکھونگا !

یہ مطالبہ اگرچہ نہایت مختصر الفاظ میں کیا گیا' لیکن درحقیقت وہ سیاست کي روح' سیاست کا مغز' اور سیاست کي حقیقي تفسیر تھا : پہلے تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا مطالبہ " ادوا " کے لفظ سے کیا " ادوا " کا اصل " الاداۃ " ھے اور

صرف کیا کرتے تھے - متبعین اسلام کو کفار مکہ کي سفیہانہ آویزشوں پر صبر و تحمل کا جو حکم دیا گیا تھا ' وہ نہ تو کسي قسم کي کمزوري پر مبني تھا ' اور نہ اوس سے اخلاق مسیحي کي تکمیل مقصود تھي ' بلکہ سیاسي مصالح کي بنا پر اوس کے ذریعہ قوت کے خزانے کو ایک اجتماع عظیم اور مقصد وحید کیلیے جمع کرنا اور محفوظ رکھنا مقصود تھا - چنانچہ جب اس سیاست الہي کے اظہار کا وقت آگیا ' اور آنحضرت صلي الله علیه وسلم کو حکم دیا گیا کہ :

یا ایها النبي جاهد الکفـار	اے پیغمبر کفار اور منافقین سے
و المنفقین وا غلظ علیهـم	جہاد کرو ' اور اونکے ساتھہ پوري
(۹ : ۷۳)	سختي سے پیش آو -

تو قوت کا یہ سرچشمہ دفعتاً اوبل پڑا ' اور وہي فقیر و مظلوم مسلمان جنھوں نے سالہا سال تک دشمنان حق کے مظالم خاموشي کے ساتھہ سہے تھے ' اس جوش و قوت کے ساتھہ سر فروشي کیلیے طیار ہوگئے کہ آگ کے شعلے ' سمندر کي موجیں ' پہاڑوں کي چوٹیاں ' تیروں کي بارش بھي انکے سیلاب کو نہ روک سکي :

ان رسول الله صلی الله علیه	آنحضرت کو جب معلوم ہوا کہ
و سلم شاور حین بلغه اقبال	ابو سفیان نے بدر کي طرف پیش
ابي سفیان ' فقـام سعد بن	قدمي کي ہے تو آپنے صحابہ
عبادہ فقال ایانا ترید یا رسول	سے مشورہ کیا ' انصار میں سے
الله والذي نفسي بیـده	سعد بن عبادہ اوٹھے اور کہا : کیا
لو امرتنـا ان نخیضها البحر	آپ کا روی سخن ہماري طرف
لا خضناها ولو امرتنا ان نضرب	ہے ؟ اوس ذات کي قسم جس
اکبادهـا الی برک الغماد	کے ہاتھہ میں ہماري جان ہے '
لفعلنا (مسلم ج - ۲ - ص - ۸۳)	اگر آپ فرمائیں تو ہم دریا میں

گھس پڑیں ' اور اپنے سینوں کو تلواروں کي میان سے ٹکرادیں -

لیکن یہ سیلاب ایک معتدل قوم کے دل سے اومڈا تھا ' اسلیے وہ دریاے احمر کي موجوں کي طرح ہر جسم کے نگلنے کیلیے اندھا دھند تیار نہ تھا ' بلکہ اسکا حال بالکل مختلف تھا - جو تنکا اوس کي سطح پر جسقدر جنبش پیدا کرتا تھا ' اوسي قدر مساوي و ہم وزن طاقت کے ساتھہ وہ اوسے تھپیڑے بھي لگاتا تھا :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا	جو شخص تم پر ظلم کرے ' تم بھي
علیه بمثل ما اعتدی علیکم	اوسپر اوسي قدر ظلم کرو جس قدر
و اتقو الله واعلموا ان الله	اوس نے تم پر کیا ہے ' اس سے آگے
مع المتقین (۲ : ۱۹۰)	بڑھنے میں خدا سے ڈرو اور یقین

رکھو کہ خدا صرف پرہیز گاروں کے ساتھہ ہے -

سیاست و اخلاق کے جو اجزاء شریعت موسوي و عیسوي میں الگ الگ بکھرے ہوے پڑے تھے ' اسلام نے اون میں باہم ترکیب دیدي ' اور رحمت اور فیاضي سے سیاست پر اخلاق کے جزء کو غالب کردیا - لیکن مضمون بہت طویل ہوگیا ہے اور ہم اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتے - یہ ایک مستقل عنوان ہے ' اور الله تعالی درس و بیان معارف اسلامیہ کي ہم سب کو توفیق عطا فرماے -

بہرحال صفوۃ القول یہ کہ اسلام جسطرح اخلاق و عقائد اور عادات و خصائل کا مکمل مجموعہ ہے ' اوسي طرح سیاسیات میں بھي وہ ایک کامل ترین مذہب ہے - اور سیاست صحیحہ اور دین الہي دو الگ الگ حقیقتیں نہیں ہیں ' بلکہ دین حق کا اہم ترین مقصد سیاست حقہ کا قیام ہي ہے - اس حقیقت کو صرف وہي سمجھہ سکتا ہے جسنے قرآن حکیم کو پڑھا ہے ' مگر قرآن کے پڑھنے والے زیادہ نہیں ہیں -

یہي وجہ ہے کہ جب عقائد و عبادات کے تمام ارکان قائم ہوگئے تو اونکے ساتھہ اوسکے سرچشمۂ سیاست یعنی حکومت کي بھي تکمیل ہوگئي ' اور دنیا کو اوسکي تکمیل کا مژدہ سنا دیا گیا : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا -

بصائر و حکم

جنگ اور مطالعہ علم النفس

(۲)

(سپاہیوں کي روایت)

واقعات جنگ کے متعلق نامہ نگاروں سے زیادہ قابل اعتبار شہادت خود فوجي سپاہیوں کي خیال کي جاتي ہے - لیکن اوسکي حقیقت بھي سراب سے زیادہ نہیں - چنانچہ ذیل کي مثال سے اسکي تشریح ہوسکتي ہے جو پیرس کے ایک اخبار میں شائع ہوئي تھي اور ہم اسے موسیو لیبان کي زباني نقل کرتے ہیں :

"دریا میں طوفان آیا اور تند ہوا کے جھونکوں نے ایک اسٹیمر کو جنگي جہاز سے دور پھینکدیا - طوفان اور برق و باد کے تھمنے کے بعد جہاز اوسکي تلاش میں روانہ ہوا - دن کا وقت تھا ' سورج نہایت تیزي کے ساتھہ چمک رہا تھا ' مطلع بالکل صاف تھا - ایک شخص نے ایک ڈوبتے ہوے اسٹیمر کي طرف اشارہ کیا ' تمام لوگوں کي نگاہیں اوسکي طرف اوٹھہ گئیں - ہر سپاہي نے دیکھا کہ ایک اسٹیمر ہچکولا کھا رہا ہے ' اور اوسپر ڈوبنے کي خبر دینے والي جھنڈیاں لہرا رہي ہیں - کپتان نے فوراً ایک کشتي بھیجي کہ اوسکو بچاے - کشتي نہایت سرعت سے آگے بڑھي - جو لوگ اس کشتي میں تھے ' وہ جوں جوں ڈوبنے والے اسٹیمر سے قریب ہوتے جاتے تھے ' اونکو مصیبت زدہ لوگوں کا ایک غول نظر آتا جا تھا ' وہ ڈوبتے تھے ' اوچھلتے تھے ' ہاتھہ پاؤں مارتے تھے ' شور و شغب کرتے تھے - لیکن جب کشتي قریب پہونچي تو معلوم ہوا کہ یہ سب وہم کي کرشمہ سازیاں تھیں ' نہ اسٹیمر تھا ' نہ ڈوبنے والے آدمي - ساحل کے قریب چند سرسبز درختوں کي ٹہنیاں کاٹ کے دریا میں ڈال دي گئي تھیں ' جنکو ہوا کے جھونکے حرکت دیتے تھے ' وہي ٹہنیاں اسٹیمر ' جھنڈیاں ' ڈوبنے والے آدمیوں کا غول ' غرضکہ سب کچھہ بنگئي تھیں " ! !

اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ فوج کے مشاہدات میں وہم کي قوت اختراعي کسطرح عمل کرتي ہے ' اور سریان خیال اوس وہم پرستي کو کیونکر عام کردیتا ہے -

فوج کے سپاہیوں سے زیادہ خود سپہ سالاروں کي شہادت وقیع ہوتي ہے - لیکن اون کي رپورٹیں عموماً سپاہیوں کے بیان سے مرتب کي جاتي ہیں ' اور سپاہیوں کي شہادت کي جو وقعت ہے اوسکا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں - یہ رپورٹ جب کسي محکمہ کے سامنے پیش ہوتي ہے تو وہ اوسکو بدل دیتا ہے ' اور جدید رپورٹ مرتب کرتا ہے - یہ رپورٹیں فوجي افسر اعلی کي خدمت میں پیش ہوتي ہیں ' وہ ان سب کو بدلکر ایک نئي رپورٹ لکھتا ہے ' اس حک و محو اور تغلیط و ترمیم میں اصل حقیقت بالکل گم ہو جاتي ہے -

پس ہم جنگ کے متعلق یقیني طور پر صرف اتنا جان سکتے ہیں کہ کس نے فتح پائي اور کسنے شکست کھائي - اسکا علم بھي آخر میں ہوتا ہے ' اور صرف اسي کا انتظار کرنا چاہیے -

(جنگ اور تمدن)

مصائب جنگ میں تمدن کي بربادي سب سے بڑي مصیبت ہے ' ہم مال و دولت کي بربادي کي تلافي کرسکتے ہیں ' مقتولین جنگ

كي نمائش كيليے جنگ ناگزیر هے ' ليكن اونهوں نے كہا كه اپنے دشمنوں كو بهي پيار كرو - غرض حضرت موسى عليه السلام كے زمانے ميں قوت جس درجه افراط تک پهونچ گئي تهي ' تقريباً اوسي كے مقابل حضرة مسيح نے اوسكو درجه تفريط تک پهونچا ديا - اگرچه اپنے اپنے وقتوں ميں دونوں چيزيں صحيح اور عين اعتدال تهيں -

(امة وسطا)

اس بنا پر اعتدال كلي و دائمي كيليے جس قسم كے الگ الگ افراط و تفريط كي ضرورت تهي ' اب وه پوري هو گئي ' اور مراحل ارتقاء جس جامع و مكمل مذهب كو ڈهونڈھ رهے تهے ' اوسكے ظهور كا وقت آگيا - پس زبان الهي نے اوس معتدل امت كے پيدا هونے كي بشارت دنيا كو سنا دي :

وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا (۲ : ۱۳۷)	اسي طرح هم نے تمكو ايك عدل و توسط كي قوم بنايا ' تاكه تمام ملكوں كيليے نمونه بنو ' اور پيغمبر تمہارے ليے نمونه هو -

داعي مذهب اسلام نے اس " امة وسطا " كيليے اپنا اعلى نمونه قائم كرديا - حضرت موسى عليه السلام كو چونكه ايک سخت طاقتور بادشاه اور سخت جابر قوم كا مقابله كرنا تها ' اسليے خدا نے اونكو فطرتاً پر جلال بنايا تها - اسي بنا پر فرعون كے سامنے نرم كلامي كي تلقين كرنا پڑي ' ليكن پيغمبر اسلام خود هي فطرتاً رحم و شفقت ' كرم و رافت ' عفو و درگذر كا خلق عظيم تها :

فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك (۳ : ۱۵۳)	يه الله كي رحمت هے كه تم اونكے ليے فطرتاً نرم خو پيدا كيے گئے ' اور اگر تم سخت و سنگدل هوتے تو لوگ تمہارے گرد جمع هي نه هوتے اور بهاگ جاتے -

حضرت موسى عليه السلام سے اپني قوم كي ذلت برداشت نه هوسكي ' اور وه چند دنوں كے بعد اسكو ليكر چلے گئے - ليكن پيغمبر اسلام نے كامل ۱۳ برس تک اپني قوم كي هدايت ياب هونے كا انتظار كيا ' طرح طرح كي تكليفيں برداشت كيں ' اور اپنے متبعين كو مختلف قسم كے جسماني مصائب ميں مبتلا ديكها ' با اينهمه خدا نے اونكو صبر و سكون كا اعلى ترين معيار بتلاديا تها :

و اصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغدوة و العشي يريدون وجهه و لا تعد عيناك عنهم (۱۸ : ۲۷)	اون لوگوں كے ساتهه رهكر صبر كر جو صبح و شام اپنے خدا كي پكار ميں سرگرم رهتے هيں ' اور صرف خدا كي مرضي تلاش كرتے هيں ' اپني نگاه اون سے نه پهير -

كفر زار مكه كي ايک ايک كنكري اگرچه اوسكے معتقدين كو ٹهوكر لگانا چاهتي تهي ' ليكن اون لوگوں نے داعي اسلام كے اسوۂ حسنه كي اس عديم النظير طاقت كے ساتهه تقليد كي كه ايک تنكے كو بهي نگاه گرم سے نه ديكها ' بلكه بعض موقعوں پر تو وه كيا كه اخلاق مسيحي اسكے آگے هيچ هے :

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا و اذا خاطبهم الجهلون قالوا سلاما (۲۵ : ۶۴)	اور خدا كے وه بندے جو زمين پر آهسته آهسته چلتے هيں - اور جب جاهل اونكو نامعقول طريقے سے مخاطب كرتے هيں تو وه كهتے هيں كه تم سلامت رهو - هميں اپني راه چلنے دو !

ليكن اسي ضعف ميں اونكي قوت كا راز بهي چهپا هوا تها - دنيا ميں ايک هي اصول متضاد نتائج پيدا كرتا هے - كبهي تو قوت دبكر بالكل فنا هوجاتي هے ' اور كبهي وه جسقدر دبائي جاتي هے اوسيقدر اوبهرتي بهي هے ' اور آهسته آهسته اپنے بكهرے هوے اجزاء كو جمع كرليتي هے - پاني كي سوتيں بعض اوقات تو خاک پتهر كے اندر دب كر بالكل خشک هوجاتي هيں ' ليكن كبهي اندر هي اندر منافذ پيدا كركے زمين كے اندروني حصے ميں اپنا جال پهيلا ديتي هيں ' اور ايک دن چشمه كي صورت ميں اوبل پڑتي هيں - يه كوئي تعجب انگيز بات نهيں - قوت كي موت اور اوسكي زندگي دو حقيقت تربيت هي پر موقوف هے - حضرت عيسى عليه السلام چونكه يهود كي شقاوت كو توڑنا چاهتے تهے اسليے اونهوں نے اپنا ايک خاص مظلومانه نمونه قائم كيا ' ليكن پيغمبر اسلام مسلمانوں كو ايک طاقتور قوم و عزيز ترين هستي بنانا چاهتا تها - وه آسمان كي پادشاهت غريبوں اور مسكينوں كو نهيں دينا تها بلكه دنيا كي پادشاهت كي بشارت سے مسكينوں كو صاحب تاج و تخت بنانے آيا تها ' اسليے اسنے ابتدا هي سے اون كو عزم و استقلال كي تعليم دي - اور ايک بلند تر مطمح نظر كيليے تيار كيا - چنانچه اوس مظلومي كے زمانے ميں جب كه ارض مكه كي ايک ايک كنكري مسلمانوں كو ٹهوكر لگاتي تهي اور دنيوي عيش و نعم كے تمام دروازے اون پر بند هوگئے تهے ' آپ نے خدا كي نصرت سے مسرور هوكر بشارت دي كه آج ظلم و جبر كے دنوں كو اٹهالو ' كل كو تمام دنيا تمهارا بوجهه اوٹهائيگي :

شكونا الى رسول الله صلى الله عليه و سلم قلنا له الا تستنصر لنا الا تدعو الله لنا ؟ قال كان رجل فيمن قبلكم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار فيوضع على راسه فيشق باثنين و ما يصده ذلك عن دينه و يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب و ما يصده ذلك عن دينه والله ليتمن هذا الامر حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضر موت لا يخاف الا الله - (بخاري جزء ۴ - ص ۲۰۱)	صحابه كهتے هيں كه هم نے آنحضرت سے اپنے مصائب كي شكايت كي ' اور كها كه آپ همارے ليے خدا سے مدد نهيں مانگتے اور اوسكي درگاه ميں دعا نهيں كرتے ؟ آپ نے فرمايا كه گذشته قوموں ميں ايسے راسخ العزم لوگ تهے كه زمين ميں گڑهے كهود كر انهيں ڈال ديا جاتا تها ' پهر آرے سے اونكے دو ٹكڑے كرديے جاتے تهے اور لوهے كي كنگهياں اونكے بدن پر چلائي جاتي تهيں جو اونكي رگوں كو هڈيوں تک سے الگ كرديتي تهيں - تاهم يه آزمائشيں بهي اونكو سچائي سے نهيں هٹا سكتي تهيں - خدا كي قسم دين اسلام اسقدر كامل اور غالب هوگا كه ايک سوار يمن سے حضرموت تک اسطرح بے خوف و خطر چلا جائيگا كه خدا كے سوا اوسكو كسي چيز كا ڈر نهوگا -

دنيا كے خزائن و دفائن ميں قوت كا خزانه سب سے زياده قيمتي اور مستحق حفاظت هے - اسليے اوسكو هر وقت اور هر جگهه آساني كے ساتهه صرف نهيں كيا جاسكتا - هر چيز اجزاء كي تقسيم سے فنا هوجاتي هے ' اور كوئي عظيم الشان نتيجه پيدا نهيں كرسكتي - عرب جاهلية سے زياده فياضي كے ساتهه كسي قوم نے جنگي قوت كو خرچ نه كيا هوگا - ليكن انتشار و پراگندگي كے سوا اس سے كوئي نتيجه حاصل نه هوا :

لا يقاتلونكم جميعاً الا في قرى محصنة او من وراء جدر باسهم بينهم شديد ' تحسبهم جميعا و قلوبهم شتى ذلك بانهم قوم لا يعقلون	وه متفق هوكر تم سے نهيں لڑ سكتے ' صرف قلعه بند گانوں ميں يا كسي ديوار كي آڑ ميں چهپكر حمله كرينگے - وه باهم نهايت سخت جنگ كرتے تهے ' اسلئے تم اونكو ايک متحده جماعت سمجهتے هو ' ليكن جماعت صرف اتفاق هي سے پيدا هوتي هے اور اونكے دلوں ميں اتفاق كهاں ؟ وه ايک نادان و بے عقل قوم هے ' اتفاق و اجتماع قواء كے فوايد نهيں سمجهتي -

ليكن تكميل مذهب ' نشر امن و سلام ' اور عدل و انصاف كے قيام كا جو مقصد اسلام كے پيش نظر تها ' وه ايک متفقه جماعت اور متحده قوت كا محتاج تها ' اسلئے وه اپني قوت كا خزانه اوس طرح نهيں صرف كرسكتا تها ' جس احمقانه طريقے سے اهل عرب

اتنهکه جنگ کي صورت میں نمایاں هوگا - سلطنتیں اسي بنا پر ایک جهوٹي سي جهوٹي بات پر گرفت کرتي رهتي هیں - صلیبي لڑائیاں ایک دن میں نہیں قائم هوئیں ' عیسائي پادریوں نے ایک مدت تک مسلمانوں کي وحشت کي داستان سنا سنا کے تمام یورپ کو اس جنگ پر آماده کیا تها - شورش فرانس سو برس کي آتش بیانیوں کا نتیجه تهي - دولة عثمانیه کا جمهوري انقلاب ایک مدت کي کوششوں کا حاصل تها - غدر سنه ۵۷ - ایک زمانه کي بدگمانیوں کي آخري شکل تهي -

حقیقت یه هے که جماعت کسي محکم عقیدے کي پابند نہیں هوتي ' اسلیے کوئي عقیده کتنا هي صحیح و مستحکم هو' مگر دفعتاً اوسکے دماغ پر کوئي اثر نہیں ڈال سکتا - البته وه اوسکو سنتي هے اور اپنے دماغ میں محفوظ رکهتي هے - یه برق کا خزانه نہیں هوتا جس میں دفعتاً آگ لگ جاے ' البته جماعت پر خیالات عرضیه نہایت قوي اثر ڈالتے هیں - عقائد محکمه ایک پہاڑ هیں ' لیکن پہاڑ میں جنبش نہیں هوتي ' برخلاف اسکے عام اور وقتي افکار پاني کي ایک رو هیں جو پہاڑوں کو بهي هلا دیسکتي هے - پاني کتنا هي ٹیڑها ترچها هوا کرے لیکن اوسکي قوت میں کوئي فرق نه آئیگا - اسیطرح عام خیالات کتنے هي متناقض اور ایک دوسرے سے لڑ رهے هوں اور ادنی درجه کے هوں ' تاهم جماعت پر اونکا یکساں اثر پڑتا هے - حامیان جنگ صلیبي نے التوحید في التثلیث کي اوتني هي محافظت کي تهي ' جسقدر مسلمانوں نے کلمه توحید کي تهي - غدر سنه ۵۷ ایک معمولي بات پر برپا هوگیا تها - شعبده گر مختلف رنگ کي ڈبیه اپنے جهولي سے نکالتے هیں ' اور جماعت سب کو یکساں دلچسپي سے دیکهتي هے - وه اون میں تلازم ' تشابه ' اتحاد ' مناسبت ' ربط و توافق نہیں ڈهونڈهتي ' اسي طرح وقتي اسباب سے جو عقائد و خیالات پیدا هو جاتے هیں ' جماعت اونهي کے سہارے پر چلتي هے ' اور اون میں مناسبت نہیں ڈهونڈهتي - یهي وه موقع هے جہاں جماعت کے لیڈر کو دور اندیشي سے کام لینا چاهیے - اوس نے عقائد محکمه کا جو بیج ایک مدت سے بویا تها ' اوسکے کاٹنے کا وقت یهي هے - اوسکو چاهیے که ان وقتي عوارض و اسباب سے کام لیکر قوم کے دماغ کو میدان جنگ کے ٹیلیفون سے دفعتاً ٹکرا دے - دنیا کي تمام لڑائیوں میں توپ اور گولے کے حملوں کا بڑے شوق سے نظاره کیا جاتا هے ' حالانکه وه ایک دماغي حمله هوتا هے - کارتوس سپاهي کے پیٹي سے نہیں نکالے جاتے ' بلکه ماسه دماغ سے نکالے جاتے هیں جس میں ایک مدت سے بهر دیے گئے تهے - یهي وجه هے که زمانه جنگ میں دماغي انتشار کیوجه سے اکثر ملکوں میں بغاوتیں هو جاتي هیں - اسي ڈر سے شکست کي خبروں کو چهپایا جاتا هے ' فتح و ظفر کي جهوٹي خبریں اوڑائي جاتي هیں - پس اگر همکو جنگ کي حقیقي مصیبتوں سے بچنا هے ' تو زره اور خود سے زیاده اپنے دماغ کو مضبوط کرنا چاهیے که ان خیالات عرضیه کي کہیں ٹهوکر نه کها جاے -

(استـــدراک)

گذشته اشاعة میں به تحت " بصائر و حکم " جو مضمون " فلسفۂ اجتماع اور جنگ " کے عنوان سے نکلا تها ' اسي سلسلے کا یه دوسرا نمبر هے - لیکن چونکه اپنے ربط و ترتیب بیان میں ایک مستقل حیثیت رکهتا هے ' اسلیے نئے عنوان سے درج کردیا گیا -

اس مضمون میں اور اس سے قبل کے تمام اُن مضامین میں جو بصائر و حکم کے ذیل میں شائع هوے هیں ' اور جہاں جہاں واقعات سے استدلال کیا گیا هے ' وه سب کے سب موسیو لیبان صاحب تمدن عرب و هند کي ایک تصنیف سے ماخوذ هیں ' جسکا ترجمه سعد پاشا زغلول وزیر مصر نے " روح الاجتماع " کے نام سے شائع کیا هے -

اُسوۂ حسنہ

اسوهٔ محمدی صلی الله علیه و سلم کا ایک صفحه

اعمال نبوت به حیثیت محتسب

(احتساب)

احتساب ایک سنهري زنجیر هے ' جس میں تمدن ' اخلاق ' مذهب ' اور معاشرت کے تمام جزئیات جکڑے هوے هیں - اگر اس کي بندشیں ڈهیلي پڑ جائیں ' تو دفعتاً نظام عالم کي ایک ایک کڑي درهم برهم هو جاے - اسي غرض سے دنیا نے احتساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکها - خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کیے جنکي خلاف ورزي موجب ملامت بلکه بعض اوقات قومي جرم خیال کي جاتي هے - سلطنتوں نے قوانین بنائے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت هر قسم کي مادي ' اخلاقي ' اور مذهبي ترقي کرنے کا موقع دیتے هیں - حکماء نے فلسفه اخلاق ایجاد کیا ' جو اخلاقي قوانین کي پیروي پر جمعیة بشري کو مجبور کرتا هے -

اگر یورپ کو اپني تهذیب پر فخر هے که وه انسان کي هر فرو گذاشت پر سختي کے ساتهه گرفت کرتي هے ' اگر روم کو اپنے اوپر ناز هے که وه دنیا کے قواے متضاده کو اپنے مرکز سے هٹنے نہیں دیتا - اگر یونان کو اپنے فلسفۂ اخلاق پر گهمنڈ هے که وه اخلاقي قواء کي تربیت کرتا هے ' تو همکو اون کے بڑے بول سے مرعوب نہیں هوجانا چاهیے - هم رسم و رواج کے غلام نہیں هیں که یورپ کے قوانین معاشرت پر فریفته هو جائیں ' هم قانوني سختیوں کے برداشت کرنے کے خوگر نہیں هیں که اپنے هاتهه کو هتهکڑي کے حوالے کردیں - قیاسات عقلي هماري غذاے روحاني نہیں هے که یونانیوں کے طلسم میں پهنس جائیں ' بلکه همارے رگ اور پٹهے ایک پاک مذهب کے سلسلے میں جکڑے هوے هیں ' همارے گوشت و خون پر چمڑے کي جگه مذهب کا غلاف چڑها هوا هے ' همارے قلب کو ایک غیر متزلزل مذهبي احساس حرکت دے رها هے ' پس همکو هر دلفریب رسم و رواج ' هر مرعوب کرنے والے قانون ' اور هر متحیر کردینے والے فلسفه کو چهوڑ کر اپني باگ صرف اسلام هي کے هاتهه میں دیدیني چاهیے ' اور اسپر فخر کرنا چاهیے که :

رشتـــه در گردنم افگنـــده دوست
میبرد هر جا که خاطـر خواه اوست

مذهب کي قوت احتساب ان تمام چیزوں سے بالا تر هے - یهي وجه هے که الله تعالی نے هم پر آنحضرة (صلی الله علیه و سلم) کا اتباع فرض کرکے همکو تمام دنیا کي مادي و اخلاقي غلامي سے آزاد کردیا هے :

لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنـــة -	یقیناً تمهارے لیے الله کے رسول کي زندگي میں پیروي و اتباع کیلیے بهترین نمونه رکها گیا هے :

الله تعالی نے یه نہیں فرمایا که تم رسول الله کي تقلید کرو کیونکه ایک شخص کي تقلید کرنے سے دوسرے اشخاص کي تقلید کي نفي نہیں هو جاتي - بلکه یه فرمایا که تمهاري تقلید صرف

کی یاد بھی بھلا دیسکتے ہیں ' مجروحین کے زخموں سے بھی آنکھ بند کر لےسکتے ہیں ' لیکن ہم تاریخ کو بھلا نہیں سکتے ' وہ ہمیشہ ہمارے سامنے رہیگی ' اور اگر ہمکو یہ یقین ہے کہ انہیں واقعات کو وہ نہایت آب و رنگ کے ساتھہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے ' اونپر کذب و مبالغہ کا رنگ چڑھا ہوا ہے ' تو اسکی پھانس ہمارے دلوں کیلیے تلوار کی نوک سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوگی -

جنگ اگر جنگ ہے تو مثل اور تمام مصائب کے اس تاریخی غلطی کی مصیبت بھی اوسکے لیے لازمی ہے - لیکن ایک جماعت نے تمدن و تہذیب کی چادر کے اندر ایک خوشنما خواب دیکھا ہے ' اور وہ یہی ہے نہ اسکی تعبیر ایک صلح عام کی صورت میں ظاہر ہوکر جنگ کے ساتھہ جنگ کے تمام مصائب کا بھی خاتمہ کردیگی - اگر یہ تعبیر صحیح ہے تو ہمکو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے - فلسفۂ تاریخ کا سنگ بنیاد کہا جاتا ہے کہ ابن خلدون نے رکھا ہے ' لیکن اگر اس زمانہ میں جنگ کا ہمیشہ کیلیے خاتمہ ہوجاے ' تو اوسکے حقیقی نتائج اب ظاہر ہونگے ' اور دنیا کی صحیح تاریخ کا دور جدید بیسویں صدی سے از سرنو شروع ہوجائیگا -

لیکن ہم کہیں حالت خواب میں فریب تو نہیں کھاتے ؟

کیا تمدن جنگ کو مٹا سکتا ہے ؟

چند ظاہر بیں لوگ مایوسانہ جواب اس بنا پر دیتے ہیں کہ فن جنگ کی جدید ترتیب ' مصارف قواے بحریہ و بریہ کی وسعت ' آلات مہلکہ کی ایجادات نے تو اور زیادہ جنگ کے دست و بازو کو قوی کردیا ہے - پھر عالمگیر صلح کی تشکیل کیونکر ممکن ہے ؟ لیکن یہ تو کوئی مایوسی کی وجہ نہیں - بگاڑنا بنانے سے زیادہ آسان ہے جس دولت نے بحر و بر میں یہ خزانہ لٹایا ہے ' وہی اوسکو سمیٹ بھی سکتی ہے - جن دماغوں نے جدید فوجی نظام قائم کیا ہے ' وہی اوسکو درہم برہم بھی کر سکتے ہیں ' جن مشینوں نے مہلک آلات جنگ ڈھالے ہیں ' وہی اونکو پھر خاک آلود لوہے کے قالب میں ڈھال بھی سکتے ہیں - یہ کام بہت آسان ہے ' اور مادی طاقت اسکو بآسانی کر سکتی ہے -

لیکن اصلی بحث یہ ہے کہ کیا ہمارا دل بھی قساوت کے جذبات سے خالی ہوسکتا ہے ؟ فوجی بارکیں سپاہیوں سے خالی کردی جائیں ' کارخانوں سے توپوں کے ڈھالنے کی مشینیں نکال دی جائیں بارود کے مخازن سے بارود نکالکر گیہوں بھر دیا جاے ' لیکن انسان کے دل و دماغ کے اندر جو کچھہ ہے ' اسے کیونکر نکالکر پھینکدیں ؟

کیا تمدن رحمدلی پیدا کرتا ہے ؟ جذبات و تمدن میں کیا علاقہ ہے ؟ تمدن کا اصلی کام کیا ہے ؟

یہی سوالات جنگ و صلح کا فیصلہ کر سکتے ہیں ' اگر علم و تہذیب کی برکت سے دنیا جنگ کو مٹانا چاہتی ہے تو یہ ایک دماغی جہاد ہے ' اسلیے اسپر صرف عقلی حیثیت ہی سے بحث کرنی چاہیے - اس میدان میں زنگ آلود تلوار اور جوہر دار خنجر ' دونوں بیکار ہیں - تمدن نظام عالم میں کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتا - وہ ایک ذرہ کو بھی نہیں مٹا سکتا - اوس کا کام کسی جدید چیز کو پیدا کرنا نہیں ہے ' بلکہ دنیا کے مواد کو مختلف قالب میں بدلدینا ہے -

دنیا پہلے زمین پر بیٹھہ کر کھاتی تھی ' اب میز کرسی پر کھاتی ہے ' پہلے ہمارے دسترخوان پر پتوں کے اندر کھانا چنا جاتا تھا ' اب رنگین تشتریاں سامنے رکھی جاتی ہیں ' پہلے ہم چلو سے پانی پیتے تھے ' اب گلاس میں پیتے ہیں - مادہ ایک ہے ' لیکن مختلف قالبوں میں جلوہ گر ہورہا ہے - جنگ بھی دنیا کی ایک قدیم ذہنی و مادی طاقت ہے - تمدن اسکو مٹا نہیں سکتا ' اوسکی شکلدنکو بدل سکتا ہے - آج یورپ و ایشیاء کے بحر و بر میں جو طوفان خیز نظارہ نظر آتا ہے ' وہ تمدن کی اسی ترقی یافتہ جنگ کی ایک مہیب شکل ہے - کہا جاتا ہے کہ تمدن اسکو مٹا دے گا ' لیکن اگر وہ اس میں کامیاب ہوا تو وہ تمدن نہیں ' بلکہ وحشت ہے - اگر تمدن تمدن ہے تو اوسکا حقیقی فرض یہ ہے کہ وہ اسکو اور زیادہ ترقی دے ' اور وہ اپنے فرض کو پوری مستعدی کے ساتھہ انجام دے رہا ہے ' پس جنگ کو مٹانا بعینہ تمدن کو مٹانا ہے - تمدن جذبات کو بہت زیادہ لطیف و رقیق کردیتا ہے ' وحشی قومیں گالی گلوج کو معمولی بات سمجھتی تھیں ' لیکن تمدن کے زمانے میں اسی پر لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں - وحشی قومیں صرف اپنے قبیلہ کی نگرانی کرتی تھیں ' لیکن ڈاوننگ اسٹریٹ کا دفتر خارجیہ آج ہر اوس طالب العلم کی مردم شماری کو رہا ہے جو جرمنی میں رہتے ہیں اور اپنے آپ کو انگریزی سلطنت کا شہری باشندہ کہتے ہیں - اخبارات کی اشاعت معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی اہم بنا دیتی ہے جو آگے چل کر جنگ کا سبب بن جاتے ہیں - پس ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ تمدن اسباب جنگ کو اور زیادہ ترقی دیتا ہے اور بہت زیادہ ترقی دیگا -

جنگ تو پھر بھی ایک بہت بڑی مصیبت ہے ' لیکن تمدن نے دنیا کی کس مصیبت کو کم کیا ہے ؟ تعلیم کی اشاعت کے ساتھہ ساتھہ جرائم نے بھی غیر معمولی ترقی کی ہے ' فرانس کا ایک جج کہتا ہے : " اسوقت چار ہزار مجرموں میں صرف تین ہزار طالب العلم ہیں " اوس نے مجرموں کی جو فہرست مرتب کی ہے ' اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ تر جرم وہی نوجوان طلباء کرتے ہیں ' جنسے انکے اصلی پیشہ کی تعلیم چھڑا دی گئی ہے اور علوم و فنون کی نری تعلیم دی جاتی ہے -

کمیت کے ساتھہ اگر کیفیت کا لحاظ کیا جاے تو تعلیم کا چہرہ اور بھی سیاہ نظر آئیگا - پہلے سادہ طریقہ سے جرائم کیے جاتے تھے ' اب اون میں علمی آفرینش کرلی گئی ہے - جو چیز برقی صندوق میں رکھی جاتی ہے ' وہ بجلی ہی کی کنجی سے کھولی جاتی ہے - پس تمدن دنیا کے ایک ذرے کو بھی نہیں مٹا سکتا ' البتہ ذرے کو آفتاب بنا دیتا ہے - بیسویں صدی میں فلسفہ کتنی ہی ترقی کرجاے ' لیکن جنگی تاریخ اونتی ہی مشتبہ رہیگی جسقدر وہ اوس دن تھی ' جب قابیل نے اپنے بھائی کے اوپر تلوار اوٹھائی تھی - یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں غزوات اسلامیہ کا حال بہت کم مذکور ہے ' اور مغازی کے دفتر کو صحاح ستہ نے نہایت مختصر کردیا ہے - اکثر صحابہ مغازی کے متعلق بہت کم روایت کرتے تھے ' اور اس باب میں اسلام کی تاریخ کو ایک خاص درجۂ امتیاز حاصل ہے -

(دماغ کا اثر جنگ پر)

لیکن ہر قوت کا ایک رد عمل بھی ہوتا ہے ' اگر ہم کسی گیند کو زمین پر پٹکیں تو وہ اوچھل کر ہماری طرف آئیگا - یہی فطری اصول جنگ اور دماغ کے اثرات پر بھی راست آتا ہے - جنگ دماغ کو ایک فانوس خیال بنادیتی ہے ' لیکن دماغ پر صرف جنگ ہی کا حملہ نہیں ہوتا ' بلکہ کبھی کبھی دماغ بھی میدان جنگ پر حملہ کردیتا ہے - اگر تم کسی قوم کے مظالم کی ' وحشت کی ' خونریزی کی ' داستان ایک قوم کو بار بار سناتے رہو ' اوسکی طرف سے قوم کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرتے رہو ' اوسکے اعمال کو بد ترین شکل میں دکھاتے رہو ' تو آہستہ آہستہ دماغ اوس سے متاثر ہوتا رہیگا ' رفتہ رفتہ کاسۂ دماغ میں یہ قطرے جمع ہوکر ایک دن چھلک جائینگے ' اور وہی دن ہوگا جب مقدمات جنگ کا شعلہ ایک

امام حسين عليه السلام نے ايک مرتبه بچپن ميں صدقه كي ايک كهجور اوٹهاكر منهه ميں ڈال لي - آپكي نگاه پڑي تو فوراً ٹوكا: "كخ كخ" كيا تمهيں خبر نهيں كه همارا خاندان صدقه نهيں كهاتا" (۱)

آپ ايک مرتبه شب كو حضرت علي (ع) اور حضرت فاطمه کے پاس آۓ اور فرمايا : " تملوگ اوٹهكر تهجد نهيں پڑهتے ؟ " حضرت علي عليه السلام نے جواب ديا " يا رسول الله ! هماري نيند اور بيداري تو خدا کے اختيار ميں هے ' اگر وه جگائيگا تو جاگينگے " آنحضرت خاموش هوگئے مگر اپني ران پر افسوس کے ساتهه هاتهه مارا اور يه آيت پڑهي :

كان الانسان اكثر شي جدلا	آدمي بڑا هي جهگڑا لو هے -

(۲)

(احتساب قوم)

اگرچه وه تمام جزئي مواقع جہاں آنحضرت نے احتساب كا فرض ادا كيا هے ' احتساب قومي کے تحت ميں داخل هيں ' ليكن آپ نے كلي طور پر دو موقعوں پر نهايت بليغ تشبيه کے ساتهه اپني اس خصوصيت كا اظهار تمام قوم کے سامنے فرمايا -

ايک موقع پر فرمايا :

" ميري اور ميري شريعت كي مثال بعينه اوس شخص كي سي هے ' جس نے ايک قوم کے پاس آكر يه وحشت انگيز خبر سنائي كه ميں نے اپني آنكهوں سے ايک لشكر تمهاري طرف آتے هوۓ ديكها هے ' ميں ايک نذير عرياں هوں (عرب ميں كسي اهم و انقلابي واقعـه كي خبر ننگے هوكر ديتے تهے) پس تمكو هوشيار هوجانا چاهيے - چنانچه ايک گروه نے اوسكا كهنا مانا اور وه رات هي رات بهيكے نكل گيا اور دوسرے گروه نے اوسكو جهٹلايا ' نتيجه يه هوا كه لشكر نے دهاوا مارا ' اور اوسكا استيصال كرديا "

دوسرے موقع پر آپ نے فرمايا :

" ميري اور تمام لوگوں كي مثال اوس شخص كي سي هے جس نے آگ بهڑكائي ' جب آگ كي روشني چاروں طرف پهيلي ' تو پروانے اوس پر ٹوٹ ٹوٹ كر گرنے لگے ' اوس نے پروانوںكو آگ ميں جانے سے روكنا چاها ' ليكن وه سب اوسكے قابو ميں نه آ سكے اور آگ ميں گهس گئے -

اسي طرح ميں تم لوگوں كي كمر پكڑكر كهينچتا هوں تاكه آگ ميں داخل هونے نه پاؤ ' ليكن لوگ اوسميں گهسے جاتے هيں" (۳)

(عقـــائـد)

آنحضرت كي بعثت كا سب سے بڑا مقصد تصحيح عقائد تها - عقائد ميں بد ترين چيز شرک في الله تهي ' اور آنحضرت نے صرف شرک هي کے مٹانے كيليے جهاد كيا جو احتساب كي آخري منزل هے - ليكن اسكے علاوه اور بهي بهت سے عقائد هيں - جو علم دسترس سے باهر هيں - اگر عام لوگوں كو اون ميں غور و فكر كرنے كا موقع ديا جاۓ ' تو مذهبي عقائد ميں بهت سے مفاسد پيدا هوجاليں ' اور اسلامي عقائد كي سادگي فنا هوجاۓ جو اسلام كا سب سے بڑا زيور هے - اسي غرض سے آنحضرت نے مسلمانوں كي يه خصوصيت قرار دي تهي كه وه غير ضروري چيزوں ميں وقت ضائع نهيں كرتے - چنانچه عهد نبوت ميں جب كبهي اس قسم کے مواقع پيش آۓ هيں ' آنحضرت صلى الله عليه وسلم نے سختي کے ساتهه صحابه كو زجر و توبيخ كي هے -

ايک مرتبه صحابه مسئله قضا و قدر کے متعلق مباحثه كررهے تهے ' جس نے آگے چل كر مسلمانوں کے دو عظيم و حريف مق[...] فرقے پيدا كرديے - آنحضرت نے ديكها تو چهره مبارک غصے سے سرخ هوگيا ' اور فرمايا :

لهذا خلقتم تضـربون القرآن بعضه بعض لهذا هلك الامم قبلكم (۱)	كيا تملوگ اسي ليے پيدا كيے گئے هو ؟ تملوگ قران كو گڈ مڈ كررهے هو ' گذشته قوموں كو اسي قسم کے لا يعني مسائل نے برباد كرديا -

اسلام نے اگرچه عرب جاهليت کے تمام توهم آميز عقائد كو مٹاديه تها ' تاهم بعض باتيں باقي ره گئي تهيں ' اور كبهي كبهي اونكا ظهور هوجاتا تها - عرب كا خيال تها كه جب كوئي بڑا شخص مرتا هے تو سورج ميں گهن لگ جاتا هے - آنحضرت صلى الله عليه وسلم کے صاحبزادے ابراهيم نے انتقال كيا تو اتفاق سے اوسي دن سورج ميں گهن بهي لگ گيا - لوگوں كو خيال هوا كه يه حضرت ابراهيم هي كي موت كا اثر هے - ليكن آپنے فوراً اس خيال سے لوگوں كو روكا ' اور فرمايا : " چاند اور سورج ميں كسي کے مرنے جينے سے گهن نهيں لگتا "

(عبـــادات)

عبادات چونكه روزكي چيز تهي جس ميں سهو و غفلت اور بے عنواني كا پيدا هونا ضروري تها ' اسليے آنحضرت كو اس کے متعلق احتساب كي اكثر ضرورت پيش آتي تهي (۲) - اسلام نے اداۓ نماز كيليے جماعت كو واجب كرديا تها ' ليكن اكثر لوگ اس ميں غفلت كرتے تهے - ايک مرتبه آنحضرت نے جماعت ميں چند اشخاص كو ڈهونڈها تو نهيں پايا ' نهايت برهم هوۓ اور فرمايا : " جي ميں آتا هے كه ايک شخص كو امام بناكر خود اون لوگوں کے پاس چلا جاؤں اور لكڑيوں كا ڈهير لگاكر اونكو آگ ميں پهونک دوں (۳)

بعض لوگ جب امامت كرتے تهے تو نماز ميں طول ديتے جس سے كار و باري اور ضعيف لوگ گهبرا جاتے تهے - ايک شخص نے اسي بنا پر امام كي شكايت كي ' آپ كو معمول سے زياده [...] آگيا ' اور فرمايا " تم لوگوں كو مذهب سے متنفر كررهے هو - اما[م] نماز ميں تخفيف كرني چاهيے ' كيونكه اون ميں مريض ' ضعيف كار و باري هر قسم کے لوگ هوتے هيں (۴)

نماز كا اصلي مقصد خشوع و خضوع هے ' ليكن جب [...] کے طرز عمل سے انكا ظهور نهيں هوتا تها تو آنحضرت اسكو [...] فرماتے تهے - ايک بار ايک شخص نے نهايت عجلت ساتهه نماز پڑهي - نماز پڑه چكا تو آپنے فرمايا : " نماز كو پهر دوهراؤ تم نے نماز پڑهي هي نهيں - اوس نے تين بار نماز دوهرائي اور [...] تينوں بار ٹوكا ' آخر ميں اوس نے كها : " اب ميں اس سے بهتر نهيں پڑه سكتا " آپنے تكبير ' قرات ' ركوع ' سجود ' قيام و قعود - وه طريقے بتاۓ جن سے اطمينان ' سكون ' وقار ' اور اعتد[ال] كا اظهار هوتا تها - (۵)

عبـادات اور مقـدمات عبادات کے متعلـق آپ نهايت معمولي اور جزئي باتوں پر بهي گرفت فرماتے تهے - ايک بار س[...] ميں تهے ' نمـاز عصر كا وقت آگيا ' صحابه نے پانوں كا مسح كيا آپ نے ديكها تو دور سے چلاكر آواز دي :

---

(۱) بخاري جزء ۲ - ص - ۱۲۸
(۲) بخاري جزء اول - ص - ۵۰
(۳) بخاري جزء ۸ صفحه ۱۰۱ - ۱۰۲

(۱) سنن ابن ماجه - ص - ۱۹ -
(۲) بخاري جزء ۲ - ص - ۳۴
(۳) صحيح مسلم مطبوعه مصر جلد ۱ - ص - ۲۴۳
(۴) بخاري جزء ۱ - ص - ۲۹
(۵) بخاري جزء ۱ - ص - ۱۴۸

اسي پاک ذات ميں محدود هے ' کيونکه تمهيں اعمال صالحه کا يه خزانه دوسري جگهه نهيں مل سکتا - اس طرز بيان سے نه صرف جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم کا اتباع لازم کرديا گيا' بلکه ساتهه هي دوسرے تمام بڑے بڑے انسانوں کے اتباع کي نفي بهي کردي' اسليے صرف ايک هي آفتاب هے جسکي روشني ظلمت زار دنيا کي هر اندهيري راه اور هر تيره و تاريک راستے ميں هماري رهنمائي کرسکتي هے :

چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گويم
.نه شبم نه شب پرستم که حديث خواب گويم

اسي آفتاب کي روشني سے اور سيارے بهي نور حاصل کرتے هيں' اسليے اونکا اتباع بهي هم پر واجب هو جاتا هے :

خير القرون قرني '	بهترين زمانه ميرا زمانه هے' اسکے بعد
ثم الذين يلونهم	ان لوگوں کا دور جو اسکے بعد آئينگے'
ثم الذين يلونهم -	پهر وه لوگ جو اسکے بعد ان اسوهائے حسنه کي تقليد کرينگے -
اصحابي کالنجوم -	ميرے اصحاب مثل ستارے کے هيں-

اسي بنا پر الله تعالى نے قرآن حکيم ميں جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم اور صحابه کرام کي اس خصوصيت کا بار بار ذکر کيا هے

و هو الرسول النبي الامي المکتوب في التوراة و الانجيل : يامر بالمعروف و ينهى عن المنکر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث - (۷ : ۱۵۶)	اور يه وهي پيغمبر امي هے' جسکي بعثت توراة و انجيل ميں لکهي هوئي هے - وه نيکي کے کاموں کا حکم ديتا هے' برائيوں سے روکتا هے۔ پاک و مفيد چيزوں کو انپر حلال' اور ناپاک و مضر چيزوں کو حرام کرتا هے -
کنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تؤمنون بالله	تم لوگ بهترين امت هو جسکو نکالا نے دنيا کي هدايت و رهنمائي کيليے نماياں کيا - تم نيکي کا حکم ديتے هو' برائي سے روکتے هو' اور خدا پر ايمان لاتے هو!

ليکن ان آيتوں کي عملي تفسير همکو صرف احاديث کي کتابوں ميں ڈهونڈهنا چاهيے' جنکے ذريعه جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم اور صحابهٔ کرام کے مواقع احتساب کے ايک ايک جزئيات کا پته لگ سکتا هے' اور اوس سے ثابت هوتا هے که خدا نے هدايت و ارشاد کيليے جو آفتاب و سيارے پيدا کيے تهے' وه هميشه ضياء گستر رهتے تهے -

(اسوهٔ نبوي)

احتساب کي ترتيب اصلاح نفس سے شروع هوکر بالترتيب محتسب کے قبيله' اور قوم تک منتهى هو جاتي هے - جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم نے فرض احتساب کو اسي ترتيب کے ساتهه ادا فرمايا هے -

(اصلاح نفس)

آنحضرت کي ذات پاک جامع فضائل تهي " الله تعالى نے آپ کے تمام زلات کو معاف کرديا تها" بايں همه آپ اس کثرت سے نماز پڑهتے تهے که پاؤں پهول کر پهٹ جاتے تهے - صحابه نے اس رياضت شاقه کو ديکهکر عرض کيا " يا رسول الله ! خدا نے تو آپ کے تمام اگلے پچهلے گناهوں کو معاف کر ديا هے ' پهر آپ کيوں اس قدر مصروف عبادت رهتے هيں ؟ آپ نے فرمايا :

افلا اکون عبداً شکوراً (۱)	کيا ميں خدا کے شکر گذار بنده هونے کي کوشش نه کروں ؟

چنانچه جب کبهي اس قسم کے مواقع پيش آتے تهے جو قلب کو خدا کي طرف سے پهير ديسکتے تهے' يا نفس ميں غرور و تکبر پيدا کرسکتے تهے' تو آپ نهايت سختي کے ساتهه اونکا انکار فرماتے. حضرت عائشه رضي الله عنها نے گهر ميں ايک پرده لٹکا رکها تها جس ميں تصويريں بني تهيں' آپ کي نظر پڑي تو فرمايا :

اميطي عنا قرامک فانه لاتزال تصاويره تعرض في صلاتي (۱)	همارے سامنے سے اپنا پرده هٹالو کيونکه اوسکي تصويريں هميشه ميري نماز ميں خلل انداز هوتي رهتي هيں -

ايک صحابي نے بطور تحفه کے آپ کو حرير کا ايک جبه ديا' آپ نے اسکو پهنکر نماز پڑهي - نماز سے فارغ هونے کے بعد نهايت ناگواري سے اوتار کر پهينکديا اور فرمايا :

لا ينبغي هذا للمتقين (۲)	يه پرهيزگاروں کے قابل نهيں هے -

غرور و کبر کا سرچشمه مدح و تعريف هے' امراء و سلاطين کو اسي مرض نے دنيا کي تمام چيزوں سے بالا تر بنا ديا هے' آنحضرت اگرچه خير البشر تهے' ليکن اگر کوئي شخص آپ کو انبيائے سابقين پر ترجيح ديتا تها' تو آپ اسکو منع فرماتے تهے - ايک صحابي اور ايک يهودي ميں جهگڑا هو گيا - صحابي نے غصه ميں قسم کهائي اور کها' " اسي خدا کي قسم جس نے محمد کو تمام دنيا سے افضل بنايا هے " يهودي نے بهي قسم کهائي اور کها : " اس خدا کي قسم جس نے موسى کو تمام دنيا پر ترجيح دي هے " صحابي نے اسپر غصه ميں آکر يهودي کے منهه پر طمانچه مارا' اس نے آنحضرت سے شکايت کي - آپ نے حکم ديا که " مجهے موسى پر ترجيح نه دو" (۳)

(احتساب قبيله و خاندان)

خيرات گهر هي سے شروع هوتي هے' اسي بنا پر الله تعالى نے آنحضرت کو حکم ديا تها : و انذر عشيرتک الاقربين" اپنے خاندان کے قريبي رشته داروں کے آگے حق کو پيش کرو اور عذاب الهي سے ڈراؤ- جب يه آيت نازل هوئي تو آپ نے اپنے تمام قبيله اور تمام خاندان کو جمع کرکے ايک پيغمبرانه لهجه ميں اس حکم الهي کو سنايا :

" يا معشر قريش ! يا معشر بني عبد مناف ! يا معشر بني قصي ! يا معشر بني عبد المطلب ! اے فاطمه محمد کي بيٹي' تم سب اپنے آپ کو دوزخ کي آگ سے بچاؤ' کيونکه ميں تمهيں قيامت کے دن کچهه بهي نفع و نقصان نه پهونچا سکوں گا ! اے فاطمه تجهکو مجهه سے صرف جسماني تعلق هے' اور ميں رشتے کي بيل کو صرف دنيا هي ميں سرسبز و شاداب رکهه سکوں گا " (۴)

يه ايک عام احتساب تها' ليکن مخصوص مواقع پر بهي آپ ازواج مطهرات اور اهل و عيال کو نيکي کي ترغيب ديتے' اور برائي سے روکتے رهتے تهے - ام سلمه سے روايت هے که آپ ايک رات کو اٹهے اور فرمايا : " سبحان الله ! آسمان سے فتنهٔ و فساد کي بارش هو رهي هے" اور برکات و فضائل کے خزانے کهل گئے هيں - حجروں ميں سونے واليوں کو (ازواج مطهرات) کو جگادو کيونکه دنيا کي بهت سي کپڑے پهننے والي عورتيں آخرت ميں برهنه نظر آئيگي" (۵)

آپ نے تنزه نفس اور استغناء و قناعت کيوجه سے باوجود فقر و فاقه کے اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان کے اوپر صدقه کو حرام کرديا تها-

---

(۱) بخاري مطبوعه برلق ص - ۹۹ جزء ۸ -

(۱) بخاري جزء ۱ - ص - ۷۰

(۲) بخاري جزء ۷ - ص - ۸۰

(۳) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۰۸

(۴) ترمذي صفحه ۵۲۹ کتاب التفسير -

(۵) بخاري جزء ۲ - ص - ۳۰

واپس آیا - آپ نے اسي غرض سے دوسري مرتبه پهر اوسیکو بهیجا ' اسپر بهي کچهه اثر نه هوا تو تیسري بار فرمایا : " جاکر اون عورتوں کے منه میں خاک جهونک دو " (۱)

جنازہ کے متعلق بهي اسي قسم کي متعدد رسمیں پیدا هوگئي تهیں - مثلاً اهل عرب جنازہ کے ساتهه سواري پر جاتے تهے - آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے چند اشخاص کو دیکها که وہ ایک جنازہ کے ساتهه سوار هوکر جا رهے هیں - فرمایا : " کیا تمهیں شرم نهیں آتي که فرشتے پیدل هیں اور تم سواري پر جا رهے هو؟ " (۲)

جنازہ کي مشایعت صرف کرته پهنکر کرتے تهے' اظهار غم کیلیے چادر اوتار ڈالتے تهے' چادر عرب کا عام لباس تها - آنحضرت نے اسي وضع میں چند اشخاص کو دیکها تو فرمایا : " کیا جاهلیة کے طریقه پر عمل کررهے هو؟ " (۳)

جنازہ میں عورتیں بهي عموماً شریک هوتي تهیں' چنانچه آپ نے چند عورتوں کو بیٹهے هوے دیکها تو پوچها " کیوں بیٹهي هو؟ بولیں: " ایک جنازے کا انتظار هے " فرمایا : " کیا اوسکو غسل دوگي ؟ " اون سبهوں نے کہا " نهیں " پهر فرمایا " تو کیا لاش کو کاندها دوگي " اون سبهوں نے کہا " نهیں " پهر فرمایا " تو کیا لاش کو قبر میں اوتاروگي ؟ " بولیں " نهیں " - تو آپ نے فرمایا : " پهر واپس جاؤ " (۴)

عرب کي فخر پسند طبیعت همیشه باپ دادا کے کارناموں کا ذکر نهایت بلند آهنگي سے علي رؤس الاشهاد کرتي تهي - یهاں تک که زمانۂ حج میں بهي یه داستان پارینه تازہ کي جاتي تهي : و اذکروا الله کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا - اس کو " مفاخرت " کهتے تهے - فخر و غرور کے اظهار کا یه طریقه اکثر بڑي بڑي نزاعیں قائم کردیتا تها - اسلام نے اس رسم کو بالکل هي مٹا دیا - لیکن اسکا اثر مختلف صورتوں میں پهیل گیا تها' منجمله اونکے ایک صورت یه تهي که باپ دادا کے نام کي قسم کهاتے تهے - ایک مرتبه حضرت عمرؓ نے بهي قسم کهائي - آپنے فرمایا : " خدا باپ دادا کے نام کي قسم کهانے سے منع کرتا هے ' صرف خدا کي قسم کهاني چاهیے ' ورنه خاموشي بهتر هے " (۵)

(اخـــلاقي اصـلاح)

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کي بعثت کا اصلي مقصد اصلاح اخلاق و تزکیه نفس تها ' جسکو خود آپ نے ظاهر فرما دیا تها :

انما بعثت لاتمم مکارم الخلاق - ○ میں اخلاق کي تکمیل کیلیے مبعوث هوا هوں -

اور یه مقصد همیشه آپ کے پیش نظر رهتا تها ' اصولي طور پر آپنے اخلاق کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وہ اونکے علاوہ هے ' جزئي طور پر جب کسي شخص سے کسي قسم کي بد اخلاقي کا ظهور هوتا تها تو آپ فوراً اوسکو تنبیه فرمادیتے تهے - چنانچه احادیث میں اسکي به کثرت مثالیں ملتي هیں' جنکے جزئیات کي تفصیل حسب ذیل هے :

(انســداد گداگـري)

اسلام نے زکواۃ کا ایک مستقل نظام قائم کردیا کیونکه خاص خاص لوگ اوسکے حقیقي مستحق تهے' لیکن عام طور پر اسلام گداگري اور مفت خواري کو نهایت ذلیل پیشه قرار دیتا هے - یهي وجه هے که آنحضرت صلی الله علیه و سلم غیر مستحق لوگوں کو اس سے نهایت سختي کے ساتهه روکتے تهے -

ایک مرتبه ایک انصاري نے آپ سے سوال کیا ' آپنے پوچها : " تمهارے گهر میں کچهه پونجي بهي هے " اوس نے کہا " ایک ٹاٹ هے جسکو اوڑهتا بچهاتا هوں - ایک پیاله هے جس میں پاني پیتا هوں " - آپنے فرمایا " اوسکو جاکر لے آؤ " وہ جاکر اوٹها لایا ' آپنے تمام صحابه کے سامنے اوسکو بغرض فروخت پیش کیا - ایک صحابي نے ایک درهم پر لینا چاها ' دوسرے صحابي نے قیمت میں اضافه کرکے دو درهم پر لے لیا - آپنے دونوں درهم اوس انصاري کے حوالے کیے اور فرمایا " ایک درهم کا غله لیکر گهر میں دے آؤ ' دوسرے درهم کا ایک بسولا خرید کر میرے پاس لاؤ " وہ بسولا خرید لایا ' آپنے خود دست مبارک سے اوس میں دسته لگایا ' اور حکم دیا که " جنگل میں جاکر لکڑي کاٹو اور بیچو - ۱۵ دن تک میں تمهاري صورت نه دیکهوں - " وہ لکڑي کاٹ لایا اور اوسکو فروخت کیا - دس درهم هاتهه آے - اس رقم کو لیکر آنحضرت کي خدمت میں حاضر هوا - آپنے فرمایا : " اس رقم سے کچهه غله اور کچهه کپڑا خرید کر کهاؤ پهنو ' گداگري سے یه بهتر هے ' وہ تو آدمي کے چهرے کا داغ هے - صرف ایسا هي لوگوں کیلیے هي جائز هوسکتي هے " (۱)

(رشـوت خـــواري)

عدل و انصاف کي بربادي اور ظلم کي روح خبیث کا سب سے بڑا سبب رشوت خواري هے - عهد نبوت میں چونکه آنحضرت کے فیض صحبت سے صحابه کا معیار اخلاق نهایت بلند هوگیا تها - اسلیے رشوت خواري کي مثالیں نهیں ملتیں - تاهم جب کبهي کسي کے طرز عمل پر رشوت کا شبهه بهي هوتا تها تو آنحضرت اوسپر تنبیه فرماتے تهے - حکام و عمال کو اکثر رشوتیں نذر و هدیه کے ذریعه سے دي جاتي هیں - آنحضرت کے زمانه میں بهي اسي قسم کا ایک واقعه پیش آیا - آپنے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو صدقه وصول کرنے کیلیے بهیجا ' اوس نے واپس آکر آنحضرت کے سامنے صدقه کا مال پیش کیا اور کہا " اتنا مسلمانوں کا مال هے اور اس قدر مجهے هدیتاً ملا هے " چونکه اس قسم کا هدیه رشوت کا ذریعه بن سکتا تها اور اگر علانیه اسکا انسداد نه کیا جاتا تو لوگ بهي اس طریقه سے فایده اوٹهاتے ' اسلیے آپ نے ایک خطبه دیا اور فرمایا : " اس عامل کو دیکهو جو کهتا هے که یه مال مسلمانوں کا اور یه مال میرا هے - ذرا وہ اپنے گهر میں تو بیٹهه کے دیکهے که اوسکے پاس هدیه آتا هے یا نهیں ؟ (۲)

(خیانت کا انسداد)

معاملات میں سب سے زیادہ خیانت' چالاکي' اور خدع و فریب کا موقعه تجارتي کاروبار میں مل سکتا هے ' اسلیے آنحضرت خاص طور پر اسکي طرف اپني توجه مبذول رکهتے تهے - ایک مرتبه بازار میں سے گذرے اور ایک شخص کے غله کے ڈهیر کے اندر هاتهه ڈال کے دیکها تو نمي محسوس هوئي - چونکه بهیگنے سے غله کا وزن بڑه جاتا هے اسلیے آپ نے فرمایا : " جو شخص دهوکا دیتا هے ' وہ هم میں سے نهیں هے " (۳)

عرب میں چونکه غله بهت کم آتا تها ' اسلیے جب باهر سے سوداگر غله لاتے تهے تو لوگ شهر سے باهر هي تخمیناً خرید لیتے تهے' لیکن اس سے کئي طرح کے نقصانات پیدا هوتے تهے - اولاً تو تمام شهر محروم رہ جاتا تها ' دوسرے یه ایک غیر معین و غیر معلوم بیع تهي ' اسلیے آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اس سے روکا - آپ عموماً لوگوں کو اسپر سزا دیتے تهے (۴)

---

(۱) صحیح - مسلم جلد ۱ - ص - ۳۴۵

(۲) سنن ابن ماجه - ص - ۲۵۰

(۳) سنن ابن ماجه - ص - ۲۵۱

(۴) سنن ابن ماجه - ص - ۲۶۹

(۵) بخاري جزء ۸ - ص - ۴۷

(۱) سنن ابن ماجه - ص - ۳۹۷

(۲) صحیح مسلم جلد ۲ - ص - ۱۱۳

(۳) سنن ابن ماجه - ص - ۴۰۳

(۴) بخاري جزء ۳ - ص - ۹۸

ويل للاعقاب من النار (۱) ایڑیوں کیلیے آگ کا عذاب ہے -

ابتداے اسلام میں نماز کے قیام و ادا کي حالت بالکل ابتدائي تهي اور تمام جزئیات و فروعات ابهي واضح نہیں ہوے تهے - اس طرح کا بتدریج ارتقاء مذہب کي ہر تعلیم میں ہوتا ہے - موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد پیدا ہوئي تهي - چنانچه ابتدا میں اکثر لوگ مسجد کے اندر تهوک دیتے تهے - ایک مرتبه آپ نے مسجد میں تهوک کا دهبه دیکها ' خود اوٹهے اور اپنے دست مبارک سے اوسکو مٹا دیا ' پهر فرمایا : " نماز میں ہر شخص خدا سے سرگوشي کرتا ہے ' اسلیے کسي شخص کو قبله کي طرف تهوکنا نہیں چاہیے ' البته دائیں بائیں ' یا اپنے پانوں کے نیچے تهوک سکتا ہے - (۲)

(یہاں یه واضح رہے که اوسوقت مسجد کا فرش پخته نه تها ' صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوا حدود عمارت کے اور کوئي امتیاز قائم نه تها - ریتلي زمین تهي اور وہ ہر طرح کي رطوبت جذب کرلیتي تهي - لیکن اب مسجدوں کا داخلي حصه پخته ہوتا ہے ' پس وہاں تهوکنا مسجد کي صفائي اور نمازیوں کے حقوق نشست و مقام پر حمله کرنا ہے -)

(بدعت)

نظام مذہبي کا سب سے زیادہ خطرناک مرض بدعتیں ہے ' آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے زمانے میں اگرچه اسلام اس مرض میں مبتلا نہیں ہوسکتا تها تاہم جاہلیة کے زمانے کي بہت سي بدعتوں کي جهلک کبهي کبهي نظر آجاتي تهي - اسلیے آپ ہمیشه اونکے مٹانے میں مصروف رہتے تهے -

بدعت کي اگرچه مختلف قسمیں اور مختلف مظاہر ہیں لیکن اسکي بدترین شکل رہبانیت اور جوگ ہے ' جو یہود و نصاری کے مذہب کا جزء بن گئي ہے - و رہبانیه ابتدعوها - عرب پر چونکه یہود و نصاری کا مذہبي اثر غالب تها ' اسلیے وہاں اس قسم کي بدعات پیدا ہوگئي تهیں - ایک مرتبه آنحضرت نے ایک بوڑهے آدمي کو دیکها که اپنے دو بیٹوں کے کاندهے پر هاتهه رکهه کے جا رہا ہے - آپ نے پوچها یه کیا معامله ہے ؟ لوگوں نے کہا " اس نے پیدل چلنے کي نذر ماني ہے - ضعف کیوجه سے بیٹوں کے سہارے چلتا ہے " آپ نے فرمایا : " اوس نے اپنے آپ کو کیوں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ؟ خدا اس سے بے نیاز ہے " عقبه بن عامر کي بہن نے خانه کعبه تک ننگے پانوں پیدل جانے کي منت ماني ' اور عقبه کو آنحضرت کے پاس بهیجا که پوچهه آئیں - آنحضرت نے فرمایا : " سواري پر بهي جا سکتي ہے " (۳)

ایک مرتبه آپ خطبه دے رہے تهے اور لوگ نہایت سکون و اطمینان کے ساتهه بیٹهه کر سن رہے تهے ' لیکن ایک شخص کهڑا تها - آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا که اوس نے نذر ماني ہے که ہمیشه کهڑا رہے گا ' سایے میں نه بیٹهے گا ' کسي سے بات چیت نه کرے گا ' اور روزہ رکهے گا - آنحضرت نے حکم دیا که اوسکو بیٹهنا چاہیے ' سایے میں آنا چاہیے ' گفتگو کرني چاہیے ' اور روزہ کو بهي پورا کرنا چاہیے (۴)

اسي طرح آپ کو ایک شخص نظر آیا جسکو ایک آدمي ناک میں نکیل ڈالکر خانه کعبه کا طواف کرا رہا تها - آپ نے اوسکي ناک کي رسي کاٹ دي اور فرمایا " اسکا هاتهه پکڑ کر طواف کراؤ " (۵)

لیکن ان بدعات سے زیادہ اون اصولوں کا مٹانا ضروري تها جن کي بنا پر بدعات پیدا ہوتي ہیں - بدعت کا سب سے بڑا سرچشمه تشدد آمیز مذہبي انہماک ہے - یہي وجه ہے که اسلام نے اپنے نظام عبادت کو نہایت سہل و آسان طریقے پر قائم کیا ہے ' اس لحاظ سے اگرچه خود اسلام کے سنگ بنیاد پر بدعت کي عمارت نہیں قائم کي جاسکتي تهي ' تاہم ابتداء میں صحابه کا ایک پرجوش و مخلص گروہ نہایت شدت کے ساتهه عبادت میں مصروف رہنا چاہتا تها - جب آنحضرت نے ایک دن چهوڑ کے روزہ رکهنا شروع کیا ' تو اکثر صحابه نے بهي اسکي تقلید کي - لیکن آپ کو نظر آیا که یہي چیز بدعت کا پیش خیمه بهي ہے - آپ نے صحابه کو سختي کے ساتهه منع فرمایا - اسپر بهي لوگ باز نہیں آے ' تو معمول کے خلاف متصل روزہ رکهنا شروع کردیا که لوگ خود گهبرا کر باز آجائیں گے - (۱) عبد الله بن عمرو رضی الله عنه کو کثرت صوم و صلاة سے اسي بنا پر روکدیا تها - حضرت سلمان رضی الله نے حضرت ابو الدرداء رضی الله کو بهي شدت زہد سے منع فرمایا تها ' اور آپ نے اونکي تائید کي تهي (۲)

(رسم و رواج کا انسداد)

رسم و رواج کو جب استحکام ہوجاتا ہے تو بدعات کي طرح اونکا چهوڑنا بهي نہایت شاق گذرتا ہے - حالانکه اکثر حالتوں میں وہ بدعات سے کم ضرر رساں ثابت نہیں ہوتیں ' اور بڑي قیامت یه ہے که بعض اوقات مذہبي حیثیت پیدا کرلیتي ہیں -

عرب میں بہت سے مضر رسمیں قائم ہوگئي تهیں جن کي پابندي نہایت ضروري خیال کي جاتي تهي ' اسلیے بدعات کے ساتهه ساتهه ان کا بهي انسداد کیا گیا -

عرب کے جذبات نہایت رقیق و لطیف تهے ' اسلیے وہ اعزہ و اقارب کي موت سے نہایت متاثر ہوتے تهے جسکا اظہار مختلف حیثیتوں سے کیا جاتا تها - عورتیں نہایت شدت کے ساتهه میت پر گریه و بکا کرتي تهیں ' منه نوچنا ' بال منڈوا ڈالنا ' گریبان چاک کردینا ' شوہر کي موت پر برسوں تک خاص خاص پابندیوں کے ساتهه گهر سے باہر رہکر ماتم کرنا ' عرب کي عورتوں کا عام شعار تها - آنحضرت نے ان تمام رسوم کو نہایت سختي سے مٹایا ' لیکن شخصي حالتوں کے علاوہ میت پر قومي حیثیت سے بهي ماتم کیا جاتا تها - یعني قبیله کي بہت سي عورتیں جمع ہوکر میت کے محاسن و فضائل بیان کرتیں اور باہم روتي تهیں ' اسی رسم کا نام " نیاحه " ہے - آنحضرت کے زمانے تک یه رسم قائم تهي ' لیکن آپ کے سامنے جب کبهي اس قسم کے مواقع پیش آے تو اس طرح کي عورتوں کو سختي کے ساتهه تنبیه کي -

حضرت ام سلمه کو جب اپنے شوہر کے انتقال کي خبر ملي تو به حسرت بولیں : " مسافر مسافرت میں مرا - اوس پر اسقدر گریه و بکا کروں گي که یادگار رہے گا " چنانچه اس غرض سے اونهیں تو عرب کے دستور قدیم کے مطابق ایک عورت نے گریه و بکا میں اونکا ساتهه دینا چاہا - آنحضرت نے دیکها تو فرمایا : " کیا اوس گهر میں شیطان کو داخل کرنا چاہتي ہو جس سے خدا نے اوسکو نکال دیا ہے " (۳)

جب حضرة جعفر بن ابي طالب کے قتل کي خبر آئي تو اونکي عورتوں نے اسي طریقه سے نوحه کرنا شروع کیا - ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کي - آپ نے منع کرنے کا حکم دیا لیکن وہ ناکامیاب

---

(۱) بخاري جزء ۱ - ص - ۲۷

(۲) بخاري جزء ۱ - ص - ۸۶

(۳) صحیح مسلم جلد ۲ - ص - ۱۷

(۴) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۴۳

(۵) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۴۳

(۱) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۷۴

(۲) بخاري جزء ۸ - ص - ۳۲

(۳) صحیح مسلم جلد ۱ - ص - ۳۴۰

مشابهت هوجاتي ، تو آپ فوراً ٹوکدیتے - ایک مرتبه حضرت ام سلمه دوپٹا اوڑه رهي تهیں - آپ نے دیکها تو فرمایا :

لية لا ليتين — ایک ته کرکے اوڑهو دو ته نه کرو

کیونکه دو ته کرنے سے عمامه کے ساتهه مشابهت پیدا هوجاتي تهي ، جو مردوں کی خاص وضع هے - آپ کو اسپر اسقدر اصرار تها که ایک عورت نے پرده سے آپ کو ایک خط دینا چاها ، اسکے هاتهوں میں منهدي نه تهي - آپ نے فرمایا : یه مرد کا هاتهه هے یا عورت کا ؟ اسنے کہا میں عورت هوں ، فرمایا " اگر تم عورت هو تو منهدي لگاؤ "

اکثر عورتیں نهایت غیر محتاط لباس پہنتي تهیں - اسکے متعلق خود قرآن حکیم میں آیتیں نازل هوئي هیں - خود آنحضرت صلی الله علیه و سلم جب کبهي اس قسم کي بی احتیاطي ملاحظه فرماتے تهے تو فوراً روکدیتے تهے - حضرت اسماء بنت ابي بکر آپ کے سامنے باریک کپڑا پہن کے آئیں تو آپ نے منه پهیر لیا ، پهر فرمایا : " عورت بلوغ کے بعد صرف منه اور هاتهه کهلا رکهه سکتي هے " (۱) -

عورتیں عموماً راستوں میں مردوں کے دوش بدوش چلتي تهیں - ایک مرتبه آپ مسجد سے نکلے تو دیکها که مرد و عورت دونوں ساتهه ساتهه راه میں چل رهے هیں ، آپ نے فرمایا : " تم کو درمیان راه چلنے کا کوئي حق حاصل نهیں ، تم کو راستے کے کنارے چلنا چاهیے " اسکے بعد سے عورتیں دیواروں سے لگ کر چلنے لگیں - اس قسم کے بیسیوں واقعات کتب حدیث میں مذکور هیں :

(رفع نزاع باهمي و اصلاح ذات البین)

اسلام نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان الهي یه جتایا هے :

فاصبحتم بنعمته اخوانا — خدا نے تمکو باهم دشمني کے بعد بهائي بهائي بنادیا -

لیکن باهمي اختلاف و تنازع سے یه رشتهٔ اخوت ٹوٹ سکتا تها ، اسلیے آنحضرت کے فرائض احتساب میں سب سے اهم فرض رفع نزاع تها - چنانچه جب کبهي آپ کو کسي شر و فساد خانگي کي خبر ملتي تو آپ جاتے اور اصلاح فرماتے ، ایک مرتبه آپ کو خبر ملي که قبیله بني عمرو بن عوف میں باهم کچهه نا چاقي پیدا هوگئي هے - آپ چند صحابه کے ساتهه تشریف لیگئے ، اور معامله کے سلجهانے میں اسقدر دیر لگي که نماز کا وقت آگیا - چنانچه حضرت بلال ؓ کے درخواست کرنے پر حضرت ابو بکر نے نماز پڑهائي (۲)

عبد الله بن سلول ایک بار نهایت گستاخانه پیش آیا ، یہاں تک که صحابه سے ضبط نهو سکا اور وه لڑنے بهڑنے پر تیار هوگئے ، اسپر عبد الله بن سلول کے حامي بهي اٹهے ، اور فریقین باهم دست و گریباں هوگئے ، لیکن آنحضرت نے مسلمانوں کو سمجها بجهاکر الگ کیا اور فرمایا که صلح فساد سے بهتر هے (۳)

واقعه حک کے متعلق خود مسلمانوں کے دو قبیلوں اوس و خزرج میں سخت نزاع قائم هوگئي ، اور دونوں فریق آماده جنگ هوگئے لیکن آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے انکو سمجها بجها کر ٹهنڈا کیا -

(مراعاة ادب)

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو بڑوں کے ادب و تعظیم کا نهایت خیال رهتا تها ، معمولي باتوں پر بهي گرفت کرتے تهے - ایک موقع پر جب حضرت عبد الله بن مسعود کے چهوٹے بیٹے نے گفتگو میں مسابقت کرني چاهي تو آپ نے فوراً ٹوکدیا :

الکبر الکبر (۴) — یعني پہلے بڑے کو بولنے دو !

اسئلة واجوبتها

حکومة شوری اور اسلام

خلافة راشدهٔ اسلامیه کا نظام جمهوري

منهاج نبوة اور شوری

(از جناب مولوي مصباح الدین صاحب - لشکر گوالیار)

عرصه هوا الهلال میں جناب نے اسلام کے حکم شوری اور خلافة راشده کے نظام حکومت کے متعلق ایک مضمون تحریر فرمایا تها ، اور دهلي کے کسي شخص نے اسپر اعتراض کیا تها - خاکسار نے وه مضمون جو پیسه اخبار میں شائع کیا گیا تها ، حضور کي خدمت مبارک میں بهیجا تها اور استدعا کي تهي که اس مسئله کو ایک بار بالکل واضح کردیا جاے - جناب نے از راه کرم لکها تها که عنقریب اسپر توجه کي جائیگي - اسکے بعد جب الهلال میں " القارعه " کے عنوان سے جناب نے مسئله خلافة اسلامي پر مضمون لکها تو اسمیں یه بهي لکها تها که اسلام نے اپنا نظام حکومت ایک خاص طرح کا جمهوري قرار دیا هے ، اور کوئي حکومت اسلامي نهیں هوسکتي جب تک که وه پارلیمنٹري طرز حکومت پر عامل نهو - اسپر بهي بعض لوگوں نے اعتراض کیا تها ، اور اس وقت مکرر خاکسار نے جناب کو اس اهم مسئله پر توجه دلائي تهي ، لیکن صد افسوس که اسکے بعد مقدس الهلال کي اشاعت بند هوگئي ، اور دل کي حسرت دل هي میں رهگئي -

اب تیسري بار جناب کو زحمت دیتا هوں اور ملتمس هوں که البلاغ میں اس کے لیے بهي کچهه جگه نکالي جاے - معترضین کا بیان هے که خلافت راشده کا طرز حکومت ایک طرح سے شخصي تها - ایک شخص خلیفة المسلمین هوتا تها ، اور سب اسکي متابعت کرتے تهے - حضرت عمر رضی الله عنه نے خالد بن ولید کو معزول کردیا اور باوجود مخالفت کے مسلمانوں کے مشوره کي کچهه پروا نه کي - حضرة ابوبکر نے منکرین زکواة سے قتال کیا اور بهت سے صحابه اسکے مخالف تهے - پس پارلیمنٹ کہاں هوئي اور ارکان شوری کي راے کي متابعت خلیفه کیلیے کیونکر واجب هوئی ؟ وغیره وغیره - ضرورت اسکي هے که سب سے پہلے جناب خلفاء راشدین کے طرز حکومت کو واضح فرمادیں تاکه موجوده زمانے کي اصطلاحات پارلیمنٹ وغیره کو اس سے ملاکر معلوم کیا جاسکے که کسقدر حالت مختلف اور کسقدر متحد تهي ؟ خاکسار نے الفاروق کو اسي خیال سے بار بار دیکها تاکه کم از کم حضرة عمر کے عهد کا نمونه صاف هوجاے ، لیکن تشفي نهوئي - بعض حضرات کا یه بهي خیال هے که جب تک سلطان عبد الحمید سریر آراے خلافت تهے ، اس وقت تک دولة عثمانیه ٹهیک ٹهیک اسلامي خلافة کي مصداق تهي ، لیکن اسکے بعد یورپ کے اثرات سے متاثر هوکر نوجوان ترکوں نے شورش کي ، اور انکو معزول کرکے تمام رشتهٔ حکومت اپنے هاتهوں میں لے لیا - اب سلطان ترکي کوئي اختیار نهیں رکهتے ، اور تمام اختیار پارلیمنٹ کے هاتهه میں هے - اسمیں عیسائي ممبر بهي هیں ، یهودي ممبر بهي هیں ، دروز بهي هیں - اب امیر المومنین کي اسلامي طاقت محض براے نام هے -

---

(۱) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۲) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۸

(۳) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۴) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۳۶۰

(حفظ الید و حفظ اللسان)

اسلام نے ایک عظیم الشان اخلاقي اصول یہ قائم کیا تھا :

المسلم من سلم المسلمون من يده و من لسانه — مسلمان وہ ہے ' جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہونچے -

اس اصول کي خلاف ورزي کا اثر اگرچہ ہر موقع پر برے نتائج پیدا کرتا ہے ' تاہم برابر درجہ کے لوگ انتقام لیکر اپنے دل کو تسکین دے لیتے ہیں کمزور انسانوں کو تو اسکا بھي موقعہ نہیں ملسکتا ، چنانچہ اس قسم کے موقعوں پر جب کوئي شخص اس اخلاقي جرم کا مرتکب ہوتا تھا ' تو آپ فوراً ٹوکدیتے تھے - حضرت ابو ذر غفاري فرماتے ہیں کہ میںنے اپنے غلام کو ماں کي گالي دي - آپ نے فرمایا " تم اوسکو گالي دیتے ہو ؟ تم میں زمانۂ جاہلیۃ کا طریقہ ابھي باقي ہے - تمہارے غلام تمہارے بھائي ہیں ، جنکو خدا نے تمہارے سپرد کردیا ہے - جو تم کھاؤ ' وہي اونکو کھلاؤ - جو تم پہنو ' وہي اونکو پہناؤ ' اور اونکي طاقت سے زیادہ اون سے کام نہ لو ' اگر لیتے ہو تو اونکي اعانت کرو " (١)

حضرت ابو مسعود انصاري کہتے ہیں : " میں اپنے غلام کو مار رہا تھا - یکایک پیچھے سے ایک آواز آئي کہ اے ابو مسعود ! ہوشیار ! خدا کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے ، میںنے پیچھے مڑکے دیکھا تو آنحضرت تھے " حضرت ابو مسعود پر اس کا یہ اثر پڑا کہ اونہوں نے غلام کو آزاد کردیا (٢)

(مداحي کا انسداد)

انسان خوشامد پسند ہے ' اور مداحي اس دبي ہوئي چنگاري کو اور بھي ابھار دیتي ہے - امرا و سلاطین کو اسي نے تباہ کردیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو خود مدح سے نفرت تھي اور لوگوں کو بھي اس سے منع فرماتے تھے - چنانچہ ایک آدمي نہایت مبالغہ آمیز طور پر ایک شخص کي مدح کر رہا تھا ' آپ نے دیکھا تو فرمایا : " تم نے اوسکو ہلاک کردیا " (٣)

(عیش پرستي کا انسداد)

عیش پرستي بظاہر تمدن کا زیور ہے ' لیکن درحقیقت اسکے اندروني نظام کا اصلي گھن یہي چیز ہے - آنحضرت کي زندگي نہایت سادہ تھي ' آپ تمام لوگوں کو اسي سادگي کي تعلیم دیتے تھے ' اور جب کبھي کوئي چیز اسکے خلاف نظر سے گذرتي تو اوس سے بیزاري ظاہر فرماتے تھے -

ایک مرتبہ آپ راستے سے گذرے تو ایک بلند عمارت نظر آئي - آپ نے فرمایا کسکا مکان ہے ؟ لوگوں نے ایک انصاري کا نام لیا - آپ خاموش ہوگئے ' لیکن دل میں بات رکھہ لي - وہ انصاري آپ کي خدمت میں حاضر ہوے اور سلام کیا ' آپ نے منہہ پھیر لیا - اونہوں نے کئي بار سلام کیا لیکن آپ کا اعراض بدستور قائم رہا - اونہوں نے اپنے دوستوں سے آنحضرت کي ناراضي کا سبب پوچھا ، تو لوگوں نے واقعہ بیان کیا - وہ فوراً گئے اور اوس مکان کو منہدم کردیا - آپ دوسري بار اوس طرف سے گذرے تو فرمایا کہ وہ عمارت کیا ہوگئي ؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ! صاحب خانہ نے آپ کي ناراضي کے خوف سے اوسکو گرادیا - آپنے فرمایا ہر وہ گھر جو ضرورت سے زائد ہو ' صاحب خانہ پر وبال ہے - (٤)

ایک مرتبہ آپ کسي لڑائي سے واپس آے ' حضرت عائشہ نے شوق و مسرت سے گھر کو ایک نہایت رنگین پردہ سے سجادیا آپ تشریف لاے تو حضرت عائشہ نے سلام کیا لیکن آپ کے چہرہ سے ناراضي کے آثار ظاہر ہوے اور سلام کا جواب تک نہیں دیا - پھر خود اپنے دست مبارک سے پردے کے دو ٹکڑے کردیے اور فرمایا کہ خدانے ہمکو مٹي اور پتھر کے آراستہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے - (١)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھہ بھي اس قسم کے مواقع پیش آے ہیں -

(عفت و عصمت)

اسلام پاکبازي اور عفت کي تعلیم دینے کیلیے آیا تھا :

والذین لفروجهم حفظون — کامیاب مسلمان وہ ہیں جو عفیف اور پاکباز ہیں -

اس بنا پر جب کبھي اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جن سے مسلمانوں کي اس خصوصیت پر حرف آسکتا تھا ' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم فوراً اوس سے تعرض فرماتے تھے -

حضرت فضل ابن عباس نہایت وجیہ آدمي تھے ' زمانہ حج میں آنحضرت نے اونکو اپنے ساتھہ سوار کرلیا تھا - ایک خوبرو عورت آنحضرت کي طرف فتوی پوچھنے کیلیے بڑھي - فضل نے اوسکو شوق کي نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا ' آنحضرت نے خود دست مبارک سے اونکي ٹھڈي پکڑ کر اونکا منہ اوسکي طرف سے پھیر دیا - (٢)

یورپ کو آج اپنے تہذیب و تمدن پر بڑا ناز ہے اگرچہ یورپ کي اخلاقي حالت کے اصلي منظر نہایت نفرت انگیز ہیں - بظاہر ہر انگریز کو ستر عورت کا خیال رہتا ہے اور کسي نے کسي انگریز کو راہ میں برہنہ تن بہت کم دیکھا ہوگا ' لیکن اسلام کي تہذیب اس بارے میں صرف نمائشي لباس آرائي ہي کو کافي نہیں سمجھتي - ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں برہنہ نہاتے ہوے دیکھا ' فوراً منبر پر تشریف لاے اور ایک عام خطبہ دیا :

ان اللہ حي ستیر یحب الحیاء و الستر فاذا غسل احدکم فلیستتر — خدا صاحب حیا اور پردہ دار ہے ' وہ حیا اور ستر پوشي کو پسند کرتا ہے پس تم میں سے جو کوئي غسل کرے چاہیے کہ پردہ ڈال کر کرے

آنحضرت کو ستر عورت کا اسقدر خیال تھا کہ ایک مرتبہ مسور بن مخرمہ نے ایک بھاري پتھر اوٹھایا - اس حالت میں اونکا تہبند کھل گیا - آپ نے فوراً ٹوکا کہ کپڑا اوٹھاؤ - برہنہ نہ ہو (٣) لیکن یورپ کي ستر پوشي کا یہ حال ہے کہ غسل خانوں ' حماموں ' بحري ساحلوں ' اور پیراکي کے حوضوں میں صدہا متمدن انسان برہنہ ہوکر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں -

(اصلاح شئون النساء)

اس معاملہ میں عورتوں کي حالت مختلف حیثیتوں سے قابل توجہ و محتاج اصلاح تھي - عرب میں مخنثوں کا ایک گروہ موجود تھا ' جو علانیہ گھروں میں آیا جاتا تھا - ایک بار ایک مخنث نے ازواج مطہرات کے سامنے ایک عورت کے محاسن کو ایک مرد کي نظر و ذوق سے بیان کیے - آنحضرت نے فوراً حکم دیا کہ اس قسم کے لوگ گھر میں نہ گھسنے پائیں (٤)

عرب کي عورتوں میں جو بد اخلاقیاں پھیل گئي تھیں ' ان میں ایک بد اخلاقي یہ بھي تھي کہ بعض عورتیں مردوں کي وضع اختیار کرتي تھیں - آنحضرت نے ان پر عموماً لعنت بھیجي ہے - لیکن جب کبھي کسي عورت کي وضع کو مردوں سے بلا قصد بھي

---

(١) بخاري جزء ١ - ص - ١١

(٢) ابو داود ص - ٣٤٧ - جلد

(٣) بخاري جزء - ٣ - ص - ١٧٧

(٤) ابو داود جلد - ٢ - ص - ٣٥٦

(١) ابو داود ص - ٢١٦ - جلد - ٢

(٢) بخاري جزء - ٨ - ص - ٥١

(٣) ابوداود جلد - ٢ - ص - ٢٠١

(٤) مسلم جلد - ٢ - ص - ٢٤٤

عن ابن شهاب كان عمــر بن الخطاب اذا نزل الامر المعضل دعا الفتيــان فاستشارهـم ليقتفي حــدة عقــولهـم (كنز العمال ج - ۱ - ص - ۱۶۳)

زهري روايت کرتے هيں که حضرت عمر کو جب کوئي مشکل مسئله پيش آتا تو نوجوانوں کو طلب فرماتے اور ان سے مشورہ ليتے ' تاکه انکي ذکاوت عقل کا اتباع کريں -

بلاذري جو مشهور مورخ هے ' ایک ضمني موقع پر لکھتا هے :

كان للمهاجرين مجلس في المسجد فكان عمــر يجلس معهم و يحدثهـم عما ينتهي اليه من امر الافاق (فتوح البلدان -)

مسجد نبوي ميں مهاجرين کی ایک مجلس تهي - حضرت عمر انکے پاس بيٹھتے تھے اور ملک کے جو واقعات ان تک پهونچتے تے انکو بيان کرتے تھے -

قرآن و حديث کے بعد فقه کا درجه هے - فقه اسلامي کا تيسرا رکن اجماع هے ' جو مشورۂ ملت کي سب سے کامل اور محتاط حد هے - يعني علماے امت کا کسي مذهبي غير منصوص مسئله پر اور قوم کے ارباب سياست کا کسي طريقه سياست پر اتفاق کرنا - آنحضرۃ نے جماعت کي اکثريت کو هميشه ایک بالاتر جگه دي - کبهي فرمايا که لا تجتمع امتي على الضلالة - ميري امة کبهي بهي ضلالت پر اجماع نهيں کرسکتي - کبهي ارشاد هوا که يد الله على الجماعة ٥ - جماعت پر الله کا هاتھه هے - اس سے متخلف نه کرو - شخصيت کے مقابله ميں جماعت کي قوت کو قائم کرنا جمهوريت کي اصلي بنياد هے ' اور اس سے بڑهکر اسکے ليے تصريح کيا هوسکتي هے ؟

ان تصريحات کے علاوہ تاريخ و احاديث کے بکثرت واقعات هيں جن سے ثابت هوتا هے که خود آنحضرت باتباع حکم الهي اور تمام خلفاے راشدين باقتداے سنت نبوي ' هر امر اهم ميں لوگوں سے مشوره ليتے تھے ' اور مسائل پر اجماع کرتے تھے - مسجد نبوي اسلام کي مجلس عمومي يا سينيٹ تهي - اکابر مهاجرين و انصار ارکان خاص ' اور عام مسلمان ارکان عام تھے - مدينه کي گليوں ميں الصلوٰۃ جامعة کي ندا انعقاد مجلس کا اعلان کرديتي - اس قسم کي مجالس ميں جو واقعات پيش هوے ' انکي ایک مختصر فهرست ذيل ميں هم پيش کرتے هيں :

(عهد نبوت)

طريقۂ اذان ' تکذيب واقعۂ افک ' جنگ بدر ميں آگے بڑهنا ' بدر کے کنويں پر مقيم هونا ' فديۂ اسيران جنگ بدر ' جنگ احد ميں مدينه سے نکلکر لڑنا ' غزوۂ خندق ميں مدينه کے اندر محصور هوکر لڑنا ' ايام خندق ميں حمله آوروں سے مدينه کي ایک تهائي پيداوار پر صلح کرنيکي بحث ' حديبيه ميں جنگ کا مسئلۂ ' وغيرہ

(عهد خلافــت راشده)

کتابت قرآن ' قتال اهل ارتداد ' جنگ شام ' مجوسيوں سے جزيه لينے کي بحث ' ملک عراق و شام کو فوج کي جاگير ميں دينے کا مسئله ' نهاوند کي لڑائي ميں حضرت عمر کي شرکت کي بحث ' بعض عمال و حکام کا تقرر ' امراء فوج کا انتخاب ' تقسيم غنيمت ' فوج کي تنخواه ' سنه هجري کا تعين ' غسل جنابت بغير خروج ' ترتيب دفاتر ' وبا زده ملک ميں داخل هونے کي بحث ' تجارت غير قومي پر محصول ' جنگ افريقه ' بيت المال کا تعلق و تصرف ' وغيره ذالك -

شخصي اور غير شخصي حکومتوں ميں بڑا فرق يهي هے که شخصي حکومتوں ميں هميشه سلاطين و ملوک نے ملک کي آمدني کو اپني خاص چيز سمجها هے ' جسپر وہ هر قسم کا اختيار تصرف و اقتدار کا رکهتے هيں ' اور اپنے فوائد ذاتي سے بچا کر جو کچهه رعايا کيليے خرچ کرتے هيں ' اسکو اپنا احسان قرار ديتے هيں ليکن دستوري و جمهوري حکومت کي سب سے پهلي خصوصيت يه هے که محاصل ملکي کو انکے دست قهر سے نجات دلاے ' کيونکه وه پبلک کي چيز هے ' اور پبلک هي کي ضرورتوں ميں اسکو صرف هونا هے - البته رئيس ملک کو اپني خدمات و انتظام کے معاوضه ميں بقدر ضرورت اوس سے ديا جاسکتا هے - ليکن يه ایک ايسي مساوات هے جسکي تعميل يورپ کي دستوري حکومتوں ميں بهي اب تک نهوسکي ' اور لاکهوں روپے هر سال ملوک و سلاطين اور ارکان خاندان شاهي کے اسراف و نشاط کيليے ديے جاتے هيں - هم الحرية في الاسلام کے ایک نمبر ميں سلاطين يورپ اور پريسيڈنٹ جمهوريت فرانس و امريکه کي تنخواهوں کا حال درج کرکے اسکا مقابله خلفاء راشدين کي تنخواهوں سے کرچکے هيں -

ليکن اسلام اپنے اول ظهور سے اسپر عامل هے - ملک کي آمدني کو وه مال الله اور پهر مال المسلمين سمجهتا هے ' اور اسي ليے خزانۂ ملکي کا نام اسکي اصطلاح ميں بيت مال المسلمين هے يعنے تمام مسلمانوں کے مال کا خزانه ! -

عهد نبوت ميں خراج و جزيه کي جو رقم ممالک مفتوحه سے آتي تهي ' آپ اوس سے صرف اسقدر ليتے جسقدر ایک فقير العال شخص کي نا گزير ضرورتوں کيليے لا بدي هے ' اور تمام رقم ملک کے اهل حاجت کي امداد اور مسلمانوں کي عام ضروريات ميں صرف هوتي تهي - اکثر ايسا هوتا تها که بادشاه عرب بهوک سے پيٹ پر پتهر باندهتا تها ' اسکے گهر ميں مهينوں چولها نهيں جلتا تها ' اکثر راتونکو چراغ ميں تيل تک ميسر نه آتا تها ' ليکن خزانۂ ملکي سے وه اس حالت ميں بهي ایک پيسه لينا گواره نکرتا تها - جب اوسنے وفات پائي تو اوسکي زره ایک يهودي کے هاں چند سير جو پر رهن تهي !

حکومت کو ذاتي ملک نه قرار دينے پر سب سے بڑي دليل يه هے که آپ نے اپنا جانشين اپنے کسي عزيز کو قرار نهيں ديا -

خلفاے راشدين بهي اس آسوۂ حسنه کے بهترين نمونه تھے ' خلفاے اربعه ميں سے کسيکو بهي يه حق نه تها که بمعاوضۂ خدمت ملکي چند درهم ماهوار سے زياده حاصل کرے - حضرت ابو بکر رضي الله عنه اپنے آغاز ايام خلافت ميں بهي تجارت کرتے تھے ' اور اپنے ليے بيت المال سے کچهه نه ليتے تھے ' جب خدمات خلافت کي گرانباري سے مجبور هوگئے اور تجارت کيليے وقت نه نکال سکے تو مسلمانوں کے مشوره کے بعد خود بهي بقدر احتياج لينے لگے - حضرت عمر بهي بيت المال سے حق مقرره سے زياده نهيں ليتے تھے ' اور اس حق مقرره کي بهي خود انهوں نے تفصيل کر دي تهي - يعني گرمي اور جاڑوں کيليے دو جوڑے کپڑے ' ایک متوسط الحال قريشي کيطرح اهل و عيال کے اخراجات ' حج کيليے سال ميں ایک بار سواري ' اور بس !

ایک بار ایک مسلمان نے صرف اس بنا پر انکي اطاعت سے انکار کيا که اوسکو شبهه هوا که حضرت عمر نے اپنے حق سے زياده چادر ليلي هے - بيت المال سے ایک اونٹ گم هوتا تها تو حضرت عمر (ض) گهبرا جاتے تھے که ميں جوابده هوں - کاروبار خلافت کيليے جب چراغ جلاتے تھے تو فراغت کے بعد فوراً بجهاديتے تھے که اب مجهے اس سے فائده اٹهانے کا حق نهيں

ایک بار حضرت عمر کي بيوي نے ایک مسلمان قاصد کي معرفت جب وه خلافت کے طرف سے قسطنطنيه جا رها تها ' قيصر کي بيوي کو کچهه تحفه بهيجا - قيصرہ نے رومي قاصد کے هاتهه ایک گرانبها هديه حضرت عمر کي بيوي کے ليے بهيجديا - حضرت عمر کو جب معلوم هوا تو گهر ميں تشريف لاے اور وه گرانبها هديه ليکر بيت المال ميں داخل کرديا ' اور فرمايا " يه عام مسلمانوں کي چيز هے ' کيا اس سے پہلے بهي قيصر نے تمهکو هديه بهيجا تها ؟ "

البلاغ :

آپ نے ایک نهایت اهم دیني اور تاریخي بحث چهیڑدي هے جو بغیر اسکے صاف نهیں هوسکتي که نهایت شرح و بسط کے ساتهه نظر ڈالي جاے - آپکے سوال کو میں چند ٹکڑوں میں منقسم کردیتا هوں تا که بسهولت تمام پهلو بحث میں آسکیں :

(١) خلافة راشدۂ اسلامیه کا طرز حکومت جسکو آنحضرة صلی الله علیه وسلم نے " علی منهاج النبوة " فرمایا یعنے وه طریق نبوة پر کار بند هوگي ' کیا تها ؟

(٢) موجوده پارلیمنٹري طرز حکومت اور اسلامي طریق شوری-

(٣) ایک ایسا دار الشوری جسمیں غیر مسلم ارکان بهي هوں ' کیا اسلامي دار الشوری هوسکتا هے ؟

الهلال کي جلد (٣) میں جو سلسلۂ مضامین " الحریة في الاسلام " کے عنوان سے شائع هوا هے ' آپ اسپر مکرر نظر ڈال لیں - نهایت شرح و بسط کے ساتهه اس مسئله کا حل شرعي اسمیں موجود هے اور ایک طالب حق کو کفایت کرتا هے - البته یه سلسله نا تمام رهگیا تها ' اور ایک پورا ٹکڑا جو " حکم شوری " کے عنوان پر لکها گیا تها ' اس خیال سے شائع نهوا که زیاده مفصل و مدلل کرکے شائع کرنا مقصود تها - لیکن اس ٹکڑے کو بهي اب شائع کردیا جاتا هے- یه ایک مختصر اور اجمالي نظر هے - آپکے مطالعه میں آجاے - اسکے بعد بقیه سوالات کا جواب عرض کرونگا -

(حکم شوری)

یعني تمام داخلي و خارجي معاملات ملکي اور امور انتظامي و قانوني ملک کے اهل الراے اور وکلاء ملت اشخاص کے مشوره سے انجام پائیں ' اس مسئلۂ کے اثبات و تفصیل سے پہلے ایک تمهید کی ضرورت هے -

هر دستوري (مقید بقانون) حکومت کیلیے ایک اصولي قانون هوتا هے ' جو باهمي مشوره سے منفصل هوکر آینده تمام قوانین کیلیے ایک اصول موضوعه اور سنگ بنیاد قرار پاتا هے - یورپ کے جمهوري و پارلیمنٹري دور نے اسے " قانون اساسي " کے لفظ سے تعبیر کیا هے - حکومت همیشه اس بنیادي قانون کي متابعت پر مجبور هوتي هے اور جتنے قوانین و اصول وضع هوتے هیں ' سب کے سب اسي اولین قانون اساسي کے ماتحت رهتے هیں - اسکي تمام دفعات اصولي و کلي هوتي هیں - وه جزئیات سے کوئي تعلق نهیں رکهتا - هر شاخ حکومت و نظام سلطنت کیلیے اصولي دفعات وضع کردیتا هے -

اسلام کا بهي ایک قانون اساسي هے یعني " قرآن اور اسکي عملي تفسیر جسکا نام " سنت " هے - اسي پر تمام قوانین اسلامي کي بنیاد هے -

اسلام کا یه قانون اساسي دنیا کے تمام دیگر قوانین اساسیه کے خلاف انسانوں کا گهڑا هوا نهیں هے بلکه اوس مقنن اعظم کي نسبتیں هیں جسکے قوانین فطرت سے دنیا کا ذره ذره جکڑا هوا هے ' اور جسکے کلمات و سنن میں کبهي تغیر و تبدل نهیں هوسکتا : لا تبدیل لکلمات الله - و لن تجد لسنة الله تبدیلا -

اس قانون اساسي کے مارا جو معاملات ملکي اور امور انتظامي و قانوني هیں ' اسلام کا حکم هے که وه همیشه باهمي مشورۂ عام سے طے هوں - مسجد نبوي هماري مجلس شوری تهي - مهاجرین و انصار مجلس کے ارکان خاص ' اور عام مسلمان اسکے ارکان عام تهے - " الصلوة جامعة " انعقاد مجلس کا اعلان تها ' آنحضرت صلی الله علیه وسلم جو مشورۂ انساني سے مستغني تهے ' وه بهي بر بناے تعلیم امت استشاره فرماتے تهے اور تمام خلفاے راشدین کا بهي یهي عمل تها - همکو اس مسئله میں زیاده کوشش کي ضرورت نهیں ' خود قرآن حکیم نے اس مسئله کو فیصل کردیا هے

و شاورهم في الامر (٣-١٥٣)	معاملات حکومت میں مشوره کرلیا کرو

دوسري جگه صحابه کرام کی توصیف و مدح میں خدا فرماتا هے :

وامرهم شوری بینهم (٤٢-٣٦)	اونکے معاملات حکومت باهمي مشوره سے طے هوتے هیں -

پهلي آیة نے حکم دیا ' اور دوسري نے اسکي تعمیل کي خبر دیدي -

پهلي آیت کي تفسیر میں صاحب فتح البیان نے ایک مشهور عالم ابن خواز منداد کا یهه قول نقل کیا هے :

واجب علی الولاة مشاورة العلماء فیما لا یعلمون و فیما اشکل علیهم من امور الدنیا و مشاورة وجوه الجیش فیما یتعلق بالحرب و وجوه الناس فیما یتعلق بالمصالح و وجوه الکتاب والعمال والوزراء فیما یتعلق بمصالح البلاد و عمارتها (ج-٢-ص-١٣٠ مصر)	حکام ملک پر اون معاملات میں جنهیں وه نهیں جانتے اور دینی امور دنیاوي میں واقف کارون سے ' معاملات جنگ میں افسران فوج سے ' مصالح عامه میں معززین ملک سے ' اور معاملات ملکي میں اهل دفتر و حکام و وزرا سے مشوره کرنا واجب هے -

وه امام یا سلاطین جو حکم شوری کی تعمیل نهیں کرتے ' امام قرطبي حسب ذیل فتوی اونکے متعلق نقل کرتے هیں :

لا خلاف في وجوب عزل من لا یستشیر اهل العلم و الدین - (فتح البیان ج - ٢ - ص - ١٣٠)	جو خلیفه اهل علم و اهل دین سے مشوره نه کیا کرے ' اوسکي معزولي کے واجب هونے میں کسي کو اختلاف نهیں -

" الحریة فی الاسلام " کي گذشته صحبتوں میں هم حکم شوری کي تشریح کرچکے هیں - اب دیکهنا چاهیے که عمل کي حیثیت سے اسلام نے اسکا کیا نمونه پیش کیا ؟ آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے متعلق حضرت عائشه کي شهادت هے که :

ما رایت رجلاً اکثر استشارة للرجال من رسول الله صلعم - (رواه البغوي)	میں نے رسول الله سے زیاده کسیکو اس بارے میں نه پایا که لوگوں سے مشوره کرتے هوں دیکھا جاے -

حضرة ابو هریره سے مروي هے :

ما رایت احدا اکثر مشورة لاصحابه من رسول الله صلعم (رواه الترمذي)	میں نے آنحضرت صلعم سے زیاده کسیکو اپنے اصحاب سے مشوره لیتے نهیں دیکها -

حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه نے عمرو بن عاص کو لکها تها

ان رسول الله صلعم شاورنا في الحرب فعلیك به (کنز العمال - ج - ١ - ص ١٦٢)	رسول الله صلعم امور جنگ میں هم لوگوں سے مشوره لیتے تهے پس تم بهي ایسا هي کیا کرو

اس حدیث سے نه صرف آنحضرت کا طرز عمل ظاهر هوتا هے بلکه حضرت ابو بکر کا بهي اصول عمل واضح هوجاتا هے -

اسکے بعد حضرت عمر کا دور هے - اونهوں نے مهاجرین و انصار کي باقاعده مجلسیں قائم کیں ' اون سے همیشه امور مملکت میں مشوره لیا - عام مسلمانوں کو بهي هر مسئله میں اعتراض کا حق حاصل تها ' عهد فاروقي کي تاریخ ان واقعات سے اسقدر لبریز هے که انکو کسي ایک مضمون میں ضمناً سمیٹنا ممکن نهیں - مثالاً چند واقعات حوالۂ قلم هیں:

انکار برابر قائم رھا - اسکے بعد ایک تاجر نے ایک نگینہ کھدوایا اور دس درھم اُجرت دي - ابومسلم نے ان درھموں کو گھر میں لاکر عورتوں کے سامنے پھینک دیا ' اور کہا : " میں دس سال سے متصل یہ کوشش کررھا ھوں کہ تمکو مال حرام نہ کھلاؤں "

جعفر بن حرب کا باپ پادشاہ کے درباریوں میں تھا ' اسلیے وہ اپني دولت اور جائداد کو ھمیشہ مشتبہ نگاہ سے دیکھتا تھا - چنانچہ آخر عمر میں تمام مال و دولت چھوڑ کر برھنہ تن گھر سے نکل گیا ' اور ستر پوشي کیلیے ایک تالاب میں جاکر بیٹھہ گیا - اسي حالت میں ایک دوست کي نگاہ پڑگئي ' اوس نے ایک کرتہ پہنا کر تالاب سے باھر نکالا -

عیسي بن صبیح نے بھي اسي اشتباہ کي بنا پر مرنے سے پہلے اپني تمام دولت لٹادي -

محدثین کرام کي سب سے نمایاں خصوصیت یہ ھے کہ وہ علم و مذھب کي خدمت پر کسي سے ایک حبہ معاوضہ لینا پسند نہیں کرتے تھے - تاریخ معتزلہ میں بھي اس خصوصیت کے نظائر بکثرت ملتے ھیں - جعفر بن مشیر نہایت فقیرانہ زندگي بسر کرتا تھا - ایک بار اوس نے خطبہ نکاح پڑھا ' اور ایک تاجر اوسکي طلاقت لساني پر فریفتہ ھوگیا - وہ فوراً اپنے گھر گیا اور پانسو اشرفیاں جعفر بن مشیر کے یہاں بھجوادیں - لیکن جعفر نے اونکو واپس کردیا - لوگوں نے کہا : " آپ بادشاھوں کے عطیہ کو تو واپس ھي کردیتے تھے لیکن یہ تو تاجر کا مال ھے ' اور اوس نے اپنے ھاتھہ سے کمایا ھے " جعفر نے کہا : " ھاں لیکن میں اپني خوش بیاني پر معاوضہ لینا نہیں چاھتا "

معتزلہ اگرچہ زھد و قناعت کي بنا پر تعلقات سلطنت سے ھمیشہ احتراز کرتے تھے ' یہاں تک کہ ابوالقاسم عبید اللہ بن احمد کو ایک مرتبہ اُمور سلطنت سے کچھہ تعلق پیدا ھوگیا تو آخر میں اُنہوں نے اس سے توبہ کي ' لیکن اگر یہ گروہ نظام سلطنت کا جزو بنایا جاتا ' تو ھمیشہ کیلیے ظلم کي بنیاد متزلزل ھوجاتي ' اور عدل و انصاف کا منارہ دوبارہ قائم ھوجاتا - عمال کے مظالم کا سب سے بڑا سبب حرص و ھوا ھے جو خزانہ شاھي سے زیادہ اون کے جیب و دامن کو بھرتي رھتي ھے - لیکن علماء حق مال و دولت سے بالکل بے نیاز تھے ' اسلیے وہ ان مناصب پر فائز ھوکر احتساب کے غرض کو پوري قوت و نفوذ کے ساتھہ ادا کرسکتے تھے - واثق باللہ کے زمانے میں جب تحصیلداروں کا ظلم حد سے گذر گیا تو اوس نے حکم دیا کہ تمام عہدہ داروں کي نگراني کیلیے صیغہ مال میں صرف فرقہ معتزلہ ھي کے لوگ منتخب کیے جائیں - چنانچہ قاضي ابن ابي داؤد نے ابو یعقوب شحام کا انتخاب کیا ' اور خضل بن مروان کي نگراني کي خدمت اوسکو تفویض کي نتیجہ یہ ھوا کہ فضل کا جو ھاتھہ رعایا کي ھر چیز کي طرف بے روک ٹوک بڑھتا تھا ' اب احتساب کي سخت زنجیروں میں جکڑ گیا ' اور اوسکي مطلق العناني دفعتاً جاتي رھي -

(معتزلـہ کي علمي زنـدگي)

اسلام نے جو آزادي فکر اور حریت اظہار تمام غیر مذاھب کو بخشي تھي ' اسکو مسلمانوں کي علمي ترقي ' اور خلفاے عباسیہ کي بے تعصبي نے اور زیادہ ترقي دیدي تھي - اسلیے ھر فرقہ نہایت آزادي کے ساتھہ اپنے مذھبي عقائد کا اظہار کرسکتا تھا ' اور عموماً بحث و مناظرہ کا بازار گرم رھتا تھا - یہ میدان معتزلہ کي علمي خدمات کا بہترین جولانگاہ بنا -

قدیم مذاھب میں یہود و نصاری کا فرقہ مدت سے اسلام کا حریف مقابل رھچکا ھے اسلیے معتزلہ نے اونکي مذھبي کتابوں کا دقیق مطالعہ کیا تھا ' ابراھیم بن سیار نظام نے توراۃ و انجیل اور زبور کو مع شروح و تفاسیر کے ازبر یاد کرلیا تھا - واصل بن عطاء نے فرقہ مانویہ کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھي تھي جو عموماً بڑھي پڑھائي جاتي تھي - ابو یعقوب نے مخالفین اسلام کے رد میں مختلف کتابیں تصنیف کیں ' ابو علي نے اسي غرض سے علم نجوم میں مہارت حاصل کي اور منجمین کے رد میں ایک کتاب لکھي -

لیکن معتزلہ نے سب سے زیادہ ملاحدہ و دھریہ کي طرف توجہ کي - ملاحدہ میں ایک شخص ابن الراوندي تھا جسکا پورا نام ابوالحسین احمد بن یحیی ھے - وہ بعض ذاتي اغراض سے ملحد ھوگیا اور الحاد کي تائید میں متعدد کتابیں لکھیں - ایک کتاب خود قرآن حکیم کے رد میں لکھي تھي جسکا نام دامغ تھا ' ایک کتاب میں موحدین کا رد کیا تھا ' ایک کتاب تمام انبیاء کے رد میں تصنیف کي تھي جسکا نام فرید تھا ' ایک کتاب معتزلہ کي ھجو میں بھي لکھي تھي - وہ نہایت تنگدست تھا ' اور غالباً شکم پروري ھي کي غرض سے ملحد ھوگیا تھا ' اسلیے دوسرے مذاھب کي تائید میں بھي معاوضہ لیکر اُجرتي کتابیں لکھدیا کرتا تھا - بعض کتابوں میں یہود و نصاری اور ثنویہ اور ارباب تعطیل کے مذاھب باطلہ کي تائید کي تھي -

معتزلہ نے اس فتنہ کے دبانے کیلیے ھر قسم کي کوششیں کیں ' پہلے بادشاہ کو اوسکے قتل پر آمادہ کیا ' لیکن ابن راوندي نے بھاگ کر کوفہ کے ایک یہودي کے دامن میں پناہ لي اور وھیں مرگیا ' اوسکے بعد اُسکي تصنیفات کے رد میں معتزلہ کي مجموعي طاقت نے حصہ لیا - فضائح المعتزلہ کا رد ابوالحسین نے کیا جسکا نام النقض والانتصار ھے - کتاب الفرید کي تغلیط ابو ھاشم نے کي ' شیخ ابو علي ابوالحسین خیاط اور زبیري نے اوسکے رد میں بکثرت کتابیں لکھیں - ابو بکر محمد بن ابراھیم نے اوسکي چاروں کتابوں کا رد کیا -

لیکن ان مذھبي سرگرمیوں میں قلم سے زیادہ معتزلہ نے زبان سے کام لیا - تمدني ترقیوں نے بغداد کو ھر فرقہ ' ھر مذھب ' اور ھر گروہ کا مرکز بنا دیا تھا ' اسلیے بغداد کے اندر دجلہ کي لہروں کے ساتھہ مختلف عقائد اور مختلف خیالات کا تلاطم بھي برپا رھتا تھا - خلفاے عباسیہ کي علمي بے تعصبي نے ھر گروہ کو اظہار خیالات کا نہایت فیاضانہ موقع دیا تھا ' اس آزادي سے یہودي ' سوفسطائی ' ثنوی ' مجوسي ' سب کے سب یکساں فائدہ اوٹھاتے تھے - خیالات کے اس تراکم اور زبان کي اس آزادي نے مناظرہ کا ایک اکھاڑا قائم کردیا ' خلفاے بنو عباس کے دربار میں اگرچہ دوسرے سامان آرائش کے ساتھہ ' فقہاء ' محدثین ' اور ادباء کا گلدستہ بھي سجایا جاتا تھا ' لیکن اس دنگل کے مرد میـــدان صرف معتزلہ ھي ھوسکتے تھے -

لیکن اون مناظروں میں اس زمانہ کي طرح محض علمي زور آزمائیاں نہیں ھوتي تھیں ' بلکہ وہ اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ تھے ' اور اسي غرض سے معتزلہ نے اوس کو اپني علمي طاقت کا جولانگاہ بنایا تھا - ایک مرتبہ فرقہ سمنیہ کے ایک شخص نے جہم بن صفوان معتزلي سے پوچھا : " کیا کوئي چیز حواس خمسہ کے ادراک سے باھر بھي ھے ؟ " جہم نے کہا " نہیں " اوس نے پھر پوچھا : " تم نے اپنے خدا کو کس حاسہ کے ذریعہ سے پہچانا ؟ " جہم بند ھوگیا ' لیکن اوس نے واصل بن عطاء سے بذریعہ خط و کتابت کے جواب دریافت کیا ' واصل نے جواب دیا کہ " حواس خمسہ کے علاوہ ایک چیز عقل اور حجت بھي ھے ' زندہ اور مردہ میں عقل ھي کے ذریعہ سے تفریق کي جاسکتي ھے ' ھوشیار اور دیوانے کو دلیل ھي کے ذریعہ پہچانا جاتا ھے " جہم نے اوسکو یہي جواب دیا ' متعرض نے کہا " یہ سچ ھے ' لیکن یہ کسي دوسرے کي بتائي ھوئي بات معلوم ھوتي ھے " جہم نے اسکا اعتراف کیا ' چنانچہ معترض

اس واقعه سے زیاده واضح اور زیاده روشن حضرت عمر کا وه خطبه هے جسمیں اونهوں نے خلیفه اور عام اهل ملک کے حقوق مالی کا ذکر کیا هے :

انما انا و ما لكم كولي اليتيم	تمهارے مال کي اور میري مثال
ان استغنيت استعففت '	ایک یتیم کے مربي کیطرح هے ' اگر
و ان افتقرت اكلت	میں مستغني هونگا تو کچهه نه لونگا
بالمعروف ' لكم على	اور اگر محتاج هونگا تو حسب دستور کچهه
ايها الناس خصال فخذوني	کهانیکو لے لونگا - لوگو ! مجهپر تمهارے
بها ' لكم على ان لا اجتبي	چند حقوق هیں جنکا تمکو مجهسے
شيئاً من خراجكم و لا مما	مطالبه کرنا چاهیے - مجهپر تمهارا حق
افاء الله عليكم الا من وجهه '	هے که ملک کا خراج اور مال غنیمت
ولكم على اذا وقع في	بیجا طور سے جمع نکروں ' مجهپر
يدي ان لا يخرج مني الا	تمهارا حق هے که جب میرے هاتهه
في حقه ' ولكم على ان	تمهارا خراج و غنیمت آئے تو
ازيد في اعطيا تكم (كتاب	میرے هاتهه سے بیجا طور سے نه نکلے '
الخراج ابو يوسف - ص ۶۷)	مجهپر تمهارا حق هے که میں تمهارے
	وظائف میں اضافه کروں -

الله الله ! آج رعایا گورنمنٹوں سے اپنا حق مانگتي هے اور نهیں ملتا ' اور ایک زمانے میں مسلمانوں کو عادت دلائي گئي تهي که اگر وه اپنا حق مانگنا بهول جائیں تو خود بادشاه وقت انکو یاد دلائے که تمهیں مجهسے مطالبه کرنا چاهیے !!

حضرت عثمان رضي الله عنه کا بهي خود اپنے متعلق یهي طرز عمل تها ' آخر ایام میں جب بعض اعزه کے متعلق طرفداري کا میلان ان سے ظاهر هوا تو فوراً مسلمانوں کي ایک بڑي جماعت انکي طرف سے مشتبه هوگئي - حضرت علي علیه السلام کا [illegible] بشدت اسي پر عمل تها - عبد الله بن زمعه نے جب ان سے بلا استحقاق کچهه طلب کیا تو فرمایا :

ان هذا المال ليس لي و لك	یه مال نه میرا هے اور نه تیرا ' یه
و انما هو في للمسلمين !	عام مسلمانوں کي آمدني هے -

(نهج البلاغة ص - ۹ ۴۸)

ولید بن عبد الملک دمشق میں جب بے انتها مصارف سے جامع مسجد بنوا رها تها تو مسلمانوں نے فوراً اعتراضات کیے که بیت المال کا اسقدر روپیه کیوں بیکار صرف کیا جا رها هے ؟ حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے کاغذات دیکهنے کیلیے ایک خاص چراغ رکهتے تهے جسمیں بیت المال کا تیل ڈالا جاتا تها ' اور اپنے ذاتي مطالعه کیلیے دوسرا چراغ رکهتے تهے جسمیں اپني ذاتي تنخواه سے تیل ڈالتے تهے -

کیا ان واقعات کے بعد بهي اسمیں شبه هوسکتا هے که حکومت اسلامیه کا نظام دستوري یا جمهوري نه تها ؟ کیا اس سے بهتر مثال حکومت عامه کي کوئي قوم پیش کرسکتي هے ؟ کیا تاریخ ماضي کے خزانه میں اس سے بهتر کوئي نظیر موجود هے ' اور مستقبل کو اس سے بهتر نمونه ملسکتا هے ؟

یه تو مسلمانوں کي حکومة ماضیه کا افسانه تها جو اونکي مذهبي تعلیمات کي سطح پر ٹهیک تیره سو برس هوے که قائم هوئي تهي ' لیکن آج مسلمانوں نے اگر زندگي حاصل کي هے ' اگر مذهبي احساس اونمیں پهر پیدا هوگیا هے ' اگر جوهر و روح اسلام کے وه پهر طالب هیں ' تو دین کے بعد اونکي سب سے پهلي کوشش دنیا کي صحیح سیاست کیلیے هوني چاهیے ' کیونکه اسلام نے دین اور سیاست کو الگ الگ نهیں رکها هے - وه ایک هي حقیقت شرعي هے - قرآن حکیم نے ' احادیث نے ' تاریخ اسلام نے ' همکو جس طرز سیاست کي آب و هوا میں زنده رکهنا چاها هے ' اوسي میں همارے لیے زندگي هے ' اور اوسکے بغیر موت هے -

تاریخ و عبر

تاریخ معتزله کا ایک ورق

نظائر و امثال

(۲)

معتزله میں اگرچه دعوة حق کي آخري منزل شهادت سے گذر جانیکا فخر صرف غیلان دمشقي هي کو حاصل هوا ' تاهم احتساب کي وه خصوصیت جو کسي گروه کو سلاطین سے بے نیاز ' جاه پرستي سے متنفر ' مناصب دنیا سے بیزار کردیتي هے ' اس فرقه کے هر فرد میں نمایاں طور پر نظر آتي هے -

محمد بن اسمعیل عسکري کي بے نیازي کا یه عالم تها که ایک بار بادشاه وقت نے اونکے پاس خط بهیجا - سلاطین کے خطوط دنیادار اشخاص کي تاریخ زندگي کا روشن صفحه هوتے هیں - لیکن اوس نے نهایت بے پروائي سے کها : " میں ذره هاے خاک کے برابر بهي اس خط کي وقعت نهیں کرتا " -

جعفر بن بشر اگرچه اس عسرت کے ساتهه زندگي بسر کرتا تها که وه مستحقین زکوة میں داخل هوگیا تها ' تاهم جب اوس کو ایک بادشاه نے دس هزار درهم کا عطیه دینا چاها ' تو اوس نے صاف انکار کردیا - البته ایک دوست کے دو درهم قبول کر لیے - لوگوں نے اسکي وجه پوچهي - اوس نے کها : " جن لوگوں کو دس هزار کي ضرورت هے ' وه مجهه سے زیاده اوسکے مستحق تهے - میري ضروریات کیلیے یه دو درهم کافي هیں "

ابوبکر محمد بن ابراهیم کو ایک بادشاه نے عطیه لینے پر اسقدر مجبور کیا که اوسکے ناخنوں میں کیلیں ٹهکوادیں - با ایںهمه اوس نے قبول نهیں کیا -

صله و عطیه هي کي خصوصیت نه تهي ' بلکه علماے حق کو هر اوس چیز سے احتراز تها جو سلاطین و امراء کي طرف منسوب هوتي تهي - ابو عبد الله حسین بن علي کي فاقه مستي اس درجه تک پهنچ گئي تهي که ایک مرتبه ابو الحسن ازرق اوسکے پاس آیا - دیکها تو وه تصنیف و تالیف میں مصروف تها - ابو الحسن نے حجرے میں پاني ڈهونڈها تو نهیں ملا ' ادهر ادهر نگاه دوڑائي ' کهانے پینے کي کوئي چیز نظر نهیں آئي ' اوس نے تعجب سے سادهه پوچها " آپ اس فاقه مستي میں کیونکر تصنیف و تالیف کرتے هیں ؟ " حسین بن علي نے کها : " اگر میں مشاغل علمیه کو چهوڑ دوں تو کیا سامان معاش فراهم هوجائیگا ؟ " ابو الحسن نے کها " نهیں " حسین بن علي نے کها " تو پهر وقت ضائع کرنے سے کیا فائده ؟ تصنیف و تالیف میں مصروف رهنا هي بهتر هے "

لیکن با ایںهمه اسکے زهد کي یه کیفیت تهي که عضد الدوله اوسکے لیے خوان شاهي سے طعام خاصه بهیجتا تها اور وه اوس میں سے ایک لقمه بهي منهه میں نهیں ڈالتا تها -

ابو مسلم نقاش ایک معتزلي تها جو نگینه پر نام کهودا کرتا تها - ایک مرتبه ایک امیر کا خادم ایک نگینه لیکر آیا ' اوس نے نام کهودنے سے انکار کردیا - خادم نے کها : " اگر اجرت کم هے تو میں اس سے زیاده دیسکتا هوں " چنانچه اوس نے سو دینار تک اجرت دینا چاهي ' لیکن ابو مسلم نے منظور نهیں کیا - یهاں تک که گهر میں سے اسکي عورتوں نے پکارا : " تنگدستي سے هم سب کا برا حال هو رها هے ' اسقدر رقم سے انکار کردینا کسي طرح مناسب نهیں " لیکن اوسکا

آل انڈیا محمڈن کانفرنس

اور دعوة اسلامي

اواخر نومبر میں اس عاجز نے صاحبزادہ آفتاب احمد خان جوائنٹ سکریٹري کانفرنس کو رجسٹرڈ خط کے ذریعہ اطلاع دي کہ وہ سالہاے گذشتہ کي طرح امسال بھي کانفرنس کے پروگرام میں میري تقریر کیلیے وقت رکھیں' اور میري تقریر کا موضوع " صراط مستقیم " ہوگا -

اس خط کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے جو خط لکھا ' اور اسکے جواب میں جو خط میں نے بھیجا ' ان دونوں کي نقل حسب ذیل ہے - میں بیمار ہوں' اور اس اشاعت میں اسکے متعلق اور کچھہ نہیں لکھہ سکتا - آیندہ نمبر میں انشاء اللہ لکھونگا - یہ محض ایک شخصي مسئلہ نہیں ہے' بلکہ کانفرنس کے اصول مباحث و مواعظ کا ایک عام سوال پیدا ہو گیا ہے' اور مسلمانوں کو معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے احاطہ کے اندر اسلام کي دعوة و تعلیم کیلیے گنجایش ہے یا نہیں ؟

(۱)

(صاحبزادہ صاحب کا خط)

میں گذشتہ پانچ ہفتوں میں والدہ صاحبہ کي علالت اور اپنے جوان گبہروست بھانجے کي علالت اور انتقال کے سبب سے سخت پریشانیوں میں رہا ' اور نیز چونکہ آپکے خط کے مضمون کے متعلق مجھکو جناب والا آنریري سکریٹري صاحب کانفرنس اور دیگر ممبروں سے مشورہ کرنا تھا ' اسلیے جواب میں دیر ہوئي - معاف فرمائیں -

آپکو معلوم ہے کہ اِس کانفرنس کے وجود کا مقصد اور موضوع تعلیمي تحریک کي اشاعت اون اصول کے مطابق ہے جو سر سید علیہ الرحمة نے قائم کي' اور جنپر علي گڈہ کي تحریک مبني ہے - پس کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جو کچھہ بھي تعلیمي تجاویز پیش ہوں اور اونکے متعلق جو کچھہ تقریریں ہوں' اون سب میں اصلي غرض کا ملحوظ رہنا لازمي امر ہے - کانفرنس میں جو تعلیمي مسایل یا مسلمانونکي تعلیمي ضرورتوں کے متعلق جو تجاویز پیش ہوں' اون سے اتفاق یا اختلاف کرنیکا ہر ایک ممبر کو حق ہے - لیکن کانفرنس کے وجود کا جو مقصد اور موضوع ہے' اوسپر کانفرنس کے پلیٹ فارم پر حملہ کرنیکا کسیکو حق نہیں - اسقدر تمہید کے بعد اب میں آپکو آپکي وہ تقریر یاد دلاتا ہوں جو گذشتہ سال راولپنڈي کے اجلاس کانفرنس میں آپنے فرمائي تھي - اور جس میں آپنے فرمایا تھا کہ کانفرنس کي تعلیمي تحریک اِس قسم کي ہے جیسے کہ کسي مردہ کو موم روغن کے ذریعہ سے زندہ کرنیکي کوشش کرنا - اِس سے مجھکو بحث نہیں کہ آپنے جس راے کا اظہار کیا تھا ' وہ صحیح ہے یا کیا؟ لیکن یہ میں ضرور عرض کرونگا کہ کانفرنس کے پلیٹ فارم پر اس قسم کي تقریر قطعاً اون مقاصد کے منافي ہے جنکے لیے یہ کانفرنس قائم ہے - سالہا سال کي کوشش کے بعد بڑي مشکلات کا سامنا کرکے راولپنڈي میں کانفرنس کا اجلاس اس غرض سے کیا گیا تھا کہ سرحد کے مسلمانونکو تعلیم کي طرف توجہ ہو' اور شمال مغربي اضلاع میں جو اسلامي خطہ ہے اور جو جہل کي تاریکي کیوجہ سے نہایت پستي کي حالت میں ہے' اوس میں تعلیم کے ذریعہ سے بیداري کے سامان پیدا ہوں - چنانچہ حتی الامکان مختلف تحریکوں اور لکچروں کے ذریعہ سے حاضرین کو تعلیمي تحریک کي طرف متوجہ کرنے کي کوشش کي گئي تھي - لیکن آپنے آخري اجلاس میں جو تقریر فرمائي' اوس کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ جو اثر کانفرنس کے مقاصد کي تائید میں پیدا ہوا تھا ' وہ بہت کچھہ زایل ہوگیا - ایسي حالت میں سب سے اول یہ امر صاف ہو جانا ضروري ہے کہ جس تعلیمي تحریک کي اشاعت کیلیے یہ کانفرنس قائم ہے اور جن اصول کے مطابق اور جن مقاصد کیلیے سر سید علیہ الرحمة نے اسکي بنا قایم کي ہے' اونکو آپ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مفید اور ضروري سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ اور اونکو قوم میں مقبول عام کرانے کي کوشش کرنا کانفرنس کے ممبروں کا فرض تصور کرتے ہیں یا نہیں ؟ اس امر کي نسبت جواب آنے پر جناب کے اول خط کے متعلق جواب عرض کیا جاویگا - والسلام -

خاکسار : آفتاب احمد

(۲)

(خط کا جواب)

جس دن آپکا والا نامہ پہنچا' اُسي دن سے نزلۂ و درد گلو میں مبتلا ہوں' تمام کام معطل ہیں - آج تھوڑي سي مہلت ملي تو سب سے پہلے جناب یاد آے -

افسوس ہے کہ مجھے اُن حوادث کی خبر نہ تھي جنکا ذکر جناب نے آغاز خط میں کیا ہے' ورنہ تاخیر جواب کیلیے کسي طرح اظہار شکایت نہ کرتا - انا للہ و انا الیہ راجعون' و عظم اللہ اجورکم بمصائبکم -

میں آپکا شکر گذار ہوں کہ آپنے اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کردیے ' اور اُن مصنوعي اور نمایشي عذرات سے بالکل کام نہ لیا جو آجکل ایسے مواقع میں عموماً اخفاء اصلیت کیلیے کام میں لاے جاتے ہیں - یہي شان ایک مسلمان کي تمام معاملات میں

(بقیہ مضمون صفحۂ ۲۸ کا)

بادشاہ سندہ نے ہارون الرشید کو لکھہ بھیجا کہ " میں نے اپ کے مذہب اور اپ کي قوم کے متعلق جو باتیں سني تھیں' انپر یقین نہیں کرتا تھا ' لیکن اج انکي تصدیق ہو گئي " ہارون الرشید کو یہ خط پڑہ کے سخت رنج ہوا اور بے اختیار پکار اُٹھا " کیا اب کوئي ایسا شخص نہیں رہا جو مذہب اسلام کي حمایت کرے ؟ " لوگوں نے کہا " ہاں ! اے امیر المومنین ! ایسے لوگ ہیں' مگر اسوقت انکي زبانیں بند کردیگئي ہیں" اور انمیں سے اکثر تو قید خانوں میں پڑے ہوے سڑ رہے ہیں" ہارون الرشید نے علماء معتزلہ کو بلوایا اور اس مسئلہ کا جواب پوچھا - اِنھي لوگوں میں ایک لڑکا بھي تھا - اسنے کہا " یہ سوال ہي صحیح نہیں ' کیونکہ ہر مخلوق حادث ہوتي ہے اور خدا قدیم ہے' اسلیے وہ اپنا مثل پیدا ہي نہیں کر سکتا - قدرت کا یہاں کوئي سوال نہیں ! "

ہارون الرشید اس جواب سے اسقدر خوش ہوا کہ اوسي لڑکے کو مناظرہ کیلیے ہندوستان بھیجنا چاہا لیکن لوگوں نے کہا کہ اور مسائل بھي پیش آئینگے - ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے جو علم کلام کے تمام مسائل پر حاوي ہو - چنانچہ اس غرض کیلیے معمر معتزلي کا انتخاب ہوا ' لیکن اوس برہمن نے جس نے فقیہ موصوف کے ساتھہ مناظرہ کیا تھا ' اپني رسوائي کے خوف سے راستے میں زہر دلوا دیا -

(استدراک)

معتزلہ کے یہ تمام حالات زیادہ تر قاضي ابوبکر یحیی کي تاریخ معتزلہ سے لیے گئے ہیں جسے پچھلے دنوں ڈاکٹر ارنلڈ نے شائع کیا تھا - بعض بعض واقعات مقریزي کي تاریخ مصر جلد دوم اور ابن خلکان وغیرہ سے بھي ماخوذ ہیں -

خود واصل کے پاس آیا ' اوس سے بالمشافہ بحث کی ' اور اس فرقۃ العناد کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے !

ابو الہذیل علاف سرگروہ معتزلہ کو مناظرہ میں نہایت کمال حاصل تھا ' وہ مخالف کو چند فقروں میں بند کردیتا تھا - بالخصوص مجوس اور فرقۂ ثنویہ کے ساتھہ جو مناظرے کیے ہیں ' وہ خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں - انہی مناظروں کے اثر نے تین ہزار آدمیوں کو اوسکے ہاتھہ پر مشرف باسلام کرایا !

معتزلہ کے مناظروں کا عام اثر اسلیے ہوتا تھا کہ وہ ہر شخص کو عقلی گورکھہ دھندوں میں پھنسانا نہیں چاہتے تھے ' بلکہ اکثر سیدھا سادھا جواب دیدیتے تھے ' جو معترض کے دل میں اوتر جاتا تھا - ایک مرتبہ ابوالہذیل کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا : " مجھے قرآن مجید کی بعض آیتوں میں شبہہ ہے اسکو حل کرنا چاہتا ہوں - لوگوں نے اس غرض کے لیے آپ ہی کا نام بتایا ہے " ابوالہذیل نے پوچھا " آپ کو کیا شبہہ ہے ؟ " اس نے کہا : " مجھے قرآن کی بعض آیتیں متناقض اور بعض اصول عربیت کے مخالف معلوم ہوتی ہیں " ابو الہذیل نے کہا " میں اون میں سے ہر ایک کا الگ الگ جواب دوں یا ایک عام تقریر کردوں جو سب کا جواب ہو جاے " اس نے کہا " ایک کلی جواب بہتر ہوگا " ابو الہذیل نے کہا :

" آپ کو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت شرفاے عرب میں سے تھے ' اور انکی زبان مستند مانی جاتی تھی - آپ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت کا شمار عقلاے عرب میں کیا جاتا تھا - آپ سے یہ بھی مخفی نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت سے مناظرے کیے ' آپ کو ان کوششوں کا بھی علم ہے جو اہل عرب نے آپ کی تکذیب میں کیں ؟ تو کیا ایک معمولی درجہ کے آدمی کے بہکانے سے آپ اون لوگوں کے اقوال کو چھوڑدیتے ہیں جو عربی لغت کے سب سے بڑے ماہر تھے ؟ اور جنہوں نے بہت سے مناظروں کے بعد اسلام کو قبول کیا تھا ؟ "

اس نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا -

فن مناظرہ میں سب سے زیادہ ضرورت انتقال ذہنی اور قوت حافظہ کی ہوتی ہے - ابوالہذیل کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ اسنے ایک مجلس مناظرہ کے اندر سات سو عربی اشعار استشہاد میں پیش کیے !

صالح بن عبد القدوس ایک مجوسی تھا اوس نے ایک مرتبہ مناظرہ میں دعوی کیا کہ " عالم ہستی نور و ظلمت کی ترکیب سے پیدا ہوا ہے " ابو الہذیل نے سوال کیا کہ " ان دونوں کے امتزاج سے کوئی تیسری چیز پیدا ہوئی ' یا نور و ظلمت کی حقیقت میں کوئی تغیر پیدا ہوا ؟ " صالح نے کہا " نہیں عالم صرف نور و ظلمت کا نام ہے ' امتزاج نے کوئی تیسری چیز نہیں پیدا کی " - ابو الہذیل نے کہا " اصول فلسفہ کی بنا پر دو متضاد عناصر کی ترکیب سے ہمیشہ ایک تیسری حقیقت پیدا ہوتی ہے ' اور اگر ترکیب و انضمام سے یہ حقیقت جدیدہ وجود میں نہیں آے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ عنصر متضاد نہیں تھے ' بلکہ صرف ایک ہی عنصر تھا - "

صالح ساکت ہوگیا -

صالح اور ابوالہذیل میں ہمیشہ مجلس مناظرہ گرم رہتی - ابوالہذیل اوس پر اس قدر غالب آگیا تھا کہ ہنسی مذاق میں بھی اوسکو زیر کردیتا تھا - ایک بار صالح کا ایک صغیر السن بچہ مرگیا ' ابو الہذیل اوسکی طرف سے گذرا تو نہایت افسردہ پایا - ابو الہذیل نے کہا " تم کو کیا بات ہے ؟ آدمی تو تمہارے نزدیک صرف ایک سبزۂ روئیدہ ہے " اوس نے کہا " مجھے صرف یہ افسوس ہے کہ اوس نے میری کتاب الشکوک نہیں پڑھی " ابو الہذیل نے کہا " کتاب الشکوک کس فن کی کتاب ہے ؟ " صالح نے کہا " مینے ایک کتاب لکھی ہے جسکو پڑھ کر ہر چیز میں شک پیدا ہوجاتا ہے " ابو الہذیل نے کہا " تو پھر اوسکا مرنا بھی مشکوک ہے ' اور اس میں بھی شبہہ ہے کہ اوس نے وہ کتاب پڑھی یا نہیں ؟ "

اسی ظریفانہ طریقہ سے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد نے بھی ایک سوفسطائی کو بند کردیا تھا اور اوس نے اپنے عقائد سے توبہ کرلی تھی -

معتزلہ نے فن مناظرہ میں اسقدر شہرت حاصل کی کہ وہ اکثر مناظروں میں حج مانے جاتے تھے - مسئلہ نسخ شریعت میں ایک شخص نے کسی یہودی سے گفتگو کی اور بات اسقدر بڑھی کہ ابو القاسم معتزلی کو دونوں نے حکم مانا -

رفتہ رفتہ مناظرہ کا ذوق اسقدر عام ہوگیا کہ خود خلفا نے بھی اوس میں حصہ لیا اور دربار شاہی بھی مجلس مناظرہ بن گیا ' لیکن اس بزم کی شمع بھی معتزلہ ہی تھے - ایک مرتبہ مامون الرشید نے ابو الہذیل علاف اور زادان ثنوی سے مناظرہ کرایا ' سوء اتفاق سے جعفر برمکی مجلس مناظرہ میں شریک نہوسکا ' لیکن فرط شوق سے خود زادان کے پاس پہونچا اور اس مناظرہ کے متعلق جو واقعات تھے اوسکی تصدیق کرنی چاہی - زادان نے کہا " یہ واقعات سچ ہیں ' لیکن اسکا کیا علاج کیا جاے کہ تمہارے ہی یہاں مجلس ہوتی ہے ' اور تمہارا ہی بادشاہ اوسکا صدر نشین ہوتا ہے "

(ہندوستان میں مجلس مناظرہ)

اب ان مناظروں کی شہرت بغداد سے نکل کر اقصاے ہند تک پہونچی - چنانچہ بادشاہ ہندوستان (سندھ) نے ہارون الرشید کو کہا کہ " آپ اس قوم کے بادشاہ ہیں جو اپنے مذہب کو صرف تلوار کے ذریعہ سے پھیلانا جانتی ہے ' لیکن اگر آپ کو اپنے مذہب کی صداقت پر اعتماد ہے تو مناظرہ کیلیے ایک عالم کو بھیجدیجیے - اگر آپ کا مذہب حق ہوگا تو میں مسلمان ہوجاونگا ' ورنہ آپ کو ہمارے مذہب میں داخل ہونا پڑیگا " یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فقہاء کی مخالفتوں سے ہارون الرشید نے معتزلہ کو بحث و مناظرہ سے روکدیا تھا ' بلکہ اکثر معتزلہ کو قید کردیا تھا ' اسلیے مناظرہ کیلیے ایک فقیہ کو بھیجنا پڑا - فقیہ موصوف جب بادشاہ ہندوستان کے دربار میں پہونچے ' تو اوس نے نہایت تعظیم کی اور ہندوستان کے تمام پنڈتوں کو جمع کیا -

مناظرہ شروع ہوا تو ان میں سے ایک برہمن نے پوچھا : حقانیت کی کیا دلیل ہے ؟ فقیہ موصوف نے ثوری ' سفیان ' شعبی ' اور ابن عون کے سلسلہ سے روایت شروع کی - برہمن خاموشی کے ساتھہ تمام روایتوں کو سنتا رہا ' جب وہ سلسلہ روایت ختم کر چکے تو اس نے کہا " جس شخص کی حدیثیں آپ نے سنائی ہیں ' اسکی نبوت پر کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے " ؟ عالم موصوف نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ دیں جن میں آنحضرت کو نبی اور پیغمبر کہا گیا تھا ' برہمن نے کہا " اسکا کیا ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے ؟ ممکن ہے کہ پیغمبر نے اسکو خود ہی گڑھ لیا ہو " اب وہ بالکل خاموش ہوگئے - اوسنے اصول اسلام کو چھوڑ کر علم کلام کے ایک خاص مسئلہ پر گفتگو شروع کی - اسنے پوچھا " کیا تمہارا خدا قادر ہے ؟ " انہوں نے کہا " ہاں " اسنے کہا " تو کیا وہ اپنا مثل بھی پیدا کرسکتا ہے " فقیہ موصوف نے جواب دیا " یہ تو علم کلام کا مسئلہ ہے ' ہملوگ اسکو بدعت سمجھتے ہیں "

اب برہمن نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا " میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مسلمانوں کی قوم ایک جاہل قوم ہے ' وہ صرف تلوار کے ذریعہ سے اپنے مذہب کو پھیلا سکتی ہے "

و خبر دار هو - گذشته صدي کے تمام مسائل اصلاح و دعوة میں سے آپ حضرات کو صرف سر سید مرحوم هي کي تحریک کا حال معلوم هے - اسکے استغراق سے مهلت نهیں - آپ کو کیا معلوم که مسئله " تحریک جدید " و " دعوة تعلیم جدید " (متعلق اهل اسلام) خود ایک موضوع مستقل هوگیا هے ' اور گذشته صدي کے اندر تمام عالم اسلامي نے اسپر نظر ڈالي هے ' اور ایک وسیع لٹریچر اسکا موجود هے - اسکے دیکھنے سے ایک شخص اُن تمام مشارب و مذاهب و طرق و اسالیب کو معلوم کر سکتا هے جو اس مسئله سے تعلق رکھتے هیں ' اور اسلام کي دیني تعلیمات اور مسلمانوں کے قومي خصائص و مقومات کے علم صحیح کا استفاده کرکے حقیقت شناسي کے طرف قدم اُٹھا سکتا هے - میرے گذشته دس سال کے لیل و نهار ' سفر و حضر ' صحت و مرض ' هر حال کے مطالعهٔ دائمي کا ایک خاص موضوع یه چیز بهي رهي هے - آپکو سنکر تعجب هوگا که مختلف رسائل و اخبارات و مجلات عالم اسلامي کے سوا ' خاص اسي موضوع پر کم از کم پچاس کتابیں میري نظر سے گذري هیں ' جنکے وجود کا بهي خبر داران هند کو علم نهیں - پهر اسکے ساتهه هي الحمد لله میں نے اس بارے میں ایک مجتهدانه بصیرة پائي هے ' اور اسلامي تاریخ کے استقرائي نتائج نے میري مدد کي هے ' اور قران و سنة نے صحیح دلائل و براهین کے ساتهه بتلایا هے که اس مسئله کي صحیح و سعید راه کیا هے ؟ والله یهدي من یشاء الی صراط مستقیم -

پس اس بارے میں میرا تخاطب آپ حضرات سے نهیں هے ' اور نه میں اس بارے میں آپ حضرات سے کچهه کهنا چاهتا هوں - یه موضوع دوسرا هے ' اور اسکي کائنات اس دنیا سے بالکل مختلف هے جسمیں آپ لوگ بستے هیں - موجوده مسئله سے اسکا کوئي تعلق نه تها ' اور یه بالکل بے سود تها که آپنے اپني خواهش کو کانفرنس کے ایک اصول کي شکل میں پیش کردیا -

آپ لوگوں کا دعوا هے که آپ سر سید مرحوم کے مشن کے داعي هیں - سر سید کا بڑا کارنامه یه بتلایا جاتا هے که انهوں نے تقلید کا قلع و قمع کیا اور اجتهاد راے کا دروازه کهولنا چاها - لیکن آپ لوگ خود هي ایک بدترین تقلید اعمی میں گرفتار هوگئے هیں ' اور یه تقلید اُس تقلید سے هزار درجه افسوس ناک هے جو مقلدین فقه هدایه ' یا مقلدین تفسیر جلالین و مدارک کي بیان کي جاتي هے - تاهم میں اس بارے میں کچهه نه کهونگا ' کیونکه کهنا بیکار هے - " تقلیـد " کا پهلا خاصه یه هے که سوال کا جواب نهیں ملسکتا :

و لکن لا حیـاة لمن تنـادي

(۳) بهر حال آپنے میرے شخص خاص کے معاملے کو کانفرنس کا اصولي مسئله بناکر ایک اهم بحث چهیڑ دي هے ' جسکو اگر صاف نه کیا گیا تو کانفرنس کے دروازوں پر مسلمانوں کیلیے قفل چڑهادیے جائینگے - اسکا صاف کرنا تو اب ناگزیر هوگیا هے - لیکن ان دو چار دنوں کے اندر آپکے لیے کچهه ضروري نهیں هے که ایک شخصي معاملے کو کسي اصول موضوعه کے حوالے کرکے الگ هوجائیں -

(۴) سر دست اس مسئله کو یوں صاف کیا جاسکتا هے که آپ مجهسے شخصاً دریافت کر لیں که آینده کانفرنس میں کس موضوع پر تقریر کرونگا ؟ اور پهر اس سے اندازه کرلیں که یه تقریر کیسي هوگي ؟ میں نے پہلے آپکو لکها تها - اب بالتشریح لکهتا هوں ' میري تقریر کا موضوع " صراط مستقیم " هوگا - اسکي تشریح ' اور وه بیانات جو قران حکیم نے صراط مستقیم کے متعلق کیے هیں ' اس موضوع کے کسي حصه کو نه تو سر سید کے تعلیمي مشن سے کوئي تعلق هے اور نه کچهه اسکي بحث هے - یه ایک خالص مذهبي موضوع هے اور از سرتا پا قران و سنة سے متعلق -

(۵) الحمد لله که خدا نے هندوستان کے هر گوشے کو میري آواز کي پذیرائي کیلیے آماده کردیا هے اور هر جگه هزار ها دل پیدا کردیے هیں جو میري هر آواز کے استقبال کیلیے مستعد هیں - و اما بنعمة ربک فحدث - کوئي روک جو آپ حضرات اسکے لیے پیدا کریں ' سودمند نهیں هوسکتي ' اور گیند کي قوت جذب کا فعل جس قوة سے هوتا هے ' اتني هي طاقت سے قوة دفع جواب بهي دیتي هے - راولپنڈي میں خود آپ لوگوں نے میري مخالفت کرکے پبلک کو اپنے سے بدظن کرایا ' اور پهر اسکے نتائج لازمي هیں - علی الخصوص پونا کو تو میں آپسے زیاده جانتا هوں - کانفرنس کا پنڈال آپ مجهپر بند کرکے دیکهه لیں ' میں کسي اور گوشے میں خدا اور اسکے رسول کا پیام مسلمانوں کو پهنچا سکتا هوں - میرا ذاتي نقصان اس سے کچهه نهوگا ' اور اگر کوئي شخص اس حماقت میں گرفتار هے که کانفرنس کا پلیٹ فارم میرے لیے ایک بهت هي بڑي عجیب و غریب دولت هے جس سے محروم هوکر لٹ جاؤنگا ' تو اسکي حماقت بهت هي افسوس ناک هے - اگر آپ لوگ سمجهتے هیں که کانفرنس میں میري تقریر روک کر کوئي بڑي کامیابي حاصل کر سکتے هیں ' تو بسم الله ' اسکا بهي تجربه هوجاے ' جیسا که چار پانچ سال سے بیسیوں تجربے آپ لوگ کرچکے هیں - مجهے الله اور اسکے رسول کي ان تعلیمات کو کهنا ' لکهنا ' مدون کرنا هے ' جنکو میري بصیرة حق سمجهتي هے ' اور میرا معامله اب وهاں تک پهنچ گیا هے که اب لوگوں کے بد ارادے اسکے لیے بالکل خارج از بحث هیں - مولوي نذیر احمد مرحوم کا ترجمة القران آپکے پاس شاید هوگا - اسمیں سوره جن کو نکالیے اور کسي وقت فرصت ملے تو اس آیت پر غور کیجیے :

و انه لما قام عبد الله یدعوه ' کادوا یکونون علیه لبدا -

ضــرورت مارچ سنه ۱۹۱۶ع میں

ایک قومي بلا فیس تعلیم دینے والے اسکول کي هیڈ ماسٹري کے لیے ایک ایم - اے پاس مسلمان اور سکنڈ ماسٹري کے لیے نیز تجربه کار گریجویٹ کي ضرورت هے -

تنخواه یا دیگر باتوں کا فیصله بذریعه خط و کتابت طے هوسکتا هے - درخواستیں معه نقل سرٹیفکٹ پوسٹ بوکس نمبر ۳۷۱ - رنگون آني چاهیے -

P. O. Box No. 371
Rangoon,

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براه هے - پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بهیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا هے - اور تبلیغ حق اور اشاعة معارف قرانیه کا ثواب اخروي مزید براں -

هوني چاهیے - اگر هم سب ایسا هي کیا کریں تو نصف اندروني اختلافات کا خاتمه هوجائے -

لیکن جناب نے اپنے خط میں (معاف فرمائیگا) ترتیب مقدمات و طرز استدلال کے ایسے متعدد مسامحات جائز رکھے هیں جنکي وجه سے مجهے عرض جواب میں بڑي هي مشکل پیش آگئي هے - اگر ان امور کي نسبت لکهتا هوں' تو صفحوں کے صفحے چاهییں' سو نه مجهے اسکي مهلت نه آپکو - اعراض کرتا هوں تو جو خلط مبحث آپنے کردیا هے' وه کسي مقصود کو صاف و واضح نهیں هونے دیتا - ایک چیز آپکي اور آپکے هم خیال بزرگوں کي خواهش هے' اور ایک چیز کسي کام کے اصول و مقصد اور شرائط وغیره کا مسئله - ضرور نهیں که پهلي چیز کي بنیاد ثاني الذکر هي پر رکهي جاے - آپ اگر دونوں مسئلوں کو الگ رکهتے تو بات زیاده صاف اور روشن تهي -

آپ نے کیسي تعجب انگیز غلطي کي هے جبکه خود هي ایک مقدمه قائم کیا هے اور قبل اسکے که مخاطب اسے تسلیم کرے' یا اسکا مقدمۀ مسلمه هونا ثابت هوجاے' پوري شکل بهي قائم کرلي هے اور پهر نتیجه بهي نکال لیا هے ؟

آپ لکهتے هیں که "کانفرنس کا موضوع تعلیمي هے" یه بالکل ٹهیک هے اور اسکا نام هي اسکے لیے شاهد :

گواه عاشق صادق در آستیں باشد !

لیکن اسکے بعد ارشاد هوتا هے که "ان اصولوں کے مطابق جو سرسید مرحوم نے قائم کیے" گذارش هے که مقدمه کا یه ٹکڑا کهاں سے ماخوذ هے ؟ میں اسے تسلیم نهیں کرتا - کانفرنس کے مقاصد کي فهرست' دفعات و قواعد' شرائط و ضوابط' عهد اولیں کي مجلسیں' ارکان اساسي کي تقریریں' خود سید صاحب کي تقریر جو انهوں نے علي گڑه کے دونوں جلسوں اور [illegible] میں کي' نیز اسکي تمام رپورٹیں' یه تمام ذخیره موجود هے - میں بهت ممنون هونگا اگر آپ انسے ثابت کردکهائیں که خود سید صاحب مرحوم نے یه کهاں لکها هے ؟ اور کانفرنس کي تحریروں کے متعلق یه فیصلۀ امر و نهي کس نے قرار دیا هے ؟

بلا شبه سرسید مرحوم اسکے باني تهے' لیکن باني هونے سے یه کهاں لازم آتا هے که مسئلۀ تعلیم کو انهوں نے ایک خاص اصول کے ماتحت کرکے کانفرنس کے حوالے کردیا هے' اور اب اسکے پلیٹ فارم پر اسکے ایک حرف سے بهي انحراف و اختلاف جائز نهیں ؟

قرآن حکیم سے همارے مجتهدین و فقهاء مسائل کا استخراج کیا کرتے هیں - اس استخراج و استنباط کي انهوں نے متعدد قسمیں قرار دي هیں - ایک یه که صاف صاف کسي آیت میں کوئي حکم هو' اسکو "صراحة النص" کهیں گے - ایک یه که صاف صاف حکم نهو' لیکن اور طرق بیان سے دلالت هوتي هو یا اشاره کیا گیا هو' تو اسکے لیے "دلالة النص" اور "اشارة النص" وغیره اصطلاحات قائم کي هیں -

آپکے لیے بهي یه دروازه باز هے - صراحة النص کا تو اصلي مطالبه هے' لیکن خیر' دلالة النص هي سهي - کسي نه کسي طرح یه واضح کردیجیے که جناب کا پیش کرده اعتقاد فلاں نص سرسید سے ماخوذ هے -

یا للعجب ! آپ لوگ فخر کرتے هیں اگر ایک نصراني کانفرنس کے پلیٹ فارم پر آکر بهت سي ایسي باتیں کهه جاے جو آپکے عقائد و اغراض کے بالکل ضد هوں' لیکن آپ لوگونکا اعتقاد یه هے که کوئي مسلمان اختلاف نهیں کرسکتا ؟

پهر کیا آپکو یاد نهیں رها که آپکا یه مقدمه کس طرح همیشه پامال کیا جاچکا هے' اور کتني نظیریں اسکے لیے مخالف و ضد موجود هیں ؟

کیا بمبئي کانفرنس کے پریسیڈنٹ مسٹر بدرالدین طیب جي نهیں بنائے گئے جو بکسر علي گڑه کي تحریک هي کے مخالف تهے ؟ کیا انهوں نے اپنے اختتامي ایڈریس کے اندر وه کچهه نه کها جو سرسید مرحوم کے مشن اور عقائد و اصول تعلیم کے سرتا سر خلاف تها؟ انسے یه شرط نهیں کرائي گئي تهي !

سرسید مرحوم پردۀ نسواں کے کسقدر اشد شدید حامي تهے ؟ اور خارجي تعلیم نسواں کے ولولوں پر کیسے غضب ناک هوجاتے تهے ؟ حتی که میر ممتاز علي کے رساله حقوق نسواں کو پهاڑ کر ردي کے ٹوکرے میں ڈالدیا تها' لیکن آپکے پیشروؤں نے مسٹر طیب جي کو صدر بنایا' اور انهوں نے پرده کي علانیه مخالفت پریذیڈنشل ایڈریس میں کي -

پهر دوسري دهلي کانفرنس کي صدارت کیلیے سر آغا خاں لاے گئے' انهوں نے مسلمانوں کے تنزل کے جو اسباب اساسي بتلاے' ان میں عورتوں کا پرده بهي تها - کیا یه سرسید کے عقائد کے خلاف نه تها ؟

اسي پونا کانفرنس کا صدر آپنے جسٹس عبد الرحیم کو بنایا هے جو سرسید کے بهت سے بنیادي اصولوں هي کے مخالف هیں - کیا انسے بهي آپنے یه مقدمه طے کرا لیا هے ؟ آپکو معلوم هے که وه ایڈریس میں کیا کهیں گے ؟ آپکو معلوم نهیں مگر مجهے معلوم هے -

مدراس کانفرنس کا صدر ایک مسیحي عهده دار (جسٹس اٹم) تها - اس مقدمه کا اثر زیاده سے زیاده یه هے که سرسید مرحوم کے مذهب تعلیم سے انحراف نهو - لیکن ایک مسیحي شخص کے متعلق تو یه سوال بهي پیدا هوسکتا تها که کهیں وه نفس اسلام کے خلاف کوئي بات نه کهدے - آپ تو اسوقت اس جگهه پر نه تهے' لیکن مرحوم محسن الملک کے کاغذات میں اس اقرار نامے کي نقل تلاش کیجیے جو انهوں نے جسٹس موصوف سے کرایا تها !

پهلي لکهنؤ کانفرنس میں تو خود سرسید مرحوم نے مرحوم سجاد حسین ایڈیٹر اوده پنچ سے یه مقدمے طے نه کیا' حالانکه بڑي ضرورت اس مقدمے کي اس وقت تهي - معلوم نهیں آپکو وه واقعات معلوم هیں یا نهیں ؟

معاف فرمائیگا' آپنے یه ایک اصولي سوال چهیڑ دیا هے' اور اسکے معني یه هیں که آل انڈیا کانفرنس جسکو تمام مسلمانوں کي نیابت دي جاتي هے' اپنے پلیٹ فارم کیلیے ایک خاص مذهب رکهتي هے' اور جو اسکے خلاف راے رکهتا هو' اسے وهاں قدم رکهنے کا حق نهیں - یه کانفرنس کا ایک خطرناک اقفال هے' اور ضروري هے که ایک بار اس مسئله کو پبلک کے سامنے ٹهیک ٹهیک فیصل کرلیا جاے - آجتک کسي کو بهي اسکا خیال نهیں هوا تها -

(۲) بهر حال یه تو آپکا مقدمه هے - رهي اصلي حقیقت تو یه بهي صحیح نهیں که میں نے راولپنڈي کانفرنس میں کانفرنس کے مقاصد کو سامنے رکهکر اسکا رد کیا تها - بلکه اسکا مقصد عام طور پر مسئلۀ دعوة و اصلاح کا مبحث تها' اور یه دکهلانا مقصود تها که مسلمانوں کي هر دعوة کو اصولاً مذهبي هونا چاهیے' اور اسیکے واسطه سے تعلیم بهي پهیلاني چاهیے' یه نهیں هونا چاهیے که مذهب سے الگ هوکر ایک مستقل تعلیمي دعوت قرار دي جاے' جسمیں کبهي کامیابي نهیں هوسکتي -

نیز یه که اسلام میں "تعلیم" کي کوئي علحده دعوة نهیں هے - اسکي دعوة ایک هي هے' اور اسي کے اندر سب کچهه موجود هے -

لیکن معاف فرمائیگا' یه جو کچهه کها گیا' اسکو آپ حضرات بالکل نهیں سمجهه سکتے' بلکه قدیم و جدید جماعتوں میں آج کوئي گروه ایسا موجود نهیں هے جو اس حقیقت کا صحیح اندازه شناس اور محرم

کے فن میں اُستاد تھے : مخرمة بن نوفل ' جبیر بن مطعم ' عقیل بن ابي طالب - علم الانساب عرب کا موروثي فن تھا ' اور خاص کر یہ تینوں (۱) بزرگ اس فن کے لحاظ سے تمام عرب میں ممتاز تھے - حضرت عمر نے اُن کو بلاکر یہ خدمت سپرد کي کہ تمام قریش اور انصار کا ایک دفتر تیار کریں ' جس میں ہر شخص کا نام و نسب مفصلاً درج ہو - اِن لوگوں نے ایک نقشہ بناکر پیش کیا ' جس میں سب سے پہلے بنو ہاشم ' پھر حضرت ابوبکر کا خاندان ' پھر حضرت عمر کا قبیلہ تھا - یہ ترتیب اُن لوگوں نے خلافت و حکومت کے لحاظ سے قرار دي تھي - لیکن اگر وہ قائم رہتي تو خلافت خود غرضي کا آلہ بن جاتي - حضرت عمر نے فرمایا " یوں نہیں بلکہ آنحضرت کے قرابت داروں سے شروع کرو ' اور درجہ بدرجہ جو لوگ جسقدر آنحضرت سے دور ہوتے گئے ہیں اسي ترتیب سے اُن کے نام آخر میں لکھتے جاؤ - یہاں تک کہ جب میرے قبیلے تک نوبت آے تو میرا نام بھي لکھو " اس موقع پر یہ بات یاد رکھني چاھیے کہ خلفاے اربعہ میں سے حضرت عمر کا نسب سب سے آخر میں جاکر آنحضرت سے ملتا ہے - غرض اِس ہدایت کے موافق رجسٹر تیار ہوا ' اور حسب ذیل تنخواہیں مقرر ہوئیں : (۲)

تقسیم مراتب	مقدار تنخواہ سالانہ
جو لوگ جنگ بدر میں شریک تھے -	۵ - ہزار درہم
مہاجرین حبش اور شرکاے جنگ اُحد -	۴ - ہزار درہم
فتح مکہ کے پہلے جن لوگوں نے ہجرت کي -	۳ - ہزار درہم
جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لاے -	۲ - ہزار درہم
جو لوگ جنگ قادسیہ اور یرموک میں شریک تھے -	۲ - ہزار درہم
اهل یمن -	۴۰۰ درہم
قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مجاہدین -	۳۰۰ - درہم
بلا امتیاز مراتب -	۲۰۰ - درہم

جن لوگوں کے نام درج دفتر ہوے ' اُن کي بیوي بچوں کي تنخواہیں بھي مقرر ہوئیں - چنانچہ مہاجرین اور انصار کي بیویوں کي تنخواہ ۲۰۰ سے ۴۰۰ درہم تک اور اہل بدر کي اولاد ذکور کي دو دو ہزار درہم مقرر ہوئي - اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن لوگوں کي جو تنخواہ مقرر ہوئي ' اُن کے غلاموں کي بھي وہي تنخواہ مقرر ہوئي ' اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کے نزدیک غلاموں کا کیا پایہ تھا ؟

جسقدر آدمي درج رجسٹر (۳) ہوے ' اگرچہ سب درحقیقت فوج کي حیثیت رکھتے تھے ' لیکن اُن کي دو قسمیں قرار دي گئیں :

(۱) جو لوگ ہر وقت جنگي مہمات میں مصروف رہتے تھے - گویا یہ فوج نظام یعني با قاعدہ فوج تھي -

(۲) جو لوگ معمولاً اپنے گھروں پر رہتے تھے ' لیکن ضرورت کے وقت طلب کیے جاسکتے تھے - اُن کو عربي میں " مطوعہ " کہتے ہیں ' اور آجکل کي اصطلاح میں اس قسم کي فوج کو والنٹیر کہا جاتا ہے - البتہ فرق اتنا ہے کہ آجکل والنٹیر تنخواہ نہیں پاتے -

فوجي نظم و نسق کا یہ پہلا دیباچہ تھا ' اور اسوجہ سے اسمیں بعض بے ترتیبیاں بھي تھیں - سب سے بڑا غلط مبحث یہ تھا کہ فوجي تنخواہوں کے ساتھہ پولیٹکل تنخواہیں بھي شامل تھیں اور دونوں کا ایک ھي رجسٹر تھا - لیکن رفتہ رفتہ یعني سنہ ۲۱ ھ میں حضرت عمر نے اس صیغے کو اسقدر مرتب اور منتظم کردیا کہ غالباً اس عہد تک کہیں اور کبھي نہیں ہوا تھا - چنانچہ ہم ایک ایک جزئي انتظام کو اس موقع پر نہایت تفصیل سے لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوگا کہ عرب کے ابتداے تمدن میں انتظامات فوجي کي اسقدر شاخیں قائم کرنا اور ایک ایک شاخ کا اس حد تک مرتب اور با قاعدہ ہونا اُسي شخص کا کام تھا جو فاروق اعظم کا لقب رکھتا تھا -

اس صیغے میں سب سے مقدم اور اُصولي انتظام کو ملک جنگي حیثیت سے مختلف حصوں کے اندر تقسیم کردینا تھا - حضرت عمر نے سنہ ۲۰ ھ میں فوجي اور ملکي حیثیت سے ملک کي دو تقسیمیں کیں : ملکي اور فوجي - ملکي کا حال دیواني انتظامات کے ذکر میں گزر چکا - فوجي حیثیت سے چند بڑے بڑے مرکز قرار دیے جنکا نام (۱) " جند " رکھا ' اور یہي اصطلاح آجتک قائم ہے - اُن کي تفصیل یہ تھي : مدینہ ' کوفہ ' بصرہ ' موصل ' فسطاط ' مصر ' دمشق ' حمص ' اردن ' فلسطین - حضرت عمر کے زمانے میں فتوحات کي حد اگرچہ بلوچستان کے ڈانڈے سے مل گئي تھي ' لیکن جو ممالک آئیني ممالک کہے جاسکتے تھے

---

(۱) جاحظ نے کتاب البیان و التبیین (جلد دوم صفحہ - ۳۷ مطبوعہ مصر) میں لکھا ہے کہ تمام قریش میں چار شخص اشعار عرب اور انساب و اخبار کے حافظ تھے ' مخرمہ بن نوفل ' ابوالجہم حویطیب بن عبد العزي ' عقیل بن ابیطالب -

(۲) تنخواہوں کي تفصیل میں مختلف روایتیں ہیں - میں نے کتاب الخراج صفحہ - ۲۴ و مقریزي جلد اول صفحہ ۹۲ و بلاذري صفحہ - ۴۴۸ و یعقوبي صفحہ ۱۷۵ و طبري صفحہ ۲۴۱۱ کے بیان کو حتی الامکان مطابق کرکے لکھا ہے -

(۳) اس موقع پر ایک امر نہایت توجہ کے قابل ہے - وہ یہ ہے کہ بہت سے ظاہر بینوں کا خیال ہے کہ حضرت عمر نے تمام عرب کي جو تنخواہیں مقرر کیں ' اُسکو فوجي صیغے سے چنداں تعلق نہیں ' بلکہ یہ رفاہ عام کي غرض سے تھا - لیکن یہ نہایت غلط خیال ہے ' اولاً تو یہاں مورخوں نے اس واقعہ کا شان نزول بیان کیا ہے ' لکھا ہے کہ ولید بن ہشام نے حضرت عمر سے کہا : " قد جیت الشام فرایت ملوکها قد دونوا دیوانا و جندوا جنودا فدون دیوانا و جند جنودا " یعني میں نے شام کے بادشاہوں کو دیکھا ہے

(پہلے کالم نمبر ۳ کا بقیہ نوٹ)

کہ وہ دفتر اور فوج رکھتے ہیں - آپ بھي دفتر بنائیے اور فوج مرتب کیجیے - چنانچہ حضرت عمر نے ولید کے قول پر عمل کیا - دوسرے یہ کہ جن لوگوں سے جنگي خدمت نہیں لیجاتي تھي ' وہ قدیم جنگي خدمتوں کا استحقاق بھي نہیں رکھتے تھے ' حضرت عمر اُنکي تنخواہ نہیں مقرر کرتے تھے - اسي بنا پر مکہ کے لوگوں کو تنخواہ نہیں ملتي تھي - فتوح البلدان میں ہے : " ان عمر کان لا یعطي اهل مکة عطاءً ولا یضرب علیهم بعثا " یہي وجہ تھي کہ جب صحرا نشین بدووں نے حضرت ابو عبیدہ سے تنخواہ کي تقرري کي درخواست کي ' تو اُنھوں نے فرمایا کہ جب تک آبادي میں رہنے والوں کي تنخواہیں مقرر نہو جائیں ' صحرا نشینوں کا روزینہ نہیں مقرر ہوسکتا - البتہ اسمیں شک نہیں کہ اول اول فوج کے رجسٹر میں اور بھي بہت سي قسم کے لوگ شامل تھے - مثلاً جو لوگ قرآن مجید حفظ کرلیتے تھے ' یا کسي فن میں صاحب کمال تھے ' لیکن استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ یہ خلط مبحث جو بضرورت اختیار کیا گیا تھا ' مٹتا گیا - چنانچہ اسي مضمون میں آگے اسکي بحث آتي ہے -

(۱) جند کي تحقیق کے لیے دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۱۳۲ مورخ یعقوبي نے واقعات سنہ ۲۰ - ہجري میں لکھا ہے کہ اِس سال حضرت عمر نے فوجي صدر مقامات قائم کیے ' لیکن مورخ مذکور نے صرف فلسطین ' جزیرہ ' موصل ' اور قنسرین کا نام لکھا ہے ' یہ صریح غلطي ہے -

مختارات

الحرب فی الاسلام

۱

تاریخ اسلام اور نظام فوجي

الہلال نمبر ۳ میں ایک مضمون عنوان بالا سے شائع ہوا تھا ، جو زیادہ تر جارج زیدان ایڈیٹر الہلال قاہرہ کے مضامین سے ماخوذ تھا - اسمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ حجاج بن یوسف (عہد عبد الملک اموي) تک مسلمانوں کا تمدن فوجي نظام سے محروم تھا ، حجاج نے سب سے پہلے ایک با قاعدہ نظام کي بنیاد ڈالي اور رومي نظام سے اصول و قواعد اخذ کیے -

اس مضمون کے ساتھہ ہم نے ایک مختصر نوٹ لکھا تھا ، اور اس خیال کي تغلیط کرتے ہوے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اشاعتوں میں اس موضوع پر مفصل بحث کرینگے -

ہم نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کا فوجي نظام نہ تو عبدالملک اموي کے زمانے میں قائم ہوا ، اور نہ حجاج بن یوسف کو اسمیں کچھہ دخل ہے - خلافۃ راشدہ کے ابتدائي دور ہي میں اسکي باقاعدہ بنیاد پڑ گئي تھي ، اور قدماء مورخین کے علاوہ کتب حدیث کے ضمني اشارات و آثار سے بھي اسپر روشني پڑتي ہے -

اسی اثناء میں ہمیں معلوم ہوا کہ شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم نے الفاروق میں ایک مستقل عنوان سے اسپر نظر ڈالي ہے ، اور تمام شواہد و واقعات جمع کردیے ہیں - الفاروق کے دیکھنے سے اس خیال کي پوري تصدیق ہوئي - فی الحقیقت جس وسعت و تحقیق کے ساتھہ انہوں نے اس بحث کو لکھدیا ہے ، اسپر سوا چند حدیث الطبع کتابوں کے شواہد اور بعض آثار صحابہ کے ، اور کچھہ اضافہ نہیں ہوسکتا -

ہمارا عرصہ سے خیال تھا کہ " مختارات " کے عنوان سے ایک نیا باب رسالہ میں بڑھایا جاے - اسکا مقصد یہ ہو کہ بعض اہم اور قدیم مصنفات کے مفید مقامات و ابواب اقتباس و تہذیب کے بعد درج کیے جائیں - صدہا کتابیں ہیں جو شائع ہو چکي ہیں ، لیکن عام و سرسري نظر و مطالعہ کي رو میں انکے اہم مقامات بھي دب گئے ہیں - ضرورت ہے کہ انہیں از سر نو ابھارا جاے اور بعنوان مہذب ملک کے سامنے پیش کیا جاے -

غیر مطبوعہ مصنفات کے مفید ابواب و حصص بھي اسمیں درج کیے جاسکتے ہیں ، اور عربي و انگریزي کتب کے تراجم و منقولات اسکا اصلي موضوع ہے -

چنانچہ " مختارات " کے باب کو اس اشاعۃ سے شروع کیا جاتا ہے ، اور سب سے پہلے الفاروق کے اس حصہ کو شائع کرتے ہیں - الہلال و البلاغ کي [illegible] تصنیف کي تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسي اردو کتاب کا کوئي حصہ اسمیں نقل کیا گیا ہے ، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ موجودہ عہد کي کسي کتاب سے کوئي چیز نقل کي گئي ہے - لیکن امید ہے کہ موضوع کي اہمیت اور منقول عنہ کتاب کي رفیع وقعت اسي کي مستحق تصور کي جائیگي -

(عرب جاهلیۃ اور نظام فوجي)

عرب میں شاہان یمن وغیرہ کے یہاں فوج کا کوئي منتظم بندوبست نہیں تھا - اسلام کے آغاز تک اسکي ضرورت ہي نہیں پیش آئي ، حضرت ابوبکر کے عہد میں صرف اسقدر ہوا کہ خلافت کے پہلے سال غنیمت سے جسقدر بچا ، وہ سب لوگوں پر دس دس روپے کے حساب سے تقسیم کردیا گیا - دوسرے سال آمدني زیادہ ہوئي تو یہ تعداد دس سے بیس تک پہنچ گئي ، لیکن نہ تو فوج کي کچھہ تنخواہ مقرر ہوئي ، نہ اہل فوج کا کوئي رجسٹر بنا ، اور نہ کوئي محکمہ جنگ قائم ہوا -

حضرت عمر رض کي اوائل خلافت تک بھي یہي حال رہا ، لیکن سنہ ۱۵ ہجري میں حضرت عمر نے اس صیغے کو اسقدر منتظم اور باقاعدہ کردیا کہ اسوقت کے لحاظ سے تعجب ہوتا ہے -

(حضرت عمر کا فوجي نظام)

حضرت عمر کے توجہ کرنے کے مختلف اسباب بیان کیے گئے ہیں - عام روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ جو بحرین کے حاکم مقرر کیے گئے تھے ، پانچ لاکھہ درہم لیکر مدینہ میں آئے ، اور حضرت عمر کو اس کي اطلاع دي - پانچ لاکھہ کي رقم اس وقت اسقدر اعجوبہ چیز تھي کہ حضرت عمر نے فرمایا : خیر ہے ! کہتے کیا ہو ؟ انہوں نے پھر پانچ لاکھہ کہا - حضرت عمر نے فرمایا : تم کو گنتي بھي آتي ہے ؟ ابوہریرہ نے کہا ہاں ! یہ کہکر پانچ دفعہ لاکھہ لاکھہ کہا - حضرت عمر کو یقین آیا تو مجلس شوری منعقد کي ، اور راے پوچھي کہ اسقدر زر کثیر کیونکر صرف کیا جاے ؟ حضرت علي ، حضرت عثمان ، اور دیگر صحابہ نے مختلف تجویزیں پیش کیں - ولید بن ہشام نے کہا کہ میں نے شام کے والیان ملک کو دیکھا ہے کہ اُن کے یہاں فوج کا دفتر اور رجسٹر مرتب رہتا ہے - حضرت عمر کو یہ راے پسند آئي اور فوج کي اسم نویسي اور ترتیب دفتر کا خیال پیدا ہوا -(۱) ایک اور روایت میں ہے کہ راے دہندہ نے سلاطین عجم کا حوالہ دیا ، اور یہي روایت قرین قیاس ہے ، کیونکہ جب دفتر مرتب ہوا تو اس کا نام دیوان رکھا گیا ، اور یہ فارسي لفظ ہے - دبستان ، دبیر ، دفتر ، دیوان ، سب ایک مادہ کے الفاظ ہیں جنکا مشترک مادہ " دب " ایک پہلوي لفظ ہے ، جسکے معنے نگاہ رکھنے کے ہیں -

(تمام ملک کو فوج بنانا)

بہر حال سنہ ۱۵ ہجري میں حضرت عمر نے فوج کا ایک مستقل محکمہ قائم کرنا چاہا - اس باب میں اُن کي سب سے زیادہ قابل لحاظ جو تجویز تھي ، وہ تمام ملک کو فوج بنانا تھا - انہوں نے اس مسئلے کو کہ ہر مسلمان فوج اسلام کا ایک قدرتي سپاہي ہے ، باقاعدہ طور سے عمل میں لانا چاہا - لیکن چونکہ ابتداء میں اسکي تعمیم ممکن نہ تھي ، اسلیے اول قریش اور انصار سے کام شروع کیا - مدینہ منورہ میں اسوقت تین شخص بہت بڑے نسّاب اور حساب و کتاب

---

(۱) مقریزي صفحہ ۹۲ اور فتوح البلدان صفحہ ۴۴۹ -

تھے آباد کیے - (۱) سنه ۱۹ ھ میں جب یزید بن ابي سفیان کا انتقال ھوا تو اُن کے بھائي معاویه نے حضرت عمر رضي الله عنه کو اطلاع دي که سواحل شام پر زیادہ تیاري کي ضرورت ھے - حضرت عمر نے اُسي وقت حکم بھیجا که تمام قلعوں کي نئے سرے سے مرمت کرائي جاے ' اور اُن میں فوجیں مرتب کیجائیں ' اس کے ساتھ تمام دریائي منظرگاھوں پر پہرہ والے متعین کیے جائیں ' اور آگ روشن رھنے کا انتظام کیا جاے (۲) -

اسکندریه میں یه انتظام تھا که عمرو بن العاص کي افسري میں جسقدر فوجیں تھیں ' اُس کي ایک چوتھائي اسکندریه کے لیے مخصوص تھي ' ایک چوتھائي ساحل کے مقامات میں رھتي تھي ' باقي آدھي فوج خود عمرو بن العاص کے ساتھه فسطاط میں اقامت رکھتي تھي - یه فوجیں بڑے بڑے وسیع ایوانوں میں رھتي تھیں ' اور ھر ایوان میں ان کے ساتھه ایک عریف رھتا تھا ' جو اُن کے قبیله کا سردار ھوتا تھا اور جسکي معرفت اُن کو تنخواھیں تقسیم ھوتي تھیں - ایوانوں کے آگے صحن کے طور پر وسیع اُفتادہ زمین ھوتي تھي (۳) -

سنه ۲۵ ھ میں جب ھرقل نے دریا کي راہ سے مصر پر حمله کرنا چاھا ' تو حضرت عمر نے تمام سواحل پر فوجي چھاؤنیاں قائم کردیں - یہاں تک که عمرو بن العاص کي ماتحتي میں جسقدر فوج تھي ' اُسکي ایک چوتھائي اِنھي مقامات کے لیے مخصوص کردي (۴) - عراق میں بصرہ و کوفه اگرچه خود محفوظ مقام تھے ' چنانچه خاص کوفه میں چالیس ھزار سپاھي ھمیشه موجود رھتے تھے اور انتظام یه تھا که اِن میں سے دس ھزار بیروني مہمات میں مصروف رکھے جائیں (۵) ' تاھم اِن اضلاع میں عجموں کي جو فوجي چھاؤنیاں پہلے سے موجود تھیں ' از سرنو تعمیر کرکے فوجي قوت سے مضبوط کردي گئیں - حزیه اور زابوقه میں سات چھوٹي چھوٹي چھاؤنیاں تھیں ' وہ سب نئے سرے سے تعمیر کردي گئیں (۶) -

صوبۂ خوزستان میں نہایت کثرت سے فوجي چھاؤنیاں قائم کي گئیں ' چنانچه نہر تیري ' مناذر ' سواق الاھواز ' سرق ' ھرمزان ' سوس ' بنیان ' جندي سابور ' مہرجانقذق ' یه تمام مقامات فوجوں سے معمور ھوگئے (۷) - رے اور آذر بایجان کي چھاؤنیوں میں ھمیشه دس ھزار فوجیں موجود رھتي تھیں -

(فوجي چھاؤنیاں کس اُصول پر قائم کي تھیں)

اسي طرح اور سیکڑوں چھاؤنیاں جابجا قائم کي گئیں ' جن کي تفصیل کي چنداں ضرورت نہیں - البته اِس موقع پر یه بات لحاظ کے قابل ھے که اِس سلسلے کو اسقدر وسعت کیوں دیگئي تھي اور فوجي مقامات کے انتخاب میں کیا اُصول ملحوظ تھے ؟ اصل یه ھے که اسوقت تک اسلام کي فوجي قوت نے اگرچه بہت زور اور وسعت حاصل کرلي تھي ' لیکن بحري طاقت کا کچھه سامان نه تھا - اُدھر یوناني مدت سے اس فن میں مشاق ھوگئے تھے - اسوجه سے شام و مصر میں اگرچه کسي اندروني بغاوت کا کچھه اندیشه نه تھا ' کیونکه اھل ملک باوجود اختلاف مذھب کے مسلمانوں کو عیسائیوں سے زیادہ پسند کرتے تھے ' تاھم رومیوں کے بحري حملوں کا ھمیشه کھٹکا لگا رھتا تھا - اس کے ساتھه ایشیاے کوچک ابھي تک رومیوں کے قبضے میں تھا ' اور وھاں اُنکي قوت کو کوئي صدمه نہیں پہنچا تھا - اِن وجوہ سے ضرور تھا که سرحدي مقامات اور بندرگاھوں کو نہایت مستحکم رکھا جاے - یہي وجه تھي که حضرت عمر نے جسقدر فوجي چھاؤنیاں قائم کیں ' انھي مقامات میں کیں ' جو یا تو ساحل پر واقع تھے ' یا ایشیاے کوچک کے ناکے پر تھے - عراق کي حالت اِس سے مختلف تھي ' کیونکه وھاں سلطنت کے سوا ملک کے بڑے بڑے رئیس جو مرزبان کہلاتے تھے ' اپني بقاے ریاست کے لیے لڑتے رھتے تھے ' اور دب کر مطیع بھي ھوجاتے تھے تو اُن کي اطاعت پر اطمینان نہیں ھوسکتا تھا - اِس لیے اِن ممالک میں ھر جگه فوجي سلسله قائم رکھنا ضروري تھا که مدعیان ریاست بغاوت کا خواب نه دیکھنے پائیں -

(فوجي دفتر کي وسعت)

حضرت عمر نے اس سلسلے کے ساتھه انتظامات کے اور صیغوں پر بھي توجه کي ' اور ایک ایک صیغے کو اسقدر منتظم کردیا که اُسوقت کے تمدن کے لحاظ سے ایک معجزہ سا معلوم ھوتا ھے - فوجوں کي بھرتي کا دفتر جسکي ابتداء مہاجرین اور انصار سے ھوئي تھي ' وسیع ھوتے ھوتے قریباً تمام عرب کو محیط ھوگیا - مدینه سے عسفان تک جو مکه معظمه سے دو منزل اِدھر ھے ' جسقدر قبائل آباد تھے ' ایک ایک کي مردم شماري ھوکر رجسٹر بنے - بحرین جو عرب کا انتہائي صوبه ھے بلکه عرب کے جغرافیه نویس اسکو عراق کے اضلاع میں شمار کرتے ھیں ' وھاں کے تمام قبائل کا دفتر تیار کیا گیا - کوفه ' بصرہ ' موصل ' فسطاط ' حیرہ ' وغیرہ میں جسقدر عرب آباد ھوگئے تھے ' سب کے رجسٹر مرتب ھوے - اِس بیشمار گروہ کي علی قدر مراتب تنخواھیں مقرر کي گئیں ' اور اگرچه اِن سب کا مجموعي شمار تاریخوں سے معلوم نہیں ھوتا ' تاھم قراین سے معلوم ھوتا ھے که کم سے کم آٹھه دس لاکھه ھتیار بند آدمي تھے - ابن سعد کي روایت ھے که ھر سال تیس ھزار نئي فوج فتوحات کیلیے بھیجي جاتي تھي (۱) کوفه کي نسبت علامۂ طبري نے تصریح کي ھے که وھاں ایک لاکھه آدمي لڑنے کے قابل بساے گئے ' جن میں سے ۴۰ ھزار باقاعدہ فوج تھي - یعني اُن کو باري باري سے ھمیشه رے اور آذر بایجان کے مہمات میں حاضر رھنا ضرور تھا -

(سالانه بھرتي)

یہي نظام تھا جس کي بدولت ایک مدت تک تمام دنیا پر عرب کا رعب و داب قائم رھا ' اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا - جسقدر اس نظام میں کمي ھوتي گئي ' اسی قدر عرب کي طاقت میں ضعف آتا گیا - سب سے پہلے امیر معاویه نے اسمیں تبدیلي کي یعني شیرخوار بچوں کی تنخواہ بند کردي - عبد الملک بن مروان

---

(۱) فتوح البلدان صفحۂ ۱۵۰ میں ھے : و رتب ابو عبیدة بیالس جماعة من المقاتلة ' واسکنہ قوماً من العرب الذین کانوا بالشام فاسلموا بعد قدوم المسلمین الشام -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ھے : ان معاویة کتب الي عمر بن الخطاب بعد موت اخیه یزید ' یصف له حال السواحل ' فکتب الیه في مرمة حصونها و ترتیب المقاتلة فیها و اقامة الحرس علی مناظرها و اتخاذ المواقید لها -

(۳) مقریزي جلد اول صفحۂ ۱۶۷ میں ھے : و کان لکل عریف قصر ینزل فیه بمن معه من اصحابه و اتخذوا فیه اخاید -

(۴) دیکھو طبري صفحۂ ۲۵۹۴ و مقریزي صفحۂ ۱۶۷

(۵) تاریخ طبري صفحۂ ۱۸۰۵ میں ھے و کان بالکوفة اذاذاک اربعون الف مقاتل ' و کان یغزو ھذین الثغرین ري و آذربیجان ھم عشرة الاف في کل سنة - فکان الرجل نصیبه في کل اربع سنین غزوة -

(۶) فتوح البلدان صفحۂ ۴۵۰

(۷) طبري صفحۂ ۲۶۵۰ -

(۱) کنز العمال صفحه ۳۳۱ - امام مالک نے مؤطا میں ۳۰ ھزار کے بجاے ۴۰ ھزار کي تعداد بیان کي ھے -

وہ صرف عراق، مصر، جزیرہ، اور شام تھے - چنانچہ اسی اصول پر فوجی صدر مقامات بھی انھی ممالک میں قائم کیے گئے - موصل جزیرہ کا صدر مقام تھا - شام کی وسعت کے لحاظ سے وہاں متعدد صدر مقام کرنے ضرور تھے، اس لیے دمشق، فلسطین، حمص، اردن، چار صدر مقام قرار دیے - فسطاط کی وجہ سے جو اب قاهرہ سے بدل گیا، تمام مصر پر اثر پڑتا تھا - بصرہ، کوفہ، یہ دو شہر فارس، خوزستان، اور تمام مشرق کی فتوحات کے دروازے تھے

(بارکیں، سواری، اور رسد)

ان صدر مقامات میں جو انتظامات فوج کے لیے کیے تھے، حسب ذیل تھے:

(۱) فوجوں کے رہنے کے لیے بارکیں تھیں - کوفہ، بصرہ، فسطاط، یہ تینوں شہر در اصل فوج کے قیام اور بود و باش کے لیے آباد کیے گئے تھے - موصل میں عجمیوں کے زمانے کا ایک قلعہ، چند گرجے، اور معمولی مکانات تھے - هرثمہ بن عرفجہ ازدی (گورنر موصل) نے حضرت عمر کی هدایت کے بموجب داغ بیل ڈال کر اسکو شہر کی صورت میں آباد کیا، اور عرب کے مختلف قبیلوں کے لیے جدا جدا محلے بسالیے -

(۲) هر جگہ بڑے بڑے اصطبل خانے تھے جن میں چار چار هزار گھوڑے هر وقت ساز و سامان کے ساتھ تیار رهتے تھے - یہ صرف اس غرض سے مہیا رکھے جاتے تھے کہ دفعتاً ضرورت پیش آجائے تو ۳۲ - هزار سواروں کا رسالہ فوراً تیار هوجائے - (۱) سنہ ۱۷ - هجری میں جزیرہ والوں نے دفعتاً بغاوت کردی تو یہی تدبیر کلید ظفر ٹھہری - ان گھوڑوں کی پرداخت اور تربیت میں نہایت اهتمام کیا جاتا تھا - مدینۂ منورہ کا انتظام حضرت عمر نے خود اپنے اهتمام میں رکھا تھا - شہر سے چار منزل پر ایک چراگاہ (۲) تیار کرائی تھی، اور خود اپنے غلام کو جسکا نام هنی تھا، اسکی حفاظت اور نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا - ان گھوڑوں کی رانوں پر داغ کے ذریعہ سے یہ الفاظ لکھے جاتے تھے: "فی سبیل اللہ" (۳) کوفہ میں اسکا اهتمام سلمان بن ربیعۃ الباهلی کے متعلق تھا، جو گھوڑوں کی شناخت اور پرداخت میں کمال رکھتے تھے، یہاں تک کہ اُن کے نام میں یہ خصوصیت داخل هوگئی تھی، اور سلمان الخیل کے نام سے پکارے جاتے تھے - جاڑوں میں یہ گھوڑے اصطبل خانے میں رکھے جاتے تھے - چنانچہ چوتھی صدی تک یہ جگہ "آری" کے نام سے مشہور تھی جس کے معنے اصطبل خانہ کے هیں، اور اسی لحاظ سے عجمی اسکو آخور شاہ جہاں کہتے تھے - بہار میں یہ گھوڑے ساحل فرات پر عاقول کے قریب شاداب چراگاهوں میں چرائے جاتے تھے - سلمان همیشہ گھوڑوں کی تربیت میں نہایت کوشش کرتے تھے، اور همیشہ سال میں ایک دفعہ گھوڑ دوڑ بھی کراتے تھے -

خاص کر عمدہ نسل کے گھوڑوں کو اُنھوں نے نہایت ترقی دی - اس سے پہلے اهل عرب نسل میں ماں کی پروا نہیں کرتے تھے - سب سے پہلے سلمان نے یہ امتیاز قائم کیا - چنانچہ جس گھوڑے کی ماں عربی نہیں هوتی تھی، اُسکو دوغلا قرار دیکر تقسیم غنیمت میں سوار کو حصے سے محروم کردیتے تھے - (۱)

بصرہ کا اهتمام جزء بن معاویہ کے متعلق تھا جو صوبۂ اهواز کے گورنر رہ چکے تھے -

(۳) فوج کے متعلق هر قسم کے کاغذات اور دفتر انھی مقامات میں رهتا تھا -

(۴) رسد کے لیے جو غلہ اور اجناس مہیا کی جاتی تھیں، وہ انھی مقامات میں رکھی جاتی تھیں، اور یہیں سے اور مقامات کو بھیجی جاتی تھیں -

(فوجی چھاؤنیاں)

ان صدر مقامات کے علاوہ حضرت عمر نے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، اور عرب کو تمام ممالک مفتوحہ میں پھیلا دیا - اگرچہ یہ ایک عام اُصول تھا کہ جو شہر فتح هوتا تھا، اُسی وقت ایک مناسب تعداد کی فوج وهاں متعین کردی جاتی تھی (۲) جو وهاں سے ٹلتی نہ تھی چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے جب شام فتح کیا، تو هر هر ضلع میں ایک ایک عامل مقرر کردیا جس کے ساتھ ایک معتد بہ فوج رهتی تھی، لیکن امن و امان قائم هونے پر بھی کوئی بڑا ضلع یا شہر ایسا نہ تھا جہاں فوجی سلسلہ قائم نہیں کیا گیا هو -

سنہ ۱۷ هجری میں حضرت عمر نے جب شام کا سفر کیا تو اُن مقامات میں جہاں ملک کی سرحد دشمن کے ملک سے ملتی تھی، یعنی دلوک، منبج، رعبان، قورس، تیزین، انطاکیہ، وغیرہ (عربی میں اُن کو فروج یا ثغور کہتے هیں) ایک ایک شہر دورہ کیا اور هر قسم کا فوجی نظم و نسق اور مناسب انتظامات کیے - جو مقامات دریا کے کنارے پر واقع تھے اور بلاد ساحلیہ کہلاتے تھے (یعنی عسقلان، یافا، قیساریہ، ارسوف، عکا، صور، بیروت، طرسوس، صیدا، ایلس، لاذقیہ) چونکہ رومیوں کی بحری طاقت کی زد پر تھے، اس لیے اسکا مستقل جداگانہ انتظام کیا، اور اسکا افسر کل عبد اللہ بن قیس کو مقرر کیا - (۳) بالس چونکہ غربی فرات کے ساحل پر تھا اور عراق سے هم سرحد تھا، اسلیے وهاں فوجی انتظام کے ساتھ اسقدر اور اضافہ کیا کہ شامی عرب جو اسلام قبول کرچکے

---

(۱) تاریخ طبری صفحۂ ۲۵۰۳ میں ہے: فلن لعمر اربعۃ الف فرس؛ عدۃ لکون ان کان یشتیہا فی قبلۃ قصر الکوفۃ - و بالبصرۃ نحو منہا - و قیمہ علیہا جزء بن معاویۃ و فی کل مصر من الامصار الثمانیۃ علی قدرہا - فان نابتہم نایبۃ رکب قوم و تقدموا الی ان یستعد الناس -

(۲) حضرت عمر نے گھوڑوں اور اونٹوں کی [illegible] اور پرداخت کے لیے عرب میں متعدد چراگاهیں تیار کرائی تھیں - سب سے بڑی چراگاہ مقام ربذہ میں تھی جو مدینۂ منورہ سے ۴ - منزل کے فاصلے پر نجد کے ضلع میں واقع ہے - یہ چراگاہ دس میل لمبی اور اسیقدر چوڑی تھی - دوسری مقام ضریہ میں تھی جو مکہ معظمہ سے سات منزل پر ہے - اسکی وسعت هر طرف سے چھ چھ میل تھی، اسمیں قریباً ۴۰ هزار اونٹ پرورش پاتے تھے - ان چراگاهوں کی پوری تفصیل خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ میں ہے -

(۳) کنز العمال جلد - ۹ - صفحہ - ۳۳۱ -

(۱) کتب رجال میں سلمان بن ربیعہ کا تذکرہ دیکھو -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ہے: و کان المسلمون کلما فتحوا مدینۃ ظاهرۃ او عند ساحل رتبوا فیها قدر من یحتاج الیہ من المسلمین - فان حدث فی شیء منها حدث من قبل العدو سربوا الیہا الامداد - اور صفحۂ ۱۵ میں ہے: و ولی ابو عبیدہ کل کورۃ فتحہا عاملا و ضم الیہ جماعۃ من المسلمین و شحن النواحی المخوفۃ -

(۳) تاریخ طبری صفحۂ ۲۵۲۳ - اصل عبارت یہ ہے: قسم عمر الارزاق و سمی الشواتی و الصوایف و سد فروج الشام و مسالحہا و اخذ یدرر بہا، و سمی ذلک فی کل کورۃ، و استعمل عبد اللہ بن قیس علی السواحل من کل کورۃ -

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لنڈن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوںمیں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وي - پي اور ایک روپیه ۱۳ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

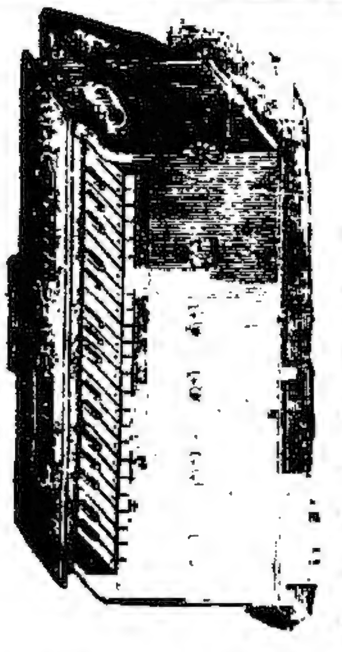

نصف قیمت اور

تبله انعام

همارا سائنس فکسن فورسوٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گراساں لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهی گئی هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال نه پسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے نه یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هنسي هارمونیم سکهها کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا ان کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کر دیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta.

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه موروثي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هوجاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهی ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت فی شیشی پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور ثمره زندگاني حاصل کریں یعني ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاه - ڈاکٹر ایم سی ننجنډا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں "میںنے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ام بل آر - سي - پي ایف ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتی هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخشا" -

مس ایم جي - ایم - براڈلي ایم - ڈي (لنڈن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاناڈي بمبئي فرماتي هیں: "اوبهرالین جسکو که میںنے استعمال کیا هے" زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

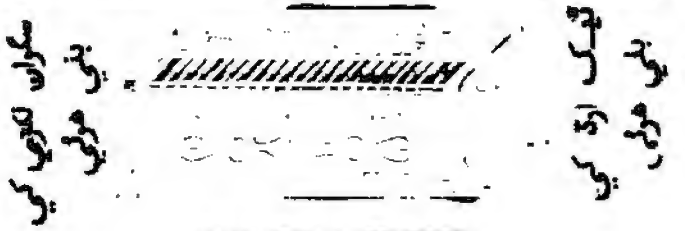

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Vallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ! یه دوا کل دماغي شکایتوں کو دفع کرتي هے - پژمرده دلوں کو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت عمده ٹانک هے جو که یکساں مرد اور عورت استعمال کرسکتے هیں - اسکے استعمال سے [illegible] رکهنے کو قوت پهر چلي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے جو لوگ [illegible] هر کي قیمت دو روپیه -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه ایکدم رکي هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑ[illegible] باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مفت - مشوره مفت - فهرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist Post Box 141 Calcutta

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب تاثیر عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

نے اور بھي اسکو گھٹایا ، اور معتصم باللہ نے سرے سے فوجي دفتر میں سے عرب کے نام ھي نکال دیے ، اور اُسي دن درحقیقت حکومت بھي مسلمانوں کے ھاتھہ سے نکل گئي - یہ ایک انعقید جملہ بیچ میں آگیا تھا - ھم پھر حضرت عمر کے فوجي نظام کي طرف واپس آتے ھیں - حضرت عمر نے فوجي دفتر کو یہاں تک وسعت دي کہ اھل عجم بھي اُسمیں داخل کیے گئے - یزد گرد شاھنشاہ فارس نے دیلم کي قوم سے ایک منتخب دستہ تیار کیا تھا جس کي تعداد چار ھزار تھي ، اور جند شاھنشاہ یعني فوج خاصہ کہلاتا تھا ، یہ فوج قادسیہ میں کئي معرکوں کے بعد ایرانیوں سے علحدہ ھوکر اسلام کے حلقے میں آگئي - سعد بن ابي وقاص گورنر کوفہ نے ان کو فوج میں داخل کرلیا ، اور کوفہ میں آباد کرکے اُن کي تنخواھیں مقرر کردیں (۱) -

(فوجي اقوام)

چنانچہ اسلامي فتوحات میں ان کا نام بھي جا بجا تاریخوں میں آتا ھے - یزد جرد کي فوج ھراول کا سردار ایک بڑا نامي افسر تھا جو سیاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا - سنہ ۱۷ ھجري میں یزد گرد اصفہان کو روانہ ھوا تو سیاہ کو تین سو سواروں کے ساتھہ جن میں ستر بڑے بڑے نامي پہلوان تھے ، اصطخر کي طرف بھیجا کہ وہ ھر ھر شہر سے چیدہ بہادر منتخب کرکے ایک دستہ تیار کرے - ابو موسی اشعري نے جب سنہ ۲۰ ھجري میں سوس کا محاصرہ کیا تو یزد گرد نے سیاہ کو حکم دیا کہ اس چیدہ رسالے کے ساتھہ ابو موسی کے مقابلے کو جاے - سوس کي فتح کے بعد سیاہ نے مع تمام سرداروں کے ابو موسی سے چند شرائط کے ساتھہ امن کي درخواست کي - ابو موسی گو شرائط پر راضي نہ تھے ، لیکن اھمیت واقعہ سے حضرت عمر کو اطلاع دي - حضرت عمر نے لکھہ بھیجا کہ تمام شرائط منظور کرلیے جائیں - چنانچہ وہ سب کے سب بصرہ میں آباد کیے گئے اور فوجي دفتر میں نام درج کرکے اُن کي تنخواھیں مقرر کردي گئیں - انمیں سے چھہ افسروں کي (جن کے نام یہ ھیں : سیاہ ، خسرو ، شہریار ، شیرویہ ، شہرویہ ، افرودین) ڈھائي ڈھائي ھزار اور سو سو بہادروں کي دو دو ھزار تنخواہ مقرر ھوئي - تستر کے معرکہ میں سیاہ ھي کي تدبیر سے فتح حاصل ھوئي تھي - (۲)

باذان نوشیروان کي طرف سے یمن کا گورنر تھا ، اُسکي رکاب میں جو ایراني فوج تھي ، اُسمیں سے اکثر مسلمان ھوگئے تھے - اِن کا نام بھي دفتر فوج میں لکھا گیا - تعجب یہ ھے کہ فاروقي لشکر ھندوستان کے بہادروں سے بھي خالي نہ تھا - سندہ کے جاٹ جنکو اھل عرب زط کہتے تھے ، یزد گرد کے لشکر میں شامل تھے - سوس کے معرکہ کے بعد وہ اسلام کے حلقہ بگوش ھوے ، اور فوج میں بھرتي کرکے بصرہ میں آباد کیے گیے - (۳)

یوناني اور رومي بہادر بھي فوج میں شامل تھے - چنانچہ فتح مصر میں اِن میں سے پانسو آدمي شریک جنگ تھے ، اور جب عمرو بن العاص نے فسطاط آباد کیا تو یہ ایک جداگانہ محلے میں آباد کیے گئے - یہودیوں سے بھي یہ سلسلہ خالي نہ تھا ، چنانچہ مصر کي فتح میں ان میں سے ایک ھزار آدمي اسلامي فوج کے ساتھہ شریک تھے - (۴)

غرض حضرت عمر نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دي تھي ، اُس کے لیے کسي قوم اور کسي ملک کي تخصیص نہ تھي - یہاں تک کہ مذھب و ملت کي بھي کچھہ قید نہ تھي - والنقیر فوج میں تو ھزاروں مجوسي شامل تھے جنکو مسلمانوں کے برابر مشاھرے ملتے تھے - فوج نظام میں بھي مجوسیوں کا پتہ ملتا ھے ، چنانچہ اسکي تفصیل غیر قوموں کے حقوق کے ذکر میں آئیگي - لیکن یہ یاد رکھنا چاھیے کہ صیغۂ جنگ کي یہ وسعت جسمیں تمام قوموں کو داخل کرلیا گیا تھا ، صرف اسلام کي ایک فیاضي تھي ، ورنہ فتوحات ملکي کے لیے عرب کو اپني تلوار کے سوا اور کسي کا کبھي ممنون ھونا نہیں پڑا - البتہ اِس سے بھي انکار نہیں ھوسکتا کہ جن قوموں سے مقابلہ تھا ، اُنہیں کے ھم قوموں کو اُن سے لڑانا فن جنگ کا بڑا اُصول ھے :

کہ خرگوش ھر مرزرا بے شگفت
سگ آں ولایت تواند گرفت

جیسا کہ ھم اوپر لکھہ آے ھیں ، ابتداے انتظام میں فوجي صیغہ صاف صاف جداگانہ حیثیت نہیں رکھتا تھا - یعني جو لوگ اور اور حیثیتوں سے تنخواھیں پاتے تھے ، اُن کے نام بھي فوجي رجسٹر میں درج تھے ، اور اُسوقت یہي مصلحت تھي - لیکن حضرت عمر نے اب یہ پردہ بھي اُٹھا دینا چاھا - شروع شروع میں تنخواہ کي کمي بیشي میں قرآن خواني کے وصف کا بھي لحاظ ھوتا تھا ، لیکن چونکہ اس کو فوجي اُمور سے کچھہ تعلق نہ تھا اسلیے حضرت عمر نے اسکو صیغۂ تعلیم سے متعلق کرکے اس دفتر سے الگ کردیا - چنانچہ سعد بن وقاص کو یہ الفاظ لکھہ بھیجے : لا تعط علی القرآن احد -

(تنخواھوں میں ترقي)

اسکے بعد تنخواھوں کي ترقي کي طرف توجہ کي ، وہ فوج کو زراعت ، تجارت ، اور اس قسم کے تمام اشغال سے بزور باز رکھتے تھے ، اس لیے ضرور تھا کہ اُن کي تمام ضروریات کي کفالت کي جاے ، چنانچہ اس لحاظ سے تنخواھوں میں کافي اضافہ کیا گیا - ادنی سے ادنی شرح جو ۲۰۰ سالانہ تھي ۳۰۰ کردي - افسروں کي تنخواہ سات ھزار سے لیکر دس ھزار تک بڑھا دي - بچوں کي تنخواہ دودھہ چھوڑنے کے دن سے مقرر ھوتي تھي ، اب حکم دیدیا کہ پیدا ھونے کے دن ھي سے مقرر کردي جاے -

(رسد کا انتظام)

رسد کا بندوبست پہلے صرف اسقدر تھا کہ فوجیں مثلاً قادسیہ میں پہونچیں تو آس پاس کے دیہات پر حملہ کرکے جنس اور غلہ لوٹ لائیں ، البتہ گوشت کا بندوبست دارالخلافت سے تھا یعني حضرت عمر مدینۂ منورہ سے بھیجا کرتے تھے - (۱) پھر یہ انتظام ھوا کہ مفتوحہ قوموں سے جزیہ کے ساتھہ في کس ۲۵ آثار غلہ لیا جاتا تھا اور وہ رسد کے کام میں آتا تھا - مصر میں غلہ کے ساتھہ روغن زیتون ، شہد ، اور سرکہ بھي وصول کیا جاتا تھا جو سپاھیوں کے لیے سالن کا کام دیتا تھا - جزیرہ میں بھي یہي انتظام تھا - لیکن اِسمیں رعایا کو زحمت ھوتي تھي چنانچہ حضرت عمر نے آخر میں اس کے بجاے نقدي مقرر کردي (۲) جسکو رعایا نے نہایت خوشي سے قبول کیا -

---

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۲۸۰ -

(۲) طبری واقعات سنہ ۱۷ ھجري ذکر فتح سوس و فتوح البلدان از صفحۂ ۳۷۲ تا ۳۷۵ -

(۳) فتوح البلدان صفحہ ۳۷۶

(۴) مقریزی نے صفحہ ۲۹۸ میں ان سب کے حالات کسي قدر تفصیل سے لکھے ھیں -

(۱) فتوح البلدان صفحۂ - ۲۵۶ - اصل عبارت یہ ھے : فاذا احتاجوا الی العلف و الطعام ، اخرجوا خیولا في البر فاغارت علی اسفل الفرات ، و کان عمر یبعث الیھم من المدینة الغنم والجزر -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۷۸ و ۲۱۶ -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱
كلكتة : جمعة ۲۲ - ۲۹ ربيع الاول سنة ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 28th Jan. & 4th Feb. 1916.
نمبر - ۸ - ۹

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمہ ' از خامۂ ایڈیٹر الہلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانہ عمل ہے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي ہے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجہ عطا فرماتا ہے ' اور انکا نور علم براہ راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ ہوتا ہے : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء -

هندوستان کي گذشتہ قرون اخیرہ میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان تھا - انکے فرزند حجۃ الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرۃ شاہ ولي اللہ قدس سرہ تھے ' جنھوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمہ کي ضرورت الہام الہي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمہ مرتب کیا - انکے بعد حضرۃ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کا ظہور ہوا ' اور اردو زبان میں ترجمۃ القران کي بنیاد استوار ہوئي - شکر اللہ سعیہم ' و جعل الجنۃ مثواہم !

اس واقعہ پر ٹھیک ایک صدي گذر چکي ہے ' لیکن یہ کہنا کسي طرح مبالغہ آمیز نہ سمجھا جائیگا کہ نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکھي تھي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الہلال کیلیے مخصوص کردیا تھا ' جنھوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فہم حقائق و معارف قرآنیہ ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکھکر قرآن حکیم کا یہ اردو ترجمہ نہایت سلیس ' عام فہم ' معني خیز ' حقیقت نما عبارت میں مرتب کیا ہے ' اور بحمد اللہ کہ زیر طبع ہے -

یہ ترجمہ کیسا ہے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الہلال کا مطالعہ کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري ہے -

یہ ترجمہ حامل المتن ٹائپ کي جگہہ لیتھو میں چھاپا جارہا ہے تاکہ ارزاں ہو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعہ میں آسکے - قیمت في جلد چھہ روپیہ رکھي گئي ہے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکھتے هي قیمت بھیجدینگے ' انسے صرف ساڑھے چار روپیہ لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیہ منیجر البلاغ کے نام بھیجنا چاہیے -

---

نوٹ — ڈبل نمبر ہونے کی وجہ سے قیمت في پرچہ چھہ آنہ

البيان

في

مقاصد القران

هـذا بـيـان لـلـنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كردينا كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ٩۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمۀ تفسير اور نصف سورۂ فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه ۲۵ - ربيع الاول تك چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

اڈيٹر الهلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يوروپين فرم " جيمس مرے " كے يهاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ايم - ان - احمد - اينڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ ربن اسٹريٹ كلكته) سے كئى مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں' اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بهتر اور عمده هيں' اور يوروپين كارخانوں سے مستغني كرديتي هے - مزيد براں مقابلتاً قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلي پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيونكي ضرورت هو تو ان ميں سے ايک منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑ كر دهوكا نه كهاليں ۔

صرف اپني عمر و دور و نزديک كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لائق و تجربه كار ڈاكٹرونكي تجويز سے اصلي پتهركي عينک بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ۵ روپيه سے آٹهه روپيه تک -

عينک رولڈ گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تک - محصول ڈاک وغيره ۶ - آنه -

هر نظر (يعني نزديک و دور ديكهنے) كي عينک قيمت بالا نرخوں سے ۵ روپيه زياده

۱ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپيه -

۲ - ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچى گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپيه -

۳ - چاندي كي ڈبل كيس مثل كورالیزر كے وقت كي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپيه -

۴ - نكل كيس و ميگا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپيه -

۵ - ندو رست واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپيه سے ۲۲ - روپيه تک -

ايم - ان - احمد اينڈ سنز تاجران عينک و گهڑي نمبر ۱ - ۱۵ ربن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا دم وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں' اور رات و دن سانس پهولنے كي وجه سے دم نكلے جاتے هيں ' اور نيند تک حرام هو جاتي هے -

ديكهيے ! آپكو اوسكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره ' بهنگ ' بلاڈونا ' پوٹاس اے اور دالڈ ' ديكر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا ايك انمول جوهر هے يه صرف هماری هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفا پا كر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايک مرتبه اسے بهي آزمائيں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايک روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں (۱) ايک خوراک ميں دمه دبتا هے - (۲) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور سبتيک استعمال ميں وه عيرو نهيں هوتا هے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - ریپن لین
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸ .

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماهی - ۶ - ۱۲ - آنه

نمبر 9
کلکته : جمعه ۲۹ ربیع الاول سنه ۱۳۳۴ هجري .
Calcutta : Friday, February 4, 1916.
جلد ۱

دعوة الى القرآن

(۱) قرآن حکیم کي اشاعة اور تبلیغ مسلمانوں کا قومي عشق تها - اُنهوں نے جو کچهه کیا صرف اسي کیلیے کیا ' اور اُنکي تاریخ محامد و فضائل میں جو کچهه بهي هے صرف اسي کے لیے هے - انهوں نے اپنا وطن چهوڑا تو اُسی کیلیے ' عزیز و اقربا سے مهجور هوے تو اُسي کي خاطر ' مال و دولت لٹایا تو اُسي کي یاد میں ' انکي تلواریں بے نیام هوئیں تو اسی کي صولت کیلیے ' اور انکي گردنوں کا خون بها تو اُسی کے عشق میں ! آه ' انکي قومي زندگي کي عام صدا یه تهي :

ان صلاتي و نسکي	میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا
و محیاي و مماتي	میرا مرنا ' غرضکه زندگي اور زندگي میں
لله رب العالمین -	جو کچهه هے ' سب کچهه الله کیلیے هے
	جو تمام جهانوں کا پروردگار هے ؟

لیکن انقلاب زمانه نے آج اُسي قوم کو اِس حالت تک پهنچا دیا هے که قرآن کي تبلیغ کي راه میں ایثار نفس اور فدویت جسم و جان کي توقع کیا کي جاے ' مال و دولت کے کسي حقیر حصے کا انفاق بهي ناپید هوگیا هے !!

(۲) حدیث صحیح میں آیا هے که میري اُمة پر ایک وقت ایسا آئیگا جب ایک چهوٹي سي نیکي اتنا ثواب حاصل کریگي ' جسقدر بڑي سے بڑي نیکي آج حاصل کرتي هے ' کیونکه جب تاریکي بهت بڑهجاے اور روشني کي تمام قندیلیں بجهه جائیں ' تو اُس وقت دیاسلائي کي ایک تیلي بهي بهت قیمتي هوتي هے ' اور اگر ایک ٹمٹماتا هوا دیا بهي میسر آجاے ' تو اُسے بجلي کے لیمپ سے بڑهکر لوگ غنیمت سمجهتے هیں

یقیناً وه وقت آ گیا - تاریکي هر طرف هے مگر روشني کا کوئي سامان نهیں کرتا - ایسي حالت میں اگر کسي طرف سے ایک هلکي سي شعاع بهي نظر آجاے تو اُسکي ویسي هي عزت کرني چاهیے جیسي روشني کے عهد میں کسي قیمتي سے قیمتي فانوس کي کیا کرتے تهے -

(۳) ترجمان القرآن اور البیان کي توسیع اشاعة کیلیے بعض احباب کرام جو کچهه سعي کررهے هیں ' میں اُسے اِسي نظر سے دیکهتا هوں ' اور چاهتا هوں که لوگ بهي اسی نظر سے دیکهیں - ان دونوں کتابوں کیلیے سب سے بڑي ضرورت اس چیز کي هے که غیر مستطیع مسلمانوں میں (اور وهي مسلمان سب سے زیاده اسکے مستحق هیں) اسکي اشاعة کا انتظام کیا جاے ' اور مسلمانوں کا کوئي حلقه اور کوئي طبقه ایسا باقي نه رهے جسکے اندر اسکے چند نسخے نه پهنچ جائیں - علی الخصوص انگریزي و عربي مدارس کے طلباء ' مساجد کے ائمه و حفاظ ' اور بالعموم تمام علماء کرام و ارباب درس و وعظ اسکے اصلي مخاطب هیں - ان میں سے هر شخص اپنے ساتهه ایک بڑا دائره دعوة و اثر کا رکهتا هے ' اور اگر قرآن حکیم کے فهم و درس کي صحیح راه اُسکے آگے کهل جاے تو هزاروں مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا هوجاے -

(۴) سو الحمد لله که بعض ارباب اخلاص کو الله نے اسکي توفیق دي هے که اُنکي متعدد جلدیں لیکر مفت تقسیم کریں ' اور اسطرح اُنهوں نے ایک ایسے عهد میں جبکه انفاق في سبیل الله کي سچي مثالیں ناپید هو رهي هیں ' اور مسلمانوں کے مال و دولت میں خدا اور اسکے کلمهٔ حق کے لیے کوئي حصه نظر نهیں آتا ' ایمان بالله اور عشق کلام الهي کا ایک قابل صد عزت نمونه پیش کیا هے -

اس سلسلے میں سب سے زیاده مستحق ذکر حاجي عبد الشکور صاحب هیں جنهوں نے تفسیر البیان کي پچاس جلدوں کي قیمت بهیجدي هے - ان جلدونکو وه اپنے وطن میں تقسیم کرینگے -

لیکن سب سے زیاده قابل تقلید نمونه اُن احباب بهاولپور کا هے جنهوں نے اپني ایک رسمي اور تفریحي صحبت کي دلاویزیوں پر الله کے کلام مقدس کي تبلیغ کو ترجیح دي هے !

جناب شیخ محمد عبد الله صاحب بهاولپور سے لکهتے هیں :

" میرے ایک دوست مسٹر علي احمد خان بي - اے هیں جنکي تنخواه میں الله کے فضل سے پچاس روپیه کا اضافه هوا هے - اس ترقي کي خوشي میں دوستوں کي خواهش تهي که چاء اور شیریني کي کوئي صحبت منعقد هو ' لیکن سب کي یه راے قرار پائي که چند لمحوں کي بیفائده صحبت کي جگه اگر دین کي کوئي خدمت هوجاے اور خدا کا کلام اسکے بندوں تک پهنچ جاے ' تو یه بڑي هي سعادت کي بات هوگي - پس هم سب نے قرار دیا که جو روپیه ٹي پارٹي میں خرچ کرنے کیلیے نکالا گیا تها ' اس سے آپکے ترجمة القرآن کے نسخے منگواے جائیں اور ارباب دل میں مفت تقسیم کیے جائیں - چنانچه سو روپیه کا مني آرڈر مرسل خدمت هے - ترجمان القرآن کي قیمت میں محسوب هو ' اس روپیه سے جسقدر نسخے آپ بهیجیں گے ' مسٹر موصوف کے احباب میں تقسیم کردے جائینگے "

الله تعالی مسٹر موصوف اور انکے تمام دوستوں کو اس عمل خیر کیلیے جزاء خیر دے - بظاهر یه ایک معمولي سا واقعه هے ' لیکن غور کیجیے تو مسلمانوں کیلیے محبت قرآني کا ایک بهت بڑا نمونه هے - اگر لوگ اِسي طرح اپنے اولین فرض اسلامي کو محسوس کریں ' تو بغیر کسي بهت بڑے دنیوي نقصان کے گوارا کیے وه الله کي خدمت کیلیے بهت کچهه کر سکتے هیں -

اسي طرح شیخ عبد الحمید صاحب (رسولپور ضلع میرٹهه) نے چند جلدوں کي قیمت بهیجدي هے ' اور چند قومي لائبریریوں کا پته لکها هے که انکي جانب سے مفت وهاں بهیجدي جائیں.

"کتاب مرقوم یشہدہ المقربون" (۸۳ : ۱۸)

" فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و مقالات سیاسیہ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا۔ اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں۔ اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے۔ اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اس درجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و رسم بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں موجدانہ و مجتہدانہ ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے۔

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔ وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں۔ وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔

(۷) چھ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے۔ فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے۔ ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی۔ تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں۔ تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے۔ ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے۔

دمی کی بڑی بڑی چٹانوں کو پانی کی طرح بہا دیسکتی ہے، تو تو اسکے سعادت مند فرزندوں کا گھرانا اور اسکے عشاق قدیم کی محفل تھی - یہاں ترگفت و شنود حسن و عشق، ور قول و قرار وصل و وصول کی جگہ صرف ایک تبسم امید نواز ہی دیوانہ بنا دینے کیلیے کافی تھا:

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی
چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے؟

پس یہ اطاعت شعاران عشق اپنے پر اسرار و غیر مرئی معشوق کے حکموں کے آگے سچے عاشقوں کی طرح گرگئے، اور اپنے وجود کو ایک فرماں بردار مرکب بناکر اسکے سپرد کردیا - پھر کس قدر نادان ہیں وہ لوگ جو سواری کے ایک چارپاے کی تو شکایت کرتے ہیں، مگر اسکو نہیں دیکھتے جسکے ہاتھہ میں اسکی لگام تھی، اور جسکے بوجھہ نے اس مسکین کی پیٹھہ پر قابو پایا تھا؟ اولئک حزب الشیطان، الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون

(۵۹ : ۱۹)

قران حکیم نے ہمکو شیطان کا ایک بڑا خاصہ یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ اپنے وفادار غلاموں کو ایک کام کا حکم دیتا ہے، لیکن جب وہ اسکی تعمیل کرتے ہیں تو دنیا سے کہتا ہے کہ مجھے اس کام سے کیا واسطہ؟

کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر، فلما کفر قال انی بری منک! (۵۹ : ۱۶)

انکی مثال شیطان کی سی ہے - اس نے انسان سے کہا کہ کفر و ضلالت اختیار کر، جب انسان نے اس حکم کی تعمیل کی تو پھر وہ الگ ہوگیا، اور کہنے لگا کہ مجھے اس کام سے کوئی واسطہ نہیں - میں تیرے کفر سے بالکل بری الذمہ ہوں -

بس یہ بیفائدہ ہے اگر آج بھی وہ ظاہر کرے کہ مجھے اس شر و فساد سے کوئی واسطہ نہیں اور میں اس سے بری الذمہ ہوں، کیونکہ ہمیں اسکی قدیمی عادت معلوم ہے، اور اگرچہ ہمیشہ سب کچھہ وہی کرتا ہے، پر ہمیشہ اپنے کو الگ دکھلاتا اور ظاہر کرتا ہے کہ اسے کوئی سروکار نہیں -

یاد رکھو کہ شر و فساد جسقدر ہے شیطان ہی کی وسوسہ اندازی کا نتیجہ ہے، ورنہ اسلام کا کوئی چھوٹا سے چھوٹا فرزند بھی راہ فساد اختیار نہ کرتا: ان الشیطان للانسان عدوا مبین -

اسی وسوسہ اندازی کا نتیجہ تھا کہ لیگ سے پہلے بھی شر و فساد پیدا ہوا، اور اجلاس کے اندر بھی - پس ہمارا جو کچھہ بھی معاملہ ہے، وہ جہل و نادانی کی ان پتلیوں سے نہیں ہے جو دنیا کے سامنے ناچ رہی تھیں، بلکہ جو کچھہ بھی ہے وہ اس خوفناک آسیب سے ہے جسکی روح انکے اندر حلول کرگئی تھی، اور جب وہ چیخ رہے تھے تو اسی کی آواز انکے حلقوں سے نکل رہی تھی!

اس سے بھی بڑھکر قابل تذکرہ شرارت ان لوگوں کی ہے جو لیگ کے گذشتہ اجلاس کے اثرات و نتائج کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں، اور اس ہنگامہ کے واقعات کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں، گویا انہوں نے لیگ کے اجلاس کو بالکل کھودیا -

لیکن ہم کو یقین ہے کہ یہ تمام کوششیں بیکار ہیں، اور غلط فہمی خواہ کتنی ہی سخت ہو لیکن انسان کی بینائی نہیں چھین سکتی - گذشتہ اجلاس کی کامیابی و ناکامی کا اندازہ صرف اس چیز سے کیا جاسکتا ہے کہ اجلاس کا مقصود اصلی کیا تھا، اور وہ حاصل ہوسکا یا نہیں؟

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس سال لیگ کے بمبئی میں منعقد کرنے کا کوئی مقصد اسکے سوا نہ تھا کہ ہندو مسلمانوں کے ملکی اتفاق کی طرف سعی و طلب کا ایک نمایاں قدم بڑھایا جاے، اور موجودہ حالات و مقتضیات کے مطابق مسلمانوں کی طرف سے ایک زندہ سیاسی آواز بلند ہوسکے -

یہی مقصد تھا جسکے لیے ایک جماعت اس بات پر اڑ گئی کہ لیگ کا اجلاس ضرور بمبئی ہی میں منعقد کیا جاے، اور اسکے فوائد کے یقین کا اسقدر اسپر استغراق طاری ہوا کہ انعقاد کی خوشی میں باہمی راضی نامہ کی ایک بد ترین اور قابل صد نفرت شکل بھی اس نے منظور کرلی -

یہ راضی نامہ وہ ہے جسکو سر سید علی امام کی اس "صلح فرما" خصوصیت کا دوسرا عمل سمجھنا چاہیے جسکا پہلا عمل مسئلہ مسجد کانپور کی مشہور "صلح" ہے -

اس راضی نامہ کا مقصد یہ تھا کہ لیگ کے اجلاس میں سوا تین تجویزوں کے جنکے الفاظ تک قرار پا چکے تھے، اور کوئی کارروائی نہ کی جاے: وفاداری، توسیع عہد ویسراے، اور ایک کمیٹی کا انعقاد -

اب اسکے بعد واقعات پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ یہ تمام مفسدانہ ساز و سامان جو راضی نامہ کے بعد بھی جاری رکھے گئے، اس مقصد اصلی کو کہاں تک نقصان پہنچا سکے جو لیگ کے انعقاد سے مقصود اصلی تھا؟

آل انڈیا مسلم لیگ، اسکے کاموں، اسکی کارکن جماعت اور اسکے سرپرستوں کے طریق عمل کے متعلق ابتدا سے ہماری ایک خاص طرح کی راے رہی ہے، اور جو ان دونوں جماعتوں کے افکار سے بالکل مختلف ہے جنکو موجودہ لیگ کے موافقین و مخالفین کے نام سے پکارا جاتا ہے - با ایں ہمہ ہم یقینی طور پر دیکھہ رہے ہیں کہ لیگ کے آغاز وجود سے لیکر اس وقت تک اگر اسکا کوئی اجتماع ایسا ہوا ہے جسکو نسبتاً مفید و کامیاب کہا جاسکے، تو وہ یہی عجیب و غریب اجتماع تھا جو باوجود ان تمام مفسدانہ طاقتوں اور مفسدانہ ساز و سامان مقاومت کے ساحل بمبئی پر منعقد ہوا -

انعقاد کا پہلا مقصد یہ تھا کہ ہندو مسلمانوں کے ملکی اتحاد کی طرف ایک زیادہ نمایاں اور موثر قدم بڑھایا جاے - اسکو کوئی قوۃ فساد نہ روک سکی - نہ افساد و اضلال کی طاقتوں کا وہ سب سے بڑا ہولناک بت روک سکا جسکے چہرے پر نقاب رہتا ہے، اور نہ اسکے مندر کے وہ پجاری روک سکے جو اسکے پر اسرار حکموں پر رقص عبادت کرتے ہیں - لیگ اور کانگریس کے اجلاس ایک شہر میں ہوے، لیگ کے ممبر ہوم رول لیگ میں شریک ہوے، اور ماڈریٹ کانگریسی پارٹی سے زیادہ اظہار جوش کے ساتھہ اسکی کارروائی میں حصہ لیا، پھر کانگریس میں شریک ہوے، اور ممبران کانگریس لیگ میں آے - یہ چیز فی نفسہ ہماری نظروں میں کوئی ایسی وقیع چیز نہیں ہے - مگر چونکہ کانگریس اور مسلمانوں کی تفریق کو ہمیشہ ایک بت بناکر مسلمانوں نے پوجا ہے، اسلیے اسکا پاش پاش ہونا ہر طرح ایک اہم واقعہ ہونے کی استعداد رکھتا ہے -

اس سے بھی اہم تر چیز یہ تھی کہ مسلمانوں کے سیاسی مجمع سے ایک ایسی آواز اٹھے جسمیں کچھہ جان ہو، اور جسکی روح کو وقت کا فرضی اور وہمی سوال اٹھا کر ہلاک نہ کیا جاسکے - سو اس میں کوئی شک نہیں کہ مسٹر مظہر الحق کا ایڈریس اس اعتبار سے لیگ کی تمام تاریخ کا حاصل زندگی ہے، اور باوجود ہجوم مشکلات و احاطۂ موانع کے انہوں نے جسقدر بھی اظہار حقیقت کی توفیق پائی، وہ ہمیشہ یادگار رہیگی -

انکے ایڈریس میں جو کچھہ موجود ہے، وہ بلحاظ وقت کی مشکلات کے اسقدر وقیع ہے، کہ اسکی وقعت پر غیر موجود کا افسوس غالب نہیں آسکتا -

شذرات

مسلم لیگ

مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس کا تذکرہ اخبارات و رسائل کے صفحات اور بحث و مذاکرہ کی صحبتوں میں قریب الاختتام ہے - کامل چار هفتے اسپر گذر چکے ' اور هر شاهد و سامع نے اسکے نقد و بحث میں کچھ نہ کچھ حصہ لیا - تاهم بہت سی ضروری باتیں اب تک باقی هیں ' اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلیت کو مشتبہ کرنے کیلیے چند مفسدانہ غلط فہمیاں پھیلائی جارهی هیں -

جنوری کے اوائل میں اگر همیں فرصت ملتی تو بہ تفصیل اس واقعہ کی نسبت لکھتے - لیکن اب تفصیل کا موقعہ نہیں رها - صرف ان غلط فہمیوں کی طرف اشارہ کردینا چاهتے هیں ' جنکا اثر واقعہ کی عارضی حیثیت کی جگہ اصولی نتائج و عبر پر پڑتا ہے -

اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے ' وہ مسلمانان بمبئی کے اندرونی اختلافات کا مسئلہ ہے ' جسکو عام طور پر لیگ کے هنگامہ کی اصلی علت قرار دیا جاتا ہے -

هم اس تعجب اور حیرانی کے ظاهر کرنے کیلیے الفاظ نہیں پاتے ' جسکے ساتھ هم نے ان تحریروں کو پڑھا ہے جو بعض مدعیان علم و واقفیت نے شائع کی هیں ' اور جنکے اندر وہ یقین کے ساتھ ظاهر کرتے هیں کہ مسلمانان بمبئی کے سیاسی اختلاف اور پارٹی فلینگ نے لیگ کے جلسے کو اس مصیبت سے دوچار کیا !

دنیا میں علم و یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ مشاهدہ ہے ' سماع ہے ' روایت ہے ' قیاس صحیح ہے ' اور تواتر و تسلسل واقعات ہے - هم حیران هیں کہ لیگ کے اجلاس بمبئی کے متعلق یہ تمام ذرائع موجود هیں ' اور ان میں سے هر ذریعہ صاف صاف یقین دلا رها ہے کہ اس هنگامہ کو نہ تو مسلمانان بمبئی کے کسی سیاسی اختلاف آراء سے تعلق تھا ' اور نہ مختلف سیاسی جماعتوں کی کشمکش سے - یہ جو کچھ هوا ' اسکی علة اصلی صرف ایک هی تھی ' اور وہ صرف اسی مخفی طاقت کی کارفرمائی تھی جو همیشہ خود تو پس پردہ رهتی ہے ' لیکن اپنے تنخواہ دار سپاهیوں کو آگے بھیجدیتی ہے - تاکہ میدان رزم میں خیمہ نشین سپہ سالار کے احکام کی تعمیل کریں -

لیگ کے اجلاس سے پہلے جو کچھ هوا ' اور لیگ کے اجلاس کے اندر جو کچھ هوا ' دونوں کی پوری سرگذشت دنیا کے سامنے موجود ہے - اور وہ اس حقیقت کو اسدرجہ روشن و واضح صورت میں نمایاں کر رهی ہے کہ هندوستان کے مخفی دسائس و فریب کی پوری تاریخ میں ایسا بے نقاب جلوہ کبھی بھی نظر نہیں آیا تھا -

ان نادانوں یا دانستہ حق پوشوں کا بیان ہے کہ لیگ نے اس سال کانگریس سے ملنا چاها ' اور هندوستان کے مستقبل کی امیدوں میں وہ یک قلم هندوں کے همدوش کھڑی هوگئی - مثل اور مقامات کے بمبئی میں بھی مسلمانوں کا ایک گروہ اس بدعت کا مخالف موجود تھا - اس نے پہلے کوشش کی کہ جلسہ نہو - پھر جب سید علی امام نے بمبئی میں راضی نامہ کرانے کی یادگار عزت حاصل کی ' تو مجبوراً ساتھ هوگیا - تاهم اختلاف شدید تھا - اسکی دانشمندی و سیاست فہمی کسی طرح بھی گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ مسلمان هندوں کے ساتھ ملکر اپنے آپکو تباہ کر ڈالیں - پس وہ ایک مجاهد حق جماعت کی طرح جہاد فی سبیل الحق کیلیے طیار هوگیا ' اور شہر کے بدمعاشوں اور اراذل کی ایک پلٹن طیار کرکے لیگ پر حملہ کردیا -

لیکن جن لوگوں کو اخبارات کے صفحوں پر اسطرح علانیہ کذب سرائی سے عار نہیں آتا ' کیا وہ بتلاسکتے هیں کہ جس جماعت نے لیگ کی مخالفت میں حصہ لیا ' اس میں وہ کون لوگ هیں جنکو سیاست فہمی اور قوم پرستی کا یہ خلعت عطا هو رها ہے ؟ کیا پچاس ساٹھ آدمیوں کی وہ جماعت جو وزیٹروں کے حلقہ میں آکر بیٹھ گئی تھی ' اور جسے صرف یہ تعلیم دی گئی تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد "شیم شیم" کا نعرہ بلند کرتے رهنا ' چنانچہ وہ مسکین اپنے پیشواؤں کے شور و غل پر بھی اسی آموختہ کو دھرا دیتے تھے ؟ اگر وہ نہیں تو پھر کیا علی خاں معروف بہ عبد الرؤف جو پرانی گاڑیوں کو رنگا کرتا ہے ' اور جس غریب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کانگریس کیا بلا ہے اور لیگ کس جانور کا نام ہے ؟ اگر وہ بھی نہیں تو پھر کیا بمبئی کے بدمعاشوں کا وہ سردار جو اسٹیج کے سامنے آکر کھڑا هو گیا تھا اور جو لیگ سے اپنے سیاسی اختلاف کو اس ماهرانہ جملے میں ادا کرتا تھا کہ " میرا ملک کابل کیوں هندوں کو بخش رہے هو " ؟ اگر یہ لوگ صرف مزدور تھے ' اور سیاست کا معلم وهی تھا جسکے ذریعہ انہوں نے مزدوری پائی ' تو پھر کیا سلیمان قاسم مٹھا کے روپیوں کی تھیلیوں میں اس سیاسی فہم و تدبر کو ڈھونڈھیں ' حالانکہ روپیہ سے آلو اور بمبئی کے بدمعاش ' دونوں چیزیں خریدی جاسکتی هیں مگر نہ تو عقل خریدی جاسکتی ہے اور نہ علم !

لطف کی بات یہ ہے کہ ان بحث کرنے والوں میں اکثر لوگ وہ هیں جو خود بمبئی میں موجود تھے ' لیکن انکی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بیچارے علی خان سندھی کو " مولانا عبد الرؤف " کے لقب سے لکھتے هیں ' اور سمجھتے هیں کہ یہ کوئی بمبئی کا بڑا لیڈر ہے جس نے بھرے جلسے میں مخالفت کی ' اور محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے شور و غل مچایا - حالانکہ بمبئی کا هر شخص اس شخص کے حالات سے واقف ہے ' اور هر جگہ اس قسم کے باجے بازاروں میں بکثرت ملتے هیں ' جنکو کوکدیا جاے تو بجتے رهینگے -

بهرحال بمبئی میں لیگ کے موقعہ پر جو کچھ هوا ' اسکو کسی سیاسی اختلاف و جماعت بندی سے کوئی تعلق نہیں - هر شخص جانتا ہے کہ هندو مسلمانوں کا اتحاد ان لوگوں کی نظروں میں کس درجہ مہیب چیز ہے ' جنہوں نے اپنی کامیابیوں کا محل تفریق عناصر کی بنیاد پر تعمیر کیا ہے ' اور علی الخصوص موجودہ حالات میں کانگریس اور لیگ کا یکجا هونا اور مل جلکر ایک کمیٹی بنانا ' انکے مقاصد کیلیے کس درجہ هولناک ہے ؟ بمبئی میں انهی مقاصد سے لیگ کو منعقد کیا جاتا تھا - پس کوشش کی گئی کہ اسکی راہ میں موانع پیدا کیے جائیں - اسکے لیے همیشہ سے ایک هی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے ' اور وہ هم سب کو معلوم ہے - شیطان کو کبھی بھی انسانوں نے اپنے سامنے نہیں دیکھا ہے ' اسکی وسوسہ اندازیوں نے همیشہ انسانوں هی کو اپنی سواری کا گدھا بنایا ہے :

> الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة و الناس -

پس شیطان اس موقعہ پر بھی اپنے ابلیسانہ تخت فساد کے ساتھ اترا ' اور اس نے اپنے فرمان بردار و اطاعت شعار فرزندوں کو بیدار کیا - جب اسکی نگاہ لطف کی ایک پر اسرار گردش ثابت

گلستاں کا ہر حرف اور ہر لفظ سعدي کا کلام نہیں ہے' لیکن گلستاں سعدي کي ہے - اسلیے وہ حقیقت جو انفراد حروف و اصوات کے علاوہ ہے' اسي کا نام گلستاں ہوگا اور وھي سعدي کي تصنیف ہے -

پس " قرآن " جس کتاب کا نام ہے' وہ کسي اعتبار سے بھي مخلوق نہیں ہوسکتي - معتزلہ نے اسے مخلوق قرار دیکر ایک طرف تو آن بحثوں کا دروازہ کھولا جو اسلام کیلیے سب سے بڑا فتنہ تھا' دوسري طرف قرآن کي الہي عظمت و قدوسیت کے اعتقادي اساس کو بھي سخت صدمہ پہنچنے کا امکان پیدا کردیا - قرآن کي رباني و الہي عظمت کا اعتقاد اسلام کي تمام کائنات زندگي کي اصلي روح تھي - پس اگر آغاز عہد ھي میں اسکي پوري حفاظت نہ کي جاتي تو بہت جلد وہ وقت آجاتا جب لوگ تورات اور انجیل کي طرح قرآن حکیم کي عزت الہي کو بھي غارت کردیتے -

اللہ تعالی نے فرزندان اسلام کي سب سے بڑي مقدس و حامل شریعۃ جماعۃ یعنے محدثین کرام کو اس بدعۃ مضلہ کے انسداد کیلیے کھڑا کردیا' اور اُنھوں نے اپنا خون بہاکر اس مسئلہ کے دست برد سے قرآن حکیم کي حفاظت کي -

(مسئلہ کي اھمیت)

آجکل کے بعض ارباب علم و نظر کا خیال ہے کہ اس قسم کي بحثیں جنکے لیے ھمارے سلف صالح اور علماء حق نے ایک عظیم الشان داخلي جہاد کیا' اور اکثر اوقات اپني زندگیوں تک کي قرباني کردي' محض ایک لفظي نزاع تھي' اور صرف سوء فہم و کج ذھني نے انکو اھم و رفیع بنا دیا تھا -

وہ ان لوگوں کي عقلوں پر تعجب کرتے ھیں اور کہتے ھیں کہ ھم اُن سے زیادہ عقلمند ھیں کیونکہ ان بحثوں کي بے وقعتي و بے اثري کو خود مندانہ محسوس کر رہے ھیں - لیکن افسوس کہ ھم ان سے متفق نہیں ہوسکتے - یہ مسائل جس عہد میں پیدا ہوے' وہ اسلام کي نشو و نماء اجتماعي کا ابتدائي عہد تھا - اسکے سرچشمے بہت کم بہہ رہے تھے' اور ایک تنکا بھي آنکي راہ میں آجاتا تھا تو خوف ہوتا تھا کہ یہي تنکے جمع ہوکر ایک دن بڑي بڑي نہروں کے دھانوں کو بند کردینگے - محدثین کرام نے اس حقیقت کو سمجھا' اور اسلام کي حفاظت کیلیے کمر بستہ ہوگئے - اُنکي مثال اُس حالت عاشق کي سي تھي' جو اپنے معشوق کے تلووں میں ایک کانٹے کي چبھن بھي دیکھتا ہے تو اس زور سے چیختا ہے' گویا اُسکے پہلو میں خنجر نے شگاف دیدیا - وہ اُس ایک ایک تنکے' ایک ایک کانٹے' اور مٹي کے ایک ایک ذرے کیلیے اپني گردنوں کو ذبح کرا دینا چاھتے تھے جو اسلام کي راہ میں آ جائیں' اور اسکي صراط مستقیم کو آلودہ کرنا چاھیں - اگر اس وقت اللہ تعالی فرزندان اسلام کي اس سب سے زیادہ برگزیدہ جماعت کے دلوں کو اپنے الہام سے معمور نہ کردیتا' اور وہ ایک داخلي جہاد عظیم کرکے ان تمام فتنوں کا سد باب نہ کرتے' تو آج دنیا میں اسلام کي بھي وھي حالت ہوتي جو دنیا کے تمام محرف و مسخ مذاھب کي نظر آرھي ہے' اور اسکي حقیقي تعلیم کو بھي طرح طرح کي بدعات و محدثات کا سیلاب بہا لیگیا ہوتا -

آج تمھارا حال یہ ہے کہ اسلام کي گردن پر تلواریں چلتي ھیں' تو تمھیں اتنا بھي صدمہ نہیں ہوتا جتنا کسي انگلي کے پوروں میں سوئي کي خلش سے ہو سکتا ہے - تم اُن پاک روحوں اور خدا کے کلمۂ حق کے جاں نثاروں کي حالت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو جو اسکي راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بھي اسطرح بیچین ہوجاتے تھے' گویا انکے بستر پر دھکتے ہوے انگارے بچھا دیے گئے !

قرآن حکیم کي جس حفاظت و عظمت پر تم آج ناز کرتے ہو' یہ در اصل انھي محدثین کرام کي حق پرستیوں کا نتیجہ ہے جنھوں نے اسکو بھي گوارا نہ کیا کہ کوئي نئي آواز قرآن کیلیے اٹھائي جاے' اور کوئي بات ایسي اسکي نسبت کہي جاے جو اسکي غیر انساني عظمت کي تنزیہ و تقدیس کو بٹہ لگاے -

پھر اس سے بھي قطع نظر کرو - یہ مسئلہ محض ایک لفظي نزاع ھي کب تھا ؟ معتزلہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق و حادث ہے - ہر مسلمان کو اسکا اعتقاد رکھنا چاھیے - اور اس طرح قرآن کیلیے ایک ایسي بات کہتے تھے اور ایک ایسي بات کا اقرار کرانا چاھتے تھے جسکا اقرار نہ تو خود قرآن نے کرایا اور نہ رسول نے کچھہ کہا' پھر کیا یہ ایک سخت فتنہ نہ تھا جو نئي نئي اعتقادي بدعتوں کا ابلیسي دروازہ کھولتا تھا ؟ اور کیا یہ شریعۃ پر اضافہ کرنا اور اسلامي اعتقاد کي ترمیم نہ تھي ؟

محدثین کرام نے جن مقاصد کي بنا پر اس طرح کے تمام فتنوں کي مخالفت کي اور کسي شکل میں بھي انکو گوارا نہ کیا' واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ وہ یکسر صحیح و واقعي تھے - ھم دیکھہ رہے ھیں کہ انھي مسائل نے بالآخر اسلام کي حقیقي تعلیم کو طرح طرح کي خارجي ضلالتوں سے آلودہ کیا' اور ان کوششوں کے بعد بھي اسلامي عقائد غیر دیني اثرات و اختلاط سے محفوظ نہ رہ سکے - صرف محدثین کرام ھي کا ایک گروہ ایسا نظر آتا ہے جنکے دلوں کو اللہ نے اپني حفاظت میں لے لیا تھا - نہ تو انقلابات علمي کے موثرات انکي استقامت حق پر غالب آسکے - اور نہ انساني افکار و اوھام کي دلکشیاں انکے دلوں کو جمال قرآن و سنت کے عشق سے پھیر سکیں - في الحقیقت یہي وہ پاک جماعت تھي جسکے لیے زبان نبوت نے اول روز ھي حکم سنادیا تھا : لا یزال طائفۃ من امتي قائمین علی الحق' حتی یاتي امر اللہ وھم غالبون -

بہرحال علماء حق اور محدثین کرام نے اس بدعۃ شدیدہ اور فتنۂ عظیمہ کا اس قوۃ و سرفروشي کے ساتھہ مقابلہ کیا کہ تمام دنیا کي حق پرستي و امر بالمعروف کي تاریخ میں اسکے واقعات یادگار رھینگے -

اگر یہ مسئلہ صرف عامۂ معتزلہ تک محدود رھتا' تو پیروان اسلام کے سواد اعظم کیلیے (جو اُسکا مخالف تھا) کوئي مصیبت نہ تھي' یہ صرف بحث و دلائل کا میدان ہوتا اور زبان و قلم کا جہاد اسکے لیے کافي تھا' لیکن مصیبت یہ تھي کہ حکومت وقت نے اس مذھب کا ساتھہ دیا' اور بعض خلفاء عباسیہ نے معتزلہ کے ساتھہ ہوکر خلق قرآن کے مسئلہ کو بجبر پھیلانا چاھا - انھوں نے حکومت کے زور' سزاؤں کے اعلان' قیدخانوں کي زنجیروں' اور جلادوں کي تلواروں کو حرکت دي' اسلیے یہ علمي مسئلہ' علمي نہ رھا' بلکہ ارباب حق کیلیے ابتلا و آزمایش کي ایک ھیبت ناک ہولناکي بنگیا -

(مامون الرشید کا استبداد)

خلفاے عباسیہ میں مامون الرشید عباسي ایک عجیب و غریب حکمران گذرا ہے - اسکي زندگي میں بعض چیزیں بالکل متضاد جمع ہوگئي تھیں - وہ ایک طرف علوم اسلامیہ کا ماھر تھا' عربیۃ کا کامل الفن تھا' علم و حکمت کا عاشق اور حریت و آزادي کا حامي تھا - اسکي حریت پسندي نے دنیا کے تمام مذھبوں کو مطلق العنان چھوڑ دیا تھا - الحاد آزاد تھا' ثنویت کي پرسش نہ تھي' مانویت علانیہ ظاھر کي جاتي تھي' مزدکیۃ کیلیے کوئي درہ نہ تھا' یونان و ایران کے جن ملحدانہ مذاھب کو کبھي بھي پناہ نہ ملي تھي' وہ بغداد کے گلي کوچوں میں پرورش پا رہے تھے -

لیکن دوسري طرف اسلام کے اندروني مذاھب و اختلافات کے میدان میں آ کر دیکھیے' تو اسکے ھاتھہ میں استبداد کي بے پناہ تلوار اور زبان پر جبر و قہر کے سخت سے سخت احکام نظر آتے ھیں !

مامون الرشید کے اسي استبداد داخلي کے سلسلے میں مسئلۂ خلق قرآن کا فتنۂ عظیمہ بھي ہے' جسنے تیسري صدي ھجري میں علماء حق کیلیے ابتلاء و امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کردیا تھا - اُس نے معتزلہ کا مذھب خلق قبول کرلیا' اور اسي کو حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا - اس نے چاھا کہ

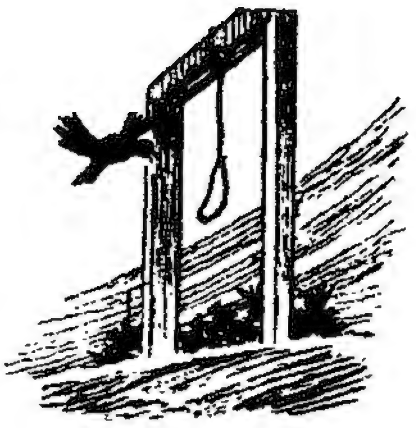

احرار اسلام

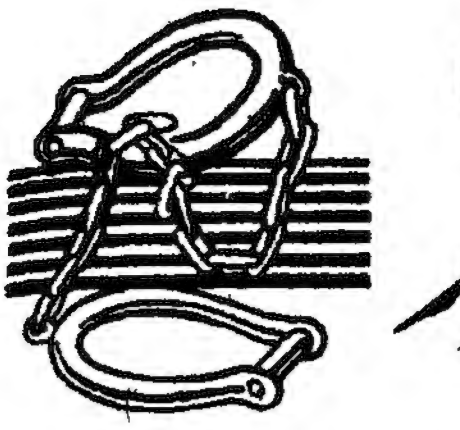

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

مسئلۂ خلق قرآن اور مناظرۂ دربار مامون الرشید

علماء سلف کی حریت حقہ اور دعوۃ الی الحق کا ایک نظارہ !

اسلام کے ابتدائی عہدوں میں جن مسائل نے سب سے پہلے اختلاف و تفریق کی بنیادیں رکھی ہیں، اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کے صراط مستقیم اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کی راہ دکھلائی ہے، ان میں سے ایک معرکۃ الآراء اور شدید الاختلاف مسئلہ "خلق و قدم قران" کا بھی ہے -

(مسئلہ خلق قران)

مسئلۂ "خلق و قصم قرآن" سے مقصود یہ تھا کہ اللہ کا کلام جو ہمارے پاس ایک کتاب کی شکل میں موجود ہے، اسمیں الفاظ ہیں اور معانی ہیں، الفاظ کی آواز ہے جو مختلف حرکات زبان و اطراف زبان سے بنتی اور نکلتی ہے - معانی کے حقائق متصورہ ہیں جنکا وجود معقولی بھی ہے اور وجود خارجی بھی - پس ان اعتبارات سے قران قدیم ہے یا حادث؟ مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

اس مسئلہ کو فلسفہ اور فلسفہ دان اقوام کے اختلاط نے پیدا کیا تھا - اسلام کی اصلی سرزمین ان لا حاصل اور قواء عملیہ کو بیکار کرنے والی کاوشوں سے بالکل پاک تھی - آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اُن سوالات سے صحابہ کو روکا جو انکی عملی زندگی اور انکے نصب العین سے انکو ہٹانے والے تھے - اسلام نے عمل سعادت کی ایک ہی سیدھی راہ کھول دی تھی، اور وہ چاہتا تھا کہ مسلمان صرف اسی کی رہروی میں مشغول رہیں - آپکے بعد تمام عہد صحابہ بھی اسی حال میں بسر ہوا - لیکن بنو امیہ کی حکومت نے نظام خلافۃ اسلامی میں ایک انقلاب عظیم کرکے اسکی اجتماعی قوت کی نشوؤ نما روک دی، اور نئے نئے فتنوں اور ہلاکتوں کا دروازہ کھول دیا - ایک بڑا فتنہ علوم عقلیۂ قدیمہ اور مذہب کا غیر صالح اختلاط تھا - ایک طرف نو مسلم عجمی اقوام اپنی تمام پرانی بحثوں اور کاوشوں کو اپنے ساتھ لائیں، دوسری طرف اہل کتاب اور مجوسی علماء حکومت اموی کی تمام شاخوں اور محکموں پر حاوی ہوگئے - ان لوگوں نے جہاں اپنی مذہبی روایتیں مسلمانوں میں پھیلائیں، وہاں فلسفیانہ مباحث قدیمہ کا وہ دفتر پارینہ بھی کھولدیا، جو اسکندریہ و سوریا کے کھنڈروں اور جندیسا پور و مدائن کے اطلال و آثار کے اندر مدفون ہوچکے تھے -

دراصل اس سوال کو پیدا کرنا ہی ایک سخت ضلالت اور مسالک شریعۃ سے انحراف تھا - قران اللہ کا کلام ہے جسکو خدا کے رسول نے ہم تک پہنچایا - ہماری معلومات اسکی نسبت صرف اسی قدر ہے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کیلیے اتنا علم کافی ہے - وہ مخلوق ہے یا قدیم؟ یہ سوال نہ تو خود قرآن نے ہمارے سامنے کیا، نہ اللہ کے رسول نے، نہ تربیت یافتگان عہد نبوت نے - پس جو کچھ ضروری تھا، وہ وہی تھا جو بتلا دیا گیا، اور جو نہیں بتلایا گیا وہ ضروری ہی نہیں ہے، اور اسکی فکر و کاوش میں ہمارے لیے کوئی سعادت نہیں -

سلف صالح اور محدثین کرام کا یہی مسلک تھا، اور صرف اسی راہ میں امن تھا - لیکن افسوس کہ مسلمان اُن فتنوں سے نہ بچ سکے جو انسے پہلے کی قوموں میں موجب ضلالت ہو چکے تھے -

پھر قدم و حدوث کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو مسئلہ بالکل واضح تھا، اور اسکی حقیقت ایک ہی تھی - اللہ اور اسکی تمام صفات کاملہ قدیم ہیں - اسکی ایک صفت کلام بھی ہے - قران اللہ کا کلام ہے، پس حروف و اصوات و الفاظ کی جس مرتبہ و منظمہ شکل میں وہ موجود ہے، اسکی حقیقت نظمی و ترتیبی کو بھی قدیم ہی ہونا چاہیے -

لیکن فلسفیانہ کاوشوں نے ایک صاف بات کو پیچیدہ بنا کر نظر و بحث کی اور راہیں بھی کھولدیں - فرقہ معتزلہ نے جو فلسفہ و معقولات یونانی سے متاثر ہوچکا تھا، اس مسئلہ کو بالکل دوسری نظر سے دیکھا - انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا - اس سے پہلے نہ تھا - وہ ایک با معنی عبارت ہے - عبارت جملوں سے مرکب ہے، جملے الفاظ سے، اور الفاظ حروف سے - یہ حروف اور یہ الفاظ جب ہماری زبان سے نکلتے ہیں، تو ہماری آواز ہوتے ہیں جو اس سے پہلے نہ تھی، اور جسکا حدوث ہمارے ہی حلق و زبان سے ہوا - پس ان اعتبارات سے قران مخلوق ہے، قدیم نہیں ہو سکتا - علاوہ بریں اللہ ہر شے کا خالق ہے - قران بھی اشیاء میں داخل ہے - اسے بھی مخلوق ہونا چاہیے -

ان خیالات سے معتزلہ نے سخت ٹھوکر کھائی - انھوں نے دعوا کردیا کہ قران مخلوق ہے، اور اسطرح گمراہی و فساد کا ایک بڑا دروازہ امۃ پر کھولدیا - انکی ہدایت فلسفیانہ کاوشوں کے اندر گم ہوگئی - وہ یہ نہ سمجھے کہ اصوات حروف کا مخلوق ہونا جو انسان کا فعل ہے، دوسری چیز ہے - اور قران کا مخلوق ہونا جو ایک حقیقت نظمی و ترتیبی کا نام ہے، بالکل دوسری - قران حکیم کو کسی اعتبار سے بھی مخلوق و حادث نہیں کہہ سکتے - وہ نہ تو حرفوں کا نام ہے اور نہ ان آوازوں کا جو انسان کے حلق سے نکلتی ہیں - "الحمد للہ رب العالمین" کا ہر حرف اور ہر لفظ اپنی انفرادی حالت میں جو آواز پیدا کرتا ہے، اور انکی حرکات صوتیہ سے جو تموج ہوا کے ذرات میں ہوتا ہے، یقیناً حادث ہے - لیکن ساتھ ہی وہ قران بھی نہیں ہے - قران تو اُس حقیقت نظمی کا نام ہے جو ان حرفوں کی ایک خاص الہی ترتیب و تنظیم سے متشکل ہوئی، اور "الحمد للہ رب العالمین" بنکر لسان وحی پر جاری ہوئی - وہ قدیم ہے، اسلیے کہ خدا بھی قدیم ہے -

کا فرض ادا کریں - لیکن اسمیں بڑي هي مشکلیں تهیں - هر قدم پر اسکا خوف لگا تها که کهیں مامون کے مقابله سے پہلے هي گرفتار نه کر لیے جائیں ' یا قتل کا فتوی نه دیدیا جاے -

وه الله کي طرف جهکے ' اس راه میں اسکي نصرة غیبي سے مدد چاهي ' اور ایک خاص تدبیر کرکے جمعه کے دن جامع رصافه میں پہنچے - انکا چهوٹا سا لڑکا بهي انکے ساتهه تها -

(جامع رصافه میں کلمۂ حق کا اعلان)

نماز جمعه ابهي ختم هي هوئي تهي که لوگوں نے حیرت و تعجب کے ساتهه ایک عجیب واقعه دیکها - ایک شخص جو اپني صورت اور لباس سے مکه کا باشنده معلوم هوتا هے' پہلي صف میں کهڑا هوگیا هے ' ایک چهوٹا سا بچه اسکے بالمقابل ایک ستون سے بیٹهه لگاے اسکي طرف نگراں هے' اور باواز بلند باهم سوال و جواب هو رها هے :

اجنبي نے پکار کر پوچها : " میرے بیٹے ! قران کي نسبت تو کیا کہتا هے ؟ "

بچے نے پکار کر جواب دیا : " کلام الله ' منزل ' غیر مخلوق - الله کا کلام ' اتارا هوا ' غیر مخلوق ! ! "

آه ' یه چند لفظ تهے جو ایک بچے کي زبان سے نکلے ' لیکن في الحقیقت انهي کے اندر دعوة حق اور امر بالمعروف کي ایک کائنات ایمان مخفي تهي - یه وه صدا تهي جسکے لیے اس وقت بغداد کا ایک ایک ذره پیاسا تها ' لیکن اسکي در و دیوار کو برسوں سے نصیب نہیں هوئي تهي - صرف ایک بار اس جمله کو کہدینا هي وه جهاد اعظم تها ' جسکي فضیلت کے آگے ایک هزار برس کي شب هاے عبادت اور روزهاے صیام بهي کچهه حقیقت نہیں رکهتے تهے !

اسلیے نہیں که خلق قران کا مسئله دعوة حق کي قوتوں کے خرچ کرنے کیلیے سب سے بڑا مصرف تها ' اور اسلیے بهي نہیں که اس صدا کے ایک بار بلند هوجانے سے وه جیل خانے کهل جاسکتے تهے جنکے اندر علماء حق محبوس تهے ' اور وه زنجیریں ٹوٹ جا سکتي تهیں جو امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کے پانوں میں پڑي تهیں ' بلکه صرف اسلیے که جبر و استبداد غیر شرعي سے ایک کلمۂ حق کو کہنا جرم قرار دیدیا گیا تها ' اور انسان کا هاتهه بڑهتا تها تاکه خدا کي کهولي هوئي زبانوں کو بند کردے - پس اس وقت زمین کے هر اس بسنے والے پر جو خدا کو جانتا اور خدا کے رشتے کو اپنے دل میں رکهتا تها ' فرض هوگیا تها که اس انساني جبر کو توڑدے ' اور خدا کي وفاداري کیلیے انساني اطاعت سے سرکش هو جاے -

اس وقت برسوں کے کاموں اور صدیوں کے ارادوں کي ضرورت نه تهي ' بلکه صرف ایک هي مقدس لمحه کي جسکے اندر صداے حق کي ایک نڈر آواز بلند هوجاے - اس ایک آواز کا بلند کردینا هي اصلي کام تها - اسکے بلند کردینے کے بعد یه سوال نہیں کیا جاسکتا که اس نے کام کیا کیا ؟ حق کا کہنا جب جرم هوجاے تو حق کا کہدینا هي سب سے بڑا کام هے !

اگر شیخ عبد العزیز کناني اسکے بعد هي قتل کردیا جاتا ' جب بهي اسکے کام کي عظمت کا ایک ذره بهي نه گهٹتا :

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جاير	آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : سب سے زیاده فضیلت والا جهاد کلمۂ حق هے جو کسي جابر پادشاه کے مقابله میں کہا جاے -

(حاکم پولیس اور شیخ کي گفتگو)

اس سوال و جواب کي ایک هي صدا نے تمام مسجد کے اندر تہلکه مچادیا - لوگ حیرت سے دم بخود هوگئے اور حیران هوکر ایک دوسرے کا منه تکنے لگے - بہت سے لوگ بهاگے که اب کوئي بڑي هي مصیبت آنے والي هے - لیکن شیخ عبد العزیز بے خوف و هراس اپني جگه پر کهڑے تهے ' اور انکا لڑکا سامنے کے ستون سے ٹیک لگاے دوباره منتظر سوال تها !

اتنے میں کوتوال شہر سپاهیوں کي ایک جماعت لیکر مسجد میں پہنچ گیا ' اور شیخ عبد العزیز اور انکے لڑکے کو گرفتار کرکے اپنے صیغه کے رئیس اعلی کے دفتر میں لے گیا ' جسکو آجکل کي اصطلاح میں پولیس کمشنر کہنا چاهیے - اس وقت بغداد کا پولیس کمشنر عمرو بن مسعده تها - دونوں میں حسب ذیل گفتگو هوئي :

عمرو بن مسعده پولیس کمشنر : " کیا تم پاگل هو ؟ "
شیخ عبد العزیز : " نہیں "
عمرو : کسي نے تمہیں بہکایا هے ؟
شیخ : نہیں -
عمرو : خود کشي کرنا چاهتے هو ؟
شیخ : نہیں - الحمد لله میں صحیح العقل هوں ' اپنے هوش و حواس میں هوں اور علم و معرفة رکهتا هوں -
عمرو : کسي نے تم پر ظلم کیا هے - تم مظلوم هو ؟
شیخ : نہیں -

عمرو بن مسعده نے کوتوال سے کہا که اسے پوري نگراني و حفاظت کے ساتهه میرے مکان میں پہنچا دو - سپاهیوں کي جماعت نے شیخ کو گهیر لیا ' دو آدمیوں نے انکے دونوں هاتهه اپنے اپنے هاتهوں میں لے لیے اور پولیس کمشنر کے مکان میں داخل هوے -

عمرو بن مسعده (کمشنر پولیس) انسے پہلے هي مکان پہنچ گیا تها ' اور صحن میں ایک آهني کرسي پر بیٹها تها - ایک نہایت هي مکلف اور مطلا افسر پولیس کي وردي اسکے جسم پر تهي (۱) شیخ کو اپنے سامنے کهڑا کرکے اس نے مزید تحقیق شروع کي :

عمرو : تم کہاں کے رهنے والے هو ؟
شیخ : مکه معظمه کا -
عمرو : آج مسجد میں تمنے جو کچهه کیا اس سے تمہارا مقصد کیا تها ؟
شیخ : طلبت القربة الى الله و رجاء الزلفى لديه ! (الله کے قرب کي طلب ' اور اس کے رضا کي امید !)
عمرو : نہیں ' تمہارا مقصد یه معلوم هوتا هے که اس واقعه کے ذریعه شہرت حاصل کرو ' اور چونکه تم اسکے نتائج سے ناواقف هو اسلیے حماقت سے سمجهتے هو که یه شہرت وسیلۂ رزق هو جائیگي اور لوگوں سے مال و دولت لوٹ سکونگا -
شیخ : اگر اعلان حق کے سوا اور کوئي خیال میرے سامنے تها ' تو وه صرف یه تها که کسي طرح امیر المومنین کے حضور تک پہنچوں ' اور انکي موجودگي میں اس مسئله کي نسبت مدعیان خلق قران سے مناظره کروں
عمرو : سبحان الله ! اسکي بهي آپکو جرأت هے ؟
شیخ : تم کو میري خواهش پر تعجب کرنے اور حقارت کي نظر ڈالنے کا کوئي حق نہیں - تم امیر المومنین کو سب سے بڑا سمجهتے هوگے ' مگر میں خدا کو سب سے بڑا یقین کرتا هوں !
عمرو : اچها ' یهي سہي ' پهر کیا تم طیار هو که امیر المومنین کے دربار میں اس عقیده کو ظاهر کرو اور علماء سے مناظره کرو ؟
شیخ : الحمد لله ' الله کي مدد سے بالکل طیار هوں - صرف یهي ایک چیز هے جس نے مجهے یہاں تک پہنچایا ' اور میں نے دیده و دانسته ایک ایسے شدید خطره میں اپنے آپکو اور اپنے عزیز بچے کي جان کو ڈالدیا - خدا کي مقدس کتاب کي عزت برباد هورهي هے ' اور اسکي نسبت اس بات کا اقرار لیا جارها هے جسکا اقرار

---

(۱) شیخ عبد العزیز نے اپنے رساله میں یہاں " شوار " کا لفظ لکها هے - شوار سے مقصود وه خاص لباس هے جو اس زمانے کے افسران فوج و پولیس کي سرکاري وردي هوتي تهي -

اپني حكومت کے جبر و قهر سے لوگوں کو مجبور کرے' اور اس چیز کا اقرار کرائے جسکے لیے شریعت نے انهیں کوئي حکم نہیں دیا ہے - بلا شبه وہ اپنے بهائي امین الرشید کو قید خانے کي کوٹهري میں قتل کرا سکتا تها ' او ر یقیناً اسکے بهیجے هوے جلادوں کي تلواروں میں یه قدرت تهي که مسکین امین کے تکیے کي ڈهال پر غالب آ جائیں ' لیکن اسکي پوري حکومت اور حکومت کي تمام طاقتیں بهي اس سے عاجز تهیں نه حاملین شریعت اور علماء حق کے استقامت و ثبات پر غالب آسکیں ' اور انکو حق و هدایت کي اس راہ سے پهرادیں جسپر انکا یقین او ر نور ایمان انهیں چلا رها تها !

تاهم فتنه عظیم تها ' اور اسکے قهارانه نتائج نے وہ سب کچهه کیا جو ایسے مواقع میں همیشه هوا ہے - بہت سے علماء حق قید هوے ' بہت سے جلا وطن کیے گئے ' بعض خاک و خون میں بهي تڑپے ' او ر بهتوں کے قدم جادۂ ثبات سے ڈگمگا بهي گئے -

(فتنه کي ابتدا)

غالباً سب سے پہلے سنه ۲۱۲ - هجري میں مامون الرشید نے خلق قرآن کے مسئله کا سرکاري طور پر اعلان کیا اور دار الخلافة میں بحث و مباحثه کا بازار گرم هوا - لیکن جبر و تشدد کي ابتدا سنه ۲۱۸ سے نظر آتي ہے ' جبکه مامون الرشید پوري قوت کے ساتهه آمادہ هوگیا تها که تلوار کے زور سے خلق قرآن کا مذهب مسلمانوں میں پهیلا ے -

چنانچه اسي سنه میں اس نے ایک فرمان اسحاق بن ابراهیم گورنر بغداد کے نام بهیجا - فرمان کا مضمون یه تها که تمام علماء شهر کو جمع کرو - جو لوگ خلق قرآن کا اقرار کریں انهیں چهوڑ دو ' جو انکار کریں انکي نسبت خبر دو - پهر دوسرا فرمان بهیجا که بشر بن ولید الکندي قاضي القضاة اور ابراهیم بن مهدي اگر انکار کریں تو قتل کردیے جائیں - لیکن انکے علاوہ دیگر منکرین خلق قران کو صرف قید کردیا جاے - (ابو الفداء - جلد دوم - صفحه - ۳۱)

ابراهیم بن مهدي کے قتل کا تو پولیٹکل اسباب سے وہ خواستگار هي تها - لیکن بشر بن ولید کیلیے قتل کي سختي اسلیے تهي که وہ قاضي القضاة تهے - افسوس که ان دونوں کا ثبات اس پہلي آزمایش هي میں هلاک هوگیا ' اور خلق قرآن کا اقرار کرکے اپني جان بچالي ' اور بہت سي کمزور روحوں نے بهي انکا ساتهه دیا ' لیکن علماء حق کي ایک مقدس جماعت ایسي بهي تهي جسکے لیے حکومت کي تلواروں اور دنیوي عقوبتوں کے فرمانوں سے بڑهکر خدا کا فرمان هیبت و سطوت رکهتا تها - انهوں نے صاف انکار کردیا ' اور قید خانے کي بیڑیاں خوشي خوشي پہن لیں - اس جماعت حق کا سرتاج وہ وجود مقدس و مبارک تها ' جسکو شریعت کے احیاء و تجدید اور کتاب و سنت کے مسلک قدیم کے اعلان و حفظ کي خدمت درگاہ الهي سے سپرد هولي تهي ' اور جسکي قرباني کو خدا نے اس فتنه کے استیصال کیلیے روز ازل هي سے چن لیا تها - یعني حضرة امام احمد بن حنبل رحمة الله علیه جو في الحقیقت تمام ائمۂ سلف میں اپني مخصوص فضیلتوں کي بنا پر ایک هي شخص هیں ' جنکو " امام اهل سنت و الجماعة " کے لقب سے پکارا جا سکتا ہے -

هم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں امام موصوف کي اس یادگار قرباني کا حال به تفصیل لکهینگے ' یہاں صرف اسي قدر اشارہ کرکے ایک دوسرے واقعه کي طرف متوجه هوتے هیں -

(جامع رصافه)

اس واقعه کے بعد هي مصائب و محن کا ایک سیلاب امنڈ آیا ' اور تمام بغداد کانپ اٹها - علماء کے سامنے صرف دو هي راهیں تهیں - یا اس چیز کا اقرار کریں جسکا اقرار شریعت نے انسے نه کرایا ' یا جلاد کي تلوار دیکهیں اور قید خانے کي زنجیروں سے هم آغوش هوں - بهتوں نے بغداد سے هجرت کي ' بهتوں نے گهر سے نکلنا بند کردیا ' بهتوں کي عزلت گزیني یہاں تک بڑهي که جمعه کي جماعت کي شرکت بهي ترک کردي - لیکن کسي کو اسکي جرأت نہیں هوتي تهي که مامون الرشید کي سطوت و جلال کے مقابلے کیلیے اٹهے ' او ر اس جبر و قهر اور تسلط غیر شرعي سے آے روکے -

مامون نے گذشته واقعات هي پر قناعت نه کي ' بلکه استبداد و جبر کا ایک قدم اور آگے بڑهایا - بغداد کي سب سے بڑي مسجد " جامع رصافه " تهي جو رصافه کے شرقي جانب واقع تهي ' اور جسکا صحن همیشه علماء ملت کے درس و مواعظ کي مجلسوں سے پر رهتا تها - مامون نے حکم دیا که فقهاء و محدثین میں سے کوئي عالم مسجد میں درس نه دے ' اور نه لوگوں کے مجمع میں بیٹهے - صرف بشر مریسي اور محمد بن جهم کیلیے یه منصب مخصوص ہے جو اکابر معتزله ' اور خلق قران کے دعاة میں سے تهے -

انهي دونوں شخصوں کے هاتهه میں تمام فقهاء و محدثین کي موت و حیات کا رشته دیدیا تها - جو عالم مسئلۂ خلق قران کي مخالفت میں ایک لفظ بهي زبان سے نکالتا تها ' پولیس اسے گرفتار کرلیتي تهي ' اور انکے سامنے لیجاتي تهي - وہ جو حکم دیتے تهے اسکي معاً تعمیل کي جاتي تهي - علماء کا ایک بہت بڑا گروہ جو اپنے اندر سچائي کیلیے دکهه اٹهانے کي طاقت نہیں رکهتا تها ' بظاهر انکا هم زبان بنگیا تها ' اور نفاق کے سپر پر انکي تلوار کو روکتا تها -

یه متوحش خبریں بہت جلد تمام عالم اسلامي میں پهیل گئیں ' اور هر شهر میں اسي فتنه کا چرچا هونے لگا -

(شیخ عبد العزیز الکناني)

مکة معظمه میں اس وقت ایک عالم حق اور محدث عصر شیخ عبد العزیز بن یحیی کناني تهے - انهوں نے جب اس فتنه کا حال سنا اور مامون کے قهر و جبر ' معتزله کے استیلاء ' اور علماء کي خاموشي کي سرگذشتیں معلوم کیں ' تو غیرت حق کے جوش اور امر بالمعروف کي روح ایماني کے اضطراب سے بے اختیار هوگئے ' اور عزم بالجزم کرلیا که اس فتنه کے انسداد کي راہ میں اپني زندگي قربان کردینگے - وہ اپنے رساله میں (جو خاص طور پر اسي واقعه کي نسبت لکها ہے اور جسکا قلمي نسخه جامع اموي دمشق کے کتب خانه میں محفوظ ہے) لکهتے هیں :

اتصل بي و انا بمكة ما ابتلى به الناس في بغداد و كيفية استطال عليهم بشر المريسي و لبس على امير المومنين و عامة اولياءه ' فاطار نومي و خرجت من بلدي متوجهاً الى ربي ' و اسأله سلامتي - حتى قدمت بغداد فشاهدت من غلط الامر و امتداده اضعاف ما كان يتصل بي -	میں مکه میں تها جب مجهکو بغداد کے واقعات معلوم هوے که کس طرح مسلمان ایک سخت مصیبت میں مبتلا هوگئے هیں ' اور کس طرح بشر مریسي انپر سختیاں کر رها ہے ' او ر کس طرح امیر المومنین اور ارکان سلطنت پر اسکا داؤ چل گیا ہے - پس میں غفلت سے چونکا اور اپنے شهر سے نکلا - الله کي طرف میري نظر تهي اور اسي کے فضل و نصرة سے اپني سلامتي کا خواستگار تها - یہانتک که بغداد تک پہنچ گیا اور اپني آنکهوں سے تمام حالت دیکهي - مجهپر روشن

هوا که معامله اس سے بدرجها زیادہ سخت و پر مصیبت ہے جتنا میں نے سنا تها - انتهی :

هم شیخ موصوف کے رسالے سے اس سفر حق اور جهاد امر بالمعروف کے واقعات نقل کرتے هیں -

(ورود بغداد)

شیخ عبد العزیز بغداد پہنچے اور یہاں کے تمام حالات معلوم کیے - سب سے پہلا مرحله یه تها که وہ کسي طرح مامون الرشید کے دربار تک پہنچیں ' اور اس مسئله کے متعلق امر بالمعروف

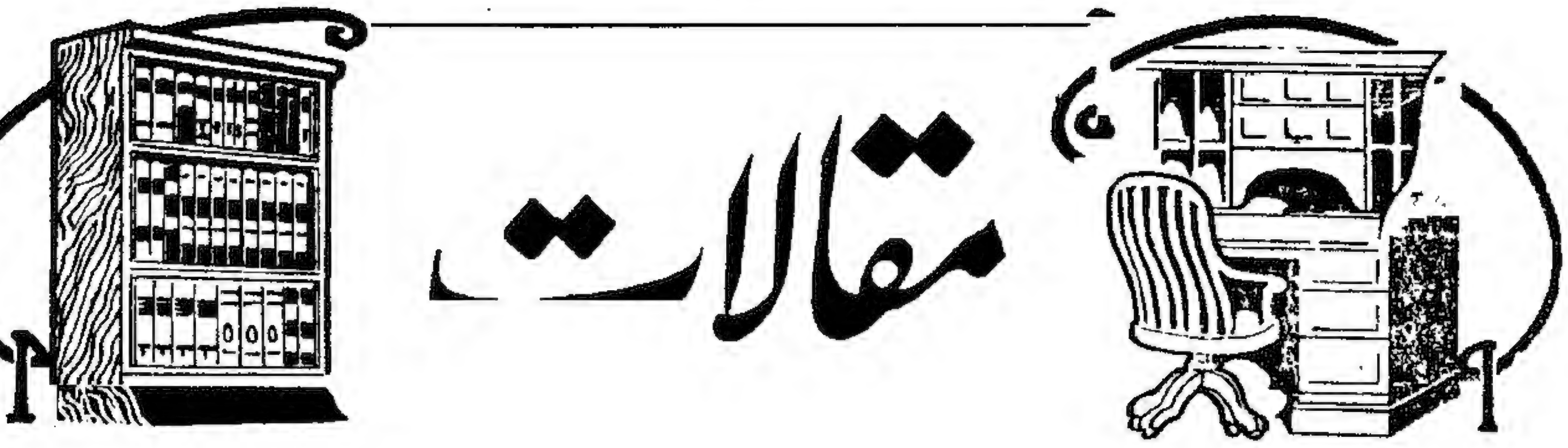

مقالات

تربیت عسکریہ
اور
قرآن حکیم

انسان نہایت سرکش اور متمرد ہے ' اوس نے بارہا حقوق الہی میں دست اندازی کی ہے ' اوسکی عظمت و جبروت کے سراپردۂ جلال کو چاک چاک کرنا چاہا ہے ' اوسکے دامن توحید پر چنگل مارا ہے ' اور پتھروں بلکہ کنکریوں تک کو اوسکا شریک بنا دیا ہے -

اوس نے خدا کی پاکی و قدوسیت کو بھی اپنے انسانی جذبات کے ساتھہ ملوث کرنا چاہا ' اور اوسکے صالح بندوں کو اوسکا بیٹا بنایا : سبحانہ و تعالی عما یقولون علوا کبیرا (۱۷ :)

اوس نے کبھی کبھی غرور و تکبر کے گھمنڈ میں آکر خود اپنا نسب نامہ بھی خدا کے ساتھہ جوڑ دیا ہے ' اور اسطرح اپنے خاندان کو تمام دنیا سے اونچا کرنا چاہا ہے ! تعالی اللہ عما یشرکون !

اوس نے خدا کے بھیجے ہوے پیغمبروں کو ساحر ' مجنون پاگل اور دیوانہ کہا ہے ' اونکو طرح طرح کی اذیتیں دی ہیں ' اونکے ساتھہ ہر موقع پر گستاخی کی ہے ' بلکہ کبھی کبھی خدا کے ان صالح بندوں کو قتل بھی کردیا ہے -

لیکن اس سرکش انسان کا خون اس قدر گراں قیمت اور بیش بہا ہے کہ اس تمرد و طغیان پر بھی خدا نے اوسکی حرمت کو قائم رکھا - لیکن جب سرکشی و عصیان نے بہت زیادہ سر اوٹھایا ' اور خدا کے دائرۂ عفو و کرم کے حدود سے آگے بڑھگئی ' تو قانون تعذیب الہی کو بھی حرکت ہوئی ' اور خدا نے ظالم قوموں پر اپنی عظیم الشان مخلوقات کو مسلط کردیا - انھوں نے اوسکو بد اعمالیوں کی پوری پوری سزا دی - ثمود کو زمین نے پیس کر غبار بنا دیا ' عاد کو ہوا کے جھونکے خس و خاشاک کی طرح اوڑا لیگئے ' قوم نوح کو طوفان کا ریلا تنکے کی طرح بہا لیگیا ! وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ' ان اخذہ الیم شدید ! (۱۱ :)

(حقوق العباد)

بلاشبہ خدا نے اپنے حقوق کی حفاظت و احترام کیلیے [illegible] خون بہایا [illegible] خدا نے [illegible] کی اونچی اونچی [illegible] قوموں کو [illegible] اونکی نسل [illegible] اونکی یادگاروں کو [illegible] دیا ' لیکن وہ جس سے زمین آباد ہے ' اوسکے دامن پر خون کا [illegible] دھبہ بھی نظر نہیں آیا -

البتہ جب انسان نے حقوق الہی کے حدود سے بھی آگے قدم بڑھایا ' اور خود اپنے بھائیوں کے فطری حقوق کو پامال کرنا چاہا ' اونکے ملک چھین لیے ' اونکی آزادی و خود مختاری سلب کرلی ' اونکے بچوں کی آزادانہ نشو و نما روکدی ' انکی زمینوں پر اپنے عیش و نشاط کے محل تعمیر کیے ' انکے جسم سے نکلے ہوے پسینے اور گردنوں سے بہے ہوے خون سے اپنی تشنگی ظلم کو تسکین دی ' اور پوری قوم و ملک کو اپنی قومی سیادت و عظمت کیلیے ایک آلۂ بیجان بنا لیا تاکہ اپنی قدرتی حرکت کو چھوڑ کر صرف اونہی کے اشاروں پر حرکت کریں ' تو اس وقت خدا نے بھی اپنے شکنجۂ عذاب کو پہلے سے زیادہ سخت کیا ' اور جو سیاست الہی پہلے سے قائم تھی ' اوسکا رنگ بالکل بدل گیا - پہلے سیاست ربانی کا منصب صرف آسمان و زمین اور ابر و دریا کو حاصل تھا ' جنکی عذاب کی چکی چند لمحوں کے اندر قوم کی قوم کو پیس ڈالتی تھی ' مگر اب یہ خدمت خود انسان ہی کو ' بلکہ صرف انسان کے ہاتھہ کی دس انگلیوں کو سپرد کردی گئی - انسان جب تک خدا کے حقوق کو پامال کر رہا تھا ' خدا اپنی عظیم الشان مخلوقات کے ذریعہ سے اونکو عذاب دیتا تھا - اب خود انسان کے حقوق روندے جارہے تہے ' اسلیے خدا نے بھی انسانیۃ کی عزت و احترام کو قائم رکھنے کیلیے خود انسان ہی کو کھڑا کردیا !

زمانۂ وحشت میں انسان نے کتنے انسانوں کے حقوق پامال کیے ہونگے ؟ کتنے انسانوں کو قتل کردیا ہوگا ؟ کتنے بچے ذبح کردیے ہونگے ؟ کتنی عورتوں کے سر سے چادر عصمت اوتار لی ہوگی ؟ ان حقوق کے تحفظ کیلیے تلواریں بھی چمکی ہونگی ' نیزوں نے بھی اپنی روانی دکھائی ہوگی ' کمانوں کی چڑ چڑاہٹ کی آواز سے بھی وحشت کدۂ عالم گونج اوٹھا ہوگا ' لیکن تاریخ نے ان واقعات کو یاد نہیں رکھا ' وہ اسوقت موجود نہ تھی - اسلیے وہ بھی ان قوموں کے ساتھہ جنگل کے تاریک گوشوں اور پہاڑوں کے تنگ غاروں میں گم ہوگئی - البتہ زمانۂ تمدن کی تاریخ نے اس قسم کے سیکڑوں واقعات کو اب تک ازبر رکھا ہے ' اور اس آموختہ کے یاد کرنے میں سب سے زیادہ زبان تیغ نے مدد دی ہے - خون کے دھبوں نے اونکے نقوش رنگین کو کبھی مٹنے نہ دیا -

(DIVIDE AND RULE.)

تربیت عسکری کیلیے پہلی چیز ایک متحدہ قومیت کا پیدا ہونا ہے - محض انسانوں کی ایک بھیڑ سے متمدن فوج نہیں بن سکتی جب تک کہ قومیت کی روح ایک متحد جماعت پیدا نہ کردے - باہمی اتفاق و اتحاد کی زنجیریں سب کے پاؤں میں ہوں ' کسی ایک مقصد کے عشق اور ایک حکم کی اطاعت میں سب کے سب ایک بن جائیں - یہی وجہ ہے کہ جو حکومتیں اپنے جبر و استبداد کے قائم کرنے کیلیے کسی قوم کے مجاہدانہ جذبات کو [illegible] چاہتی ہیں ' وہ سب سے پہلے سیاسی فریب و دسائس کے ذریعہ اوس میں پھوٹ ' نفاق ' بغض ' کینہ ' اور باہمی انتقام کے جذبات خبیثہ پیدا کرکے اونکی جمعیت کو توڑ دیتی ہیں ' اور اسطرح رفتہ رفتہ اونکی قومیت فنا ہو جاتی ہے -

لیکن اس خدع و فریب کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے ' جب قوم میں کچھہ لوگ بیدار دماغ ' متحرک اعصاب ' اور مضطرب دل رکھتے ہوں ' اور سیاست کی چھپی ہوئی چالوں کے زہر آلود اثر سے متاثر ہوتے رہتے ہوں - لیکن جب کوئی قوم دل و دماغ کھوکر

خدا اور اسکے رسول نے نہیں لیا - مسلمانوں کي زبانوں کو خدا نے کھولا ہے' مگر تم بند کر رہے ہو' اور بغیر کسي جرم و قصور کے بندگان خدا طرح طرح کي تکلیفوں میں مبتلا ہو رہے ہیں - پس میں علم رکھتا ہوں' صحیح شریعت کي معرفة خدا نے عطا فرمائي ہے' میرا فرض ہے کہ اس فتنہ کے انسداد کي کوشش کروں - نتیجہ الله کے ہاتھہ میں ہے -

عمرو : اچھي بات ہے - تم امیر المومنین کے دربار تک پہنچا دیے جاؤگے' لیکن اگر وہاں پہنچکر تم نے اپنا کوئي اور مقصد ظاہر کیا اور ثابت ہوگیا کہ اس مسئلہ کا اظہار محض ایک بہانہ تھا تو پھر؟

(اس مسئلہ کے خلاف بحث کرنے کیلیے دربار میں جانا اسوقت ایک ایسي عجیب بات تھي کہ کسي طرح عمرو بن مسعدہ کو اسکا یقین نہیں آتا تھا - وہ سمجھتا تھا کہ کوئي اور دنیوي مقصد ہے - دربار تک پہنچنے کیلیے اس مسئلہ کو وسیلہ بنا لیا ہے -)

شیخ : اگر ایسا ہوا تو میرا خون تمہارے لیے حلال ہے -

عمرو : تمہارے خون کے حرام ہونے میں تو مجھے اب بھي شبہ ہے' جبکہ تم امیر المومنین کے حکم کي علانیہ مسجد میں توہین کرچکے ہو -

شیخ : حکم صرف خدا اور اسکے قرآن کا ہے -

عمرو بن مسعدہ نے گھوڑا طلب کیا' اور کوتوال سے کہا کہ میں دربار کي طرف جاتا ہوں' تم شیخ اور اسکے لڑکے کو سپاہیوں کے حلقہ میں لیکر پیچھے پیچھے آؤ -

شہر کي تمام خلقت ان عجیب و غریب باپ بیٹوں کو حیرت اور افسوس کي نظروں سے دیکھہ رہي تھي' جنہوں نے موت کي تلاش میں بغداد کا سفر کیا تھا' اور اب اسکے منہہ میں بیخوف و خطر جا رہے تھے'

راہ میں انہوں نے لوگوں کي آوازیں سنیں جو کہہ رہے تھے :

" دارالخلافة میں باہر کے مسافر زندگي اور راحت کیلیے آتے ہیں' لیکن انہوں نے موت کے عشق میں اپنا گھر چھوڑا "

ہاں واقعي ان دونوں نے موت کیلیے اپنے وطن عزیز کو چھوڑا تھا؟

ہاں' مگر اس موت کیلیے جو تمام ائمة مرحومہ کو استبداد کي موت سے نجات دلاکر حریت حقہ کي زندگي بخشنے والي تھي !

بل احیاء و لکن لا یشعرون !

قصر شاہي بغداد کے شرقي حصہ میں تھا - یہ مجمع دجلہ کو عبور کرکے ایوان خلافت تک پہنچا' اور عمرو بن مسعدہ شیخ کو کوتوال کي حفاظت میں چھوڑکر خود اندر گیا - کچھہ عرصہ کے بعد واپس آکر شیخ سے کہا :

" میں نے تمہارا حال امیر المومنین کي خدمت میں عرض کیا کہ تم مسئلہ خلق قرآن کي نسبت ان علماء دار الخلافة سے مناظرہ کرنا چاہتے ہو جو خلق کے قائل ہیں - امیر المومنین نے اسے منظور فرمایا - پیر کے دن مجلس مناظرہ منعقد ہوگي' امیر المومنین خود بہ نفس نفیس شریک مجلس ہونگے - اگر پیر تک کیلیے کسي شخص کو اپني ضمانت میں پیش کرو تو تمہیں رہا کردیا جاے "

شیخ نے کہا : " میں مسافر ہوں' کسي شخص سے یہاں جان پہچان نہیں رکھتا کہ اسکي ضمانت پیش کرسکوں' علي الخصوص ایسي حالت میں کہ ایک شاہي مجرم ہوں' میرے لیے کسے پڑي ہے کہ اپني جان مصیبت میں ڈالیگا ؟ "

عمرو نے کہا : " خیر' ہم تم پر اعتماد کرتے ہیں - جب تم اپنے عقیدے میں ایک خیال کو حق سمجھکر اسکے لیے ایسي پرخطر جرأت کر رہے ہو' تو یقیناً تم جھوٹ نہیں بول سکتے - تم جاؤ اور اپنے معاملہ پر غور کرو - اگر اب بھي تم اس جنون سے باز آجاؤ تو تمہاري مسافرت پر رحم کرکے امید ہے کہ امیر المومنین تمہاري کل کي جرأت کو معاف کردیں "

جرأت حق کي پہلي برکت اور خدا کي نصرة کا پہلا نظارہ دیکھو کہ افسر شاہي جو اسلیے تھا کہ شیخ کو سزا دے' خود بخود اسپر اعتماد کرتا ہے اور بغیر کسي کي ضمانت لیے رہا کردیتا ہے :

ان تنصر الله' ینصرکم - (اگر تم خدا کے کلمۂ حق کي مدد کروگے تو خدا بھي تمہاري مدد کریگا)

(مناظـــرہ کے دن)

مامون الرشید نے تمام علماء دار الخلافة کو پیر کے دن دربار شاہي میں حاضر ہونے کا حکم دیدیا - شیخ عبد العزیز پیر کے دن قصر شاہي میں حاضر ہوے تو کوتوال کو اپنا منتظر پایا - وہ عمرو بن مسعدہ کے سامنے لے گیا' عمرو نے دیکھتے ہي کہا :

" امید ہے کہ اب تمہیں عقل آگئي ہوگي' اور تم اس جنون سے باز آگئے ہوگے جسکا نتیجہ قتل کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - تم امیر المومنین کے حکم و عقیدے کي اس سختي سے مخالفت کرنا چاہتے ہو - اسکا نتیجہ تلوار کے سوا اور کچھہ نہ دیکھوگے - اب بھي اس حماقت سے باز آجاؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ معافي دلا دونگا - نیز شاہي انعام و اکرام اور جاگیر و زردست سے تم مالا مال کردیے جاؤ گے کیونکہ تمہارے اندر شجاعت کا جوہر موجود ہے "

لیکن شیخ عبد العزیز کیلیے یہ تمام باتیں بے سود تھیں - انہوں نے کہا : " حق مظلوم ہوگیا ہے - میں اسے پھر قائم کرنا چاہتا ہوں - مجھے جب اپني زندگي کي پروا نہیں تو مال و جاگیر کا ذکر کیا کرتے ہو؟ "

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ !

عمرو جوش تاسف سے کھڑا ہوگیا اور کہا : " افسوس تمہاري غربت پر اور صد افسوس تمہارے بچے کي یتیمي اور تمہاري بیوي کي بیوگي پر ! میں تمہیں ہلاکت سے نکالنے کي کوشش کر رہا ہوں مگر تم ہلاکت کے عشق میں دیوانے ہو رہے ہو " !

شیخ کي روح حق سے صداے یقین اٹھي : " اللہ کي وہ نصرة و اعانت جو صرف حق اور خدمت گذاران حق کیلیے ہے مجھے کبھي نہیں دلا سکتي' اور اگر میرے لیے اللہ نے اپني راہ میں موت ہي لکھدي ہے تو یہ شہادت ہے' پھر شہادت سے بڑھکر اور کونسي نعمت ہو سکتي ہے جسکا ایک مومن کو عشق ہو ؟ "

عمرو نے جب دیکھا کہ سمجھانا بیکار ہے' تو صحبت ختم کردي اور مامون الرشید کو اسکے آنے اور آمادۂ مناظرہ ہونے کي اطلاع دي - پھر شیخ کو ایک کسي جگہ بٹھادیا جہاں سے وہ تمام آنے والے لوگوں کو دیکھہ سکے' اور کہا کہ اجتماع کي تکمیل کے بعد تم حضرت شاہي میں طلب کیے جاؤ گے -

شیخ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ عمرو کو میري ہلاکت کا اسدرجہ یقین تھا کہ باوجود میري طرف سے مایوس ہونے کے ضبط نہ کرسکا' اور آخر میں پھر نصیحت کي :

فلقد حرصت على
نجاتك جهدي' وانت
حريص على سفك
دمك جهدك ! فقلت :
يا عمرو ! معونة الله اعظم
والطف من ان تدعني
ومن يتوكل على الله فهو
حسبه !

میں نے تمہاري نجات و سلامتي کیلیے وہاں تک کوشش کي جہاں تک میرے امکان میں تھا' مگر افسوس کہ تم اپنا خون بہانے کیلیے حریص ہو اور اسکے لیے اپني پوري قوة سعي صرف کر رہے ہو - میں نے کہا : اے عمرو ! اللہ کي اعانت اس سے زیادہ نرمي اور مہرباني رکھنے والي ہے کہ مجھے بھلادے' اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا' اسکو خدا بس کرتا ہے !

[لها بقية صالحة]

کو اور کہیں نہیں لے گئیں ' اسي کے محل تک بحفاظت پہنچا دیا جسنے سرغرور کو کچلنے کیلیے ایک دن یه شیر خوار بچه اٹھنے والا تھا - پھر محل فرعوني کي عورتوں کو آنپر مہربان کردیا ' اُنھوں نے اپنے بچوں کي طرح خاص شاهي محل کے اندر پرورش کي ' اور آنکي والده هي آنکي دایه قرار پائیں - اسمیں الله کي بڑي مصلحت یه تھي که حضرة موسی کي پرورش شاهي محل میں هوئي تو پادشاهوں کے جاه و جلال باطل کا رعب آنکے دل سے نکل جائیگا ' اور بچپن هي سے شاهانه زندگي ' سیاست و ملک داري کے طریقے ' اور ظالمانه حکومتوں کے تمام اسرار و خفایا آن پر منکشف هوجائینگے -

فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا- ان فرعون و هامان و جنودهما کانوا خاطئین (۲۸ : ۷)

پھر اوسکو آل فرعون نے دریا سے نکال لیا ' اور اس بچے کو پرورش کیا تاکه آگے چلکر وه اونکا دشمن اور سرمایه رنج و غم بنے - بے شک فرعون هامان ' اور اونکا لشکر غلطي پر تھا - جبکه اپنے دشمن کو اپنے گھر کے اندر پالرها تھا !

(آغاز کار)

اسکے بعد آزمائش و ابتلاء کے متعدد موقعے پیش آے - اونھوں نے ایک ظالم شخص کو عین حالت ظلم میں قتل کردیا :

و دخل المدینة علی حین غفلة من اهلها ' فوجد فیها رجلین یقتتلن : هذا من شیعته و هذا من عدوه - فاستغاثه الذي من شیعته علی الذي من عدوه ' فوکزه موسی فقضی علیه - قال هذا من عمل الشیطان انه عدو مضل مبین ! (۲۸ : ۱۴)

اور جب که تمام لوگ غافل تھے موسی شہر میں آے ' اور اوسمیں دو آدمیوں کو جھگڑتے هوے دیکھا ' اون میں ایک آدمي اونکي قوم کا تھا ' اور دوسرا اونکے دشمن کے گروه کا - موسی کو دیکھکر اونکي قوم کے آدمي نے دشمن کے ظلم کي فریاد کي ' اور موسی نے اوسکو ایک ایسا گھونسا مارا که وه مرگیا - یه حال دیکھکر وه گھبراے که شیطان نے مجھے مصیبت میں پھنسا دیا - بے شک شیطان گمراه کن دشمن هے -

اب خدا نے ظلم و فساد اور انساني عبودیت و غلامي کي سرزمین سے اونکو دور کرنا چاها ' کیونکه ضرورت تھي که وه کسي آزاد مقام پر رهکر آنے والے وقت کیلیے طیار هو جائیں - پس وه نکلے اور ایک طرف خدا کي رهنمائي کے سهارے پر چل کھڑے هوے :

و لما توجه تلقاء مدین قال عسی ربي ان یهدیني سواء السبیل - (۲۸: ۲۱)

جب موسی مصر سے نکل کر مدین کي طرف روانه هوے ' تو کہا که خدا مجھکو ضرور سیدھا راسته دکھائیگا -

(درسگاه مدین)

خدا نے اونکي رهنمائي کي ' اور بخط مستقیم اونکو اپنے ایک صالح بندے کي آغوش تربیت میں ڈالدیا - وهاں اونھوں نے کامل آٹھ سال تک آزادي کي هوا میں اپنے جذبات حقه و قواء صالحه کو نشو و نما دي - پھر جب پلٹے تو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے کیلیے تمام ساز و سامان نصرة سے مسلح تھے :

و ان الق عصاك فلما راها تهتز کانها جان ولی مدبرا و لم یعقب - یموسی اقبل و لا تخف ' انك من الامنین - اسلك یدك في جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء ' و اضمم الیك جناحك من الرهب فذانك برهانن من ربك الی فرعون و ملائه انهم کانوا قوما فاسقین - (۲۸ : ۳۱)

اور هم نے موسی کو حکم دیا که اپني لاٹھي کو پھینک دو ' موسی نے اپنے هاتھه سے عصا پھینک دیا ' لیکن جب دیکھا که وه سانپ کي طرح حرکت کر رها هے ' تو پشت پھیر کر بھاگے ' اور پھر اوس طرف رخ نه کیا - هم نے کہا اے موسی ! آگے بڑھو ' مطلق خوف نه کھاؤ تم محفوظ رهوگے ' پھر هم نے حکم دیا که اپنے هاتھه کو گریبان میں ڈالو ' وه چمکتا هوا نکلیگا - تمهارے خدا کي طرف سے فرعون اور اوسکے ارکان سلطنت کیلیے یه دو نشانیاں دیگئي هیں -

(سپه سالار جنگ)

فوج کي تنظیم و ترتیب کیلیے جس سپه سالار کي ضرورت تھي وه تمام آلات حرب سے مسلح هوگیا ' لیکن وه جن لوگوں سے اپني فوج کو مرتب کرنا چاهتا تھا ' وه خود گرفتار زندان مصیبت تھے ' اسلیے اُس نے اپنا پہلا مطالبه جو فرعوني گورنمنت سے کیا ' وه اسي فوج کي رهائي کا مطالبه تھا :

ان ادوا الي عباد الله اني لکم رسول امین (۴۴ : ۱۷)

خدا کے ان بندوں کو میرے حوالے کردو ' میں تمهارے پاس ایک امانت دار پیغمبر بن کے آیا هوں -

(داخلي تبلیغ)

لیکن فرعون نے جیسا که تمام ظالم بادشاهوں کا طریقه هے ' اُنکے اس الهي مطالبه کو رد کردیا - پس ضرور هوا که اب کچھه دنوں تک مصر هي میں رهکر بنو اسرائیل کي تربیت و تعلیم کا انتظام کیا جاے ' اور صدیوں کي محکومي و غلامي نے جس درجه انکے فوجي قوی کو معطل کردیا هے ' اسي درجه کي قوي و موثر تعلیم کے ذریعه انمیں حریت و استقلال کے عزائم پیدا کیے جائیں -

پس حکم الهي کے مطابق حضرة موسی علیه السلام اپني دعوة کي داخلي تبلیغ میں مشغول هوگئے اور بني اسرائیل کو آنے والے وقت کیلیے طیار کرنا شروع کردیا - اس طیاري کا طریقه اور اسکے اصول جو قرآن حکیم نے بتلاے هیں ' هم کسي دوسري صحبت میں انکي طرف متوجه هونگے -

(پہلي فوجي نمایش)

جب ایک اچھي مدت اسپر گذرگئي تو حکم الهي هوا که اب وقت آگیا هے که اس طیار کرده فوج کي حرکت شروع هوجاے - پس پہلي منزل یه هے که اب فرعوني گورنمنت کے ساز و سامان اور احکام و قوانین کي بالکل پروا نه کرو - وه بنو اسرائیل کو اپني غلامي سے نکلنے نہیں دیتي ' مگر تم اسکو اپنے ساتھه لیکر راتوں رات نکل کھڑے هو - تمهارا تعاقب کیا جائیگا ' لیکن عذاب الهي بھي اسکے تعاقب سے غفلت نہیں کریگا :

فاسر بعبادي لیلا انکم متبعون (۴۴ : ۲۲)

میرے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل جاؤ ' کیونکه تمهارا تعاقب کیا جائیگا -

اُنھوں نے حکم الهي کي تعمیل کي ' اور اسطرح فوج کیلیے جس اجتماع و انضمام کي ضرورت هوتي هے اُسکا قوام تیار هوگیا -

(روح عسکري)

لیکن فوج صرف آدمیوں کي اُس صف هي کا نام نہیں هے جو میدان جنگ میں دیوار کي طرح کھڑي کردي جاتي هے ' بلکه جسطرح دنیا کي هر حقیقت ماده و قوت سے مرکب هے ' اُسي طرح فوج بھي جسم و روح کے مجموعه کا نام هے - یه روح تلواروں کے چمکتے هوے جوهر میں نہیں مل سکتي ' اُسکا آشیانه شہسواروں کے خود میں نہیں هے ' وه حلقه دار زره کے جال میں مرغ رشته بپا کي طرح گرفتار نہیں هے ' اُس نے ان تمام قیود سے آزاد هوکر صرف سپاهیوں کے دل هي کو اپنا گھر بنایا هے - اسي گوشے میں اُسکي معجزانه طاقت کي کارفرمائیاں ظاهر هوتي هیں - فوج کي تعداد کي کمي بیشي سے اسپر کوئي اثر نہیں پڑتا - ایک سو اور ایک هزار کے اختلاف سے اسکي حقیقت بدل نہیں جاتي ' سامان جنگ کے عدم و وجود کو اسمیں کوئي دخل نہیں ' وه چاهے تو ایک انسان کے اندر چمک کر اسے ایک هزار انسانوں پر غالب کردے :

اپنے سر چشمۂ احساس کو بالکل فنا کردیتي ہے ' تو پھر ان فریب کاریوں کي ضرورت ھي نہیں ھوتي ' بلکہ سر بازار تلوار سے اوسکے نقش وجود کو حرف غلط کي طرح متا دیا جاتا ہے -

دنیا کي ملکي تاریخیں اس قسم کي بہت سي متي ھوئي قوموں کو نمایاں کرسکتي ھیں ' لیکن مذھبي تاریخ واقعات میں تسلسل و نظام اور ترتیب نہیں تھونتھتي - وہ دنیا کو محض عبرت کا افسانہ سناتي ہے - اسلیے وہ صرف ایک اھم اور کثیر النتائج واقعہ کا انتخاب کرلیتي ہے ' جو تمام دنیا کیلیے مجموعہ عبرت ھوتا ہے ' اور اسکو بار بار دنیا کے آگے پیش کرتي رھتي ہے - اس اصول ہي بنا پر اوس نے ھمکو صرف فرعون کے مظالم کي داستان سنائي ہے ' جسکا انتہائي ظلم و عدوان یہ تھا کہ وہ اپني اجنبي رعایا کے اندر پھوت اور نااتفاقي تالکر حکومت کرتا تھا اور ایک گروہ کو ضعیف اور دوسرے کو قوي رکھتا تھا :

> ان فرعون علا فی الارض و جعل اھلھا شیعا یستضعف طائفة منھم - (۳ : ۲۸)

فرعون نے خدا کي زمین میں بہت سر اوتھایا ' اور اوسکے رھنے والوں میں پھوت تالکر اُنکو گروہ در گروہ کردیا - و ان میں سے ایک جماعت کو کمزور رکھتا اور ابھرنے نہ دیتا -

مذھبي حکومتوں کے سوا ظلم ھر دنیوي سلطنت کا مایہ خمیر ہے ' اور باوجود مختلف قسم کے مظالم کے وہ اپني زندگي کے وہ دن پورے کرلیتي ھیں جو خدا نے اونکے لیے مقرر کردیے ھیں - لیکن جب اونکي سلطنت ظلم کو اس انتہائي درجہ تک پہونچادیتي ہے کہ انساني حقوق کا اونکے تھکانا نہیں رھتا تو یہ اوسکي زندگي کا آخري دن ھوتا ہے - اسوقت اوسکا تاج و تخت اولت دیا جاتا ہے ' اور وہ صفحۂ ھستي سے حرف غلط کي طرح متا دي جاتي ہے -

آج بھي ھم دیکھہ رہے ھیں کہ خدا کا یہ قانون کس طرح کام کر رھا ہے ؟

(ظلم کي موت ھي سے عدل پیدا ھوتا ہے)

لیکن دنیا یکے بعد دیگرے ھمیشہ متضاد قوتوں نے حکومت کي ہے ' رات کے جانے کے بعد ھمیشہ دن جلوہ گر ھوا ہے ' تاریکي کے بعد ھمیشہ روشني چمکي ہے ' سیاھي کے بعد ھمیشہ سفیدي نے ظہور کیا ہے - یہي حال حکومتوں اور سلطنتوں کا بھي ہے - جب ایک ظالم حکومت متتي ہے تو اُسکي جگہ اوسیوقت ایک عادل سلطنت قائم ھو جاتي ہے - ظلم کا جانا ھي عدل کے ظہور کا پیام ہے ' اور رات اگر ختم ھوگئي ہے تو اسکے یہي معني ھیں کہ دن آگیا -

جب جابرانہ قوموں کي قوت فنا ھو جاتي ہے ' تو ایک عادلانہ نظام قائم ھوجاتا ہے - فرعون کي جابرانہ سلطنت کا زوال ایک دوسري قوم کي عادلانہ حکومت کا مقدمہ تھا ' اسلیے خدا نے فرعونیوں کي ھلاکت کے ساتھہ ھي عدل الہي کے قیام کا بھي مژدہ سنا دیا :

> و نرید ان نمن علی الـذین استضعفـوا فی الارض و نجعلھم ائمة و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون (۳ : ۲۸)

اور ھم اپنے دائمي قانون عدل کي بنا پر چاھتے ھیں کہ جو لوگ ھماري زمین میں کمزور بنا کر ایک مدت تک رکھے گئے ھیں ' ان پر احسان کریں ' اور اونکو دنیا کي پیشوائي عطا فرمائیں ' بڑي بڑي طاقتور قوموں کے تاج و تخت کے وھي وارث ھوں ' اور انکي پادشاھت زمین پر قائم ھوجاے - فرعون و ھامان اور انکي حکمران قوم کو انکے طرف سے جس چیز کا کھتکا تھا اور جسکے لیے وہ اُنہیں کمزور رکھتے تھے ' وھي انکے سامنے لائینگے !

(انقلاب قوۃ و ضعف)

یہ تو سلطنت فرعوني کے انقلاب کي سرگذشت تھي ' لیکن غور کرو کہ اس آیۃ کریمہ کے اندر قرآن حکیم نے کس طرح اپنے ایک قانون الہي کي خبر دیدي ہے ؟ وہ بتلاتا ہے کہ دنیا قوت کے جاہ و جلال کي نمایش گاہ ہے ' اور کمزوروں کي ھلاکت کا مقتل ہے - طاقتور قومیں کمزوروں کو اپنا غلام و محکوم بناتي ھیں ' ان میں پھوت اور اختلاف تالتي ھیں ' انکے مختلف فرقوں اور مختلف گروھوں کو باھم ملنے نہیں دیتیں ' کیونکہ اگر وہ ملکر ایک ھو جائیں تو پھر کمزور نہ رھیں اور اتفاق و یگانگت کي طاقت اعلی ظالموں کا تخت و تاج اولت دے - یہي حال مصر میں بنو اسرائیل کا تھا -

لیکن اسکے ساتھہ ھي دنیا کا ایک مستثنی قانون بھي ہے ' اور خدا کے زبردست ھاتھہ کي گاہ گاہ چمک جانے والي حرکت بھي ھوتي ہے - جب ظلم اور طاقت کے شیطان کا غرور حد سے بڑھجاتا ہے تو ایسا بھي ھوتا ہے کہ دنیا طاقت والوں کي جگہ کمزوروں کا گھر بنا دي جاتي ہے ' اور وھي زمین جو کمزوروں کیلیے قتل گاہ تھي ' طاقت والوں کي تباھي و ھلاکت کا تماشا گاہ بن جاتي ہے - پس اُس دن چھوتے بڑے کیے جاتے ھیں ' اور بڑوں کو چھوتا بنایا جاتا ہے - وہ کہ کمزور کردیے گئے تھے ' وہ کہ بیکس اور بے نوا تھے ' وہ کہ صرف رونے ' ماتم کرنے ' بے بسي کي چیخیں مارنے ' اور لتنے لتانے کیلیے تھے ' وقت آتا ہے کہ احسان الہي کے سزاوار تھہرتے ھیں ' اور کمزوري کي جگہ طاقت کیلیے ' بیکسي کي جگہ فرمانروائي کیلیے ' رونے کي جگہ خوشیوں کیلیے ' ماتم کي جگہ عیش و کامراني کیلیے ' اور لتنے کي جگہ لوتنے کیلیے ' تمام عالم میں نمایاں ھو جاتے ھیں - قوۃ فرعوني کي جگہ قوۃ موسوي کي تلوار آن کي آن میں دنیا کو پلت دیتي ہے ' اور صدیوں کي گري ھوئي قومیں پھر جاہ و جلال رباني کے ظہور و قیام کیلیے دنیا کي وارث اور خلیفہ بنا دي جاتي ھیں !

(تربیت عسکري)

لیکن جسطرح تلوار کي آخري حرکت کسي سلطنت کي شہرگ کو کات دیتي ہے ' اوسي طرح اوسکي پہلي جنبش نظام حکومت کو قائم بھي کردیتي ہے - حکومت سیاست کا سر چشمہ ہے ' اور سیاست کي پیاس ھمیشہ تلوار ھي کے پاني سے بجھي ہے - خدا تعالی حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے تاج و تخت اولتنے اور بنو اسرائیل کي حکومت قائم کرنے کیلیے ایک تیغ برھنہ کي صورت میں نمایاں کرنا چاھتا تھا ' اسلیے دیکھو کہ کس طرح اونکو بچپن ھي سے میدان جنگ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنایا ' اور طرح طرح کي آزمایشوں میں تالدیا ؟ ابھي اُنھوں نے دنیا میں پہلا ھي قدم رکھا تھا کہ ماں کے آغوش محبت سے جدا ھوگئے ' اور جس آغوش کي محبت سے زمین پر رینگنے والے کیڑے بھي محروم نہیں رھتے ' اللہ کي معلمانہ مشیت نے اپنے رسول اولوالعزم کو اس سے محروم کردیا - دریاے نیل کي طوفان خیز موجوں کي آغوش میں اُنھیں تالدیا گیا کہ ایک دن دریا کے طوفان ھي میں سے انکو اپني راہ نکالني تھي :

> و اوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافي ولا تحزني انا رادوہ الیک و جاعلوہ من المرسلین (۶ : ۲۸)

اور ھم نے موسی کي ماں کے دل میں یہ بات تالدي کہ اوسکو دودہ پلاے ' اور اگر فرعون کے ظلم کیوجہ سے اوسکي جان کا خوف ھو ' تو دریا میں تالدے - اور کسي قسم کا خوف یا غم نہ کرے ' ھم پھر اسکي گود میں اسکے لخت جگر کو واپس کردینگے ' اور اسکو اپنا پیغمبر بنائینگے -

حضرۃ موسی کي والدہ نے اپنے لخت جگر کو دریا کي لہروں کي آغوش میں تالدیا - لیکن نیل کي لہریں اس امانت مقدس

مختارات

الحرب فی الاسلام

تاریخ اسلام اور نظام عسکری

(۲)

(رسد کا مستقل محکمہ)

رفتہ رفتہ حضرت عمر نے رسد کا ایک مستقل محکمہ قائم کیا ' جسکا نام اہراء تھا - چنانچہ شام میں عمرو بن عتبہ (۱) اس محکمہ کے افسر مقرر ہوے - "اہراء" ہری کی جمع ہے - ہری ایک یونانی لفظ ہے جسکے معنی گودام کے ہیں - چونکہ رسد کے یکجا جمع ہوے اور وہاں سے تقسیم ہوے کا طریقہ یونانیوں سے لیا گیا تھا ' اس لیے نام میں بھی یہی یونانی لفظ قائم رہا - تمام جنس اور غلہ ایک وسیع گودام میں جمع ہوتا تھا اور مہینے کی پہلی تاریخ فی سپاہی ایک من دس سیر کے حساب سے تقسیم ہوتا تھا - اسکے ساتھ فی کس ۱۲ سیر روغن زیتون ' اور ۱۲ سیر سرکہ بھی ملتا تھا - اس کے بعد اور بھی ترقی ہوئی ' یعنی خشک جنس کے بجاے پکا پکایا کھانا ملتا تھا - چنانچہ مورخ یعقوبی نے حضرت عمر کے سفر شام کے ذکر میں اسکی تصریح کی ہے -

(خوراک اور کپڑا اور بھتہ)

تنخواہ اور خوراک کے علاوہ کپڑا بھی دربار خلافت سے ملتا تھا ' جسکی تفصیل وردی کے ذکر میں آئیگی - ان تمام چیزوں کے ساتھ بھتہ بھی مقرر تھا ' جسکو عربی میں "معونۃ" کہتے ہیں - سواری کا گھوڑا سواروں کو اپنے اہتمام سے مہیا کرنا پڑتا تھا - لیکن جو شخص کم مایہ ہوتا اور اُسکی تنخواہ بھی ناکافی ہوتی ' اُسکو حکومت کی طرف سے گھوڑا ملتا تھا - چنانچہ خاص اس غرض کے لیے حضرت عمر کے حکم سے خود دار الخلافہ میں چار ہزار گھوڑے ہر وقت موجود رہتے تھے - (۲)

بھتہ اور تنخواہ وغیرہ کی تقسیم کے اوقات مختلف تھے - شروع محرم میں تنخواہ ' فصل بہار میں بھتہ اور فصل کٹنے کے وقت خاص خاص جاگیروں کی آمدنی تقسیم ہوتی تھی - (۳) تنخواہ کی تقسیم کا یہ طریقہ تھا کہ ہر قبیلے کے ساتھ ایک عریف یعنی مقدم یا رئیس ہوتا تھا - فوجی افسر جو کم سے کم دس دس سپاہیوں پر افسر ہوتے تھے ' اور جو اُمراء الاعشار کہلاتے تھے ' تنخواہ اُن کو دیدیتے تھی - وہ عریف کو حوالہ کرتے تھے ' اور عریف اپنے اپنے قبیلے کے سپاہیوں کے حوالہ کردیتا - ایک ایک عریف کے متعلق ایک ایک لاکھ درہم کی تقسیم تھی - چنانچہ کوفہ و بصرہ میں سو عریف تھے جن کے ذریعے سے ایک کرور کی رقم تقسیم ہوتی تھی - اس انتظام میں نہایت احتیاط اور خبرگیری سے کام لیا جاتا تھا - عراق میں امراے اعشار نے تنخواہوں کی تقسیم میں بے اعتدالی کی ' تو حضرت عمر نے عرب کے بڑے بڑے نساب اور اہل الراے مثلاً سعید بن عمران اور مشعلہ بن نعیم ' وغیرہ کو بلا کر اسکی جانچ پر مقرر کیا - چنانچہ ان لوگوں نے دوبارہ نہایت تحقیق اور صحت کے ساتھ لوگوں کے عہدے اور روزینے مقرر کیے ' اور دس دس کی جگہ سات سات سپاہی پر ایک ایک افسر مقرر کیا - (۱) عریف کا تقرر بھی فاروقی ایجادات سے تھا ' جسکی تقلید مدتوں تک کی گئی - کنز العمال باب الجہاد میں بیہقی کی روایت ہے "اول من دون الدواوین و عرف العرفا عمر بن الخطاب"

تنخواہوں میں قدامت اور کارگزاری کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا تھا - قادسیہ میں زہرہ ' عصمہ ' ضبی وغیرہ نے بڑے مردانہ کام کیے تھے ' اسلیے اُن کی تنخواہیں دو دو ہزار سے ڈھائی ڈھائی ہزار ہوگئیں - مقررہ رقموں کے علاوہ غنیمت سے نقداً فوقتاً جو ہاتھ آتا تھا اور علی قدر مراتب فوج پر تقسیم ہوتا تھا ' اُسکی تو کچھ انتہا ہی نہ تھی - چنانچہ جلولاء میں نو نو ہزار اور نہاوند میں چھ چھ ہزار درہم ایک ایک سوار کے حصہ میں آئے تھے !

صحت اور تندرستی قائم رکھنے کے لیے حسب ذیل قاعدے مقرر تھے :

(اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کی تقسیم)

(۱) جاڑے اور گرمی کے لحاظ سے لڑائی کی حدیں متعین کردی تھیں ' یعنی جو سرد ملک تھے ان پر گرمیوں میں ' اور گرم ملکوں پر جاڑوں میں فوجیں بھیجی جاتی تھیں - اس تقسیم کا نام شاتیہ اور صائفہ رہا اور یہی اصطلاح جنگ قائم ہے - یہاں تک کہ ہمارے مورخین مغربی مہمات اور فتوحات کو صرف "صوایف" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں - یہ انتظام حضرت عمر نے سنہ ۱۷ ہجری میں کیا تھا ' علامہ طبری لکھتے ہیں : " و سمي الشواتي و الصوائف - و سمي ذالك في كل كورة "

(۲) فصل بہار میں فوجیں اُن مقامات میں بھیجدی جاتی تھیں ' جہاں کی آب و ہوا عمدہ اور سبزہ و مرغزار ہوتا تھا - یہ قاعدہ اول اول سنہ ۱۷ ہجری میں جاری کیا گیا جبکہ مدائن کی فتح کے بعد وہاں کی خراب آب و ہوا نے فوج کی تندرستی کو نقصان پہنچانا

---

(۱) تاریخ طبری صفحہ ۲۵۲۶ - اہراء کے معنی اور مفہوم کیلیے دیکھو لسان العرب اور فتوح البلدان صفحہ ۲۰۸ -

(۲) کتاب الخراج صفحہ ۲۷ - اصل عبارت یہ ہے : "کان لعمر بن الخطاب اربعۃ الاف فرس فاذا کان فی عطاء الرجل خفۃ او کان محتاجا اعطاہ الفرس"

(۳) طبری صفحہ ۲۴۸۶ - اصل عبارت یہ ہے "و امرہم بمعاونہم فی الربیع من کل سنۃ و باعطائہم فی المحرم من کل سنۃ و بفیئہم عند طلوع الشعری فی کل سنۃ ' و ذالک عند ادراک الغلات"

(۱) یہ واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ طبری صفحہ ۲۴۹۵ و ۲۴۹۶ ' و مقریزی صفحہ ۹۳ میں ہیں -

يا ايها النبي حرض المومنين على القتال ان يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفا من الذين كفروا (۸ : ۶۶)

اے پیغمبر مسلمانوں کو جہاد کیلیے آمادہ کرو، اگر تم میں بیس آدمی بھی ثابت قدم ہونگے تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب آجائینگے، اور اگر تم میں سو آدمی بھی صبر کی طاقت رکھنے والے ہونگے تو کافروں کی ایک ہزار جمعیت پر غالب آجائینگے -

عزم و استقلال اور صبر و توکل کی طاقت صرف افراد کی کثرت سے پیدا نہیں ہوسکتی، اسکو آزادی کی زندگی ہی پیدا کرتی ہے جو مواد انسانی کی نشو و نما کی فطرتی تربیت گاہ ہے -

لیکن آزادی ایک ایسا جوہر ہے، جو کبھی تو اس قدر ارزاں ہوجاتا ہے کہ ہر ریگستان کے چمکتے ہوئے ذرے میں مل سکتا ہے، اور کبھی اس قدر گران قیمت ہوجاتا ہے کہ صرف تاج شاہی کے جڑے ہوئے موتیوں ہی میں اوسکی جھلک نظر آتی ہے -

حضرت موسی علیہ السلام جس فوج کی تعلیم و تربیت کیلیے خدا کی طرف سے مامور ہوئے تھے، اوس کے اندر یہ جوہر بالکل مفقود ہوگیا تھا - فرعون کی غلامی نے اوسکے تمام شریفانہ جذبات مٹا دیے تھے، اوس نے کبھی حکومت کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا - حضرت موسی علیہ السلام کی پیغمبرانہ دعوۃ کی طاقت نے مومنین کا ایک چھوٹا سا گروہ ضرور پیدا کردیا جس نے جذبہ صادقہ کی روح سے معمور ہوکر فرعون کو للکارا تھا :

فاقض ما انت قاض انما تقضي هذه الحيوة الدنيا (۲۰ : ۷۵)

جو حکم چاہو ہمارے لیے دو، تمہاری حکومت زیادہ سے زیادہ اس دنیوی زندگی ہی کا فیصلہ کرسکتی ہے کہ ہمیں قتل کردے - اس سے زیادہ تم اور کیا کرسکتے ہو؟

لیکن یہ بھی صرف نور ایمان کی ایک جذبہ روح کی صدا تھی جسنے غلاموں کے ملک میں حریت حقہ کا غلغلہ بلند کرکے ایک نمونہ قائم کردیا، ورنہ بنو اسرائیل کے حلقے سے کبھی اس قسم کی صدائیں بلند نہیں ہوسکتی تھیں -

(جہاد فی سبیل اللہ سے اعراض)

پس اس بنا پر بنو اسرائیل کی فوجی تعلیم و تربیت کیلیے ایک ایسا مقام موزوں تھا، جہاں انسان کے سب سے پہلے آزادی کی ہوا ملتی ہے - یعنے آبادیوں اور بستیوں سے الگ کوئی صحرا اور بیابان، جہاں نہ کسی کی حکومت ہو، نہ کسی انسان کا حکم، اور قانون نافذ ہوں اور خود ساختہ پابندیوں کے جھنجھٹ، اسی دامن فطری و حقیقی میں رہکر وہ اپنی گم شدہ حریۃ کو تلاش کرسکتے تھے جو مصر کی آبادیوں میں کھو گئی تھی !

لیکن حضرت موسی علیہ السلام نے پہلے آنے والے جاہ و جلال و عظمت کو یاد دلاکر انکے جذبۂ شجاعت کو تازہ کرنا چاہا :

واذ قال موسى لقومه يا قوم اذكروا نعمة الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا وآتكم ما لم يوت احداً من العالمين - يا قوم ادخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا على ادباركم فتنقلبوا خاسرين - (۵ : ۲۳)

جب موسی نے اپنی قوم سے کہا : اے لوگو خدا کی نعمتوں کو دیکھو، اوس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے تھے، اب تمکو بادشاہ بناتا ہے، اور وہ عظمت عطا فرماتا ہے جو ابتک کسیکو بھی نہ دی تھی - پس عزم اور ہمت کرو، اور ارض مقدس میں داخل ہوجاو - اسکی حکومت صرف تمہاری ہی قسمت میں لکھدی گئی ہے، اور ہرگز بزدلوں کی طرح پیٹھہ نہ پھیرو، اسکا نتیجہ بجز ناکامیابی و محرومی کے کچھہ نہ ہوگا -

لیکن یہ امتحان ایک ایسی قوم کیلیے سودمند نہ ہوسکا جو صدیوں سے غلامی کی لعنت میں گرفتار تھی - بنو اسرائیل کی بزدلی نے نہایت مایوسانہ جواب دیا :

قالوا يموسى ان فيها قوماً جبارين، وانا لن ندخلها حتى يخرجوا منها - فان يخرجوا منها فانا داخلون (۵ : ۲۵)

ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے موسی ارض مقدس میں ایک نہایت ہیبتناک قوم رہتی ہے - ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتے - وہ اپنے ساز و سامان اور طاقت سے ہمیں پیس ڈالینگے - جب تک کہ وہ ملک سے خود بخود نہ ہٹ جائیں، ہم اسکا رخ نہ کرینگے -

اس داخلہ سے محض شاہی جاہ و جلال کا منظر دکھانا مقصود نہ تھا، بلکہ بنواسرائیل کی قدیم کھوئی ہوئی عظمت کو خلافت الہی کی صورت میں قائم کرنا تھا، اور خلافت الہی کے قائم کرنے کیلیے جس قسم کی شجاعت درکار ہوتی ہے، اسکو صرف نور ایمان ہی قائم کرسکتا تھا - بنواسرائیل کے دل اس کی حرارت سے خالی تھے - دو مخلص مومنوں نے اپنے نور ایمان کی حرارت سے انکے دلوں کو گرمانا چاہا :

قال رجلان من الذين يخافون انعم الله عليهما ادخلوا عليهم الباب - فاذا دخلتموه فانكم غالبون، وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين - (۵ : ۲۶)

جو لوگ بیت المقدس میں داخل ہونے سے ڈر رہے تھے، انہیں میں سے دو آدمیوں نے جن پر خدا نے نور ایمان کے ذریعہ سے احسان کیا تھا کہا : جہاد فی سبیل اللہ سے انکار نہ کرو اور اللہ پر اعتماد کرکے ارض مقدس میں داخل ہوجاؤ - جب اسکے اندر داخل ہوجاؤگے تو تم یقیناً غالب ہوگے - اگر تم مسلمان ہو تو خدا پر بھروسہ کرو -

لیکن اس پر بھی انکے دلوں میں حرارت پیدا نہ ہوئی، اور انہوں نے صاف جواب دیدیا :

قالوا يموسى انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها، فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون - (۵ : ۲۷)

ان لوگوں نے کہا اے موسی ! جبتک یہ طاقتور لوگ اس شہر میں ہیں، ہم اسمیں ہرگز داخل نہیں ہوسکتے - تم اپنے خدا کے ساتھہ جاکر لڑو، ہم اس جگہہ بیٹھہ کر تماشا دیکھینگے -

(چہل سالہ قیام صحراء)

اب حضرت موسی علیہ السلام کو بالکل مایوسی ہوگئی، اور انہوں نے اس بزدل قوم سے علیحدہ ہونا چاہا :

قال رب اني لا املك الا نفسي واخي، فافرق بيننا وبين القوم الفسقين (۵ : ۲۸)

حضرت موسی نے کہا : خداوندا ! میں صرف اپنے وجود پر اور اپنے بھائی ہارون ہی پر اختیار رکھتا ہوں، اپنی قوم کی بزدلی اور روحانی موت کو کیا کروں ؟ اب مجھہ میں اور اس بدکار قوم میں علحدگی کردے -

لیکن حکم الہی ہوا کہ اے موسی ! تم مایوسی کیلیے پیدا نہیں کیے گئے ہو، تمہاری پیغمبرانہ استقامت کی طاقت کو ان مشکلوں کا مقابلہ کرنا چاہیے - بنی اسرائیل کو مدتوں کی غلامی نے جہاد فی سبیل اللہ کی مقدس راہ سے نا آشنا کردیا ہے - وہ چھوٹی چھوٹی راحتوں کے عاشق ہیں، بڑے مقصد کی راہ میں مصیبت اٹھانے سے جی چراتے ہیں - غلامی کی زندگی کا یہ لازمی نتیجہ ہے - پس اس سے نہ گھبراؤ اور انہیں یہاں سے نکالکر کسی آزاد و بے قید صحرا میں جا بساؤ، وہاں کی خالص اور فطری آب و ہوا میں ایک زمانہ بسر کریں - عہد غلامی کی پرورش یافتہ نسل مٹ جائے - ایک نئی مستعد نسل پیدا ہو، پھر وہ راہ جہاد کی مشکلات کو برداشت کرسکیگی :

قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تأس على القوم الفسقين (۵ : ۲۹)

خدا نے کہا : بیت المقدس کا داخلہ انکے لیے چالیس سال تک حرام ہوگیا، اب اسی سرزمین میں وہ سرگرداں رہینگے - حصول عظمت میں یہ چہل سالہ تاخیر انہی کی بزدلی کا نتیجہ ہے - پس ایسے لوگوں کی محرومی پر تمہیں افسوس نہیں کرنا چاہیے -

اسد سے دبل ضرور اپنے ساتھہ رکھتا تھا - سوئیاں ' سوا ' تورا ' قینچی ' سوبالی ' تورتا ' چھلنی (۱) "

(قلعہ شکن آلات)

قلعوں پر حملہ کرنے کے لیے منجنیق کا استعمال اگرچہ خود آنحضرت کے زمانے میں شروع ہوچکا تھا ' چنانچہ سب سے پہلے سنہ ۸ ھ - میں طائف کے محاصرے میں اس سے کام لیا گیا - لیکن حضرت عمر کے زمانے میں اسکو بہت ترقي ہوئي ' اور بڑے بڑے مقام اسی کے ذریعے سے فتح ہوئے ' مثلاً سنہ ۱۶ ھ - میں بہرسیر کے محاصرے میں ۲۰ منجنیقیں استعمال کی گئیں - محاصرے میں ایک اور آلہ تھا جسکو دبابہ کہتے تھے - یہ ایک لکڑی کا برج ہوتا تھا جسمیں اوپر تلے کئی درجے ہوتے تھے ' اور نیچے پہیے لگے ہوتے تھے - سنگ اندازوں اور نقب زنوں اور تیر اندازوں کو اس کے اندر بٹھا دیا جاتا تھا - اسکو ریلتے ہوئے آگے بڑھاتے چلے جاتے تھے - اس طرح قلعہ کي جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور قلعہ کی دیواروں کو آلات کے ذریعے سے توڑ دیتے تھے - بہرسیر کے محاصرہ میں یہ آلہ بھي استعمال کیا گیا تھا -

(سفر مینا)

راستہ صاف کرنا ' سڑک بنانا ' پل باندھنا ' یعني جو کام آجکل سفر مینا کي فوج سے لیا جاتا ہے ' اسکا انتظام بھي نہایت معقول تھا ' اور یہ کام خاص کر مفتوحہ قوموں سے لیا جاتا تھا - عمرو بن العاص نے جب فسطاط فتح کیا تو مقوقس والي مصر نے یہ شرط منظور کي کہ فوج اسلام جدھر رخ کرے گي ' سفر مینا کي خدمتوں کو مصري انجام دیں گے (۲) - چنانچہ عمرو بن العاص جب رومیوں کے مقابلے کے لیے اسکندریہ کي طرف بڑھے تو خود مصري منزل بمنزل پل باندھتے ' سڑک بناتے ' اور بازار لگاتے گئے - علامۂ مقریزي نے لکھا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے سلوک نے تمام ملک کو گرویدہ کرلیا تھا ' اس واسطے قبطي خود بڑي خوشي سے ان خدمتوں کو انجام دیتے تھے -

(خبررساني اور جاسوسي)

جاسوسي اور خبررساني کا انتظام نہایت خوبي سے کیا گیا تھا اور اسکے لیے قدرتي سامان ہاتھہ آگئے تھے - شام و عراق میں کثرت سے عرب آباد تھے ' اور ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کرلیا تھا - یہ لوگ چونکہ مدت سے ان ممالک میں رہتے تھے ' اس لیے کوئي واقعہ اُن سے چھپ نہیں سکتا تھا - ان لوگوں کو اجازت تھي کہ اپنا اسلام لوگوں پر ظاہر نہ کریں ' اور چونکہ یہ لوگ ظاہري وضع قطع سے پارسي یا عیسائي معلوم ہوتے تھے ' اسلیے دشمن کي فوجوں میں جہاں چاہتے تھے چلے جاتے تھے - یرموک ' قادسیہ ' تکریت میں انہي جاسوسوں کي بدولت بڑے بڑے کام نکلے - (۳) شام میں ہر شہر کے رئیسوں نے خود اپني طرف سے اور اپني خوشي سے جاسوس لگا رکھے تھے ' جو قیصر کي فوجي تیاریوں اور نقل و حرکت کي خبریں پہنچاتے تھے - قاضي ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھتے ہیں : (۱) " فلما رای اهل الذمة وفاء المسلمين لهم و حسن السيرة فيهم ' صاروا اشداء على عدو المسلمين على اعدائهم فبعث اهل كل مدينة ممن جرى الصلح بينهم و بين المسلمين رجالا من قبلهم ' يتجسسون الاخبار عن الروم و عن ملكهم و ما يريدون ان يصنعوا " اردن اور فلسطین کے اضلاع میں یہودیوں کا ایک فرقہ رہتا تھا جو سامرہ کہلاتا تھا - یہ لوگ خاص جاسوسي اور خبررساني کے کام کیلیے مقرر کیے گئے ' اور اس کے صلے میں اُن کي مقبوضہ زمینیں اُنکو معافي میں دیدی گئی تھیں (۲) - اِسي طرح جراجمۂ کی قوم اس خدمت پر مامور ہوئي اور اُن کو بھي خراج معاف کردیا گیا -

(پرچہ نویسوں کا انتظام)

فوجي انتظام کے سلسلے میں جو چیز سب سے بڑھکر حیرت انگیز ہے ' یہ ہے کہ باوجودیکہ اس قدر بیشمار فوجیں تھیں اور مختلف ملک ' مختلف منازل ' مختلف طبائع کے لوگ اِس سلسلے میں داخل تھے ' ساتھہ ھي وہ نہایت دور دراز مقامات تک پھیلي ہوئي تھیں ' جہاں سے دارالخلافة تک سیکڑوں ہزاروں کوس کا فاصلہ تھا ' تاہم تمام فوج اِس طرح حضرت عمر کے قبضۂ قدرت میں تھي کہ گویا وہ خود ہر جگہہ فوج کے ساتھہ موجود ہیں - اسکا عام سبب تو حضرت عمر کي سطوت اور اُن کا رعب و داب تھا - لیکن ایک بڑا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر نے ہر فوج کے ساتھہ پرچہ نویس لگا رکھے تھے ' اور فوج کي ایک ایک بات کی اُنکو خبر پہنچتي رہتي تھي - علامۂ طبري ایک ضمني موقع پر لکھتے ہیں : " و كانت يكون لعمر العيون في كل جيش فكتب الى عمر بما كان في تلك الغزاة ' و بلغه الذي قال عتبة (۳) - " ایک اور موقع پر لکھتے ہیں (۴) " و كان عمر لا يخفى عليه شي في عمله "

اِس انتظام سے حضرت عمر یہ کام لیتے تھے کہ جہاں فوج میں کسي شخص سے کسي قسم کي بد اعتدالي ہو جاتي تھي ' فوراً اسکا تدارک کردیتے تھے ' جس سے اَوروں کو بھي عبرت ہو جاتي تھي - ایران کي فتوحات میں عمرو معدیکرب نے ایک دفعہ اپنے افسر کي شان میں گستاخانہ کلمہ کہدیا تھا ' فوراً حضرت عمر کو خبر ہوئي اور اُسي وقت اُنہوں نے عمرو معدیکرب کو تحریر کے ذریعے ایسي چشم نمائي کي کہ پھر اُنکو کبھي ایسي جرأت نہیں ہوئی - اِس قسم کي سیکڑوں مثالیں ہیں جنکا استقصاء نہیں ہو سکتا -

---

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۳۱۸ -

(۲) مقریزي صفحۂ ۱۶۳ میں ہے - " فخرج عمرو بالمسلمين و خرج معه جماعة من رؤساء القبط و قد اصلحوا لهم الطرق و اقاموا لهم الجسور و الاسواق "

(۳) تاریخ شام ازدي صفحۂ ۲۴۹ و ۲۴۷۵ - ازدي کي عبارت یہ ہے : لما نزلت الروم منزلهم الذي نزلوا به ' دسسنا اليهم رجالا من اهل البلد كانوا نصارى و حسن اسلامهم و امرناهم ان يدخلوا عسكرهم و يكتموا اسلامهم و يأتونا باخبارهم -

(۱) کتاب مذکور صفحۂ ۸۰ -

(۲) فتوح البلدان صفحہ ۱۵۸ -

(۳) طبري صفحۂ ۲۲۰۸ -

(۴) طبري صفحۂ ۲۵۲۶ -

(اشتہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہار

(ایجاد کردہ عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

*

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا ہے - خصوصاً ضعف مثانہ اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسلہ بعض اوقات خودکشي تک مسلسل ہوتا ہے ' ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب ہے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاسے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں ہوسکتي -

قیمت فی شیشي ۲ - روپیہ محصول ڈاک ۲ - آنہ

المشتہر : منیجر نسي یوناني میڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلي - کلکتہ

تها - چنانچه عتبه بن غزوان كو لكها كه هميشه جب بهار كا موسم آجاے تو فوجيں شاداب اور سرسبز مقامات ميں چلي جائيں (۱)

(بهار كے زمانے ميں فوجوں كا قيام)

عمرو بن العاص گورنر مصر موسم بهار كے آنے كے ساتهه هي فوج كو دعوت دينتے تهے ' اور حكم ديتے كه سير و شكار ميں بسر كريں' اور گهوڑوں كو چراكر اور فربه بناكر لائيں -

(آب و هوا كا لحاظ)

(۳) بارگوں كي تعمير اور چهاؤنيوں كے بنانے ميں هميشه عمده آب و هوا كا لحاظ كيا جاتا تها ' اور مكانات كے آگے كهلے هوے خوش فضا صحن چهوڑديے جاتے تهے - فوجوں كے ليے جو شهر آباد كيے گئے' مثلاً كوفه ' بصره ' فسطاط وغيره' ان ميں اُصول صحت كے لحاظ سے سڑكيں ' كوچے ' اور گليان نهايت وسيع هوتي تهيں- حضرت عمر كو اسميں اسقدر اهتمام تها كه مساحت اور وسعت كي تعين بهي خود لكهه كر بهيجي تهي - چنانچه اسكي تفصيل ان شهروں كے ذكر ميں گزر چكي هے -

(كوچ كي حالت ميں فوج كي آرام كا دن)

(۴) فوج جب كوچ پر هوتي تهي تو حكم تها كه هميشه جمعه كے دن مقام كرے اور پورے ايك شب و روز قيام ركهے ' تا كه لوگ دم لے ليں اور هتهياروں اور كپڑوں كو درست كرليں - يه بهي تاكيد تهي كه هر روز اُسي قدر مسافت طے كريں جس سے تهكنے نه پائيں' اور پڑاؤ وهيں كيا جاے جهاں هر قسم كي ضروريات مهيا هوں- چنانچه سعد بن وقاص كو جو فرمان فوجي هدايتوں كے متعلق لكها ' اسميں اور اهم باتوں كے ساتهه ان تمام جزئيات كي تفصيل بهي لكهي (۲)

(رخصت كے قاعدے)

رخصت كا بهي با قاعده انتظام تها - جو فوجيں دور دراز مقامات پر مامور تهيں اُن كو سال ميں ايك دفعه ورنه دو دفعه رخصت ملتي ' بلكه ايك موقع پر جب اُنهوں نے ايك عورت كو اپنے شوهر كي جدائي ميں دردناك اشعار پڑهتے سنا تو افسروں كو احكام بهيجديے كه كوئي شخص چار مهينے سے زياده باهر رهنے پر مجبور نه كيا جاے -

ليكن يه تمام آسانياں اسي حد تك تهيں جهاں تك ضرورت كا تقاضا تها ' ورنه آرام طلبي ' كاهلي ' عيش پرستي سے بچنے كے ليے سخت بندشيں بهي كي تهيں - نهايت تاكيد تهي كه " اهل فوج ركاب كے سهارے سے سوار نه هوں ' نرم كپڑے نه پهنيں ' دهوپ كهانا نه چهوڑيں ' حماموں ميں نه نهائيں "

(فوج كا لباس)

تاريخوں سے يه پته نهيں چلتا كه حضرت عمر نے فوج كے ليے كوئي خاص لباس جسكو وردي كهتے هيں قرار ديا تها - اُن كے جو احكام فوج كے نام منقول هيں ' اُن ميں صرف اسقدر هے كه لوگ عجمي لباس نه پهنيں - ليكن معلوم هوتا هے كه اس حكم كي تعميل پر چنداں زور نهيں ديا گيا ' كيونكه سنه ۲۱ هجري ميں جب مصر ميں ذميوں پر جزيه مقرر هوا تو فوج كے كپڑے بهي اُسميں شامل تهے اور وه يه تهے - اُون كا جبه ' لمبي ٹوپي يا عمامه ' پاجامه ' موزه (۱) حالانكه اول اول پاجامه اور موزه كو حضرت عمر نے بتصريح منع كيا تها -

(فوج ميں خزانچي و محاسب و مترجم)

فوج كے متعلق حضرت عمر كي اور بهت سي ايجاديں هيں جنكا عرب ميں كبهي وجود نه تها - مثلاً هر فوج كے ساتهه ايك افسر خزانه ' ايك محاسب ' ايك قاضي ' اور متعدد مترجم هوتے تهے - ان كے علاوه متعدد طبيب اور جراح بهي هوتے تهے - چنانچه جنگ قادسيه ميں عبد الرحمن بن ربيعه قاضي' زياد بن ابي سفيان محاسب' هلال هجري مترجم تهے - (۲) فوج ميں محكمهٔ عدالت ' سررشته حساب ' مترجمي ' اور ڈاكٹري كي ابتدا بهي اسي زمانے سے هے -

(فن جنگ ميں ترقي)

فوجي قواعد كي نسبت همكو صرف اسقدر معلوم هے كه حضرت عمر فوجي افسروں كو جو احكام بهيجتے تهے' اُن ميں چار چيزوں كے سيكهنے كي تاكيد هوتي تهي - تيرنا ' گهوڑے دوڑانا ' تير لگانا ' ننگے پانؤں چلنا - اس كے سوا همكو معلوم نهيں كه فوج كو كسي قسم كي قواعد سكهلائي جاتي تهي - تاهم اسميں بهي شبه نهيں كه حضرت عمر كے عهد ميں سابق كي نسبت فن جنگ نے بهت ترقي كي - عرب ميں جنگ كا پهلے يه طريقه تها كه دونوں طرف كے غول بے ترتيب كهڑے هو جاتے تهے' پهر دونوں طرف سے ايك ايك سپاهي نكل كر لڑتا تها اور باقي تمام فوج چپ كهڑي رهتي تهي - اخر ميں عام حمله هوتا تها - اسلام كے آغاز ميں صف بندي كا طريقه جاري هوا ' اور فوج كے مختلف حصے قرار پاے - مثلاً ميمنه ' ميسره' و غيره - ليكن هر حصه بطور خود لڑتا تها - يعني تمام فوج كسي ايك سپه سالار كے نيچے رهكر نهيں لڑتي تهي - سب سے پهلے سنه ۱۵ هجري ميں يرموك كے معركه ميں حضرت خالد كي بدولت تعبيه كي طرز پر جنگ هوئي يعنے كل فوج جسكي تعداد ۴۰ هزار كے قريب تهي' ۳۶ صفوں ميں تقسيم هوكر حضرت خالد كي ماتحتي ميں كام كرتي تهي ' اور وه تمام فوج كو تنها لڑاتے تهے -

حضرت عمر رضي الله عنه كے زمانے ميں فوج كے جسقدر حصے اور شعبے تهے حسب ذيل هيں :

قلب — سپه سالار اِسي حصے ميں رهتا تها -
مقدمه — قلب كے آگے كچهه فاصلے پر هوتا تها
ميمنه — قلب كے دائيں هاتهه پر رهتا تها -
ميسره — بائيں هاتهه پر -
ساقه — سب سے پيچهے -
طليعه — گشت كي فوج جو دشمن كي فوجوں كي ديكهه بهال ركهتي تهي -
رده — جو ساقه سے پيچهے رهتي تهي تا كه دشمن عقب سے حمله نه كرسكے -
رائد — جو فوج كے چاره اور پاني كي تلاش كرتي تهي -
ركبان — شتر سوار -
فرسان — سوار -
راجل — پياده -
رماة — تير انداز -

هر سپاهي كو جنگ كي ضرورت كي تمام چيزيں اپنے ساتهه ركهني پڑتي تهيں - فتوح البلدان ميں لكها هے كه كثير بن شهاب (حضرت عمر كے ايك فوجي افسر تهے) كي فوج كا هر سپاهي

---

(۱) تاريخ طبري ميں هے " وكتب عمر الى سعد بن مالك والى عتبة بن غزوان ان يتربعا بالناس في كل حين ربيع في اطيب ارضيهم" كتاب مذكور صفحهٔ ۲۴۸۶ -

(۲) عقد الفريد جلد اول صفحه ۴۹ ميں يه فرمان بعينه منقول هے-

(۱) فتوح البلدان صفحهٔ ۲۱۵ -

(۲) طبري واقعات سنه ۱۴ هجري صفحه ۲۲۲۹ -

[illegible] نے انحضرت کے جسد اطہر کو [illegible] کر دیا تھا' لیکن اسلام کی [illegible] سے ابھی [illegible] تھی - حالانکہ ابھی آپ دفن بھی [illegible] مسجد میں تشریف لاے' دیکھا کہ [illegible] کی حالت میں صحابہ سے مخاطب [illegible] آے - پھر روکا' [illegible] خود ایک خطبہ [illegible] آگے ہمہ تن گوش بنا دیا :

[illegible] بعد [illegible] محمد [illegible] حی [illegible] یموت - وقال اللہ تعالی وما محمد الا الرسول (۱)

جو لوگ تم میں سے محمد کو پوجتے تھے انکو معلوم ہو کہ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے ساتھ انکے اسلام کا بھی خاتمہ ہوچکا' لیکن جو لوگ خدا کے پوجنے والے تھے' انکو یقین کرنا چاہیے کہ انکا خدا اب تک زندہ ہے' اور کبھی نہ مریگا - خدا خود کہتا ہے کہ محمد تو صرف ایک پیغمبر ہیں' جیسا کہ انکے پہلے پیغمبر آے اور اپنا فرض نبوت ادا کرکے دنیا سے چلے گئے -

صحابہ کہتے ہیں کہ " اس خطبہ کے بعد لوگونکو ایسا محسوس ہوا گویا یہ آیت آجکل اتری ہے جو کبھی نازل ہی نہیں ہوئی تھی " ابھی زبان سے وہ کچھ اسطرح بروقت ادا ہوئی کہ ہر شخص کے دل میں اتر گئی اور ہر زبان نے اسکو بار بار دھرایا !

غالباً اسی ضبط و استقلال کا اثر تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں انہی کی بیعت کیلیے سب سے پہلے ہاتھ بڑھایا -

خلافت کے بعد احتساب کا ایک نہایت نازک موقع اور پیش آیا' یعنی ایک گروہ نے زکواۃ روک دی - حضرت ابوبکر نے اون سے جہاد کرنا چاہا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا : " کلمہ گویوں کے ساتھ کیونکر جہاد کیا جا سکتا ہے ؟ " لیکن حضرت ابوبکر نے صاف کہدیا : " جو لوگ نماز اور زکواۃ میں دو برابر بھی تفریق کرینگے' اور ایک بکری کا بچہ بھی روک لینگے' میں اون سے مقاتلہ کرونگا " چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بعد میں اون کی اصابت راے کو تسلیم کرنا پڑا (۲)

ان اہم مواقع کے علاوہ احتساب کے اور بھی جزئی موقع عہد نبوت میں پیش آے' اور اونہوں نے اس فرض کو ادا کیا - صحابہ کرام کے پیغمبرانہ اعمال کا میدان اسقدر وسیع ہے کہ تمام واقعات کو جمع کرنا ممکن نہیں - عید کے دن کچھ عورتیں حضرت عائشہ کے گھر میں گا رہی تھیں - حضرت ابوبکر آے اور اونکو ڈانٹا' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو گانے کی اجازت دیدی (۳)

ایک مرتبہ ایک عورت کے پاس سے گذرے - دیکھا کہ وہ بالکل خاموش ہے - لوگوں سے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اوس نے عرب کے قدیم طریق رہبانیت پر " خاموش حج " کیا ہے - اونہوں نے اوس سے کہا : " یہ جائز نہیں' یہ زمانہ جاہلیت کا دستور تھا - "

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس فرض کے ادا کرنے پر اونکو اسلام کی قوت یا خلافت کی سطوت نے اسقدر دلیر کردیا تھا' بلکہ یہ قوت خلافت سے پہلے بھی ہمیشہ اسی طرح اپنا عمل انجام دیتی رہی - ابتداے اسلام میں جب اسلام کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا' اوسوقت بھی اونہوں نے اسی دلیری کے ساتھ اس فرض کو ادا کیا - ایک مرتبہ آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے' عقبہ بن معیط نامی ایک شقی آیا اور آپکی اس مقدس گردن کو پکڑ کے زور سے دبایا جسکے اندر سے تمام کائنات ارضی کی سعادت کی صدائیں نکلتی تھیں - حضرت ابوبکر فوراً آگئے اور ہاتھ پکڑ کے اوسکو دور دھکا دیا اور کہا " تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف خدا ہے ؟ " (۱)

(اسوۂ احتساب فاروقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لاے تھے تو اونکے ہاتھ میں تلوار تھی - اسلام لانے کے بعد بھی وہ تلوار اونکے ہاتھ میں ہر جگہ نظر آتی ہے -

ہم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ہیں کہ جب کسی نے شان اسلام کے خلاف کوئی بات کی' حضرت عمر رض نے فوراً تلوار اوٹھا لی - حاطب بن بلتعہ نے مدینہ سے اہل مکہ کو ایک خط لکھا' جس کے ذریعہ اونکو مسلمانوں کے مخفی حالات معلوم ہو گئے - حضرت عمر رض نے فوراً تلوار سنبھال لی اور آنحضرت سے عرض کیا : " اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اوڑا دوں " (۲)

ایک غزوہ میں عبد اللہ ابن ابی نے کہ منافقوں کا لیڈر تھا' کہا : " مدینہ چل کر محمد کو نکال دیا جائیگا " حضرت عمر نے فوراً آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی : " حکم دیجیے کہ اس منافق کا فیصلہ کردوں " لیکن رحمۃ للعالمین نے دونوں موقعوں پر اونکو روک دیا (۳)

احتساب کیلیے نرمی و ملاطفت کے ساتھ بہت زیادہ دلیری' آزادی' اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے - حضرت عمر میں احتساب کی یہی آخر الذکر شان زیادہ نمایاں نظر آتی ہے جسکے بغیر کوئی انسان سچائی کا محتسب نہیں ہوسکتا - اسیران بدر اور صلح حدیبیہ کے واقعہ میں اونہوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے جس طرح اختلاف کرنے کی جرأت کی' اوسکا حال ہر اوس شخص کو معلوم ہے جس نے صحاح کا مطالعہ کیا ہے - جب آنحضرۃ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنی چاہی تو دیکھکر اونہوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا (۴)

تمام صحابہ کو کم و بیش احتساب کے ادا کرنے کا خیال تھا' لیکن کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ آنحضرۃ کی بیویوں کے معاملے میں بھی روک ٹوک کرتا - اس معاملہ میں صرف حضرت عمر تمام صحابہ کے اندر ممتاز نظر آتے ہیں - حضرت سودہ کو باہر نکلنے پر اونہی نے ٹوکا تھا - (۵) اور خود آیت حجاب نے بھی اونکی تائید کی - یہاں تک کہ خود حضرت ام سلمہ کو ایک بار شکایت کرنی پڑی کہ " اے عمر ! اب تم اسقدر بڑھ چلے ہو کہ ازواج مطہرات اور خود آنحضرت کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ؟ " (۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں مستحق ادب خیال کیے جاتے تھے' لیکن ایک موقع پر جب خود اونکی بہن نے جوش غم میں حد شریعت سے تجاوز کرکے نوحہ کیا' تو حضرت عمر رض نے اونکو گھر سے نکلوا دیا - (۷)

---

(۱) بخاری جزء ۲ - ص - ۷۲ کتاب الجنائز-
(۲) بخاری جزء ۱۵۹۳ -
(۳) بخاری جزء ۲ - ص - ۱۶ کتاب العیدین -

(۱) بخاری جزء ۵ - ص - ۱۰ -
(۲) بخاری جزء ۵ ص - ۷۸
(۳) بخاری جزء ۹ - ص - ۱۴۵
(۴) بخاری جزء ۱ - ص - ۹۷
(۵) بخاری جزء ۸ - ص - ۵۴
(۶) بخاری جزء ۴ - ص - ۱۲۷
(۷) بخاری جزء ۹ - ص - ۸۲ -

اسوۂ حسنہ

احتساب اور اسلام

احتساب اور اسلام

[illegible] عہد خلافت کا اسوۂ حسنہ

[illegible] جب کسی شخص کا ایمان [illegible] مضبوط ہو، اور [illegible] اور [illegible] نمونہ بن [illegible] ایک [illegible] فرض [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا -

[illegible] یہ فرض [illegible] ہے کہ اعتقاد و عمل کا احتساب کرے، یعنی دیکھتا رہے کہ نیکی اور راستی کی راہ سے انحراف تو نہیں ہو رہا ؟

[illegible] سچائی اور ہدایت سے انحراف نظر آئے، تو وہ اپنے [illegible] سے، اپنی زبان سے، اپنی تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ وہ خدا کی زمین پر خدا کی سچائی کا محافظ و ذمہ دار ہے، اور اسکے وجود کو صرف اسیلئے قائم کیا گیا ہے، [illegible] عدل کی نگرانی کرے اور بدی کے درخت کو بڑھنے اور پھیلنے سے روکے -

[illegible] اسلامی اسی احتساب کی ایک اصولی حقیقت ہے - امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسی کا نام ہے، اور یہی وہ فرض [illegible] ہے جو امۂ مسلمہ کے ہر فرد کو سپرد کی گئی، اور اسکی نسبت فرمایا کہ "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر"

[illegible] نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی حیاۃ [illegible] کی کوشش کی تھی کہ آپکی زندگی کو "احتساب" [illegible] سکیں، اور [illegible] ایک محتسب ہونے کے جو اسوۂ حسنہ آپنے قائم کیا ہے، [illegible] کے سامنے واضح ہوسکیں - [illegible] اور ہدایت [illegible] نقش [illegible] زندگی [illegible] تاکہ [illegible] کا نمونہ [illegible] ہوجائے - یہ میدان [illegible] وسیع ہے - [illegible] حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے سلسلہ شروع کرتے ہیں -

(اسوۂ صدیقی کا حصۂ احتساب)

حضرت ابوبکر صدیق کی ذات در حقیقت آنحضرت کے اسوۂ حسنہ کا ایک مکمل پرتو ہے - فطرت صالحہ نے جاہلیت ہی کے زمانے سے انکے دل میں فرض احتساب کے ادا کرنے کا احساس پیدا کردیا تھا - اسلام نے اس جوہر کو اور زیادہ چمکا دیا، اور وہ مسلمان ہونے کے ساتھ ہی محتسب اعظم بن گئے -

(تزکیۂ نفس)

[illegible] ایک [illegible] نے [illegible] معاش [illegible] معلوم ہے [illegible] "مجھے [illegible]" "میں نے [illegible] جاہلیت کے زمانے میں [illegible] کی [illegible] تھی - آج اس شخص نے اسکا معاوضہ دیا، [illegible] معاش [illegible]" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] سے [illegible] اسوقت [illegible] تھی، حلق میں ہاتھ ڈالکر اپنی انگلی حلق میں ڈالدی، اور جو کچھ کھایا تھا قے کرکے نکال دیا !
(بخاری جزء ۲)

(اصلاح خاندان)

[illegible] احتساب میں اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اصلاح خاندان کا مرحلہ پیش آتا ہے - حضرت ابوبکر ہمیشہ اس فرض کے ادا کرنے میں سرگرم رہتے تھے - حضرت عائشہ فرماتی ہیں " [illegible] سے خوش ہوتا ہے، اپنے گھر کو مسلمان ہی دیکھا " یہ حضرت ابوبکر کی اسی ہدایت اور ارشاد احتساب کی برکت تھی، ورنہ اس وقت صدہا خاندان تھے جنکا کوئی ایک شخص تو مسلمان ہوگیا تھا لیکن تمام گھرانا بدستور کفر میں مبتلا تھا - حضرت عائشہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے نکاح میں آچکی تھیں، اور اب انکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت و ارشاد کی ضرورت نہ تھی، تاہم جب کبھی ان سے کوئی لغزش ہوجاتی تو نہایت سختی کے ساتھ تنبیہ کرتے تھے -

حضرت عائشہ آنحضرت کے ساتھ کسی سفر میں تھیں - انکا ہار گم ہوگیا - آنحضرت اور صحابہ اسکی تلاش کیلیے رک گئے - اتفاق سے اس جگہ پانی کا کوئی سامان نہ تھا - صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے شکایت کی - وہ آئے تو دیکھا کہ آنحضرت حضرت عائشہ کے زانو پر سر رکھکر سو رہے ہیں - لیکن پھر بھی انسے صبر نہ ہوسکا اور حضرت عائشہ کو سخت ملامت کی کہ "تو نے ایک ہار کیلیے تمام لوگوں کو اسقدر پریشان کیا" چنانچہ اسی موقع پر آیت تیمم نازل ہوئی تھی اور تمام صحابہ پکار اٹھے تھے
ما ھی باول برکتکم [illegible] یعنی اے خاندان ابوبکر، تمہاری [illegible] آل ابی بکر (۱) [illegible] نہ حکم تیمم کے نزول کا باعث ہوئے، [illegible] سے تھوڑا [illegible] برکتوں کا سرچشمہ رہتا ہے،

(احتساب ملت)

قوم کی ہدایت و ارشاد کیلیے انہوں نے ایسے نازک موقع پر فرض احتساب ادا کیا کہ خود حضرت عمر جیسے عاقل اور مستقل شخص کے ہوش و حواس بھی پراگندہ ہوگئے تھے - آنحضرت کے انتقال کے وقت اسلام ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہوگیا تھا - چھپے ہوئے دشمنوں کے مخفی حملات میں جنبش پیدا ہوگئی تھی، اور اگر ضبط و استقلال کے ساتھ ارکان اسلام کو قائم نہ کر دکھایا جاتا، تو دشمنان حق اس مہلت کو اپنے دیرینہ حوصلوں کی شکارگاہ بنا لیتے - لیکن اس اہم فرض کی طرف کسی کو توجہ نہ تھی، اور محبوب رب العالمین کے فراق نے تمام صحابہ کو سراسیمہ و حیران بنا دیا تھا - ایسی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق ہی کا دماغ تھا جو [illegible] کی حالت میں تھا - محبت اور جذبۂ عقیدت کا اظہار تو

---

(۱) صحیح بخاری جزء - ۷۰۱

ہوتا ہے ' لیکن اس طریقہ میں جس قوت کی ضرورت ہوتی ہے ' وہ ایک لدنی جوہر مقدس **ہے جو ہر شخص** میں پیدا نہیں ہوسکتا -

ایمان باللہ ' انقطاع **علائق ماسوی اللہ** ' تقوی ' طہارت ' زہد و عبادت ' اور فضائل و **اخلاق کی عملی** زندگی سے انسان میں ایک خاص کیفیت الاعدہ و راسخہ پیدا ہوجاتی ہے ' جسکو شریعت کی زبان میں روحانیت ' اور علم النفس کی اصطلاح میں نفوذ کہتے ہیں - جن لوگوں میں یہ روحانیت پیدا ہوجاتی ہے وہ اپنے وجود کے اندر طاقت و سلطانی کی ایک ایسی نافذانہ قوۃ پالیتے ہیں ' جو تلوار کی دھار اور آگ کی لپٹ سے زیادہ مخلوقات پر اثر رکھتی ہے - پس اس قوت کے حصول کے بعد وہ انسانوں کے سامنے آتے ہیں تو نیکی کا ایک فرشتہ نمایاں ہوجاتا ہے - انکے حضور میں کبھی برائی سر نہیں اُٹھا سکتی ' اور کوئی انسان گناہ نہیں کر سکتا - جو لوگ انکی صحبت میں رہتے ہیں ' اُنپر انکی **یہ قوۃ** روحانی ازسرتاپا چھاجاتی ہے ' اور بسا اوقات اسطرح خیر مجسم **بنا** دیتی ہے کہ گناہ کی ہوس ہی معدوم ہوجاتی ہے -

علماء امت میں یہ قوۃ اعتقاد راسخ اور اعمال صالحہ سے پیدا ہوتی ہے ' **اور اسکی** ایک خاص حد ہے - لیکن حضرات انبیاء کرام **علیہم السلام کے ظہور** کا مقصد چونکہ اصلاح نفوس ہوتا ہے ' اسلیے **اللہ تعالی** انکی فطرۃ کے اندر ہی اس قوۃ کو اس انتہائی حد تک ودیعت کردیتا ہے جو انسانیۃ کبری کا درجۂ قصوی ہے ' اور جو صرف انبیاء ہی کیلیے مخصوص ہے -

وہ جب دنیا میں آتے ہیں تو بغیر کسب و اخذ کے اس قوۃ الہی کا اعلی ترین سرچشمہ ہوتے ہیں ' اور انکے سلطان نفوذ و **احاطۂ کلی** کے آگے دنیا کی تمام طاقتیں فدا ہوجاتی ہیں - انکے **پاس لوہے** کے آلات اور خون ریزی کے اسلحہ میں سے کچھہ **نہیں ہوتا ' لیکن** یہی قوۃ الاہیہ ہوتی ہے جو انکو از سرتاپا ایک **شمشیر الہی** بنا دیتی ہے اور انکا وجود ' انکی نقل و حرکت ' **انکی** کردار و رفتار ' انکا کھانا پینا ' رہنا سہنا ' غرضکہ **زندگی اور** وجود کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک ادا کا **اللہ محافظ** ہوتا ہے ' اور انکے اندر نیکی کی نافذانہ و عاملانہ قوۃ کی بجلیاں بھر دیتا ہے -

انبیاء کرام کے ظہور کا مقصد سعادت انسانی اور سلام ارضی ہے ' اسلیے انکو نبوت کی جسقدر طاقتیں **بخشی جاتی ہیں** ' وہ انکے کام اور کام کی وسعت کے مطابق ہوتی ہیں - **سپہ سالار فوج** کو جتنی بڑی فوج سے لڑنا ہوتا ہے ' اسی کے مطابق اُسکو فوجی سر و سامان بھی دیا جاتا ہے ' اور اسی کے مطابق اسکے سپاہیوں کی تعداد اور طاقت بھی ہوتی ہے - اسلام سے پہلے جسقدر انبیاء کرام علیہم السلام آئے ' انکا جہاد صرف محدود ملکوں اور قوموں کی گمراہیوں کے مقابلے میں تھا - **لہذا انکا سامان جنگ** بھی انکے کام کے مطابق **تھا - لیکن** اسلام کا ظہور تمام کرۂ ارضی کی ضلالت کو نابود کرنے کیلیے **تھا ' اور** تمام نوع بشری کی اصلاح اسکے سامنے تھی - پس اسکا پیغمبر بھی تمام پچھلی قوتوں سے زیادہ قوۃ لیکر آیا ' اور تمام پچھلی فوجوں اور فوجی سر و سامان سے زیادہ وسیع و عظیم اسکی فوج اور اُسکا سامان جنگ تھا -

یہی وجہ ہے کہ پیغمبرانہ طاقتوں میں سے ہر طاقت پیغمبر **اسلام** کو زیادہ ملی ' اور یہی وجہ ہے کہ اور تمام پیغمبروں کی طیار **کردہ** جماعت سے کہیں زیادہ **طاقتور جماعت اس** نے طیار کی - اعمال نبوت میں سب سے بڑی طاقت یہی **قوۃ نفوذ** و تربیت ہے ' اسی قوۃ سے وہ دنیا کی تمام شیطانی قوتوں کو نابود کردیتے ہیں - پس اسلام کے پاس اس قوۃ کا خزانہ بھی سب سے زیادہ **وسیع تھا** ' اور اس نے صحابہ کرام کی جو جماعت اس قوۃ سے طیار کی تھی ' وہ تمام پچھلی خلفاء نبوت جماعتوں سے بڑھکر اس قوۃ روحانی کو اپنے اندر رکھتی تھی -

عہد نبوۃ کی تاریخ ہمیں اور کچھہ نہیں بتلاتی ' صرف اسی قوۃ الہی کی ایک روحانی سرگذشت ہے - صحابہ کو جس چیز نے احتساب حق کی پیغمبرانہ قوتوں سے معمور کردیا تھا ' وہ اسی قوت کی **تربیت تھی** ' اور صحابہ کی زندگی میں احتساب حق کا جو عملی نمونہ نظر آتا ہے اور جو انکی زندگی کی ایک ایک ادا کے اندر جلوہ افگن ہے ' وہ اسی قوۃ معلمہ و مربیہ کی متعلمہ و تربیت یافتہ تصویر تھی -

حضرت حنظلہ تمیمی فرماتے ہیں : " ہم لوگ آنحضرت کی خدمت میں تھے کہ آپ نے جنت و دوزخ کا ذکر اس موثر طریقہ سے کیا کہ ہم نے اُنکو اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیا ' لیکن میں خدمت مبارک سے اُٹھکر بال بچوں میں آیا اور اُنکے ساتھہ چہل اور ہنسی مذاق کرنے میں مصروف ہوگیا ' **تو وہ اثر زائل** ہوگیا جو آپ کے فیض صحبت نے پیدا کردیا تھا - **پھر مجھکو** وہ تذکرہ یاد آیا تو میں فوراً اُٹھا اور **حضرت ابوبکر سے ملکر کہا** کہ میں منافق ہوگیا ہوں - آنحضرۃ کی **خدمت میں جو ذوق و شوق** مجھپر طاری ہوگیا تھا ' وہ گھر پہنچکر **باقی نہ رہا** - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے آخر ہم بھی تو ایسا ہی کرتے ہیں "

لیکن حضرت حنظلہ کو اُنکے اس جواب سے تسکین نہیں ہوئی - اونہوں نے براہ راست آنحضرت سے اسکا ذکر کیا - آپ نے فرمایا : " تم لوگوں کی جو حالت میرے پاس ہوتی ہے ' اگر یہ قائم رہ جاتی تو تم سے فرشتے راستوں میں مصافحہ کرتے " (سنن ابن ماجہ صفحہ ۷۷۵)

روحانیت کی اس قوۃ کی اصلی پہچان یہ ہے **کہ یہ انسان کے اندر** ایک عامل و نافذ طاقت **پیدا کردیتی ہے ' اور اسلیے اسکا وجود** جسطرح انسانوں کو نیک **بنا دینے کیلیے ٹھیر لیتا ہے** ' **دوسرے** انسانوں سے نہیں ہو سکتا - **وہ وعظ کرسکتے ہیں ' ہدایت کرسکتے ہیں** ' نیکی کی خوبیاں **بتا سکتے ہیں ' مگر اپنی جلال** و سلطانی حق سے چھاکر آپ نیک **نہیں بنا دیسکتے - صحابہ کرام میں اس** قوۃ حق کے کرشمے ہمیں **ہر جگہ نظر آتے ہیں - لیکن** خاص طور پر حضرۃ علی ' حضرۃ عمر ' اور حضرۃ ابوبکر (**رضی اللہ عنہم**) اس قوۃ کا مظہر تھے - حضرت ابوبکر صدیق نے جب سب سے پہلے تنہا ہجرت کرنی چاہی ' تو اسی قوۃ کا اعتراف تھا جسکی بنا پر ابن دغنہ نے آپ کو جانے سے روکا :

"مثلک یا ابا بکر لایخرج	اے ابوبکر ! تم جیسا شخص نہ ہجرت
ولا یخرج انک تکسب	کرسکتا ہے ' اور نہ ہجرت کرنے پر اُسکو
المعدوم و تصل الرحم	مجبور کیا جا سکتا ہے - تم مفلسوں کو
وتحمل الکل و تقری	مال دیتے ہو ' حقوق رحمی [illegible]
الضیف و تعین علی	[illegible] ' قوم کا [illegible] اپنے سر [illegible]
نوائب الحق فانا لک	لیتے ہو [illegible] ضیافت کرتے
[illegible] واعبد ربک	ہو ' [illegible] قبیلے کی
[illegible] بخاری جزو ۵)	[illegible] ہو ' تم میرے پڑوسی ہو '
	[illegible] اپنے شہر میں خدا کی عبادت کرو -

چنانچہ کفار قریش نے بھی ابن د[illegible]ی سفارش سے انکو [illegible] کے اندر عبادت کرنے اور قرآن پڑھنے کی اجازت دیدی اور اسطرح کفار باوجود انتہاء شقاوت و مخالفت کے خود انکو ہجرت سے روکنے لگے !

انہوں نے شوق عبادت میں گھر کے اندر ایک مسجد [illegible] اور عبادت و قرأت میں مصروف ہوگئے ' لیکن جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو اُن پر سخت خشیت و رقت طاری ہوجاتی تھی '

حقيقت يه هے که آزادي صداقت اور دليري حق ادب کے منافي نہيں ' ورنه خود حضرت عمر سے زيادہ آنحضرت کا ادب کون کرسکتا تھا؟ اپني ذات کے علاوہ جب کبھي کسي دوسرے سے کوئي حرکت صادر هوجاتي جو آنحضرت کے ادب کے ذرا بھي منافي هوتي' تو وہ اسکي برداشت کي طاقت نہيں رکھتے تھے - آنحضرت کي خدمت ميں چند عورتيں نہايت اونچي آواز کے ساتھه گفتگو کررھي تھيں' اتفاق سے حضرت عمر آگئے تو سب کي سب بے تحاشا اوٹھه کے بھاگ گئيں که اس جرأت پر کہيں انکي تلوار احتساب کو حرکت نه هو جاے - آنہوں نے کہا: "اے اپني جان کي دشمنو! رسول اللہ سے زيادہ مجهه سے ڈرتي هو؟ " (۱)

حضرت عمر کے کارنامه احتساب ميں سب سے زيادہ نماياں وہ واقعات هيں ' جہاں انهوں نے صحابه کو کثرت روايت حديث سے روکا هے - حديث کي روايت جس قدر ضروري هے ' اسي قدر مشکل بھي هے - صحابه کے زمانه ميں اگرچه کذب في الرواية کا (يعنے عمداً غلط اور جھوٹ روايت کرنے کا) احتمال نه تھا - تاهم غلطيوں کے پيدا هونے کا انديشه تھا ' اور بعض موقعوں پر غلطياں پيدا بھي هوئيں - چنانچه اسکے متعلق حضرت عائشه' حضرت ابن عمر ' حضرت ابو هريره' اور حضرت عبد اللہ بن عباس کي تنقيدي روايات کو پيش نظر رکھنا چاهيے - پس اسي بنا پر حضرت عمر روايت حديث کي غير محتاط کثرت پر نہايت سخت گيري کرتے تھے - حضرت ابوهريره نے جب کثرت سے روايتيں کيں ' تو اونهوں نے صاف صاف کهديا - " اب اگر تم نے احتياط نه کي تو کوڑوں سے پٹوا کر نکلوا دونگا " (۲)

ايک بار حضرت ابو موسى اشعري نے اونکو تين بار سلام کيا ' وہ مصروف تھے جواب نہيں ديا - وہ واپس چلے گئے - فارغ هوے تو بلا کر واپس جانے کي وجه پوچھي - اونهوں نے کہا : " آنحضرت نے فرمايا هے که تين بار اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نه ملے تو واپس جاو " حضرت عمر نے کہا : "اس حديث کي صحت پر گواہ لاو" چنانچه حضرت ابو سعيد خدري نے شهادت دي' تو اونکا دامن چھوڑا (۳)

دو عورتوں ميں زد و کوب هوئي - ايک حامله تھي - اوسکا حمل ساقط هوگيا - حضرت عمر کے سامنے مقدمه پيش هوا تو آپ نے صحابه سے دريافت فرمايا : " کسي نے آنحضرت سے اسکے متعلق کوئي حديث سني هے ؟ " مغيره نے کہا : " هاں ' آنحضرت نے اوسکي ديت ايک غلام يا ايک لونڈي دلوائي هے " ليکن اونهوں نے تسليم نه کيا اور اس حديث پر شهادت طلب کي ' چنانچه جب محمد بن مسلم نے گواهي دي تو اسکے مطابق فيصله کيا (۴)

اونهوں نے اس معامله ميں اس قدر سخت گيري کي که بعض موقعوں پر صحابه چيخ اوٹھے: لا تکن عذابا علي اصحاب رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم" (۵) يعنے اے عمر! اصحاب رسول کيليے تم عذاب نه هوجاو!

حضرت عمر کي نگاہ اگرچه هميشه اسي قسم کے جلائل امور پر پڑتي تھي ' تاهم وہ جزئيات احتساب سے بھي بے پروا نه تھے - جب ايک عورت شريک جنازہ هوئي تو انهوں نے اسکو ڈانٹا که تمهاري شرکت کا حکم شرعي موجود نہيں ' ليکن آنحضرت صلي اللہ عليه وسلم نے اسکو اجازت ديدي (۱)

ايک بار طائف کے دو آدميوں نے مسجد نبوي ميں شور و غل کيا - حضرت عمر نے انکو بلوا کر کہا - " اگر تم مسافر نه هوتے تو ميں تمکو سزا ديتا تم مسجد نبوي کے اندر شور کرتے هو؟ " (۲)

ايک بار حضرة ابن زبير کے بدن پر حرير کا کپڑا ديکھا تو اسکو پھاڑ ديا - انکے باپ زبير نے کہا " تم نے بچے کو دل شکسته کرديا" فرمايا "بچوں کو حرير نه پہناؤ" يعنے بچپن سے آنهيں عيش و راحت جسم کا عادي نه کرو - اسلام هر مسلمان کو سپاهي کي طرح سادہ وضع اور محنت پسند ديکھنا چاهتا هے - (۳)

رويشد ثقفي ايک شخص تھا جس نے شراب کي دکان کھولي تھي - حضرت عمر نے دکان ميں آگ لگوادي اور فرمايا: " تو فويسق هے نه که رويشد " حضرت علي عليه السلام نے بھي ايک گاؤں کو جلواديا تھا جس ميں شراب کي تجارت هوتي تھي (۴)

حضرت عمر (ض) نے ايک آدمي کو ديکھا که دودہ ميں پاني ملا کر بيچ رها هے - اس سے چھينکر دودہ کو زمين پر گرا ديا (۵)

انبياے سابقين کي جو محرف اور ناقابل وثوق کتابيں عرب ميں پھيلي هوئي تھيں جن سے اسلام ميں بھي اختلاط مذهبي پيدا هوجانے کا خوف تھا ' حضرت عمر نے آن سب کو جلا ديا -

اے کاش اسرائيليات کا تمام ذخيرہ نابود هوجاتا -

سعد بن ابي وقاص نے اميرانه ٹھاٹ کے ساتھه ايک محل بنايا اور بادشاهوں کي طرح پردے ميں رهنے لگے ' حضرت عمر کو خبر هوئي تو اوس محل کو جلوا ديا - يه شدت تھي جو اسلامي احتساب کے نمونوں نے همارے سامنے پيش کي هے - يه امارت اور سلطاني کے بڑے بڑے محل هي هيں جنکے اندر انسانية کي بربادي کي تمام خباثتيں پليں' اور يهي محل هيں جنهوں نے خلفاء اسلام کي کچي ديواروں کي جگه بنکر' اسلام کي اصلي طاقت کو پاش پاش کرديا !

اس قسم کے سيکڑوں واقعات هيں جنکي تفصيل اس مختصر مضمون ميں نهيں کي جاسکتي -

(ايک دقيـق نکته)

آنحضرت صلى اللہ عليه وسلم نے امر بالمعروف و النهي عن المنکر کا يه طريقه بتايا هے :

من راى منکم منکرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه ' فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان (مسلم جلد - ۱ ص - ۳۸ کتاب الايمان)	تم ميں سے جو شخص کسي برائي کو ديکھے تو چاهيے که اوسکو اپنے هاتھه سے بدلدے' ليکن اگر اس پر قادر نهو تو زبان سے ٹوکے' اگر اس پر بھي قادر نهو توکم ازکم دل هي سے برا سمجھے' مگر يه آخري صورت ادنى درجه کا ايمان هے -

يه حديث احتساب مختلف درجوں کي اس قدر جامع هے که ايک صاحب اقتدار بادشاہ سے ليکر ايک اپاهج فقير تک اسکے اندر اپنا حکم اور طريقه پا لے سکتا هے ' ليکن اسکے علاوہ احتساب کا ايک اور طريقه بھي هے جس پر هر شخص عمل نهيں کرسکتا - احتساب کا هر طريقه هاتھه ' زبان ' يا کم از کم دل کي قوت کا محتاج

---

(۱) بخاري جزء - ۸ ص - ۲۳
(۲) تذکرة الحفاظ جلد اول تذکرہ عمر فاروق -
(۳) بخاري جزء ۸ - ص - ۵۴ -
(۴) بخاري جزء - ۹ ص - ۱۱
(۵) ابو داود جلد - ۲ ص - ۳۴۹

(۱) سنن ابن ماجه - ص - ۲۷۱
(۲) بخاري جزء ۱ - ص - ۹۷
(۳) الحسبة في الاسلام لحجة الاسلام ابن تيميه - ص - ۴۴
(۴) الحسبة في الاسلام - ص - ۴۳
(۵) الحسبة في الاسلام - ص - ۴۳

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تصدیق [illegible] دوا کو استعمال کریں اور [illegible] زندگانی حاصل کریں - یعنی [illegible] اپھرانی استعمال کریں اور دل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

[illegible] مدراس شاہو [illegible] اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس [illegible] رہتے ہیں [illegible] اپھرانی کو امراض مستورات کیلیے [illegible] مفید اور مناسب پایا -

[illegible] ایف - جی - رینس - ایل - ار - ایل - ار - سی - پی [illegible] اسپتال مدراس [illegible] نمونے کی شیشیاں اپھرانی کی اپنے مریض پر استعمال کیا اور بہت [illegible]

[illegible] ایم - جی - ایم - [illegible] (لندن) [illegible] اسپتال [illegible] اپھرانی [illegible] استعمال کیا ہے [illegible] شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور عجیب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

[illegible]

[illegible] ہی اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

میپریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بوبازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane
Bowbazar Calcutta.

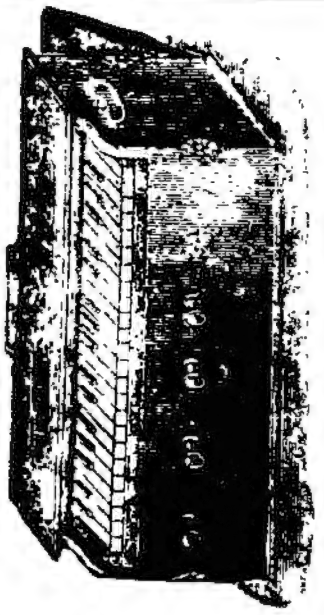

نصف قیمت اور

تحفہ انعام

[illegible] سائنس [illegible] اور مضبوط [illegible] موسم [illegible] ہوا میں یکساں رہنے [illegible] ہمارے خاص کارخانہ میں کوا سان لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے [illegible] سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمائش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیوا-طے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاھیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاھیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک کوتی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ [illegible] انعام دیا جاویگا - ہندی ہارمونیم سکھیا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

بشیل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ تمنہ - کلکتہ

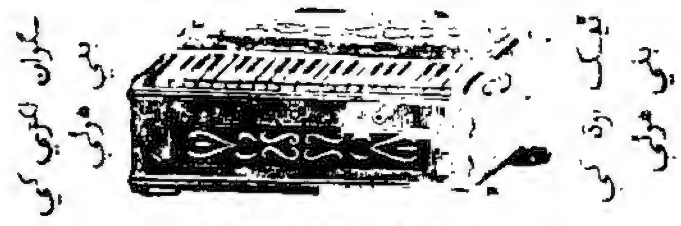

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاھیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - ۲۰ روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۴ - روپیہ

I mperial Depot, 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوپین تائین

یک عجیب و غریب [illegible] اور حیرت [illegible] یہ [illegible] کرتی ہے - [illegible] ہے - یہ ایک [illegible] ہے جوکہ [illegible] استعمال [illegible] ہے - [illegible] قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے [illegible] ہو جاتی ہے اس کا استعمال کرکے ہی آپ محسوس [illegible] قیمت ایک روپیہ [illegible]

AYESHA

[illegible] کی آرایش - رنگوں کی [illegible] - دل کا [illegible] یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - [illegible] خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

[illegible] مفت - [illegible] مفت - فہرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر [illegible] - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا نیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30 2 Harrison Road Calcutta

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسانی اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئی ہوی قوت کو پھر پیدا کردیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا دمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ [illegible] جنون [illegible] جنون غمگین رہنے کا جنون عقل میں فتور [illegible] دفع ہوتی ہے - اور وہ [illegible] موجود ہے کہ [illegible] ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی اس مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

اور اسکا روحانی اثر کفار کے بال بچوں پر پڑتا تھا ' وہ سب پروانہ وار اس شمع ہدایت پر ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے - یہ حال دیکھکر کفار کو خوف ہوا کہ ہمارے بال بچے کہیں مسلمان نہ ہوجائیں - چنانچہ کفار نے اس دعوت کو اپنا قول و قرار دلا دیا - لیکن حضرت ابوبکر نے فرمایا: " اب میں تمہاری همسائیگی سے خدا کی همسائیگی میں جاتا هوں " خدا نے بھی اُنکی یہ آرزو بہت جلد پوری کردی اور جلد ہی دنوں کے بعد هجرت نبوی کا واقعہ پیش آگیا -

حضرت عمر [illegible] کی عملی قوۃ احتساب اور روحانی اثر کا تو خود آنحضرت [illegible] نے تصدیق فرمائی - جب چند عورتوں نے آنحضرت سے [illegible] سے گفتگو کی ' اور آنحضرت کے رعب [illegible] سے بھی [illegible] تو یہ حضرت عمر ھی کی هیبت تھی جس نے انکو دفعۃً [illegible] بھگا دیا تھا ' اور اس موقع پر آنحضرت نے حضرت عمر کی اس روحانی قوۃ احتساب کا اعلان کیا تھا:

ما لقیک الشیطان سالکا [illegible] همیشہ شیطان تمہاری راہ سے
قط [illegible] فی [illegible] ہٹ کے چلے گا -

(بخاری جزو ۵)

(ایک متفرق نظر)

خلافت کے فرائض نے اگرچہ حضرت ابوبکر (رض) و حضرت عمر (رض) کے دائرۂ احتساب کو نہایت وسیع کردیا ہے ' تاهم صحابہ کا زمانہ خیر القرون تھا ' اسلیے صحابہ کا هر فرد سرگرم احتساب رهتا تھا - یہاں تک کہ معمولی سے معمولی چیزوں پر بھی روک ٹوک کی جاتی تھی -

اسلام نے دنیا کی مدنیۂ صالحہ کو جو ترقی دی ہے ' اسکا اثر ایک ایک جزئیات میں نظر آتا ہے - کھانے پینے اوٹھنے بیٹھنے ' ملنے جلنے ' غرض هر چیز میں عرب کی حالت قابل اصلاح تھی ' اور اسلام نے اوسکی اصلاح کی - منجملہ ان تمام اصلاحوں کے ایک جزئی اصلاح یہ بھی تھی کہ کھانے پینے کی حالت میں حرص و طمع کا اظہار نہ ہونے پاے - اسی بنا پر آنحضرت نے ایک ساتھ دو دو کھجوروں کے کھانے کی ممانعت فرمادی تھی ' کیونکہ اس سے حرص و طمع کا اظہار هوتا تھا - احادیث کی اصطلاح میں اوسکو " قران " کہتے هیں -

ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا ' حضرت ابن زبیر لوگوں کو کھجوریں تقسیم کردیا کرتے تھے ' لوگ شدت گرسنگی میں کھاتے تھے ' تو تہذیب اور ارشاد نبوی کا لحاظ نہیں رکھتے تھے - لیکن جب حضرت عبد اللہ ابن عمر اودھر سے گذرتے تو لوگوں کو ٹوکتے: " آنحضرت نے قران سے منع فرمایا ہے ' البتہ اپنے دوسرے شریک طعام سے اجازت لیکر ایسا کیا جاسکتا ہے " (بخاری جزء ۳)

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر نے ابو ایوب انصاری کو دعوت دی ' وہ آے تو دیوار پر ایک منقش و مصور پردہ لگا هوا تھا - حضرت ابن عمر نے معذرت کی کہ " عورتوں نے ایسا کیا ہے " لیکن اونہوں نے دعوت کو رد کردیا اور اوٹھکر چلے آے -

فرض احتساب کا دائرہ صحابہ هی تک محدود نہ تھا بلکہ جو لوگ اونکی صحبت سے مستفید هوتے تھے ' وہ بھی نہایت آزادی کے ساتھ اس فرض کو ادا کرتے تھے ' اور خود صحابہ کو ٹوکتے تھے - ایک مرتبہ حضرت ابو هرزہ سلمی گھوڑے پر سوار هوکر آے اور اوترکر نماز پڑھنے لگے ' گھوڑا بھاگا ' اونہوں نے نماز چھوڑ کر اوسکا تعاقب کیا اور پکڑ لاے ' پھر نماز پوری کی - ایک شخص نے دیکھا تو کہا: " اس بڈھے کی اس جرأت کو دیکھیے کہ گھوڑے کے پکڑنے کیلیے نماز چھوڑ دی " اونہوں نے کہا: " جب سے آنحضرت کا ساتھ چھوٹا کسی نے مجھ کو ملامت نہیں کی تھی - میرا گھر بہت دور ہے ' اگر گھوڑا بھاگ جاتا تو میں شام تک گھر نہیں پہونچ سکتا تھا ' میں آنحضرت کی آسانیاں دیکھ چکا هوں (بخاری جزء ۸)

تفسیر البیان

اور جماعۃ طلباء

تفسیر کے حقیقی مخاطب و مستحق طلباء هیں

مجھے اس بات سے ایک گونہ افسوس ہے کہ آپنے عام مسلمان خریداروں کے لیے البیان کے چندے میں ایکرو پیہ کی رعایت کی ہے ' بشرطیکہ ایک ماہ کے اندر خریداری کی درخواستیں آپ کے دفتر میں پہونچ جائیں - مگر اُن بیچاروں کے لیے کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جن کے لیے البیان کا مطالعہ ازبس ضروری ہے ' اور قوم کے لیے عموماً اور آپ جیسے فاضل اجل ' داعی الی الحق ' اور اسلام کے دلدادہ کے لیے خصوصاً لازم ہے کہ اُن کی حالتوں کو درست کیا جاے - تاکہ آیندہ ترقی کے لیے ایک مفید عنصر ثابت هوں -

آپ کو معلوم هوگا کہ آجکل کے پڑھے لکھے نوجوانوں پر مغربی تعلیم نے ایسا اثر کیا ہے کہ وہ اسلام کی حقانیت اور اُس کے معانی کو پس پشت ڈالتے جاتے هیں ' اور اس طرف سے بہت کچھ غفلت کر رہے هیں ' آجکل کے طالب علم کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ اسلام کیا ہے ؟ اور قرآن حکیم کی کیا تعلیم ہے ؟ مگر میرے خیال میں ایک طرح وہ راستی پر هیں ' کیونکہ اُن کو ایسی هی تعلیم دی جارهی ہے جس میں مستغرق هونے کے بعد وہ مذهبی تعلیم کی کسی طرح پروا نہیں کرسکتے - پھر عموماً وہ غریب اپنے تعلیمی اخراجات کے نیچے اس قدر دبے هوئے هیں کہ ان میں اتنی طاقت هی نہیں هوتی ہے کہ عمدہ عمدہ مذهبی کتب کا مطالعہ کر سکیں -

اگرچہ جو قیمت سالانہ آپنے البیان کی رکھی ہے ' اسقدر زیادہ نہیں ' مگر ایک طالب علم کے لیے زیادہ ہے ' کیونکہ اُس کے تعلیمی اخراجات اتنے زیادہ هیں کہ ایک کوڑی بھی ان کتب کے مطالعہ کے لیے نہیں بچا سکتا - میں نے اکثر طالب علموں کو اسوقت کہتے سنا ہے کہ " افسوس البیان کا مطالعہ همارے لیے ازحد ضروری ہے ' مگر هم کچھ نہیں کرسکتے - هم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کی خریداری کے لیے رقم مہیا کرسکیں "

میں دعوے سے کہہ سکتا هوں کہ اگر هم طالب علموں کے لیے کسی قدر همیشہ کے لیے البیان کے سالانہ چندے میں رعایت کی جاے ' تو بہت سے طالب علم اس کو خریدنے کے لیے تیار هوجائینگے -

اس زمانہ میں اس بات کی سخت سے سخت ضرورت ہے کہ کسی صورت سے طالب علموں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت کا اثر ڈالا جاے ' اور اسلام کا من جانب اللہ هونا ثابت کیا جاے - اور یہ اسی طرح هو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی ایک مفصل اور مشرح تفسیر اُنکے سامنے پیش کی جاے ' جس کو وہ بآسانی مطالعہ کرسکیں - یہ تو هر طرح معلوم و یقین ہے کہ صرف آپ هی کی تفسیر اس ضرورت کو پورا کرسکتی ہے ' مگر سوال یہ ہے کہ هم لوگ (طالب علم) کیا طریقہ اختیار کریں جس سے فیضیاب هوسکیں ؟

.... بی - اے -
متعلم ایل - ایل - بی - کلاس

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا
انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۰ کلکته : جمعه ۶ - ربیع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري جلد ۱
Calcutta : Friday, 11,th February 1916.

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه ، از خامهٔ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي عامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ، جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالى انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ، اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ، وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ، امام الاعلام ، مجدد العصر ، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ، اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ، اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ، و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ، لیکن یه کہنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ، اسکي تکمیل کا شرف حق تعالى نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ، جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ، و بلاغت و انشاء مخصوص ، و فهم حقائق و معارف قرانیه ، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ، عام فهم ، معني خیز ، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ، اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ، اور بچوں ، عورتوں ، سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت ، في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ، انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

البيان

في

مقاصد القران

هذا بيان للناس ، و هدى و موعظة للمتقين (٣ : ١٣٣)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير ، از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كردينا كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے ، يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ٦٤ اور زياده سے زياده ١٠٠ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه كي تفسير كا هوگا ، انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه ٢٥ - ربيع الاول تک چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

اڈیٹر الهلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يوروپين فرم " جيمس مرے " كے يهاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ايم - ان - احمد - اينڈ سنز (نمبر ١-١٥ ربن اسٹريٹ كلكته) سے كئي مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں ، اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بهتر اور عمده هيں ، اور يوروپين كارخانوں سے مستغني كرديتي هے - مزيد براں مقابلتاً قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلي پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيوں كي ضرورت هو تو ان ميں سے ايك منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑكر دهوكا نه كهائيں .

صرف اپني عمر و دور و نزديك كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لائق و تجربه كار ڈاكٹروں كي تجويز سے اصلي پتهر كي عينك بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ٥ روپيه سے آٹهه روپيه تک -

عينك رولڈ گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تک - محصول ڈاک وغيره ٦ - آنه .

دو نظر (يعني نزديك و دور ديكهنے) كي عينك قيمت بالا نرخوں سے ٥ روپيه زياده -

١- انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٥ روپيه -

٢- ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٦ روپيه -

٣ - چاندي كي ڈبل كيس مثل گروالیزر كے وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ١٠ روپيه -

٤ - نكل كيس و ميگا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ٥ سال مع محصول ١٧ - روپيه .

٥ - نيو رسٹ واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ١٥ - روپيه سے ٢٢ - روپيه تک -

ايم - اِن - احمد اينڈ سنز تاجران عينك و گهڑي نمبر ١ - ١٥ ربن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا درد وهي جانتا هے ، دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں ، اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں ، اور نيند تک حرام هو جاتي هے - ديكهيے ! آج اونكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره ، بهنگ ، بلا ڈونا ، پوٹاس ، اے او دائڈ ، ديكر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا ايك انمول جوهر هے يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايك مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاک ٥ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (١) ايك خوراک ميں دمه دبتا هے - (٢) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے

ڈاكٹر ايس - كے - برمن - نمبر ٥ و ٦ تاراچند دت اسٹريٹ كلكته

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدير مسئول رئيس قلم تحرير
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماهی - ۶ - ۱۲ - آنه

نمبر - ۱۰
کلکته : جمعه ۶ - ربیع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 11th February 1916.
جلد ۱

دعوة الى القران

گذشته اشاعة کے آخري صفحه میں هم نے تفسیر البیان کي قیمت کے متعلق ایک مراسلة درج کي تهي - اسکے متعلق پنجاب کے ایک صاحب غیرت و درد بزرگ لکھتے هیں :

" اس خط کو پڑهکر خاکسار کي طبیعت پر نهایت اثر پڑا' الله الله ایک جماعت تو ان لوگوں کي هے جنکو جناب کي قلمي خدمات سے مستفید هونے کي توفیق ملي هے مگر اپني بدبختي سے محروم رهتي هے - اور ایک جماعت ان لوگوں کي هے جو مستفید هونے کیلیے مضطرب هیں' لیکن اتني استطاعت نهیں رکهتے که اپني حسرت پوري کریں - حقیقت یه هے که جناب کي تصنیفات کے اصلي مستحق یهي لوگ هیں - انگریزي مدارس کے تعلیم یافته طلباء کي مذهبي اصلاح تمام آینده نسل کي اصلاح هے' اور انهي کو سب سے زیاده ضرورت اس بات کي هے که جناب کي روح بخش تصنیفات سے فیض یاب هوں - جس وقت سے جناب نے البیان کا اعلان کیا هے' میں اسکي ضرورت محسوس کر رها هوں اور اپنے اکثر دوستوں سے بهي عرض کرچکا هوں - اس مشکل کے دور کرنے کا اصلي علاج یه هے که ایک مستقل فنڈ اس غرض سے کهولدیا جاے که جو طلباء' علماء' اور عام طور پر غیر مستطیع اشخاص البلاغ اور البیان کو انکي اصلي قیمت دیکر نهیں خرید سکتے' انسے نصف قیمت لي جاے' اور نصف قیمت اس فنڈ سے ادا کردي جاے - جناب کے عقیدتمندوں کا دائره بحمد لله اسقدر وسیع هے که کسي ایسے فنڈ کے قائم کرنے میں ذرا بهي دقت نهیں هوسکتي - صرف اعلان کي ضرورت هے - جناب نے خاکسار کي درخواست پر پانچ شخصوں کے ساتهه رعایت منظور فرمالي لیکن اسطرح کس کس شخص کیلیے صرف دفتر هي پر بار ڈالا جائیگا' علی الخصوص جبکه الهلال پریس کي ضبطي ضمانت کے نقصانات کثیره اس صبر و تحمل کے ساتهه جناب نے گوارا کیے هیں - بهر حال میں اس بارے میں صرف تحریک هي نهیں کرتا بلکه اپني جانب سے پچاس روپیه کي ایک حقیر رقم بهي پیش کرتا هوں - بشرطیکه دیگر ناظرین البلاغ بهي خاکسار کا ساتهه دیں' اور بهت جلد اس فنڈ کو اس حد تک پهنچا دیں که هزاروں غیر مستطیع صاحبان علم میں هم " البلاغ " اور " البیان " کو تقسیم کرسکیں - جناب از راه نوازش اس عریضه کو شائع فرمادیں - البته خاکسار کے نام کے اظهار کي ضرورت نهیں - "

حقیقت حال یه هے که جس وقت سے البیان اور ترجمان القران کا اعلان هوا هے' تقریباً هر روز پندره بیس خطوط ان علماء و طلباء کے پهنچتے هیں' جو انکے مطالعه کا نهایت شوق ظاهر کرتے هیں' لیکن مالي مجبوریوں کي وجه سے خرید نهیں سکتے - پچهلے نمبر میں صرف ایک خط بطور نمونه کے درج کردیا گیا تها' تاکه ملک کي حالت کا اندازه هوسکے - الهلال کي پوري سه ساله زندگي ایسے هي درخواستوں کے هجوم میں گذري' اور البلاغ کا بهي یهي حال هے -

الهلال کے متعلق احباب کو معلوم هے که اسکے صدها نسخے همیشه مفت تقسیم کیے گئے' اور نو سو سے زاید اشخاص سے نصف قیمت بلکه اس سے بهي کم منظور کرلي گئي -

موجوده حالت پریس کي مالي مشکلات کي جیسي کچهه هے' اسکو الله هي بهتر جانتا هے' اور اگر اسکا فضل و کرم عزم و اراده کي لایزال دولت سے مالا مال نه کردیتا' تو سچ یه هے که البلاغ کا ایک نمبر بهي نکالنا مشکل تها' با ایں همه دفتر نے اب بهي اس قسم کي درخواستوں کو منظور کرلینے کي کوشش کي' اور الله هي کے فضل پر اعتماد هے - وه چاهیگا تو اپني دعوة حق کي اشاعة و توزیع کا خود بخود سامان کردیگا -

الله تعالى آپکو جزاے خیر دے که آپنے محض محبت ایماني و شیفتگي قراني کے رشتے سے البلاغ و البیان کے متعلق یه تجویز پیش کي هے منظور هوگا تو آپکي تحریک ضائع نهوگي اور وه جس کام کیلیے چاهے دلوں کو کهول دے سکتا هے !

اعتذار

جنگ یورپ کا جو اثر ابتدا سے کاغذ کے مسئله پر پڑا هے' اس سے احباب کرام بے خبر نهیں هیں - الهلال جس کاغذ پر چهپتا تها' اسکي قیمت زیاده سے زیاده پونے چار روپیه في رم تهي - وهي کاغذ البلاغ کیلیے چهه روپیه في رم کے حساب سے لینا پڑا' لیکن هم نے اس اضافه کو بهي گوارا کرلیا اور برابر البلاغ اسي کاغذ پر چهپتا رها -

لیکن اب حالت یهاں تک پهنچ گئي که اس قسم کے کاغذ سے تمام بازار یکسر خالي هوگیا هے' اور اگر چار گني قیمت بهي دي جاے جب بهي میسر نهیں آسکتا - مجبوراً دوسرے قسم کے کاغذ کو قبول کرنا پڑا اور آج پهلي مرتبه اسپر البلاغ چهاپا جاتا هے - اسکي قیمت بهي الهلال کے کاغذ سے ڈیوڑهي هے !

(۲)

آج جمعرات کا دن هے - اس نمبر کے تمام فارم چهپ چکے هیں' صرف آخري فارم شذرات کا باقي هے' مگر یکایک مولانا کي طبیعت بدمزه هوگئي هے' اور امید نهیں که اس حالت میں آج شذرات لکهے جاسکیں اور کمپوز هوسکیں - مجبوراً مراسلات کا ایک مضمون جو کمپوز شده طیار تها' شذرات کي جگه دیدیا جاتا هے تاکه با قاعده اشاعت میں اب پهر فتور نه آے -

[منیجر]

" كتاب مرقوم يشهده المقربون " (٨٣ : ١٨)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [٨٣ : ٢٦]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(١) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیۃ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اُردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اس درجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ علم طرق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اُردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(٢) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(٣) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(٤) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(٥) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(٦) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(٧) چھ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھ بڑی تقطیع کے (٥٠٠) صفحات !

(٨) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (٥٩) اور چوتھی جلد میں (١٢٥) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی ہر چار تصویریں بھی اگر کسی اور کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(٩) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

(۳) فرمی نا نشنلسٹ - اس فرقه کي تهیوري یه هے که صنعت کاشت اور سکونت کي زمینیں شخصي ملکیت سے نکال لي جائیں، کیونکه ثروت کا اصلي منبع زمین هے، اور جب تمام زمین جمهوري گورنمنٹ کي ملک هوجائیں گي، تو اهل حاجت اور مفلسوں کي حالت بهت کچهه سنبهل جائیگي -

[illegible] کے یه مختلف فرقے تمام ممالک متمدنه میں روز بروز پهیلتے جاتے هیں اور هر جگه انکي تعداد روز بروز بڑهتي جاتي هے - یورپ کے بعض بعض ملک کے اکثر باشندے سوشیلزم کے معتقد هوتے جاتے هیں - اس فرقه کي تمام اطراف عالم میں خفیه سوسائیٹیاں، انجمنیں اور اخبارات هیں، جو انکے خیالات کي اشاعت کرتے هیں، لوگوں میں موجوده نظام سلطنت کے برخلاف جوش پیدا کرتے هیں، سلاطین، حکام، مالک اور ارباب ثروت کے قتل کي تدبیریں کرتے هیں - اکثر گورنمنٹوں کو انکي مزاحمت پر آماده هونا پڑتا هے، اور زور سے انکي بیخکني کي کوششیں کرني پڑتي هیں - لیکن یه تمام کوششیں بے سود هوتي هیں اور سوسلزم کا سیلاب نهیں تهمتا -

سنه ۱۸۸۰ ع سے اس مذهب کے پیرو جرمني میں بهت بڑه رهے هیں - سنه ۱۹۰۸ ع میں جرمني میں اشتراکیین کي تعداد دس لاکهه تهي، سنه ۱۹۱۰ ع میں بیس لاکهه هوگئي - جرمني کے علاوه فرانس، بلجیم، هولینڈ، پولینڈ، روس، امریکا، رومانیا، اٹلي، بروسیا، سوئزرلینڈ، انگلینڈ، اور امریکا کا بهي یهي حال هے -

اشتراکیین کي تعداد میں روز بروز اضافه هونا کوئي تعجب انگیز امر نهیں، کیونکه سوشلزم کا اصلي مقصود فقراے قوم اور مزدور پیشه اشخاص کي حمایت هے، اور یه معلوم هے که ملک میں مزدوروں اور فقیروں کي تعداد تمام فرقوں سے زیاده هے - اس حالت میں فرض کرلینا چاهیے که یورپ کے تمام فقرا اور مزدور پیشه درحقیقت سوشیلسٹ هیں - لیکن عجیب تر یه هے که سوشیلزم کي آواز سے تمام یورپ اسقدر گونج اٹها هے که اسکي تاثیر سے یورپ کا کوئي فرقه بچ نهیں سکتا، کنسرویٹو پارٹي جسکا منتهاے مقصد قدیم آداب و رسوم کي حمایت اور ذاتي اعزاز و مناصب کي محافظت هے، اسکو بهي کسي قدر تغیر کے بعد سوشیلزم کا هم آهنگ هونا پڑا - انتها یه هے که کالج اور اسکول کے پروفیسر اور ٹیچر، اور دیر و کنیسه کے راهب اور پادري بهي اصول اشتراکیت میں کسیقدر ترمیم کے بعد اشتراکیین کے هم آواز هوگئے هیں -

اس چیخ، پکار، شور و فریاد، واویلا و هنگامه کا اثر یه هے که تمام یورپ کے خیالات میں موجوده نظام تمدن کے انقلاب کے متعلق عجیب قسم کا تلاطم برپا هوگیا اور هر شخص جدید تمدن کے مصائب کو محسوس کررها هے -

اس مقدمه کے ساتهه چند مقدمات کا اور اضافه کرو:

(۱) یورپ میں تمدن کي بنا شخصي فوائد، خود غرضي اور ذاتي منافع پر هے - باپ بیٹے کو نهیں پوچهتا - بیٹا باپ کي خبر نهیں لیتا، پهر ملک کے عام افراد کے ساتهه اسکو کیا همدردي هوسکتي هے ؟

(۲) یورپ کي ثروت اور دولت کا اصلي سرچشمه صنعت اور تجارت هے - هر شهر میں کمپنیاں اور کارخانے هیں جنکے مالک اشخاص یا جماعت کے چند افراد هیں - هر کارخانه میں هزاروں مزدور کام کرتے هیں، جنکي روزانه آمدني انکے روزانه اخراجات کے لیے مشکل سے کافي هوسکتي هے - نتیجه یه هے که ایک طرف تو کارخانه داروں کي مختصر جماعت کارخانه کے منافع کثیره سے مالا مال هوجاتي هے، دوسري طرف ادني طبقے میں فقرا اور مساکین کي تعداد بهي بڑهه رهي هے -

(۳) بنکوں کے وجود نے یه قیامت برپا کر رکهي هے که ایک پیسه کا قرض بهي بغیر سود کے نهیں مل سکتا - جائدادیں عام پبلک کے هاتهه سے نکل کر مالکان بنک کے تصرف میں آتي جاتي هیں، اس سے فقرا اور ناداروں کي کثرت هو رهي هے -

(۴) تمدن جدید نے ضروریات زندگي کي قیمت اسقدر بڑها دي هے که کم ثروت والوں کو وهاں زندگي بسر کرنا مشکل هے - کهانے کي چیزیں اسقدر گراں هیں که فقرا انکو خرید نهیں سکتے - ملک کي شدت حاجت کي وجه سے نرخ اشیا میں گراني حد سے زیاده بڑه جاتي هے، اور آزادي تجارت کي بنا پر گورنمنٹیں اس میں زیاده روک ٹوک نهیں کرسکتیں -

(۵) گورنمنٹوں نے فقیروں اور بے ساز و سامان شخصوں کے ذاتي مصارف کے لیے کوئي سامان نهیں کیا - یه تو هے که اندهوں، کوڑهیوں، لولوں، اور مجبوروں کیلیے امدادي محکمے قائم هیں، لیکن ایک مجبور قرضدار کے اداے قرض کي کوئي صورت نهیں - ایک مزدور کو اگر آج کوئي مزدوري نه مل سکي تو وه کل کیا کهائیگا؟ ایک فقیر کے پاس کپڑا نهیں، وه کپڑا کهاں سے لائیگا ؟ یورپ عام مصالح کي نگراني تو کر رها هے، لیکن شخصي ضرورتیں اور اتفاقي حاجات کا اسکے یهاں کوئي بندوبست نهیں -

(۶) اتفاق سے اول تو یورپ مذهب سے آزاد هے، اور اسلیے وه شخصي همدردي کي قدر نهیں کرسکتا - علم و تمدن نے اسکے بجاے ملکي اور جمهوري همدردي قائم کردي هے جو شخصي ضروریات کیلیے کافي نهیں، دوسرے وهاں جس مذهب کا رواج هے وه عیسائیت هے، جسنے مال و دولت کي سخت تحقیر کي هے، عام نصائح کے سوا اسنے ارباب ثروت کو اهل حاجت کي مالي امداد کیلیے بهي کوئي حکم نهیں دیا، اسلیے عیسائي ممالک میں فقرا کے ساتهه یه بے اعتنائي کچهه بعید نهیں هے -

یورپ کے تمام ممالک میں انگلستان باعتبار ثروت کے سب سے زیاده ممتاز هے - لیکن یهاں بهي یه حالت هے که جنگ سے پہلے ۱۷۰۰۰۰۰ تعداد صرف ان فقرا کي تهي جنکي گورنمنٹ امداد کرتي تهي - جرمني کي سنه ۱۸۷۰ میں مجموعي آبادي ۴۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ تهي - آجکل ۶۰۴۰۰۰۰۰ کروڑ هے - سالانه اموات کي تعداد سے پیدایش کي تعداد ۹ لاکهه زیاده هو رهي هے - اسي کے ساتهه ساتهه فقرا اور مساکین کي تعداد بهي بڑه رهي هے - جرمني کے کارخانے، کاشتکاریاں، دستکاریاں، اور هر قسم کے ذرائع صرف چار کروڑ آدمیوں کي کفالت کرتے هیں - اسکا لازمي نتیجه یه هے که اشتراکیین کي تعداد نهایت سرعت کے ساتهه بڑه رهي هے -

ان تمام بیانات مذکورهٔ بالا سے بالکل واضح هوگیا که یورپ آجکل عجیب قسم کے اقتصادي مصائب میں مبتلا هے، اب سوال یه پیدا هوتا هے که اسنے ان مشکلات کے حل کرنے کیلیے کیا تدابیر اختیار کي هیں ؟

جرمني نے جنگ سے پہلے یه طے کیا تها که اشیا کے نرخ میں کمي کي جاے - اسنے فقرا اور مساکین کے لیے الگ بازار قائم کیے جهاں خوراک کي معمولي چیزیں ارزاں قیمت پر فروخت هوتي هیں - پولیس کو حکم دیا هے که ان بازاروں میں اهل ثروت نه جانے پائیں، اس قسم کے چار بازار صرف برلن میں قائم کیے گئے هیں -

انگلستان کي گورنمنٹ بهي فقرا کي اعانت کیلیے آماده هوئي هے، سنه ۱۹۰۶ ع میں انگلستان نے فقرا اور اهل حاجت پر ۱۴۷۸۶۰۰۰ گني صرف کیا، ان اخراجات سے ۱۷۰۰۰۰۰ لاکهه افراد کي اسنے اعانت کي، ان میں سے ۵۳۸۰۰۰ کي تا زندگي، ۵۳۰۰۰۰ کي ایک مدت دراز تک، ۶۴۰۰۰ کي صرف ایک سال تک - انگریز مزدوروں نے باهمي مشوره و امداد کیلیے ٹراڈیونین نام ایک عام انجمن بهي قائم کي هے جو بهت کامیاب هو رهي هے -

پروشیا (جرمني) کي گورنمنٹ نے اصول اشتراکیت کے مطابق حسب ذیل، قوانین جاري کیے جو پروشیا کے شهري قانون کے انیسویں باب کي مختلف دفعات میں مذکور هیں:

مراسلات

اسلام اور سوشیلزم

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی - ناظم دار المصنفین - اعظم گڈھ)

آجکل کی جدید عربی مصطلحات میں "سوشیلزم" کو "اشتراکیة" سے تعبیر کرتے هیں ' اور سوشیلزم کے معتقد اور پیرو یعني سوشیلسٹ کو "اشتراکي" کہتے هیں -

سوشیلزم اس خیال پر مبني هے که دنیا میں ایک طرف تو ایسے اشخاص پاے جاتے هیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپے کي جائداد کے مالک هیں ' اور جنکے قبضے میں اُنکي حاجت سے بہت زیاده روپیه هے - دوسري طرف ایسے افراد پاے جاتے هیں ' جنکے پاس اتنا بھی نہیں جس سے اپني ستر پوشي کرسکیں یا شکم سیر هوسکیں' اسلیے وه کروڑوں روپے جو ارباب ثروت کے پاس بیکار پڑے هیں ' وه ان فقرا اور مساکین پر تقسیم کردیے جائیں تاکه دونوں گروه بآساني زندگي بسر کرسکیں -

اس مسئله کو زیاده صاف کرنے کے لیے همکو علم اقتصاد سیاسي یعني پولیٹکل اکانمي کي طرف رخ کرنا چاهیے - اکانمي نے یه طے کردیا هے که انسان کي هر قسم کي دولت اور پیداوار کے اصول اولي دو چیزیں هیں " محنت " اور " راس المال " کیونکه انسان کے تمام ذرائع آمدني کا اصلي منبع صرف دو چیزیں هیں " زراعت " اور " صنعت " انکے علاوه اور دوسري هر قسم کي آمدنیاں انہیں دونوں ذرائع مذکوره کے ماتحت هیں' مثلاً " زمینداري " که اسکي اصلي آمدني زراعت پر موقوف هے - " تجارت " صنعت اور زراعت کي پیداوار کے باهمي مبادله کا نام هے ' نوکریوں کے ذریعه سے جو روپیه مالک سے وصول کیا جاتا هے ' وه درحقیقت اسي زراعت اور صنعت کي بواسطه یا بلا واسطه آمدني هے -

پہلے همکو صنعت اور زراعت کي حقیقت پر غور کرنا چاهیے - صنعت اُن مادي چیزوں کو جنکو هر مقام پر یا بعض بعض مقام پر خدا نے فطري طور سے پیدا کردیا هے اور جو بیکار پڑي هیں ' حاجت انساني کے مناسب بنانے کا نام هے ' ان مادي چیزوں کو حاجت انساني کے مناسب بنانیکے لیے دو چیزوں کي ضرورت هے " کام کرنے والوں کي محنت کي " اور " اُن آلات اور اوزار کي جن سے کام کرنے والا اپنے اثر فاعلي کو ان مادي چیزوں پر صرف کرتا هے " آلات اور اوزار کے لیے " راس المال " اور " سرمایه " کي ضرورت هے' اسلیے صنعت و دستکاري کي اصلي آمدني کا منبع " مزدوروں کي محنت " اور کارخانه دار کا سرمایه هے ' یہي حال زراعت کا هے - زمین کي درستگي کے لیے مزدور چاهیے ' اور آلات زراعت کے لیے سرمایه کي ضرورت هے -

خلاصهٔ تفصیل ماسبق یه هے که دنیا کي هر نوع اور قسم کي آمدني کي اصل ' مزدور اور اهل سرمایه هیں - دونوں آمدني کے پیدا کرنے میں برابر کے شریک هیں' اسلیے تقاضاے انصاف یه هے که زراعت اور صنعت کي تمام آمدني دو مساوي حصوں میں تقسیم هوني چاهیے - ایک حصه مزدوروں کو دیا جاے اور دوسرا حصه اهل سرمایه لیں' لیکن تمام دنیا میں اهل سرمایه اور کارخانه دار تمام منافع کے اصلي مالک بن جاتے هیں' اور مزدوروں کو اُنکے حق سے اسقدر کم دیا جاتا هے که وه مشکل سے اوقات بسري کرسکتے هیں ' اسلیے ضرورت هے که مزدوروں کي اعانت کیجاے -

ان تمام مقدمات بالا کا نتیجه یه هے که فقرا اور مزدوروں کي امداد کیجاے - یہي خیال سوشیلزم اور اشتراکیت کا سنگ بنیاد هے' اس خیال کي کامیابي کے لیے اُنکو بہت سے مراتب طے کرنے پڑتے هیں جنکا ماحصل یه هے که موجوده نظام زندگي بالکل بدل دیا جاے - هر قسم کي جائدادیں اور ملکیتیں اهل سرمایه اور ارباب ثروت کي شخصي ملکیت و تصرف سے نکال کر وقف عام کردیجائیں - تمام کاشتکاریاں ' جائدادیں ' اور کارخانے جمہور ملک کي ملکیت هوں ' گورمنٹ کو مخصوص افراد کے قبضے سے نکال کر عام پبلک کے زیر انتظام کیا جاے - هر قسم کے آلات و سرمایه مشترک طور سے تمام اهل ملک یا گورنمنٹ کي ملک هوں ' ملک کے تمام افراد محنت صرف کریں ' هر قسم کا منافع ایک جگه جمع هو' اور وه تمام اهل ملک پر مساوي طور سے گورنمنٹ کي زیر نگراني تقسیم هو' هر شخص کے امتیازات شخصي مٹا دیے جائیں ' ذاتي اعزاز و تفوق کي کوئي مثال باقي نه رهے - بادشاه ' اور رعایا' غلام ' اور حاکم' امیر اور فقیر' معزز اور ذلیل' غرض که هر قسم کے تفاوت مراتب کو صفحهٔ عالم سے محو کردیا جاے' اور تمام عالم میں هر چیز کے اندر مساوات تامه هوجاے' انتہا یه هے که انکا خیال مساوات' خدا کي غیر معمولي عظمت کو بھي تسلیم نہیں کرتا !

" اکانمي " جس سے " اشتراکیت " کو تعلق هے' اُسکا باني اول تو ایک فرانسیسي عالم انتوان تمي منتکرتیاں المتوفي سنه ۱۶۱۵ ع هے اور اُسکا مدون ڈاکٹر کینسي سنه ۱۷۵۸ ع هے ' لیکن اکانمي کو فن کي حیثیت سے جسنے دنیا کے سامنے روشناس کیا' وه ایڈم اسمتھ هے جسکي اس فن میں پہلي تصنیف سنه ۱۷۷۶ ع میں شائع هوئي - اسمتھ کے بعد دو انگریز عالم ملتّس' ریکارڈو' اور فرانسیسي عالم جان بپٹسٹ پیدا هوے - اُنهوں نے اس فن کو تکمیل تک پہنچا دیا - یه علماے فن اقتصاد اُنیسویں صدي کے ابتدائي حصے میں تھے - اس بیان سے یه ثابت هوا که اشتراکیت اُنیسویں صدي کي پیداوار هے -

جن اکانمسٹ اور علماے اقتصاد کا هم نے تذکره کیا' وه نفس فن کے اصول اور ان اُصول کو عملي صورت میں لانے کي نسبت کسي قدر مختلف الراے هیں - اسکا نتیجه یه هوا که اشتراکیین اور سوشیا لسٹس کے چند فرقے هوگئے :

(۱) فوضوي یا کمونسٹ یا نہلسٹ - اس فرقه کا خیال یه هے که تمام دنیا سے هر قسم کي شخصي ملکیتیں اور امتیازات مٹا دیے جائیں ' دنیا کا ذره ذره ذاتي ملک سے نکل کر جمہور کي ملک هو جاے' تاکه تمام انسان مساویانه حیثیت سے زندگي بسر کریں - یه فرقه بجبر ملکیت کو مٹانا چاهتا هے - عہده داران و ارباب ثروت کو مار ڈالنا اس کے نزدیک ثواب هے -

(۲) اجتماعي یا سوشیالسٹ - یه نقط یه چاهتا هے که صرف آلات شخصي تصرف سے نکال کر عام پبلک کي ملک کردیے جائیں' تاکه فقـرا اور مزدور ارباب ثروت و اهل سرمایه کي احتیاج کے بغیر کام کرسکیں -

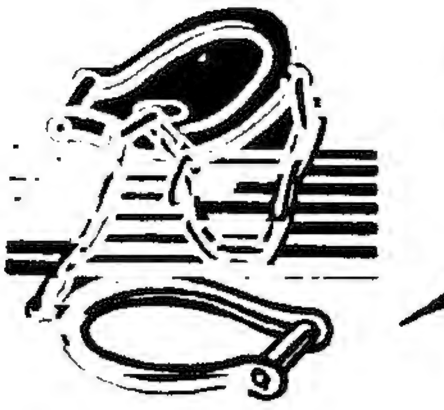

احرار اسلام

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر

تاريخ عهد عباسيه کا ايک صفحه

مسئله خلق قرآن اور مناظرہ دربار مامون الرشيد

علماء سلف کي حرية حقه اور دعوة الى الحق کا ايک نظارہ

(۲)

(مناظرہ کا اهتمام اور هيبت و اجلال دربار)

مامون الرشيد نے مناظرہ کي طياري کيليے غير معمولي احکام جاري کرديے تهے - اپني نوعيت کے لحاظ سے يه ايک عجيب و غريب مناظرہ تها ، اسليے تمام امراؤ رؤساء ، علماء و فقهاء ، ارکان و وزراء ، افسران فوجي و ملکي ، اپنے تمام ساز و سامان جاہ و جلال کے ساتهه اسميں شريک هونے کيليے نکلے - عبد العزيز کناني نے ڈيوڑهي ميں بيٹهے هوے ديکها که انساني جاہ و جلال اور سطوت و هيبت کے بڑے بڑے مناظر يکے بعد ديگرے انکے سامنے سے گذر رهے هيں !

وہ اپنے رساله ميں لکهتے هيں :

" عمرو بن مسعدہ نے مجهے ايسي جگه بٹهايا جهانسے ميں تمام آنے والوں کو اچهي طرح ديکهه سکوں - بعد کو مجهے معلوم هوا که خاص امير المومنين کے حکم سے ايسا کيا گيا تها - اس سے مقصد يه تها که دربار ميں جانے سے پہلے هي دربار کے جاہ و جلال کي هيبت مجهپر طاري هو جاے ، اور ميں ديکهه لوں که کيسے پر هيبت و سطوت مجمع کے سامنے مجهے جانا پڑيگا ، اور آزادي و بے باکي کي زبان کهولني پڑيگي ؟ ليکن افسوس که وہ انساني جاہ و جلال کے جلوے دکهلا کر ايک ايسے شخص کي آنکهوں ميں ڈر اور هيبت پيدا کرنا چاهتے تهے ، جسکي نگاهوں کے سامنے رب السماوات و الارض کا لا زوال جاہ و جال موجود تها ، اور جو نگاہ خدا کي عظمت و قدوسيت کے جلووں ميں محو هو چکي هو ، اسکو انسانوں اور انسانوں کے قيمتي کپڑوں اور آهني تلواروں کي قطاريں کيا ڈرا سکتي هيں ؟ "

مبيں حقير گدايان عشق را ، کين قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند !

شيخ عبد العزيز نے ديکها که سب سے پہلے امراء بنو هاشم کا گروہ نمودار هوا جنکے سياہ عماموں کے طلائي شملے هوا ميں اوڑ رهے تهے ، اور آفتاب کي روشني ميں انکا سنهري رنگ اسطرح درخشنده تها که نگاهيں زيادہ دير تک نظارہ کي تاب نهيں لا سکتي تهيں - انکي عبائيں بهي سياہ تهيں جنکو خلفاء عباسيه نے اپنا قومي لباس قرار ديا تها ، اور عباؤں کي سياهي کے اندر سنهري ساز و يراق اور طلائي قبضۂ و مياں شمشير کي متحرک چمک اسطرح نظر آتي تهي ، گويا ابر آلود آسمان پر بجليوں کي مضطرب لهريں کوند رهي هيں !

اسکے بعد علماء و فضلاء دار الخلافة کا مقدس جلوس تها ، جنکے لباس اور ساز و سامان سواري ميں اگرچه سونے چاندي کے تکلفات نه تهے اور هر چيز سے سادگي اور بے تکلفي نماياں تهي ، تاهم انکا عظيم الشان گروہ ، غلاموں کے حلقے ، خدام کا جاہ و حشم ، مذهبي زندگي کا مقدس جاہ و جلال ، اور پر هيبت و وقار چهرے بجاے خود ايک ايسي هيبت رکهتے تهے جو مصنوعي تکلفات و آرائش کے ساز و سامان سے بے نياز تهي - اس جلوس ميں سب سے پہلے بشر مريسي کي سواري تهي جو اس وقت فرقۂ معتزله کا سب سے زيادہ نامور رئيس تها - اسکے بعد دار الخلافة کا قاضي القضاة اپنے جاہ و حشم رياست کے ساتهه جلوہ آرا تها - پهر تمام قضاة و ارباب افتاء کي جماعت تهي - انکے بعد متکلمين و فقهاء اور ارباب درس و علوم کا سلسله - ليکن ان سب ميں زيادہ نماياں حصه فرقۂ معتزله کے علماء کا تها ، اور جو علماء معتزله ميں سے نه تهے ، وہ بهي اقلا مسئلۂ خلق قرآن ميں سرکاري حکم کے آگے سر اطاعت جهکا چکے تهے -

اس نظارۂ تقدس کے بعد وزراء و ارکان سلطنت کا پر عظمت نظارہ تها - انکے عمامے بهي سياہ تهے ، مگر طلائي شملوں کي جگه عماموں کے بالائي پيچ پر ايک مطلا حاشيه لگا تها ، اور وہ اس احتياط سے لپيٹا گيا تها که عمامه کا نصف زيريں قطر طراز شعاعيں کا ايک سنهري دائرہ بنگيا تها - انکے گهوڑوں کے ساز و يراق بهي مطلا تهے ، اور سنهري ورديوں سے ملبوس غلاموں کا شاندار حلقه هر سوار کے گرد و پيش جلوہ فروش عظمت و اجلال تها !

اعيان حکومت کے بعد افسران فوجي کي سب سے زيادہ موثر اور هولناک هيبت تهي جو اپني اپني فوجوں کے ساتهه محل شاهي کي طرف آ رهے تهے ، اور انکي برهنه تلواريں ، رو به آسمان نيزے ، طرح طرح کے اسلحۂ جنگ ، ايک آهني سمندر کي طرح متلاطم نظر آتے تهے !

شيخ عبد العزيز اس فوجي نظارۂ دهشت کا ذکر کرتے هوے لکهتے هيں :

ورکب القوم بالسلاح لاحداث الهيبة في نفسي و سائر الناس الذين يوشک لن نفسهم -	اور مسلح فوج کي اسليے نمايش کي گئي تاکه ميرے دل پر وحشت و هيبت طاري هوجاے - نيز اس خيال سے بهي که ميں نے حکم سلطاني کو ٹهکرا کر اگر عام رعايا کے اندر کوئي مفسدانه جوش پيدا کرديا هو ، تو وہ بهي اس فوجي نمايش سے مرعوب هوکر دب جاے -

اس سے معلوم هوتا هے که حکومت نے يه ساز و سامان صرف شيخ کو ڈرانے هي کے ليے نهيں کيا تها ، بلکه عام رعايا کے اندر مخالفانه جوش پيدا هوجانے کا بهي اسے انديشه تها - اسي

دفعہ اول : گورنمنٹ پر فرض ہے کہ اُن لوگوں کي معاش کي متکفل ہو جو خود اپني معاش پیدا نہیں کر سکتے -

دفعہ دوم : بیکاروں کے لیے اُنکي حالت کے مناسب کوئي خدمت یا کام مقرر کیا جائیگا -

دفعہ سوم : جو لوگ سستي' کاهلي' یا کسي اور عادت مذموم کے سبب سے کام سے متنفر ہوں' اُنکو گورنمنٹ کي نگراني میں مفید اشغال کے اندر مصروف کیا جائیگا -

دفعہ ششم : گورنمنٹ پر فرض ہے کہ وہ ایسے کارخانے اور ملز قائم کرے' جن سے محتاجوں کي زندگي کا سامان ہوسکے' اور فضول خرچ لوگوں کي بھي تہذیب اخلاق ہو -

دفعہ دہم : دیہاتوں میں میونسپلٹي کا فرض ہے کہ دیہات کے مفلسوں اور محتاجوں کي حاجت پوري کیا کرے -

دفعہ یازدہم : میونسپلٹي پر فرض ہے کہ وہ ناداري اور افلاس کے اسباب کي تحقیق کرے اور اسکے انسداد کے تدابیر اختیار کرے -

یہانتک گورنمنٹوں اور حکومتوں کي کوششوں کا بیان تھا - مذہب کي حیثیت سے یورپ کے مذہبي علما اور پادري بھي ان اقتصادي مشکلات اور معاشرتي مصائب کو دور کرنے کے لیے اُٹھے ہیں' لیکن کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان علماے مسیحیت نے انجیل مقدس یا مسیحي تعلیمات کي ہدایت سے ان عقدوں کے حل کرنے کي کوشش کي ہوگي ؟ نہیں' اُنکو اُس مسیحي مذہب میں اسکي کوئي ہدایت نہیں ملتي' جسنے اہل دولت کو سخت تحقیر کے ساتھ اپني آسماني بادشاہت سے نکالدیا ہے' اسلیے اُنکو چارۂ کار اسکے سوا اور کچھ نظر نہ آیا کہ وہ بھي تھوڑي ترمیم کے ساتھ اشتراکیین کي صف میں کھڑے ہوجائیں - ان مذہبي علماء کے اشتراکي اصول کے لحاظ سے دو فرقے ہیں : " فرقۂ انجیلي اشتراکي " اور " کیتھولک اشتراکي " ان مذہبي فرقوں کو اشتراکي یا سوشیالسٹ کہنا صرف اسلیے جائز ہے کہ سوشیالسٹ کا لقب خود انھوں نے اپنے لیے خوشي سے اختیار کیا ہے' ورنہ در حقیقت وہ سوشیالسٹ نہیں ہیں - انھوں نے فقرا' اہل حاجت و افلاس' اور غریب مزدوروں کي حمایت صرف اسلیے جائز رکھي ہے کہ مذہبي وقار آزاد خیال یورپ کے ادنی طبقے میں قائم ہوجاے' بہرحال انجیلي اشتراکیین نے (جسکے ممبر زیادہ تر گرجوں کے پادري ہیں) حسب ذیل تجویزیں اختیار کي ہیں :

" مسیحي اشتراکي مزدوروں کي انجمن مذہبي عقائد کے احترام اور ملک و حکومت کے محبت پر مبني ہے - وہ گورنمنٹ سے درخواست کرتي ہے کہ اہل پیشہ اور مزدوروں کے لیے خاص مفید قوانین وضع کیے جائیں - یتیم بچوں' بیوہ عورتوں' اور معذور لوگوں کے لیے امدادي فنڈ قائم کیے جائیں - کام کي مناسبت سے مزدوروں کے لیے کام کرنے کے گھنٹے محدود کردیے جائیں - سرکاري املاک اور دیہاتي جائدادیں مزدوروں کو معمولي نرخ سے زیادہ ارزاں نرخ پر دیں - اعانت فقرا کے لیے آمدني پر ٹیکس' اور وراثت کے قرب و بعد اور کمي و بیشي کے لحاظ سے ترکہ پر محصول لگایا جائے "

کیتھولک اشتراکیین کي حسب ذیل تجاویز ہیں .

" باہمي امداد کے لیے انجمنیں قائم کي جائیں - سرمایہ مزدوروں کے سپرد کیا جاے' گورنمنٹ اُجرت کار اور اوقات کار کي تعین کرے - سرپرستوں اور بچوں کا اور اہل سرمایہ اور مزدوروں کا باہمي تعلق صاف کرے - قرض دہي کي انجمنیں قائم ہوں جو اہل حاجت کو بغیر سود کے قرض دیں "

اس تفصیل سے ہم اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ یورپ میں جنگ نہ ہوتي جب بھي وہ سخت مصیبت میں مبتلا تھا - اقتصادي مشکلات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اہل افلاس اور ارباب احتیاج کي امداد و اعانت کي کوئي صحیح راہ اب تک نہ نکل سکي - مختلف ممالک اور انجمنیں مختلف تدابیر سے ان مشکلات کي عقدہ کشائي کر رہي ہیں - لیکن ابتک کوئي باقاعدہ اصول اُسکے لیے مدون نہ ہوا -

اب ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ گذشتہ اقوام کے تمدن میں بھي اس قسم کي مشکلات پیدا ہوئیں' اور وہ بھي انکو حل نکر سکیں - گذشتہ زمانے میں یہود اور سلافي اقوام میں دستور تھا کہ تمام زمین ایک وقت پر تمام افراد میں تقسیم کردي جاتي تھي - بعض قوموں میں زمین کا تمام اختیار ایک شخص کو دیدیا جاتا تھا - وہ زمین اور اُسکے منافع کو تمام قوم میں تقسیم کر دیتا تھا - فراعنۂ مصر کے زمانہ میں بھي اسي اصول اشتراکیت پر عمل ہوتا تھا -

گذشتہ اقوام میں یونان بھي ایک خاص پایہ رکھتا ہے - لیکن اپنے زمانۂ تمدن میں وہ بھي اشتراکیت اور سوشلزم سے نہ بچ سکا - مشہور مقنن سولن کے عہد میں ایتھنز کے اندر ارباب ثروت اور نادار فرقہ میں ایک عجیب فتنہ برپا ہوا -

نادار اور مفلس فرقہ کو ضد تھي کہ شہر کي تمام دولت ایک جگہ اکٹھي کرکے تمام افراد پر مساوي طور سے تقسیم کردي جاے - اہل ثروت کي جماعت کو اصرار تھا کہ دولت و ثروت کي مقدار حسب مدارج اعزاز ہوني چاہیے - سولن نے اس فتنہ پر کوئي توجہ نہ کي - لیکن اسپارٹا میں لیکارگا نے اصول اشتراکیت تسلیم کرلیا' اور اسپارٹا کي تمام دولت اُسنے افراد پر برابر برابر تقسیم کردي - ایران میں مزدکي فرقہ کا وجود بھي انہي بواعث کا نتیجہ تھا - مزدک کي راے تھي کہ تمام فتنوں کا سبب واحد دولت اور عورتیں ہیں' اسلیے دولت کو بندش ملکیت سے اور عورتوں کو قیود زوجیت سے آزاد کرکے تمام ملک کے استعمال کیلیے عام کردینا چاہیے - ایران کے طبقۂ زیریں نے حصول دولت کیلیے اور طبقۂ اعلی نے حصول سامان عیش و مسرت کیلیے ان خیالات کو قبول کرلیا - لیکن اسکا جو نتیجہ ہوا' وہ مدائن کے کھنڈروں سے پوچھو -

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اقتصادي اور اشترا کي مصائب کا کامل اندفاع نہ گذشتہ اقوام سے ہوسکا' اور نہ موجودہ زمانہ میں یورپ ان عقدوں کو حل کرسکا - نیز انسے یہ بھي ثابت ہوتا ہے کہ اشتراکیت ہر اُس تمدن کے لیے لازمي ہے جسکي بنیاد روحانیت اور مذہب پر نہو - بہرحال موجودہ یورپ اور اقوام گذشتہ کے عقلا اور اشتراکیین نے ایک مدت کے تجربوں کے بعد ان دقتوں کو ہموار کرنے کے لیے جو تجویزیں پیش کي ہیں' گو انکا مفصل ذکر پہلے گذر چکا ہے' لیکن یہاں بطور نتیجہ باختصار پھر اعادہ کرتے ہیں :

(۱) ذاتي اعزاز و امتیاز مٹا دیا جاے' اور تمام افراد مساوي الرتبہ ہو جائیں -

(۲) حکومت جمہور ملک کي مجموعي طاقت کا نام ہو -

(۳) اہل حاجت کي امداد کے لیے لوگوں کي آمدني پر ٹیکس لگایا جاے' اور اُسکے لیے فنڈ مقرر کیا جاے - سود سے بچنے کے لیے قرض دینے والي انجمنیں قائم کي جائیں - گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ فقرا اور محتاجوں کي خبر لے' اور وہ بازار کا نرخ مقرر کرے -

یہ وہ اصول ہیں جنکي بنا پر اقوام عالم نے کشاکش و مشکلات مذکورہ سے رہائي حاصل کرني چاہي ہے - ان اصول کي یہ تین دفعات بالا درحقیقت تین قسم کي اصلاحات سے مُرکب ہیں :

(۱) اصلاح معاشرت - (۲) اصلاح حکومت - (۳) اصلاح اقتصاد -

لیکن اب تک یہ اصول خیالي ہیں' عالم وجود میں کوئي منتظم سلسلہ انکا ابتک قائم نہوا - اب آؤ' ہم تمہیں بتلائیں کہ اسلام نے ان اصولوں کو کہاں تک ملحوظ رکھا' جس کي وجہ سے اُسکا تمدن اشتراکیت کے جراثیم سے ہمیشہ محفوظ رہا ہے ؟ -

یہ نگاہوں کو خیرہ کردینے والا ایک آفتاب نصف النہار تھا ' جو یکایک ابر کے نقاب سے باہر نکل آیا ' اور ایک غریب الوطن اجنبی کیلیے بہت مشکل تھا کہ پہلی نظر میں اس نظارے سے متاثر نہو - (۱)

تمام خدام و متعلقین دربار کو چونکہ شیخ کے متعلق معلوم تھا کہ یہ شاہی مجرم ہے اور اس نے موجودہ عہد حکومت کا سب سے بڑا یعنی زندقے کا جرم کیا ہے ' اسلیے انہوں نے چاہا کہ مامون کے حضور میں جسقدر سختی اور بے احترامی اسکے ساتھہ ہوسکے کریں ' اور اسے مجرموں کی طرح دربار میں لے جائیں - چنانچہ اس موقعہ کے متعلق شیخ عبد العزیز اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں :

فازاح الستر ' و اخذ الرجال بيدي وعضدي ' و جعل اقوام ايديهم في ظهري و على رقبتي ' و طفقوا يعدون بي : فدعاني المامون و انا اسمع صوته " خلوا عنه " و كثر الضجيج من الحجاب و القواد بمثل ذالك ' فخلوا عني وقد كاد يتغير عقلي من شدة الجزع وعظيم ما رايت في ذالك الصحن من السلاح وهو صدر الصحن وكنت قبل الخبرة بدار امير المومنين ' ما رايتها قبل ذالك و لا دخلتها -

" پردہ ہٹا " اور خدام بارگاہ نے میرے ہاتھوں اور بازؤں کو پکڑ لیا ' وہ اسطرح مجھہ پر ٹوٹ پڑے کہ انکا ایک ہاتھہ میرے سینے پر تھا اور ایک ہاتھہ کاندھے پر - انہوں نے اسطرح سختی و بے احترامی کے ساتھہ چاہا کہ مجھے اندر لیجائیں - مگر اُسی وقت مامون الرشید کی نگاہیں مجھپر پڑیں اور میں نے اسکی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا ہے : " اسے چھوڑ دو " مامون کے کہنے کے ساتھہ ہی اور لوگوں نے بھی اسکی تعمیل میں " چھوڑ دو ' چھوڑ دو " کا غل مچایا ' اور بے شمار آوازیں ایک ساتھہ بلند ہوگئیں - حکم شاہی پاتے ہی خدام و حجاب نے مجھے چھوڑ دیا - لیکن دربار شاہی کے اچانک نظارے ' خدام و حجاب کی اس دارو گیر ' اهالیان دربار کی صداؤں کے هنگامه ' اور برهنه تلواروں اور اسلحۂ جنگ سے بھرے ہوے صحن کی ہولناکی نے میرے ہوش و حواس پر نہایت اثر ڈالا ' اور قریب ہوا کہ شدت ہراس اور ہیبت نظارہ سے میری عقل متغیر ہو جاے - اور ایسا حال ہونا ہی تھا کیونکہ کبھی اس سے پہلے میں نے محل شاہی کو دیکھا تک نہ تھا نہ کبھی اسمیں قدم رکھا تھا - میری معلومات بھی امیر المومنین کے دربار کے متعلق بہت تھوڑی تھی " انتہی -

علماء حق کے اس صدق بیان اور راستی فطرۃ کو دیکھو کہ شیخ عبد العزیز کس طرح صاف صاف خود اپنے قلم سے اپنی کمزوری کی سرگذشت لکھہ رہے ہیں جو اس موقعہ میں انسے ظاہر ہوئی ' اور اس دربار میں پہونچکر جسکے جلوں نے قیصر روم کے ایلچی کو اپنے عہد تنزل میں بھی مبہوت و لا یعقل کردیا تھا ' وہ ذرا دیر تک اپنے ضبط و تمکین کو قائم نہ رکھہ سکے ؟ (۱)

بہر حال شیخ کو حجاب کے جبر و قہر سے نجات ملی ' اور دربار کے دروازہ سے چند قدم آگے بڑھے - وہ لکھتے ہیں کہ مامون الرشید کی آواز برابر میرے کانوں میں آ رہی تھی : " ادخلوہ و قربوہ " اسکو اندر لاؤ اور مجھسے قریب کرو ! چنانچہ وہ بلا تامل آگے بڑھنے لگے - یہاں تک کہ اُنھوں نے اس عہد کی زمین کے سب سے بڑے بادشاہ کو اپنے سامنے دیکھا ' اور بغیر کسی عجز و انحناء کے بآواز بلند کہا : " السلام علیک - یا امیر المومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ " مامون نے جواب دیا : " و علیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ " اور ساتھہ ہی ایک لمحہ تک سر سے لیکر پیر تک اُنکو دیکھتا رہا - اُسکے بعد کہا " اور آگے آؤ " شیخ آگے بڑھے ' پھر کہا " آگے آؤ " شیخ اور آگے بڑھے ' تیسری مرتبہ پھر اسی حکم کو دھرایا - شیخ بالکل قریب چلے گئے - صاحب الستر بھی ساتھہ تھا ' اور بتدریج اُنکو آگے بڑھاتا جاتا تھا - یہاں تک کہ اُن میں اور مامون الرشید میں صرف اتنا فاصلہ رہگیا کہ دو آدمی درمیان میں بیٹھہ سکتے تھے - شیخ اپنی جگہ پاکر بیٹھہ گئے ' مگر ابتک انکے دل میں ہیبت و رعب کے اثرات باقی تھے -

(صاعقۂ حق کی پہلی گرج)

شیخ جونہی اپنی جگہ پر بیٹھے ' ایک طرف سے صدا آئی :

" اس کے لیے تو صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ قبح اللہ وجہہ (عربی میں تذلیل و تحقیر کی ایک گالی ہے) خدا کی قسم میں نے اپنی پوری عمر میں کسی شخص کو اسقدر بد صورت نہیں دیکھا "

شیخ لکھتے ہیں کہ میں نے اس آواز کو سنا ' لیکن ابتک میرے دل میں ہیبت و ہراس کا تھوڑا بہت اثر باقی تھا ' اسلیے میں خاموش رہا - حتی کہ کہنے والے کے طرف میں نے نظر اُٹھا کے دیکھا بھی نہیں -

---

(۱) مامون الرشید تخت پر نہیں تھا ' کیونکہ یہ مجلس مناظرہ تھی اور ہارون الرشید سے لیکر مقتدر باللہ تک خلفاء عباسیہ کا یہی قاعدہ رہا کہ علمی مجالس میں ہمیشہ مثل اور شرکاء مجلس کے فرش ہی پر بیٹھتے تھے - البتہ صدر ایوان میں اُنکی جگہ اور مفرق بطلا قالین مخصوص تھا - ڈاکٹر جی - سلیمان (G. Salmon) نے ابوبکر خطیب بغدادی کی تاریخ مدینۃ السلام کا جو ٹکڑہ ایڈٹ کرکے چھاپا ہے ' اسمیں ایک خاص عنوان خلفاے عباسیہ کی مجالس علمیہ کے متعلق بھی ہے - اسمیں تشریح کردی ہے کہ ہارون و مامون جب کبھی کسی مجلس مناظرہ و محادثۂ علمیہ میں یا بیت الحکمۃ میں آتے تھے ' تو عام علماء و حکماء کی طرح خود بھی فرش پر بیٹھتے تھے ' اور مامون کا تو یہ حال تھا کہ بسا اوقات اپنے معتمد علماء کو صدر میں اپنی جگہ دیدیتا تھا !

(۱) المقتدر باللہ عباسی کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینے کیلیے ایک سفیر بھیجا تھا ' جس سے خلیفۂ موصوف نے " قصر حسنی " میں ملاقات کی تھی - اس ملاقات کی تفصیلی حالت خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں درج کی ہے - وہ لکھتے ہیں کہ سفیر دہلیز میں قدم رکھتے ہی بالکل مبہوت ہوگیا - ساز و سامان سلطنت دیکھکر اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے - اس نے حجاب سے کہا کہ کچھہ دیر کیلیے مجھے تنہا چھوڑ دیا جاے تاکہ اپنے ہوش و حواس میں آجاؤں !

اللہ اللہ انقلاب زمانہ کی نیرنگیاں ! ایک زمانہ وہ تھا کہ روم کا سفیر ہمارے دربار میں آتا تھا اور ہماری عظمتوں کو دیکھکر بے ہوش ہوجاتا تھا - آج خود ہم غیروں کے ساز و سامان دیکھکر شدت مرعوبیت سے بیعقل و حواس ہوگئے ہیں ' اور انکو طاقت کا ایک دیوتا سمجھکر اللہ کی طرح پوج رہے ہیں - حتی کہ ہیبت و ہراس کے سوا کبھی خوددارانہ احساس کا ایک لمحہ بھی ہمیں میسر نہیں آتا !

آگ تھے ابتداے عشق میں ہم
ہوگئے خاک ' انتہا ہے یہ !

آگ کے شعلے بجھہ جاتے ہیں لیکن راکھہ کی ڈھیر میں چنگاریاں دبی دبائی باقی رہتی ہیں اور ہوا کے ایک جھونکے سے بھڑک اُٹھتی ہیں - پھر کیا اس چولہے کی چنگاریاں کبھی بھی نہ بھڑکینگی ؟ کیا طوفان حوادث و تغیرات کا کوئی جھونکا ادہر سے نہیں گذریگا ؟ و ھوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ھوالولی الحمید !

کرو کہ ایک مسافر و غریب الوطن اجنبي کي صرف ایک هي صداے حق نے مامون الرشید اعظم کي اُس حکومت کو جو قیصر قسطنطنیه کو " روم کا کتا " کہکر خطاب کرتي تهي اور کتے کي طرح عاجزي کي زمین پر لوٹا دینے کي طاقت بهي رکهتي تهي، کس طرح لرزا دیا تها ؟ اور کسطرح وہ گهبرا کر اپني فوجوں اور انکي برهنه تلواروں کي نمایش کر رها تها کہ کہیں اس غریب الوطن کي مقاومت میري مطیع رعایا کے دل سے میري هیبت نه نکال دے ؟

پهر اور زیادہ غور کرو، اور دیکهو کہ یہ عبد العزیز کون تها ؟ دنیا کي پادشاهت اسکے پاس کتني تهي ؟ خزانۂ و فوج میں سے کیا رکهتا تها ؟ کتنے غلام اسکي رکاب کو تهامتے تهے ؟ کتنے محل اس نے اپني آسایش کیلیے تعمیر کیے تهے ؟

آہ، دنیا کے ان تمام سامانوں اور دنیوي جاہ و جلال کي ان تمام نمایشوں میں سے تو اس کے پاس کچهه بهي نه تها - ایک تنها مسافر جسکو بغداد میں آے هوے جوتها دن تها، ایک غریب الوطن فقیر جسکا شہر بهر میں ایک بهي ساتهي اور حمایتي نه تها، ایک اجنبي محض جس کے جسم پر مسکیني کے لباس اور غربت کي فقر نمائي کے سوا اور کچهه نه تها - با این همه اسکے پاس ایک ایسي طاقت تهي، جسکي فرماں روائي و ملوکي کے آگے مامون الرشید کي پوري سلطنت بهي هیچ تهي، اور جسکے جاہ و جلال کے آگے اسکي وہ سطوت و ابہت بهي کچهه نہیں کرسکتي تهي جس سے قیصر روم ڈرتا اور شاہ فرانس لرزتا تها - یہ طاقت نه تو تخت شاهي کے اوپر پیدا هوتي هے، اور نه شہنشاهي کے عظیم الشان قصروں اور محلوں میں - اسکا گهر انسان کا توٹا هوا دل هے، اور اسکا محل ایمان باللہ کي زخمي روح هے - پادشاہ کا تخت جسم پر حکم کرسکتا اور لوهے کي تلوار گردن کي رگوں کو کاٹ سکتي هے، پر نه تو اس طاقت الهي کے آشیانے کو اجاڑ سکتي هے، اور نه اس کي اقلیم سلطنت پر اسکي فرماں روائي چل سکتي هے - وهاں صرف خدا هے، اسکا ایمان هے، اسکے کلمۂ حق کي خسروي هے، اسکي صداقت و راستي کي ملوکي هے، اور حق و معروف کے ایک هي فرمان اعظم کا حکم هے !

اولائك كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه، و يدخلهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها، رضي اللہ عنهم و رضوا عنه، اولائك حزب اللہ، الا ان حزب اللہ هم المفلحون ! (۵۸ : ۳۰)

یهي وہ راست باز انسان هیں جنکے دلوں میں اللہ نے اپنے ایمان کا نقش جما دیا، اور اپني روح نصرۃ و فتح مندي سے انکي مدد کي، پس اب خوف و هراس اور ناکامي و نامرادي انکے لیے نه رهي، وہ انکو بہشتوں کي بہشتي زندگي میں داخل کریگا - وهاں باغ و چمن کا دائمي عیش هے اور نہروں کي رواني کا نظارۂ راحت - اللہ انسے راضي هوا اور وہ اللہ سے راضي هوے - یہ اللہ کي جماعت هے، اور یقین کرو کہ اللہ کي جماعت هي فلاح و مراد پانے والي هے -

پس شیخ عبد العزیز کے وجود غربت و فلاکت کے اندر جو هیبت و اجلال پیدا هوگیا تها، اور جس نے مامون اعظم کو اپني فوجوں کے نکالنے اور تلواروں کے چمکانے پر مجبور کردیا تها، وہ شیخ عبد العزیز کي هیبت نه تهي جسکو تلوار کي ایک حرکت دو تکرے کردیسکتي تهي، وہ خدا سے عبد العزیز کي هیبت تهي، وہ حق پرستي اور ایمان باللہ کي قہاریت تهي، وہ جرأت ایماني اور سطوت روحاني کا نا ممکن التسخیر اجلال تها - کما قال فی المثنوي :

هیبت حق ست این از خلق نیست
هیبت این مرد صاحب دلق نیست !

فلا تخافوهم و خافون ان کنتم مومنین !

(داخلـه)

جب تمام ارکان و شرکاء مجلس مناظرہ آچکے، تو شیخ عبد العزیز کي بهي طلبي هوئي - ایک کے بعد ایک متعدد دهلیزیں تهیں جنسے شیخ کو گذرنا پڑا، سلطاني دهلیزوں کے مرحلے کے بعد ایوان هاے خلافت کا ایک سلسله شروع هوا، جن میں سے هر ایوان ایک پوري شہنشاهي کے ساز و سامان شوکت و ابہت سے معمور تها، اور هر ایوان کے خاتمه پر اسکا پہلا رهنما رخصت هوجاتا اور نیا هاتهه اپنے پیچهے آنے کا اشارہ کرتا تها - اسکے بعد اور بهي بہت سے مرحلے آے جنکي تمام جزئیات شیخ نے لکهي هیں - اور انسے زیادہ خطیب بغدادي وغیرہ مورخین عہد عباسیه کي روایتوں سے واضح هوتي هیں - لیکن سرگذشت کا یہ تمام حصه دولت عباسیه کے جاہ و جلال سلطنت کے کارخانوں سے تعلق رکهتا هے، مگر هم اس وقت مضطرب هیں کہ مجلس مناظرہ تک جلد سے جلد پہنچیں، اور انساني حکومتوں کے جاہ و جلال کي جگه ایک داعي حق کے جاہ و جلال خداوندي کا جلوہ دیکهیں -

(صـــاحب الستـــر)

یہاں تک کہ " صاحب الستر " یعنے رئیس حجاب کا ایوان خاص آگیا - عہد عباسیه میں " صاحب الستر " کا عہدہ بالکل ویسا هي تها جیسا آجکل یورپ میں (Lard Chambar Lain) یا ترکي میں " وزیر تشریفات " کا هے - یعني شاهي ملاقات و حضور کا متوسط و وسیله - اسکو " حاجب " بهي کہتے تهے، اور یہ قصر شاهي کا وہ آخري برزخ هوتا تها جسکے بعد خلیفه کے حضور میں کوئي شخص پہنچ سکتا تها - اسلام نے جب خلیفۂ وقت کیلیے کوئي محل هي نه بنایا تو اسکے دروازے کیلیے دربان کہاں سے آتا ؟ اسلیے خلفاے راشدین کا تمام عہد اس عہدہ سے خالي رها - سب سے پہلے امیر معاویه نے دهلیز شاهي کي بنیاد ڈالي، اور شاهان عجم کي روایتیں سنکر حاجب کا عہدہ اسکے لیے قرار دیا (۱)

حاجب صحن دربار تک لے گیا - صحن کے دونوں جانب کمروں کا ایک سلسله تها، جسمیں مخصوص وزرا، و ندماء اذن حضور تک ٹهہرتے اور انتظار کرتے تهے - یہاں پہنچکر شیخ سے حاجب نے پوچها :

" آپکو وضو کے تجدید کي خواهش هے ؟ "

شیخ نے کہا " نہیں " حاجب نے کہا :

" تو قبل اسکے کہ آپ امیر المومنین کے حضور میں پہنچیں، دو رکعت نماز نفل پڑهه لیجیے "

شیخ نے نماز پڑهي، اور جب نماز پڑهي تو یہ کہنا غیر ضروري هے کہ کس عالم میں پڑهي، اور اپنے اُس خداوند قدوس کے حضور میں کیونکر کهڑے رهے جسکے کلمۂ حق کیلیے عنقریب ایک انساني شہنشاهي کے حضور میں لجانے والے تهے :

بجرم عشق تو ام مي کشند، غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

و اللہ یعلم ما تسرون و ما تعلنون !

(ایـــوان دربـــار)

اب پردہ اُٹها، اور شیخ نے یکایک دیکها کہ کرۂ ارضي کے موجودہ عہد کا سب سے بڑا شہنشاہ (مامون اعظم) اسکے سامنے هے -

---

(۱) الاستیعاب میں حافظ ابن عبد البر نے اسکي تصریح کي هے - نیز تمام مورخین اسلام کا اسپر اتفاق هے -

اُسوهٔ حسنه

الحسبة في الاسلام

احتساب اور اسلام

(تربيت يافتگان عهد مقدس نبوت)

(٢)

(احتساب محتسب)

اگرچه فرض احتساب هر موقع پر هاتهه کي قوت ، زبان کي آزادي ، اور قلب کي جرأت کا محتاج هوتا هے ، ليکن جب کبهي خود محتسب کے اعمال و افعال کا احتساب کرنا پڑتا هے تو نسبتاً هر موقع سے زياده ان چيزوں کي ضرورت هوتي هے -

اسلام ميں منصب خلافت کے اور فرائض کي ساتهه خلفاء کا ايک فرض احتساب بهي تها ، اسليے هر خليفه محتسب بهي هوتا تها - اگرچه خلافت راشده کے زمانه ميں بهي خليفه کا وجود عام صحابه سے بالاتر سمجها جاتا تها - چنانچه حضرت عبد الله ابن عباس نے حضرت عمر کے خوف و هيبت سے مدت تک ايک ضروري مسئله کے پوچهنے کي جرأت نه کي (١) ليکن يه رعب و داب کچهه جبر و استبداد ، غلبه و قهر ، ظلم و ستم کا نتيجه نه تها جو انسان کے هاتهه ميں هتکڑياں پہنا ديتا هے ، منه ميں لگام لگاديتا هے ، دل کي حرکت کو بند کرديتا هے ؛ بلکه اوسکو صرف نور ايمان ، پابندي فرائض ، اور فضائل اخلاق کے مجموعه نے پيدا کيا تها ، اسليے خلفاء راشدين کو هر شخص نہايت آساني کے ساتهه روک ٹوک سکتا تها - جب حضرت عمر نے مهر کے بارے ميں سختي کي اور لوگوں کو بيش قرار مهر باندهنے سے روکنا چاها ، تو ايک عورت نے نہايت آزادي سے کہا : " عمر ! تمکو اسکا حق حاصل نہيں هے ، خدا نے تو مهر کے بارے ميں قنطارا مقنطره (روپيه پيسے کے بہت بڑے ڈهير) کا لفظ کہا هے " يه سنتے هي حضرت عمر نے اوسکے حسن استدلال اور آزادي اعلان حق کي داد دي اور فرمايا : " مردوں نے غلطي کي ، اور ايک عورت نے صحيح بات کہي " (فتح الباري جلد - ٩ - صفحه - ١٧٥)

ايک شخص نے جب اون سے کہا : " اے ابن خطاب ! تم انصاف نہيں کرتے ، اور همکو فياضانه عطيه نہيں ديتے " تو وه اس قدر برهم هوے که اوسپر حمله کرنا چاها ، ليکن جب ايک دوسرے شخص نے يه آيت پڑه دي :

خذ العفو و امر بالمعروف معاف کرنے کا طريقه اختيار کرو ، نيکي
و اعرض عن الجاهلين ! کا حکم دو ، اور جاهلوں سے درگذر کرو !

تو دفعتاً ٹهنڈے پڑگئے (بخاري جزء ٩ -)

ليکن يه روشن زمانه صرف ٣٠ برس کا زمانه تها - اسکے بعد خلافت بنو اميه قائم هوئي ، اور ايک حديث صحيح کي بنا پر " ملک عضوض " کا زمانه شروع هوگيا - اب جمهوريت اسلامي فنا هوگئي ، نظام روحاني اولٹ ديا گيا ، صحابه کے عهد فضائل کا مجموعه درهم برهم هوگيا ، اور ان سب کي جگه شخصيت و استبداد نے ليلي ، اسليے اس زمانے ميں فرض احتساب کا ادا کرنا درحقيقت لوهے کي اوس زنجير کي کڑيوں کو توڑنا تها ، جو هاتهوں ميں ڈالنے کيليے ڈهالي جا چکي تهي - ليکن جو هاتهه حق کي حمايت کيليے اوٹهتا هے ، وه اگر اونکے توڑنے کي طاقت نہيں رکهتا تو کم از کم انکے اندر پهنسنے کي طاقت تو ضرور رکهتا هے !

اس زمانه ميں عهد نبوت کي جو روشن يادگاريں باقي ره گئي تهيں ، اونکا نور ايمان اس عهد ظلمت ميں بهي حق کو حق اور باطل کو باطل دکهاتا تها ، اور وه جبابرۂ بنو اميه کو هميشه ٹوکتي رهتي تهيں -

آنحضرت صلى الله عليه وسلم مدة العمر نماز عيدين کيليے منبر نہيں لے گئے ، اور خطبه هميشه نماز کے بعد ديتے رهے - خلفاے راشدين کے زمانے تک يهي سنت قائم رهي - ليکن امراے بنو اميه نے اسکو بدلدينا چاها ، کيونکه انہوں نے ديکها که نماز کے بعد لوگ متفرق هو جاتے هيں اور انکے خطبوں کے سننے کيليے کوئي دلچسپي ظاهر نہيں کرتے - پس انہوں نے يه طريقه ايجاد کيا که نماز سے پہلے خطبه ديديا جاے ، اور اسطرح لوگوں کو اپنے خطبوں کے سننے کيليے مجبور کرديں - ليکن جب پہلے پہل مروان نے اسکي ابتداء کي اور عيد کے دن نماز سے پہلے خطبه کيليے منبر پر چڑهنے لگا ، تو اسي وقت ايک مسلمان نے اسکا دامن پکڑ کر روکا اور چلا کر کہا : " يه سنت نبوي کے بالکل مخالف هے " لوگوں نے اسپر اوسکو چشم نمائي کي ، ليکن حضرت ابو سعيد خدري بهي موجود تهے - انہوں نے کہا : " اس شخص نے اپنا فرض اسلامي ادا کيا هے - آنحضرت نے فرمايا هے که هاتهه سے ، زبان سے ، يا کم از کم دل سے هر برائي کا انکار کرنا چاهيے " (ابن ماجه صفحه ٢١٠ - و شرح منتقي للشوکاني)

ايک مرتبه مقدام بن معديکرب ، عمرو بن اسود ، اور قبيله بني اسد کا ايک شخص ، يه تينوں آدمي امير معاويه کے دربار ميں حاضر هوے - امير معاويه نے باتوں باتوں ميں کہا : " مجهے معلوم هوا هے که حسن بن علي نے انتقال کيا " مقدام نے " انا لله و انا اليه راجعون " پڑها - اونکے اس اظهار افسوس پر ايک خوشامد پيشه درباري نے کہا : " کيا آپ اسکو کوئي مصيبت خيال کرتے هيں ؟ " اونهوں نے کہا " کيوں نہيں ؟ آنحضرت نے اونکو (يعني حضرة حسن ابن علي عليهما السلام کو) اپني گود ميں رکهکر فرمايا تها که يه خاص ميرا بيٹا هے ، پس جگرگوشۂ رسول کي وفات کيوں نه همارے ليے مصيبت هو ؟ " اسپر قبيله بنو اسد کے اوس آدمي نے جو اونکے ساتهه آيا تها ، کہا : " وه ايک شراره تهے جسکو خدا نے بجها ديا " مقدام يه سخت گستاخانه فقره سنکر آگ بگولا هوگئے اور جوش ميں آکر بے باکانه بول اٹهے : " ميں جب تک تمکو کوئي سخت بات اسي جگهه نه سناؤنگا يہاں سے نه ٹلونگا " پهر امير معاويه کي طرف مخاطب هوکر کہا : " ميں کچهه کہنا چاهتا هوں ، اگر وه حق هو تو تم تصديق کرنا - حق نه هو تو جهٹلا دينا " امير معاويه نے اجازت دي - اونهوں نے کہا : " ميں تمهيں خدا کي قسم دلا کر پوچهتا هوں که کيا آنحضرت نے سونے کے زيور پہننے کي ممانعت نہيں کي ؟ " معاويه نے کہا " هاں " اونهوں نے پوچها : " ميں تم سے خدا کي قسم دلا کر پوچهتا هوں که کيا آنحضرت نے حرير کے پہننے سے منع نہيں فرمايا ؟ " کہا " هاں " پهر انهوں نے سوال کيا : " ميں تمهيں خدا کي قسم دلا کر پوچهتا هوں که آنحضرت نے جانوروں کي کهال کے فرش سے منع نہيں فرمايا ؟ " امير معاويه کو کہنا پڑا " هاں " -

اب اونهوں نے اس اقرار و تصديق کے بعد کہا : " خدا کي قسم ، ميں تمهارے محل ميں يه تمام چيزيں ديکهه رها هوں ! "

امير معاويه کي سياست يه تهي که مال و دولت کے چهينٹوں سے گرم دلوں کو ٹهنڈا کيا کرتا تها - مسلمانوں کو طمع مال کي راه سب سے پہلے اسي نے دکهلائي - چنانچه اس موقع پر بهي يهي اصول کام ميں لايا گيا - اس نے حکم ديا که مقدام کو فوراً انعام و اکرام سے مالا مال

---

(١) يعني مسئلة ايلاء و تخيير

اسکے بعد مامون الرشید شیخ کی طرف متوجه هوا ' اور شیخ کا نام ' خاندان ' ابوت ' جدیت ' قبیله ' وطن ' محله ' مکه معظمه کے قدیم تمدن کے حالات ' اور اس قسم کی اور بہت سی باتیں دریافت کیں ' جنکو هم نظر انداز کردیتے هیں - اسکے بعد کہا :

" تمهارا بغداد میں آنا اور جامع رصافه میں کھڑے هوکر میرے ایک حکم دینی و شرعی کو توڑنا ' اور خدا کی صفات میں دوسری چیزوں کو شریک کرنا ' اور بحث مناظره کی خواهش کرنا ' یه تمام حالات میں نے سنے هیں ' اور اسی لیے علماء دار الخلافه کو میں نے آج مدعو کیا هے "

شیخ لکھتے هیں که " مامون الرشید کا یه جمله کہنا که تم نے خدا کی صفات میں دوسری چیزوں کو شریک کیا ' میرے لیے رحمت الہی هوگیا - مجھ پر دربار کی هیبت کا اثر ابتک باقی تھا ' مگر مسئلۂ خلق قرآن کی نسبت جب یه قول باطل میں نے سنا تو معاً دل کے اندر ایک آگ بھڑک اٹھی ' اور دعوة حق کی غیرت سے میں معمور هوگیا - ساری هیبت و دهشت یکقلم کافور هوگئی اور میں دربدر جواب دینے اور امر بالمعروف کا فرض ادا کرنے کیلیے بالکل مستعد هوگیا "

مامون کے جملے ابھی پورے ختم بھی نہیں هوے تھے که شیخ کی آواز بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کی طرح ایوان دربار میں گونج اٹھی ' تمام اهل دربار اس جسارت اور بے باکی پر تڑپتے رهے ' مگر اس نے کسی کی پروا نه کی ' اور جس طرح ایک معمولی و حقیر انسان سے کوئی خطاب کرتا هے ' اونچی هوئی آواز میں تقریر شروع کی :

" یا امیر المومنین ' میں ایک فقیر الحال طالب العلم هوں - اپنے وطن اور خانۂ خدا کے مقدس جوار میں تھا که میں نے خلیفۂ وقت کے مظالم و جبر کی درد انگیز سرگذشت سنی - مجھے معلوم هوا که حق مظلوم هوگیا هے ' سنت کی روشنی بجھہ گئی هے ' بدعت کی آندھیاں زور و شور سے چل رهی هیں ' حق کا کہنا جرم هوگیا هے ' اور باطل پرستی کے صلے میں جاه و عزت کی بخشش هو رهی هے - جس چیز کا اقرار خدا تعالی نے امۃ مرحومه سے نہیں کرایا ' جسکی گواهی اسکے رسولوں نے نہیں دی ' جسکا اعلان خلفاے راشدین نے نہیں کیا جنکی خلافت طریق نبوت پر تھی ' اور جسکے لیے کسی ایک صاحب رسول الله کی زبان کو بھی حرکت نہیں هوئی ' اس چیز کے اقرار کو آج ایک انسان هر مومن کیلیے شرط قرار دے رها هے ' جو هارون الرشید کے گھر میں پیدا هوا اور وه هادی کا لڑکا تھا - اسنے نه تو تابعین کو پایا ' نه اصحاب رسول الله کو دیکھا ' نه عہد نبوت کی برکتوں میں اسکا کوئی حصه هے - تاهم وه شریعت الہی کے اس مخفی راز کو جانتا هے جسکو تابعین نے نه جانا اگرچه دنیا سے مومن گئے ' صحابه نے نه جانا ' اگرچه کفر کی چھینٹ بھی انپر نه پڑی ' رسول الله (صلی الله علیه و سلم) نے اسکے لیے کچھه نه کہا حالانکه صاحب وحی و رسالت تھے "

شیخ عبد العزیز اب وه عبد العزیز نه تھا جسکو عمر بن مسعده نے کوتوالی میں اپنے سامنے کھڑا کیا تھا ' اور جو دربار مامونی کے دروازے میں قدم رکھتے هی اسکی هیبت و اجلال سے لرز اٹھا تھا - اب وه ایک دوسری هی روح حق تھی ' جو دنیا کی تمام جسمانی طاقتوں اور عظمتوں سے ارفع و اعلی هوکر صرف رب السماوات و الارض کی قدوسیت سے فیض یاب جلال و قهاریت تھی ' اور مامون الرشید اگر تمام کرۂ ارضی کی بکھری هوئی طاقتوں کو جمع کرکے اپنے ساتھه لے آتا ' جب بھی اسکی صدا کی گرج کی تاب نہیں لاسکتا تھا !

شیخ کے جوش و خروش ' بے باکانه طرز ادا ' مساویانه مقابلے اور هنگامه ساز آواز کی هولناکیوں نے اس تمام مجمع کو اسطرح دم بخود کردیا که (حسب تصریح شیخ) کسی کو روکنے یا ٹوکنے کا هوش نه تھا - حتی که جب انہوں نے خود مامون الرشید اعظم کا اس حقارت کے ساتھه ذکر کیا ' جب بھی نه ان حجاب و خدام بارگاه کی تلواروں کو حرکت هوئی ' جو اسے دهکیلتے هوے دربار میں لارهے تھے ' اور نه ان امرا و رؤساء کی زبانیں هلیں ' جنھوں نے اسکے کم رو چہرے کی حقارت کی تھی ! الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون !

شیخ نے اپنی تقریر جاری رکھی :

" آه ! تم هوا کا وه جھونکا هو جس سے شریعت کی آگ تو نه روشن هوسکی مگر اس نے سنت کے چراغوں کو گل کردیا - تم سیلاب خلافت کی وه رو هو ' جو بدعات و محدثات کی خس و خاشاک کو تو نه بہا سکی مگر اس نے حق پرستی کے تناور درختوں کو گرادیا - تم امارت و سیادت کی وه تلوار هو جو بطلان و ناحق کوشی کی فوجوں کو تو نه قتل کرسکی پر اس نے ارباب حق کے سروں کو اپنی برش و روانی کا تخته مشق بنایا ! ابتک تمهارا دعوا رسول کی جانشینی کا رها تھا - مگر اے مامون بن هارون ' تو اب رسول کی جانشینی هی کا نہیں بلکه رسول سے زیاده حق رسالت کا مدعی هوگیا هے - رسول خدا نے امة سے اسکا اقرار کبھی نہیں کرایا که وه کلام الله کو غیر مخلوق کہیں ' مگر تیرے نزدیک کوئی شخص مسلمان نہیں هوسکتا جب تک وه بطلان کے اس کلمه پر ایمان نه لاے - تو نے صرف اس جرم پر که ارباب حق نے صراط مستقیم سے انحراف نه کیا جو خدا کے رسول اور اسکے تربیت یافتوں نے انکے آگے کھول دی هے ' اپنے جبر و جور کی تلوار میان سے کھینچی ' اور انہیں کافروں کی طرح قید خانوں میں قید کردیا - رسول الله کی سنت کے اتباع کیلیے تیرے پاس سزا و عقوبت هے ' اور بدعت و ضلالت کیلیے پیشوائی و سیادت کی عزت ! خدا کے رسول نے ذمیوں کو امان دی هے ' مگر تیری خلافت میں مسلمانوں کیلیے امان نہیں هے - اے مامون ! الله سے ڈر ' اسکے عذاب کی پکڑ سے کانپ جسمیں بہت ڈھیل هے ' مگر جس سے کبھی چھٹکارا نہیں - وه زمین کے ائمۂ و خلفاء کو تلوار بخشتا هے تو انسے چھین بھی لیتا هے - تم سے پہلے دمشق کے ائمۂ جور نے مسلمانوں کا خون مباح کیا ' مگر تمهارے هاتھوں انکا خون بھی مباح کیا گیا - نه هو که تمهارا خون بھی کسی کے هاتھوں مباح کیا جاے - تم انکے تخت کے وارث هوے هو ' مگر انکے جور و طغیان کی وراثت نه لو "

(اشتہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہار

: (ایجاد کرده عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب).

* * *

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصا ضعف مثانه اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشی تک مسلسل هوتا هے ' ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کی حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئی شے محافظ قوت نہیں هوسکتی -

قیمت فی شیشی ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر : منیجر دی یونانی میڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلی - کلکته

ي زندگي ميں کسقدر فرق عظيم و تبائن کلي هے ؟ علمي حيثيت ے حکماء صرف اصول و کليات قائم کرسکتے هيں - اونکے جزئيات کا احاطه اونکے دسترس سے باهر هے - عملي طهارت کے لحاظ سے ديکها جاے تو وه کوئي چيز نهيں - ليکن انبياء کرام ميں پهلي چيز عملي نمونه کي روح القدس هے' اور چونکه انکا کام فلسفه نهيں بلکه انساني زندگي کي سعادت هے' اسليے وه زياده تر جزئيات هي پر نظر ڈالتے هيں - اونکو کليات سے بهت زياده بحث نهيں هوتي - وه پاک انسان بنا لے آتے هيں' فلسفه کي نظريات وضع کرنے نهيں آتے -

حکماء اور انبياء ميں سب سے بڑا فرق يه هے که انبياء خود عمل کرتے هيں' اور دوسروں سے عمل کرواتے هيں' ليکن حکماء کي پوري جماعت کا يه حال رها هے که انهوں نے عمل کے دائره ميں قدم بهي نهيں رکها' اور کسي عملي گروه کے پيدا کرنے کا شرف تو کسي حکيم کو حاصل نهيں - پس نبوت کي حقيقت دو جزو سے مرکب هے' علم اور عمل - خدا نے انهي دونوں اجزاء سے نبوت کي تحديد کي:

يتلــو عليهــم آيتــه	وه پيغمبر اون پر خدا کي آيات کي تلاوت
و يزکيهم' و يعلمهم الکتب	کرتا هے' اونکے اخلاق کا تزکيه کرتا هے' اور
و الحکمــــه -	اونکو کتاب و حکمت کي باتيں سکهاتا هے-

آنحضرت صلی الله عليه وسلم کے سلسلۂ احتساب ميں هم نے جن اعمال جزئيه کا حواله ديا هے' اون سے يه حقيقت اچهي طرح واضح هوجاتي هے - ان جزئيات سے ثابت هوتا هے که آپ کي نگاه کس طرح صحابه کي ايک ايک ادا پر پڑتي تهي' اور آپ کس طرح اون پر گرفت کرتے رهتے تهے' اور اس پيغمبرانه دارو گير نے کس درجه صحيح نظام عمل و نمونۂ اخلاق حسنه قائم کرديا تها ؟

حکماء کے حالات ميں مبسوط کتابيں لکهي جا چکي هيں' ليکن تمام دنيا کے حکماء کي مجموعي تاريخ بهي اس قسم کا عملي نظام نه قائم کرسکي' اور نه کسي حکيم نے فرض احتساب ادا کرنے کيليے اپنے آپ کو خطرے ميں ڈالا -

(رافت و رحمت)

خدا نے آنحضرت کي سب سے زياده نماياں خصوصيت يه بتائي هے:

بالمومنين رؤف رحيم-	وه مسلمانوں پر نهايت شفقت' بے غرضانه محبت' اور کمال لطف و مهر رکهتے هيں !

آپ کے سلسلۂ احتساب ميں هم نے جن واقعات کو جمع کرديا هے' اون سے حرف بحرف اسکي تصديق هوتي هے - ان واقعات سے ظاهر هوتا هے که فرض احتساب آپ کا روزانه معمول تها - آپ ايک جزئي سے جزئي بات پر بهي روک ٹوک کرتے تهے - تاهم آپ نے کسي موقع پر بهي بلا ضرورت سختي و خشونت کا اظهار نهيں کيا' بلکه اکثر مواقع ايسے پيش آے جهاں زبان سے ايک حرف بهي نهيں نکالا' کسي فعل پر اظهار ناراضي کرنا هوا تو سلام کا جواب نهيں ديا' کهيں منه پهير ليا' کهيں کوئي آيت پڑه دي' کهيں کوئي پر اثر جمله فرماديا- يهي رفق و ملاطفت تهي' جسکي کشش تمام دنيا کو آپ کي طرف کهينچ لاتي تهي' اور اسي نے صحابه کے عمل کو يکسر سنوار ديا تها - اور اسي بنا پر خدا نے بهي فرمايا :

اســـلام اور تــربيت عسکــری

ايک ابتــدائي اور ســرسري مطالعه

هم نے گذشته نمبر ميں " تربيت عسکري " کے عنوان سے ايک سلسلۂ بحث شروع کيا تها - اراده تها که پہلے قصص بنو اسرائيل پر نظر ڈالکر پهر اسلام کي تربيت عسکري پر متوجه هونگے' اور دونوں کا باهم ارتقائي تعلق و ربط واضح کرنے کي کوشش کرينگے - ليکن سلسلۂ تاريخ بنو اسرائيل ميں قرآن حکيم کي تصريحات و اشارات اسقدر وسيع هيں که رسائل و جرائد کے مقالات ميں انکو سميٹنا بهت مشکل هے - حضرة موسى على نبينا و عليه السلام کي زندگي اور اعمال اجتماعيه کے بعد بهي بنو اسرائيل کي تاريخ خلافة و وراثت ارضي کا بهت بڑا سلسله باقي رهجاتا هے' اور على الخصوص قصه طالوت و جالوت اور عهد حضرت سليمان عليه السلام کے اشارات اسقدر اهم و ضروري هيں که کسي طرح نظر انداز نهيں کيا جاسکتے -

ليکن بالفعل هم اس صحبت کو اس هفته ملتوي رکهتے هيں که فرصت تحرير نهيں' اور اسکي جگه اسلام کے نظام عمل عسکري پر ايک سرسري نظر ڈالنا چاهتے هيں - يه ٹکڑہ پہلے سے لکها هوا بلکه کمپوز کيا هوا موجود هے - اسکي اشاعت ميں همارے ليے بهت آسانياں هيں -

(پہلے کالم کا بقيه مضمون)

لو کنت فظا غليظ القلب	اگر تم اکهڑ اور سخت طبع هوتے تو
لانفضــوا مــن حولــك	لوگ تمهارے پاس سے بهاگتے -

(احتساب اور وحدت قوميت)

ان واقعات سے ثابت هوتا هے که تنازع و اختلاف کے زمانے ميں فرض احتساب ادا نهيں کيا جاسکتا - خدا نے احتساب کي علت اوس ولايت عامه يعني نيکي کے رشته کي برادري و رفاقت کے حق کو قرار ديا هے' جو ايک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر حاصل هے اور جس نے تمام فرزندان اسلام کو ايک زنجير اتحاد ميں منسلک کرديا هے :

والمومنون والمومنات بعضهم	مسلمان مرد اور مسلمان عورتيں
اولياء بعض' يامرون بالمعروف	ايک دوسرے کي دوست اور
و ينهـــون عن المنکــــر	مددگار هيں' نيکي کا حکم ديتے
	هيں اور برائي سے روکتے هيں -

ليکن اختلاف اور تفرقه کے زمانے ميں يه حق ولايت زايل هوجاتا هے - هر شخص ايک دوسرے کا دشمن بن جاتا هے' ايک جماعت اور مذهب کي جگه بيسيوں جماعتيں بن جاتي هيں اور ايک دوسرے کو درندوں کي طرح چيرتي پهاڑتي هيں - اسليے نه کوئي کسيکو روکتا هے اور نه کوئي کسيکي سنتا هے - يهي وجه هے که حضرت عثمان کے زمانه خلافت ميں احتساب کي مثاليں پيشتر کي نسبت کم ملتي هيں' کيونکه اختلاف کي بنياد پڑ چکي تهي -

کردیا جاے - لیکن مقدام نے جو کچھہ پایا ' اُسي وقت فقرا کو تقسیم کردیا - (ابو داؤد - کتاب اللباس)

صحابہ کرام نے حالت میں اس قسم کي آزادي حق و امر بالمعروف کي مثالیں اس کثرت سے ملسکتي ہیں کہ دنیا کي پوري تاریخ اخلاق و فضائل اسکي نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے - لیکن اس سلسلۂ مضامین کا ماخذ صرف احادیث کي کتابیں ہیں ' اور کتب حدیث میں سے بھي صرف معتمد ترین ذخیرہ حدیث یعني صحاح ستہ ' پس جسقدر حصہ عام تاریخ کے ذخیرہ سے تعلق رکھتا ہے ' اسکو نظر انداز کر دیتے ہیں -

(احتساب کا اثر و نفوذ)

شریر روحوں اور ناپاک ہستیوں نے ہر زمانہ میں خدا کے نیک بندوں کو قوت کے صحیح استعمال سے روکا ہے - فرعون نے اسي لیے حضرت موسی علیہ السلام کو ارض مصر سے نکال دیا تھا ' قریش اور رؤساے یہود کي سازشیں مسلمانوں کے استیصال قوت هي کیلیے قائم ہوئي تھیں - منافقین نے اسي غرض سے مسجد ضرار کو مسلمانوں کي تفریق کا آلہ بنایا تھا -

لیکن قوت هي کا صحیح استعمال اخلاق کا سنگ بنیاد ہے ' اور اوسي نے نظام عالم کو قائم رکھا ہے - اگر آفتاب اپني پوري طاقت کے ساتھہ زمین میں حرارت نہ پہونچاتا ' اگر ابر اپني پوري طاقت کے ساتھہ اوس میں رطوبت نہ پیدا کرتا ' اگر کرۂ ہوا کي پوري طاقت اوس میں عمل نہ کرتي ' تو زمین کي گود میں ایک سبز پتہ ' ایک رنگین ورق گل ' ایک دانۂ غلہ بھي نظر نہ آتا !

لیکن خدا کي رحمت کبھي کبھي چھپے ہوے چشموں کي سوتوں کو کھول دیتي ہے ' برف سے ڈھکے ہوے پاني میں رواني پیدا ہوجاتي ہے ' وہ ابل ابل کر اور بہہ بہہ کر دنیا کو سیراب کردیتي ہیں -

اسي رحمت الہي نے عہد نبوت و عہد صحابہ میں قوت الاهیہ کو پوري آزادي و وسعت دیدي تھي ' اسلیے اوسکے استعمال صحیح کے نتائج صحابہ کرام کي ہر شعبۂ زندگي میں کامل و اکمل نظر آتے ہیں -

احتساب کا سب سے زیادہ عظیم الشان اثر یہ ہے کہ وہ انسان میں حق کے قبول کرنے ' اُسکي جستجو میں سرگرداں رہنے ' اور اُسپر عمل پذیر ہونے کا مادہ پیدا کردے - عہد نبوت و عہد صحابہ میں احتساب کے وہ آثار قائمہ ہر جگہہ نمایاں نظر آتے ہیں - اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت عمر کو مہر کے معاملہ میں جب ایک عورت نے ٹوکا تو اُنہوں نے اس صداقت کے ساتھہ اپني غلطي کا اعتراف کرلیا - ایک بے ادبي یا ایک الزام پر جب اُنہوں نے ایک شخص پر حملہ کرنا چاہا ' تو قرآن مجید کي ایک آیت نے انکا ہاتھہ پکڑ لیا - یہ کوئي مخصوص موقع هي نہ تھا ' بلکہ قرآن حکیم کے احتساب نے اُن میں اسکا عام مادہ پیدا کردیا تھا - چنانچہ امام بخاري نے اسي حدیث میں اُنکي خصوصیت احتساب کي تصریح بھي کردي ہے : کان وقافا عند حدود اللہ ! یعني وہ مناهي قرآن سے آگے کبھي تجاوز نہیں کر سکتے تھے !

حق کي جستجو کا شوق ہر صحابي کے دل کو قوت احتساب کي رہنمائي کا منتظر رکھتا تھا - ایک مرتبہ حضرۃ انس بن مالک مدینہ میں آے - لوگوں نے اتباع سنت کے شوق میں اُن سے پوچھنا شروع کیا کہ ہمارا کوئي فعل آنحضرت کے افعال و اقوال کے خلاف تو نہیں ہے ؟ اُنہوں نے کہا : " بس میں اتنا فرق پاتا ہوں کہ تم لوگ نماز میں صف سیدھي نہیں رکھتے " (بخاري جزء - ١)

آنحضرت نے عہد صحابہ کو خیر القرون کہا ہے ' لیکن اگر اس مبارک زمانے کي تمام خصوصیات کي تحلیل کي جاے ' تو ان میں سب سے زیادہ نمایاں جزو عمل وہي ہوگا ' جسکے نظام کو صرف احتساب هي نے قائم کیا تھا - آنحضرت نے جس بنا پر عہد نبوت کو خیر القرون یعني بہترین عہد فرمایا ہے ' آپکي خود هي تصریح بھي کردي ہے :

ثم ان بعدكم قوما يشهدون	پھر تمہارے بعد ایک ایسي قوم
ولا يستشهدون ويخونون	پیدا ہوگي ' جو گواہي دیگي مگر
ولا يوتمنون وينذرون	حق کي گواہي دینے کي اسمیں
ولا يوفون (بخاري جزء ٥)	کوئي طلب نہوگي ' وہ خیانت کریگي '

اسمیں امانت نہوگي ' اور نذر مانیگي تو اوسکو پورا نہ کریگي -

اس سے معلوم ہوا کہ جن فسادات کو خیر القرون کے بعد کي قوموں میں بیان کیا ہے ' انکا نہونا هي خیر القرون کي اصلي خصوصیت ہے - لیکن اس خصوصیت کو صرف احتساب هي کے اثر نے قائم رکھا تھا - صحابہ کے بعد جو زمانہ پیدا ہونے والا تھا ' وہ تابعین کا زمانہ تھا - لیکن اس مبارک زمانے کو بھي صرف قوت احتساب هي نے پیدا کیا - چنانچہ صحابہ کي نسل خود شہادت دیتي ہے :

كانوا يضربونا على الشهادة	صحابہ ہمکو بیجا شہادت دینے اور
والعهد ونحن صغار	معاہدہ کرنے پر بچپن هي میں سزا
(بخاري - جزء ٥)	دیتے تھے ' تاکہ اسکي عادت نہ پڑے -

صحابہ کے بچے جس طرح برائیوں سے روکے جاتے تھے ' اوسي طرح اون سے نیکي پر عمل بھي کرایا جاتا تھا - ایک مرتبہ صبح کو آنحضرۃ نے اعلان کرادیا کہ جو لوگ عاشورے کا روزہ رکھہ چکے ہیں اونکو روزہ پورا کرنا چاہیے ' اور جو لوگ افطار کر چکے ہیں ' وہ بھي بقیہ دن روزہ رکھیں - اس اعلان کے بعد صحابہ نے اسپر اس شدت کے ساتھہ عمل کیا کہ خود بھي روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں سے بھي روزہ رکھواتے تھے ! جب کوئي بچہ بھوک کي شدت سے روتا تھا تو بہلانے کیلیے اس کے کھلونے اوسکے ہاتھہ میں دیدیتے تھے - (مسلم جلد ١ - صفحہ ٤٢٣)

عہد نبوت میں عدل و انصاف کے معیار کو صحابہ کي اسي تربیت پذیري نے بلند تر کردیا تھا - ایک مرتبہ آنحضرت نے فرمایا " اگر کوئي عامل ایک دھاگا بھي اپنے پاس چھپا رکھے گا تو یہ اوسکي خیانت میں محسوب ہوگا ' اور قیامت میں اسکو نمایاں کیا جائیگا " ایک صحابي پر جو کسي مقام کے حاکم تھے ' اسکا اسقدر اثر ہوا کہ فوراً آنحضرۃ کي خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کیا " یا رسول اللہ ! مجھے اس خدمت سے معاف رکھیے " آپنے وجہ پوچھي تو اونہوں نے آپ کي اس وعید شدید کا حوالہ دیا اور کہا : " اسکے خوف سے میرا دل کانپ اوٹھتا ہے ! "

آہ ' اُن مسلمانوں کو آج کہاں ڈھونڈھیں جنکي صرف یہي خصوصیت نہیں تھي کہ :

كنتم خير امة اخرجت للناس	تمہارا ظہور ایک بہترین امت کي
تأمرون بالمعروف	حیثیت سے ہوا ہے ' جو نیکي کا
وتنهون عن المنكر	حکم دیتي اور برائیوں سے روکتي ہے -

بلکہ ساتھہ هي یہ خصوصیت بھي تھي :

ما آتاكم الرسول فخذوه	پیغمبر خدا تم کو جس چیز کا حکم دیں '
وما نهاكم عنه فانتهوا	اوسکو قبول کرلو ' اور جس چیز سے روکیں '
واتقوا الله ان الله شديد	اوس سے رک جاو ! خدا سے ڈرو ' خدا
العقاب - (حشر ٧)	سخت عذاب دینے والا ہے -

خدا کا رسول حکم دیتا تھا ' وہ قبول کرتے تھے - رسول روکتا تھا ' وہ رک جاتے تھے - وہ بیج ڈالتا تھا ' انہوں نے اپني زمین قلب کو اسکے لیے صالح بنادیا تھا - وہ سراسر حسن تھا ' وہ سراسر عشق تھے !

قوت فاعلہ اور قوت منفعلہ کا یہي امتزاج روحاني تھا جس نے صحابہ کے روشن زمانے کو پیدا کیا ' اور اب انہي دونوں قوتوں کے فقدان نے دنیا کو گمراهي میں مبتلا کردیا ہے - نہ دعوۃ حق کیلیے ہمارے علماء میں فعل ہے - نہ عام افراد امت میں انفعال و تاثر !!

(ایک ضروري نکتہ)

ایک نادان ملحد کہہ اُٹھتا ہے کہ شریعت اور فلسفہ اخلاق ' دونوں کا ایک هي مقصد ہے ' لیکن وہ نہیں دیکھتا کہ انبیاء اور حکماء

فوج کو میدان کارزار میں بھوک پیاس کي جو تکلیفیں برداشت کرني پڑتي ہیں، روزہ کے ذریعے مسلمانوں کو اسکا خوگر بنایا گیا -

اقسام جہاد کي وسعت نے جہاد بالمال کي ایک خاص قسم پیدا کردي تھي، یعني کلمۂ حق کیلیے جان کے ساتھ مال کو بھي [illegible] - زکوۃ و صدقہ کے ذریعہ اسلام نے اسکا باضابطہ نظام قائم کردیا - حج اسلام کے تمام اعمال کا مجموعہ ہے، اور اس میں ایک اہم ترین جزو جہاد کا ہي ہے - فوجي زندگي کیلیے سفر ہے، شدائد سفر ہیں، عزیزوں اور قریبوں سے جدائي ہے، صرف ایک ہي وردي پر قناعت کرني ہے، اور ایک ہي میدان میں سب کو جمع ہوکر اپنے مقصود وحید کو ڈھونڈھنا ہے - تفصیل کا موقعہ نہیں، مگر حج کے اندر فوجي زندگي کي یہ تمام تعلیمیں موجود ہیں -

ان تمام عبادات کے ادا کرنے کیلیے جو شرائط اور پابندیاں فرض کي گئي ہیں، اُنکے متعلق اسلام کو مذاہب پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اُس نے مذہب کي تمام پابندیوں کو نہایت آسان کردیا ہے - حالت سفر و مجبوري میں انسان صرف تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے - تعداد رکعات کے لحاظ سے نماز کي صرف دو رکعتیں کافي ہیں، سفر میں روزہ رکھنا ضروري نہیں -

لیکن خدا نے ان آسانیوں کو عیش و نعم کا ذریعہ نہیں بنایا ہے جیسا کہ ہوا پرست امراء سمجھتے ہیں، بلکہ اُن کا مقصود صرف اُس عظیم الشان فرض کو آسان کردینا تھا جسکا نام جہاد ہے - چنانچہ آیت تیمم ایک سفر جہاد ہي میں نازل ہوئي، اور قصر نماز اور افطار رمضان کا حکم اگرچہ اب ہر سفر کو شامل ہوگیا ہے، لیکن آنحضرت اور صحابہ کے سفر کا مقصد صرف جہاد ہي ہوتا تھا - اس بنا پر جو مسلمان کامل طور پر فرائض و عبادات کا پابند ہے، وہي مسلم ہے - اور جو مسلم ہے، وہ لازمي طور پر مجاہد في سبیل اللہ اور فوج حق کا سپاہي ہوگا -

پس ایک ایسي قلیل جماعت نے جسکو روز اول ہي سے فوجي تعلیم دیگئي ہو، جسکا مجموعۂ عبادت تربیت عسکري کا بہترین مظہر ہو، جس نے کامل دس سال تک صبر و استقلال، عزم و ثبات، اور جفا کشي کي پوري مشق حاصل کرلي ہو، اگر بدر و حنین میں کفار کي صفیں اُلٹ دیں، خیبر کے قلعوں کو چور چور کردیا، اور قیصر و کسری کو جاکر پامال کر آئي، تو کوئي تعجب انگیز امر نہیں -

البتہ دنیا نے ہمیشہ فوج کي حقیقت کے سمجھنے میں غلطي کي ہے - اسلام کا سب سے بڑا فوجي کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے اسي عالمگیر غلطي کا پردہ چاک چاک کردیا - ایک مدت تک دنیا نے فوج کا مفہوم صرف اسي قدر سمجھا تھا کہ فوج بہت بڑي تعداد کے مجموعہ کا نام ہے اور اسکي طاقت صرف تعداد اور آلات ہي سے عبارت ہے، آج بھي جبکہ فوجي نظام اپنے انتہائي درجہ کو پہونچ گیا ہے، کثرت کو ہمیشہ قلت کے مقابلے میں ترجیح دي جاتي ہے اور فتح و ظفر کي امیدیں اوسي فوج کے ساتھ وابستہ رہتي ہیں، جو وسیع رقبہ زمین کے ساتھ وسیع اعداد و شمار پر بھي قابض ہو -

اسکے بعد اس نظام میں کسي قدر ترقي ہوئي، اور جسماني صحت و تندرستي اور عصبي طاقت کا بھي اضافہ کیا گیا -

چنانچہ عام طور پر فوجي قابلیت پیدا کرنے کیلیے اسپارٹا میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا، جسکا منشا یہ تھا کہ جو بچے فطرتاً ضعیف اور کمزور پیدا ہوں، اونکو ہلاک کردینا چاہیے - اسپارٹا میں اس قانون پر عمل کیا گیا، اور چند ہي دنوں میں اس کي سرزمین نے اپني آغوش کو قوي ہیکل نوجوانوں سے بھر لیا -

لیکن درحقیقت فوجي نظام کي یہ ترکیب ایک فلسفیانہ غلطي پر مبني تھي، یہ نظام اس اصول پر مبني تھا کہ فوج صرف اپني جسماني طاقت ہي سے لڑتي ہے، اور جسماني طاقت کے جمع کرنے کے صرف دو ہي طریقے ہوسکتے ہیں - ایک طریقہ یہ ہے کہ غیر محدود فوجوں کي ترکیب سے میدان جنگ میں طاقت کا ایک عظیم الشان پہاڑ کھڑا کردیا جاے، دوسري راہ یہ ہے کہ اگر اسقدر افراد کا اجتماع ناممکن ہو، تو تعداد کي کمي کو افراد کي جسماني طاقت کي زیادتي سے پورا کیا جاے اور زیادہ طاقتور سپاہي جمع کیے جائیں - چنانچہ قدیم تاریخوں میں اسي غلط خیال کي بنا پر عظیم الشان فتوحات کو غیر محدود فوج اور غیر معمولي طاقت کے سپہ سالاروں کي طرف عموماً منسوب کیا گیا ہے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ فوج میدان جنگ میں کسي خارجي طاقت سے نہیں لڑتي، بلکہ وہ حریف کا مقابلہ صرف جذبات کي اندروني قوت سے کرتي ہے، اور جذبات کي یہ قوت غیر محدود تعداد اور غیر معمولي طاقت کے سپاہیوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے - وہ چند کمزور انسانوں اور مسکینوں کے اندر بھي پیدا ہوسکتي ہے، اور پیدا ہوکر وہي نتائج حاصل کرسکتي ہے، جو کسي فوج کا ایک ٹڈي دل حاصل کرسکتا ہے -

اسلام پہلا فوجي مذہب ہے، جس نے تربیت عسکري کي بنیاد اسي اصول پر قرار دي، اور اسي اصول پر اوس نے مجاہدین اسلام کي فوجي تعلیم شروع کي - اوس نے بتایا کہ فتح و ظفر صرف بڑي بڑي جماعتوں کے ساتھ ہي مخصوص نہیں ہے، بلکہ ایک چھوٹا سا گروہ بھي اپنے اندر ایمان باللہ پیدا کرکے ایک عظیم الشان جماعت کو شکست دیسکتا ہے :

وکم من فئة قلیلة	کتنے ہي چھوٹے گروہ ہیں جو بڑے
غلبت فئة کثیرة باذن	بڑے گروہوں پر خدا کے حکم سے
اللہ و اللہ مع الصبرین	غالب آگئے، اور خدا صرف ارباب عزم
(۲ : ۲۵۰)	و ہمت ہي کے ساتھ ہے -

اسپارٹا کي سرزمین جن ضعیف بچوں کو اپني آغوش سے نہایت بیدردي کے ساتھ پھینک دیتي تھي، اسلام نے اونکو اپني آغوش محبت میں اوٹھا لیا، کیونکہ فوج صرف جذبات صالحہ کي روح سے طاقتور ہوکر لڑتي ہے، اور جذبات کا اثر ضعیف الاعصاب لوگوں پر قوۃ والوں سے کہیں زیادہ پڑتا ہے (۱)، پس وہي تو بہترین فوجي خدمت انجام دیسکتے ہیں - انکو ضعف و ناتواني کے جرم سے ٹھکرایا کیوں جاے؟ چنانچہ کتب احادیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوجي دربار صرف بڑے بڑے جسموں اور چوڑے چوڑے سینوں ہي کیلیے نہ تھا، بلکہ اسمیں ہمیشہ ضعیفوں اور ناتوانوں کو خاص رحمت و محبت کے ساتھ ڈھونڈھا جاتا تھا :

ابغوا الی الضعفاء فانما	میرے پاس ضعیفوں کو لاؤ،
ترزقون وتنصرون بضعفائکم	کیونکہ تمکو اُنہي کي بدولت
(ابوداؤد جلد ۱ - ص - ۳۴۸)	روزي اور مدد ملتي ہے -

اس بنا پر اسلام نے فوجي نظام کي ترتیب میں مادہ کو بالکل نظر انداز کردیا، اور اوسکي ترکیب صرف روح سے کي، یہي روح ہے جسکو اسلام کا نظام اخلاق کہا جاتا ہے -

اسلام ایک مکمل مذہب کے تمام اجزاء کا مجموعہ ہے، اسلیے اوس نے عقائد و عبادات کے سلسلہ میں اخلاق کو بھي نمایاں جگہہ دي ہے - لیکن اسلام نے مسلمانوں کو خاص طور پر جن اخلاق حسنہ کي تعلیم دي، وہ تمام تر فوجي گروہ سے تعلق رکھتے ہیں - اوس نے صبر و توکل اور عزم و استقلال کي ہر موقع پر تعلیم دي، اور یہي چیزیں ہیں جنکے ذریعہ سے کوئي فوج میدان جنگ میں ثابت قدم

---

(۱) علم النفس کا یہ ایک مسلم مسئلہ ہے -

اسلام کي تربيت عسکري کا عنوان نہايت اهم اور بيحد وسيع هے - سب سے پہلے قرآن حکيم کي وہ تصريحات سامنے آتي هيں جن ميں مسلمانوں کے قومي خصائص واضح کيے گئے هيں' اور اُن ميں هر خصوصيت کے اندر عسکري تربيت کي ايک حقيقت اعلى موجود هے - اسکے بعد اقوال و اعمال نبوت هيں - آنحضرت صلی الله عليه و سلم کي زندگي' انکا اسوهٔ حسنه' انکے اعمال طيبه' تمام ايام و واقعات مقدسهٔ جهاد في سبيل الله کے واردات و حالات' ان سب چيزوں کو سامنے لانا اور ان ميں نظم و ترتيب پيدا کرنا اس مبحث کيليے ضروري هے -

ليکن ان چيزوں کو بهي هم آينده کسي مطمئن صحبت کيليے اُٹها رکهتے هيں' اور آج صرف ايک عام اور سرسري نظر ڈالکر نظام اسلامي اور نظام موسوي کے باهمي تعلق و ربط کي کڑي ڈهونڈهتے هيں -

(دعوة اسلامي)

حقوق الله و حقوق العباد کي جو عادلانه تقسيم خدا نے کردي هے' اسکو عدل و حقيقت کے ساتهه قائم رکهنا ايک مکمل مذهب کا اصلي فرض هے - انسان نے ابتداء هي سے ان حقوق ميں دست اندازي شروع کي' اور جسقدر اوس نے حقوق الله کو پامال کيا' اوسي قدر حقوق العباد بهي پامال هوتے گئے - حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے ميں حقوق الله کي بربادي اپنے انتهائي درجے تک پهونچ گئي تهي' اور انسان نے علانيه خدائي کي صفتوں کا دعوی کرديا تها :

الم تر الى الذي حاج	کيا تم اوس شخص کو نهيں ديکهتے جس
ابراهيم في ربه ان اتـه	نے ابراهيم سے اوسکے خدا کے بارے
اللـه الملك' اذ قـال	ميں اس غرور کي بنا پر حجت کي'
ابراهيم ربي الذي يحيي	که خدا نے اسکو بادشاه بنا ديا تها ؟
و يميت - قال انـا احي	جب ابراهيم نے کہا که ميرا خدا وہ هے
و اميت (۲ : ۲۶۰)	جو زنده کرتا هے اور مار ڈالتا هے' تو

اوس سرکش نے کہا که مجهه ميں بهي يه طاقت موجود هے که زنده کرتا هوں اور مارتا هوں -

ليکن خدا تعالى نے اپنے حقوق کي محافظت کيليے کبهي زمين پر انسان کا خون نهيں بهايا' صرف انسان کے ظلم هي نے زمين کو خون سے رنگين کيا هے' اور يه دهبا اوسکے دامن پر اوسوقت سے لگا هے' جب ايک بهائي (قابيل) نے دوسرے بهائي (هابيل) پر تلوار اوٹهائي هے - يهي وجه هے که احاديث ميں تمام دنيا کي خونريزيوں کا ذمه دار قابيل هي کو قرار ديا گيا - حضرت موسى عليه السلام کے زمانے تک حقوق الله بالکل مٹ گئے تهے' اور شيطان انسان کے اندر سے صاف صاف بول رها تها :

و قال فـرعون يا ايها الملا ء	اور فرعون نے اپنے ارکان سلطنت
ما علمت لکم من اله غيري	سے کہا : ميں اپنے سوا نهيں جانتا
(۲۸ : ۳۸)	که تمهارا اور بهي کوئي خدا هے -

وہ اگر اسي دعوي پر قانع رهتا' تو ممکن تها که خدا کا غصه اوس سے چشم پوشي کرتا' اور اوسکے سر پر خدا کي تلوار نه چمکتي' جيسا که حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے تک دنيا پر خدا کا ابر کرم محيط رها - ليکن اوس نے اس حد سے بهي ترقي کي' اور حقوق العباد کي حدود ميں ظلم و جبر کا قدم رکها - اس نقطے پر پهونچکر هميشه خدا کي تلوار ميان سے نکل آئي هے' اور دنيا کو خون کے دريا ميں تيرنا پڑا هے - چنانچه خدا نے اپنے حقوق سے تو چشم پوشي کرلي' ليکن وہ حقوق العباد کي پامالي کو نهيں ديکهه سکتا تها' اسليے حضرت موسى عليه السلام کو اوسکي حفاظت کيليے فرعون کے پاس بهيجا :

اذهب الى فرعون انه طغى	اے موسى ! فرعون کي طرف جاو
(۲۶ : ۲۰)	کيونکه وہ نهايت ظالم و سرکش

هوگيا هے' يعني خدا کے بندوں پر نهايت ظلم کرتا هے -

يه پهلا دن تها که خدا کے ايک صالح بندے نے بسط عدل' قيام امن' حمايت حق کيليے هاتهه ميں تلوار لي' اور اوسي دن سے تربيت عسکري اي مذهبي روح نے دنيا ميں ظهور کيا -

اسلام دين الهي کي آخرين تکميل تهي' پس وہ حقوق الله اور حقوق العباد' دونوں کي حفاظت کا تنها ذمه دار تها - ايک طرف تو وہ اون بتوں کو جو دنيا چاهتا تها جنهوں نے خدا کي جبروت و قدوسيت کا ايک مصنوعي رنگ بنا ليا تها - دوسري طرف وہ ان تمام بيڑيوں سے انسانيت کو کامل نجات بخشنا چاهتا تها جو طرح طرح کي سياسي' مذهبي' اخلاقي' معاشرتي' اور ذهني غلاميوں کي اسکے پانوں ميں ڈالدي گئي تهيں' اور جنکي وجه سے تمام کرهٔ ارضي حقوق العباد کے غصب و هلاکت کا ايک جهنم کده بن گيا تها !

پس تکميل دين الهي يعني حقوق الله و حقوق العباد کي کامل محافظت کيليے اسلام نے تمام انبياء کرام ميں صرف انهي دو اولو العزم پيغمبروں کے اسوه حسنه کو اپني امت کيليے نصب العين قرار ديا - چنانچه حقوق الله کي حفاظت کيليے اوس نے حضرت ابراهيم عليه السلام کے نقش قدم کي پيروي کي تعليم دي :

قد كانت لكم اسوة حسنة	تمهارے ليے ابراهيم اور اسکے ساتهيوں
في ابراهيم والذين معه -	کي ذات ميں پيروي و اتباع کيليے
	بهترين نمونه رکها گيا هے -

اسلام نے کامل دس سال تک هر قسم کي جسماني تکليفيں برداشت کيں' هر قسم کي دنيوي ذلتيں سهيں' هر قسم کے مصائب کا مقابله کيا' ليکن کفار کے ساتهه کسي قسم کي سختي نهيں کي' اور اونکو نهايت نرمي و محبت کے ساتهه توحيد کي دعوت ديتا رها - اسطرح جب اوس نے مسلمانوں کو اسوهٔ ابراهيمي کا خوگر بنا ليا' اور اسيکے ساتهه ساتهه فوجي تعليم کي سب سے بڑي عملي مشق يعني صبر و تحمل اور عزم و استقلال کي تکميل هوگئي' تو پهر حقوق العباد کي محافظت کيليے اسوهٔ موسوي کے اتباع کي بهي تعليم دي' اور وحي الهي نے دعوة موسوي اور دعوة محمدي کي اس مشابهت کو نماياں کيا :

انـا ارسلنا اليكم رسـولاً	هم نے تمهارے پاس اپنا ايک پيغمبر
شاهـداً عليكـم كمـا	بهيجا جو حق و عدالت کي شهادت
ارسلنا الى فرعون رسولا -	ديتا هے' جس طرح فرعون کي جانب اپنا
(۱۵ : ۷۳)	ايک پيغمبر بهيجا تها -

يهيں سے عملاً اسلام کي فوجي زندگي شروع هوتي هے - حق و صداقت کا جو وعظ وہ آج تک صرف زبان سے سناتا تها' اب اسميں زبان تيغ کو بهي شريک بنا ليا گيا -

ليکن اسلام کے تمام اعمال و عبادات پر غور کرنے سے معلوم هوجاتا هے که يه محض کوئي فوري تغير نه تها جو انصار مدينه کي اعانت يا کفار مکه کے دست ظلم کي رهائي سے وقوع ميں آيا هو - بلکه اسليے که اسلام کا حقيقي دستور العمل صرف جهاد تها' اور وہ اب مسلمانوں کے نظام عمل کے رگ رگ ميں سرايت کرگيا تها - فرائض اسلام کي ابتداء نماز سے هوتي هے اور وہ تمام تر فوجي قالب ميں ڈهالي گئي هے' نماز کے تمام ارکان مجاهدين حق کے اعمال هي کي تصوير هيں :

كان النبي صلعم و جيوشه	آنحضرت اور مجاهدين کي فوجيں جب
اذ علوا الثنايا كبروا و اذا	پهاڑيوں کے اوپر چڑهتي تهيں تو تکبير
هبطوا سبحوا' فـوضعت	کا غلغله بلند کرتي تهيں' اور جب اوپر
الصلـوة على ذالـك	سے نيچے کي طرف اوترتي تهيں تو
(ابو داود ج-۱ ص-۳۴۹	سبحان الله کا نعره مارتي تهيں - پس
كتاب الجهاد)	نماز ميں بهي قيـام و قعود' رکوع

و سجود' اور تکبير و تسبيح کو اوسي قالب ميں ڈهالا گيا -

کو چاند اور سورج میں ڈھونڈھتي ہے مگر نا کامیاب ہوتي ہے ' اور یہي نا کامیابي اوسکا گنجینۂ مراد ہے :

فلما رای القمر بازغا قال هذا ربي ' فلما افل قال لئن لم یهدني ربي لاکونن من القوم الظلمین - فلما رءالشمس بازغة قال هذا ربي ' هذا اکبر - فلما افلت قال یقوم اني بري مما تشرکون - (انعام : ۷۷)	جب چاند کو چمکتے ہوے دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے - لیکن جب وہ ڈوب گیا تو اوسکي فطرۃ صالحہ بول اٹھي : اگر میرا خدا مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں راہ ہدایت سے بھٹک جاتا - پھر جب سورج کو چمکتے دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے ' یہ سب سے بڑا ہے - لیکن جب وہ بھي غروب ہوگیا ' تو اوس نے کہا : لوگو! میري جستجو ان جلووں

میں گم نہیں ہوسکتي - میري فطرۃ صالحہ نے حقیقت تک مجھے پہنچا دیا ہے - میں اوس چیز سے علحدہ ہوتا ہوں جسکو تم شریک خدا بناتے ہو!

لیکن ان تغیرات سے عام طور پر لوگ اوس وقت تک بیخبر رہتے ہیں ' جب تک کہ زلزلے کا ایک دھکا اونکو ہوشیار نہیں کردیتا - پس حرکت روحاني تو برابر جاري رہتي ہے ' مگر جمود و غفلت انسان کي آنکھوں پر پردے ڈالدیتي ہے ' اور وہ حرکت کے نتائج پر غور نہیں کرسکتا - اسي غفلت اور مدہوشي کے عالم میں اچانک ایک پر ہیبت اور زلزلہ انگیز آواز سنتا ہے :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا !	حق آیا اور باطل مٹ گیا ' باطل مٹنے هي کے لیے تها -

وہ گھبرا کے آنکھہ کھولتا ہے ' اور اوسکو نظر آتا ہے کہ جو گھر تین سو ساٹھہ تصویروں سے سجایا گیا تھا ' اوس کي زینت کیلیے صرف ایک هي قندیل کافي ہے :

الله نور السموات و الارض	خدا هي کي ذات آسمان و زمین کا اصلي نور ہے !

(کون و فساد یا اصلاح و افساد)

تم نے دیکھا ؟ مادیات میں ' معتقدات میں ' روحانیات میں ' اخلاق و عادات میں ' کس ترتیب و انتظام کے ساتھہ عمل کون و فساد جاري ہے ؟ اصلاح و افساد کیونکر دست و گریباں ہیں ؟ نور و ظلمت کسطرح ہم آغوش ہیں ؟ خیر و شر کس درجہ مخلوط ہیں ؟ اصلاح کو افساد اور افساد کو اصلاح کیونکر مستلزم ہے ؟

پس تم جس چیز کو " اصلاح " کہتے ہو ' دوسرا اوسیکو " افساد " کہہ سکتا ہے ' چنانچہ فرعون نے کہا :

و قال فرعون ذروني اقتل موسی و لیدع ربه اني اخاف ان یبدل دینکم او ان یظهر في الارض الفساد (مومن : ۲۷)	فرعون نے کہا : مجھکو چھوڑ دو کہ موسی کو قتل کردوں ' اور وہ اپنے خدا کو اپني مدد کیلیے بلاے - میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے ' یا یہ کہ زمین میں فساد نہ پھیلاے -

فرعون نے حضرۃ موسی پر فساد پھیلا نے کا الزام لگایا حالانکہ حضرۃ موسی کي ساري دعوۃ اسي لیے تھي کہ وہ فرعون کو مفسد قرار دیتے تھے اور اسکے افساد سے دنیا کو نجات دلانا چاھتے تھے -

منافقین سے کہا گیا :

لا تفسدوا في الارض	زمین میں فساد نہ کرو !

اونہوں نے جواب دیا :

انما نحن مصلحون	ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں - مفسد کیسے ہوسکتے ہیں ؟

لیکن با اینہمہ اختلاط و التباس ' افساد و اصلاح میں ایک حد فاصل بھي ہے :

مرج البحرین یلتقین بینهما برزخ لا یبغین (الرحمن : ۱۸)	خدا نے کھارے اور میٹھے دریاؤں کے پاني کو باہم ملا کر بہایا ' پھر بھي ان دونوں کے درمیان ایک حد ہے - جس سے آگے نہیں ہوسکتے -

ایک دوسرے کي حد میں داخل ہوکر انسان اُس پردے کو اٹھانا چاہتا ہے ' پھر بھي حقیقت بے نقاب نہیں ہوتي ' اسلیے مفسد و مصلح کي حقیقي تمیز صرف خدا هي کر سکتا ہے جس نے اس پردے کو قائم کیا ہے :

و الله یعلم المفسد من المصلح -	خدا هي مفسد کو مصلح سے جدا کرتا اور اسکا علم رکھتا ہے -

تم نے اصلاح و افساد کو دیکھا ' لیکن تم غور سے نہ دیکھہ سکے ' کیونکہ اون پر پردے پڑے ہوے تھے ' تمکو اور زیادہ غور سے دیکھنا چاہیے ' کیونکہ وہ ایات الہي ہیں :

و من آیاته منا مکم باللیل و النهار و ابتغاء کم من فضله (روم : ۲۲)	اور خدا کي آیات میں سے تمہارا رات کا سونا ' اور دن کو خدا کے احسان کي تلاش کرنا ہے -

لیکن اس آیت کے اختلاف کے اندر اس سے بھي زیادہ محیر العقول آیت الہي ہے :

ان في اختلاف اللیل و النهار و ما خلق الله في السموات و الارض لایات لقوم یتقون -	رات دن کے اختلاف اور تمام عالم کائنات کے اختلافات کے اندر ارباب تقوی کیلیے بڑي هي نشانیاں ہیں -

اسلیے خدا نے اصلاح و افساد سے زیادہ اختلاف اصلاح و افساد کو اپني قدرت کاملہ کا مظہر بنایا ہے :

یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب	خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹاتا ہے ' اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ' اور اوسیکے پاس ام الکتاب ہے -

عالم کائنات اسي ام الکتاب کا ایک ورق ہے ' اس کتاب کو اولٹو تو تمکو اول هي صفحے پر نظر آئیگا کہ دنیا ایک قانون فطري اور ایک نظام الہي کي تابع ہے ' اور اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتي - اصلاح و افساد بلکہ تمام نظام عالم اسي قانون پر چل رہا ہے - تم کو یہ دقیق حقیقت نظر نہیں آتي تھي ' اسلیے خدا نے خود هي اسکي تفسیر بھي کردي :

لا الشمس ینبغي لها ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النهار و کل في فلک یسبحون -	نہ سورج کو یہ حق حاصل ہے کہ چاند کو پالے ' نہ رات دن سے پہلے آسکتي ہے ' سب اپنے دائرہ و محور میں گھوم رہے ہیں -

(جزئیات اصلاح و افساد)

تم کس آساني سے کہدیتے ہو کہ یہ افساد ہے ' یہ اصلاح ہے - زید مفسد ہے ' عمر مصلح ہے - لیکن تم کو اب معلوم ہوا ہوگا کہ اصلاح و افساد کا ایک قانون ہے ' وہ ایک نظام خاص کا منبع ہے ' اسلیے تمکو بے پروائي کے ساتھہ کسیکو مصلح و مفسد کے خطاب دینے میں تامل کرنا چاہیے ' اور سب سے پہلے ایک منطقیانہ ترتیب کے ساتھہ اصلاح و افساد کي حقیقت متعین کرلیني چاہیے -

قرآن حکیم میں اس حقیقت کو ذیل کے عنوانات کے تحت میں واضح کیا ہے :

(۱) جزئیات افساد و اصلاح اور اونکے آثار و علائم کي تعیین و تشخیص -

(۲) اصلاح و افساد یا خیر و شر دنیا میں مخلوط اور بالکل ملے جلے ہیں ' لیکن اصلاح افساد پر ' خیر شر پر ' کماً ، کیفاً غالب

باب التفسير

الاصـــلاح والافســـان

ان ارید الا " الاصلاح " ماستطعت !)

دنیا عالم کون و فساد هے ' اس میں ایک چیز بنتي هے تو دوسري بگڑتي هے - ایک چراغ بجهتا هے ' تو دوسرا جلتا هے - کلیوں کے دهن تنگ کا نقشه بگڑ جاتا هے ' تب پهولوں کا شگفته چهرہ متبسم هوتا هے - قطرہ اپني صورت بدل دیتا هے ' تب موتي اپني آب و تاب دکهاتا هے - سیاهي اپني رواني کهو دیتي هے ' تب صفحهٔ قرطاس پر ایک نقش ثابت جلوہ آرا هوتا هے - یه ابدي قانون همیشه سے جاري هے ' اور همیشه جاري رهیگا :

کل یـــوم هـــو في شان   هر دن کي شان نت نئي هے :

قدرت کا یهي عمل هے جسکو الله تعالی قران حکیم میں آیات الهیه یعني خدا کي نشانیوں سے تعبیر کرتا هے ' اور بندوں کو اوسکي طرف بار بار توجه دلاتا هے :

ان في اختلاف اللیل و النهار   رات دن کے اختلاف اور ان تمام
و ما خلق اللـــه في السموات   چیزوں کے تغیرات میں جنکو خدا
و الارض لآیات لقـــوم یتقون -   نے آسمان و زمین میں پیدا کیا

هے ' اوس قوم کیلیے بڑي هي نشانیاں رکهي گئي هیں ' جو راہ تقوی اختیار کرتي هے !

قدرت کا یه عمل افق عالم کے سوا خود انسان کے اندر بهي جاري هے - اسکو وہ خود محسوس نهیں کرتا - اسلیے خدا محسوس کراتا هے :

و في انفسکم افلا تبصرون ؟   الله کي نشانیاں صرف تم سے باهر

هي نهیں هیں بلکه خود تمهارے وجود کے اندر بهي موجود هیں - پهر کیا تم اپنے وجود کو بهي نهیں دیکهتے ؟

انسان دیکهتا هے که ایک گهر بگڑتا هے اور دوسرا بنتا هے ' مگر کبهي اونکي طرف دهیان نهیں کرتا - انسان کو بتایا جاتا هے که اوسکے جسم کے ذرات هر وقت بدلتے رهتے هیں ' پهر بهي وہ جاننے کي طرح نهیں جانتا - لیکن یه بیخبري ' یه بے حسي ' یه سرگشتگي بهي ایک فطرتي اصول کا نتیجه هے ' اسلیے یه بهي خدا کي ایک بڑي آیت هے -

انسان جس چیز کو پیهم و متصل دیکهتا رهتا هے ' اوسکي اهمیت کا اندازہ بهت کم کرتا هے - سورج نکلتا هے ' اور چاند کو اسکے سنهرے تخت پر بٹهاکر ڈوب جاتا هے - یه انقلاب حکومت کیسا عجیب و غریب هے ؟ لیکن انسان اپني آنکهیں بند کرکے سو جاتا هے ' اور اس جلوے کي کچهه پروا نهیں کرتا - وہ اسکو همیشه دیکهتا رهتا هے ' اسلیے تعجب اور کاوش سے دیکهنا نهیں چاهتا - مگر دنیا میں جب دفعتاً کوئي نیا انقلاب هو جاتا هے تو وہ دم بخود هوکے رہ جاتا هے ' اسلیے که دفعتاً ایسا بهت کم دیکهنے میں آتا هے -

انسان اپنے مخفي اثرات کا بهي احساس نهیں کرتا - اسکے جسم کے ذرے رفته رفته بدلتے رهتے هیں ' اور اوسکي عمر آهسته آهسته گذرتي جاتي هے - مگر وہ هوشیار نهیں هوتا - یهاں تک که قبر کا دهانهٔ خاک اسکے لیے کهل جاتا هے اور آواز اٹهتي هے :

الهکم التکاثر حتی زرتم   کثرت لذائذ و فوائد دنیوي کي غفلت نے
المقابر کلا سوف تعلمون   تمهیں بیدار هونے نه دیا ' یهاں تک که
ثم کلا سوف تعلمون !   قبروں کا چهرہ تمهیں نظر آ گیا !

لیکن فطرۃ الهي سب کي تربیت کرتي هے - اگر جسم کیلیے دن اور رات هیں ' اگر آنکه کیلیے خواب و بیداري هے ' اگر اعضاء کیلیے سکون و حرکت هے ' تو روح بهي ان انعامات الهیه کي سب سے زیادہ مستحق هے - وہ پهول کي سیج پر مست خواب رهتا هے ' اسي حالت غفلت میں دفعتاً رات کا پردہ پهٹتا هے اور روح بیدار هو جاتي هے -

لیکن تمهاري طرح تمهاري روح مرغ سحر کي آواز اور بانگ موذن سے بیدار نهیں هوتي - وہ بهت سوتي هے ' اور سخت غفلت کي نیند سوتي هے ' اسلیے اوسکے جگانے کیلیے بجلي کي کڑک ' بادل کي گرج ' اور دهماکے کي آواز کي ضرورت هوتي هے - بجلي چمکتي هے ' بادل گرجتے هیں ' طوفان آمنڈتا هے ' آندهي چلتي هے ' زلزله آتا هے ' زمین پهٹتي هے ' تب کهیں جاکر وہ بیدار هوتي هے - اور اگر نهیں بیدار هوتي ' تو پاني کے ساتهه بهه جاتي هے ' آندهي کے ساتهه اڑ جاتي هے ' زمین کي زلزله انگیز لرزش کے ساتهه پیوند خاک هو جاتي هے :

حتی اذا جاء امرنا و فار التنور   یهاں تک که جب همارے قانون
قلنا احمـــل فیهـــا من کل   تعذیب و انقلاب کا وقت آ گیا
زوجین اثنتین و اهلک الا من   اور عذاب کے تنور نے جوش مارا
سبـــق علیـــه القـــول -   تو قوم نوح کي هلاکت کا سیلاب

بهه اٹها - اور هم نے نوح کو حکم دیا که اپنے لیے کشتي طیار کرو !

فارسلنـــا علیهم ریحـــا صرصرا   پس هم نے اونکے اوپر آندهي
في ایام نحسات لنذیقنهم عذاب   بهیجي جو هلاکت کے برے
الخـــزي في الحیوۃ الـــدنیا -   دنوں میں نمودار هوئي ' تاکه

انهیں ناکامي و ذلت کے عذاب کا مزا اسي زندگي میں چکها دیں

و اخذت الذین ظلموا الصیحة   اور جن لوگوں نے ظلم کیا تها '
فاصبحوا في دیارهم جثمین -   اونکو ایک ناگهاني کڑک نے

پکڑ لیا ' وہ اپنے گهروں میں بیٹهے کے بیٹهے هي رہ گئے !

(کون و فساد روحاني)

کون و فساد کا یهي دائمي عمل معتقدات و روحانیات میں بهي نظر آتا هے - ایک عقیده قائم هوتا هے ' تو دوسرا بدل جاتا هے - توحید نور افگن هوتي هے ' تو شرک کي تاریکي مٹ جاتي هے - دل میں ایک گهر کرتا هے ' تو تین کو اوس سے نکلنا پڑتا هے -

یه روحاني تغیرات همیشه هوتے رهتے هیں ' لیکن صرف انسان کي فطرۃ صالحه هي کو اسکا احساس هوتا هے - وہ اونکے نتائج

(صفحهٔ ۱۳ کا بقیه مضمون)

و سکتي هے - اسلام دنیا میں حق و صداقت کي اشاعت کیلیے آیا تها ' لیکن حق و صداقت کا میدان صرف جهاد هي کے ذریعه سے فتح هو سکتا تها ' اور صبر جهاد کي حقیقت کیلیے اصلي شرط هے ' پس اس نے همیشه حق و صبر کو لازم و ملزوم قرار دیا :

والعصر ' ان الانسان لفي   زمانه اور اسکے حوادث و نتائج شاهد
خسر ' الا الذین آمنوا   هیں که انسان کي قوتیں اور انسان
و عملو الصالحـــات وتوا   کے تمام اعمال بڑے هي کهاٹے ٹوٹے میں
صوا بالحق وتواصو بالصبر !   رهتے هیں اور صرف وهي انسان کامیاب

هوتے هیں جنهوں نے اپنے اندر یقین پیدا کیا ' اور اپنے عمل کو صالح رکها ' نیز باهم حق کي وصیت کي اور صبر کي طرف ایک دوسرے کو بلایا

و اذا تولى سعى في الارض ليفسد فيها و يهلك الحرث والنسل و الله لا يحب الفساد (بقره : ۵۰۲)	وہ الله کي زمين ميں اصلاح کيليے بلکہ فساد پهيلانے کيليے قدم اُٹهاتا ہے' تاکہ زراعت اور نسل کو هلاکت کردے' وہ مفسد ہے اور خدا فساد کو پسند نہيں کرتا -

(۱۰) ايک شخص باپ کي نا فرماني کرتا ہے' ماں کا کہنا نہيں مانتا' بهائي کي مدد نہيں کرتا' تعلقات رحمي کو منقطع کرديتا ہے' خانہ جنگي شروع هوتي ہے اور نظام خانگي درهم برهم هوجاتا ہے' اسليے وہ مفسد ہے :

يقطعون ما امر الله به ان يوصل و يفسدون في الارض' اولئك هم الخسرون (بقره: ۲۰)	خدا نے جس چيز کے جوڑنے کا حکم ديا ہے' اوسکو کاٹ ديتے هيں' اور زمين ميں فساد پهيلاتے هيں' وهي لوگ هيں کہ نامراد و ناکام رهينگے -
فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم؟ (محمد : ۲۴)	تو پهر کيا تم چاهتے هو کہ زمين ميں فساد پهيلاؤ اور خدا کے قائم کيے هوے رشتوں کو قطع کرو؟

(۱۱) **توحيد اصلاح کا اصلي منبع ہے'** اسليے جو شخص مشرک ہے وہ سب سے بڑا مفسد ہے :

و ما من اله الا الله و ان الله لهو العزيز الحكيم - فان تولوا فان الله عليم بالمفسدين - (آل عمران : ۵۶)	خدا کے سوا کوئي معبود نہيں' اور بلا شبہ خدا هي کي ذات ہے جو عزيز و حکيم ہے - پهر اگر تم اُسي کے نہيں آگے جهکتے اور اپني غير انساني پرستش گاهوں کو نہيں چهوڑتے هو تو يقين کرو کہ اسکا نتيجہ تمهارے هي آگے آئيگا' اور خدا مفسدوں سے خوب واقف ہے -

(۱۲) ايک پيمانہ **عدل قائم هو جاتا ہے'** اور دنيا کے سامنے **اصلاح کا** دروازہ کهل جاتا ہے' مگر ايک تاجر اوس پيمانہ کے برابر نہيں ديتا' وہ فساد کرتا ہے' اور بعد اصلاح کے افساد کرتا ہے' اسليے ايک پيغمبر پکارتا ہے :

فاوفوا الكيل و الميزان ولا تبخسوا الناس اشياءهم و لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها (اعراف ۸۳)	پيمانے اور ترازو کو پورا کرکے تولو' اور لوگوں کو اونکي چيزيں کم نہ دو' زمين ميں اصلاح کے بعد فساد نہ پهيلاؤ -

(۱۳) مذهب ميں ثابت قدم رهنا اصلاح کي تکميل ہے' اور تذبذب و ضعف اعتقاد فتنہ و فساد کي روح رواں - حضرت موسى عليہ السلام نے توحيد کي تعليم دي' مگر اونکو معلوم تها کہ يہ عقيدہ ابهي راسخ نہيں هوا ہے اسليے شرک کا خوف ہے' پس حضرت هارون کو نصيحت کي :

و قال موسى لاخيه هارون اخلفني في قومي و اصلح و لا تتبع سبيل المفسدين (اعراف : ۱۳۸)	موسى نے اپنے بهائي هارون سے کہا: قوم کي هدايت کيليے ميرے خليفہ بن جاؤ' اصلاح کرو' اور مفسدين کا اتباع نہ کرو جو بنکر پهر بگڑجاتے هيں -

(۱۴) انفاق مال يعني صدقة و زكوة اور خيرات و بخشش سے دنيا کي اصلاح هوتي ہے اسليے بخل افساد ہے :

و منهم من عهد الله لئن آتينا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصلحين - فلما آتيهم من فضله بخلوا به' و تولوا وهم معرضون (توبه : ۷۶)	اور بعض اون ميں سے وہ لوگ هيں جنہوں نے خدا سے عهد کيا کہ اگر هم کو مال و دولت عطا کريگا تو هم تيري راہ ميں خرچ کرينگے' اور اسطرح صالحين ميں سے هوجائينگے' پهر جب خدا نے اونکو مال ديا تو محبت مال ميں خدا کو بهول کر بخل کرنے لگے -

(۱۵) تمام اهل مذاهب اپنے اعمال و عقائد کو ذريعہ اصلاح و ارشاد سمجهکے بجا لاتے هيں' ليکن هر وہ عمل جو تعليمات اسلاميہ کے مخالف ہے' افساد ہے - گرفتاران عذاب پکارتے هيں :

ربنا اخرجنا نعمل صالحا غير الذي كنا نعمل (فاطر: ۳۵)	خدا يا هم کو جهنم سے نکال کہ هم صالح اعمال بجا لائيں' وہ نہيں جنکو پہلے صالح کام سمجهکر کرتے تهے بلکہ وہ جو في الحقيقت اصلاح ہے -

(۱۶) افساد بجاے خود افساد ہے' ليکن اسکے ليے گروہ بندي کرنا اور اجتماعي قوت پيدا کرنا دوسرا فساد ہے' چنانچہ خدا نے مفسد گروهوں کا خاص طور پر ذکر کيا :

و كان في المدينة تسعة رهط' يفسدون في الارض و لا يصلحون -	شهر ميں نو گروہ تهے جو زمين ميں فساد پهيلاتے تهے' اور اصلاح نہيں کرتے تهے -

ذوالقرنين سے لوگوں نے استدعا کي :

قالوا يا ذالقرنين ان ياجوج و ماجوج مفسدون في الارض - (کهف : ۹۳)	اون لوگوں نے کہا اے ذوالقرنين ياجوج و ماجوج کا گروہ زمين ميں فساد کرتا ہے -

ان کے علاوہ فساد کے اور بهي بے شمار جزئيات هيں جو اصولاً انهي کے تحت ميں داخل هوسکتے هيں - خدا نے لفظ فساد کے ساتهہ اگرچہ اونکا ذکر نہيں کيا ليکن وہ سب سرچشمۂ فساد هيں - شراب خواري' قمار بازي' سود خواري' وغيرہ کو خدا نے رجس يعني ناپاکي کہا ہے' ليکن يہ بهي فساد کي مختلف تعبيريں هيں' کيونکہ هر گناہ کي ترکيب فساد کے خمير هي سے هوتي ہے - الله تعالى نے تمام ابواب فساد کا جزئيتاً وکليتاً قرآن ميں ذکر کيا ہے' ليکن مفسدين کي کوئي خاص دنيوي علامت نہيں بتلائي جو اونکے اعمال کي عکسي تصوير يا اونکا پرتو هو' پس وہ صرف اپنے اعمال هي سے پہچانے جا سکتے هيں - فساد در اصل عدم محض و تيرگي خالص کا نام ہے' اور تاريکي ميں صرف تاريکي هي نظر آتي ہے - البتہ افساد کے نتائج نهايت عبرت انگيز طريقے سے بيان فرمائے هيں اور قرآن حکيم کا اصولي طرز بيان يهي ہے کہ وہ نتائج و خواص اعمال پر سب سے زيادہ زور ديتا ہے اور اسي کے اندر انکے تمام اطراف نظر و بحث آجاتے هيں -

مگر نتائج افساد بهي کوئي وجودي چيز نہ تهي جسکو اجسام کي طرح دکهلا ديا جاتا' اسليے اوس ميں بهي تعداد و امتياز کو ملحوظ نہيں رکها ہے' بلکہ ايک هي عبرت انگيز بربادي مختلف هلاکتوں کي صورت ميں جلوہ گر هوتي ہے - [البقية تتلي]

(بقيہ مضمون صفحہ ۲۰ کا)

[۱۰]

دوسرے دن ميجر استوارٹ نے اپنے دوست کو ايک تار دکهلايا جو لندن سے آيا تها اور جسميں اُسکي بهن نے لکها تها کہ ميں بيمار هوں فوراً چلے آؤ - ميجر نے اس عارضي جدائي پر سخت افسوس ظاهر کيا اور کہا کہ عنقريب واپس آؤنگا -

ميجر استوارٹ ۱۵ - اپريل کو برلن گيا تها اور ۱۵ - ڈسمبر کو واپس روانہ هوا - يعني ايک توپ کے دهانہ کا صرف پيمائشي عدد معلوم کرنے کيليے اُس نے کامل نو ماہ صرف کيے !

ميجر برلن سے روانہ هوکر سيدها پيرس پہنچا' اور جنرل بلر اور وزير نظارۂ جنگ سے ۱۹ - ڈسمبر کو ملاقات کي - اس ملاقات سے ايک هفتہ کے بعد يعني ۲۶ ڈسمبر کو حکومت فرانس نے فيصلہ کيا کہ جنگي طياريوں کيليے ايک نئي رقم منظور کي جاے' اور فرانسيسي توپوں کي تجديد و ترقي کيليے نئے ساز و سامان عمل ميں آئيں - اس تجديد کا سب سے بڑا نتيجہ فرانس کي مشہور ۷۵ مليميٹر والي توپ ہے -

دو ماہ کے بعد حکومت جرمني نے معلوم کر ليا کہ فرانس نے نئي طيارياں شروع کردي هيں' اور جرمني کي ۷۵ مليميٹر والي توپ کا جواب طيار کر رها ہے -

هے - یعنے بلحاظ حقیقت کے بهي ' بلحاظ وجود کے بهي ' اور بلحاظ نتائج کے بهي -

(٣) ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل هے ' جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کردیتي هے -

(٤) اصلاح و افساد کا توازن طبعي صرف دین الهي کے ذریعه سے قائم رہ سکتا هے -

(٥) لیکن اس توازن کے قائم رکھنے کیلیے جزئیات عمل میں مصالح عامه کا لحاظ ضروري هے -

(٦) اعمال صالحه کي ایک محدود زندگي هے ' اور وہ جسمانیات کي طرح صحت و مرض یعنے اصلاح و افساد سے گهري هوئي هے -

(٧) جمهوریت صالحه اور اجتماعي قوت عادله اوسکو امراض سے محفوظ رکهتي هے اور اصلاح کو ترقي دیتي هے -

اب ان تمام مراتب پر به ترتیب غور کرنا چاهیے -

(بعض ابتدائي جزئیات)

(١) چور چوري کرتا هے - ایک کا گهر برباد هوتا هے ' لیکن خود چور کا گهر آباد هوجاتا هے - اسلیے یه افساد بهي ایک دوسري صورت میں اصلاح هے - با اینهمه اسکو هر شخص افساد کهتا هے - حضرت یوسف علیه السلام کے بهائیوں پر جب مصر میں پیمانه کي چوري کا الزام لگایا گیا تو انهوں نے کہا :

تالله لقد علمتم ما جئنا لنفسد في الارض و ما کنا سارقین (یوسف ٧٣)

خدا کي قسم تملوگ جانتے هو که هم اسلیے یہاں نہیں آئے که زمین میں فساد کریں اور هم چور نہیں هیں -

(٢) ایک شخص اس سے بهي زیادہ ترقي کرتا هے ' اور محدود چوري کي جگه ڈاکے ڈالتا هے - اس سے اگرچه لٹنے والونکي بستي بالکل لٹ جاتي هے ' مگر لوٹنے والوں کا گهر مال و دولت کي کان بهي بن جاتا هے ' پس اسمیں افساد کے ساتهه اصلاح بهي هے ' مگر انبیاء کرام اسکو مایهٔ فساد کہتے هیں - حضرة لوط علیه السلام نے اپني قوم سے کہا :

ائنکم لتاتون الرجال و تقطعون السبیل و تاتون في نادیکم المنکر (عنکبوت : ٢٨)

تم فعل خلاف وضع فطري کرتے هو ' ڈاکه ڈالتے هو ' اور اپني مجلسوں میں بد اخلاقیوں کے کام کرتے هو -

یه فساد ایسا عظیم تها که بالاخر حضرة لوط سے دیکها نه گیا ' اور وہ بیقرار هوکے پکار اٹهے :

رب انصرني علی القوم المفسدین

خدایا مجکو اس مفسد قوم کے مقابلے میں نصرت دے !

(٣) ایک شخص غیر فطري طریقوں سے لذت نفساني حاصل کرتا هے ' اور اوسکو اپنے نفس کي بهلائي اسي میں نظر آتي هے ' وہ اسکو فلسفهٔ عیش و امید کے لقب سے یاد کرتا هے ' لیکن تمهیں معلوم هے که یه کیسا مفسدانه فلسفه هے جو حفظ صحت کو ' نسل کو ' مال و دولت کو ' انسان کے قواے طبعي کو یکسر برباد کردیتا هے ؟ انهي نتائج مهلکه کے لحاظ سے ایک پیغمبر خدا نے بے اختیار هوکر کهدیا تها :

رب انصرني علی القوم المفسدین

خدایا مجکو مفسد لوگوں پر نصرت عطا کر !

(٤) ایک حکومت ' ایک قوم کي حریت و ازادي سلب کرلیتي هے ' اس سے غلاموں کي طرح کام لیتي هے ' اوسکي قوت کو فنا کردیتي هے ' اوسکي اخلاقي طاقت کو برباد کردیتي هے ' اوسکا یه عمل باطل یکقلم سرچشمهٔ فساد هے ' لیکن وہ کهتي هے که میں اپني قوم کي اصلاح کرتي هوں اور اسیکي اصلاح و عروج کیلیے دوسري قوم کو اپنا غلام بناتي هوں - پس جو شخص اس حکومت کے خلاف جهاد کرتا هے ' وہ اوسکو مفسد قرار دیتي هے ' لیکن تم کو معلوم هے که خدا اوسکو کیا کهتا هے ؟

ان فرعون علا في الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذبح ابناء هم و یستحیي نساء هم - انه کان من المفسدین (قصص)

فرعون نے مصر میں سر کشي کا بڑا هي سر اٹهایا تها - اس نے رعایا کو کمزور کرنے کیلیے گروہ در گروہ کردیا - اون میں سے ایک گروہ کو کمزور کرنا چاهتا تها ' وہ اون کے بچوں کو ذبح کرتا ' اونکي عورتوں کو بے عصمتي کیلیے چهوڑ دیتا ' بلا شبه وہ فساد کرنے والوں میں سے تها -

(٥) ایک شخص علمي قوت سے قوا میں تغیر پیدا کرنا چاهتا هے ' کیمیاء بناتا هے ' جادو سے اشیاء کي صورت بدل دیتا هے ' اور اون اصول کي مخالفت کرتا هے جن پر دنیا خدا کے حکم سے چل رهي هے - تمکو یه فعل کیسا عجیب و غریب معلوم هوتا هے ؟ لیکن کیا خدا کي قدرت بهي اسکو پسند کرتي هے ؟

فلما القوا قال موسی ماجئتم به السحر ان الله سیبطله ' ان الله لا یصلح عمل المفسدین (یونس ٨٢)

جب جادو گروں نے اپني رسیاں پهینکیں تو موسی نے کها تم نے جس چیز کو نمایاں کیا هے خدا اوسکو باطل کردیگا ' خدا مفسدین کے اعمال کو کبهي صلاح نہیں دیتا -

(٦) جو شخص دنیا میں صرف غلبهٔ و قهر اور جبر و استبداد کو پهیلانا چاهتا هے ' وہ مفسد هے ' اور اوسکے یه اعمال مفسدانه هیں -

تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علواً في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین (قصص : ٨٣)

یه آخرت کا گهر هم صرف انهي لوگوں کیلیے بنائینگے ' جو نه تو خدا کي زمین میں بڑائي اور سرکشي کرنا چاهتے هیں ' اور نه هي زمین کا فساد انهیں پسند هے - اور انجام کار انهي لوگوں کیلیے هے جو متقي هیں -

(٧) ایک شخص کے پاس بهت دولت هے ' اوسکي ضرورتوں سے بهت روپیه بچ رهتا هے ' دوسرے انسان محتاج هیں ' انکي حالت کے اصلاح کي ضرورت هے ' مگر وہ شخص اپنے خزانه کو مقفل رکهتا هے ' اور خدا کے بندوں کیلیے خدا هي کي بخشي هوئي دولت میں سے کچهه نکالنا نهیں چاهتا :

واحسن کما احسن الله الیک ولا تبغ الفساد في الارض إن الله لا یحب المفسدین (قصص ٧٧)

اے قارون ! انسانوں پر احسان کر جیسا کہ خدا نے تجهپر احسان کیا هے ' اور زمین میں فساد نه پهیلا ' خدا فساد کرنے والوں کو دوست نهیں رکهتا -

(٨) ایک راست باز جماعت حج کیلیے سفر کرتي هے ' دنیا میں نیکي پهیلانے کیلیے اوٹهتي هے ' دنیا کو نور ایمان سے منور کرنا چاهتي هے ' مگر ایک قوم اوسکو روکدیتي هے ' اوسکي راہ میں رکاوٹ پیدا کرتي هے ' اوس قوم کي یه روش انسان کے حقوق کي پامالي هے اور نیکي کیلیے هلاکت هے ' اسلیے وہ بهي مفسد هے :

الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله زدناهم عذاباً فوق العذاب بما کانوا یفسدون (نحل ٩٠)

جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کي راہ سے مسلمانوں کو روکدیا ' هم انکے عذاب پر عذاب بڑهائینگے ' اسلیے که وہ فساد کرتے تهے -

(٩) جو شخص انسان کي بوئي هوئي کهیتیوں کو پامال کردیتا هے ' اسکے مویشیوں کو زهر دیتا هے ' انسان کے لگاے هوے درختوں کو کاٹ ڈالتا هے ' اسکي رزق اور محنت پر دست اندازي کرتا هے ' وہ بهي مفسد هے :

موجودہ جنگ یورپ میں اگر جرمني کے حیرت انگیز سامان جنگ کے مقابلے میں کسي اسلحه کا نام لیا گیا هے تو وہ فرانس کي سب سے بڑي توپ هے جسکا دهانه ۷۵ ملي میٹر کا بیان کیا جاتا هے' اور جو اسي نام سے مشهور هوگئي هے - ذیل کي سرگذشت سے معلوم هوگا که حکومت فرانس کو اس توپ کي ایجاد کا خیال کیونکر پیدا هوا؟

[۴]

سنه ۱۸۹۶ کا موسم بهار ابهي شروع هي هوا تها' که گورنمنٹ فرانس کو جرمني کي ایک جدید جنگي ایجاد کي خبر ملي - معلوم هوا که بعض جرمن کارخانوں نے ایک ایسي نئي توپ ایجاد کي هے جو اُن تمام توپوں سے زیادہ تیز چلنے والي اور زیادہ مهلک آتشباري کرنے والي هے جو اس وقت تک ایجاد هوچکي هیں - فرانس کي نظارت جنگ نے اسکي تحقیقات کرني چاهیے - اسي زمانے میں انگلستان کا ایک فوجي افسر میجر استوارٹ سیر و سیاحت کیلیے فرانس گیا تها اور انگلستان کے اخبارات نے کسي واقعه کے ضمن میں اُسکي سراغرساني کي قابلیتوں کي تعریف کي تهي - گورنمنٹ فرانس نے میجر مذکور کي خدمات حاصل کرلیں' اور اس عجیب توپ کي خفیه تحقیقات کا کام اُسي کے سپرد کردیا -

میجر استوارٹ هر طرح اس کام کیلیے موزوں تها - جرمن زبان نهایت فصاحت سے بولتا تها' توپ سازي اور آلات توپ کي ایجادات کے فن سے بهي اسے بڑي دلچسپي رهي تهي - بلکه ایک حد تک اس فن کا ماهر تها -

سب سے بڑي بات یه که وہ باپ کے طرف سے گو انگریز تها' مگر ماں فرانسیسي تهي' اور اسلیے اسکي رگوں میں فرانسیسي خون موجود تها - اس قسم کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ ضرورت تحریک جذبات کي هوتي هے - فرانسیسي تعلق کي وجه سے وہ فرانس کي قومي خدمت' اپنے قومي جذبات صرف کرکے کرسکتا تها -

اس سے بهي بڑهکر یه که وہ ایک زمانے میں مشرقي افریقه کي سیاحت کرچکا تها - مشرقي افریقه جرمني کے ماتحت هے اور ایک خالص جرمن نو آبادي هے - یهاں وہ عرصه تک شهر دمار میں هیرے کي کانوں کي تفتیش کا کام کرتا رها - بهت سے قیمتي هیرے اس نے دریافت کیے' اور اس دریافت کے ذریعه تمام جرمني میں شهرت حاصل کرلي - حتی که بعض اخبارات نے اسکے حالات زندگي شائع کیے' اور بڑے بڑے امرا اور سرمایه داروں نے خط و کتابت کي -

غرضکه ان تمام وجوہ سے میجر استوارٹ کا انتخاب ایک بهترین انتخاب تها - میجر نے جرمني کے بڑے بڑے آدمیوں کے نام چند تقریبي خطوط بهي حاصل کرلیے' اور تمام ضروریات کار فراهم کرکے برلن روانه هوگیا -

[۵]

برلن پهنچکر میجر استوارٹ ایک نهایت عالیشان هوٹل میں مقیم هوا' اور اپنے سابقه تعلقات اور جدید تقریب و معرفي کے خطوط کے ذریعه وهاں کي بڑي بڑي سوسائیٹیوں میں رسائي پیدا کرلي -

میجر استوارٹ کا اصلي مقصد توپ سازي کے کارخانوں علي الخصوص مشهور کارخانۂ کرپ کے اسرار و خفایا سے وابسته تها' اور اسمیں یا تو وهاں کے ملازموں سے مدد مل سکتي تهي' یا فوجي حلقه کے کسي افسر سے - لیکن اس نے اپني زندگي اور زندگي کي تمام صحبتوں کو ان دونوں جماعتوں سے ابتدا میں الگ رکها تاکه کسي قسم کا شبه نهوسکے' اور زیادہ تر امرا و رؤساء کي صحبتوں میں اپني آمد و رفت شروع کردي -

جب کچهه عرصه اس حالت پر گذر چکا' تو ایک قدم اور آگے بڑهایا' اور عام مجمعوں کي آمد و رفت شروع کي - اس طرح کے مجمعوں میں هر طرح کے لوگ آیا کرتے هیں' اور بلا سابقه تعارف کے محض لهو پرستي و عیش دوستي کا رشته نئے نئے تعلقات پیدا کردیتا هے -

• ایک بیفکر اور دولت مند عیاش کي لا ابالانه زندگي میں اس نے اپنے مقصود کي طرف تیز قدمي کي - وہ هر روز بڑے بڑے تهیٹروں میں جاتا' کلبوں میں بالالتزام شریک هوتا' قمارخانوں میں بڑي بڑي بازیاں لگاتا' گهنٹوں بلیرڈ کهیلتا' رقص و سرود کے تماشا گاهوں میں قیمتي سے قیمتي جگه اسکے لیے همیشه محفوظ رهتي - تاش کے پتوں میں اسکي زندگي کي سب سے بڑي محبوبیت تهي - وہ اکثر اپنے نئے دوستوں سے کهتا: " صبح کے بستر کي چاء اور رات کے لذیذ ڈنر سے مجهے محروم کردو' مگر ان محبوب پتوں کو میري نظروں سے اوجهل نهونے دو - انکي رفاقت میں هارنا بهي ایک عیش بهشت هے " تهوڑے هي عرصه کے اندر اسکي امیرانه عیش پرستیوں کا چرچا جا بجا هونے لگا' اور بهت سے فوجي افسروں اور فوجي کارخانوں کے متعلقین سے اسکي دوستانه ملاقاتیں هوگئیں -

وہ بلا ناغه تهیٹر میں جاتا' اور جب تماشه ختم هو جاتا تو بعض فوجي افسروں کو اپنے ساتهه هوٹل میں لیجاتا اور ایک حاتمانه فیاضي کے ساتهه قیمتي سے قیمتي شراب پلاتا - طرح طرح کے تذکرے درمیان میں آتے' کبهي مشرقي افریقه کے حالات بیان کرتا' کبهي جنوبي افریقه کے قمارخانوں اور عیش کدوں کے افسانے سناتا' کبهي اُن بڑي بڑي بازیوں کے واقعات کهتا جو اس نے کارلو کے مشهور عالم قمار خانے میں لگائي تهیں -

[۶]

یه تمام فوجي افسر بهي پرلے درجه کے عیاش اور قمار باز تهے - انکے لیے ایک ایسے اجنبي مسافر کي صحبت جو اپني دولت بلا دریغ لٹا رها تها' نعمت غیر مترقبه تهي - وہ اپني قسمت پر ناز کرتے که بلا طلب و سعي ایک ایسي طلائي صحبت میسر آگئي هے' جسکا کبهي انهیں تصور بهي نصیب نه هوا تها - میجر استوارٹ بهي روز بروز اپني فیاضي کا دام زیادہ پهیلاتا جاتا' اور ایک ایک نشست میں پانچ پانچ پونڈ خرچ کر دیتا -

تهوڑے هي دنوں میں میجر استوارٹ کو ان افسروں کے تمام حالات معلوم هوگئے - اس نے دیکها که سب کے سب قماربازي میں مبتلا هیں' اور جیسا که اس کا لازمي نتیجه هے' روز افزوں افلاس و فقر نے سب کو مصیبت زدہ بنا دیا هے - ان میں سے چند آدمي ایسے تهے جو قماربازي کو کسي علمي و اعدادي اصول پر منطبق کرنے کے خبط میں گرفتار تهے - انکا عقیدہ تها که ایسے علمي اصول دریافت کیے جاسکتے هیں جنکے معلوم هو جانے کے بعد کبهي بازي غلط نهیں هو سکتي اور کبهي آدمي هار نهیں سکتا - انمیں سے ایک افسر تو اسکو علم الاعداد کا مسئله بتلاتا تها - لیکن دوسرا مصر تها که ریاضي سے اسے کوئي تعلق نهیں' اسکي کنجي قدیم زمانے کے مخفي علوم میں دریافت کرني چاهیے - البته اس علمي ماتم میں سب یکساں شریک تهے که " افسوس سائنس نے سب کچهه دیا لیکن! ابتک جوے کے لیے کوئي علم صحیح دریافت نه کرسکا"! - جب کبهي دنیا کي آینده علمي ترقیات کا موضوع بحث درمیان میں آتا تو وہ بالاتفاق کهتے: " مستقبل کے علمي عهد کا سب سے بڑا حکیم وهي هوگا جو جوے کو ایک با قاعدہ فن بنا دے " میجر نے اپنے دوستوں کي اس کمزوري کو محسوس کر لیا' اور اسي پر اپنے نفوذ و اثر کي عمارت کهڑي کي - سب سے پهلے اس نے اس قسم کي روایتیں سنائیں جن میں بعض عجیب و غریب انسان کسي پر اسرار علم کے ذریعه همیشه جیتتے تهے اور کوئي انسے جیت نهیں سکتا تها - اس نے اپنا چشم دید واقعه بیان کیا که قمار خانه کارلو میں ایک اسپیني سیاح نے دو ماہ تک قیام کیا اور تقریباً سو

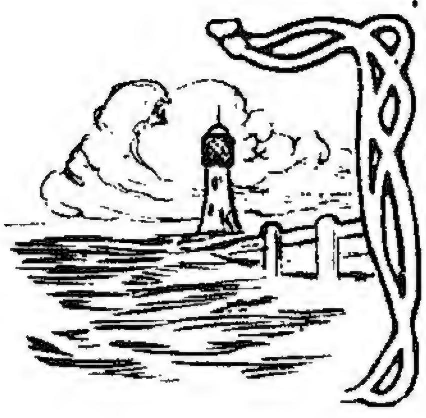

بريد فرنگ

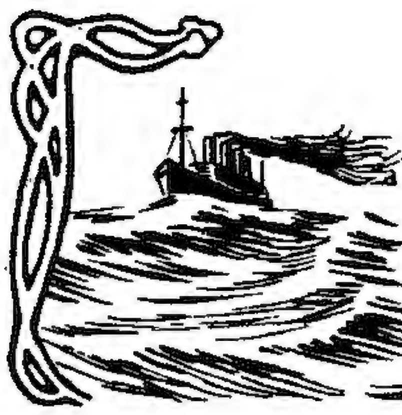

جواسیس الحرب

(ایک فرانسیسي جاسوس جرمني میں)

(فرانس نے اپني سب سے بڑي توپ کیونکر ایجاد کي ؟)

ایک دلچسپ حکایت

انسان کے اعمال جذبات کا باہم ربط و اختلاف دنیا کا سب سے زیادہ عجیب منظر ہے - اخلاقي محاسن کا حکم حسن و قبح ہر نئے دائرے میں آکر بدلتا ' اور ہر نئے میدان عمل میں ایک نئي صورت اختیار کرتا ہے - ایک ہي چیز ایک جگہ حسن ہے ' دوسري جگہ قبح - ایک ہي فعل ایک دائرے میں نیکي ہے ' دوسرے دائرہ میں بدي - ایک ہي عمل ایک کیلیے اصلاح ہے ' دوسرے کیلیے افساد - ایک ہي حکم ایک جماعت کیلیے زندگي ہے ' دوسرے کیلیے موت - دولوں کي سیج محل شاہي میں آراستہ کي جا رہي ہے ' مگر دوسري جگہ باغ و چمن کي تمام دولت لٹ رہي ہے '

ز غارت چمنت بر بہار منتہا ست
کہ گل بدامن ما دستہ دستہ مي آید !

[۲]

شخصي اور جماعتي ' دونوں حالتوں میں " جاسوسي " اور " مخبري " کس قدر واضح فعل قبیح ہے ؟ جاسوسي کے معنی یہ ہیں کہ در پردہ کسي کے کاموں کا کھوج لگانا ' اور چھپ کر اسکے اعمال کي ٹوہ میں رہنا - یہ فی الحقیقت انسان کے فطرتي حق خود مختاري و آزادي میں مداخلت ہے ' اور کسي انسان کو اسکا حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے انسان کے آزادانہ اعمال و افعال کي مخفي سراغرساني کرکے اسکے اختیار و حق عمل کو سلب کرے - علاوہ بریں چھپ کر کسي کام کے انجام دینے سے انساني عزم و ارادہ کا شرف اور احساس عزت بالکل فنا ہو جاتا ہے ' اور اسطرح کا متجسس جہاں دوسرے کي آزادي عمل میں دست انداز ہوتا ہے ' وہاں اپنے دماغ و جذبات کے شرف کو بھي کھو دیتا ہے - یہي وجہ ہے کہ عام طور پر اخلاق نے جاسوسي کو نہایت مذموم فعل قرار دیا ' اور قرآن حکیم نے فرمایا کہ :

لا تجسسوا ! چھپ کر ٹوہ میں نہ رہو -

لیکن یہي جاسوسي جب ایک دوسرے بھیس میں نمودار ہوتي ہے ' اور ملکي و فوجي خدمت کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال لیتي ہے ' تو یکایک اخلاقي احکام کي کائنات میں ایک انقلاب عظیم ہو جاتا ہے ' اور وہي چیز جو اس سے پہلے غیر اضافي حالت میں انساني رذالت و خباثت کا بد ترین فعل سمجھي جاتي تھي ' اب جرات ' شجاعت ' شہامت ' اور جذبات فائقہ و فاضلہ کا نمونہ بن جاتي ہے !

اگر ایک شخص تمہارے افعال کي جاسوسي کرے ' چھپ چھپ کے تمہارے کاموں کو دیکھے ' راتوں کي تاریکي میں تمہارے پیچھے چلے ' اور دروازوں کي آڑ سے تمہارے اعمال کا کھوج لگاے ' تو اسپر تمہیں کسقدر غصہ آئیگا ؟ تم کہوگے کہ یہ انسانیت نہیں ہے شیطنت ہے - یہ اخلاق کي ہلاکت ہے ' یہ شرافت نفس کا خاتمہ ہے -

لیکن اب تم خود اٹھتے ہو کہ اپني قوم اور ملک کیلیے اسکے دشمنوں کي جاسوسي کرو ' انکے ساز و سامان جنگ کا سراغ لگاؤ ' انکي مخالفانہ تدبیروں کو چھپ کے معلوم کرو ' انکي تعداد فوج اور اسباب و اسلحہ کے مخفي حالات دریافت کرو ' اور ان معلومات کے ذریعہ اپني حکومت ' اپني فوج ' اپني قوم کي کامیابي و فتح مندي میں معین ہو - یہ بھي جاسوسي ہے - البتہ اس جاسوسي کا مقصد دوسرا ہوگیا ہے - جو شخص تمہارے افعال کي جاسوسي کرتا تھا ' اسکا مقصد یا تو تم سے شخصي دشمني تھي ' یا تمہاري کسي دشمن جماعت یا دشمن حکومت کے احکام کي تعمیل - مگر تم اپنے لیے نہیں ' بلکہ اپني قوم اور اپني جماعت کے فوائد کیلیے اپنے آپ کو خطروں میں ڈالتے ہو ' اور اسکے دشمنوں کي مخفیات کي سراغرساني کرتے ہو - پس مقصد کے اختلاف نے تمہارے اخلاقي حکم کو بھي بدل دیا ہے - پہلي صورت میں تم جاسوسي کو بدترین عیب سمجھتے تھے ' دوسري صورت میں ایک ایسي فضیلت جسکي تم کو آرزو ہے ' جسکے لیے قومي ناموري ہے ' بہتر سے بہتر صلہ ہے ' اور عزت و احترام کا نمایاں استحقاق - و انما الاعمال بالنیات !

[۳]

دنیا کي قدیم سے قدیم جنگوں کي تاریخ میں بھي "جاسوسي" کا پتہ چلتا ہے ' اور ہمیشہ فوجي اعمال کے نہایت اہم اجزاء میں سے ایک چیز جاسوسي بھي رہي ہے - قدیم روایتوں میں ہم نے نہایت دلچسپي کے ساتھہ اُن جاسوسوں اور عیاروں کے حالات پڑھے ہیں جو بھیس بدل بدل کے دشمن کي فوجوں میں جاتے تھے ' اور اُنکي آنکھوں میں خاک ڈالکر اپني تمام مطلوبہ معلومات حاصل کرلیتے تھے - موجودہ زمانے کي ترقیات نے جس طرح " سراغرساني " کے کام کو ایک بہت بڑا فن بنا دیا ہے اور اسقدر ترقي دي ہے کہ اسپر صدہا کتابیں لکھي گئي ہیں - اسي طرح " فوجي جاسوسي " کے کاموں میں بھي عجیب عجیب وسعتیں پیدا کي گئي ہیں ' اور گذشتہ پچاس سال کي لڑائیوں میں جاسوسوں کي سرگذشتیں نہایت عجیب و غریب رہي ہیں -

موجودہ جنگ یورپ نے جہاں ہر طرح کے جنگي مباحث و مذاکرات کا دروازہ کھولدیا ہے ' وہاں فن جاسوسي اور اسکي وقیع و اہم سرگذشتوں کے بھي عجیب عجیب سلسلے اخبارات و رسائل میں نکل رہے ہیں - یورپ کي کوئي ڈاک ایسي نہیں آتي جسمیں جاسوسي کي گذشتہ و موجودہ سرگذشتوں کا ذخیرہ نہو - حال میں ایک فرانسیسي اہل قلم نے فرانس و جرمني کے جنگي تعلقات قبل از جنگ کي سرگذشت شائع کي ہے ' جس سے موجودہ جنگ کي طیاریوں ' جرمني کي مخفي کوششوں ' اور جاسوسي کے دلچسپ واقعات و حوادث پر ایک نہایت وقیع روشني پڑتي ہے -

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

بنلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کر نکلي ہے اور تہوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتہائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - آپوبکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

اسپیریئل بک ڈپیو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بڈوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar'Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہ سارا سائنس فکس فرسٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں ساگوان لکڑي سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھي گئي ہے - ایک مرتبہ ضرور آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپني کسي کو دهوکا نہیں دیتي ہے - گرانٹي تین برس - سنگل ریڈ اصلي قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ اصلي قیمت ۶۵ - ۷۰۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگي انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکچھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن قدرتي [illegible] کو پہر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمہ اور کتنے هي عرصہ کا هو اور اس سے [illegible] تو همارا دمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا ہے قیمت دو روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists
Dharamtola Street, Calcutta.

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' دوري جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تها -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هرنیس تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاہر - ڈاکٹر ایم سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے هیں - "میںنے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت عمدہ اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویسر - ایل ایم ایل آر - سي - پي اینڈ ایس - سي کوشا اسپتال - مدراس فرماتي هیں : - "نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا"

مس ایم - جي - ایم - ڈاکٹر - ام ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سپرنٹنڈنٹ سیدل ارکاٹ [illegible] فرماتي هیں : "اوبھرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے [illegible] شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل - روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

GANGA FLUTE

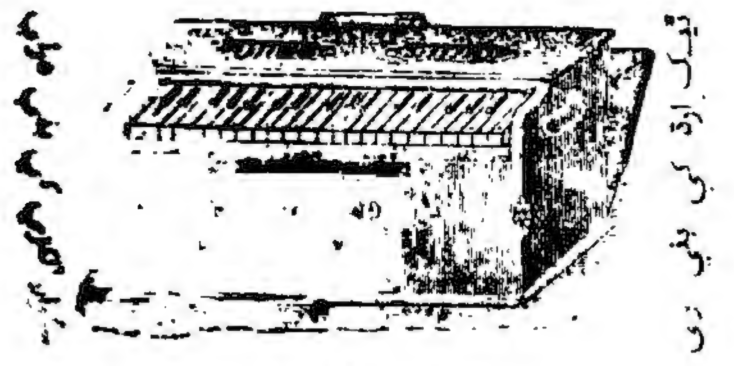

قیمت سنگل ریڈ

۱۳ - ۱۷ - ۲۰ روپیہ -

ڈبل

۲۱ - ۲۷ - ۲۹ - روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ [illegible] آنا چاهیے -

Iyer Co. [illegible]gopal [illegible]allik Lan
Bowbazar, Calc

IMPERIAL FLUTE

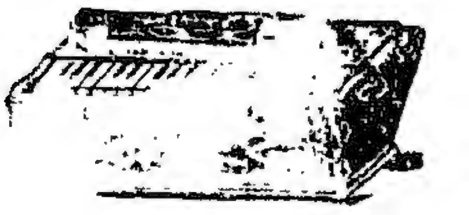

[illegible]ن اور نہایت لاجواب

قیمت سنگل ریڈ

۱۴ - ۱۸ - [illegible] روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ

۲۰ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور [illegible] آنا چاهیے -

Imperial Depot 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

مفت ! مفت !!

[illegible] صاحب ڈاکٹر [illegible] صاحب کا تصنیف کردہ [illegible] کا رهنما و صحت [illegible] کا بیمہ کتاب قانون حیات [illegible] مفت روانہ هوگا -

Swasthy [illegible] 30/2, Harrison Road C[illegible]tta

مرتبه بازي لگائي - صرف گیارہ مرتبه هارا - ایک کم نوے مرتبه روپیه کا ڈھیر اسي کے سامنے تھا !

اسي سلسلے میں وہ اپني مہارت کا بھي ضمناً تذکرہ کردیتا؛ مگر اس ادعاء میں کافي جزو انکسار کا بھي ھوتا - وہ کہتا : " اس میدان میں دعوی کون کر سکتا ھے ؟ تاهم مہارت بھي ایک علمي حقیقه ھے اور اس سے میں انکار نہیں کرتا "

ان تذکروں نے بیچارے قمار زدہ افسروں کو بالکل مدهوش کردیا اور وہ یکسر اسکے قابو میں آ گئے - ایک طرف روزانه فیاضیوں کي چاٹ ' دوسري طرف قمار بازي کي مہارت اور اسکے دقیق نکتوں کے حاصل کرنے کا شوق ' تیسري طرف دولت اور تمول کا قدرتي اثر ونفوذ - تھوڑے هي دنوں میں انکا یه حال هو گیا که میجر اسٹوارٹ کو ایک دیوتا کي طرح پوجنے لگے -

[۷]

ان دوستوں میں **ایک شخص جنگ** زولو کا نامور افسر تھا - کئي تمغے بھي اُس نے حاصل کیے تھے - لیکن قمار بازي کي لت نے بالکل مفلس و قلاش کردیا تھا - میجر اسٹوارٹ نے زیادہ تر اُسي پر نظر رکھي ' اور اُسي کي اخلاقي کمزوریوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا آله بنانا چاها -

سب سے پہلا وار یه کیا که اس سے تنہا صحبتیں شروع کردیں اور یقین دلایا که جس چیز کي تمہیں تلاش ھے ' میرا وجود اُسي کي کنجي ھے - تم دیکھتے ھو که نہایت بے دردي کے ساتھه روپیه لٹاتا ھوں ' اور تم اسپر سخت متعجب ھوتے ھو - حالانکه جو چیز مفت حاصل کي جاتي ھے ' مفت لٹائي بھي جاتي ھے - میري تمام دولت صرف مشق و مہارت قمار کا نتیجه ھے - چند ایسے نکتے حاصل کرلیے ھیں جنکي بدولت سو بازیوں میں آسي بازیاں میري کہیں نہیں گئیں - اگر تم چاھو تو علم و عمل قمار کي یه سب سے بڑي قیمتي چیز تمہیں بھي سکھادوں -

اس جادو کا اُس غریب کے پاس کوئي منتر نه تھا - پھر اس سے بھي بڑھکر یه که قمار بازي کیلیے بے دریغ روپیه دینا شروع کردیا - ایکسو بیس پاؤنڈ کا اُس پر ایک قرض تھا جس سے بہت پریشان و عاجز رهتا تھا - وہ بھي اس فیاض اجنبي نے ادا کردیا -

[۸]

لیکن ساتھه هي وہ دوسرے شکاروں سے بھي غافل نه تھا - نہیں معلوم کونسا شخص آگے چلکر زیادہ مفید ھو؟ اسلیے جسقدر فوجي افسر اسکے دام میں پھنس چکے تھے ' سب سے تعلقات بڑھاتا جاتا تھا -

اسي اثناء میں خود بخود ایک عجیب واقعه پیش آیا ' جسکا اسے شان و گمان بھي نه تھا - ایک دن میجر اسٹوارٹ اور اسکا سحر زدہ قمار دوست ھوٹل کے کمرے میں بیٹھے تھے ' اور میجر اُسکے پھنسانے اور اچھي طرح اپنے قابو میں لانے کیلیے ایک نیا دام ڈال رها تھا - اس نے کہا که " مشرقي افریقه میں ابتک متعدد مقامات ایسے باقي ھیں جہاں هیرے کي بڑي بڑي کانیں نکل سکتي ھیں ' اور جنکي نسبت گذشته قیام افریقه کے زمانے میں پوري تحقیقات کر چکا ھوں - لیکن یورپ کے سرمایه داروں کو اسکي خبر نہیں - میرا ارادہ ھے که ایک نئي کمپني قائم کروں ' اور فرانس اور جرمني ' دونوں ملکوں سے اسکے لیے سرمایه فراهم کیاجاے - اگر میں ایسا کرسکا تو تم بھي اسکے حصه دار ھوگے ' خواہ ایک کوڑي بھي نه دیسکو "

یه سنکر فوجي افسر کي زبانسے بے اختیار نکل گیا :

" یه نہایت هي عمدہ خیال ھے - لیکن میں نہیں سمجھتا که تمہاري مجوزہ کمپني اُس آنے والے وقت سے پہلے قائم ھوسکے جبکه هماری نئی توپیں بالکل مکمل هو جائینگی اور یورپ کي سب سے ان فرانسیسي بندروں سے ھوگا - ایسي حالت میں بہتر ھے که سال دو سال تک فرانس و جرمني کي کسي مشترکه کمپني کا خیال چھوڑ دو - تمہاري محبت مجھے مجبور کرتي ھے که ایک سرکاري راز کو اس بے تاملي سے ظاهر کردوں - اگر تم نے کمپني قائم کي تو دو سال تک کوئي جرمن سرمایه دار اسکے حصے نہیں خریدیگا "

میجر اسٹوارٹ نے اپنے مخفي جذبات کو ضبط کرکے نہایت بے پروائي سے کہا :

" هم فوجي لوگ جنگ کے خواب دیکھتے دیکھتے پاگل هو گئے ھیں - یه قصے اخباروں کي وهم سازیوں کیلیے چھوڑ دو - همیشه کہا جاتا ھے که فلاں حکومت جب فلاں قسم کي توپیں بنالیگي تو جنگ یورپ شروع هوجائیگي - فلاں حکومت کے پاس جب اتنے ڈریڈناٹ جہاز هوجائینگے تو وہ ایک منٹ صبر نه کریگي - مگر نه کہیں توپوں کا ڈھلنا ختم ھوتا ھے ' اور نه جہاز هي بن چکتے ھیں میں ان باتوں کو صرف گپ سمجھتا ھوں "

فوجي افسر نے نہایت صفائي کے ساتھه جواب دیا :

" ھاں تمام یورپ کا یہي حال ھے ' مگر همارے پروگرام جنگ کو ایسا سمجھنا تمہاري غلطی ھے - تم خود اپني آنکھوں سے دیکھه لوگے که جونہي کارخانه کرپ نے اپني آخري ایجاد مکمل کرلي ' یورپ کا نقشه یکایک درهم برهم هوجائیگا "

میجر اسٹوارٹ کے سامنے خود بخود راسته کھل گیا - اس نے نہایت سادگي سے پوچھا :

" کونسي آخري ایجاد ؟ "

افسر نے کہا :

" یه کوئي نہیں بتلا سکتا ' مگر کارخانه کرپ کا ایک انجینیر میرا همراز و هم صحبت ھے - اسکي زباني سننے میں آیا ھے که شاید کوئي نئي توپ طیار هو رهي ھے - اُسکے دھانے کا قطر ۷۵ ملیمیٹر ھوگا اور اُسکي زد کا مقابله دنیا کا کوئی صناعي آله نہیں کرسکے گا "

میجر اسٹوارٹ نے کہا :

" خیر ' همیں ان بحثوں سے کیا غرض ؟ شامپین کا ایک گلاس اس ایجاد سے کہیں زیادہ قیمتي ھے - آو ایک جام اوڑائیں اور کہیں ٹہلنے چلیں - ان باتوں سے دنیا کے کار و بار معطل نہیں هو سکتے "

[۹]

اب بند خود بخود ٹوٹ چکا تھا - بغیر اسکے که میجر روشني کي مزید تلاش کرے ' خود هي روشني اسکے آگے چمک گئي - ایک دن جبکه جام و مینا کي گردش خوب هوچکي تھي ' میجر نے پھر متوقعه جنگ یورپ کا تذکرہ چھیڑ دیا - اس نے جرمن افسر کے گلاس میں شامپین انڈیلتے ھوے کہا تھا :

" لیکن میرے دوست ! پیرس کے اخبار تو کہتے ھیں که همیشه سنه ۷۱ هي نہیں رهیگا ' جبکه سیدان کا معرکه پیش آیا تھا اور جرمني نے فرانس کو کچل ڈالا تھا "

افسر نے رومال سے منه پونچھا اور قہقهه لگایا :

" اگر همیشه سنه ۷۱ نہیں ھے تو سنه ۹۹ تو آنے والا ھے ؟ یقین کرو که جرمني کو اب اپني قدرتي سیادت کیلیے زیادہ انتظار کي ضرورت نہیں ھے - تمام سامان مکمل هوچکا ھے - برلن میں عنقریب فوجي روانگي کا ترانه گایا جائیگا - اب همارے سفر کا دوسرا پروگرام ھے - ایک هي کوچ میں جرمن فوج سیدھي پیرس پہنچ جائیگي ' اور جہاں آج نمایش پیرس کي عمارتیں کھڑي کي جارهي ھیں ' یه هماري فوج کي چھه کمپنیوں کے قیام کیلیے بہت هي عمدہ میدان ھوگا "

بعد کو واقعات سے معلوم ھوا که فوجي افسر کا یه بیان جرمني کے اس پروگرام کي طرف اشارہ تھا جو فروري سنه ۱۸۹۷ میں حمله فرانس کیلیے اس نے تجویز کیا تھا -

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

◆

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا
انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۱
کلکته : جمعه ۱۳ - ربیع الثانی سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 18th February, 1916.
جلد ۱

ترجمان القران

یعني قران حکیم کا اردو ترجمه ' از خامۂ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور انکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القران کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' اب یه کہنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

البیان
فی
مقاصد القرآن

هـذا بيـان للنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر ' از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے ' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرن هے !

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۹۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحه کي تفسیر کا هوگا ' انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه قبل از اشاعت چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکهنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں ' ان میں مسٹر جان - سي مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکهپوري نےکیا تها ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاه نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها - اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلی کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازي رحمة الله علیه کي تفسیر درجه کي کتاب هے ' جسکا اندازه ارباب فن هي خوب کر سکتے اگر آج یه تفسیر موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب تهے جو همارے معلومات سے بالکل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تها ' ترجمے کے متعلق ایڈیٹر هلال راے هے که وه نهایت سلیس و سهل اور خوش اسلوب ترجمه هے

لکهائي اور چهپائي بهي بهترین درجه کي هے - جلد اول کے نسخه دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود هیں پہلے دو روپیه تهي اب بغرض نفع عام - ایک روپیه ۸ - آنه کردي هے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکته " کے نام آئیں

جسکا درد وهي جانتا هے ' دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بهت پریشان هوتے هیں ' اور رات دن سانس پهولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے هیں ' اور نیند تک حرام هو جاتي دیکهیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشه اشیاء اور دهتوره ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے او دالڈ ' دیکر بنتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه همارى هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصول ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نهیں هوتا هے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵/۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address- "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor.
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس القلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۱

کلکتہ : جمعہ ۱۳ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ ہجری
Calcutta : Friday, 18th February 1916.

جلد ۱

افکار و حوادث

گذشتہ جنوری میں "مجوزہ شیعہ کالج" کا جو وفد ہز آنر سر جیمس مسٹن بہادر کی خدمت میں بمقام لکھنو پیش ہوا تھا' اسکی روئداد اب ایک رسالہ کی شکل میں شائع کی گئی ہے - روئداد کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۴ - جنوری کو گورنمنٹ ہاؤس لکھنو میں ایڈریس پیش کیا گیا' اور اُسکے جواب میں خطاب ملوکانۂ ہمایونی نے عرض و نیاز کے ایک ایک لفظ کو خلعت قبولیت و پذیرائی عطا فرمایا :

دیدار ہم میسر و بوس و کنار ہم
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم !

ادھر عرض نیاز کی ارادت کیشی تھی' تو ادھر نگاہ [illegible] کرم کی عجز پروری - ادھر عشق کام طلب کی امیدواری تھی' تو ادھر حسن عشق نواز کی کام فرمائی - ادھر " ادعونی " کی تعمیل میں دست دعا دراز تھا' تو ادھر وعدۂ " استجب لکم " کی تصدیق میں دروازۂ استجابت باز - ایک طرف سراسر عشق تھا - دوسری طرف سراسر حسن :

وجود او ہمہ حسن ست و ہستیم ہمہ عشق
بہ بخت دشمن و اقبال دوست سوگند ست !

رسم و راہ کوچۂ عشق کے واقف کار جانتے ہیں کہ یہاں حق و ہنر کا سوال کام نہیں دیتا [illegible] ں دنیا کا سارا دار و مدار محض بخشش و کرم پر ہے : اسکی نظریں جسپر پڑ جائیں اور اسکی بے نیازی جسکو سرفراز کردے' وہی سب سے زیادہ مستحق' اور اسی میں سب سے بڑا ہنر ہے - استحقاق اور ہنر دکھلا کر چاندی اور سونا لیا جاسکتا ہے لیکن محبت کی نظریں اور پیار کی ادائیں نہیں خریدی جاسکتیں - ارسطو اگر لیلی کے [illegible] کا پردہ اٹھاتا اور قیس کی دیوانگی کے مقابلہ میں اپنے فن منطق کو پیش کرتا' تو آپکو اچھی طرح معلوم ہے کہ کیا جواب ملتا :

معمورۂ دلے اگرت ہست باز گوے
کاینجا سخن بہ ملک فریدوں نمی رود

پس عالم حسن و عشق کے کاروبار اور رد و قبول کے احکام دوسرے ہیں' اور یہاں سب سے بڑا جوہر' سب سے بڑا ہنر' سب سے بڑا استحقاق' سب سے بڑی دلیل' اور سب سے بڑا صغرا کبری یہ ہے کہ اُس کی نظریں قبول کرلیں' اور وہ کہ سب چاہنے والوں کی چاہتیں اُسی کیلیے ہیں' خود کسی کی شیفتگی کو اپنی چاہتوں کیلیے چھانٹ لے - پھر جسکو خود وہ چاہے' اسکی قسمت کا کیا پوچھنا کہ عشق کی شہنشاہی اور اقلیم حسن کی فرماں روائی ہے - بن پڑے تو اپنی چاہتوں میں اس خوش نصیب کو بھی شامل کرلیجیے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے' اور مذہب عشق کا منتہاء کمال یہی ہے :

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے ؟

مرحوم ذوق کی غزلوں میں میں اپنا ذوق بہت کم پاتا ہوں تاہم ایک شعر انکا بھی یاد آگیا :

تم جسے یاد کرو پھر اسے کیا یاد رہے
نہ خدائی کی ہو پروا نہ خدا یاد رہے

اردو شاعری میں جس چیز کو " معاملہ گوئی " کہتے ہیں' شعراے ایران اسے " وقوعہ گوئی " سے تعبیر کرتے ہیں - اواخر عہد صفویہ میں فغانی کے اسکول نے جو شعرا پیدا کیے' انہوں نے خاص طور پر اس رنگ کو بہت ترقی دی - ازآنجملہ ضمیری صفاہانی ہے جسکا ایک شعر مجھے نہیں بھولتا :

چو می بینم کسے از کوے او دل شاد می آید
فریبے کز وے اول خوردہ بودم یاد می آید

اس وفد نے جو ایڈریس پیش کیا تھا وہ اسقدر دلچسپ نہیں ہے جسقدر ایڈریس کا جواب دلچسپ ہے' اور ایسا ہونا ضروری تھا - عشق خواہ کسی شکل میں ہو' عجز و نیاز کیلیے ہے - دلبری و رعنائی کیلیے نہیں ہے - یہ خواص حسن کے ہیں - اسکا کوئی جلوہ دلربائی و نظارہ پروری سے خالی نہیں ہوتا - یہ تو وہ چیز ہے کہ اگر بے مہری و غیظ و غضب [illegible] ہو' جب بھی پیار کرنے ہی کی چیز ہوتی ہے' پھر لطف و نوازش اور بخشش و کرم کی ہوش ربائی کا کیا پوچھنا :

ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجیو کہ چلا میں !

ہز آنر اپنے جواب میں فرماتے ہیں :

" اس بیان سے میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مجھہ کو کسی قوم یا مذہب کے لوگوں کی کوئی خاص رعایت منظور ہے - نہ میرا یہ منشا ہے کہ جو بڑی بلیغ کوششیں ابتک مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی نسبت کی گئی ہیں انکی بیقدری کی جاے "

لیکن ہم حیران ہیں کہ اس جملے کے کہنے کی کیا ضرورت تھی ؟ بھلا ایک منٹ کیلیے بھی کوئی عقلمند ہز آنر کی نسبت ایسی بدگمانی کرسکتا ہے ؟

نہ ہم سمجھے نہ تم آے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

آب حیات

ہندی کایا پلٹ ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا ، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش ، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھی دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتی ہے ، کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق ، تپ محرقہ ، صفراوی تپ ، تپ پر سوت ، سل ، پیچش ، صفراوی اسہال ، سرسام ، درد سر ، درد پہلو ، نمونیا ، ذات الجنب ، تپش دل ، ناسور ، بدھہ کا زخم ، درد کان ، مسوڑوں سے خون آنا ، پھوڑے پھنسیاں ، پٹھوں کا اکڑاؤ ، بواسیر ، نواسیر ، بھگندر ، تالو کا سوراخ ، دانت کا درد ، قبض ، درد قولنج ، درد کمر ، نقرس ، چھپاکی ، متلی ، قے ، زخموں میں کیڑے پڑنا ، کثرت پیاس ، تشنج ، بیخوابی ، کھانسی خشک و تر ، ورم ، چھوڑے ، ورم پستان ، درد دل ، ہیضہ ، طاعون ، خنازیر ، درد شکم ، زہر دار ڈنک ، بھڑ ، سانپ ، بچھو ، آگ سے جلنا ، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ، درد ، چوٹ ، خارش ، نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل ، دق ، کھانسی ، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سر اے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی حر ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا ، بیٹھنا حرام ہوگیا تھا - چونکہ سر - اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباء ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہا تھا کہ سر - اے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا تھا - آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں ، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے ، صرف دس قطرہ آبحیات کے [illegible] دفعہ دینے شروع کیے ، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہوگئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج ہے ، تو آبحیات تسلیم کرایا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھو اور وہاں سے تصدیق کرلو کہ سر - اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے ، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت [illegible] اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی [illegible] مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں ، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے ، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے ، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں ، ناسور ، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آیندہ دورۂ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی ، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی ، غلام ، نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

چیز ہے، اور جب تک یہ دور نہ ہوگی اس وقت تک کوئی سعی تجدید و احیاء کامیاب نہیں ہوسکتی - مسلمانوں کا سیاسی تنزل، اخلاقی تنزل، علمی تنزل، مدنی و عمرانی تنزل، یہ تمام جزئیات تنزل ھیں مگر ان میں سے کوئی بھی کلی اصل نہیں ہے - ان تمام مختلف شاخوں سے گذر کر جب درخت کی جڑ تک نظر پہنچیگی تو صاف نظر آجائیگا کہ علل و اسباب کے کلیات دوسرے ھیں، اور ان میں سب سے زیادہ اھم و نافذ علت مسلمانونکی تالیف کے بعد تفریق، توحید کے بعد تعدد، اجتماع کے بعد افتراق، اور نزول علم کے بعد بغی و عدوان ہے -

بظاہر اس چیز کو ہر شخص محسوس کرتا ہے، اور مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر ماتم کرتے ہوئے کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جسکے آنسوؤں میں اس منظر کو دخل نہو - تقریباً سب کہتے ھیں کہ اختلاف سے اتفاق بہتر ہے اور دشمنی پر محبت کو ترجیح دینی چاھیے - با ایں ہمہ بد بختی یہ ہے کہ مسئلۂ اختلاف و افتراق امۃ کو اسکی اصل اہمیت کوئی بھی نہیں دیتا اور کسی کو اسکی توفیق نہیں ملتی کہ ظواہر و آثار سے گذر کر اسباب و علل پر نظر ڈالے، اور صحت نظر کے ساتھ اصلیت مستورہ کی تشخیص کرے- اگر گذشتہ دور اصلاح و تحریک میں کسی کا قدم یہاں تک پہنچا بھی ہے تو بدبختانہ اسکے بعد کی منزل علاج گم ہوگئی ہے، اور یہ افسانہ بہت طول طویل ہے -

درخت جب سوکھتا ہے تو اسلیے نہیں سوکھتا کہ اسکی شاخوں میں رطوبت نہیں رہی، بلکہ صرف اسلیے کہ رطوبت حیات کا سرچشمہ جڑ ہے اور اسمیں اب زندگی باقی نہیں رہی- اسی طرح کوئی قوم اسلیے نہیں بگڑتی کہ اس نے اپنی تعلیم سعادت کی فروعات کو چھوڑ دیا، بلکہ اسلیے کہ اصول و کلیات کا سر رشتہ اسکے ہاتھوں سے جاتا رہا - جب تک جڑ میں زندگی ہے، اسوقت تک درخت کا ایک پتہ بھی خشک نہیں ہوسکتا - لیکن اگر جڑ کو پانی نصیب نہیں تو شاخوں اور پتوں کے اوپر سمندر کے سمندر بھی انڈیلدو، وہ سرسبز نہیں ہوسکتے -

اسلام کے بھی اصول ھیں اور فروع ھیں - پس مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اصول میں ڈھونڈھنا چاھیے نہ کہ فروع میں - اسلام کی اولین اصلی عقیدۂ "توحید" ہے - اسی عقیدے کے اندر مسلمانوں کی تمام روح حیات مضمر تھی، اور اسی روح نے انکو دائمی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی - لیکن مسلمانوں نے سب سے زیادہ اسی عقیدے سے انحراف کیا - حتی کہ آج اس سے بڑھکر اور کسی اعتقاد میں وہ تجدید دعوۃ کے محتاج نہیں ھیں- جسطرح عقیدۂ توحید کے معنی یہ نہ تھے کہ مشرکین مکہ کی طرح زبان سے تو ایک صانع کل کا اقرار کردیا جاے (لیقولن اللہ) لیکن اپنی عملی زندگی پر صدھا غیر الہی عبودیتوں کی لعنت بھی طاری کرلی جاے، اسی طرح توحید کی حقیقت کے ساتھ یہ ضلالت بھی جمع نہیں ہوسکتی تھی کہ ایک فاطر السماوات والارض کی بندگی کا دعوا کرکے، بہت سے خداؤں کے ماننے والوں کی طرح بہت سی جماعتوں اور شکلوں میں متفرق ہوجائیں - اعتقاد توحید کا اولین مطالبہ یہ تھا کہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت و ہدایت کیلیے ایک ایسی امۃ عادلہ طیار ہو، جو تمام پچھلی قوموں کے برخلاف اپنے تمام عقائد و اعمال کے اندر جلوۂ توحید رکھے - اسکا خدا ایک ہو، اسکا مبدۂ حکم و سلطانی ایک ہو، اسکا مصدر امر و نہی ایک ہو، اسکی کتاب اللہ ایک ہو، اسکا رسول اللہ ایک ہو، اسکا قبلہ ایک ہو، اسکا نام ایک ہو، اسکے خصائص و اعمال ایک ہوں - یعنی جسطرح اسکا خدا وحدہ لا شریک ہو، اسی طرح اسکا قرآن بھی اپنی ہدایت میں، اسکا رسول بھی اپنی تعلیم کتاب و حکمت میں، اور اسکی امۃ بھی اپنے خصائص و معاملات اور وحدۃ و یگانگت میں وحدہ لا شریک ہو!

ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون !

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اسلام کی حقیقت اصلی اس چیز کو بتلایا ہے، جو اختلاف و تفرق کے ساتھ جمع ھی نہیں ہوسکتی - وہ ہر جگہ اسلام کو "وحدۃ و تآلف" اور کفر کو "تعدد و تشتت" قرار دیتا ہے - اور جس شدت اور اعادہ و تکرار کے ساتھ شرک سے روکتا ہے، ٹھیک ٹھیک اسی طرح تفریق و شقاق سے بھی باز رکھنا چاھتا ہے - وہ بار بار کہتا ہے کہ تم "مغضوب علیہم" یعنی یہود اور "الضالین" یعنی نصاری کی ضلالتوں سے اپنے آپکو بچاؤ اور "انعام یافتہ" جماعتوں کی راہ پر چلو - پھر جا بجا تشریح کرتا ہے کہ یہود و نصاری کی سب سے بڑی ضلالت یہ تھی کہ انہوں نے نزول "علم" یعنی نزول شریعت کے بعد راہ شقاوت اختیار کی - خدا نے انکو ایک کردیا تھا پر وہ ایک نہ رہے، اور مختلف مذہبوں، مختلف جماعتوں، مختلف ناموں، مختلف غیر الہی عبودیتوں میں متفرق ہوگئے :

الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا، وکل حزب بما لدیہم فرحون (۳۰ ، ۳۲)	ان لوگوں کی راہ اختیار نہ کرو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا، اور ایک امۃ ہونے کی جگہ گروہ گروہ ہوگئے - ہر فرقہ اپنے ھی خیالات و اوہام کو حق سمجھتا ہے اور اسی پر قانع اور خوشحال ہے !

اس سے بھی زیادہ یہ کہ جا بجا واضح کیا کہ کسی امت کیلیے تالیف و اتحاد رحمت الہی ہے، اور تحزب و تفرق عذاب الہی - خدا جب کبھی کسی قوم کو سزا دینا چاھتا ہے تو اسمیں باھمی تفرقہ اور اختلاف ڈالدیتا ہے :

قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض (۶ : ۶۵)	کہدے کہ اللہ اسپر قادر ہے کہ وہ تم پر اوپر سے کوئی عذاب لاے یا تمہارے قدموں کے نیچے ھی سے اسکا عذاب نمایاں ہو، یا پھر تمہارے اندر پھوٹ ڈالدے - تم گروہ گروہ اور جماعت جماعت ہوجاؤ، اور باھم ایک دوسرے سے لڑکر خود اپنی ھی تلوار سے اپنے کو ہلاک کرو -

اللہ کے رسول نے سب سے بڑی وصیت امۃ کو یہی کی :

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم اعناق بعض (بخاری)	میں نے تمکو عذاب شقاق و افتراق سے نکالکر اتحاد و تالیف کی رحمت کا پیکر بنا دیا ہے - لیکن میرے بعد کافروں کا طریق اختیار نہ کرنا کہ باھم ایک کی تلوار دوسرے کی گردن پر چلے -

اور یہی چیز ہے جسکی طرف باب مدینۃ العلم حضرۃ امیر علیہ السلام نے اپنے ایک خطبۂ مقدسہ میں دعوۃ دی :

الاھھم واحد، و نبیھم واحد، و کتابھم واحد، افامرھم اللہ بالاختلاف فاطاعوہ، ام نہاھم عنہ فعصوہ؟ ام انزل اللہ دینا ناقصا فاستعان بہم علی اتمامہ؟ (نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۲)	انکا خدا ایک ہے، نبی ایک ہے، کتاب ایک ہے، پھر کیا ہے کہ وہ باھم اختلاف کرتے ھیں؟ خدا نے کیا انکو اختلاف کا حکم دیا ہے کہ اسکی پیروی میں مختلف ہو رہے ھیں؟ یا اس نے اختلاف سے روکا ہے اور وہ حکم الہی کی نافرمانی کر رہے ھیں؟ یا پھر یہ ہے کہ خدا نے ناقص دین اتارا اور اسلیے اس طریق سے اب اسکو مکمل کرنا چاھتے ھیں؟

قرآن حکیم کی بے شمار تصریحات کو میں ایک تمہیدی ٹکڑے میں کہانتک نقل کروں؟ مختصر یہ کہ سب کو یاد ہے اور سب پڑھتے

شذرات

مجـــوزۂ شيعـــہ كالـــج

" الزمـوا السواد الاعظـم فان يد الله على الجماعه ' و اياكم و الفرقة ' فان الشاذ من الناس للشيطان كما ان الشاذ من الغنم للذئب ' الا ' من دعا الى هذا الشعار فاقتلوه و لو كان تحت عمامتي هذه ! ! " (۱)

(حضرة علي عليه السلام - نهج البلاغه صفحه ۲۶۱)

ماذا التـــقاطع في الاسلام بينـــكمو
و انتمو يا عبـــاد الـلـه اخـــوان !

(ا)

باوجود كئي هفتوں كے اعراض و اغماض كے ' آج ميں مجبور هوا هوں كه وقت كے ايک ايسے مسئله كي نسبت چند كلمات لكهوں جو هميشه سے اسلامي مباحث و نظر كا سب سے زياده مشتبه و ظنون آلود موضوع رها هے ' اور جو اسقدر نا مبارک موضوع هے جسكو كسي طرح بهي بد گمانيوں اور غلط فهميوں كي آلودگي سے الگ نهيں كيا جاسكتا - تاهم سچائي كي فاتحانه حقيقت پر ميرا اعتماد هے ' اور اعلان حق اور امر بالمعروف كا فرض شرعي خوف ظنون و هجوم شبهات سے ساقـط نهيں هوجاسكتا - اگر دنيا ميں ايسے لوگ موجود هيں جنكو چراغ كي روشني دهندلي نظر آتي هے ' تو يه انكي آنكهوں كا ضعف هے جسكو دور كرنا چاهيے - انكي خاطر چراغ گل نهيں كيے جاسكتے : فذكر ان الذكر تنفع المؤمنين !

ميں آج مجوزۂ شيعه كالج كے متعلق اپنے خيالات ظاهر كرنا چاهتا هوں - مجهه كو يقين هے كه ميري اس تحرير كو پڑهكر بهت سے لوگ ظنون فاسده ميں مبتلا هونگے ' اور كوشش كي جائيگي كه اسكو فريقانه جذبات و عصبية كي طرف منسوب كيا جاے - ليكن الحمد لله كه مجهكو اپنے اُن صدها برادران شيعه كے جذبات و آراء صادقه بهي معلوم هيں جو ميرے مسلک و اصول كے متعلق پوري بصيرة ركهتے هيں ' اور اميد واثق هے كه انكي اصلي حقيقت شناسي وقت كے صناعي و خارجي جذبات سے كبهي بهي مغلوب نه هوسكيگي :

فاماالـــذين في قلـــوبهم
زيـــغ فيتبعون ما تشابه
منـــه ابتغـــاء الفتنـــــة
(۳ : ۱۸)

البته جن لوگوں كے دماغوں ميں كجي اور راستي سے انحراف هے ' تو وه كلام حق كي صاف صاف اور كهلي كهلي باتوں پر غـــور و تفكـــر نهيں كرينـــگے - بلكه صرف اُنهي چيزوں كے پيچهے لگے رهينگے جن ميں انكو تشابه اور ابهام نظر آئيگا تاكه فتنه و فساد پيدا كريں اور لوگونكو راه حق سے بهٹكائيں -

(مسئلۂ اصـــلاح و تجديد امـــة)

سب سے پہلے ميں يه ظاهر كرديناچاهتا هوں كه مسئلۂ " اصلاح و تجديد امة " كے متعلق ميرا ايک خاص مسلک هے ' اور اس مسلک كي بنياد محض بعض جزئيات عروج و تنزل كے مشاهده و تاثر پر نهيں هے جيسا كه گذشته پچاس سال كي تمام اصلاحي تحريكوں كا حال رها هے ' بلكه اسكي بنياد وه كليات و اصول عقائد هيں جنكو اسلام كي تصريحات ' كتاب و سنت كي محكمات ' عقل و براهين كي دلالت ' تاريخ و استقراء تاريخي كے نظر و اخذ ' اور تمام جزئيات ترقي و تنزل امم كے درس و فكر كے بعد ميں نے قرار ديا هے - اور اس بارے ميں ايک پورا مـــرتب سلسلۂ عمـــل اپنے پيش نظـــر ركهتا هوں -

منجمله اُن عقائد و اصول كے جن پر ميرا مسلک دعوة مبني هے ' ايک سب سے بڑا اهم اصول وه هے جسكو ميں " مسئلۂ تحزب و تمذهب " سے تعبير كرتا هوں هيں ' يعنے مسلمانوں كا توحيد و تاليف كے بعد پهر متفرق هوكر گروه در گروه هو جانا اور ايک امة قيمه كي جگه مختلف ناموں اور مختلف مذهبوں ميں بٹ جانا - ميرا يه عقيده هے كه مسلمانوں كے تمام ادبار و تنزل كي اصلي و حقيقي علت يهي

---

(۱) حضرة امير عليه السلام كے ايک خطبه كے مشهور كلمات مقدسه هيں - فرمايا كه " سواد اعظم كي معيت كو اپنے اوپر لازم كرو كه الله كا هاتهه جماعت كے ساتهه هے - جماعت سے الگ نهو اور تفريق سے بچو ' كيونكه جو شخص اپني جماعت سے الگ هوگيا وه شيطان كيليے هوگيا جس طرح بكري اپني ريوڑ سے الگ هوكر بهيڑيے كے ليے هوجاتي هے - آگاه هو كه جو شخص تفريق كلمه كي طـرف بلاے اور جماعت ميں پهوٹ ڈالے اسے قتـل كر ڈالو ' اگرچه وه وهي سر هو جو ميرے عمامے كے نيچے چهپا هے - (يعني اگر ميں خود تفرقه و علحدگي كا باعث هوں تو ميں بهي اسي كا مستحق هوں) " سواد اعظم " سے مقصود يه نهيں هے كه صرف تعداد كے لحاظ سے كوئي بڑي جماعت جيسا كه لوگ سمجهتے هيں ' بلكه مقصود اسلام اور اسكي قومي جماعت هے ' اور وهي اعظـم هے - ابن ماجه كي حديث كا بهي يهي مطلب هے -

---

[بقيه فكار و حوادث]

هم نے ابهي كها هے كه شيوۂ عشق و كمال شيفتگي يه كه معشوق پر حكمراني نه كيجيے ' بلكه اپنے عشق كو اسكے فرمـان حسن كا محكوم كرديجيے - فلسفۂ حسن و عشق كے سب سے بڑے حكيم عرفي شيرازي كا قول فيصل آپكو معلوم هے :

قبول خاطر معشوق شرط ديدارست
بحكم شوق تماشا مكن كه بے ادبيست

آپكو اگر دعوئے محبت هے تو هر اس شے كو پيار كيجيے جسپر پيار كي ايک غلط انداز نظر بهي اُس نے ڈالدي هو - مذهب عشق كي منزل " تفويض " يهي هے :-

چنانچه الحمد لله هم ديكهتے هيں كه اكثر مدعيان عشق و كمال عشق نے يهي شيوه اختيار كيا هے - از انجمله مجمع عشاق علي گڈه (كثـرهم الله تعالى) هے - باوجوديكه يهاں كا هر مجنون و فرهاد مسئلۂ تعليم و مركز تعليم كے بارے ميں ايک لمحه كيليے بهي متحمل رقابت نه تها ' ليكن جونهي نظر محبوب نے اپني محبوبيت كا اعـلان كرديا ' معاً سب نے ادعاء رقابت كي تلوار نيام ميں ركهه لي ' اور اب فيصلۂ سركار حسن كے آگے سب كي گردنيں خم هيں :

سر تسليم خم هے جو مزاج يار ميں آے !

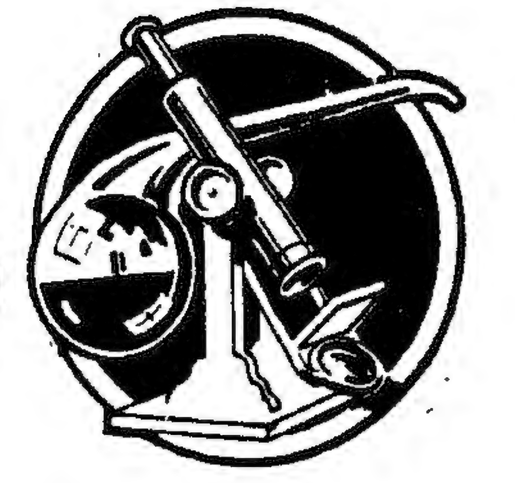

مذاکرہ علمیہ

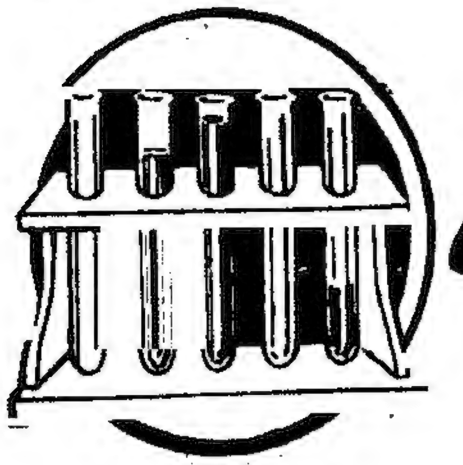

علـــم الانسان

ANTHROPOLOGY.

تلک اثارنا تـــدل علينـــا
فاسئلوا حالـــنا عن الاثار!

اگر هم انسان کو به حيثيت ايک نوع کے اپنے درس و مطالعه کا موضوع قرار ديں' تو اسکے متعلق متعدد سوالات پيدا هونگے -

مثلاً يه که نوع انسـاني کيونکر عالم وجود ميں آئي ؟ اسکي نوعي حيثيت دفعتاً پيدا هوگئي يا بتدريج پيدا هوئي ؟ وه کب سے هے ؟ اسکي ترکيب جسماني کيا هے ؟ اسکي اور ديگر حيوانات کي ترکيب جسماني ميں کيا فرق هے ؟ موثرات خارجيه کا اس پر کيا اثر پڑا هے ؟ مختلف اقوام ميں باهمي علاقه کيا هے ؟ مختلف اقوام عالم کسي ايک فرد انساني هي سے پيدا هوئي هيں يا چند افراد سے ؟ زبان ' مذهب ' اخلاق ' عادات ' اور رسوم ميں اختلاف کے اسباب کيا هيں ؟ يه مختلف شکليں کن عام اصول کے ماتحت هيں ؟

ان سوالات کے جواب اگر عليحده عليحده ديے جائيں تو وه مختلف اور مستقل علوم کے مباحث هونگے -

مثلاً انسان کي تدريجي يا مستقل آفرينش کا تعلق علم الحيات سے هے - اسکي ترکيب جسماني کي بحث علم تشريح اور علم وظائف الاعضاء ميں داخل هے - انسان اور ديگر حيوانات کي جسماني ساخت ميں وجوه مشابهت و اختلاف کا علم تشريح اضافي کا موضوع هے - و هلم جرا -

ليکن اگر ان تمام سوالات پر يکجائي نظر ڈالي جاے' اور کسي ايک سلسله کے ماتحت انکے جواب ديے جائيں تو يه مجموعي جوابات ايک کلي علم الانسان کا مايهٔ خمير هونگے -

پس درحقيقت علم الانسان (Anthropology) نـوع انساني کي ايک تاريخ طبيعي هے جس ميں بحث کے تمام ممکن پهلوؤں پر نظر ڈالي جاتي هے ' اور قانون ارتقاء (يعنے کائنات کي رفته رفته بتدريج ترقي و تکميل) کي روشني ميں يه معلوم کرنے کي کوشش کي جاتي هے که نوع انساني پر آغاز آفرينش سے ليکر اسوقت تک کيا کيا تغيرات گزرے هيں ؟

(نـوع انسـاني کي قـدامـت)

نوع انساني کے متعلق اولين سوال يه پيدا هوتا هے که اسکي آفرينش مستقل هے يا تدريجي ؟ يعني اسکي موجوده نوعي حيثيت اسکے عالم وجود ميں آنے کے وقت سے هے يا يه مختلف تغيرات تدريجي کا نتيجه هے' جسے اصطلاح ميں ارتقاء کهتے هيں ؟

ليکن هم اس سوال کو سردست قلم انداز کرتے هيں -

اسکے بعد دوسرا سوال يه پيدا هوتا هے که نوع انساني اس کرهٔ ارضي پر کب سے هے ؟ بظاهر اس سوال کا جواب تاريخ ديسکتي هے ' ليکن تاريخ کي طرف رجوع کرنے سے پہلے غور کرلينا چاهيے که تاريخ اپنا سرمايهٔ اطلاع کن ماخذوں سے فراهم کرتي هے ؟ تاريخ کے ماخذ حسب ذيل هيں :

(۱) وه کتابيں جو اقوام يا ممالک کے حالات ميں لکهي گئي هيں -
(۲) قصے ' کهانياں ' قومي روايات ' اشعار وغيره -
(۳) آثار عتيقه جو حفريات (زمين کي کهدائي کے کاموں) کے سلسله ميں دستياب هوے هيں -

يه ظاهر هے که پہلے دو ماخذ صرف ان حالات و تغيرات پر روشني ڈال سکتے هيں جو نوع انساني پر آخري چند هزار سال کے اندر گزرے هيں - کيونکه تصنيف و تاليف اور فسانه طرازي و شعر گوئي دراصل انسان کے ارتقاء مدني کا نتيجه هے' اسليے يه چيزيں بهي صرف اپنے عهد يا اپنے عهد سے کسيقدر پہلے کے حالات هي بيان کرسکتي هيں' مگر نوع انساني کي عمر کا بيشتر حصه جو اس زمانے سے پہلے گزرا هے' هنوز تاريکي ميں رهتا هے -

انسان کے اس ماضي مجهول کو اصطلاح ميں " عهد قبل التاريخ " کهتے هيں يعنے تاريخ کي تدوين و روايت سے پہلے کا زمانه - عهد قبل التـاريخ کے حالات صرف آثار عتيقه هي سے معلوم هوسکتے هيں - آثار عتيقه سے جو نتائج نکلتے هيں ' گو وه تخميني هوتے هيں ' تاهم واقعيت سے خالي نهيں هوتے - اسليے يقيني ذرائع کي عدم موجودگي ميں ان تخميني ذرائع سے ضرور کام ليا جاسکتا هے -

اس تفصيل سے معلوم هوگيا هوگا که نوع انساني کے عهد قبل التاريخ کے حالات دراصل صرف آثار عتيقه هي اپني زبان خاموشي سے بيان کرسکتے هيں - نيز يه که تاريخ کے پاس اس سلسله ميں جسقدر بهي سرمايهٔ معلومات هے' وه سب کا سب علم الاثـار هي کا نتيجه هے -

(عهد قبل التاريخ)

نوع انساني کے عهد قبل التاريخ کي تاريخ ابهي بالکل نامکمل هے - مدفون آثار کي تنقيب جسقدر وسعت و سرگرمي کے ساتهه کي جارهي هے' اسيقدر عجيب و غريب انکشافات هوتے جاتے هيں - اسوقت تک جسقدر آثار دستياب هوے هيں ' انکے لحاظ سے علماء آثار نے عهد قبل التاريخ کي تقسيم تين دوروں ميں کي هے :

(۱) دور حجري - يعني وه زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغيره پتهر سے بناتا تها - پتهر هي ميں رهتا تها اور پتهر هي سب سے بڑا اسکا آله تها -

(۲) دور برنزي - يعني وه زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغيره ايک قسم کي مرکب دهات سے بنانے لگا جسے " برونز " کهتے هيں اور جو زياده تر تانبے اور جست کو ملاکر بناتے هيں -

هيں : واعتصموا بحبل الله جميعــا ولا تفرقوا ، واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم ، فاصبحتــم بنعمته اخوانا - اگے چلـکر فرمايا : ولا تكونوا كالذين تفـرقوا واختلفــوا من بعد ماجاءهم البينـــات - اور اُن قوموں کي طرح نه هوجاؤ جو تم سے پہلے گذرچکي هيں، اور جنکا حال يه رها هے که خدا کي شريعت کے نزول کے بعد پهر متفرق هوگئيں اور اتحاد کي جگہه اختلاف کي راه اختيار کي -

ليکن بد بختانه مسلمانوں نے وهي کيا جس سے وه روکے گئے تهے - خدا نے انکو دوسروں کيليے تلوار دي تهي ، انهوں نے خود اپنوں پر چلائي - خدا نے انکو ايک بنايا تها، وه متعدد جماعتوں ميں متفرق هوگئے - خدا نے انکو ايک شريعت دي تهي، انهوں نے بهت سي شريعتيں بناليں - خدا نے انکا ايک هي نام "مسلم" رکها تها : هو سماکـم المسلميــن مـن قبـل وفي هـذا (۲۲ : ۷۸) ان الدين عند الله الاسلام (۳ : ۱۷) يعني دين الهي صرف اسلام هے اور الله نے تمهارا نام هميشه سے اور هميشه کيليے صرف مسلم رکها هے - مگر ان ميں سے هر جماعت نے اپنا الگ الگ نام رکها ، اور اصلين کتاب و سنت سے اسقدر بعد و هجر، اور "ما انـزل الله بها مـن سلطان" سے اسقدر شغف و وصل هوگيا ، که اپنے ٹهراے هوے ناموں سے اپنے تئيں پکارکر هر جماعت خوش هوتي هے، مگر خدا کے ٹهراے هوے نام ميں اسکے ليے بڑا هي دکهه اور بڑي هي ذلت هے ، حتى که اگر اسطرف دعوة دي جاتي هے تو اسے کفر و ضلالت سے منسوب کرتي هے - ٹهيک ٹهيک يهوديوں کي حالت انهوں نے اپنے اوپر طاري کرلي که " فتقطعوا امرهم بينهم زبرا كل حزب بما لديهم فرحون !

پس يه اختلاف و شقاق ايک عذاب الهي هے ، مسلمانوں کي سب سے بڑي معصيت هے، سب سے بڑا طغيان هے، سب سے بڑا عدوان هے، ان تمام مصائب و خسران قومي کا مبدء حقيقي هے - زمين کي سطح پر مسلمانوں نے اس سے بڑهکر اور کوئي گناه نهيں کيا ، اور خدا نے جسقدر بهي اسوقت تک انکو سزائيں دي هيں ، وه سب کي سب اسي بڑے جرم کي پاداش هيں : ذالك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم و ان الله سميع عليم (۸ : ۵۵)

اس اختلاف و تحزب کے علل و اسباب کيا کيا هيں ؟ اسکا علاج حقيقي کيا هے ؟ دائمي علاج اگر نه هوسکے تو عارضي علاج کي کيا صورت هے ؟ جسقدر علاج ابتک کيے گئے کيوں کامياب نهيں هوے؟ ان پهلوؤں پر ميں اس وقت نظر نهيں ڈالونگا ، کيونکه مقصود صرف اپنے اصول دعوة و اصلاح کو واضح کرنا هے، نه که اصل مسئله پر نظر ڈالنا -

(عـود الى المقصـد)

سطور مندرجه صدر سے يه چيز تمهارے سامنے واضح هوگئي هوگي که مسئله اختلاف و تفريق کے متعلق ميرا عقيده کيا هے، اور کس نظر سے ميں اسے ديکهتا هوں؟ اسي عقيده کا نتيجه هے که هميشه اتحاد کلمه کي دعوة ميرے تمام کار و بار دعوة کي اولين بنياد و اساس رهي هے ، اور يه کسي طرح بهي ممکن نهيں که اپني تحرير و تقرير کي کسي شاخ ميں اس اصل مهم سے اعـراض کرسکوں - ايک شخص فروعات عمل ميں ٹهوکر کها سکتا هے ، ليکن اپنے عقيدے اور اصل و کليه کو کبهي نهيں بهلا سکتا -

الحمد لله که گذشته چار سال کي متصل تحرير و اشاعات کي زنـدگي ميں ميں نے کبهي اس اصـل جليـل و عظيم سے سر مو انحراف نهيں کيا، اور ميري اُن تمـام تحريرات و مطبوعات ميں جو هر آٹهويں دن دنيا کے سامنے آشکارا هوجاتي تهيں، ايک مضمون، ايک سطر، ايک لفظ ، نهيں دکهلايا جاسکتا جسميں فريقانه تعصبات اور فرقه بندي کے ناپاک جذبات کا ايک شائبه بهي پايا جاتا هو و ذالك فضل الله يوتيه من يشاء -

جو شخص اپنے عقائد محکمه ميں نفس اختلاف و شقاق هي کو ايک ايسي ضلالت سمجهتا هو جو کبهي اسلام کے ساتهه جمع نهيں هوسکتي ، اور جو شخص اسلام کي حقيقت کو " وحدت " اور کفر مفهوم " تفرق " يقين کرتا هو ، کيونکر ممکن هے که وه خود تفريق و اختلاف کا موجب بنے ، اور جس آگ کو بجهانے کيليے اٹها هے ، اسکو اور زياده بهڑکاے ؟

ميں نے الحمد لله که سني شيعه کي تفريق سے فهم حقيقت کي ايک بالا تر جگه پائي هے ، اور ميں عزت پاکر پهر اسے نهيں کهو دونگا که فرو تر جگه اختيار کروں - راه حقيقت طلبي ميں ميرا پهلا قدم وهي تها جو ان تمام فريقانه راهوں سے يک قلم الگ هوکر ايک دوسري گم شده راه کے سراغ ميں اٹها ، اور اُس صراط مستقيم کو اپنے سامنے پايا جسکي نسبت اول دن هي کهديا گيا تها که :

فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيلـه - اسلام کي اس ايک هي صراط مستقيم کو اختيار کرو - بهت سي راهوں پر نه چلو -

ميں نے هميشه اتحاد کلمه کي دعوة دي ، هميشه اختلاف و انشقاق کي تمام صداؤں سے مخالفت کي ، هميشه اُن لوگوں کو ملامت کي جو محض فريقانه جذبات کي وجه سے مسلمانوں کے حقوق پامال کرتے اور انکو اپني اسلامي اخوت کا کوئي حصه دينا نهيں چاهتے هيں - ميں نے کبهي سنيوں کي کسي بات کو محض اسليے اچها نهيں کها که وه سني هيں، اور شيعوں کي کسي سچائي سے اسليے انکار نهيں کيا که وه شيعه هيں - حق و باطل کے مقام کي طهارت جماعت بندي کي گندگي سے آلوده نهيں هوسکتي ، اور يه تفريقات اس شخص کے ليے کيا موثر هوسکتي هيں جو سرے سے اس تفرق کي زنجير هي کو توڑ چکا هو ؟ ميں نهيں جانتا که سنيت کيا چيز هے اور شيعيت کسے کهتے هيں ؟ ميں الله پر ايمان رکهتا هوں، اسکي کتاب ميرے پاس هے، ميں نے اسکے رسول کو پهچانا هے ، مجهکو عقل دي گئي هے اور اشياء کے حقائق ثابته کو تسليم کرتا هوں، پس جو چيز سفيد هے سفيد هے ، جو سياه هے سياه هے - کوئي سفيد کپڑا اسليے سياه نهيں هوجا سکتا که اسکو فلاں فرقه نے پهنا ، اور کوئي حق اسليے باطل نهيں هوجا سکتا که يه فلاں انسان کي طرف منسوب هے -

يه هيں ميرے عقائد ، يه هے ميرا مسلک ، اور يه هے وه بصيرة راسخه جو کتاب و سنت نے مجهے عطا کي هے - اسي بصيرة نے مجهکو هميشه فريقانه نزاعات سے الگ رکها - اور وهي آج مجهکو مجبور کرتي هے که اپنے ان عزيز و محترم بهائيوں کے آگے جنهوں نے اپني مصلحت پر غيروں کے مقاصد کو ترجيح دي هے ، دشمنوں کي طرح نهيں بلکه دوستوں کي طرح ، غيروں کي طرح نهيں بلکه اپنوں کي طرح، بڑوں کے حکم و غرور کے ساتهه نهيں بلکه چهوٹوں کے عجز و نياز کے ساتهه ، مجوزه شيعه کالج کے طرز و اسلوب کار سے اپنا اختلاف پيش کروں : فستذکرون ما اقول لكم و افوض امرى الى الله ان الله بصير بالعباد -

◆ ◆ ◆

اطـــلاع

اگر الهـــلال کي پهلي شش ماهي جلد کسي صاحب کے پاس مکمل موجود هو، اور وه فروخت کرنا چاهيں تو دفتر کو اطلاع ديں -

تصویر نمبر (۲)

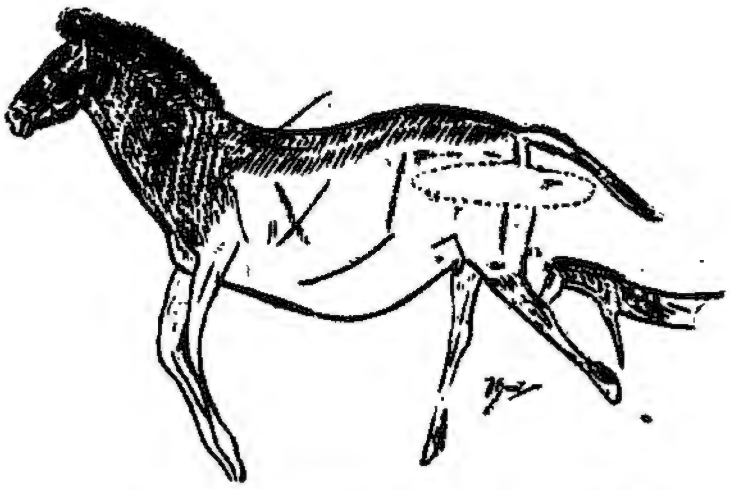

ان حالات کي مجموعي معلومات کي بناء پر علماء آثار اس نتیجه پر پہنچے که اس گڑھے کے بالائي پندرہ فیٹ مختلف تغیرات علم الارض کے بعد پیدا ہوئے ہیں - زیریں پندرہ فیٹ مختلف تغیرات و حوادث ارضي کا نتیجه ہیں - یہاں کسي وقت انسانوں کي آبادي تھي' اور دور جلیدي میں کوئي عظیم الشان سیلاب بھي یہاں سے گذرا ہے -

(دنیا کے چند اور مشہور غار)

اس سلسله میں دنیا کے چند غاروں کا تذکرہ دلچسپي سے خالي نه ہوگا' جو علم الارض اور علم الآثار کي مشترک علمي دلچسپیوں کے لحاظ سے مشہور ہیں -

ان غاروں میں سے سب سے زیادہ مشہور اور قدیم غار "گرگاس" ہے - یه غار فرانس کے سلسله کوہ بیرن میں مقام یفتاں کے قریب واقع ہے - اس غار کے گرد و پیش جو آثار پاے جاتے ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے یہاں دور جلیدي میں سیلابوں اور طوفان کا سلسله جاري رہا ہے - اس غار میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے ایک بڑا ہال ملتا ہے - اس ہال کا طول ۵۰۰ فیٹ ہے - اسکي چھت اسقدر پست ہے که ایک آدمي کھڑا ہوکے اسے اپنے ہاتھ سے چھو سکتا ہے - دروازہ کے پاس چولہے' ہڈیاں' اسلحه' اور راکھ کے ڈھیر ملتے ہیں - ان آثار سے ثابت ہوتا ہے که یہاں کے باشندے "اورنیک" نسل کے تھے - "اورنیک" فرانس کے ایک شہر کا نام ہے - یه نسل اسي شہر کي طرف منسوب کي جاتي ہے اور وہ دور حجري میں آباد تھي - غار کے اندر داخله کے بعد سب سے پہلے اس کے دونوں جانب گول گول گڑھے ملتے ہیں - ان گڑھوں کے اوپر چونے وغیرہ کا ایک دبیز پلاسٹر ہے - اور پلاسٹر پر ہتیلیوں کے نشانات ابتک قائم ہیں -

یہ نشانات زیادہ تر بائیں ہاتھ کي ہتیلیوں کے ہیں - معلوم ہوتا ہے که یه لوگ ہم لوگوں کي طرح اکثر اپنے دہنے ہاتھ سے کام لیتے تھے' اور انہوں نے یه نشانات اپنے بائیں ہاتھ کي ہتیلیاں رکھکے داہنے ہاتھ کي انگلیوں سے بنائے ہیں - انگلیوں کے درمیان جو جگہه خالي رہتي ہے' اسکو سیاہ مٹي سے رنگدیا ہے - اکثر ہتیلیوں کے نشانوں میں صرف چار انگلیوں کے نشان ہیں - گو یه بالکل ممکن ہے که انہوں نے ان نشانات کے بنانے میں عمداً ایک انگلي کا نشان نه بنایا ہو' مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے که وہ کسي مذہبي خیال کي بناء پر اپني ایک انگلي کاٹ ڈالا کرتے تھے - چنانچه آسٹریلیا کے اصلي باشندوں میں بعض قبائل عبادت و ثواب کے خیال سے اسوقت تک اپني ایک انگلي کاٹ ڈالا کرتے ہیں -

دیواروں پر ان جانوروں کي تصویریں بني ہوئي ہیں جو اس غار کے باشندے اپنے لیے شکار کرکے لایا کرتے تھے - ان تصاویر میں اس عہد کي نو آموزي و سادگي کے آثار پوري طرح نمایاں ہیں - مثلاً منجمله دیگر تصاویر کے ایک تصویر بھینس کي ہے - اس قدیم مصور نے سینگ اس طرح بنائے ہیں گویا وہ اس بھینس کو سامنے سے کھڑا دیکھرہا ہے - لیکن پیر اس طرح بنائے ہیں گویا دہنے یا بائیں طرف کھڑے ہوکر اسکي تصویر کھینچي گئي ہے - اسکے علاوہ پیروں کي شکل میں بھي فرق ہے - معلوم ہوتا ہے که یه اس جانور کے پیروں کي تصویر ہے جس کا تصور اس نے اپنے ذہن میں قائم کیا ہے' نه که اس جانور کے پیروں کي جسے وہ شکار کرکے لایا کرتا ہے - (دیکھو تصویر نمبر ۱)

اس سلسله کوہ بیرن میں ایک اور غار ہے جو غار نیفو کے نام سے مشہور ہے - یه غار پہلے غار کے مشرق میں واقع ہے - اس غار کا طول قریباً ڈیڑھ میل ہے - اس کا ابتدائي نصف حصه پتھروں سے پٹا ہوا ہے - اسکے بعد دوسرے نصف حصه میں ایک وسیع مکان ملتا ہے - مکان میں جو نقوش و آثار ہیں' انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے که غار کے باشندے اسے ہال کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے - اسکي دیواروں پر مختلف جانوروں کي ۵۰ تصاویر موجود ہیں - یه تمام تصاویر اپني صنعت کے لحاظ سے پہلے غار کي تصاویر سے بہتر ہیں' مثلاً ان تصاویر میں ایک تصویر گھوڑے کي ہے - مصور نے اس تصویر میں صرف بدن کے بنانے ہي پر اکتفاء نہیں کي ہے بلکه گھوڑے کي ایال اور دم کو بھي نمایاں کرنے کي کوشش کي ہے' اور اس میں ایک حد تک کامیاب معلوم ہوتا ہے - چہرہ' ناک' آنکھ' اور دہانه کا محض سرسري خاکه ہي نہیں بلکه ایک خوبصورت گھوڑے کے چہرے کي مکمل تصویر ہے - (دیکھو تصویر نمبر ۲)

اس غار میں صرف مرئي اشیاء ہي کي تصویریں نہیں ہیں بلکه کچھه معني خیز نقوش اور بعض خیالي شکلیں بھي نظر آتي ہیں - غرض اس غار کے تمام نقش و نگار کے دیکھنے سے یه معلوم ہوتا ہے که غار کے باشندہ اس دور میں تھے جب انسان فن تصویر و رسم میں ایک حد تک ترقي کرچکا تھا -

موجودہ صدي کے آغاز میں علماء یورپ کي کوشش سے ایشیاء اور افریقه میں جو تنقیبات ہوئي ہیں ان سے یه امر پایه ثبوت کو پہنچ گیا ہے که اس قسم کا علمي خزانه صرف یورپ کي سرزمین ہي میں نہیں ہے بلکه ایشیا اور افریقه کي زمینوں میں وہ آثار مدفون ہیں جو اگر آج پوري طرح منظر علم پر آجائیں تو علم الارض اور علم الآثار میں ایک عظیم الشان اضافه ہوجاے - لیکن یه داستان بہت طویل اور ایک مستقل صحبت کي طالب ہے -

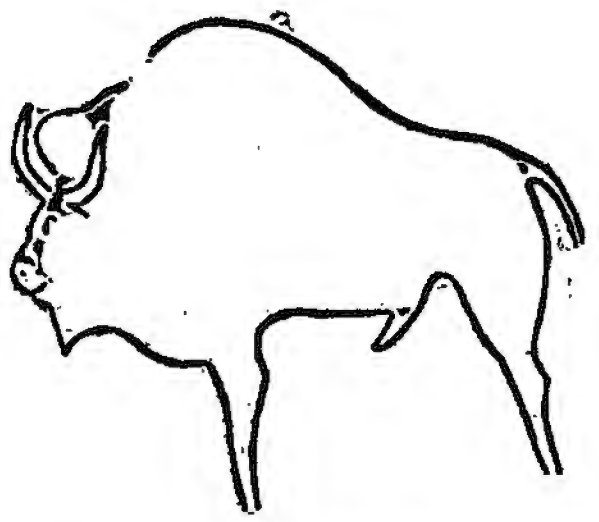

غار "نیفو" کي ایک دیوار کا نقش - یه گاے کي تصویر ہے جسکو مصور کامیابي کے ساتھه نہیں بنا سکا -

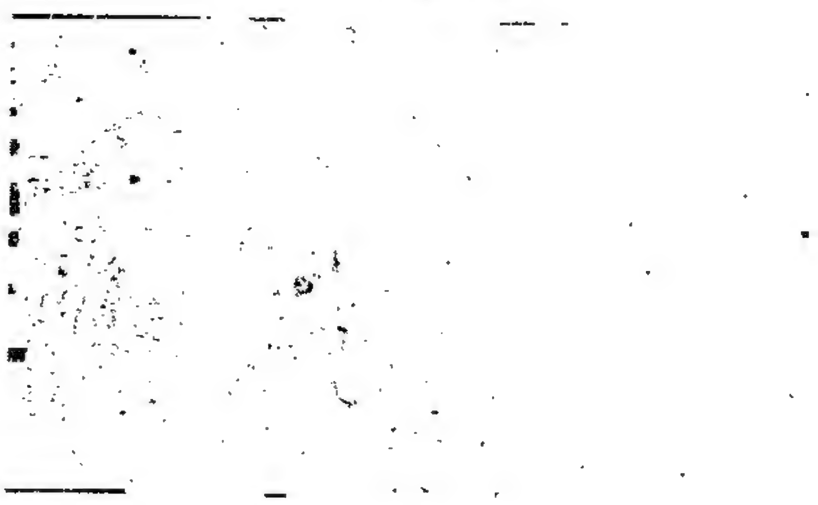

تصویر نمبر (۱)

(۳) دور حدیدي - یعني وہ زمانه جبکه انسان نے اپنے آلات وغیرہ لوهے سے بنانا شروع کیے -

ان مختلف دوروں کے زمانه کا قطعي تعین نه صرف مشکل هي هے بلکه قریباً نا ممکن هے - علماء حیات اور علماء آثار عتیقه صرف اسقدر کهنے پر اکتفا کرتے هیں که آثار و علائم سے ثابت هوتا هے که انسان کرہ ارضي پر کروروں سال سے آباد هے -

لیکن سر راے لنکسٹر نے (جو علم الانسان کا ایک مشهور محقق هے) اس موضوع پر اخبار ڈیلي ٹیلیگراف میں چند مضامین شائع کیے تھے ' جس میں یه خیال ظاهر کیا هے که انسان اس کرہ میں) پر اقلا ۱۰ - لاکهه سال سے آباد هے -

(آثار عتیقه کے اقسام ثلاثه)

جن آثار عتیقه سے انسان کے عهد قبل التاریخ کے حالات مستنبط کیے جاتے هیں ' وہ تین قسم کے هیں :

(۱) حیوانات کي هڈیاں -

(۲) خود انسان کي هڈیاں -

(۳) آلات اسلحه ' اثاث البیت ' نقوش وغیرہ -

ذیل میں هم چند واقعات قلمبند کرتے هیں ' جن سے یه اندازہ هوجائے گا که علماء فن ان آثار سے کیونکر نتائج اخذ کرتے هیں ؟ اور زمین کے اندر کي چند هڈیاں ' چند شکسته پتهر ' چند مجهول و ناقابل فهم لکیریں ' کیونکر دنیا کي قدیمي تاریخ کو روشني میں لاتي هیں ؟

(عهد اثري کي ایک غار)

یورپ کي ایک مشهور غار میں ایک اثري (عالم آثار عتیقه کي زیر نگراني کهدائي کا کام شروع هوا - ۲۰ - فٹ گهرا کهودنے کے بعد ایک چولها ملا - اس چولهے کي کل کائنات پتهر کے چند ٹکڑے تھے جنکو کهڑا کرکے چولها بنا لیا گیا تها - اسکے قریب هي هڈیوں کا ایک ڈهیر تها - یه هڈیاں اسقدر بوسیدہ هوگئي تهیں که ایک غیر ماهر فن اثریات انکے متعلق کوئي راے قائم نهیں کرسکتا تها - بوسیدہ هڈیاں بحفاظت تمام ایک ماهر فن کے ملاحظه کے لیے بهیجدي گئیں - اس نے مطالعه و درس کے بعد یه راے ظاهر کي که اس ڈهیر میں مختلف حیوانات کي هڈیاں شامل هیں - بعض هڈیاں دریائي گهوڑے کي هیں ' بعض اس خاص نسل کے گهوڑے کي هیں جو چین کے ریگستانوں میں بکثرت هوتا هے ' کچهه خشکي کے گهوڑے کي هڈیاں هیں ' انکے علاوہ بیل اور هرن کي چند هڈیاں بهي اس میں شامل هیں -

اس ڈهیر میں ان حیواني هڈیوں کے علاوہ انسان کے بهي ۱۳ دانت اور داڑهیں موجود تهیں جو تحقیقات سے نهایت مضبوط ثابت هوئیں - یه دیکهکر اس ماهر فن نے یه راے قائم کي که جس شخص کے دانت هیں ' اسکي عمر مرتے وقت زائد سے زائد ۳۰ سال کي هوگي - ان واقعات سے آخري نتیجه یه نکالا گیا که اس غار میں کبهي گوشت خور انسان آ گئے تھے اور بسے تھے - انکي حجري صناعت میں سے چولها ' اور انکے وجود میں سے دانت اور داڑهیں ' آنے والي نسلوں سے اپنا علاقه قائم کرنے کیلیے باقي رهگئي هیں !

یه دانت جب ایک دوسرے ماهر فن کو دکهائے گئے تو اس نے بعض نتائج کا مزید اضافه کیا - اس نے کها که دانتوں کي قطع سے معلوم هوتا هے که جس جبڑے میں یه لگے هونگے ' اسکي هڈي بهت بڑي هوگي ' اور اسي تناسب سے وہ کهوپڑي بهي موجودہ انسانوں کي کهوپڑي سے بهت زیادہ بڑي هوگي جس سے یه جبڑے وابسته تھے -

(ایک دوسري اهم غار)

اسي طرح ایک باغ میں سلسله تنقیب جاري تها - مزدور ۳۰ فٹ تک کهودتے هوے چلے گئے - دیکها گیا تو ۱۵ فٹ تک زمین کي ویسي هي حالت هے جیسي عام طور پر هوتي هے ' لیکن اسکے بعد ۳ فٹ گهري ایک ته ملي جس میں کائي اور درختوں کي جڑیں موجود تهیں -

ان آثار سے یه نتیجه نکالا گیا که ۱۰ فیٹ کي بالائي زمین کي تخلیق سے پہلے یهاں کوئي جنگل موجود تها -

اسکے بعد دو یا تین فیٹ کي ایک اور ته ملي - اس ته میں گهونگے ' سیپ ' وغیرہ ملے - ان آثار سے علماء نے یه راے قائم کي که یهاں کسي زمانه میں طوفان آیا تها -

اسکے بعد ایک نئي ته شروع هوئي - اسکا حجم ۵ فیٹ سے ۷ فیٹ تک تها - اس ته میں بڑے بڑے درختوں کي جڑیں ملیں ' ان جڑوں کو دیکهکر یه راے قائم کي گئي که یهاں کي زمین نهایت سر سبز و بار آور هوگي - اس ته میں جڑوں کے علاوہ پتهر کے چند اسلحه اور مٹي کے برتنوں کے چند ٹکڑے بهي ملے - اس سے علماء آثار اس نتیجه پر پهنچے که یهاں کبهي دور حجري کے لوگ آباد تھے -

اسکے بعد کي ته کا حجم ۶ اور ۸ فیٹ کے درمیان تها - اس ته میں خاص قسم کے پتهروں کے ٹکڑے ملے جن سے ان خوفناک طوفانوں کا سراغ ملتا هے جو دور جلیدي میں اس کرہ ارضي پر اکثر آیا کرتے تھے - سب سے آخري ته کا حجم ۳ یا ۴ فیٹ تها ' اسکے بعد صرف پتهر کي چٹانیں تهیں -

انسان کے ابتدائي عهد کا ایک صناعي عمل

یه سب سے زیادہ پرانا اثري نقش هے جو ایک پتهر پر بنایا گیا تها اور اب نصف ٹوٹ گیا هے - کسي جانور کے لمبے لمبے پچهلے دو پانؤں نظر آتے هیں اور اسکے سامنے ایک آدمي لیٹا هے -

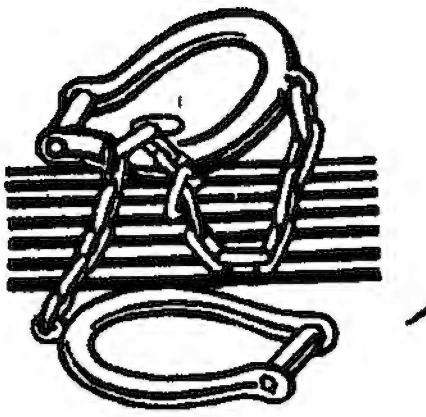

احرار اسلام

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

مسئلہ خلق قرآن اور مناظرہ دربار مامون الرشید.

علماء سلف کی حریۃ حقہ اور دعوۃ الی الحق کا ایک نظارہ

(۳)

(شیخ عبد العزیز کی بقیہ تقریر)

جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا، شیخ کا جوش و خروش بڑھتا جاتا تھا - سارے دربار پر ایک بیخودانہ ہیبت طاری تھی - برجوں کی قطاریں جسکے ترانے کیلیے نکالی گئی تھیں، امراؤ رؤسا کا پر عظمت جلوس جسکی زبان کو گونگا اور عقل کو معطل کردینا چاہتا تھا، خدام و حجاب کی برہنہ تلواریں جسکو سزا دینے اور ایک ادنی اشارہ شاہی پر قتل کردینے کیلیے چمک رہی تھیں، اور جو ایک فقیر الحال اجنبی اور بیکس مجرم کی طرح بغداد کی کوتوالی میں کھڑا کیا گیا تھا، حق کی شہنشاہی کو دیکھو کہ وہی شخص آج مامون اعظم کے دربار میں اسطرح پادشاہوں کی طرح غضبناک ہورہا اور شہنشاہوں کی طرح حکمرانی کر رہا ہے، گویا بغداد کے تخت پر مامون کی جگہہ اسکو بٹھا دیا گیا ہے، اور ایوان دربار کے اندر اور باہر جو کچھہ ہے، وہ مامون الرشید اعظم کیلیے نہیں ہے بلکہ عبد العزیز بن یحیی الکنانی کیلیے ہے !

اور پھر دیکھو کہ ان چند لمحوں کے اندر کوئی چیز بھی نہیں بدلی - وہی "مامون ہے"، وہی اسکا تاج و تخت ہے، وہی اسکے ارکان و وزرا ہیں، وہی فوجیں ہیں، وہی انکی بے نیام تلواریں ہیں، وہی مجلس مناظرہ تھی، اور وہی عبدالعزیز کا جسم حقیر و وجود تنہا، لیکن صرف ایک چیز بدل گئی - یعنی عبدالعزیز کا دل اور اسکی ایمان و حق پرستی کی روح الہی - اس ایک حقیقت کے بدلنے کے ساتھہ ہی تمام کائنات جسم و طاقت میں بھی انقلاب عظیم ہوگیا - جو انسان قہر کیلیے تھے، خود مقہور ہوگئے - جو زبانیں حکم کیلیے تھیں، خود محکوم ہوگئیں - جو ہاتھہ عتاب کیلیے تھے، خود معتوب ہوگئے - جو آنکھیں سحر و ساحری کیلیے تھیں، خود مسحور ہوگئیں، اور جو عظمتیں کسی سے سجدہ خواہ تھیں، اب خود ہی کسی عظمت اعلی و رفعت کبری کے آگے سر بسجود ہوگئیں !

من له المولى فله الكل !

شیخ نے تقریر جاری رکھی اور خلافۃ اسلامی اور اسکے فرائض کی طرف متوجہ ہوے، اور بکثرت قرآن حکیم کی آیات اور احادیث کی تصریحات بیان کرکے دکھلایا کہ مسلمانوں کے امیر کو کیسا ہونا چاہیے، اور خلفاے عباسیہ علی الخصوص مامون الرشید کے اعمال کیسے ہیں ؟ پھر انہوں نے خلفاء راشدین اور عامۂ صحابہ کے اتباع کتاب و سنت اور اجتناب بدعات و محدثات کا حال بیان کیا، اور اپنے شیوخ حدیث کے سلسلے سے چند حدیثیں روایت کیں، جن میں خلافۃ راشدہ کے بعد فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کی خبر دیگئی تھی، اور بتلایا گیا تھا کہ نئے نئے اعتقاد مسلمانوں کے سامنے لاے جائینگے اور انکو کتاب و سنت کی راہ سے منحرف کرنے کی کوشش ہوگی -

شیخ نے اپنے جن شیوخ سے روایتیں کیں، ان میں عبد اللہ ابن نمیر الہمدانی بھی ہیں جو محمد بن عبد اللہ ابن نمیر الہمدانی استاذ امام بخاری کے والد ہیں، نیز عبد الرزاق الصنعانی ہیں جو حضرۃ امام احمد ابن حنبل کے مشہور شیوخ میں سے ہیں -

شیخ نے رسالہ میں اپنی پوری تقریر نقل کی ہے جو چار صفحوں میں آئی ہے - رسالہ کی جو نقل اس وقت پیش نظر ہے، وہ فلسکیپ کاغذ کی تقطیع پر لکھا گیا ہے، اور ہر سطر میں ۲۵ سطریں ہیں - لیکن بخوف طوالت بقیہ تقریر کو ہم نظر انداز کردیتے ہیں - تقریر کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوا :

" اے امیر المومنین ! خدا تعالی نے ہم سے اپنے کلام کی نسبت صرف یہی اقرار چاہا ہے کہ وہ اللہ کا اُتارا ہوا کلام ہے جسکو روح الامین نے قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا اور اُسکی زبان عربی ہے جیسا کہ فرمایا : وانه لتنزيل رب العالمين، نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين - اُس نے کہیں بھی ہم سے اسکا اقرار نہیں کرایا ہے کہ تم قرآن کو مخلوق کہو اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس چیز کو مسلمانوں کے آگے پیش کیا - جب کبھی کوئی کافر مسلمان ہوتا تھا تو آپ اس سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار لیتے، اپنی رسالت پر گواہی دلاتے، اور ارکان اربعہ کی طرف دعوۃ دیتے، لیکن یہ نہ کہتے کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرو - پھر تمام اصحاب رسول اللہ کا بھی یہی حال رہا، اور باوجودیکہ ان میں سے بعض ان بدعتوں اور فتنوں کے آغاز تک موجود تھے، اُنہوں نے کبھی بھی اُس حد سے باہر قدم نہیں نکالا جو قرآن و سنت نے قرار دیدی ہے - پس اے امیر المومنین ! تجھکو کیا ہوگیا ہے کہ اُمۃ مرحومہ کیلیے رحمت ہونے کی جگہ عذاب بننا چاہتا ہے ؟ اور جب تک کوئی مومن قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کرے، تیری تلوار سے نجات نہیں پاسکتا ؟ واللہ کہ یہ بدعتوں اور فتنوں کا وہی سیلاب ہے جسکے اُمۃ نے کی ہمکو خبر دی گئی تھی، اور جس سے اصحاب رسول اللہ نے ہمیشہ بیزاری کی تھی - گمراہوں اور بدعتیوں کا یہ تمام گروہ جو تیرے گرد جمع ہوگیا ہے اور تجھکو صراط مستقیم سے بھٹکا رہا ہے، کیا تیری نظر میں انکی دلیلوں کی اس سے زیادہ وقعت ہے جو رسول اللہ اور اُنکے اصحاب کو خدا نے دی ہے ؟ اگر توحید اور عدل یہی ہے اور خدا کی تمام صفتوں سے انکار کیے بغیر کوئی مومن مومن نہیں ہوسکتا، تو کیا وہ سب کے سب مومن نہ تھے جو اگر مومن نہ تھے تو خود ہمارا ایمان بھی باقی نہیں رہتا ؟ "

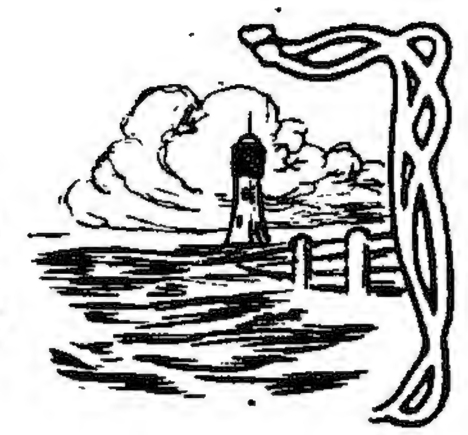

بریدِ فرنگ

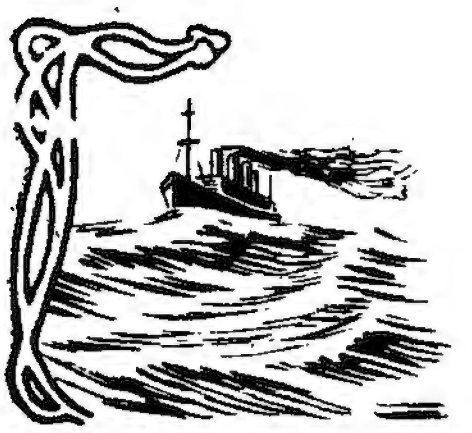

ایک نئی زمین کا اکتشاف

دائرۂ قطب شمالی

توپوں کي صداؤں' فضائي قنابل کي آتش افشانیوں' جہازوں کے تصادم' اور قتل و غارت کے ہنگامۂ دار و گیر میں یورپ سے ایک نئي صداے علمي و اکتشاف ارضي کا بھي غلغلہ بلند ہوا ہے' اور انگلستان کي پچھلي ڈاک اسکي تفصیلات سے لبریز ہے -

ناروے کا ایک نو عمر سیاح جارج استیفنسن سنہ ۱۹۱۳ کے اوائل میں قطب شمالي کي سیاحت کیلیے طیار ہوا تھا' اور کنیڈا کي قومي انجمن جغرافیہ اور امریکہ کي مجلس تاریخ طبیعي نے اسکے تمام مخارج سفر اپنے ذمے لیلیے تھے - استیفنسن کي یہ مہم سیاحت اس سلسلۂ تحقیقات کي تیسري مہم تھي' جس میں سے پہلي سنہ ۱۹۰۶ع میں مرتب ہوئي تھي' اور دوسري سنہ ۱۹۰۸ میں -

استیفنسن نے " کارلرک " نامي ایک جہاز کا انتظام کیا' دو چھوٹي کشتیاں ساتھ لیں' تین سال کي تمام ضروریات زندگي فراہم کیں' مختلف علوم و فنون کے ماہرین کي ایک مختصر جماعت کو معیت کیلیے منتخب کیا' اور جون سنہ ۱۹۱۳ع میں جزیرۂ وکٹوریا کے جنوبي ساحل سے روانہ ہوگیا -

ان تمام سیاحتوں کیلیے جنکي منزل مقصود قطب شمالي ہو' سب سے پہلي منزل بحر بوفور (Beaufort) ہے - لیکن قبل اسکے کہ جہاز وہاں تک پہنچے' موسم نے نامساعدت کي' اور جاڑے کي فصل شروع ہوگئي - اب سب سے بڑي مصیبت ایک خاص طرح کي شمالي کہر تھي جس سے سال میں آٹھ مہینے سطح سمندر بالکل مستور رہتي ہے - مجبور ہوکر استیفنسن مع اپني جماعت کے ایک جزیرہ میں اتر گیا اور موسم کا انتظار کرنے لگا - جہاز ساحل سمندر میں چار مہینے تک کھڑا رہا' لیکن جولائي سنہ ۱۹۱۴ع میں غرق ہوگیا -

یہ حال دیکھکر استیفنسن کي جماعت میں سخت اختلاف پڑگیا - اکثر ساتھیوں نے ہمت ہاردي اور واپسي کا ارادہ کردیا - لیکن استیفنسن اپنے عزم پر برابر قائم رہا اور مصائب سفر کي خبر مستقر کنیڈا کو اطلاع دي - کنیڈا نے ایک دوسرا جہاز روانہ کیا جو جزیرہ ہرشل (Herschel) میں استفینسن سے ملاقي ہوا' اور وہ پھر از سرنو اپني جد و جہد سیاحت میں مشغول ہوگیا -

لیکن اب استفینسن نے اپني تحقیقات کے مقصد میں کسي قدر تبدیلي کردي - جزائر بحر بوفور کے قیام کے اثناء میں اسے خیال ہوا کہ سب سے پہلے شمالي الاسکا (Alaska) کي تحقیقات کرے' جسکے متعلق بعض سیاحوں نے بیان کیا ہے کہ اوقیانوس منجمد شمالي کے وسط میں ایک عمدہ زمین واقع ہے اور وہ آباد کي جاسکتي ہے -

۲۷ - اپریل کو استفینسن عرض شمالي کے ۷۳ درجہ اور طول غربي کے ۲۴۰ درجہ تک پہنچ گیا - یہاں اسپر بڑے بڑے مصائب آئے - دو کے سوا تمام ساتھیوں نے رفاقت چھوڑ دي' اور ۱۳ رفیق نذر اجل ہوگئے - تاہم اس نے ہمت نہ ہاري اور سفر جاري رکھا - مگر ۷۴ درجہ تک پہنچکر زاد راہ نے بھي پیام اختتام سنایا - یہ مصیبت لا علاج تھي - مجبوراً بنکس (Banks) میں اتر پڑا جو ۳۰ میل راس پرنس البرٹ سے مغرب میں واقع ہے (قطب شمالي کو نقشہ میں نکالکر ایک نظر ڈال لیجیے)

فروري سنہ ۱۹۱۵ع میں شمال کي طرف مزید سیاحت شرو کي' اور بالاخر ۱۹ جون کي صبح کو اسکي منتظر آنکھوں کا ایک جد سرزمین کے منظر بري نے استقبال کیا' جسکي تلاش مي برف و سرما کي تین مہلک فصلیں اسنے برداشت کي تھیں!

یہ نئي مکتشفہ زمین نقشہ میں عرض شمالي کے درجہ ۷۸' او طول غربي کے ۱۱۷ درجہ میں واقع ہے' اور اسکا داخلي طول ۰ میل تک اندازہ کیا گیا ہے -

استیفنسن تکمیل تحقیقات کے بعد واپس روانہ ہوا - نقطہ مارٹ (Marttin Pt.) تک تو اسکے ورود کي دنیا کو خبر ملي' لیکن اس بعد تمام گذشتہ سال انتظار و تجسس میں بسر ہوگیا اور کو مزید اطلاع نہیں ملي - یہانتک کہ عام طور پر اسکي ہلاکت کا یق کر لیا گیا - لیکن گذشتہ نومبر میں یکایک ایک پیغامبر کنیڈا م پہنچا' اور اس سے معلوم ہوا کہ استیفنسن راس کلی (C. Kellett) میں بخیریت موجود ہے' اور بعض دیگر عل تحقیقات میں مشغول ہے -

اس جدید ارضي اکتشاف نے علماء فن کے آگے ایک مبحث کھولدیا ہے - ارض جدید کي جیولوجي' نباتاتي' حیواني اور مقناطیسي حالات و مؤثرات کے متعلق عرصہ تک بحث و کا سلسلہ جاري رہیگا - بشرطیکہ یورپ کے موجودہ تمدن اتني عمر اور بڑھجاے' کہ وہ کرۂ ارضي کي اس نئي متاع یغما متمتع ہوسکے -

زمین کا جسقدر بحري و بري حصہ یورپ کے تصرف م قدرت نے دیدیا تھا' کیا اسکو امن اور راحت دینے کے کام سے فارغ ہوگیا ہے کہ اب اسکے چھپے ہوے چند ٹکڑوں پر بھي متصر ہونا اور انکي خبروں سے فتح مندانہ مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے

(اشتہار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہار

(ایجاد کردہ عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

* * *

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا خصوصاً ضعف مثانہ اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سد بعض اوقات خود کشي تک مسلسل ہوتا ہے' ایک بے خد آزمودہ مرکب ہے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں ہوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیہ محصول ڈاک ۲ - آنہ

المشتہر: منیجر دسي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ مح نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلي - کلکتہ

الحجـة لك عليهـم والحـق معـك ' اتبعناک ' وان تـکن الحجة لهـم عليك ' عاقبناک -

کوئي فريق نه بنوں) پس مناظره کر - اگر تيري حجة تيرے مخالفين پر واضح هو گئي اور حق تيرے ساتهه ثابت هوا تو هم تيري پيروي کرينگے ' اور اگر تو حجة نه لاسکا اور حق نے تيرے مخالفين کا ساتهه ديا ' تو پهر تيرے ليے اسکي سزا هے "

(آغـاز منـاظره)

شيخ نے مناظره کيليے پوري آمادگي ظاهر کي ' اور مامون نے بشر مريسي رئيس معتزلۂ عهد کو حکم ديا که مناظره شروع کرو -

بشر اپني جگه سے اٹهکر مامون کي نشست کے قريب آيا ' اسکي تمام جماعـت اسکے ساتهه تهي - مامون نے خود هي فيصله کرديا تها که دليل بشر پيـش کريگا اور شيخ جواب ديگا - خارج از موضوع کوئي بات نهيں کي جائيگي - دلائل کا تمام دار و مدار صرف قران کي اندروني شهادت پر هوگا ' اور هر فريق پورے ضبط و سکون اور کشاده دلي کے ساتهه مخالف کي تقرير سنيگا - مامون نے دونوں فريق کو مخاطـب کرکے اس بارے ميں جو تقرير کي ' وه نهايـت وقيع هے ' اور گويا اداب مناظره پر ايک بهترين درس هے - جس قدر حصه شيخ نے اپني رساله ميں نقل کيا هے ' هم کسي دوسري صحبت ميں اسکا ترجمه کرينگے -

اب مناظره شروع هوا - بشر يکے بعد ديگرے قران کريم کي آيات پيش کرتا ' اور شيخ اسکا جواب ديتے - پهر رد و جواب الجواب کا سلسله جاري هوتا - شيخ نے حرف بحرف تمام مناظره نقل کيا هے اور پورے شرح و بسط اور انصاف و عدالة کے ساتهه مخالف کي تمام دليلوں اور تقريروں کو بهي قلمبند کيا هے -

افسوس که هم اس منـاظره کو نقـل نهيں کرسکتے ' کيونکه بهت طول طويل هے اور رساله کے اوراق کا بڑا حصه اسي پر مشتمل هے - نيز زياده تر خالص علمي دلائل و مباحث سے تعلق رکهتا هے جسکے مطالعه ميں عام قارئين البلاغ کيليے کوئي دلچسپي نه هوگي - عموماً جو دلائل کتب کلام و عقائد و اختلاف ميں مسئلۂ قدم و خلق قرآن کے متعلق نظر آتے هيں ' وهي فريقين کي طرف سے پيش هوے ' اور هماري موجوده صحبت کا موضوع مسئلۂ خلق قرآن نهيں بلکه علماء سلف کے امر بالمعروف و نهي عن المنـکر کا ايک نظاره دکهلانا هے -

بشر مريسي کے طرف سے جسقدر آيتيں قرآن حکيم کي پيش کي جاتي تهيں ' اسکے جواب ميں خود قرآن هي سے عبد العزيز استشهاد لاتے اور ثابت کرديتے که ان آيات کو خلق قرآن سے کوئي تعلق نهيں -

اسي سلسله ميں حروف و اصوات کي بحث نکل آئي - جهم بن صفوان نے اگرچه نفي صفات کي بنا پر خلق قران کا دعوی کيا تها ' ليکن بشر مريسي کا اعتقاد اشاعره کے اعتقاد سے اقرب تها - وه زياده تر حروف و اصوات عربيه کے حدوث و خلق پر زور ديتا ' اور "کلام الله" اور "قران عربي" ميں تفريق کرکے اس قران کے خلق و حدوث کو قطعي قرار ديتا ' جو عربي زبان ميں هم پڑهتے اور لکهتے هيں - ليکن شيخ عبد العزيز نے ثابت کيا که جو قرآن اتارا گيا - وه عربي ميں تها ' جيساکه جا بجا فرمايا : انا انزلناه قرانا عربيا - يا کها : بلسـان عربي مبين - پس وه چيز جو عربي زبان ميں اتري تهي اگر عربي تهي ' تو قطعاً عربي کے حروف و اصوات هي ميں تهي ' انسے مجرد نهيں هوسکتي ' اور وهي کلام الله هے - پس کلام الله عربي ميں اترا ' اسي کو رسول نے تلاوت کيا ' اور وهي هماري زبانوں سے بهي نکلتا هے - کوئي دوسري چيز نهيں هے -

(فتح و شکست کا آخري ميدان)

" سلسلۂ بحث بڑهتا جاتا تها ' اور مامون کا يه حال تها که کبهي شيخ کے حسن جواب کي داد ديتا ' اور کبهي بشر کے استدلال و استشهاد سے خوش هوتا که يکايک بشر نے کها :

" ميں اپنے اور تمام دلائل و براهين کو خود هي چهوڑ ديتا هوں کيونکه اسطرح رد و کد ميں کوئي نتيجه نهيں نکلے گا - اب صرف ايک سوال کرتا هوں ' اسکا جواب دو - تمام بحث کا ابهي خاتمه هوجائيگا اور حق کے اعتراف کے بغير تم کوئي راه نجات اپنے سامنے نه پاوگے "

يه کهکر اس نے سوال کيا :

" قران نے صدها مقام پر الله کو خالق کل شي کها هے يا نهيں يعني خدا هر چيز کا خالق هے ؟ "

شيخ نے کها : " هاں وهي هر شے کا خالق هے "

بشر نے کها : " قران بهي "شے" هے يا نهيں ؟ "

شيخ نے کها : "پہلے "شے" کي حقيقت سن لو پهر جواب مانگو"

بشر زياده تيز هوکر بولا : " ميں اور کچهه سننا نهيں چاهتا ' پہلے ميرے سوال کا جواب دو - قران بهي " اشياء " ميں داخل هے يا نهيں ؟ "

شيخ نے پهر کها : " تمهارا طرز سوال هي غلط هے - اسميں دهوکا هے - تم کو چاهيے که صبر و ضبط کے ساتهه پہلے ميري تقرير سن لو "

بشر نے کها : " تقريريں بهت هوچکيں ' اميـر المومنين کو نتيجۂ مناظره کا انـتظار هے - اب اور کسي تقرير کي ضـرورت نهيں - تم ميرے سوال کا جواب دو "

شيخ نے پهر جواب سے اعراض کيا - اسپر بشر نے مامون سے کها : " يا امير المومنين ! حاکم کا فرض عدل و انصاف هے - آپ حکم هيں - اگر عبد العزيز حجة رکهتا هے تو سوال کا جواب کيوں نهيں ديتا ؟ "

يه حالت ديکهکر محمد بن جهم معتزلي نے پکارا : " ظهر امر الله و هم کارهون ! " بشر کے گروه ميں سے ايک اور شخص اٹهکر کهڑا هوگيا اور چيخ کر کها : " يا امير المومنين ! جاء الحق و زهق الباطل - ان الباطل کان زهوقا " شيخ عبد العزيز لکهتے هيں که خود بشر بهي اپنا جوش و تعصب نه روک سکا اور بار بار کهنے لگا : " و لکن قعد حمار الشيخ على القنطره " يعني بالاخر شيخ کا گدها پل ديکهکر بيٹهه گيا ' اور آگے نه بڑهسکا !

شيخ کا اعراض ديکهکر مجلس کو يقين هوگيا که شيخ کے پاس اس دليل کا کوئي جواب نهيں اور اس نے تلوار رکهدي - اگر وه تسليم کرتا هے که قران بهي شے هے اور اشياء ميں داخل ' تو لازمي طور پر ماننا پڑتا هے که الله هر شے کا خالق هے اور هر شے مخلوق هے - پس قران بهي مخلوق هے - اگر نهيں مانتا تو عقل و بداهت سے انکار کرتا هے کيونکه يه ظاهر هے که قران بهي اشياء ميں داخل هے - يه کسي طرح نهيں کهه سکتے که وه شے نهيں - اگر شے نهيں تو کيا هے ؟

خود مامون الرشيد کا بهي يهي خيال تها - اسے يقين هوگيا تها ' که شيخ عبد العزيز بالکل بے بس هوگيا هے ' اسي ليے جواب سے بچنا چاهتا هے - اس نے پہلي دفعه غضبناک هوکر شيخ سے کها : " يا عبد العزيز ! تجهے کيا هوگيا هے ' کيوں سوال کا جواب نهيں ديتا ؟ "

(اعـلان حـق)

شيخ لکهتے هيں که " في الحقيقت اس وقت ميں کشمکش ميں مبتلا هوگيا تها ' اور صاف نظر آتا تها که قران کے "شے" ماننے کے ساتهه هي يه سب لوگ شور مچائينگے که قران کا مخلوق هونا ثابت هوگيا - ليکن مامون کے غضب ناک هوتے هي الله نے ميري مدد کي ' اور يکايک راه کاميابي دکهلادي "

اسکے بعد انہوں نے جہم بن صفوان کا ذکر کیا جس نے سب سے پہلے خلق قرآن اور نفي صفات کي بدعت ایجاد کي اور اپنے اساتذہ کے سلسلۂ روایت سے بیان کیا کہ بعض بقیۂ صحابہ نے کس طرح اس قول پر اظہار خشم کیا اور اسکو ایک بہت بڑا فتنہ قرار دیکر مسلمانوں کو اجتناب و احتراز کي وصیت کي - پھر کہا :

" صرف امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا فرض تھا جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ' اور الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے جو حق کا رفیق اور خدام حق کا ولي ہے ' مجھے تیري مجلس میں پہنچنے اور فرض حق ادا کرنے کي توفیق دیدي - میں نے جو کچھہ کہا ہے اگر حق ہے تو اسکي تصدیق کر' اور ان مفسدوں کا ساتھہ چھوڑ دے جو توحید کے نام سے شرک و ضلالت پھیلا رہے ھیں - اگر حق نہیں ہے تو اسکے بطلان پر کتاب و سنت سے دلیل لا ' اور مجھکو جھٹلا تاکہ میں اس چیز کے حق ہونے کي راہ پا سکوں جسکو سلف میں سے کسي نے بھي نہ جانا - یہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کي سنت اور انکا طریق ہے کہ انہوں نے حجۃ پیش کي اور منکرین سے حجۃ طلب کي ' لیکن اے امیر المومنین ایک سنت ان لوگوں کي بھي ہے جنھوں نے راہ حجۃ و برہان میں اپنے کو ناکام پاکر جور و قہر کے دامن میں پناہ لي تھي ' اور کہا تھا کہ : حرقوہ و انصروا الھتکم ان کنتم فاعلین - ابراہیم کو آگ میں جلادو' اور اسطرح اپنے معبودوں کي حمایت کرو جنکے معبود ہونے پر تم کوئي حجۃ نہیں لا سکتے - ان لوگوں کے پاس اپنے اعتقاد کي نصرت کیلیے حجۃ و دلیل نہ تھي ' اسلیے وہ حضرۃ ابراہیم پر جور و قہر اور ظلم و ستم کرکے اپنے اعتقاد کو منصور و فتح مند کرنا چاھتے تھے - پس اگر دلیل و حجۃ کي سنت کي جگہ قہر و ظلم کي سنت پر تو عمل کریگا ' تو یاد رکھہ کہ یہ ملۃ ابراہیمي کي سنت نہوگي ' ملۃ نمرودي کا اتباع ہوگا - با ایں ہمہ پیروان ابراہیم علیہ السلام اسکے لیے بھي طیار ھیں ' اور تو دیکھہ رہا ہے کہ اگر میں اسکے لیے طیار نہوتا تو اس مجلس تک نہ پہنچتا "

یاد ہوگا کہ جب عبد العزیز دربار میں پہنچا تھا تو ایک طرف سے آواز آئي تھي : " اس شخص کیلیے تو صرف یہي کہدینا کافي ہے کہ قبح اللہ وجہک - خدا کي قسم میں نے کسي شخص کو اس سے زیادہ بد شکل نہیں دیکھا " شیخ نے یہ جملہ سنا تھا مگر اسوقت خاموشي اختیار کرلي تھي - اب وہ اسطرف متوجہ ہوے :

" اور اے امیر المومنین ! تو نے کہا ہے کہ میري خواہش مناظرہ کے پورا کرنے کیلیے آج کي مجلس منعقد ہوئي ہے ' لیکن میں نے دربار میں آتے ھي سب سے پہلي آواز جو سني ' اسي سے معلوم ہوگیا کہ اس مجلس کے مناظرہ کرنے والوں کے علم و حجۃ کا کیا حال ہے ؟ اور کن دلیلوں سے وہ حق کا مقابلہ کرنا چاھتے ھیں ؟ پھر کیا رھي لوگ مجھسے مناظرہ کرینگے جنکے پاس سب سے بڑي دلیل بطلان حق کیلیے یہ ہے کہ مجھکو خالق کائنات نے رنگ اور چہرہ اچھا نہ دیا ؟ اور میں انکي نگاہوں میں جمیل و حسین نہیں ؟ اے امیر المومنین ! میں تجھسے پوچھتا ہوں کہ یہ تمام نقش و نگار جو تیرے ایوان دربار کي دیواروں پر بنے ہوے ھیں اگر خوشنما نہوتے ' تو تو انکو ملامت کرتا یا انکے صناع اور صناع کے قلم کو ؟ اگر تیري ملامت صناع تک پہنچتي تو کیا میرے جسم و چہرہ پر اعتراض کرکے انہوں نے صناع کائنات پر ملامت نہیں کي اور اسکي صناعت کو ذلیل نہیں ٹھہرایا ؟ کیا یہي وہ توحید ہے جسکے یہ لوگ مدعي ھیں ' اور جو کامل نہیں ہوسکتي جب تک کہ اللہ کے کلام منزل کو مخلوق نہ کہا جاے ؟ حضرۃ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جمال جسم اور حسن خلقۃ عطا فرمایا تھا ' لیکن پادشاہ مصر نے جب انکو قید خانے سے نکالکر ملک و سلطنت عطا کي تو انہوں نے کہا : " اجعلني علي خزائن الارض اني حفیظ علیم " اے بادشاہ ! اپني سلطنت میرے سپرد کردے میں حفاظت کرنے والا اور صاحب علم ہوں - یہ نہیں کہا کہ " اني حسن جمیل " مجھے سلطنت دیدے کیونکہ میں حسین اور خوبصورت ہوں - "

(مامون کي معویت)

شیخ لکھتے ھیں :

" میں جب تک تقریر کرتا رہا ' مامون اسطرح ٹکٹکي لگاے میري جانب نگراں تھا ' گویا پتھر ہے ' جسمیں نہ تو ارادہ ہے نہ روح - اثناء تقریر میں کئي بار میں نے دیکھا کہ اسکي آنکھیں تر ہوگئي تھیں ' اور قریب تھا کہ آنسے آنسو بہہ نکلے - یہ حال دیکھکر تمام اہل دربار متحیر تھے ' اور جبکہ وہ مامون سے حکم قتل کے منتظر تھے ' تو انہوں نے دیکھا کہ شدت تاثر و معویت سے وہ خود ھي بیحال ہورہا ہے - ان میں سے ہر شخص حیرت و دہشت سے ہلاک ہوگیا کہ جو مامون مسئلہ خلق قرآن کے مخالفین کیلیے قتل و سلب کے سوا اور کچھہ نہیں رکھتا تھا ' وہ کس طرح صامت و ساکن بیٹھا ہے ' اور جو کچھہ میں کہہ رہا ہوں سن رہا ہے ؟ حالانکہ وہ اللہ کي نصرت حق سے بیخبر تھے ' اور نہیں جانتے تھے کہ سب کچھہ اسي کے اختیار میں ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے " -

(مامون کي تقریر)

شیخ جب تقریر ختم کرچکے تو مامون الرشید کچھہ دیر تک خاموش رہا - پھر کہا :

" اے عبد العزیز ! اللہ تجھپر رحم کرے - تو نے جو کچھہ کہا میں نے سنا ' اور جن جن چیزوں کو تو نے میري طرف نسبت دي ' ان کیلیے میں نے اپنے نفس کا احتساب کیا - الحمد للہ کہ میں انسے بري ہوں - میں بندگان خدا پر ظلم نہیں کرنا چاھتا ' بلکہ انکو حق اور توحید کي طرف بلاتا ہوں جسکو دلیل و برہان اور کتاب اللہ نے مجھپر ظاہر کیا ہے - با ایں ہمہ یقین کرکہ میرا حلم میرے غضب پر غالب آئیگا ' اور خدا کي قسم ' میں تیري سختي اور درشتي کي وجہ سے اپنا انتقام تجھسے نہ لونگا ' بلکہ تیري دلیلوں کو سنونگا اور تیرے براھین کو وزن کرونگا - مجھپر ظاہر ہوگیا کہ تو حق کي غیرت رکھتا ہے اور اسکے لیے بے باک ہے - تو نے اپنے گھر کو دنیا کیلیے نہیں چھوڑا بلکہ اس چیز کیلیے چھوڑا جسکو تو حق یقین کرتا ہے - پس تیري حمیت حق اسکي مستحق ہے کہ تیري عزت کي جاے ' اور تیري کوئي سختي مجھکو اس اعتراف سے نہیں روک سکتي - میرا تیرا معاملہ اب صرف حق و باطل کا ہے - اگر تیرے پاس حجۃ ابراہیمي ہے تو پیش کر جسکي پیروي کیلیے تو یہاں تک آیا ہے ' اور جب تک تو قرآن کي اس شہادت اور عقل صریح کي اس دلیل کو نہ جھٹلادے جو قرآن کو مخلوق ثابت کرتي ہے ' اس وقت تک تجھے حق نہیں ہے کہ اپنے آپکو حجۃ ابراہیمي کا پیرو ثابت کرے - حجۃ ابراہیمي یہ تھي کہ جب منکر خدا نے اس سے جھگڑا کیا تو حضرۃ ابراہیم نے کہا : " اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے ' اگر تجھکو اس سے انکار ہے تو تو مغرب سے نکال دیکھہ " یہ حجۃ ایسي تھي جسکو عقل نے پہچانا اور مشاہدہ و حس نے اسپر گواہي دي - پس تو بھي حجۃ لا ' اور صاحبان علم و حجج سے مناظرہ کر " :

مامون کے آخري الفاظ یہ تھے :

و قد جمعت المخالفین	" اور میں نے تیرے مخالفین کو جمع
لك لتناظرھم بین	کیا تاکہ تو انسے میرے سامنے مناظرہ
یدي ' واکون انا الحاکم	کرے ' اور میں بمنزلہ ایک حاکم کے تم
بینکم ۹ فان تبین	دونوں فریق کیلیے ہوں (یعني خود

باب التفسير

الاصـــلاح والافســـاد

(ان اريد الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(٢)

(بعض جزئيات نتـائج افســاد)

(١) بنو اسرائيل نے احکام توراة کي مخالفت کي ' اور خدا کي زمين ميں عدل و اصلاح کي جگۂ عصيان و فساد پهيلايا - بخت نصر آوٹها' اور پامال کرديا ' کيونکه افساد کا آخري نتيجه يهي هے :

و قضينا الى بني اسرائيل فى الكتاب لتفسدن في الارض مرتين' و لتعلن علوا كبيرا - فاذا جاء وعد اولاهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولى باس شديد - فجاسوا خلال الديار و كان وعـــدا مفعولا - (اســـرائيل : ٤)	هم نے بني اسرائيل کيليے کتاب ميں فيصله کرديا تها که تم لوگ دوبار زمين ميں فساد پهيلاؤ گے' اور بڑي هي حد درجه کي سرکشي کروگے' سوجب پهلا عهد فساد کا آيا تو هم نے تمهارے اوپر اپنے طاقتور و جنگ آزما بندے بهيجدیے جنهوں نے تمام شهر کو اجاڑ ديا ' اور خدا کا وعده پورا هونے والا تها -

(٢) ايک قوم نے احسان کي ناشکري کي' اور آنحضرت کے اونٹوں کا گله لوٹ ليا ' چرواهوں کو قتل کرديا ' اسلام لاکر پهر مرتد هوگئي - قرآن حکيم نے اس افساد کي سزا مقرر کي' اور اونکو وه ديگئي:

انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فســادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض - (مائده : ٣٧)	اونلوگوں کي سزا جو خدا اور خدا کے رسول سے لڑتے هيں اور زمين ميں فساد پهيلاتے هيں ' يه هے که قتل کرديے جائيں ' يا پهانسي پر لٹکيں ' يا اونکے هاتهه پانوں الٹے کاٹ ڈالے جائيں ' يا جلا وطن کرديے جائيں -

(٣) الله تعالے مصلحين کي جماعت کو بتدريج بڑهاتا هے' اور مفسدين کي جمعيت کو بتدريج توڑتا گهٹاتا ' اور پهر بالکل مٹا ديتا هے - البته اس تدريج عروج و زوال کي رفتار مختلف هوتي هے :

و اذكروا اذ كنتم قليلا فكثركم و انظـــروا كيف كان عاقبـــة المفسديـــن (اعراف ٨٥)	اور ياد کرو که جب تم تهوڑے تهے' تو خدا نے تمکو زياده کرديا ' اور ساتهه هي ديکهو که مفسدين کا کيسا انجام هوا ؟

ادهر تم بڑهتے گئے اودهر وه گهٹتے گئے !

(٤) فرعون نے خدا کي زمين ميں استکبار کيا ' ايک قوم کي آزادي سلب کرلي ' اوسکي قوت کو برباد کرديا ' اسکو غلاموں کي طرح اپنا محکوم رکهنا چاها ' يه عمل فساد تها ' پس اسکا لازمي نتيجه نکلا اور اسکي تباهي کا وقـــت آگيا - آخري وقت آنکهه کهلي ' مگر اب وقت گذر چکا تها :

الآن و قد عصيت قبـــل و كنت من المفسديـــن (يونس : ٩١)	اے فرعون اب تو خدا کے آگے جهکنا چاهتا هے حالانکه پهلے سرکشي کرچکا هے اور زمين کے مفسدوں ميں سے تيرا وجود بهي تها !

(٥) اسي طرح اور بهي متعدد گذشته قوميں تهيں' جنکا مايه خمير فساد تها ' الله تعالى کے حکم سے کوئي زلزله کے ساتهه پيوند خاک هوگئي :

و اخذت الذين ظلموا الصيحة فاصبحـــوا فـــي ديارهـــم جثمين -	جنلوگوں نے ظلم کيا تها ' اونکو عذاب الهي کي کڑک نے پکڑ ليا ' اور وه اپنے گهروں ميں بيٹهے کے بيٹهے هي رهگئے -

کسي کو هوا اپنے ساتهه اڑا لے گئي :

فارسلنا عليهم ريحا صرصرا في ايام نحسات لنذيقهم عـــذاب الـــخـــزي في الحيوة الدنيا -	هم نے اون پر آندهي بهيجي انکي نامبارکي کے دنوں ميں' تاکه هم اونکو دنيا ميں ذلت و نامرادي کا عذاب چکهاديں -

کسي کو پاني اپنے ساتهه بها ليگيا :

حتـــى اذا جـــاء امرنا و فار التنـــور	يهاں تک که جب همارے قانون عذاب کا وقت آگيا اور تنور نے جوش مارا -

ديکهو ' جزاء و سزا ميں کسقدر مناسبت هے ؟ فساد عدم هے ' يه قوميں بهي معدوم هوگئيں - افساد نتائج اصلاح کو مٹاتا هے ' يه قوميں بهي مٹ گئيں - کما تدين تدان -

(بعـــض جزئيات نتائج اصـــلاح)

ليکن اعمال صالحه کي حالت اعمال مفسده سے بالکل مختلف هے - وه زندگي اور طاقت و صحت هيں ' اسليے زندگي هي کے نتائج کا اون سے ظهور هوتا هے - وه روشني هيں' اسليے روشني هي کے تمام آثار و علائم اپنے ساتهه رکهتے هيں - اسي بنا پر الله تعالى نے اعمال صالحه سے زياده اعمال صالحه کے نتائج و آثار کا ذکر کيا هے :

(٢) ارباب اصلاح جو کام کرتے هيں ' صرف اپنے نور ايمان کي هدايت سے کرتے هيں' اونکو ترغيبات کي ضرورت نهيں هوتي:

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات يهديهم ربهـــم بايمانهم تجـــري من تحتهم الانهار في جنت نعيـــم (يونس ٩)	جو لوگ الــله پر ايمـان لائے اور صالح اعمال اختيار کيے تو الله انکے ايمان کي روشني کو انکے ليے شمع هدايت بنا ديتا هے - انکے ليے نعمتوں کي جنة هے ' اور اسکي نهروں کي رواني کا عيش نظاره !

نيکي و بدي اور فساد و صلاح ميں يهي فرق هے جسکو خدا نے اجمالا بيان کيا هے - هر بدي کے اندر ترغيبات کا ايک ذخيره چهپا رهتا هے جو نفس اماره کو اپني طرف بلاتا هے ' ليکن نيکي نهايت ساده صورت ميں نماياں هوتي هے' کيونکه وه انسان کي فطرة اصلي هے اور فطرة کا هر جمال ساده هوتا هے -

(٣) مصلحين هر شخص سے جهک کے ملتے هيں' تکبر و غرور سے اونکو نفرت هوتي هے ' استکبار اون سے چهو نهيں جاتا :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات و اخبتوا الى ربهم اولئك اصحـــب الجنة هم فيها خلدون - (هود : ٢٥)	جو لوگ ايمان لائے' صالح اعمال اختيار کيے' اور اپنے پروردگار کيليے عاجزي کي' سو يهي لوگ " اصحاب الجنة " هيں جو اپني حياة بهشتي ميں هميشه شاد و خرم رهينگے !

" اخبات " يعنى عاجزي و تواضع اگرچه خود عمل صالح ميں داخل هے اور اسليے مستقل حيثيت سے اسکے ذکر کي ضرورت نه

شيخ نے کہا : " مجهکو جواب دينے سے انکار نہيں ' ليکن جس طريق سے سوال کيا گيا هے ' اسميں ايک سخت دهوکا اور فساد هے اسليے ميں پہلے اسے صاف کرنا چاهتا تها - با ايں همه اگر امير المومنين کو اسپر اصرار هے تو اچها ' ميں تسليم کرليتا هوں که قرآن بهي اشياء ميں داخل هے "

يه اقرار سنتے هي بشر اچهل پڑا ' اور بشر اور مامون الرشيد ايک ساتهه بول اٹهے :

" اگر قرآن بهي اشياء ميں داخل هے تو قرآن کہتا هے که الله تمام اشياء کا خالق هے اور تمام اشياء مخلوق هيں ' پس قرآن کو بهي تم نے مخلوق تسليم کرليا "

شيخ نے گرج کر کہا :

" هرگز نہيں ! اس سے يه کبهي لازم نہيں آتا - قرآن کہتا هے : و يحذركم الله نفسه يعني الله تم کو اپنے " نفس " سے ڈراتا هے - اس آيت سے ثابت هوتا هے که الله کا بهي نفس هے - اور پهر قرآن کہتا هے که كل نفس ذائقة الموت هر نفس کيليے ضرور هے که وه موت کا مزه چکهے - پس اگر اشياء ميں قرآن داخل هوکر مخلوق هوگيا ' تو کيا خدا بهي " کل نفس " ميں داخل هوکر اور نفس هوکر موت کا مزه چکهے گا ؟ "

شيخ عبد العزيز کا يه کہنا تها که تمام مجلس پر سناٹا چها گيا ' اور ايسا معلوم هوا ' گويا يه الفاظ نہيں تهے ' ايک بجلي تهي جو يکا يک کوند گئي ' اور تمام نگاهوں کو خيره اور دلوں کو دهلا گئي - خود بشر مريسي مبہوت هوکر ديکهتے کا ديکهتا هي رهگيا ! فوقع الحق و بطل ما كانوا يعملون -

يا تو مامون الرشيد غضب ناک هوکر شيخ سے جواب طلب کررها تها اور اسے خلق قرآن کے اعتراف پر مجبور سمجهتا تها ' يا بے اختيار هوکر عبد العزيز کے جواب پر وجد کرنے لگا ' اور پکار پکار کر کہنے لگا " معاذ الله ! معاذ الله !! خدا کي ذات موت سے بري هے ! "

(خـــاتمـه)

بشر مريسي نے اپنے آخري سوال کو مناظره کا خاتمه قرار ديا تها - شيخ نے بهي اسکا جواب ايسا هي ديا - وه مناظره کا خاتمه اور حجة کا اعلان آخري تها !

مامون الرشيـد نے حکم ديا که مناظـره ختم کيا جاے ' اور عبد العزيز سے مخاطب هوکے کہا :

" اگرچه اس مسئله کا فيصله هماري آجکي صحبت ميں نه هوسکا ' ليکن اسميں کوئي شک نہيں که تو نے اپنے مخاطب کا کاميابي کے ساتهه مقابله کيا ' اور اسکي کسي دليل کے آگے ميں نے تجهے عاجز نه پايا - تيري فضيلت علمي پر تيرے جوابات گواه تهے - تيري جرات و ثابت قدمي تيري فضيلـت کا اصلي جوهر هے - تو نے جس بے خوفي و بے جگري سے ميرے حضور ميں زبان کهولي اور جسطرح ميرے جلال و غضب اور موت و هلاکت کے خوف سے بے پروا هوکر تقرير کي ' والله که ميں اسکي قدر کرونگا ' اور تيري درشتي و تلخ گوئي کو اپني قدر دانيوں اور حلم سے تهکا دونگا - ميرے طرف سے تيرے ليے امن اور اعزاز و اکرام کا فرمان هے - اور تيرا جوهر استعداد اسکا مستحق هے که ميري مجلس علم کا نديم هو - تو اب مدينة السلام ميں قيام کر اور هر بدهه کے دن ميري صحبت علمي ميں شريک هو "

شيخ لکهتے هيں : " اسکے بعد مامون الرشيد نے حکم ديا که دس هزار درهم ميري قيام گاه پر بهيجديا جاے - نيز قيام کيليے ايک سجا سجايا محل سرکاري بهي مرحمت هو - پهر تلوار کي نيام پر هاتهه رکها جو مجلس کي برخاستگي کا اشاره تها - تمام اهل دربار اٹهه کهڑے هوے - ميں جب رخصت هونے لگا تو مامون مسکرايا اور کہا " آج تو نے اپنے بڑے هي طاقتور حريف پر فتح پالي "

اسکے بعد لکهتے هيں :

" ميں جب دربار سے نکلا تو تمام لوگوں کو راستوں ' دکانوں ' اور کوٹهوں پر چشم براه پايا - لوگ منتظر تهے که ميري اس جرات کا کيا نتيجه نکلتا هے ؟ جب انهوں نے ديکها که ميں نہايت اعزاز و اکرام کے ساتهه واپس جارها هوں اور مجلس مناظره ميں کامياب رها هوں تو انکي حيرت اور خوشي کي کوئي حد نه رهي - لوگ هر طرف سے مبارکباد دينے اور ارباب حق کي فتح پر خوشياں منانے کيليے هجوم کرتے ' اور مجهسے مصافحه کرنے کے واسطے اپني جانوں کو تهلکه ميں ڈالتے - حتی که جوش خلائق اور شدت هجوم سے ميں عاجز آگيا اور گهر تک پہنچنا دشوار هو گيا - "

" اسکے بعد جب تمام علماء شهر و امصار کو واقعات منـــاظره کي خبر ملي تو اس غير متوقع تائيد غيبي پر سجدة شکر بجا لاے ' اور اس ايک نمونے نے هزاروں زبانوں کو يکايک کهول ديا - جو خوف جان و مال سے اظهار حق نہيں کرسکتي تهيں ' پہلے مامون کے غضب و صولت کو ديکهکر کسي کو جرات نہيں پڑتي تهي - ليکن اب لوگوں کو معلوم هوگيا که اگر جرات و ثابت قدمي کے ساتهه حق کا اعلان کيا جاے ' تو الله کي نصرت کبهي ساتهه نہيں چهوڑتي اور هر شخص کاميابي حاصل کرسکتا هے "

" صبح سے ليکر شام تک ميرا مکان لوگوں سے بهرا رهتا اور مجلس مناظره کے حالات پوچهتے - ميں روايت کرتے کرتے تهک گيا - يہاں تک که خبر دور دور پهيل گئي اور حجاز و شام تک سے لوگ دريافت کرنے کيليے آنے لگے - تب عاجز آکر ميں نے چاها که اس مناظره کے واقعات قلمبند کردوں تاکه هر شخص اسے پڑهکر حق کي فتح اور باطل کے خذلان کي سرگذشت معلوم کرلے "

(استـــدراک)

(۱) شيخ نے اپني تقرير کے ابتدائي حصه ميں (جو البلاغ کي گذشته اشاعة ميں نکلا هے) کہا هے : " خدا نے مسلمانوں سے خلق قرآن کا اقرار نہيں کرايا ليکن ايک انسان کراتا هے (يعني مامون) جو هارون کے گهر ميں پيدا هوا اور هارون هادي کا بيٹا تها "

شيخ کے رساله ميں ايسا هي لکها هے ليکن يه صحيح نہيں هے - خليفه هارون الرشيد هادي کا بيٹا نہيں هے بلکه هارون اور هادي دونوں محمد بن منصور ملقب به مهدي کے بيٹے هيں - مهدي کے بعد تيره ماه تک هادي تخت نشيں رها - اسکے بعد هارون الرشيد خليفه هوا - غالباً يه کتابت کي غلطي هے -

(۲) تقرير ميں انهوں نے کہا : " تم سے پہلے ائمة جور نے جو کچهه کيا ' الله نے اسکے ليے تم کو کهڑا کرديا " يه اشاره بنو اميه کي طرف تها جنکو هلاک کرکے آل عباس نے اپني حکومت قائم کي -

(۳) اس سرگذشت کو هم نے نہايت تفصيل سے لکها تاکه همارے موجوده عهد کے علماء ' سلف کے ان واقعات کو پڑهيں اور عبرت پکڑيں - امر بالمعروف و نهي عن المنکر اور دعوة و تبليغ حق هي وه اصلي و حقيقي فرض هے جو اسلام نے علماء کے سپرد کيا هے ' اگر اس فرض سے انکا علم و عمل خالي هے تو انکو يقين کرنا چاهيے که انهوں نے اپني هستي مٹادي اور راستے کے پتهر اور جنگل کي گهانس انسے زياده قيمتي هے -

لسعيــه و انا لــه كاتبون - (انبياء : ۹۴)	کوشش کبهي ضائع نه جائيگي، اور همارا قانون ايسا هي هے -

اونکو ناکاميابي پر ناکاميابي هوتي هے، مگر وه اپني دهن ميں لگے رهتے هيں - کيونکه اونکا نور ايمان بتاتا هے که وهي ايک دن کامياب هونگے - خدا کے پورے هونے والے وعدے کي دستاويز اونکے هاتهه ميں هوتي هے - وه ايک مقصد اعلى کيليے کوشش کرتے هيں، اونکو دهمکايا جاتا هے مگر وه نهيں ڈرتے - اونکو ملامت کي جاتي هے مگر وه آزرده خاطر نهيں هوتے، اسليے که وه خدا کے وعدوں پر يقين رکهتے هيں :

فمن آمن و اصلح فلا خوف عليهم و لا هم يحــزنــون - (انعام : ۴۸)	جو شخص ايمان لايا اور اپني اصلاح کي تو اسکے ليے نه تو کسي طرح کا ڈر هے اور نه وه کبهي غمگين هوگا -

(۱۴) عمل صالح انسان کے دل کو سنوارتا هے، اسليے پچهلے گناهوں کا جو داغ دل ميں هوتا هے، اوسکو بهي مٹا ديتا هے :

و الــذين آمنــوا و عملــو الصالحات و آمنوا بما نــزل على محمــد و هو الحــق من ربهم، كفر عنهم سيآتهــم و اصلح بالهم (محمد : ۲)	اور جو لوگ ايمان لاے، عمل صالح کيا، اور قران حکيم پر يقين کيا جو انکے پروردگار کي طرف سے انکے ليے پيام حق هے، سو وه يقين کريں که انکے تمام گناه جهڑ گئے اور انکے دل کو سنوار ديا ديا -

اونکي گناهوں کي ناکام زندگي کو نيکي کي سعيد و کامياب زندگي سے خدا بدل ديتا هے :

الا من تاب و آ من و عمل عملا صالحا فاولئك يبــدل الله سيآتهم حسنات، و كان اللــه غفــورا رحيمــا - (فرقان : ۷۰)	مگر جس شخص نے توبه کي، ايمان لايا، اور عــمل صالح کيا، تو خدا اسکے گناهوں کو نيکيوں سے بدل ديتا هے، اور خدا بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا هے -

حضرت عمر رضي الله عنه جب تلوار ليکر آنحضرت (صلى الله عليه و سلم) کے قتل کرنے کيليے چلے تهے، تو يه تلوار کيسي مفسدانه نظر آتي تهي ؟ مگر اب اوسکے جوهر ميں ايمان و اصلاح کے نور چمکتے هوے نظر آتے هيں - کيا يه بدي کو نيکي کے ساتهه بدلدينا نهيں هے ؟

(۱۵) صالحين تقوى اختيار کرتے هيں، جچي تلي هوئي بات کرتے هيں، اور وه اونکے اعمال کا سنگهار بن جاتي هے :

يا ايها الذين آمنوا اتقو الله و قولوا قولا سديــدا، يصلح لكم اعمــالكــم و يغفــر لكــم ذنوبكم - (احزاب : ۷۰)	مسلمانو ! خدا سے ڈرو، ٹهيک اور پکي بات بولو، وه تمهارے اعمال کو تمهارے ليے سنوار ديگا، اور تمهارے گناهوں کو معاف کرديگا -

(۱۶) مصلحين نهايت پاک و با مراد زندگي بسر کرتے هيں :

من عمل صالحا مــن ذكر و انثى و هو مومن فلنحييه حيوة طيبة و لنجزينهم اجرهم باحسن كانوا يــعملــون - (نحل : ۹۹)	جس عورت و مرد نے عمل صالح کيا اور وه مومن بهي هے، تو هم اوسکو ايک پاک زندگي عطا کرينگے اور اسکے کاموں ميں ايسي قوت ديدينگے که محنت سے زياده اسکا پهل پايگا -

(۱۷) مصلحين کے اعمال کے نتائج کسي نه کسي طرح اونکي اولاد کو بهي مل جاتے هيں، اور اگر نهيں ملتے تو اونکو يقين کرنا چاهيے که اونکا باپ صالح نه تها - اگر کسي قوم کو حکومت نهيں ملتي تو اوسکو ماننا چاهيے که اوسکے آباء و اجداد نے جو تاج سر پر رکها تها، اوس ميں صلاح و فلاح کا موتي نه تها - حضرة موسى جب ايک عالم الهي سے فيض ياب هونے کيليے نکلے اور وه انکے ساتهه روانه هوا تو راه ميں ايک شهر پڑا - شهر والے اتنے بد اخلاق تهے که انهوں نے رهنے کي جگه تک نه دي - ليکن حضرة موسى کے ساتهي نے شهر کے باهر ايک پراني ديوار کي تعمير شروع کردي - حضرة موسى نے اس تعمير پر تعجب کيا تو انهوں نے يه علت بتلائي که اسکے نيچے ايک صالح مرد و عورت کي دولت هے جسکے وارث انکے يتيم بچے هونگے :

و اما الجدار فكان لغلامين يتيمين فى المدينــة و كان تحته كنز لهما و كان ابوهما صالحا، فــاراد ربــك ان يبلغا اشدهمــا و يستخرجا كنــزهما رحمة من ربــك - (كهف : ۸۲)	ديوار شهر کے دو يتيم بچوں کي تهي، اوسکے نيچے اون دونوں کا خزانه دفن تها اور اون دونوں کا باپ صالح تها، خدا نے چاها که جب وه جوان هوجائيں تو اپنا خزانه نکال ليں، اور ايسا نهو که انکے جوان هونے سے پہلے هي ديوار پراني هوکر گر جاے -

ليکن اسکے ليے اولاد کو بهي صالح هونا چاهيے، ورنه نتيجه بر عکس هوگا - حضرة موسى کے ساتهي نے اسي سفر ميں ايک لڑکے کو قتل بهي کرديا کيونکه بر خلاف ان يتيم بچونکے وه مفسد هونے والا تها :

و اما الغــلــم فــكان ابواه مــومنــين فخشيــنا ان يرهقهمــا طغيــانــا و كفرا - (كهف : ۷۹)	وه لڑکا جسکو ميں نے قتل کيا، سو اسکے باپ ماں مومن تهے، مجهکو خوف پيدا هوا که طغيان و کفر کي وجه سے کهيں سرکشي نه کرے -

(۱۸) صالحين کو ابدي شهرت حاصل هوتي هے، اور وه هميشه دائم رهتي هے - بقاء، دوام، استمرار، اصلاح کے لازمي خواص هيں :

رب هب لي حكماء و الحقني بالصلحين و اجعــل لي لسان صدق فى الاخــرين - (شعراء : ۸۳) .	خدايا مجهے نبوت دے، اور مجهکو صلحا ميں داخل کر، اور آنيوالي نسلوں ميں ميرا دائمي ذکر قائم رکهه !

(۱۹) صلحاء کا دل حرص و طمع سے خالي هوتا هے، رشک و حسد سے اونکو نفرت هوتي هے، وه جزاء آخروي کے آگے دنيوي مال و دولت کو هيچ سمجهتے هيں :

قال الذين يريدون الحيــوة الدنيا : يليت لــنا مثــل ما اوتي قارون انه لذو حظ عظيم - و قال الذين اوتو العلم و يلكم ثواب اللــه خير لمن آمن و عـــمل صالحــا - (قصص : ۸۰)	اونلوگوں نے جو دنيوي زندگي کے طالب تهے، حسرت کهائي که کاش همارے پاس بهي وه هوتا جو قارون کو ديا گيا هے - وه کيسا بڑا نصيبور هے ! مگر جو لوگ صاحب علم و سعادت تهے اونهوں نے کها يه کونسي چيز هے جسکے ليے حسرت کر رهے هو؟

صد افسوس تم پر ! اصلي نعمت تو الله کا وه بدله هے جو صالحوں کو ان اعمال کا ملتا هے، اور خدا کے مومن و صالح بندوں کيليے وهي سب سے بڑي چيز هے -

(۲۰) بدي کا نتيجه کتنا هي دل خوش کن هو مگر وه محدود هے، شراب کا نشه هميشه نهيں رهتا مگر حق کا متوالا هميشه مست رهتا هے - چوري سے دولت کثيره هاتهه آسکتي هے، مگر اوسکو گن سکتے هيں - ليکن تجارت سے جو فوائد حاصل هوتے هيں، اوسکي کوئي خاص حد نهيں - ايک معمولي دکاندار اپني زندگي خوش گذراني کے ساتهه بسر کرديتا هے، اور اوسکو کچهه معلوم نهيں هوتا که کيا آيا اور کيا گيا ؟ مگر چور روپيه کو گن گن کے رکهه ديتا هے، پهر بهي چند دنوں ميں تمام دولت اوڑ جاتي هے - دل کا دکهه اور ضمير کي بے امني اسکے علاوه هے -

تھي ' لیکن قرآن حکیم کا طرز خطاب یہ ہے کہ وہ عام کے بعد خاص کو مستقلاً بیان کرتا ہے ' جس سے اوسکا اهتمام شان واضح کرنا مقصود ہوتا ہے - چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ عام نمازوں کے بعد صلواۃ وسطی کا ذکر مستقل طور پر کیا گیا حالانکہ احکام نماز میں نماز کي ہر شکل ' ہر قسم ' اور ہر طریق داخل تھا - اسي اصول کي بنا پر خدا نے اخبات کا ذکر بھي یہاں مستقلاً کیا ہے -

۴) مصلحین کے اعمال کبھي ضائع نہیں ہوتے - عمل صالح کا بیج کبھي بھي سڑ گل نہیں سکتا - وہ قطعاً پھلیگا اور قطعاً پھل لائیگا -

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات انا لا نضیع اجر من احسن عملا (کہف : ۲۹)	جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا ' تو انکو ہمارا یہ قانون معلوم ہو جانا چاہیے کہ ہم عمل صالح کرنے والے کے اجر اور مکافات کو کبھي ضائع نہیں کرتے -

زنا سینکڑوں بچوں کو ضائع کردیتا ہے ' لیکن نکاح اپنے نتائج اپني گود میں دیکھتا ہے -

(۵) مصلحین میں ہمیشہ باہم محبت و یگانگي ہوتي ہے باہمي پھوٹ اور نفاق صاحب اصلاح گروہ میں نہیں ہو سکتا :

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات یجعل لہم الرحمن ودا - (مریم : ۹۶)	جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا ' سو قریب ہے کہ خداے رحمن انکے لیے محبت کا دروازہ کھولدیگا -

لیکن عمل فاسد کا نتیجہ صرف بغض و عداوت ہے :

فاغرینا بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ (مائدہ : ۱۷)	ہم نے قیامت تک کیلیے اقوام نصاری کے درمیان بغض و عداوت کي آگ بھڑکا دي -
انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء في الخمر و المیسر لیصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلوۃ فہل انتم منتہون ؟	شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب نوشي و قمار بازي کے ذریعہ بغض و عداوت ڈالدے ' اور تم کو ذکر خدا اور نماز سے روکدے ' تو کیا تم باز نہیں آوگے ؟

(۶) مصلحین کي ایک بہت بڑي خصوصیت یہ ہے کہ وہ عدل الہي کے قیام کیلیے اپني تمام قوتوں کو وقف کردیتے ہیں ' اور جب کبھي ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو پتھر اور گھانس کي طرح بےحس و حرکت نہیں پڑے رہتے بلکہ انسان کي طرح اٹھتے ہیں اور ظالموں سے انکے ظلم کا بدلہ لیتے ہیں تاکہ ظالم کو سزا ملے اور عدل قائم ہو - اس بارے میں انکا ارادہ اور فعل دونوں یکسل ہوتا ہے - جیسا کہتے ہیں ویسا ہي کرکے دکھادیتے ہیں - انکي زندگي کي بنیاد ارادہ نہیں بلکہ عمل ہوتا ہے :

انہم یقولون ما لا یفعلون الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و ذکروا اللہ کثیرا و انتصروا من بعد ما ظلموا (شعراء : ۲۲۷)	ان مفسدوں کا یہ حال ہے کہ جو کچھہ زبان سے کہتے ہیں اسکے خلاف عمل کرتے ہیں - البتہ وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لاے ' عمل صالح کیا ' زیادہ سے زیادہ اللہ کے ذکر میں لگے رہے ' اور ظلم کا بدلہ لینے میں فتح مندي حاصل کي ' بعد اسکے کہ انپر ظلم کیا گیا تھا اور وہ مظلوم تھے - سو انکا حال ایسا نہیں ہے -

لیکن اگر کسي نے ظالم کي حمایت کي ' یا اوسکے ظلم پر خاموش رہا ' یا خاموش رہنے کي ہدایت کي ' تو وہ مفسد ہے - کیونکہ وہ عمل فاسد کي اعانت کرتا ہے -

(۷) مصلحین کي ایک خصوصیت یہ ہے کہ انکا اعتماد صرف اللہ پر ہوتا ہے ' پس وہ صبر کرتے ہیں اور صبر کے معني کسي عمل اور کامیابي کي راہ میں مشکلوں کے برداشت کرنے اور قرباني کے ہیں :

الذین صبروا و علی ربہم یتوکلون (عنکبوت : ۵۸)	جن لوگوں نے صبر کیا اور جو خدا ہي پر بھروسا رکھتے ہیں -

(۸) مصلحین معاملات میں نہایت دیانت دار ہوتے ہیں - شرکت کے کاموں کو نہایت ایمانداري سے انجام دیتے ہیں ' مشترکہ چیزوں پر خود قابض نہیں ہو جاتے بلکہ دوسروںکو بھي مداخلت کا موقع دیتے ہیں :

و ان کثیرا من الخلطاء لیبغي بعضہم علی بعض الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و قلیل ما ہم (ص : ۲۳)	اور بہت سے ساجھے کا کام کرنے والے ایک دوسرے پر زیادتي کرتے ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لاے اور عمل صالح کیا ' تو انکا شیوہ عدل اور دیانت داري ہے - البتہ ایسے لوگ تھوڑے ہیں -

(۹) خدا مصلحین کي دعا قبول کرتا ہے ' انکي پکار کبھي مردود نہیں ہوتي - اور اونکے مال و دولت کو بڑھاتا ہے :

و یستجیب الذین آمنوا و عملوا الصالحات ' و یزیدہم من فضلہ (شوری : ۲۷)	اور جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا سو خدا اونکي دعا کو قبول کرتا ہے اور انکے کاموں کے پھل میں اپنے فضل سے برکت اور فراواني بخشتا ہے -

(۱۰) وہ کبھي ذلیل و رسوا نہیں ہوتے ' بلکہ ہمیشہ معزز اور بلند و ممتاز ہوتے ہیں - تمام دنیا پر شرف و فضیلت صرف انہي کیلیے ہے - اشخاص کي حالت میں بھي اور جماعت کي حالت میں بھي :

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریہ (بینہ : ۶)	جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا ' سو وہ دنیا کي بہترین ہستي ہیں -

اگر کوئي قوم دنیا میں ذلیل ہے تو سمجھہ لینا چاہیے کہ وہ عمل صالح نہیں کرتي :

(۱۱) وہ ہمیشہ حق اور قرباني کي باہم وصیت کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو اسکي دعوۃ دیتے ہیں ' پس تمام کائنات ارضي میں کامیابي اور فتح و مراد انہي کیلیے ہے - زندگي کے تمام مشکلات اور عمل انساني کي تمام ناکامیوں سے وہ محفوظ ہوجاتے ہیں :

والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر (و العصر : ۳)	زمانہ شاہد ہے کہ انسان کیلیے ناکامیابي کے سوا کچھہ نہیں ہے - مگر وہ لوگ جو ایمان لاے ' عمل صالح کیا ' حق اور صبر کي باہمدگر وصیت کي ' تو انکے لیے ناکامي کي جگہ ہمیشہ کام و مراد کي زندگي ہوگي !

(۱۲) مصلحین کو ظلم و غصب حقوق کا کبھي ڈر نہیں ہوتا ' کیونکہ وہ دلیري کے ساتھہ ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں ' اور طاقت کے ساتھہ اپنے حقوق کو محفوظ رکھتے ہیں :

و من یعمل من الصالحات و ہو مومن ' فلا یخاف ظلما و لا ہضما (طہ : ۱۱)	اور جو شخص عمل صالح کرتا ہے ' اور ساتھہ ہي اللہ پر یقین رکھتا ہے ' سو اسکے لیے ظلم اور غصب حق سے کوئي خوف نہیں - نہ اسپر ظلم ہوسکے گا اور نہ اسکا حق مارا جائیگا -

(۱۳) مصلحین کي کوششیں کبھي رائگاں نہیں جاتیں :

فمن یعمل من الصالحات و ہو مومن فلا کفران	جو شخص عمل صالح کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لایا ہے ' تو اوسکي

مراسلات

اصلاح معاشرت اور اسلام

(بسلسلہ اسلام اور سوشیلزم)

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوي

گذشته نمبر میں اقوام جدیدہ و قدیمه کے اشتراکي مذاهب اور انکے اثرات پر به تفصیل بحث کرچکے هیں - اب هم دکهلانا چاهتے هیں که اس بارے میں اسلام کي تعلیمات کیا هیں ؟ سوشیلزم کے اعتبار سے سب سے پہلے اصلاح معاشرت کا مسئله سامنے آتا هے ' یعني ذاتي اعزاز و امتیاز مٹادیا جاے اور تمام افراد باعتبار معاش و مال کے مساوي الرتبه هوجائیں -

مساوات کي چار صورتیں هیں ' مساوات نسبي و قومي ' مساوات حقوق و قانون ' مساوات رتبه ' مساوات مالي -

(مساوات نسبي و قومي)

اسلام نے نسبي و قومي امتیاز بالکل مٹا دیا هے ' اور تمام مسلمانوں میں ایک عام اسلامي برادري قائم کردي هے - ایک مسلمان کو کسي دوسرے مسلمان پر کوئي قومي یا نسبي امتیاز حاصل نہیں هے - قرآن مجید میں هے :

یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم (حجرات)	لوگو! هم نے تمکو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ' اور تمکو مختلف قوم اور قبائل بنایا ' تاکه آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو ' خدا کے نزدیک تم میں سب سے بزرگ اور مکرم وهي هے جو زیاده پرهیزگار هو -

دوسري آیت یه هے :

انما المومنون اخوۃ (حجرات)	مسلمان سب آپس میں بهائي هیں -

رسول الله صلی الله علیه و سلم نے فرمایا هے :

ان الله قد اذهب عنکم عبیة الجاهلیة و فخرها بالاباء - انما هو مومن تقي او فاجر شقي - الناس کلهم بنو آدم و آدم من تراب (ترمذي باب مفاخرۃ)	خدا نے جاهلیت کي نخوت اور باپ دادوں پر فخر کرنا تم سے دور کردیا هے - آدمي یا مومن اور پرهیزگار هے ' یا بدکردار اور شقي هے ' تم سب آدم کے بیٹے هو اور آدم مٹي سے بنا تها -
انسابکم هذه لیست بمسبة علی احد - کلکم بنو آدم...... لیس لأحد علی احد فضل الا بالدین و تقوی (مشکوۃ باب مفاخرۃ)	نسب کسي کا کسي کے لیے باعث عار نہیں هے ' تم سب آدم کے بیٹے هو ...... ایک کو دوسرے پر دین و تقوی کے سوا اور کوئي سبب فضیلت نہیں هے -
لا فضل لعربي علي عجمي و لا لعجمي علی عربي	عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئي فضیلت نہیں هے -

یه احکام صرف عام نصائح هي نہیں هیں ' بلکه عملاً نبي اسلام نے اسکا نمونه دنیا کے سامنے پیش کردیا - حضرت زینب جو رسول الله صلی الله علیه و سلم کي پهوپهي زاد بہن تهیں ' آنکو رسول الله نے ایک غلام سے بیاه دیا - بلال رض ' سلمان رض ' حذیفهٔ ' صهیب رض ' جو حبش ' ایران ' اور یمن وغیره کے زرخرید غلام تهے ' اسلام نے معزز ترین عرب کي صف بصف اُن کو کهڑا کردیا -

حضرت بلال رضي الله عنه حبش کے ایک ادنی غلام تهے جنکو حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے خرید کر آزاد کردیا تها - حضرت عمر (رضي الله عنه) اُنکو اپنا آقا کہا کرتے تهے - حضرت سلمان جو فارس سے عرب میں غلام بنکر آے تهے ' رسول الله (صلی الله علیه و سلم) نے اُنکو اپنا نقیب فرمایا هے اور اُنکا نام حضرت ابوبکر (رضي الله عنه) حضرت عمر (رضي الله عنه) حضرت علي (رضي الله عنه) حضرت ابن مسعود (رضي الله عنه) کے پہلو به پہلو لیا هے - حضرت بلال نے مدینه میں آکر شادي کرني چاهي تو مدینه کي گلیوں میں لوگوں سے پکار کر کہا : " لوگو ! تم جانتے هو که میں ایک معمولي زرخرید غلام هوں ' تم میں کوئي شریف هے جو اپني بیٹي میري زوجیت میں دے " ؟ انصار نے کہا : " اے بلال ! مدینه کا هر شریف اپني بیٹي تمهاري زوجیت میں دینا اپني عزت سمجهتا هے "

(مساوات حقوق قانوني)

مساوات حقوق پر اسلام نے جس شدت سے عمل کیا هے ' اُسکي نظیر تمام دنیا میں نہیں مل سکتي - اسلام کي نظر میں جسطرح ایک حبشي اور ایک قریشي نسب کي حیثیت سے برابر هیں ' اسی طرح حقوق میں بهي بالکل مساوي هیں - اس کا ثبوت گو اوپر کي آیات اور احادیث سے نہایت وضاحت سے هو رها هے ' تاهم مزید توضیح کے لیے هم چند آیات ' احادیث ' اور واقعات پهر پیش کرتے هیں جن سے ثابت هوگا که اسلام نے کیونکر اعلی و ادنی ' امیر و غریب ' قریب و بعید ' دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و انصاف اور قانون و حقوق میں مساوات کا حکم دیا هے :

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله و لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی (آل عمران)	مسلمانو ! انصاف پر مضبوطي سے قائم رهو ' اور خدا هي کیلیے گواهي دو ' کسي گروه کي دشمني اس بات کا باعث نهو که تم انصاف نکرو - انصاف کرو که یه تقوی سے قریب تر هے -

اس آیت سے ثابت هوتا هے که همکو دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و مساوات کا حکم دیا گیا هے :

و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی - (انعام)	جب بولو انصاف کی بات بولو ' اگرچه کسي تمهارے قرابت دار هي کے خلاف هو -

اس آیت کریمه نے قریب و بعید میں مساوات کا فیصله کردیا :

کتب علیکم القصاص في القتلی - (بقره)	تمپر مقتولین کا قصاص فرض کیا گیا -
النفس بالنفس (مائده)	جان کے بدلے جان -

ان دونوں آیتوں کا اطلاق تمام افراد انسان میں جان و زندگي کی مساوات ثابت کرتا هے :

ان الـذين آمنـوا و عمـلوا الصالحات لهم اجر غير ممنون (سجدہ : ٧٥)	جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا ' اونکے لیے غیر منقطع معاوضہ ہے -

(٢٢) ہر چیز کا مرجع اللہ تعالی کی ذات ہے ' اسلیے نیکی کے نتائج بھی اوسی کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں ' لیکن تم نہیں جانتے کہ اس معراج روحانی کا زینہ کیا ہے ؟ خدا خود بتلاتا ہے :

الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعـه (فاطر : ١١)	خدا کی طرف کلمات طیبہ چڑھتے ہیں اور عمل صالح اوسکو اونچا کردیتا ہے - (اس آیت کی مزید تفسیر آگے آئیگی)

پس ہر نیک نیت کا ' ہر سچی شہرت کا ' ہر سچی کوشش کا ' زینہ صرف اعمال صالحہ ہیں ' جو اونکو خدا تک پہونچا دیتے ہیں -

(٢٣) بیٹے کے ساتھہ باپ کی محبت عمل صالح ہے ' کیونکہ وہ بیٹے کے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہوتی ہے ' اور کوئی عمل صالح نتیجہ بد پیدا نہیں کرسکتا - حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی کیونکہ وہ صالح تھے ' اور اسلیے اونکو اپنے عمل صالح کا بہترین معاوضہ ملا تھا - لیکن انکے بھائیوں نے اس محبت کو جذب کرنا چاہا ' مقصد نیک تھا ' لیکن طریق اخذ و جذب مفسدانہ تھا ' اسلیے ناکامیابی و ذلت دائمی نصیب ہوئی :

اقتلـوا یوسف او اطرحوہ ارضا یخل لکم وجه ابیکم و تکونوا من بعـدہ قوما صالحین - (یوسف : ٩)	یوسف کو قتل کرڈالو یا اوسکو کسی جگہ پھینکدو ' باپ کی محبت تمہارے طرف منتقل ہو جائیگی ' اور تم اوسکے بعد ایک صالح جماعت بن جاؤگے -

(٢٤) دنیا کے بادشاہ ہمیشہ صلحاء ہوتے ہیں ' متعدد غیر صالح قوموں نے اپنی سلطنت کھودی - حالانکہ وہ ایک مدت تک وارث تاج و تخت رہ چکی تھیں - متعدد حکمراں قومیں اعمال فاسدہ کے نشے میں چور ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہی اعمال تہذیب و تمدن کے زیور ہیں - لیکن انکو خدا کے ہاتھہ کی گردش پر نگاہ رکھنی چاہیے جو آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے ' اور ایک مرتبہ دفعتہً جھک کر اولٹ دیتا ہے : جعلنا اعالیها سافلها :

ان الارض یرثها عبادی الصلحون (انبیاء : ١٠٥)	زمین کے وارث صرف خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں - فساد کے ساتھہ حکومت نہیں باقی رہسکتی -

(٢٥) نیکی اور اصلاح کا ثمرہ پورا پورا ملتا ہے :

واما الذین آمنوا و عملو الصالحات فیوفیهم اجورهم والله لا یحب الظلمین (آل عمران : ٥٠)	جو لوگ ایمان لاے اور عمل صالح کیا تو خدا انکو پورا معاوضہ دیگا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا -

(٢٦) صلحاء تلاوت کرتے ہیں ' خدا کا سجدہ بجا لاتے ہیں ' امر بالمعروف والنہی عن المنکر کرتے ہیں ' اور نیکی کی راہ میں سب سے آگے رہنا چاہتے ہیں :

من اهل الکتاب امة قائمة یتلون آیات الله آناء اللیل وهم یسجـدون - یؤمنون بالله والیوم الاخر و یامرون بالمعروف وینهون عن المنکر و یسارعون فی الخیـرات - و اولائك من الصالحین - (آل عمران : ١٠٨)	اور اہل کتاب میں ایک مستعد گروہ ہے جو خدا کی آیات راتوں کو پڑھتا ہے اس حال میں کہ وہ سر بسجود ہوتا ہے ' خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے ' نیکی کا حکم دیتا ہے ' برائی سے روکتا ہے ' اور نیکی کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے ' وہی لوگ صلحاء میں سے ہیں -

(٢٧) صلحاء کا ولی اور رفیق و مددگار صرف خدا ہوتا ہے ' اسلیے وہ اوسی سے رشتۂ مودت جوڑتے ہیں :

ان ولی الله الذی نزل الکتب و هو یتـولی الصا لحین - (اعـراف : ١٩٦)	میرا ولی صرف خدا ہے جس نے کتابیں نازل کیں ' اور وہ صالحوں کو دوست رکھتا ہے -

(٢٨) برائی کتنی ہی پھیلی ہو ' تاریکی کا بادل کتنا ہی غلیظ ہو ' مگر صلحا کا نور ایمان انکو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچا لیتا ہے :

و نجیناہ من القریة التی کانت تعمل الخبائث انهم کانوا قوم سوء فسقین و ادخلناہ فی رحمتنا انه من الصالحین - (انبیاء ٧٤)	اور ہم نے لوط کو اوس گانوں سے نجات دی جو بدکاریاں کرتا تھا ' وہ نہایت بری اور بدکار قوم تھی - اور ہم نے اوسکو اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحین میں سے تھا اور صالحین کی جگہ ہماری آغوش رحمت ہی ہے !

(٢٩) صلحاء مصیبت کے وقت مایوس نہیں ہوتے ' ناشکری نہیں کرتے ' اور خوشحالی میں غرور و فخر سے بھی بچتے ہیں کہ اونکا ظرف وسیع ہوتا ہے :

ولئـن اذقنـا الانسـان رحمة ثم نزعنها منه انه لیئوس کفور ولئن اذقناہ نعماء بعد ضراء مستـه لیقولن ذهب السیئات عنی انه لفـرح فخور الا الذین صبروا و عملـوا الصلحت اولئک لهـم مغفرة و اجر کبیر (هود ١٢ : ١٣ : ١٤)	اور اگر ہم نے انسان کو اپنی رحمت کا مزا چکھایا اور پھر اوس سے رحمت کو چھین لیا ' تو وہ نا امید و نا شکرا ہو جاتا ہے ' اور اگر نعمت کی لذت مصیبت کے بعد چکھائی ' تو کہتا ہے کہ اب برائی میرے پاس سے چلی گئی ' اور خوش ہوکر غرور سے اترانے لگتا ہے ' البتہ ان لوگوں کا یہ حال نہیں ہوتا جنہوں نے اعمال صالحہ اختیار کیے ' مشکلات میں صبر کیا - سو اونکے لیے مغفرت اور بڑا معاوضہ ہے -

(٣٠) وہ لوگوں کی امانتیں ادا کرتے ہیں ' اور نہایت منصفانہ فیصلہ سناتے ہیں - خدا نے صلحاء کے ذکر کے بعد اونکو عدل احکام کا حکم دیا ہے - کیونکہ عمل صالح کا بھی نتیجہ ہونا چاہیے :

ان الله یامرکم ان تودوا الامانات الی اهلهـا و اذا حکمتـم بین النـاس ان تحکموا بالعدل - (نساء : ٦١)	خدا تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتیں کو ادا کرو ' اور جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھہ کرو -

اب اعمال فاسدہ و اعمال صالحہ کی فہرست تمہارے سامنے ہے ' مصلحین و مفسدین کی جماعت تمہارے آگے کھڑی ہے - نتائج پیش نظر ہیں ' مختلف حیثیتوں سے مقابلہ کرو ' اعمال فاسدہ کس کثرت سے ہیں ' اور کسقدر نقش و نگار کے پردے میں چھپے ہوے ہیں ؟ لیکن نتائج کا حال مختلف ہے ' اعمال فاسدہ کا صرف وہی ایک نتیجہ ہے جسکا عبرت ناک منظر گذشتہ قوموں کے افسانے پیش نظر کردیتے ہیں - لیکن اعمال صالحہ کے نتائج کس کثرت سے ہیں ' اور کس قدر مختلف ہیں ؟ اعمال صالحہ اپنے خواص و نتائج و آثار سے کبھی الگ نہیں ہوسکتے ' اسلیے خدا نے اعمال کے ساتھہ اونکے نتائج و آثار کا بھی ذکر کیا ہے - لیکن اعمال فاسدہ کے نتائج اون سے جدا بھی ہوجاتے ہیں - اسلیے کوئی مفسد دفعتاً برباد نہیں ہوجاتا ' وہ آہستہ آہستہ ہلاک ہوتا رہتا ہے - قرآن حکیم کی اصطلاح میں اسیکا نام " امہال " ہے - یعنی بتدریج ہلاکت و تباہی کا قانون الہی - (البقیة یتلی)

انا معشر العرب سواء الا يستعبد بعضنا بعضاً -	هم عرب لوگ آپس میں برابر هیں - ایک دوسرے کو غلام نہیں بناتے -

مساوات رتبه کي ایک صورت اور رهگئي که حاکم و محکوم اور آقا و نوکر کا باهمي اختلاف رتبه بهي اٹهه جاے' لیکن اگر اس سے مقصد یه هے که دنیا میں کوئي حاکم هو نه محکوم' آقا هو نه غلام' تو اسوقت تک یه ایک ناقابل عمل اصول هے جبتک دنیا میں مختلف الاستعداد اور مختلف الاخلاق انسان موجود هیں' اور اُن میں باهمي امداد کي احتیاج باقي هے - قرآن کہتا هے :

و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضاً سخریا -	هم نے ایک کو دوسرے پر ترجیح دي تاکه ایک دوسرے کو اپنے کام میں لے سکیں -

اور اگر اس سے مقصود یه هے که باوجود امتیاز مراتب' حقوق میں یکساني هو' تو یه عین حکم اسلام هے - حقوق کو چهوڑو' اسلام کي شریعت میں تو رعایا اور غلام کا لفظ بهي بولنا مستحسن نهیں' سب انسان عباد الله یعني صرف الله کے غلام هیں -

(مساوات مالي)

فقرا اور اهل ثروت کے باهمي تصفیه کے لیے اشتراکیت نے جو اصول قرار دیے هیں' ان میں سب سے زیاده نا قابل عمل اصول یهي هے - تاریخي حیثیت سے اس اصول کي غلطي اسطرح ثابت هے که سولن کے عهد سے لیکر جو اس اصول کي تاریخ پیدایش هے' اب تک دنیا اس پر عمل نه کرسکي - سوشیلسٹ کہتے هیں که دولت کي اصل محنت هے اسلیے تمام افراد کو محنت کرني چاهیے' اور اسکا منافع مساوي طور سے تقسیم کردینا چاهیے - لیکن یه ایک صریح غلطي هے - یه صحیح هے که دولت کا زیاده تر مدار محنت هي پر هے' لیکن تمام افراد کي محنت یکساں نهیں هوتي - جب تک تمام افراد محنت' مقدار محنت' مهارات علم' قوت' صحت تدبیر' اور عقل میں مساوي نهوجائیں' انکي محنتوں کا معاوضه بهي مساوي نهیں هوسکتا - ایک شخص اپني قوت دماغي سے ایک شے ایجاد کرتا هے' اسکي درستي اور تکمیل میں سالها سال کے شدائد برداشت کرتا هے' اور ایک مزدور صرف اسکي نقل اتار سکتا هے' کیا دونوں کي محنتوں کا ایک هي معاوضه دیا جائیگا ؟ ایک شخص ۲۴ گهنٹوں میں ۲۰ گهنٹے محنت کرسکتا هے' دوسرا صرف ۱۰ - گهنٹے' تیسرا ۵ - گهنٹے' چوتها ۲ گهنٹے' کیا یه انصاف هے که ان تمام مختلف الدرجات اشخاص کي محنت کي ایک هي قیمت هو؟ ایک ماهر فن دستکاري ایک شے نهایت عمدگي سے طیار کرتا هے - اسکا رفیق وهي چیز نهایت بهدي اور بد وضع بناتا هے' کیا دونوں کا ایک نرخ هوگا ؟ ایک ماهر علوم جو کسي کالج کا پروفیسر هو' کیا اسکي تنخواه ایک نیم عالم کے برابر هوگي جو کسي معمولي اسکول کا ٹیچر هو ؟ ایک لائق بیرسٹر اور ایک معمولي وکیل کا معاوضه ایک هوگا ؟ ایک جنرل اور ایک سپاهي کي قیمت ایک هوگي ؟ ایک دانشمند وزیر اور ایک محرر کا معاوضه مساوي هوگا ؟ کون کهه سکتا هے که ان سب کی محنتوں اور قابیلتوں کي ایک قیمت هوگي' اور جب ایک قیمت نه هوگي تو دولت اور قیمت محنت کے اختلاف مراتب کا مٹانا فطرت اور قدرت کي مخالفت هے -

دوسري بات قابل غور یه هے که تمدن افراد میں باهمي احتیاج پیدا کرتا هے - اگر دولت و تمول میں لوگ مختلف الدرجه نهوں' تو ایک بیمار کو نوکر' ایک کمزور کو بار بردار' ایک تاجر کو محرر' ایک گورنمنٹ کو سپاهي' ایک نا واقف فن طعام کو باورچي (وقس علي ذلک) کیونکر هاتهه آسکتا هے ؟ قرآن مجید نے انهي دو اصولوں کو مد نظر رکهکر مختلف مدارج مالي کي طرف اشاره کیا هے :

والله فضل بعضکم علی بعض في الرزق' فما الذین فضلوا برادي رزقهم علی ما ملکت ایمانهم فهم فیه سواء (نحل)	خدا نے رزق میں ایک کو دوسرے پر برتري دي هے' تو جنکو برتري دي گئي هے وه اپنا رزق لوٹا کر اون لوگوں کو کبهي نهیں دینگے جنکے وه مالک هیں تاکه وه سب برابر هوجائیں -

دوسري آیت میں بهي اسي طرف اشاره کیا گیا هے :

نحن قسمنا بینهم معیشتهم في الحیوة ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضاً سخریاً (زخرف)	هم نے دنیاوي زندگي میں آنکے درمیان آنکي معیشت تقسیم کردي اور ایک کو کئي درجه دوسرے پر بلند کیا تاکه ایک دوسرے کو اپنے کام میں مدد کیلیے لے سکیں -

اس بیان سے ظاهر هے که سوشیلزم میں مساوات مالي کا اصول نهایت خطرناک غلطي پر مبني هے - لیکن جو نتیجه اس اصول کے ذریعه سے اشتراکیین حاصل کرنا چاهتے هیں' اسلام نے اونکا دوسرا مفید ذریعه بتادیا هے جسکا بیان آگے آئیگا - اس تمام تفصیل کا ماحصل یه هے که فقرا اور اهل احتیاج کي امداد کے لیے اصلاح معاشرت کي جو مفید و حقیقي تجاویز تهیں' اسلام نے اُن سے دریغ نهیں کیا هے' اور جو کچهه افراط و تفریط تها' اُس سے صاف منع کردیا هے -

(اصلاح اقتصادي یا مالي)

اسلام نے اقتصادي امور میں جو اصلاحیں کي هیں' امرا اور اهل ثروت کو جس متعدل حالت پر رکها هے' فقرا اور اهل افلاس کي امداد و اعانت کي جو صورتیں پیدا کي هیں' اُنکو پڑهکر یه فیصله کرنا نهایت آسان هوگا که دنیا میں اسلام هي ایک ایسا مذهب هے جسنے تمدن کي تمام مشکلوں کو اس نکته سنجي کے ساتهه حل کردیا هے که جدید تمدن بهي باوجود اپني انتهائي وسعت کے نوع انسان کے لیے کوئي جدید اور مفید تجویز پیش نه کرسکا - مضمون کے گذشته نمبر میں هم اُن اقتصادي مشکلات کا بیان کرچکے هیں جن میں آجکل یورپ مبتلا هے' اور جن سے مسیحي مذهب انکو نجات دلانے سے بالکل عاجز هے - لیکن مسلمانوں کے هزار ساله تمدن میں صرف اُنکا ایک مذهب تها جو هر راه میں اُنکے لیے مشعل هدایت تها -

عقلاے یورپ نے مصائب اقتصادي سے رهائي پانے کے لیے سب سے ضروري تجویزیں یه پیش کي هیں :

(۱) اهل حاجت کي امداد کے لیے لوگوں کي آمدني پر ٹیکس لگایا جاے' اور اُنکے لیے فنڈ مقرر کیا جاے -

(۲) سود سے بچنے کے لیے قرض دینے والي انجمنیں قائم کي جائیں -

(۳) گورنمنٹ کا فرض هے که فقرا اور اهل حاجت کي خبرگیري کرے' بازار کا نرخ مقرر کرے -

یه تمام تجویزیں جنکو یورپ ایک مدت کے تجربه کے بعد سمجها هے' لیکن جن پر اب تک عمل نه کرسکا' اسلام انکو اپنے ابتداے پیدایش هي میں سمجهه چکا تها' اور ایک مدت دراز سے وه ان پر عامل هے -

(اسلام میں مال کا رتبه)

سب سے پہلا مرحله یه هے که دولت و مال کا کیا رتبه هے ؟ اسلام کے سوا اکثر مذاهب نے اس نکته کے سمجهنے میں غلطي کي هے - عیسائیت کا حکم هے که اهل دولت آسمان کي بادشاهت میں داخل نهیں هوسکتے - یهودیت نے ایک حد قدر کي هے' مگر اُنکي دولت کے ثمرات و فو بني اسرائیل تک محدود هیں - بودهه مذهب

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اقيموا حدود الله علي القريب و البعيدكم ولا تاخذ في الله لومة لائم (ابن ماجه كتاب الحدود)	عبادہ بن صامت سے روایت ہے که رسول الله صلى الله عليه و سلم نے فرمایا که خدا کے حدود (یعني خدا کے مقرر کرده قواعد و آئین) دور و قریب سب پر یکساں جاري کرو' اور خدا کے معامله میں تم ملامت کرنے والوں کي ملامت کي پروا نه کرو -

یه حدیث تعزیر و سزا میں قانون مساوات کو ثابت کرتي هے' اور یه اسلام کا صرف قولي حکم نهیں هے بلکه اسکا اس پر عمل بهي رها - قبیلۂ مخزوم کي ایک عورت چوري میں ماخوذ هوئي - قریش نے رسول الله سے سفارش کرنے کے لیے حضرت اسامه کو آماده کیا جنکو رسول الله بهت عزیز رکهتے تهے - لیکن جب اس واقعه کے متعلق آپ سے سفارش کي گئي تو آپ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا :

انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه - و اذا سرق فيهم الوضيع اقاموا عليه الحدود ايم الله لو ان فاطمه بنت محمد سرقت لقطعت يدها ' (بخاري الشفاعة في الحدود)	تم سے پہلي قومیں اسلیے هلاک کي گئیں' که جب کبهي ان میں کوئي بڑا آدمي چوري (یا کوئي جرم) کرتا تو اسکو چهوڑ دیتے اور جب کوئي معمولي آدمي چوري کرتا تو اسکو سزا دیتے - خدا کي قسم اگر محمد کي بیٹي فاطمه بهي چوري کرتي تو میں اسکا هاتهه کاٹتا -

حضرت عمر(ض) نے ایک جرم پر اپنے بیٹے عبید الله پر خود اپنے هاتهه سے حد جاري کي ' اور گو وه اسي سزا میں مرگئے لیکن حضرت عمر نے حد سے هاتهه نهیں روکا - ان احکام اور واقعات سے بالکل واضح هو جاتا هے که اسلام نے مساوات قانوني کا کسقدر لحاظ کیا هے ؟

اب آؤ' عام مساوات حقوق کي نسبت اسلام کا طرز عمل بتائیں -

یه ظاهر هے که رسول الله تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تهے' لیکن کبهي آپ نے اپنے لیے عام مسلمانوں سے زیاده امتیاز نهیں چاها - ایک سفر میں کهانا پکانے کے لیے لوگوں نے کام تقسیم کر لیے - رسول الله نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمه لیا - حضرت انس ایک نوجوان صحابي دس برس رسول الله کي خدمت میں رهے ' لیکن انکا بیان هے که اس طویل عرصه میں جتني خدمت میں نے رسول الله کي کي' اس سے زیاده آپ نے میري خدمت کي !

خلفاے راشدین جو اسلام کے زنده پیکر تهے' انکا بهي همیشه یهي طرز عمل رها - حضرت عمر جب بیت المقدس جا رهے تهے تو ایک اونٹ تها جسپر باري باري سے حضرت عمر کا غلام اور خود حضرت عمر سوار هوتے تهے- جب بیت المقدس کے قریب پهونچے ' تو غلام کي باري تهي - غلام نے کها " امیر المومنین شهر قریب هے آپ سوار هوں" حضرت عمر نے فرمایا " نهیں حق تمهارا هے تم سوار هو" آخر غلام سوار هوا اور حضرت عمر (ض) پیاده اونٹ کي ڈوري پکڑے هوے شهر میں داخل هوے - حالانکه یه وه وقت تها که تمام مخلوق خلیفۂ اسلام کي شان و عظمت دیکهنے کے لیے گهروں سے نکل آئي تهي !

واقعۂ اجنادین میں رومي سپه سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے کے لیے بهیجا - وه جاسوس اسلام کے سچے نمونوں کو یعني جب صحابه کو دیکهکر واپس هوتا هے تو رومي سپه سالار سے ایک تحیر کے عالم میں کهتا هے :

هم بالليل رهبان و بالنهار فرسان لو سرق ابن ملكهم قطعوه' و اذا زنى رجموه !	یه لوگ رات کو راهب عبادت گذار اور دن کو فوجي سوار هیں - اگر ان کے بادشاه کا لڑکا بهي چوري کرے تو هاتهه کاٹیں' اور اگر زنا کرے تو پتهراؤ کریں !

حضرت ابوبکر رضی الله نے خلافت کي پهلي تقریر جو کي تهي اسکے حسب ذیل فقرے پڑهو:

و ان اقواكم عندي الضعيف حتى اخذ له بحقه' و ان اضعفكم عندي القوى حتى اخذ منه الحق - (ابن سعد جزء ۳ صفحه ۱۲۹)	تم میں جو سب سے قوي هے وه میرے نزدیک ضعیف هے ' یهاں تک که میں اس سے حق وصول کروں ' اور تم میں جو سب سے کمزور هے وه میرے نزدیک قوي هے یهانتک که اسکا حق دلواؤں -

شاهزاده یمن مسلمان هوگیا تها - صرف اسلیے مرتد هوکر عیسائي هوگیا که ایک عام اور غریب مسلمان کے مقابله میں حضرت عمر (ض) نے اسکو کوئي ترجیح نه دي- حضرت علي (ض) جب ایک مقدمه میں مدعا علیه بنکر آئے' تو انکو مدعي کے برابر کهڑا هونا پڑا ' فارس کي لڑائي میں جب مغیره بن شعبه رستم کے پاس سفیر بنکر گئے' اور اسلامي مساوات کے جوش میں وه رستم کے برابر تخت پر بیٹهه گئے' تو درباریوں نے یه گستاخي دیکهکر انکو تخت سے اتاردیا' اسوقت انکے منهه سے کس بیساختگي کے ساتهه یه الفاظ نکلے هیں :

لا يستعبد بعضنا بعضا (۱)	همارے یهاں تو ایک دوسرے کو غلام بنانے کا دستور نهیں هے !

ایک مرتبه ایک شخص نے صرف اسلیے حضرت عمر کي اطاعت سے انکار کیا که اسکو خیال هوا که حضرت عمر نے تقسیم غنیمت میں اپنا حصه عام مسلمانوں سے زیاده لیا هے - منصور عباسي بڑے جاه و جلال کا خلیفه تها - ایک شخص نے جب اسپر قاضي کے یهاں دعوی کیا تو معمولي آدمیوں کي طرح اسکو مدعي کے برابر قاضي کے سامنے کهڑا هونا پڑا - اسلام کے زیر سایه جو قومیں رهیں' انکو بهي هر قسم کے مذهبي اور ملکي حقوق حاصل رهے - اس تفصیل کے بعد کون کهه سکتا هے که اسلام نے مساوات حقوق پر عمل نهیں کیا ؛

(مساوات مراتب)

اسلام باهمي افراد میں ترجیح رتبه اور فضیلت مدارج کا قائل هے ' قرآن مجید میں هے :

انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض -	دیکهو همنے کسطرح انمیں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دي ؟

اور عقل بهي اسکو تسلیم نهیں کرتي که مختلف اعمال ' اخلاق ' اطوار ' اور اوضاع کے آدمي اعزاز و فضیلت میں مساوي الدرجه هوجائیں - اسلیے اشتراکیت کا یه اصول کسي قدر ترمیم طلب هے - اسلام نے نهایت نکته سنجي کے ساتهه اسکي یوں ترمیم کي هے که اسنے اعزاز و مرتبت کي دو قسمیں قرار دي هیں " صحیح اعزاز و منزلت " اور " ناجائز اعزاز و منزلت " نا جائز اعزاز و منزلت وه هے جو غرور ' نخوت ' مناصب دنیوي ' وجاهت موروثي ' نسب اور دولت پر مبني هو - صحیح اعزاز و منزلت وه هے جسکي بنا اخلاق ' حسن عمل ' اور نیک کرداري پر هو - خدا فرماتا هے :

ان اكرمكم عند الله اتقكم - (حجرات)	خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیاده معزز وه هے جو سب سے زیاده نیک کردار هے -

رسول الله صلى الله عليه و سلم فرماتے هیں :

الكرم التقوى (ترمذي باب مفاخرت)	بزرگي نیک کرداري هے -

مساوات رتبه کي واقعیت دریافت کرنے کے لیے حضرت مغیره بن شعبه کا وه قول پهر پڑهو' جو انهوں نے دربار فارس میں فخر و شرف کے لهجے میں کها تها :

---

(۱) طبري جلد ۴ صفحه ۱۰۸ - مطبوعه مصر-

هر فرمايش ميں البلاغ کا حواله دينا ضروري هے

رينلڈ کي مستريز اف دي کورٹ ف لنڈن

يه مشهور ناول جوکه سوله جلدوںميں هے ابهي چهپ کر نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قيمت کي چوتهائي قيمت ميں ديجاتي هے - اصلي قيمت چاليس ۴۰ روپيه اور اب دس ۱۰ روپيه - کپڑيکي جلد هے جسميں سنهري حروف کي کتابت هے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاوير هيں تمام جلديں دس روپيه ميں وي - پي اور ايک روپيه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپيريل بک ڈيپو - نمبر ۶۰ سريگوپال ملک لين - بئوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

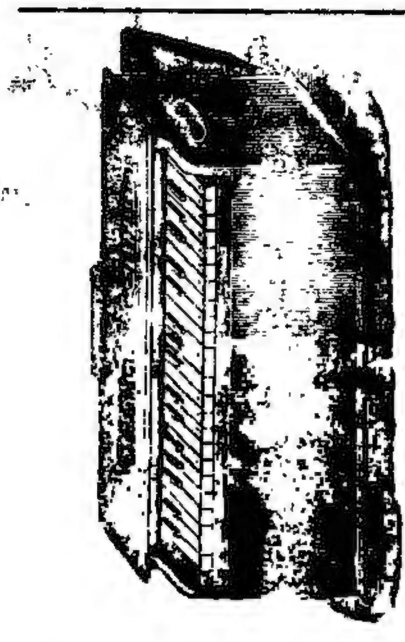

نصف قيمت اور

تبله انعام

همارا سائنس فکسن فرموٹ هارمونيم سريلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا ميں يکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه ميں گراں لکڑي سے طيار کيا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قيمت اور کبهي نصف قيمت پر فروخت کرتے هيں - ايک ماه کيليے يه قيمت رکهي گئي هے - ايک [illegible] آزمايش کيجيے [illegible] پهر آپکو افسوس کرنا پڑيگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تين روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرليونگے - اس وجه سے آپ دريافت کرليجيے که يه کمپني کسي کو دهوکا نهيں ديتي هے - گرانٹي تين برس - سنگل ريڈ اصلي قيمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپيه - اور اسوقت نصف قيمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپيه - و ڈبل ريڈ اصلي قيمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپيه - و نصف قيمت ۳۲ ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپيه - هر ايک باجه کيواسطے مبلغ پانچ روپيه پيشگي روانه کرنا چاهيے اور اپنا پورا پته اور ريلوے اسٹيشن صاف صاف لکهنا چاهيے - هر ايک سنگل ريڈ کے ساتهه ايک گهڑي اور ڈبل ريڈ کے ساتهه ايک تبله و ڈگي انعام ديا جاويگا - هندي هارمونيم سکهها کا قيمت ايک روپيه هے -

نيشنل هارمونيم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

يه ايک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا هے - يه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پيدا کر ديتي هے - قيمت ايک روپيه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا دمه - کهانسي کے ليے بهي مفيد هے - قيمت - ايک روپيه -

PILES TABLETS.

بواسير خوني هو يا بادي - بغير جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قيمت ايک روپيه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه موروثي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگين رهنے کا جنون ' عقل ميں فتور ' بے خوابي وغيره وغيره دفع هوتي هے - اور وه ايسا صحيح و سالم هو جاتا هے که کبهي ايسا گمان تک بهي نهيں هوتا که وه کبهي اسي مرض ميں مبتلا تها - قيمت في شيشي پانچ روپيه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے ليے ڈاکٹر سيلم صاحب کا اوبهرائين

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پيدا هونا - اور اسکے دير پا هونيسے تشنج کا پيدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکايات جو اندروني مستورات کو هوتے هيں - مايوس شده لوگونکو خوشخبري ديجاتي هے که مندرجه ذيل مستند معالجونکي تصديق کرده دوا کو استعمال کريں اور لطف زندگاني حاصل کريں - يعني ڈاکٹر سيلم صاحب کا اوبهرائين استعمال کريں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو ڈاکٹر ايم - سي - ننجنڈا راؤ ايل اسسٹنٹ کيميکل اکزامنر مدراس فرماتے هيں - " ميں نے اوبهرائين کو امراض مستورات کيليے " نهايت مفيد اور مناسب پايا -

مس ايف - جي - ويلس - ايل - ايم - ايل - آر - سي - پي ايف ايس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هيں :- " نمونے کي شيشياں اوبهرائين کي اپنے مريض پر استعمال کرايا اور بيحد نفع بخش پايا "

مس ايم جي - ايم - براڈلي - ايم - ڈي - (برن) بي - ايس - سي - (لنڈن) سينٹ جان اسپتال ارکارڈي بمبئي فرماتي هيں : " اوبهرائين جسکو که ميں نے استعمال کيا هے " زنانه شکايتوں کيليے بهت عمده اور کامياب دوا هے "

قيمت في بوتل ۲ روپيه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خريدار کيليے صرف ۶ روپيه -

پرچه هدايت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

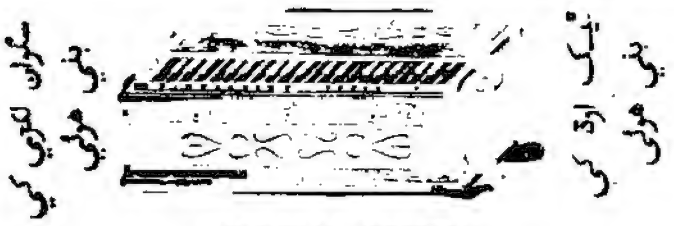

IMPERIAL FLUTE

بهترين اور نهايت لاجواب قيمت سنگل ريڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپيه
قيمت ڈبل ريڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپيه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپيه بطور پيشگي آنا چاهيے -

GANGA FLUTE

قيمت سنگل ريڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپيه -
ڈبل ريڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپيه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹائين

ايک عجيب و غريب ايجاد اور حيرت انگيز شفا ' يه دماغي ضعف کو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - يه ايک نهايت موثر ٹانک هے جوکه يکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هيں - اسکے استعمال سے اعضاء رئيسه کو قوت پهونچتي هے - مسلوبه وغيره کو بهي مفيد هے - [illegible] قيمت دو روپيه -

زينو ٹون

يه دوا کے پهرتي استعمال سے ضعف باه ايکبارگي هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرينگے قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزايش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا يه سب باتيں اسميں موجود هيں - نهايت خوشبودار - قيمت ۲ روپيه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dutta & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta

مفت ! مفت !!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنيف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بيمه کتاب تلافي عياشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

تنک کوگداگر اور سائل بننے کي اجازت دیتا ہے‘ لیکن اسلام نے دولت کو معیشت انساني کا ستون قرار دیا ہے :

و لا تؤتو السفهاء اموالکم التي جعل الله لکم قیاما (نساء)	تم اپنا وہ مال بیوقوفوں کو نہ دیدو جسکو خدا نے تمہاري معیشت کا قوام بنایا ہے -

قرآن مجید نے مال کو جو پایہ بخشا ہے‘ اُسکا اندازہ اس سے ہوگا کہ اُسنے مال کو پچیس جگہ ”فضل“ کہا ہے‘ اکیس مقام پر لفظ ”خیر“ کے ساتھہ تعبیر کیا ہے‘ بارہ مرتبہ ”حسنہ“ اور ”رحمۃ“ کے لفظ سے یاد کیا ہے - (۱) اسلام کے فرائض خمسہ میں سے دو فرض کے ادا کرنے کا شرف صرف اہل ثروت کو عطا ہوا ہے -

(مال عام قــوم کا حق ہے)

مساوات مالي کي بحث میں ہم یہ ثابت کرچکے ہیں کہ تمام قوم یا تمام ملک میں مال و دولت کي مساوات عقلاً اور عملاً محال ہے‘ لیکن اس سے چارہ نہیں ہوسکتا کہ ملک و قوم کي تمام دولت اگرچہ ملکیت کي حیثیت سے افراد کے تصرف میں ہو‘ لیکن اُسکي بقا اور ترقي کے لیے یہ ضروري ہے کہ وہ تمام دولت قوم اور ملک کي مجموعي دولت قرار دي جاے تاکہ ہر فرد کو لحاظ رہے کہ دوسرے فرد کي دولت برباد اور تلف نہو جاے‘ اور قوم و ملک کي مجموعي دولت رو بہ زوال نہ ہو - اگر کوئي شخص خود اپني دولت آپ ہي ضائع کر رہا ہو تو بھي قوم و ملک کو اسکي اصلاح و بقا کے لیے دخل دینا جائز ہو - قرآن مجید نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ہے :

و لا تؤتوا السفہاء اموالکم (نساء)	بیوقوفوں کو اپنا مال ندیدو -

اس آیت میں بیوقوف سے مراد نابالغ یا نا سمجھہ یتیم لوگ ہیں‘ اور اُنکے سرپرستوں کي طرف خطاب کیا گیا ہے - یہ مال خود یتیموں کا ہے جو امانتاً اُنکے سرپرستوں کے پاس جمع ہے - خود سرپرستوں کا نہیں ہے - اس بنا پر چاہیے تھا کہ آیت یوں ہوتي : ”بیوقوفوں کو اُنکي دولت ندیدو“ لیکن یتیموں کي شخصي دولت عام سرپرستوں کي دولت اسلیے قرار دي گئي تاکہ شخصي دولت کو قوم و ملک کا حق قرار دیا جائے - اس سے زیادہ صاف یہ آیت ہے :

یا ایہا الذین آمنو لا تاکلو اموا لکم بینکم بالباطل (نساء)	ایمان والو! تم لوگ اپني دولت آپس میں ناجائز طریقہ سے نہ حاصل کرو -

یہ ظاہر ہے کہ لوگ ناجائز طریقہ سے دوسرے ہي کي دولت حاصل کرتے ہیں - خود اپني دولت کیسے حاصل کرینگے ؟ پس اس سے اشارہ اسي بات کي طرف ہے کہ گو وہ مال شخص غیر کے تصرف میں ہے لیکن در حقیقت وہ کل قوم کا حق ہے - اسلیے اُسکي حفاظت و بقا کي کوشش عام قوم و ملک کا فرض ہے -

(ذرائع معاش)

مذہب اسلام نے اپنے تمام پیروؤں کو کسب معاش کي تعلیم دي ہے - اُسکا عام حکم ہے :

لیس للانسان الا ما سعی -	انسان جو کچھہ کوشش کرتا ہے وہي اُسکے لیے ہے -

بیہقي کي روایت ہے :

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ -	پاک کمائي کا حاصل کرنا فرض ہے بعد فرائض دیني کي -

تمام ذرائع معاش میں سے اسلام نے زراعت‘ حرفت‘ اور تجارت کو پسند کیا ہے‘ لیکن تجارت کو سب سے زیادہ رتبہ دیا ہے - مفسرین کي راے ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ابتغاے فضل (یعني خدا کے فضل کي تلاش) کا لفظ آیا ہے‘ وہاں تجارت ہي مقصود ہے - نماز جمعہ کے بعد حکم ہے :

فاذا قضیت الصــلواۃ فانتشروا في الارض و ابتغوا من فضل اللہ - (جمعہ)	جب نماز ہوجاے تو زمین میں پھیل جاؤ‘ اور خدا کا فضل ڈھونڈو (یعني تجارت میں مشغول ہو)

صحابہ کي تعریف میں ہے -

تراہم رکعا سجدا یبتغون فضــلاً من اللہ و رضوا ناً (محــمد)	تم اُنکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوے‘ خدا کا فضل اور رضا ڈھونڈھتے ہوے دیکھو گے (یعني تجارت)

دوسري جگہ صحابہ کے تجارتي سفر کي مدح میں کہا گیا ہے :

و اخــرون یضــربون في الارض یبـتـغون مــن فــضـل الــلہ -	اور دوسرے لوگ ہیں جو خدا کا فضل ڈھونڈھتے ہوے (تجارت کرتے ہوے) ملک میں سفر کرتے ہیں -

حج میں تجارت کرنا اسلام سے پہلے لوگ برا سمجھتے تھے - اسلام نے ان الفاظ میں اسکي اجازت دي :

لتشــہدوا منــافـع لہم - (حج)	(حج کو آئیں) تا کہ وہ اپنے منافع و فوائد تجارت کو دیکھیں -

تحصیل معاش کے لیے تجارت کرنے کا اس آیت میں حکم دیا گیا :

یا ایہا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکـم بینکم بالباطل الا ان تـکون تجارۃ عن تراض منـکم (نساء)	ایمان والو! تم لوگ اپنا مال آپس میں ناجائز طریقـہ سے نہ کھاؤ‘ لیکن یہ کہ تجارت ہو آپس کي رضامندي سے -

حاکم نے کنز میں روایت کي ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا :

یا معشر قریش لا یغلبنکم ہذا و اصحابہ علي التجارۃ فانہا نصف المال (کنز العمال) (ج - ۲ ص - ۲۱۸)	اے قــریـش ! تجـارت میں یہ لوگ تم پر بڑھہ نہ جائیں‘ کیـونکـہ تجــارت نصــف دولت ہے -

احادیث میں صنعت اور دستکاري کے بھي فضائل آے ہیں :

عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - قال ما کسب الرجل کســبا اطیب من یدہ (ابن ماجہ ابواب التجارۃ)	مقدام بن معدیکرب نے روایت کي ہے کہ رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انسان کوئي کمائي اپنے ہاتھہ کي کمائي سے بہتر نہیں پیدا کرسکتا ہے !

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ! بہتر کمائي کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا :

عمل الــرجل بیـدہ و کل بیع مبرور - (طبراني)	انســان کے ہاتھہ کا کام اور ہر ایماندارانہ تجارت !

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چراتے تھے‘ حضرت زکریا نجار تھے‘ حضرت ابوبکر صدیق بزاز تھے -

حضرت علي رضي اللہ عنہ سے مروي ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لاے‘ تو آپ نے زراعت کے متعلق قریش کو خطاب کرکے فرمایا :

یا معشر قریش انکم باقل الارض مطرا فاحرثوا فان الحرث مبارک (کنز العمال بحوالہ ابن جریر) ج - ۲ - ص - ۲۱۹)	اے گروہ قریش تم ایسي زمین ہو جہاں بارش کم ہوتي ہے‘ تو زراعت کرو‘ زراعت میں برکت دي گئي ہے -

---

(۱) حجج القرآن امام ابو الفضائل رازي - صفحہ - ۸۷ - ۸۸ -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (القرآن الحکیم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولینذروا به ولیعلموا
انما هو اله واحد ولیذکر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۲
کلکته : جمعه ۲۰ - ربیع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 25th February, 1916.
جلد ۱

ترجمان القران

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه ، اثر خامۂ ایڈیٹر الهـــلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ، جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالى انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ، اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ، وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ، امام الاعلام ، مجدد العصر ، حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ، جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ، اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ، اور اردو زبان میں ترجمة القران کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ، و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ، لیکن یه کہنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ، اسکي تکمیل کا شرف حق تعالى نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ، جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ، و بلاغت و انشاء مخصوص ، و فہم حقائق و معارف قرانیه ، و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ، عام فہم ، معني خیز ، حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ، اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ، اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ، اور بچوں ، عورتوں ، سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ، انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

قیمت في پرچه
چـــار آنـــه

البلاغ

فی

مقاصد القرآن

هــذا بــيــان لــلــنــاس ' وهــدى و موعظة للمتقين (٣ : ٣٣)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر ' از خامہ ایڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافي ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے ' یہ اسي قلم سے نکلي ہوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئي ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ٦٤ اور زیادہ سے زیادہ ١٠٠ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کي تفسیر کا ہوگا ' انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ قبل از اشاعت چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ ہند

تاریــخ ہنـدوســتان

ترجمہ فارسي " ہسٹري آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ١٨٥٩

ہندوستان کي تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کي ہیں ' ان میں مسٹر جان - سي مارشمن کا قلم خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہے - اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسي ترجمہ مولوي عبدالرحیم گورکھپوري نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اہتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چھپائي بھي ہے - یعنے چھپي تو ہے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ہے - کاغذ بھي نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ہے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلي کتاب ٤٠٤ صفحوں میں ختم ہوئي ہے - چند نسخے موجود ہیں - قیمت مجلد ٣ - روپیہ -

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازي رحمۃ اللہ علیہ کي تفسیر جس درجہ کي کتاب ہے ' جسکا اندازہ ارباب فن ہي خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہ ہوتي تو صدہا مباحث و مطالب تھے جو ہماري معلومات سے بالکل مفقود ہو جاتے -

پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا ' ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الہلال کي راے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و تمرین ترجمہ ہے

لکھائي اور چھپائي بھي بہترین درجہ کي ہے - جلد اول کے کچھہ نسخہ دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھي اب بغرض نفع عام - ایک روپیہ ٨ - آنہ کردي گئي ہے -

تمام درخواستیں : " منیجر البــلاغ کلــکتہ " کے نام آئیں -

جسکا درد وهي جانتا ہے ' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یہ سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب ہو رہا ہے - سردي ہٹانے کیلیے کا بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں ' اور رات و دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں ' اور نیند تک حرام ہو جاتي ہے دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیادہ تر نقصان اشیاء اور دھتورہ ' بھنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے او ڈالڈ ' دیگر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي لیبارٹري سے بني ہوئي دمہ کي دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہي بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پا کر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا لیکن ایک مرتبہ اسے بھي آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ في شیشي - محصولڈاک ٥ آنہ - اس دوا کي دو خاص فوائد ہیں - (١) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (٢) اور کچھہ روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

[illegible] ایس کے برمن نمبر ٥ و ٦ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by O. Ahmad » » AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Calcutta

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor,
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - ریپن لین
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماهی - ۶ - ۱۲ - آنه

نمبر - ۱۲

کلکته : جمعه ۲۰ - ربیع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 25th February 1916.

جلد ۱

شذرات

مجوزه شیعه کالج

ايتها النفوس المختلفة ! و القلوب المتشتة ! الشاهدة ابدانهم ' و الغائبة عنهم عقولهم ' اظاركم على الحق و انتم تنفرون عنه نفور المعزى من وعوعة الاسد ! هيهات هيهات ان اطلع بكم سرار العدل ' او اقيم اعوجاج الحق !
(حضرة علي عليه السلام - نهج البلاغة صفحه ۲۶۷)

گذشته نمبر میں میں اپنے اصول دعوة اور مسلک عمل کے متعلق بالاختصار عرض حال کرچکا هوں - آج اپنے اختلاف اور وجوه اختلاف کو ظاهر کرونگا -

(تحریک کي ابتدا)

کسي مولود کي حالت کا صحیح اندازه کرنے کیلیے سب سے پهلي چیز اسکے مولد و منشاء کو معلوم کرنا هے - اس اعتبار سے "مجوزه شیعه کالج" کیلیے بهي سب سے پهلي بحث یه سامنے آتي هے که اس تحریک کا مبدء و مولد کیا هے ؟ یعني کیا حالات و اسباب تهے جن سے اس تحریک کي تخلیق و تکوین هوئي ؟ اسکا مبدء خود انسان کے قلب کے اندر هے جهاں ضرورتوں کا احساس اور حقیقتوں کا علم هوتا هے ' یا باهر کا القا هے جس نے اپني مصلحتوں کیلیے دوسروں کي مصلحتوں کا نام اختیار کیا هے ؟ پهر جس فضاء میں اس تحریک کے مخلوق مزاجي نے پرورش پائي ' وه کهاں کي فضاء اور کس سرزمین کا موسم تها ؟ میداني سرزمینیں تهیں جهاں بیج بویا جاتا هے ' یا پهاڑوں کي چوٹیاں تهیں جنکي بلندي سے پاني برستا هے ؟

اس بارے میں دنیا کي معلومات حسب ذیل هیں :

غالباً تین سال کا زمانه گذرا که شیعه کانفرنس کے بعض ارکان نے علي گذه کالج کے متعلق بعض تحریرات شائع کیں ' اور اس مسئله کو چهیڑا که علي گذه کالج میں شیعوں کے حقوق به حیثیت شیعه هونے کے کیا کیا هیں ' اور ان کو کس طرح پامال کیا جا رها هے ؟ ساتهه هي اس بارے میں ارکان کالج سے خط و کتابت بهي شروع کي ' اور اپنے جماعتي مطالبات کي ایک فهرست پیش کي - سب سے پهلي مراسلت غالباً نواب وقار الملک کے عهده نظامت کے عهد میں هوئي تهي -

مطالبات کي فهرست میں نے اس زمانے میں دیکهي تهي مگر اس وقت انکي تمام جزئیات یاد نهیں - به حیثیت مجموعي اس فهرست کا یه حال تها که : خلطوا عملا صالحا و اخر سيئا ! بعض مطالبات تو واقعي مستحق قبول تهے اور بعض صحیح نه تهے - مثلاً شیعه طلباء کے حقوق دیني اور اهتمام ضروریات دینیه کے متعلق جو کچهه تها ' اصولاً سب درست تها - لیکن اسکے ساتهه هي یه مطالبه بالکل بے معني تها که کالج کا ایک سکریٹري سني هو اور اسکے بعد دوسرا شیعه - کالج کا سکریٹري یقیناً شیعه هونا چاهیے اور اگر همیشه شیعه هي هوتا رهے تو اور بهتر - لیکن اسلیے که وه مسلمان اور صاحب صلاحیت هے - نه اسلیے که وه شیعه هے ؛ کیونکه سنیت اور شیعیت ' سب مصنوعي اور خود ساخته اسماء هیں : سمیتموها انتم و اباؤکم ما انزل الله بها من سلطان - نام کي سچائي اس کرهٔ ارضي پر صرف ایک هے - اور وه "اسلام" هے : هو سماکم المسلمین !

مطالبات میں شیعه طلبا کي دیني تعلیم و تربیت اور دیني اعمال کے حقوق کے متعلق جسقدر دفعات تهیں ' اصولاً انکي صحت میں کچهه کلام نهیں ' لیکن علي گذه کالج کي سرزمین میں سرے سے مذهب اور اسلام کي تعلیم و تربیت هي کو کون پوچهتا هے که سني اور شیعه دینیات کي بحث کي نوبت آے ؟ اگر ارکان شیعه کانفرنس کو اسکي شکایت تهي که انکي مخصوص تعلیم دینیات کا کالج میں کوئي انتظام نهیں ' تو وه مجهے بتلائیں که عام طور پر نفس مذهب و اسلام کي تربیت هي کا وهاں کونسا انتظام هے ؟ جن ارکان کالج سے وه شیعوں کے حقوق مانگ رهے تهے ' وه پهلے نفس اسلام کے مطالبه سے تو عهده برا هوجائیں ؟ محض مسلمانوں کو پهانسنے کیلیے اور انسے چندے وصول کرنے کیلیے تو اس بستي کا هر فرد مذهب مذهب قوم قوم پکارنے لگتا هے ' اور جب مسلمانوں کے سامنے آکر کهڑا هوتا هے تو معلوم هوتا هے که مذهب اور مذهب کي تربیت کا دکهه اس سے زیاده اس دنیا میں اور کسي کو نهیں هے " لیکن اگر کالج میں جاکر انکے اعمال کا تجسس کیا جاے ' اور دیکها جاے که طلباء کے سامنے کالج کے ٹرسٹیوں نے ' کالج کے عهده داروں نے ' کالج کے پروفیسروں نے " مذهبیت کا '

اطلاع : بعض ناگزیر اسباب سے آینده جمعه کو رساله نهیں نکلیگا اور دوسرے هفته کو ذیل نمبر شائع هوگا -

آب حیات

رهلتي کایا پلٹ ' یوناني اکسیر البدن, اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے هیں یه امرت پورا

زندگي کو موت سے ایک روپیه میں خرید نا

(آبحیات کے اکسیري فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی هے - پهر عمر بهر پچهتاتے هیں جو لا حاصل هوتا هے - اب پچهتائے کیا هوت جب چڑیا چگ گئیں کهیت - هندوستان گرم ملک هے اور بوجه شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن هزاروں قسم کي بیماریاں و فساد خون کے باعث هر روز نئے نئے پیدا هوا کرتے هیں - گراني اشیاء خوردني نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکها هے - اور کثرت بیماري نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکها ' اس لیے عام لوگ بلا علاج زنده درگور هو جاتے هیں - اگر علاج کرتے هیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش ' تنگدست بن جاتے هیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتي - مندرجه بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائي اثر بخشا هے تاکه کوئي دکهه دنیا میں نه رهے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسه کي ایک خوراک لے کر امراض مزمنه مایوسه سے خلاصی پائے - آبحیات هر مرض شدید کي دوا هے خارجاً لگانے سے هر درد وغیره کے لیے شفا هے - ایک شیشی آبحیات کی کنبه بهر کو بہت بلاؤں اور ناگہاني آفتوں سے بچاسکتي هے ' کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گهر میں آ دبائیگي اسلیے یه عقلمندي هے که پہلے هي سے ایک شیشي گهر میں رکهي جائے -

(فوائد مصدقه آبحیات)

تپدق ' تپ محرقه ' صفراوي تپ ' تپ پر سوت ' سل ' پیچش ' صفراوي اسهال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب ' تپش دل ' ناسور ' بدهه کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا ' پهوڑے پهنسیاں ' پٹهوں کا اکڑاؤ ' بواسیر ' نواسیر ' بهگندر ' تالو کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج ' درد کمر ' نقرس ' چهپاکي ' متلي ' قے ' زخموںمیں کیڑے پڑنا ' کثرت پیاس ' تشنج ' بیخوابي ' کهانسي خشک و تر ' ورم ' چهرنے ' ورم پستان ' درد دل ' هیضه ' طاعون ' خنازیر ' درد شکم ' زهر دار ڈنگ ' بهڑ ' سانپ ' بچهو ' آگ سے جلنا ' گرمي کي شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ' درد ' چوٹ ' خارش نکسیر وغیره وغیره کتاب میں مفصل حال درج هے -

قیمت فی شیشي ایک روپیه - چهه شیشي پانچ روپیه - ایک درجن دس روپیه محصول ڈاک ذمه خریدار -

آبحیات کا مسیحائي اثر

(سل ' دق ' کهانسي ' سات ماه کي صرف سات دن میں دور)

عالیجناب هز هائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سي - ایس - آئي والي ریاست خیرپور سندهه

سر اسے غلام رسول عرصه سات ماه سے بعارضه بخار لازمي حر ۱۰۴ درجه تهرما میٹر پر رهتا تها - اور اس کے علاوه کهانسي ایسي شدید تهی که سونا ' بیٹهنا حرام هوگیا تها - چونکه سر - اسے ممدوح اپنے آقائے قلعدار میر احمد علي خاں صاحب کي خدمت میں شب و روز رهتا تها اور کهانا پینا ان کے ساتهه رکهتا تها - اُن کے معالجه کے لئے یو... ن سول سرجن سات سو روپیه روزانه کراچي وغیره سے اور نامور اطبائے هندوستان سے جمع کرتے رهے - میر ممدوح مدقوق تها - کوئی چاره نه چلا اور وه فوت هوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق هوکر کهدیا تها که سر - اسے غلام رسول بهی اسی مرض میں مبتلا هوگیا تها - آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسي سرکار ابد پائدار والي ریاست نے حکیم غلام نبی زبدة الحکماء لاهور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یوناني اور ماهر فنون هر دو طب هیں ' ریاست میں برائے معالجه طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدة الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیره میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا که مقدمه سل هے - اور جگر بهي بگڑ گیا هے ' صرف دس قطره آبحیات کے تین دفعه دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزي و یوناني دوائیاں ترک کرادیں - سات ماه کا بخار اور کهانسی ساتویں روز جاتی رهي - یه جادو کے اثر کي خبر ریاست میں مشہور هوگئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لا علاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج هے ' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا هے - اب سندهه میں جو آتا هے - اسي آبحیات کا طالب هوتا هے - تمام اخباروں میں اسي قصه کو پڑهه لو اور وهاں سے تصدیق کرلو که سر - اسے غلام رسول اب تندرست هے اور کاروبار ریاست میں مصروف هے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندهه)

الغرض آبحیات کي شیشي هر گهر میں موجود هوني ضرور هے - سفر و حضر میں کار آمد - نه ڈاکٹر کي ضرورت هے نه طبیب کي - بیسیوں امرض کي ایک هي تیر بهدف دوا هے ' جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائده دیتی هے -

قیمت فی شیشي صرف ایک روپیه - (منیجر)

(شربت مقوي اعصاب)

وه نقص جو بهرپور جواني میں مرد کو رنجیده خاطر بناتے هیں ' اس سے دور هوتے هیں - گئي هوئي طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا هے - افعال قبیحه اور کثرت عیاشی نے جب جسم کي قوت کو گهٹا دیا هو - تو یه شربت خاک میں ملی هوئی امیدیں بر لاتا هے ' فی شیشی صرف چار روپیه -

(سنون مستحکم دندان)

هلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کي طرح چمکدار - قیمت چار توله ایک روپیه -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکهنے کے سوا سیاه بالوں کو سفید نہیں هونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزله و زکام فی شیشي تین روپیه -

دوائي درد کان - قیمت صرف ایک روپیه -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہره خوبصورت هو جاتا هے ' قیمت فی شیشی صرف ایک روپیه

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بهر جاتے هیں ' ناسور ' بهگندر - خنازیر کے گهاؤ اور کاربنکل زخم کا اچها علاج - قیمت دو توله صرف دو روپیه -

(دوائي پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائي هے - قیمت چار توله صرف ایک روپیه هے -

(خنازیر کا خوردني علاج)

اس دوائي کے کهانے سے گلٹیاں اندر هي اندر بیٹهه جاتي هیں قیمت دو توله صرف دو روپیه -

بخاروں کي شرطیه دواء - پسینه آکر هر قسم کا بخار ایک گهنٹه میں اتر جاتا هے - قیمت فی ڈبه دو روپیه -

(سفوف دافع درد گرده)

اس کے استعمال سے ریگ مثانه دور هوکر آینده دورهٔ درد سے نجات هوتي هے - چار توله صرف دو روپیه -

پته - منیجر شفاخانه شہنشاهي ' سند یافته حکیم و ڈاکٹر حاجي ' غلام ' نبي
زبدة الحکماء لاهور - موچی دروازه

ایڈریس کے جواب کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که **اس تجویز** سے هز آنر کیلیے کچهه ایسي محبوبیت و مطلوبیت هے که بار بار اسکي تعریف کرتے هیں' بار بار اعانت کا وعده کرتے هیں' بار بار کام کرنے والوں کو داد دیتے هیں' اور پهر بهي جي نهیں بهرتا اور یهي کهتا هے که ایک بار آور کهدیجیے : من احب شئیا اکثر ذکره :

اعـد ذکـر نعمـان لنـا ' ان ذکـره
هي المسـك ما کـررتـه یتـضـوع

چنانچه آخر میں وه خود هي فرماتے هیں : " میں آپ سے تین بار کهه چکا هوں اور پهر کهتا هوں که اس صوبے کي گورنمنٹ آپ کي اس تجویز کو قابل تحسین و آفرین سمجهتي هے' **اور اسکي تائید کرتي هے** ". اور جب اسکا وقت آئیگا تو حتي الامکان آپ کي **امداد** میں هرگز کوتاهي نه کریگي - آپ پورا **اطمینان رکهیں که میں اور میرے** ماتحت عهده دار هر طرح جهاں **تک امکان میں هے** ' آپ کي اعانت کرنے پر آماده رهینگے "

انهوں نے **ایک افسر اعلی** کي طرح صرف اپني گورنمنٹ کي زیاده سے زیاده ممکن **اعانت** کا وعده هي نه کیا ' بلکه **ایک سچے** مربي اور سرپرست **کي طرح کام** کرنے کي تدبیریں اور انکے قیمتي نکتے بهي **سمجها دیے** -

شیعه کالج کیلیے **چالیس** لاکهه کا سرمایه تجویز کیا گیا هے - ظاهر هے که چالیس **لاکهه** کي رقم جلد جمع نهیں هوسکتي اور اسلیے جلد کالج بهي نهیں بن سکتا - مگر تاخیر کا یه پہلو هز آنر کو گوارا نهیں - انهوں نے فرمایا که چالیس لاکهه کي فراهمي کا انتظار نه کیجیے ' اگر باره لاکهه بهي جمع هو جائیں تو کام شروع کردیجیے :

" آپ پہلے اس کمتر رقم یعني باره لاکهه کے فوراً جمع کرنے کا اراده کریں ' اگر یه رقم وصول کرلي جاویگي تو میں اسکي ذمه داري کر سکتا هوں که گورنمنٹ آپ کي اعانت کریگي اور اپنے حد امکان پوري مدد دیگي "

اس سے بهي زیاده بے خطا تدبیر یه بتائي که :

" اپني جماعت کے بڑے بڑے زمینداروں کو آماده کیجیے - وه اپني سالانه آمدني کا جزو معقول سرمایه تعمیر میں دیں ' وه اپني سالانه مالگذاري میں سے کوئي مقرره رقم في صدي کالج کے مستقل اخراجات کیلیے دینا منظور کریں - هندوستان کے هر حصه سے اپني جماعت کے **اشخاص** کو لکهنؤ میں بلائیے تاکه بڑے جلسه میں شریک هوں ' اور انسے درخواست کیجیے که وطن کي واپسي سے پہلے **کالج کے قیام کا قابل اطمینان** بندوبست کرتے جائیں "

ایڈریس کے **اس جواب** کے پڑهنے کے ساتهه مندرجه ذیل واقعات **کو بهي پیش نظر رکهه لیجیے** :

(١) **سنده کے مسلمانوں** نے خود هي اپني تعلیم و ترقي کیلیے **ایک دائمي فنڈ قائم کرنا چاها** ' اور تجویز کي که هر زمیندار في صدي کے حساب سے **ایک** رقم اسمیں داخل کرے - علي گڈه کانفرنس نے اسکے متعلق بار بار رزولیوشن پاس کیے اور حکام سے التجائیں کیں که خدا را اسمیں مدد دیجیے' مگر چار سال هوگئے' ابتک کوئي نتیجه نهیں نکلا -

(٢) بمبئي میں ایک مسلمان نے آٹهه لاکهه روپیے گورنمنٹ کو دیے هیں تاکه مسلمانوں کي تعلیم میں خرچ کیے جائیں - اگر گورنمنٹ اپنے عام اصول کے مطابق اتني هي رقم خود بهي دیدے یا شیعه کالج کي طرح کسي بڑي سرکاري زبان سے اسکے لیے چند الفاظ کهلوا دے تو ایک عمده کالج کي بنیاد فوراً پڑ جاسکتي هے - مگر گورنمنٹ بمبئي نے ظاهر کیا هے که جنگ کي وجه سے سردست روپیه نکالنا مشکل هے -

(٣) **بنگال میں ایک کالج کا مسئله سالها سال سے درپیش هے** ' لیکن موجوده حالات و موانع کي وجه سے اسمیں برابر تاخیر هورهي هے - متعدد بار کها گیا هے که جنگ کي وجه سے سردست روپیه کي فراهمي مشکل هے -

مجوزه شیعه کالج کي تحریک کي تولید اور نشو و نما کي یه اجمالي سرگذشت تهي - اسکے مطالعه سے هر صاحب عقل سمجهه لے سکتا هے که اس تحریک کا مبدء و مولد کیا هے ؟ اور سوال **اصلي ایک نئے کالج کا اور برادران شیعه کي خواهشوں کا هے**' یا **آن مقاصد مخفیه کا** جنکے لیے اس تحریک کو آله بنایا گیا هے ؟

(الساکت عن الحق شیطان اخرس)

ایک طرف تو اس تحریک کي تولید و نشوونما کا یه حال نظر آتا هے ' دوسري طرف علي گڈه کے ارکان کالج اور محافظین مسئله تعلیم جدید کا موجوده رویه هے' اور ضروري هے که چند کلمات اسکي نسبت بهي کهے جائیں -

علي گڈه کالج اور علي گڈه کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے همیشه دعوا کیا هے که **همارا موضوع** مسلمانوں کي جدید تعلیم اور علی الخصوص اعلی **تعلیم هے - همارا موضوع** پالیٹکس نهیں هے - پس پولیٹکل **معاملات میں** هم سے کسي آزادانه رویه کي خواهش کرنا ایک ایسي **چیز کا مطالبه هے** جو همارے دائرهٔ عمل هي سے باهر هے - البته تعلیم کے متعلق هم سب کچهه کرسکتے هیں اور کررهے هیں -

انهوں نے مسلمانوں کي تعلیم کے متعلق ایک خاص اصول وضع کیا هے ' اور همیشه سے کهتے آے هیں که مسلمانوں کي تعلیمي حیات و ممات کا دار و مدار اسي اصول پر هے - اس اصول کو وه " ایک قومي مرکز کے قیام و تکمیل " کے نام سے پکارتے هیں' اور کهتے هیں که مسلمانوں کیلیے صرف تعلیم هي کي ضرورت نهیں هے' بلکه تعلیم سے بهي زیاده ایک " قومي مرکز " کے قائم کرنے کي ضرورت هے - جب تک که ایک ایسا مرکز موجود نه هوگا' متفرق کوششیں کچهه سود مند نهیں هوسکتیں - پهر اسکے بعد دعوا کرتے هیں که علي گڈه کالج هي مسلمانوں کا قومي مرکز هے ' اور اسي کے قیام و تکمیل پر مسلمانوں کي تمام حیات و ممات قومي کا دار و مدار هے -

انکي اصلي کوشش یه هوتي هے که اسکو دنیا بهر کي چیزوں کا مرکز ثابت کردیں ' لیکن جب اسمیں کامیابي نهیں هوتي تو مجبوراً " تعلیمي مرکز " کے قرار دینے هي پر اکتفا کرلیتے هیں اور کهتے هیں که مسلمانوں کو چاهیے که دین و دنیا کا اور کوئي کام نه کریں - صرف کالج هي کو پوجیں اور صرف کالج هي کو روپیه دیں ; جاهدوا في سبیلـه باموالکم و انفسکم ! اگر وه ایسا نه کرینگے اور اور کاموں میں لگ جائینگے ' تو مرکز قائم نه هوگا' اور مرکز نهوا تو پهر قوم قوم نهیں -

نیز ان لوگوں نے اپني تقلید اور پرستش کا ایک نیا بت بنایا هے ' اور اسکا نام رکها هے " سر سید کي پالیسي " یوناني علم الاصنام میں هر طاقت کیلیے ایک مخصوص بت هوتا تها - **یه نهیں هوسکتا** تها که رزق کا دیوتا علم کے دیوتے کے **کاموں میں مداخلت** کرے ' یا کیوپڈ وینس کي **حکومت میں خلل** ڈالے - **لیکن ان لوگوں** نے صرف ایک هي بت بنایا **هے اور اسکے اختیارات** اسقدر وسیع هیں که علم و عمل کا کوئي **گوشه اس سے خالي نهیں** - یه کهتے هیں که هم " سر سید کي پالیسي " سے سرمو تجاوز نهیں کرینگے' اور مسلمان صرف وهي هے جو " سر سید کي پالیسي " پر نه صرف ایمان مجمل بلکه ایمان مفصل کا اقرار کرے -

سر سید مرحوم کي پالیسي کا اس بارے میں یه حال تها که انهوں نے پهلي لکهنؤ کانفرنس اور نیز میرٹهه کانفرنس میں خاص رزولیوشن پیش کیے که جب تک مسلمان اپني تمام متفرق اور علحده علحده کوششوں کو ترک کرکے ایک مکمل تعلیمي مرکز نهیں بنا لینگے' انکي کشتي طوفان هلاکت سے نهیں

مذہب کے اتباع کا ' اور مذہب کی عملی زندگی کا کونسا نمونہ پیش کیا ہے؟ اور اپنے علم و عمل میں مذہب کو کتنی اہمیت و وقعت دیتے ہیں؟ تو اسوقت کھل جائے کہ نمایش و تصنع کے ان پردوں کے پیچھے کیا چھپا ہے؟ اور کس طرح عملی الحاد کو مذہب ' اور کفر و ارباب کفر کی پرستش کو اسلام پرستی کا نام دیا جارہا ہے - مذہب کے ان پرستاروں اور اسلام کے ان غمگساروں میں سے اکثر وہ ہیں جنکو پانچ وقت اللہ کے حضور میں جھکنے سے بھی شرم آتی ہے ' با ایں ہمہ انکا دعوا ہے کہ ہم مسلمانوں کیلیے مصلح ہیں - اور مسلمانوں میں بھی بہت سی فریب خوردہ روحیں ایسی ہیں جو یقین کرلیتی ہیں کہ گھوڑے کے بالوں سے ریشمی چادر بنی جاسکتی ہے اور فسق و الحاد سے مسلمانوں کی اصلاح ہوسکتی ہے!

بہر حال مطالبات کیے گئے اور اس بارے میں ارکان کالج سے مراسلة شروع ہوئی - نفس مطالبات کے اعتدال و عدم اعتدال کے متعلق تو میں نے اپنی راے ظاہر کردی ' لیکن دوسرا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان شکایتوں کا اصلی مبدء کیا تھا؟ وہ خود پیدا ہوئی تھیں یا پیدا کرائی گئی تھیں؟ ممکن ہے کہ شکایتوں کا بیج خود بخود زمین میں پڑ گیا ہو لیکن اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ پانی آسے باہر سے ملا ' اور اگر بیج کو باہر سے پانی نہ ملے تو زمین کے اندر کی رطوبت اتنی نہیں ہوتی جو اسے ایک تناور درخت بنادے -

یہ وہ وقت تھا جبکہ مسلمانوں کی تعلیم اور علی گڈہ کی مرکزیت و احاطۂ اثر کے متعلق احکام و اوامر میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا تھا ' اور جو چیز کل تک سب سے زیادہ محبوب تھی کیونکہ سب سے زیادہ وفا سرشتانہ خلقت اور سب سے زیادہ اطاعت شعارانہ خصائص کا اسکی نسبت یقین کیا جاتا تھا ' وہی اب سب سے زیادہ مبغوض و مردود ہوگئی تھی ' کیونکہ واقعات کی تبدیلی نے ثابت کردیا تھا کہ طاقت اور مرکزیت پیدا کرکے یہی سب سے اچھی چیز کسی وقت سب سے زیادہ مضر اور پر خطر بھی ہو جاسکتی ہے - ساتھہ ہی واقعات عمومی کے تغیرات نے اسکی بھی ضرورت پیدا کردی تھی کہ اگر تفریق و نزاع باہمی کی کوئی نئی بنیاد پڑ جائے ' تو حال کیلیے سب سے بڑی مصلحت اور مستقبل کیلیے سب سے بڑی بشارت ہوگی -

علی گڈہ کالج اور شیعہ جماعة کے حقوق کا مسئلہ اس غرض کے حصول کیلیے بہ یک کرشمہ درکار ہوگیا - ایک طرف علی گڈہ کی مرکزیت ' تعلیم کے احاطۂ اثر ' اور وحدت جذبات و خصائص پر بھی اس سے پورا اثر پڑتا تھا ' دوسری طرف اتحاد عمومی کیلیے بھی اس سے بڑھکر اور کوئی فتنہ کارگر نہیں ہوسکتا تھا کہ : جعلوا اہلہا شیعا کی پوری پوری تفصیل تھی - پس جیسا کہ قاعدہ ہے اور جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے ' مخفی و زیر حجاب رہنے والی قوتیں آگے بڑھیں ' اور اس مسئلہ کو پرورش کیلیے خاص طور پر اپنی گودوں میں اٹھا لیا -

رفتہ رفتہ یہ مسئلہ یہاں تک بڑھا کہ بعض شیعہ ارکان و سرپرستان کالج نے کالج اور کالج کی اعانت سے دست برداری کا ارادہ کرلیا - ہز ہائنس نواب صاحب رامپور نے تار کے ذریعہ اپنی علیحدگی کی اطلاع دی ' اور جب ایک وفد انکی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مطالبات کی فہرست نکالکر پیش کردی - اسی وقت یہ امر بالکل واضح ہوگیا تھا کہ کونسی قوتیں اس مسئلہ کے اندر کام کررہی ہیں -

با ایں ہمہ اس وقت بھی میری یہی راے تھی اور اب بھی یہی راے ہے ' کہ خود ارکان کالج نے بھی اس بارے میں سخت غلطی کی ' اور وہ یقیناً اس بات کیلیے جوابدہ ہیں کہ باوجود علم و خبرداری کے ابتدا ہی میں انہوں نے اس فتنہ کو کیوں نہیں روکا؟ انکو چاہیے تھا کہ وہ ان تمام مطالبات کا جو انکے بھائیوں نے انکے آگے پیش کیے تھے ' پوری کشادہ دلی کے ساتھہ استقبال کرتے ' اور اپنی قواعد پرستیوں اور حاکمانہ بے مہریوں کی جگہ خوشی خوشی کہدیتے کہ جو کچھہ ہم کرسکتے ہیں اس سے ہمیں انکار نہیں ہے - اگر بعض مطالبات ناقابل قبول تھے تو انسے انکار کردیتے ' لیکن جسقدر حصہ قابل عمل و قبول تھا ' اسکے مان لینے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگاتے -

ارباب کالج نے سب سے پہلی غلطی یہ کی کہ مطالبات پیش کرنے والوں کے حق و اہمیت سے صاف صاف انکار کرنا شروع کردیا - کبھی کہا کہ اس طرح شکایت کرنا اور جواب مانگنا بالکل ناقابل التفات ہے - ہمارے ٹرسٹیوں میں شیعہ ممبر بھی موجود ہیں اور وہی سب کچھہ ہیں ' انکے سوا نہ تو اور کوئی شیعوں کا وکیل ہے اور نہ کسی کو حق نیابت و ترجمانی حاصل ہے - کبھی کہا کہ ہم نے دینیات کی ایک کمیٹی بنادی ہے اور دینیات کی نگرانی کیلیے فلاں فلاں شیعہ حضرات ملازم ہیں - اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا -

حالانکہ یہ سب باتیں فتنہ کی تھیں - ایسی ہی غلطیوں سے چھوٹی چھوٹی باتیں اتنی ' اہم بن جاتی ہیں کہ انسے اغیار فایدہ اٹھاتے ہیں اور تفریق کلمہ کا ایک بنا بنایا کھیل انہیں ملجاتا ہے - کالج والوں کو سمجھنا تھا کہ معاملہ دوسرا ہو گیا ہے اور ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھی جارہی ہے - اسوقت قانون کالج کا حوالہ دینا اور اپنے کانسٹی ٹیوشن کا راگ گانا بالکل لاحاصل ہے - کوشش صرف اسکی ہونی چاہیے کہ فتنہ کو زیادہ بڑھنے نہ دیا جاے -

پھر شکایتیں بھی کیا ہیں ' اور انکی حقیقت کیا ہے؟ محض چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں کچھہ بھی دھرا نہیں ہے - اگر کوئی نئی کمیٹی بن گئی یا چند نئے آدمیوں کو لے لیا گیا ' یا چند تعطیلیں بڑھا دی گئیں ' تو ان باتوں سے کالج کا کیا بگڑتا ہے ' اور بہر حال اپنے ہی عزیزوں ' اپنے ہی بھائیوں ' اپنے ہی گھر کے ساتھیوں کو اس سے خوشی ملتی ہے - یہ بہتر ہے اس سے کہ غیروں کو خوشی ملے - اگر ایک بھائی غلطی کررہا ہے تو تم غلطی مت کرو اور اسے منالو - ایسا نہو کہ وہ اپنوں سے روٹھہ کر غیروں کی چوکھٹ پر چلا جاے - اور بڑی سے بڑی مصیبت اور بڑا سے بڑا دکھہ برداشت کیا جاسکتا ہے ' مگر یہ نہیں دیکھا جاسکتا کہ اپنوں کا سر ہو اور غیروں کی چوکھٹ -

بہر حال اس بارے میں ارکان کالج نے بھی غلطی کی اور فرصت کو اپنے ہاتھوں ضائع کردیا - یہانتک کہ اس مسئلہ نے دوسرے دور میں قدم رکھا اور ایک علحدہ شیعہ کالج بنانے کا خیال پیدا کیا گیا - صورت حال یوں قرار دی گئی کہ علی گڈہ کالج صرف سنیوں کا کالج ہے ' اسلیے چاہیے کہ شیعوں کا بھی ایک الگ کالج قائم ہو -

(ڈیپوٹیشن)

رفتہ رفتہ تمام ابتدائی مراتب طے کیے گئے اور بالآخر مسئلہ اس حد تک پہونچ گیا کہ ۱۴ جنوری کو زیر ریاست ہز ہائنس نواب صاحب رامپور ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سر جیمس مسٹن کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایڈریس پیش کیا -

ایڈریس کے جواب میں ہز آنر نے جس عدیم النظیر جوش و محبت کے ساتھہ اس تجویز کا خیر مقدم کیا ' اور جس طرح گورنمنٹ کی اعانت و شرکت کے والہانہ و مخلصانہ وعدے کیے ' انکو پڑھکر مجھے ذرا بھی تعجب نہ ہوا ' کیونکہ تعجب ہمیشہ غیر متوقع نتائج پر ہوتا ہے اور یہ چیز پہلے سے معلوم تھی -

شئون اسلامیہ

عراق و لیلاے عراق

ایک لمعۂ اشک سرزمین " تجري من تحتها الانہار " کي یاد میں !

يقولون " لبلي " بالعراق مريضة
فما لك لا تضني و انت صديق !
شفى الله " مرضى " بالعراق ، فانني
على كل مرضى بالعراق شفيق
فان تلك " لعلى؛ " بالعراق مريضة
فاني في بحر الحتوف غريق !
اهيم با قطار البلاد و عرضها
و ما لي الى " لعلى " العداة طريق !

یہ اشعار عہد امویہ کے مشہور عاشق قیس عامري کی طرف منسوب ہیں - کہتے ہیں کہ ایک دن قیس اپني شوریدگي میں بے خبر پڑا تھا کہ اسکے کانوں میں کسي کي آواز آئي جو کہہ رہا ہے :

الا ان ليلى بالعراق مريضة
و انت خلى البال تلهو و ترقد !

" لیلي عراق میں بیمار پڑي ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ بیفکر و بیخبر کھیل کود میں اپنا وقت کاٹ رہا ہے " :

فلو كنت يا مجنون تضنى من الهوى
لبت كما بات السليم المسهد !

" اے مجنوں اگر تو واقعي بیماري محبت کا مریض ہے ' اور تجھے لیلي کے عشق و شیفتگي کا دعوی ہے ' تو ضرور تھا کہ تیرے محبوب کے دکھہ میں پڑنے کے ساتھہ ھي تجھپر بھي دکھہ طاري ہوجاتا ' اور اسکي بیقراري سے زیادہ تجھہ میں بیقراري اور بے چیني ہوتي - عشق کا دعوا اور بے دردوں کي طرح بیفکري ' یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں "

کہتے ہیں کہ یہ سنتے ھي قیس مجنوں پر ایک بجلي سي گرگئي ' جوش تاسف میں اس نے گریبان پھاڑ ڈالا ' سر اور چہرے پر خاک ملنے لگا ' عراق و لیلاے عراق کے سوا اسکي زبان سے کوئي لفظ نہیں نکلتا تھا ' وہ بیخودانہ اٹھا اور ایک سچے دیوانۂ عشق کي شان سے کوہ و بیاباں کي طرف روانہ ہوگیا - ابو عیسی روایت کرتا ہے کہ اس وقت مندرجۂ بالا اشعار اسکي زبان پر تھے - جنکا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" آہ ' کہتے ہیں کہ لیلي عراق میں بیمار پڑگئي ہے - پھر تجھے کیا ہوگیا ہے کہ صحیح و تندرست نظر آتا ہے - حالانکہ اس محبوبہ مریضہ کے عشق کا دعوا رکھتا ہے ؟

اگر واقعي یہ سچ ہے کہ لیلي عراق میں بیمار ہے تو مجھے بیماري کي دعوۃ نہ دو - میں تو موتوں اور ہلاکتوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں !

میں شہروں میں گشت لگاتا ہوں اور عراق تک پہنچنے کي راہ ڈھونڈھتا ہوں ' لیکن افسوس کہ لیلي تک پہنچنے کي تمام راہیں بند ہوگئي ہیں !

خدا سرزمین عراق کے تمام بیماروں کو شفا دے ' کیونکہ جب سے میں نے اپنے بیمار عراق کي خبر سني ہے ' عراق کے ہر بیمار کیلیے شفیق ہوگیا ہوں !! "

(٢)

لیکن اے سرزمین عراق ! اے بہشت زار دجلۂ و فرات ! اے مصداق تجري من تحتها الانہار ! اے مابۂ عشق جہل کرور نفوس ملت ! قیس عامري کي لیلي چند دنوں کیلیے تیري آبادیوں میں آ بسي تھي اور اسلیے وہ تجھہ تک پہنچنے کیلیے بیقرار تھا ' لیکن آہ ' ہمارے لیے تو تیري تمام سرزمین یکسر لیلي زار حسن و جمال ہے ' اور تیري کسي ایک عمارت کے اندر ھي نہیں ' بلکہ تیري خاک کے ہر ذرے کے اندر ہمارے عشق ماضي کا ایک حجلۂ حسن و جمال آراستہ ہے ! قیس عامري کي لیلي اگر بادیۂ نجد کے خیموں سے نکلکر تیري سرزمین میں آگئي تھي ' تو ہمارے اقبال رفتہ کي بھي ایک لیلي ہے جو ریگ زار حجاز سے نکلي ' اور صدیوں تک تیري سرزمین اسکے لیے منزل عیش و نشاط رہي - بابل و نینوا کي وراثت تیري ھي سرزمین میں ہم کو دي گئي تھي - کلدان اور مدائن کے مدفون خزانے تو نے ھي ہمارے سپرد کیے تھے - ہارون الرشید کي سنہري کشتیاں تیرے ھي دجلہ میں تیرتي تھیں ' مامون اعظم کا دربار عظمت و اجلال تیرے ھي خاک کا ایک افسانہ گذشتہ ہے - تو ھي ہے کہ تیري زمین کا ایک ایک کھنڈر ' تیري خاک کا ایک ایک تودہ ' تیري نہروں کي ایک ایک لہر ' کاروان رفتۂ لیلي کا نقش قدم اور کارزار عشق ماضي کا افسانہ سرا ہے - اور پھر اے سرزمین لیلي ! تیري ھي فضاء محبوب ہے جسکے ہر ذرے سے آج بھي بازگشت ناقۂ لیلي کي صدائیں اٹھہ رہي ہیں ' اور ہر اس مجنوں کیلیے ملامت ہے جو عشق لیلي کے دعوے کے ساتھہ سرزمین لیلي سے

عمارہ کا منظر دجلہ کي طرف سے !

نکلدگئي - چنانچه انهوں نے اس رزولیوشن کا نام " مسلمانوں کي قسمت کا فیصله رکھا " اور همیشه دوسرے کالجوں ' اسکولوں اور مستقل تعلیمي کوششوں کي مخالفت کرتے رهے - حتی که لکھنؤ کانفرنس میں انکو اسي مسئلۂ کے متعلق اسقدر جوش آ گیا که بہت سے لوگ اسکے متحمل نه هوسکے - مرحوم سجاد حسین ایڈیٹر اوده پنچ نے پھبتیاں اڑائیں ' اور لوگ جلسه سے اٹھکر چلے آے -

ان تمام امور کے علاوہ سب سے بڑي چیز یه هے که یه لوگ اپنے آپ کو اتحاد و جمعیة کلمه کا داعي قرار دیتے هیں ' اور اسي بنا پر شیعه مطالبات کا ایک بڑا حصه ان لوگوں نے منظور نہیں کیا ' کیونکه اسکے ماننے سے مسلمانوں میں تفریق بڑھتي -

مجھکو یہاں اس سے کوئي بحث نہیں که انکے یه تمام مسائل و عقائد صحیح هیں یا غلط ؟ بحث صرف یه هے که انکے مدعیانه عقائد کا کیا حال هے - پس اب سوال پیدا هوتا هے که مجوزہ شیعه کالج کا وجود انکے ان عقائد مسلمه اور انکے امام معصوم کے مذهب و ملت کے لحاظ سے کیا حکم رکھتا هے ؟

کیا ایک علحده کالج کا قائم کرنا آنکے اصول " مرکزیت " کیلیے پیغام هلاکت نہیں هے ؟

کیا شیعه کالج کے نام سے اسکي دعوت دینا ' کلمۂ اتحاد کیلیے فتنۂ عظیم نہیں هے ؟

کیا علي گڈه کالج کے اندر دو مسجدوں کا بنانا تفریق تھا ' مگر " شیعه کالج " کي بنیاد رکھکر آب و هواے تفریق میں آینده نسلوں کو طیار کرنا تفریق نہیں هے !

کیا یه سچ نہیں هے که شیعه کالج کي اصل بنیاد علي گڈه کالج هي کي مخالفت سے پڑي ' اور اسطرح علي گڈه کالج کے احاطه و اثر کو نقصان پہنچایا جارها هے ؟

کیا اس کالج کا وجود " سر سید کي مسلمه پالیسي " اور مسلک تمرکز و جمعیة فریقین کیلیے جسپر محمدن کالج کي بنیاد رکھي گئي تھي ' سخت مہلک نہیں هے ؟

کیا ارکان کالج میں هر شخص کا یه اعتقاد و علم راسخ نہیں هے که یه تحریک موجوده عہد کي سب سے زیاده مضر تحریک هے ' اور اس سے سخت نقصان مسلمانوں کو پہنچیگا ؟

اگر ان تمام سوالوں کا جواب اثبات میں هے تو میں پوچھتا هوں که علي گڈه پارٹي نے اس وقت تک اسکي مخالفت و اصلاح اور کلمۂ حق کے اعلان کیلیے کیا کارروائي کي هے ؟ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس نے جسکي نسبت کہا جاتا هے که اسکا موضوع صرف مسئله تعلیم هے ' مسئله تعلیم قومي کي اس یکسر هلاکت و بربادي کیلیے کونسي صدا بلند کي هے ؟ یه کیا هے که علي گڈه کالج کي بستي کا هر فرد یکسر بہرا گونگا بن گیا هے جیسا که سر سید نے نہیں بلکه صاحب شریعت نے کہا هے که الساکت عن الحق شیطان اخرس اور یه کون هے جسنے تمام مصلحین قوم ' ماهرین فلسفه تعلیم ' اور مجددین مائة حاضره کي زبانوں پر ایسے قفل چڑها دیے هیں که کسي کے حلق سے آواز نہیں نکلتي ' اور سب پر هلاکت کي چپ اور موت کي خاموشي چھا گئي هے ؟ اموات غیر احیاء و لا یشعرون ایان یبعثون (١٦ : ٢١)

تمهارا مسلک مرکزیت اب کہاں فنا هوگیا ؟ تمهاري دعوت قومیت کس گوشے میں دفن کردي گئي ؟ تمهاري چہل ساله محنت اکارت جارهي هے ' تم کہاں چھپ گئے هو ؟ تمهارے امام معصوم کا مذهب ذبح کیا جا رها هے ' تم کیوں نہیں بولتے ؟ تمهاري شریعت تعلیم مٹائي جارهي هے ' تمهارے گلوں میں پھندے کیوں پڑ گئے هیں ؟ یا سبحان الله ! اگر ایک مسلم الله اور رسول کے نام کي دعوت دے تو اسپر اپني کانفرنس کا دروازه بند کرنا چاهتے هو ' اور کہتے هو که سب سے پہلے سر سید پر ایمان لانے کا اقرار کرلے ' اسکے بعد وه تقریر کرسکتا هے - اس کا سب سے بڑا جرم یه هے که اس نے سر سید کي شریعت سے انحراف کیا - لیکن آج سرے سے علي گڈه کالج کا اصولي بنیاد هي منهدم کیا جا رها هے اور سر سید کي شریعت مرکزیت کي دھجیاں اڑ رهي هیں مگر تم سب پر نفاق کي موت طاري هوگئي هے اور تم سب مردوں کي طرح بے حس و حرکت پڑے هو ؟

تم کہتے هو که همارا دائرۂ عمل قومي تعلیم هے - سیاست نہیں هے - اچھي بات هے - لیکن اب بتلاؤ که یه جو کچھه هے سیاست هے یا تعلیم ؟ اگر قومي تعلیم کا مسئله هے تو تمهاري قومیت اور قومي تعلیم کي لن ترانیاں کہاں دفن هوگئیں ؟

تم بھلا ان سوالات کا جواب کیا دوگے ' میں خود هي حقیقت کو بے نقاب کردیتا هوں تاکه هر انسان تمهاري اصلي صورت دیکھه لے ' اور معلوم هوجاے که حق سے تمهارا رشته کیا هے ؟ نه تو تمهارے اعتقادات بدلے هیں اور نه هي تمهارے مسلک پر کوئي موت طاري هوئي هے ' بلکه اصلي مصیبت یه هے که تمهارے دل پر موت چھا گئي اور تمهارے ایمان نے تم کو چھوڑ دیا - اصل یه هے که تمهارے صوبه کا سب سے بڑا حاکم علانیه شیعه کالج کي تحریک کا ساتھه دے رها هے اور کھلے بندوں اسکي حمایت کررها هے - یه دیکھکر تمهارے هوش و حواس غائب هوگئے هیں ' اور مارے ڈر اور هیبت کے تمهاري جان نکلي جارهي هے - تم دیکھتے هو ' مگر بول نہیں سکتے - سنتے هو ' مگر زبان نہیں هلا سکتے - چاهتے هو ' مگر هل نہیں سکتے - تم کہتے هو که اگر هم نے ذرا بھي زبان هلائي تو عجب نہیں که هم دربار شاهي سے مردود هو جائیں - نخشي ان تصیبنا دائره - (٥ : ٥٧)

یه هے تمهاري حق پرستي ' یه هے تمهاري صداقت ' یه هے تمهاري مدة العمر کے دعووں اور لن ترانیوں کي کائنات و حقیقت ! آه ' ایک انسان کے ڈرنے تمهاري روح پر ایسي هلاکت طاري کردي هے که تم اس چیز کو زبان سے نہیں نکال سکتے جسکو تمهارا دل حق کہه رها هے - اے سست ایمانو ! تم انسان سے ڈرتے هو ' مگر افسوس که تمهارے دل سے خدا کا خوف اس طرح نکل گیا هے جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا هے : علی خوف من فرعون و ملائهم ان یفتنهم ! (١٠ : ٨٢)

یہي وه مقام هے جہاں آکر تم میرے مقابلے میں بالکل بیدست و پا هوجاتے هو ' اور تمام دنیا دیکھه لیتي هے که حق کس کے ساتھه هے ؟ اسکے ساتھه هے جو اعلان حق کي وجه سے اپني زندگي کو هر وقت خطروں اور هلاکتوں میں گھرا هوا دیکھتا هے پھر بھي اعلاء کلمة الحق سے باز نہیں رهسکتا ' یا انکے ساتھه هے جو اپني پنجاه ساله کمائي کو صرف ایک انسان کے وهمي خوف اور هیبت کي وجه سے اپنے هاتھوں تاراج کررهے هیں ؟ فاي الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پہلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براه هے - پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا هے -

(۲)

الله تعالی نے مسلمانوں سے بہشت و نعائم بہشت کا وعدہ کیا تھا، اور باغوں کی سرسبز و شاداب زندگی کی بشارت دی تھی :

و بشر الذين آمنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات (بقره)

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے، تو انکو باغوں کی زندگی کی بشارت دیدو -

مشهد مبارک حضرت امام حسین علیه و علی ابائه و اجداده الصلواة والسلام

یہ باغ وہ تھے جنکا سب سے زیادہ نمایاں وصف یہ تھا :

تجري من تحتها الانهار (بقره) انکے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی -

یہی جنت تھی جسکا ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا تھا، اور جسکا وعدہ گذشتہ صالح قوموں سے بھی کیا گیا تھا :

تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا (مريم)

ہمارے بندوں میں جو متقی ہوگا، ہم ایسی ہی جنت کا اسے وارث بنائیں گے -

ارباب ایمان و عمل صالح کیلیے یہ وعدہ آخرة میں پورا ہونے والا ہے - لیکن اسمیں کچھہ شک نہیں کہ دنیا میں بھی پورا ہوگیا، اور جو لوگ خدا کے متقی بندے تھے، انہوں نے اپنی آنکھوں سے بہشتی زندگی کی نعمتوں کو دیکھہ لیا - کرۂ ارضی کی تمام بہشتی سرزمینوں کے وہی وارث ہوے، اور فتح مندی و کامرانی کی سلطانی و کامرانی صرف انہی کیلیے نامزد کی گئی - اس بہشتی زندگی میں نہ تو انکے لیے غم تھا اور نہ ہی نامرادی، نہ مایوسی کو وہاں بار تھا اور نہ نا امیدی کا وہاں نام و نشان - وہ جو چاہتے تھے پاتے تھے، اور جس نعمت کیلیے اٹھتے تھے، وہ خود انکے سامنے جھکنے کیلیے دوڑتی تھی :

جنات عدن التي وعد الرحمن عباده بالغيب انه كان وعده ماتيا - لا يسمعون فيها لغوا الا سلاما، و لهم رزقهم فيها بكرة و عشيا ! (مريم)

دائمی عیش و مراد کے باغ جنکا وعدہ خداے رحمن نے اپنے نیک بندوں سے کیا، اور جو اگرچہ انکے سامنے نہیں ہیں اور نہ ابھی وہ دیکھہ سکتے ہیں، مگر اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوکر رہیگا - اس بہشتی زندگی میں سلامتی و کامرانی کے سوا کوئی بیکار و فضول صدا انکے کانوں میں نہیں پڑیگی - انکی رزق صبح و شام انکے لیے طیار رہیگی - اپنی احتیاج اور رزق کیلیے وہ کبھی دکھہ نہ اٹھائینگے !

اس بہشتی زندگی کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تجري من تحتها الانهار پس آخرة کی جنت اعلی کا پرتو دنیا کی حیاة بہشتی میں بھی نظر آگیا، اور وہ تمام بہشتی سرزمینیں مسلمانوں کو سپرد کردی گئیں، جنکے تلے پاک و شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں - آہ، سرزمین عراق ہی وہ دنیا کی جنت تھی جو عاقبت کی جنت کا ایک ظل کامل ہے، اور جسکے نیچے دجلہ و فرات کی نہریں ہر جگہ اور ہر حصے میں بہہ رہی ہیں ! یہی جنت دنیا کے سب سے بڑے تمدنوں اور بڑی سے بڑی قوموں کی وراثت میں آئی - بابل و نینوا کے تمدن نے یہیں نشو و نما پایا، اور ایرانیوں کا تخت جلال و عظمت صدیوں تک یہیں حکمرانی کرتا رہا - بالاخر وراثت ارضی کی جب آخری بخشش ہوئی تو دنیا کے تمام خزائن و دفائن کے ساتھہ تجري من تحتها الانهار کی بہشت ارضی بھی مسلمانوں ہی کو سپرد کی گئی : تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا !

دنیا نے انقلابات و تغیرات کے سینکڑوں رنگ بدلے - مسلمانوں نے اپنے اعمال صالحہ سے اگر اس بہشت ارضی کا اپنے اپکو مستحق ثابت کیا تھا، تو بد اعمالیوں سے اپنی نا اہلی کا خود ہی فیصلہ بھی کردیا - انکے باہمی اختلاف و شقاق کی تلواریں سب سے زیادہ اسی مدینة السلام میں چمکیں، اور مسلمانوں کے ایک گروہ نے ہمیشہ اس بہشت سے دوسرے کو بیدخل کرنا چاہا - خدا کی زمین صرف صلحاء کیلیے ہے : ان الارض يرثها عبادي الصالحون اور اس بنا پر کچھہ عجیب نہ تھا اگر اس بہشت ارضی کے بسنے والوں کو حکم الہی ملتا جیسا کہ اور بہت سی سرزمینوں میں ملا :

اهبطوا ! بعضكم لبعض عدو -

اس جنت سے نکل جاؤ - تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے -

لیکن اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ صرف پورا ہی ہونے کیلیے ہے - اس نے تجري من تحتها الانهار کی بہشت کی جہاں کہیں بشارت دی ہے، وہاں ساتھہ ہی یہ بھی فرما دیا ہے : تجري من تحتها الانهار خالدين فيها ! یعنی اس سرزمین بہشت کے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی، اور اسمیں مسلمان ہمیشہ رہینگے - کبھی اس سے نکالے نہ جائینگے - اسکے وعدہ کی سچائی کو دیکھو کہ دنیا میں صدہا انقلابات و تغیرات ہو چکے ہیں، لیکن " خالدين فيها " کے وعدہ کا فرمان حق ابتک بدستور نافذ و قائم ہے، اور تیرہ صدیوں کی عظیم الشان مدت کے اندر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ہے کہ اس وعدہ کی سچائی میں فرق آیا ہو - اس وعدۂ الہی کے ماضی کو تمام دنیا دیکھہ چکی ہے، مگر مستقبل کو دیکھنا ابھی باقی ہے :

و كان وعدا مفعولا !

قبه زبیده خاتون زوجه هارون الرشید

* * *

اطـــلاع

اگر الہلال کی پہلی شش ماہی جلد کسی صاحب کے پاس مکمل موجود ہو، اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

بغداد کا جدید پل

تغافل بھی کر رہا ہے ' حالانکہ عشق لیلی کا دعوا اور مسکن لیلی سے غفلت ' یہ دونوں چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں :

ولو کنت یا مجنون تصدي من الهوى
لبت کما بات السليم المسهد !

پس افسوس ہر اُس دل پر' جس نے "لیلي" کي یاد کو ایک لمحہ کیلیے بھي بھلا' اور صد افسوس ہر اُس آنسو پر جو "لیلي" کے سوا کسي دوسرے کیلیے بہایا گیا :

اذا كان هذا الدمع يجري صبابة
على غير ليلي ' فهو دمع مضيع !

(٣)

مندرجۂ بالا سطور بے اختیار قلم سے نکل گئیں جبکہ موجودہ واقعات کي تقریب سے ہم نے ارادہ کیا کہ سر زمین عراق و بغداد کے بعض مناظر البلاغ کے صفحات پر شائع کریں - عالمگیر جنگ یورپ کے معرکے کچھہ عرصہ سے سر زمین ایشیا میں منتقل ہوگئے ہیں' از انجملہ سر زمین بغداد ہے جہاں مہینوں سے میدان اقدام و ادبار گرم ہے ' اور خصوصیت کے ساتھہ قط العمارہ اور مابین بصرۃ و بغداد کے مقامات دنیا کے سامنے آ رہے ہیں - چنانچہ اس موقع میں بھی سب سے پہلے العمارہ کي آبادي کا ایک منظر آپ کے سامنے ہے جو دجلہ کے کنارے واقع ہے' اور اگر آپ چشم تصور سے کام لیں تو انھي ساحلي عمارتوں کے عقب میں جنگ عراق گذشتہ کے بہت سے عبرت انگیز نتائج و حوادث نظر آسکتے ہیں - و هموا بما لم ينالوا !

یہ مناظر دجلہ کے سلسلے میں پہلا منظر تھا - نہر دجلہ کا دوسرا منظر بغداد جدید کي وسط آبادي کا ہے جہاں مغربي و مشرقي آبادي کو ایک نئے پل کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے ' اور پل کے دونوں طرف چھوٹي چھوٹي کشتیاں بکثرت نظر آرہي ہیں - یہ کشتیاں اب تو زیادہ تر شہر کي اندروني آمد و رفت کیلیے کام میں لائي جاتي ہیں ' لیکن کسي زمانے میں ہارون الرشید اور مامون اعظم کي سیر و تفریح کا بڑا ذریعہ بھي تھیں ! و تلك الايام نداولها بين الناس -

تیسرا موقع سفارت خانہ برطانیہ کي جدید عمارت اور دجلہ کي قدیم رواني' دونوں کا مشترک منظر ہے - دجلہ کي سطح، اگرچہ بالکل خاموش اور ساکن ہے - حتی کہ ایک ہلکي سي لہر بھي اسپر حرکت کرتي ہوئي نظر نہیں آتي' تاہم اگر آپ سننا چاہیں تو اسکي زبان چپ نہیں ہے - آپ کو معلوم ہے کہ صدائیں صرف لبوں کي حرکت ہي سے نہیں نکلتیں - بارہا ایسا بھي ہوتا ہے کہ ایک خاموش چہرہ اور ایک غیر متحرک لب ان اغراض و اسرار کي شرح و تفصیل کردیتا ہے جنکے لیے زبان کي حرکت اور حلق کي آواز بالکل گونگي ہوتي ہے - خاموش فصاحت نے اکثر گویائي کے دعووں کو شکست دي ہے :

لسان عدى في الهوى و هو ناطق
و دمعي فصيح في الهوى و هو اعجم !

نظارۂ دجلہ کي ان تین منزلوں کے بعد اب ذرا اُن لوگوں کے حالات پربھي نظر ڈال لیجیے جنکي یاد دجلہ کي یاد اور سر زمین دجلہ سے وابستہ ہے - ایک عجیب مخروطي شکل کا گنبد آپ دیکھہ رہے ہیں جو کسي ہشت پہلو عمارت کے اوپر سے نمایاں ہے ' اور عمارت کے ہر طرف پختہ قبریں بني ہوئي ہیں - یہ مشہور زبیدہ خاتون زوجۂ ہارون الرشید کا مقبرہ ہے ' اور دجلہ کے بعد ہي آپکے سامنے آگیا ہے تاکہ مکان کے ساتھہ اسکے پچھلے مکینوں کو بھي دو گھڑي یاد کرلیں -

بغداد اور بغداد والوں کو یہیں چھوڑ دیجیے' اور آگے بڑھیے - اب آپ گنبدوں اور مناروں کي ایک موثر سر زمین کي طرف بڑھ رہے ہیں جسکي یاد و تذکرہ کي تقدیس کو زمانہ کے صدہا تغیرات و حوادث بھي نقصان نہ پہنچا سکے' اور جو سر زمین عراق کا سب سے زیادہ پر اثر اور تاریخي حصہ ہے - یہ کربلا کي سر زمین عبرۃ و بصیرۃ ہے ' اور روضہ حضرۃ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا درخشاں گنبد اور اسکے سر بفلک منارے آپ دیکھہ رہے ہیں - یہ منارے حق کي طاقت کا اعلان ہیں ' اور کلمۂ حریۃ کي فتح اور کلمۂ استبداد کے خسران و خذلان کي شہادت ہیں - وہ بتلا رہے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑي طاقت حق کي ہے نہ کہ انساني تاج و تخت کي ' اور خدا کي زمین پر سب سے بڑا فتحمند وہي ہے جس نے سب سے زیادہ مظلومي کے ساتھہ اپنا خون بہایا - تیرہ سو برس ہوے کہ اس سر زمین پر دو گروہ باہم معرکہ آرا ہوے تھے - ایک گروہ صرف بہتر بھوکے پیاسے انسانوں کا ضعیف و ناتوان مجمع تھا ' اور جانوں اور گردنوں کے سوا اسکے پاس کچھہ نہ تھا - دوسري طرف دمشق کا تاج و تخت ' حکومت و سلطنت ' ساز و سامان خسروي و ملوکي ' اور ہزارہا انسانوں کا قاہر و جابر گروہ تھا - بظاہر پہلي جماعت نے شکست پائي ' کیونکہ قتل کي گئي ' اور اسکے خون سے ساحل فرات کي سر زمین مدتوں تک سرخ رہي ' لیکن فی الحقیقت یہ ایک محض عارضي منظر تھا - غور کیجیے کہ آخر کي فتحمندي اور عاقبۃ کار کي کامیابي کس کو ملي ؟ انکو جنکے نام و نشان سے بھي آج تمام سطح ارضي خالي ہے ' یا اسکو جسکا گنبد آجتک اپنے بقاء ذکر اور کلمۂ باقیہ کے ثبوت میں سر بفلک استادہ ہے ؟ یہ کیسي عجیب بات ہے کہ آج تمام شاہان بنو امیہ میں سے کسي ایک شخص کي قبر کا بھي دنیا سراغ نہیں لگا سکتي - کیونکہ بنو عباس نے انکي قبروں کو اُکھاڑ اُکھاڑ کے مسمار کردیا ' اور کوئي اثر دنیا میں باقي نہ رکھا - بر خلاف اسکے مدفن کربلا کا اثر مجسم ابتک حي و قائم موجود ہے ' اور اگرچہ مخالفین کے دست تظلم نے بارہا اسکو بھي مسمار و بے نام و نشان کرنا چاہا ' تاہم اسکا نشان کسي طرح نہ مٹ سکا کہ ظلم کا دھبہ کبھي نہیں دھل سکتا - پھر کیا بقاے قبور و آثار کے بارے میں بھي وہي قانون بقاے اصلح کي پابندي ہے ' اور اپني گود میں صرف اسي کے اثر کو باقي رکھنا چاہتي ہے جو اصلح تھا ؟

سفارت خانہ برطانیہ بغداد

کھائي جاتي ھے جسمیں بڑائي اور عظمت ھو - اسلیے تمام قسموں میں صرف عظمتوں ھي کو تلاش کرتے رھے - انکي شہادت حق و دلالة حقائق پر نظر نه ڈالي - امام رازي گو فرماتے ھیں که قسم ایک طرح کي دلیل ھے' لیکن چونکه اصل حقیقت سے پوري طرح متاثر نہیں ھیں' اسلیے آسي غلطي کو شروع کر دیتے ھیں جو اعتراف معني دلیل کے ساتھه جمع نہیں ھو سکتي تھي - یعني تین اور زیتون کي عظمت اور بزرگي کو ثابت کرنا چاھتے ھیں - پھر جب اور کچھه نظر نہیں آتا تو فرماتے ھیں که تین (انجیر) کا مزہ بہت اچھا ھے' اور وہ معدے کیلیے مسہل و ملین ھے' اور زیتون کي لکڑي کے اندر تیل ھے ! گویا نه تو دنیا کے اندر کوئي اور پھل ملین ھے اور نه کوئي اور شے اپنے اندر روغن رکھتي ھے !

سچ یه ھے که متاخرین میں یه فضیلت و عزت الله تعالی نے صرف حضرة شیخ الاسلام ابن تیمیه اور انکے ارشد تلامذہ علامه ابن قیم کیلیے مخصوص کردي تھي که حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمال حقیقي کو بے نقاب کریں' اور جو پردے متاخرین نے یکے بعد دیگرے ڈالدیے ھیں' انکو الله کي بخشي ھوئي قوة مجددہ و مصلحه سے چاک چاک کردیں - چنانچه تاریخ اسلام کے ان دو عظیم الشان انسانوں نے اقسام القران کي اس حقیقت کو جا بجا واضح کیا ھے - اور موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہ ھے جسکے دلونکو الله ان مصلحین حقیقي کي تصنیفات کے فہم و درس کیلیے کھول دے که انکا نور علم مشکواة نبوة سے براہ راست ماخوذ تھا -

(موضوع سورۂ والتین)

دنیا میں انسان اپنے اندر دیکھتا ھے تو اسکو جذبات و موثرات کا ایک عجیب مخلوط اور متضاد ھجوم نظر آتا ھے' باھر دیکھتا ھے تو اسکي ناکامیاں اور مایوسیاں اسکي کامیابیوں اور امیدوں سے زیادہ نظر آتي ھیں -

جذبات کے اعتبار سے وہ ایک ھي وجود ھے جو کبھي فرشتوں کي طرح محبت و ھمدردي اور شرافت و عصمت کا پیکر ھے' اور کبھي قتل و ھلاکت اور خونریزي و سفاکي میں سانپوں کے زھر سے بدتر اور درندوں کے پنجوں سے اسفل ھے - وھي انسان جو جانوروں کو تکلیف میں دیکھکر ھمدردي کے جذبات سے معمور ھوجاتا ھے' بسا اوقات اپنے بھائیوں کا بیدریغ خون بہانے لگتا ھے تاکه انکے خون سے اپني خود غرضي کي پیاس بجھاے -

خارجي اعمال کے لحاظ سے اسکي بوقلموني اور زیادہ عجیب ھے - وہ ایک ھي وجود ھے جو کبھي تاج و تخت حکومت پر جلوہ آرا ھوتا ھے' اور کبھي کتوں کي طرح غلامي کي خاک پر لوٹتا ھے - کبھي اسکي ھمت سر بفلک عمارتوں کے بنانے' پہاڑوں کے کاٹنے' سمندروں کے مسخر کرنے سے نہیں تھکتي' اور کبھي ایسا ھوتا ھے که پتوں کي ایک دیوار کو کھڑا کرنا بھي اسکے لیے مشکل ھو جاتا ھے -

وہ کبھي بجلي سے ڈرتا ھے' طوفان سے لرزتا ھے' آسمان کو دھشت و خوف سے دیکھتا ھے' اور پھر اسقدر انکے مظاھر و شئون سے مرعوب ھوجاتا ھے که انکي پرستش و بندگي شروع کردیتا ھے' اور کہتا ھے که میں انکے آگے صرف جھکنے اور عاجزي ھي کیلیے ھوں - اسکے تنزل و تسفل کیلیے یه مثال بھي کافي نہیں - ایک وقت آتا ھے جبکه دنیا میں پتھر کے ان ٹکڑوں کیلیے جو راستوں میں ٹھوکریں کھاتے ھیں' عزت ھوتي ھے' پر انسان کیلیے کوئي عزت باقي نہیں رھتي - وہ انسان ھوکر پتھروں کے آگے ماتھا ٹیکتا' انکو اپنے آقا اور خداوند کي طرح پوجتا' اور اپني حیات و ممات کو انکي رضا و غضب میں منحصر یقین کرتا ھے - کتا زیادہ سے زیادہ انسان کے آگے جھکتا ھے که وہ کتے سے اشرف و اعلی ھے - گھوڑا اور ھاتھي انسان کے چاکر بن جاتے ھیں که انسان کي عظمت کا مقابله نہیں کرسکتے' مگر انسان کتے سے بھي بدتر اور گھوڑے اور ھاتھي سے بھي اسفل ھے که اپنے سے اعلی کے آگے نہیں بلکه اپنے ھي جیسے کے سامنے یا اپنے سے بھي بدتر کے آگے جھکتا اور [illegible] ھوتا ھے !

تم کسي کتے کو نہیں دیکھوگے که وہ کسي دوسرے کتے کے آگے عاجزي کرے' لیکن یه انسان ھي ھے که اپنے جیسے ایک انسان کو چاندي سونے کے تخت پر بٹھاتا ھے' اور پھر کتوں کي طرح اسکے آگے زمین پر لوٹتا اور گرد مذلت چاٹتا ھے -

اعمال انساني کے اس اختلاف و تضاد اور انفعالات و تاثرات عملیه کي اس بوقلموني و رنگا رنگي میں انساني فطرة اصلیه کي حقیقت گم ھوجاتي ھے - کچھه نہیں کھلتا که یه عجیب جانور جو سب سے بڑا بھي ھے اور سب سے چھوٹا بھي' اسکي اصلي مقام فطرة کیا تھي جو اسے دیکھني تھي؟ وہ في نفسه شیطان ھے یا فرشته؟ بھیڑیا ھے یا بکري؟ تاریکي ھے یا روشني؟ نیک ھے یا بد؟ اچھا ھے یا برا؟

(مسئلۂ خیر و شر فطرة انساني)

یه سوال انسان کي اصل فطرة و جبلة کي نیکي اور بدي کا ھے - یعني کیا بالطبع وہ نیک بنایا گیا ھے یا بد؟ یا دونوں؟ اسکے داخلي جذبات و داعیات کي کشا کش اور خارجي اعمال و نتائج کا میدان تو نور و ظلمت' ملکوتیة و بہیمیة' حسن و بد رنگي' علو و تسفل' عظمت و ذلت' نیکي و بدي' دونوں کا مجموعه نظر آتا ھے' اور کچھه پته نہیں چلتا که در اصل وہ کیا ھے؟

دنیا میں ابتدا سے لیکر ابتک اس سوال کے متعلق تین مختلف مذاھب نظر آتے ھیں :

(۱) انسان کي اصلي جبلت و فطرة بدي ھے' البته اچھي تربیت اسکو عارضي طور پر خوشنما کردیتي ھے - وہ خصائص فطرة کے اعتبار سے ایک خالص حیوان ھے - لیکن تربیت تہذیبي کے اعتبار سے انپر فوقیت رکھتا ھے - درخت کي جڑ اور شاخیں متناسب نہیں ھوتیں' لیکن انکو کاٹ کر اور چھیل کر ھم درست کر لیتے ھیں - فطرة کي تمام خلقت کا یہي حال ھے - اصل فطرة میں ھموار و معتدل نہیں ھوتا - چھیل چھال کر اسے سڈول بنالیا جاسکتا ھے - یہي حال انسان کا ھے - باھر کي صناعي تربیت سے ایک نیا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتا ھے' لیکن جب اوپر کا رنگ کمزور ھوجاتا ھے تو اصلي ته نظر آجاتي ھے - بڑا سے بڑا مہذب انسان بھي غصه و انتقام میں درندہ بن جاتا ھے - اسلیے که اسکا مصنوعي رنگ اتر گیا اور اسکي اصلي فطرة شر ابھر آئي -

یه مذھب "مذھب شر" یا "مذھب یاس" ھے - وہ دنیا کي ھر چیز کو شر اور یاس کي نظر سے دیکھتا ھے - یونان میں دیو جانس کلبي (Diogenes) اسي فلسفۂ اخلاق کا مشہور پیشوا گذرا ھے -

(۲) دوسرا مذھب ان لوگوں کا ھے جو انسان کي فطرة کو بالکل ایک سادہ حالت میں دیکھتے ھیں اور کہتے ھیں که اسمیں نه تو نیکي ھے اور نه بدي ھے - نه وہ کانٹوں کي چبھن ھے اور نه پھولوں کي مہک - وہ محض ایک منفعل' اثر پذیر' اور نقش انگیز وجود ھے جو اپنے ساتھه کچھه نہیں لاتا مگر دنیا میں آکر جو کچھه پاتا ھے لے لیتا ھے - وہ ایک دامن ھے جسکے اندر سوا گنجایش و عمق کے اور کچھه نہیں ھے - اسمیں ھر طرح کا ذخیرہ بھرلینے کي صلاحیت ھے مگر ابھي کوئي چیز اسمیں بھري نہیں گئي ھے - اب اگر اسکو پتھر ملا ھے تو اسکو بھر لیگا' پھول ملے ھیں تو انکو اٹھا لیگا - یه تشبیه واضح تر یه که انسان کي فطرة اصلا ایک سفید کاغذ ھے - اسپر کوئي نقش نہیں ھوتا - نه تو [illegible] کي تصویر بني ھوئي ھے اور نه پھول کي - اب جو کچھه اسپر بنایا جاےگا' بن جائیگا -

حکماء یونان میں اس مذھب کا ایک دور رہ چکا ھے - [illegible] نے بھي زیادہ تر اسي کي پیروي کي تھي' آج یورپ میں بھي حکماء اخلاق کا ایک بڑا گروہ یہي کہتا ھے -

(۳) تیسرا مذھب "جامع خیر و شر" ھے [illegible] کہتے ھیں که

آدمي زادہ طرفه معجون ست !

نیکي اور بدي' دونوں [illegible] فطرة میں موجود ھیں [illegible] وہ شیطان اور فرشته دونوں ھے' اور ملکوتي و بہیمي دونوں [illegible]

اسئلة واجوبتها

تفسير سورة و التين

اقسام القرآن

(از جناب مولوي وصي احمد صاحب بلگرامي)

جناب علامۂ دوراں وحيد الزماں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد دام مجدکم - بس از سلام مسنون گذارش يه هے که البلاغ نمبر ٥ و ٦ ميں جناب مولوي مظهر الدين صاحب شيرکوٹي نے جو سورۂ و التين پر روشني ڈالي هے ' اوسکے متعلق چند ضروري استفسارات هيں :

ملاحظه هو فرماتے هيں : " انجير ' زيتون ' طور سينا ' مکه معظمه ' اس دعوے پر شاهد هيں که همنے انسان کو بهتر سے بهتر حالت ميں پيدا کيا هے "

طور سينا اور مکه معظمه کي شهادت تو واضح هے که حضرت موسي اور جناب رسالت مآب صلی الله عليه و آله و سلم کي آنکهيں نور وحدت سے انهيں مقاموں پر منور هوئيں - ضعيف انسان کي بزرگي پر يه دونوں صاد کرتے هيں ' اور اسليے گواه لاے جاسکتے هيں - مگر تين اور زيتون کي شهادت کے متعلق جناب موصوف يوں فرماتے هيں :

(١) " انجير ايک نهايت چهوٹا پهل هے ' ليکن غذا و دوا ميں بے شمار فوائد رکهتا هے - ذائقه کے لحاظ سے نهايت شيريں هے ' باعتبار طبي فوائد کے قاطع بلغم ' ملين طبع ' مطهر کلتين ' مسمن بدن ' وغيره اسکے معمولي خواص هيں - پس انجير شاهد هے که جسطرح جسم صغير هوکر بيشمار فوائد کا مجموعه هے - اسيطرح وجود انساني بهي جسماً مختصر ' ليکن مختلف قوتوں کا پتله هے "

(٢) " جسطرح زيتون ميں روغن حلول کيے هوے هے ' اور زيتون کي قدر اوسکے روغن هي کي وجه سے هے ' اسيطرح انساني جسم ميں بهي روح کا حلول هے ' اور اسکا شرف بهي اوسکي روح هي سے هے ' ورنه انسان مٹي کا ايک ڈهير هے - اور بس "

همنے يه سب مانا ' ليکن سوال يه پيدا هوتا هے که جسطرح انجير اپنے جسم صغير ميں بيشمار فوائد اور زيتون اپنے قالب ميں تيل کا خزانه رکهتا هے ' اسي طرح روے زمين پر اور نيز ملک عرب ميں هزاروں لاکهوں ايسے پهل هيں ' جو يهي خواص رکهتے هيں - پهر کيا وجه که اتني بڑي شهادت پيش کرتے وقت جناب باري نے انجير اور زيتون هي کو چنا ؟

جناب موصوف کي توضيح سے تسکين نهيں هوتي - انگريزي پڑهنے والے طلبا کي آنکهيں اور دل ظاهر هے که آجکل کلام مجيد کي معرفت و برکات سے نابينا هيں - اندها آدمي مجبوراً هر هر قدم [illegible] هے ' اس صورت ميں بينا آنکهوں کا فرض هے که [illegible] - لهذا يه عريضه ارسال خدمت گرامي هے که تين و زيتون کي شهادت پر سلوک مذکورۂ بالا کا لحاظ کرتے هوے جناب مزيد روشني ڈالنے کي تکليف گوارا فرمائيں ' باعث ممنوني هوگا - و السلام -

البلاغ :

قرآن حکيم کے فهم و درس کا جو ذوق آپکے خط سے ظاهر هوتا هے ' اس سے يه فقير نهايت خوش وقت هوا - الله تعالی آپکے اس ذوق ميں برکت و ثبات عطا فرماے ' اور آپکے امثال و نظائر سے همارے جديد مدارس کي عمارتيں معمور هو جائيں -

آپکا سوال در اصل مسئلۂ " اقسام القرآن " سے تعلق رکهتا هے - يعني قرآن حکيم کي جن سورتوں ميں الله تعالی نے حروف قسم کے ساتهه بعض اشياء کا ذکر فرمايا هے ' انکي حقيقت ' اور جواب قسم سے انکا ربط و تعلق - ازانجمله سورۂ والتين هے ' اور اسميں سب سے پہلے تين و زيتون کي قسم نظر آتي هے - درس و فهم حقائق قرآنيه کي مختلف راهيں هيں ' اور بسا اوقات انکي حقيقت مختلف نظروں کو مختلف روشنيوں ميں نظر آتي هے - تين و زيتون کے متعلق ايک تفسير امام رازي رحمة الله عليه کي تهي جسکو مولانا مظهر الدين صاحب نے اپنے مضمون ميں نهايت خوبي سے پيش کيا هے ' اور انکے خصائص کو نوع انساني کے جسم و حقيقت کے خصائص سے تشبيه دي هے - ليکن اسميں کوئي شک نهيں که سورة کے موضوع اور بقيه اقسام کے ربط کيليے صرف اتنا هي کافي نهيں هے - مزيد غور و فکر اور جستجوے حقيقت کيليے قدم اٹهانا چاهيے - ميں آپکے سوال کا جواب دو صحبتوں ميں دونگا -

(چند مقدمات مهمه)

سب سے پہلے چند مقدمات آپکے سامنے آجائيں جن پر همارے تمام مباحث تفسير مبني هيں -

(١) قرآن حکيم کي هر سورة کا ايک موضوع (سبجکٹ) هے - اور اول سے ليکر آخر تک وه سورة اسي پر مبني هے ' جسقدر مطالب درميان ميں آگئے هيں وه سب کے سب اسيکے ايک موضوع اصلي کے ناگزير و ضروري اطراف بحث و تعليم هيں -

(٢) هر سورة کي ابتدا و انتها اس موضوع کے معلوم کرنے کي کنجي هے -

(٣) جب هر سورة کا ايک موضوع هے تو يه چيز بهي ضمناً آپکو معلوم هوگئي که قرآن کي تمام آيات باهم مربوط و مسلسل هيں ' اور ايک نظم و اسلوب حقيقي کے ساتهه سلسلۂ بيان بتدريج اجمال سے تفصيل ' دعوے سے دليل ' اور تعليم سے امثال و نظائر کيطرف بڑهتا اور کهلتا جاتا هے - اسي کو قرآن حکيم نے " تصريف آيات " سے جا بجا تعبير کيا هے - " صرف " کے معني لغة ميں " رد الشي من حالة الى حالة " کے هيں (کما صرح به الاصفهاني)

(٤) " قسم " کے معني شهادت و دلالت کے هيں ' قرآن حکيم نے جس چيز کو حروف قسم کے ساتهه پيش کيا هے ' وه ايک شاهد هے جو اپنے ما بعد دعوے کيليے دليل پيش کرتا هے - قسم کا مقصد استشهاد هوتا هے - هم خدا کي قسم کهاتے هيں - يعني کهتے هيں که خدا شاهد هے که هم نے جهوٹ نهيں بولا - سورة والفجر ميں هے " هل في ذالك قسم لذي حجر " يعني ان چيزوں ميں صاحب عقل کيليے بڑي هي شهادت هے - منافقين کهتے تهے که " اشهد انك لرسول الله " هم گواهي ديتے هيں آپ الله کے رسول هيں - خدا نے انکي تکذيب کي اور کها : " اتخذوا ايمانهم جنة " انهوں نے اپني قسموں کو ڈهال بناليا هے - يه ظاهر هے که منافقين نے شهادت دي تهي - قسم نهيں کهائي تهي - پس خدا نے خود هي شهادت کو قسم سے تعبير کرکے حقيقت کهولدي -

ليکن چونکه عام مفسرين متاخرين نے اس حقيقت پر غور نهيں کيا ' اسليے وه اس دهوکے ميں پڑگئے که قسم اس چيز کي

خدا نے اسکو روشني دي هے ' اور اسکے اندر آئینه رکهدیا هے - وه دنیا میں آتا هے اور باهر کے پردوں سے اندر کي روشني کو ڈهانپ دیتا هے - باهر کے گرد و غبار سے اندر کے آئینه کو مکدر کردیتا هے - اب تم کهتے هو که وه تاریک هے ' مگر نهیں سونچتے که اسکي اصل روشني تهي - تاریکي نه تهي - اس نے روشني کو چمکنے نه دیا - تم کهتے هو که اسکے دامن میں زنگ اور غبار تها - حالانکه زنگ و غبار نه تها بلکه صاف و شفاف آئینه تها - باهر سے گرد اڑ رهي تهي - اسکو چاهیے تها که دامن سے ڈهانپ لیتا ' مگر اس نے گرد و غبار کو پسند کیا اور آئینه کي چمک کي قدر نه کي - اب وه غبار آلود هے - کچهه دنوں کے بعد بالکل تاریک هوکر لوهے کا ایک سیاه ٹکڑه بن جائیگا ' مگر اسلیے نهیں که اسکے پاس لوها تها ' بلکه صرف اسلیے که آئینه کو صاف نه رهنے دیا

یهي انسان کي وه فطرة اصلي هے جسکو قرآن حکیم فطرة صالحه قرار دیتا هے ' یعني وه فطرة جو بالکل اپني اصلي نیکي کي حالت میں هے ' اور باهر کي کسي بدي سے اسکو آلوده نهیں کیا گیا هے - یهي فطرة صالحه دین الهي هے ' یهي دین قیم هے ' یهي دین حنیفي هے ' یهي صراط مستقیم هے ' یهي فطرة الله هے ' یهي صبغة الله هے ' اور قرآن کي اصطلاح میں سب سے آخر مگر سب سے زیاده جامع و حاوي نام اسي کا " اسلام " هے -

اور اسي لیے قرآن کهتا هے که انسان کي اصلي فطرة " اسلام " هے اور " کفر " ایک صناعي اور غیر فطري عمل هے - اگر ایک انسان " مسلم " هے تو اسکو یوں کهو که وه اپني اصلي فطرة صالحه پر قائم هے ' اسکي فطري روشني نور دے رهي هے ' اسکي فطرة خیر کي قندیل کو باهر کا کوئي طوفان بجها نه سکا ' اور وه ویسا هي هے جیسا فطرة نے اسے بنایا تها - لیکن اگر ایک انسان " مسلم " نهیں هے تو اسکے یه معنی هیں که فطرة حقیقي کا چراغ بجهه گیا ' اسکے اندر کا آئینه زنگ آلود هوگیا ' گرد و غبار کي تو بر تو تهوں نے اسکو سیاه کردیا ' اور وه فطرة کي صورت حقیقي کي جگه ایک مسخ شده غیر فطري و مصنوعي جانور بن گیا - معصیت سے یه فطري آئینه زنگ آلود هوتا هے ' اور کفر زنگ آلودگي کي وه آخري حالت هے جبکه آئینه بالکل سیاه هوگیا ' اور ایک دهندلي سي چمک بهي اس میں باقي نه رهي : ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و ابصارهم غشاوه - اور : سواء علیهم ء انذرتهم ام لم تنذرهم لا یومنون - وغیره تصریحات قرآنیه میں اسي آخري مرتبهٔ ضلالت کي طرف اشاره هے اور لهم قلوب لا یفقهون بها اور : جعلنا علی قلوبهم اکنه ان یفقهوه - اور : کالانعام بل هم اضل میں اسي فطرة صالحه کي پامالي اور ایک غیر فطري حالت مسخ و انقلاب کو واضح کیا گیا هے - یه وقت تفصیل کا نهیں - اشارات پر اکتفا کیجیے -

اور ٹهیک ٹهیک یهي معني هیں مسلم کي اس مشهور حدیث کے جسکي شرح میں عجیب عجیب حیرانیاں لوگوں کو هو رهي هیں که :

ما من مولود الا یولد	دنیا میں کوئي بچه پیدا نهیں هوتا
علی الفطرة و ابواه	مگر اپني اصل فطرة پر - پهر یهودي
یهودانه و ینصرانه -	اسے یهودي بنا لیتے هیں اور نصراني
	نصراني

ایک دوسري روایة میں هے : ما من مولود یولد الا و هو علی هذه الملة - یعني جسقدر بچے پیدا هوتے هیں ' سب ملة اسلام پر پیدا هوتے هیں -

انسان کي فطرة صالحه هي کا نام اسلام هے ' اور هر بچه جو پیدا هوتا هے ' اپني اصلي اور بے میل فطرة هي پر پیدا هوتا هے ' پس انسان کا هر بچه " اسلام " پر پیدا کیا گیا - اب وه دنیا میں آتا هے اور باهر کي هوائیں اسکے اندر کي روشني کو ته و بالا کرنے لگتي هیں - اگر یهودیت کے اثرات اس نے پائے ' تو یهودیت کا جهونکا اسکے چراغ فطرة کو گل کردیگا ' اگر مجوسیت کا طوفان اٹها ' تو اسي میں اسکي کشتي فطرة ڈگمگانے لگیگي - پر یه جو کچهه هوگا ' باهر کا اثر و کسب هے - اسکے اندر کي فطرة صرف اسلام تهي - یعني صرف نیکي و خیر تهي -

تمهید بڑهتي جاتي هے اور یه مبحث خود ایک مستقل صحبت هے - اگر اس بارے میں قرآن حکیم کي مزید تصریحات جمع کي جائیں تو صفحوں کے صفحے اسي میں صرف هوجائیں - یهي معني هیں ذریة انساني کے " بلی " کهنے کے جبکه خدا نے انسے پوچها که " الست بربکم ؟ " کیا میں هي تمهارا پروردگار نهیں هوں ؟ پس انسان کي فطرة اصلي تصدیق هے جو اسکے اندر ودیعت کردي گئي اور اب اگر " بلی " کي جگه یعني تصدیق ربوبیت کي جگه وه انکار کرتا هے ' تو یه اسکي فطرة کي صدا نهیں هے - ایک غیر فطري صناعي هے -

اور اسي فطرة صالحه کا نام قرآن حکیم نے " قلب سلیم " رکها هے یعني وه دل جو بالکل صحیح و سالم هو اور اپني اصلي تندرستي و اعتدال پر قائم هو - کوئي نیا عارضه اور بیماري اسے نهیں لگ گئي هے - حضرة ابراهیم علیه السلام کي نسبت فرمایا که اذ جاء ربه بقلب سلیم جبکه وه اپنے رب کے حضور قلب سلیم یعني فطرة سالحه غیر آلوده کے ساتهه حاضر هوے - تم کو معلوم هے که حضرة ابراهیم کي یه فطرة صالحه وه تهي جسکو باهر کا کوئي بڑا سے بڑا جلوه بهي مرعوب نه کرسکا ' اور اسکے اندر کي روشني پکار اٹهي : اني وجهت وجهی للذي فطر السماوات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین -

اور یهي وجه هے که خدا کي شریعت کا کام صرف یه هوتا هے که اس فطرة صالحه پر انسان نے صناعي و خارجي ضلالت کا جو زنگ چڑها دیا هے ' اسے دور کردے ' اور اسکي اصلي روشني پهر چمک اٹهے - یهي وجه هے که هدایت الهي کو قرآن نے " ذکر " کے لفظ سے تعبیر کیا ' اور ضلالت و کفر کو " نسیان " کها - " ذکر " کے معني حفظ اور یاد کے هیں ' نسیان بهولنے کو کهتے هیں - چونکه فطرة اصلي کو انسان بهلا دیتا هے اور اسي کا نام ضلالت هے - پس ضلالت نسیان هوي اور هدایت فطرة اصلي کے بهلائے هوے سبق کو پهر تازه کردینا - اسیلیے اسکو ذکر کها - نسیان کي انتهاء " غفلت " هے ' " غفلت " کو قرآن نے منتهاء ضلالت قرار دیا هے - لهم قلوب لا یفقهون بها ' و لهم اذان لا یسمعون بها ' و لهم اعین لا یبصرون بها ' اولئک کالانعام بل هم اضل - اولئک هم " الغافلون " -

ایک اور آیت بهي نسیان کے متعلق اس سرسري نظر میں سن لو : الذین نسو الله فا نساهم انفسهم - وه لوگ که انهوں نے الله کے رشته کو بهلا یا ' اور نتیجه یه نکلا که اپنے نفسوں هي کو بهول گئے -

اسکا مطلب یه هے که اپنے نفسوں کو یعني اپني فطرة صالحه کو بهول گئے - کیونکه فطرة صالحه تو وه تهي جس نے کها تها " بلی " یعني خدا کي ربوبیت اور اسکے رشتے کا اقرار کیا تها - اب اگر وه اس هستي کے رشتے کو بهلا رهے هیں جسکے آگے فطرة اصلي " بلی " کهه چکي هے ' تو اس رشتے کو نهیں بهلا رهے بلکه اپني فطرة هي کو بهلا رهے هیں -

(عود الی المقصود)

بهر حال ' قرآن حکیم انسان کي فطرة کو خالص نیکي قرار دیتا هے ' اور بدي سے اسکي فطرة صالحه کو پاک بتلاتا هے - وه کهتا هے که اسکي فطرة صرف تندرستي اور صحت هے - البته وه دنیا میں آکر بهت سي بیماریاں مول لے لیتا هے - بیماري باهر کا اثر هے ' اندر صرف تندرستي هے -

سورهٔ والتین کا موضوع اصلي یهي حقیقت هے - یعني اسمیں انسان کي فطرة صالحه کي اسي گم شده اصلیت کو واضح کیا گیا هے ' اس موضوع کیلیے قرآن نے مفصل درس بهي دیے هیں ' لیکن یه منجمله مجمل مگر جامع و حاوي دروس کے هے -

ہے - دنیا میں آکر جس قسم کے خارجي موثرات ملتے ہیں، انہي سے مطابق اسکي کوئي ایک قوة نشو و نما پاتي اور بروز کرتي ہے - اگر نیک اثرات اسکے لیے جمع ہوجائیں جنکو تم " نیکي " کے لقب سے پکارتے ہو، تو اسکي قوت ملکوتي ابھریگي اور چمکیگي، لیکن اگر برخلاف اسکے بدي کا گرد و غبار چھا جایگا تو نیکي کي چمک ماند پڑجائیگي، اور بدي کي تاریکي پھیل آتھیگي - اس مذہب کے پیروؤں کے نزدیک انسان کے اندر بالقوة ملکوتیة و بہیمیة دونوں ہیں، مگر انکا فعل تربیت و تاثرات سے نمود پکڑتا ہے - گویا نیکي اور بدي دو بیج ہیں جنکو انسان اپنے ساتھہ دنیا میں لاتا ہے، پھر جس بیج کو تربیت و تاثر کا پاني ملجاتا ہے، وہي پھولتا پھلتا اور تناور درخت بنتا ہے -

دنیاے قدیم و جدید، دونوں میں اس مذہب نے بہت ترقي و مقبولیت حاصل کي ہے - ارسطو کا بھي یہي مذہب تھا، اور تقریباً تمام حکماء اسلام نے اسي کو قبول کیا ہے - ابن مسکویہ جس نے یوناني اخلاق کو سب سے زیادہ مشرح و منظم لکھا ہے، اسي مذہب کا داعي ہے - دور جدید کے حکماء اخلاق میں بھي یہي مذہب زیادہ مقبول ہے - امام فخر الدین رازي وغیرہ تمام مفسرین تفسیر قرآن میں اسي مذہب کو پیش نظر رکھتے ہیں، اور " و ہدیناہ النجدین " اور " فالہمہا فجورہا و تقواہا " وغیرہ آیات کریمہ کي تفسیر اسي مذہب کي بنا پر کرتے ہیں - کہا جاسکتا ہے کہ مسئلہ خیر و شر فطرة کے متعلق دنیا کا غالب اور عام اعتقاد یہي ہے - اور چونکہ انساني اعمال و نتائج میں خیر و شر دونوں نظر آتے ہیں، اسلیے ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہي مذہب زیادہ صحیح و احق ہے -

(القرآن الحکیم)

قرآن حکیم نے دین الہي کا دوسرا نام " العلم " رکھا ہے :

ولئن اتبعت اهواءهم	اور اگر تونے انکي خواہشوں کي پیروي
بعد الذي جاءک	کي، بعد اسکے کہ تیرے پاس علم یعني
من العلم -	دین الہي آچکا ہے - الخ -

ہرجگہ گمراہ قوموں کے بغي و ضلالت پر ملامت کرتے ہوے کہا :

فما اختلفوا الا بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم - (۴۵ : ۱۹)

حاملین قرآن کي نسبت کہا : في صدور الذین اوتو العلم - وہ انکے سینوں میں ہے جنکو علم دیا گیا - نیز کہا کہ یہ " برہان " ہے " بصائر " ہے " نور " ہے، " بصیرة " ہے، اور ہر جگہ کفر کو کہا کہ وہ " ظن " ہے " شک " ہے، تخمین ہے، اور اٹکل کي باتیں اور قیاسات ہیں : ما لہم بذالک من علم انہم الا یظنون - پھر دین الہي کے ماننے اور اطاعت کرنے کو " ایمان " کہا، اور ایمان والوں کو " مومن " - ایمان امن سے ہے اور امن کے معني " طمانیة النفس " اور زوال خوف و شک کے ہیں - ان تمام تصریحات سے واضح ہوا کہ دنیا میں علم و یقین صرف ایک ہي ہے اور وہ وحي الہي ہے، اور اسکے سوا اور جسقدر ادعاء علم کے اعلانات ہیں، ظن اور شک سے آگے نہیں بڑھسکتے - نیز یہ کہ " ایمان " کے معني " یقین " حاصل کرنے کے ہیں، اور مومن وہ ہے جسکے پاس " شک " کي جگہ " یقین " ہو - یہي وجہ ہے کہ مومن اور غیر مومن کو " الذین یعلمون " اور " و الذین لا یعلمون " اور " الاعمي " اور " البصیر " سے تشبیہ دي - یعنے صاحبان علم اور بینا، اور ارباب جہل اور اندھے !

اس بنا پر علم اضافي و محدود تو دنیا کے پاس ہے، مگر علي الاطلاق " العلم " قرآن کے سوا اور کوئي نہیں، اور قرآن جس کے پاس ہے وہي دنیا میں سب سے زیادہ اعلم اور سب سے بڑا جاننے والا ہے -

پس شک و ظن کے تمام اختلافات کو اسي " العلم " اور " البصائر " کے آگے عرض کرنا چاہیے کہ وہي ایک حکم حقیقي ہے -

اس عاجز نے جہاں تک غور کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ خیر و شر فطرة کے متعلق قرآن حکیم کا فیصلہ ان تینوں مذہبوں سے الگ ہے - اور تمام دنیا میں وہ پہلي آواز ہے جو انسانیت کے شرف فطري و خیریت کو ان تمام ظنون و اوہام کي پیدا کردہ ذلتوں سے نجات بخشتي ہے - ان تینوں مذہبوں میں پہلا مذہب فطرة انساني کو زمین کي گھانس اور مٹي کے تودوں سے زیادہ حقیر قرار دیتا ہے - گھانس حیوانات کي غذا ہے اور مٹي سے دیوار بنائي جا سکتي ہے، مگر یہ مذہب کہتا ہے کہ انساني فطرة میں مضرة کے سوا کوئي نفع نہیں - یہ مغرور انسان کا اپني نسبت پہلا مایوس فیصلہ تھا -

اسکے بعد دوسرا مذہب سامنے آتا ہے اور اسکو ایک سادہ صفحہ قرار دیتا ہے جسمیں نہ تو نیکي کا نقش ہے اور نہ بدي کا - بلا شبہ یہ مذہب انسان کیلیے پہلے مذہب جیسا بے رحم نہیں، تاہم یہ بھي اسکي فطرة کو کوئي شرف نہیں بخشتا، اور ایک منفعل اور ہر طرح کے اثر کو قبول کرنے والا وجود قرار دیکر چھوڑ دیتا ہے -

تیسرا مذہب سب سے زیادہ مقبول، سب سے زیادہ عام، اور اس بارے میں انساني علم کي سب سے بڑي جست ہے - لیکن وہ بھي پھولوں کے ساتھہ کانٹوں کو برقرار رکھتا، اور انسان کو فرشتگي دیکر شیطنت کا بھي مساوي حصہ بخشتا ہے - اسکي غایت تحقیق یہ ہے کہ بالفطرة اسمیں نیکي بھي ہے اور بدي بھي - پس وہ جسطرح اچھا ہے، برا بھي ہے - اگر بدي کا پلہ نہ جھکا تو نیکي کے پلے کو بھي زیادہ وزن نصیب نہیں - نتیجہ کے اعتبار سے اسکي فطرة یہاں بھي شرافت و احترام سے محروم و نامراد ہے : و ذالک مبلغہم من العلم -

ان تینوں مذہبوں نے فطرة انسانیة کي حقیقت کو کھو دیا، اور وہ اپنا سراغ نہ پاسکے -

یہ مذاہب حکماء اخلاق اور عام افکار و آراء انساني کے ہیں - لیکن آج جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں، انکا فیصلہ بھي یہي ہے - اکثر حالتوں میں تو وہ پہلے مذہب کي دعوة دیتے ہیں - بعض حالتوں میں اگر انکے شارحین تاویلات رکیکہ سے کسي بلند درجہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو بھي آخري مذہب سے آگے انکا قدم نہیں بڑھتا -

لیکن قرآن یعنے " العلم " دنیا میں اسلیے نہیں آیا کہ فطرة کے معہود بہ جمال کو اور زیادہ مستور کردے، بلکہ اسکي دعوة کي اولین حقیقت یہ تھي کہ انساني ضلالت و ظنون نے فطرة و حقیقت پر جو پردے ڈالدیے ہیں، انکو اسطرح چاک چاک کردے کہ انسان اپنے ہي آئینہ کے اندر اپني صورت دیکھہ لے - پس وہ اولین آواز ہے جس نے سب سے پہلے اس گم شدہ حقیقت کا سراغ بتلایا، اور دعوا کیا کہ انسان کي فطرة و جبلة نہ تو محض ایک صفحۂ سادہ ہے، نہ صرف بدي اور شر کي ناپاکي ہے، اور نہ ہي ملکوتیت اور بہیمیت کا مرکب، بلکہ وہ ایک خالص و کامل نیکي ہے، جسمیں خیر کے سوا اور کچھہ نہیں ہے، اور کوئي قوة اسکے اندر ایسي نہیں رکھي گئي ہے جسمیں بدي اور برائي کا اصلاً بیج ہو - وہ صرف نیکي ہي لیکر دنیا میں آتا ہے، نیکي ہي کیلیے پیدا کیا گیا ہے، اور نیکي ہي کیلیے اسکو سب کچھہ دیا گیا ہے - لیکن وہ دنیا میں آکر اپني فطري نیکي کي حفاظت نہیں کرتا، اسکے نشو و نما کي راہیں بند ہو جاتي ہیں، اور اسکے طبیعي ابھار کو اسطرح دبا دیا جاتا ہے جس طرح کسي پودے پر ایک پتھر رکھکر اسکي قوة پامال کردي جاے - پس انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ خالص نیکي ہے، اور جسقدر بھي برائي ہے، وہ اسکا کسب خارجي ہے - نیکي اسکا فطري عمل ہے، اور بدي غیر فطري، خارجي، اور یکسر صناعي - اگر وہ نیک ہے تو یہ فطرة ہے، اگر بد ہے تو یہ تصنع ہے - اسکو بیج ایک ہي دیا گیا ہے جو صرف نیکي کا ہے - جب وہ ابھرتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نیکي ہے، جب پامال کردیا جاتا ہے تو تم کہتے ہو کہ بدي ہے - حالانکہ تم نہیں جانتے کہ پھل اور پتوں کا نہ لگنا کوئي الگ وجود نہیں ہے، بلکہ درخت کے نشو و نما کے عدم کا نام ہے -

خلاف رسم دريں عہد خرق عادت داں
کہ کارهاے چنيں از شمار بوالعجبي ست

قران حکيم کي تمام دعوة کا خلاصہ يہ تھا کہ وہ " ما وجدنا عليه اباءنا " اور " انا وجدنا اباءنا علي امة و انا علي آثارهم مقتدون " کے خلاف ايک يکسر صداے احتجاج هے جو دنيا سے اسکے سوا کچھہ نہيں چاهتي کہ تقليد کي جگہ اجتهاد' اور جہل کي جگہ علم و برهان کو اپنا دستور العمل بناے - ليکن صديوں سے تمام عالم اسلامي کا يہ حال هو رها هے کہ علم و فن کي کوئي شاخ نہيں جو تقليد اعمى و اتباع بغير بصيرة کے استيلاء غلالت سے بچي هو' اور جس تقليد کے متعلق بالاتفاق سب نے فيصلہ کرديا تھا کہ وہ جہل کا دوسرا نام هے اور علم کے ساتھہ جمع نہيں هوسکتي کيونکہ علم نام حصول دليل کا هے' اسي کا نام آج علم رکھا گيا هے - درس و تدريس و تصنيف و تاليف ميں منتہاے کمال يہ رهگيا هے کہ چند اقوال زيد و عمر کے نقل کردیے جائيں' اور جس راہ پر ايک بھيڑ چلتي هوئي نظر آگئي هے' اسي پر خود بھي گام زن هو جائيں - کہ انا علي آثارهم مقتدون !

جو روشني بکلي گم هوگئي هے' اسکي ايک چھوٹي سي کرن بھي موجودہ عصر ظلمت ميں کم از آفتاب نہيں - صاحب معراج العقول کي سب سے زيادہ ممتاز چيز يہي هے - اور هر جگہ نماياں نظر آتي هے - وہ حق کو نہ تو کسي ايک مصنف کي ملکيت ميں ديديتے هيں اور نہ کسي مسئلہ کي صداقت و عدم صداقت کا معيار سنيت و شيعيت کو قرار ديتے هيں - متعدد مقامات ميں انهوں نے صاحب عماد الاسلام اور علامۂ مجلسي کے تشدد و تقشف پر پوري بيباکي کے ساتھہ رد و طعن کيا هے' اور متعدد مقامات هيں جہاں وہ امام فخر الدين رازي کي تحسين کرتے هوے نظر آتے هيں' اور اس سے بالکل بے پروا هيں کہ کس شخص کا تعلق کس فرقہ سے هے ؟

جو حال همارے يہاں متاخرين فقہاء ترکستان و ما وراء النهر کے تشدد و غلو کا هے' بعينہ يہي حال تاريخ اثنا عشريہ ميں عہد صفويہ کے اواخر کا رها هے جبکہ پولٹيکل حالات نے غلو و تشدد کو آهستہ آهستہ جزو مذهب بنا ديا' اور بتدريج مسلک اثنا عشريہ قرون گذشتہ سے هٹکر بالکل ايک نئي چيز بن گيا - اس عہد کي ايک بڑي خصوصيت توسيع باب تکفير' و غلو و حرج احکام' و تشدد عصبية احزابي و مذهبي هے -

هندوستان کے بعض گذشتہ افاضل شيعہ نے بھي اسي مسلک و اختيار کيا - ازانجملہ علامہ مجلسي صاحب بحار ايران ميں هيں' اور مولانا السيد دلدار علي مرحوم صاحب عماد الاسلام وغيرہ کتب شہيرہ هندوستان ميں -

ليکن صاحب معراج العقول نے اس حق گويانہ آزادي کے ساتھہ جسکي نظير آجکل بہت کم ملتي هے' صاف صاف ان بزرگوں کے مسلک کي تغليط کي هے' اور واضح کرديا هے کہ اس تشدد و غلو نے نہايت سخت نقصان علمي و ذهني قوم کو پہنچايا هے - سبحان اللہ کيا مبارک تھا وہ آزاد و حق گو قلم جس سے مندرجہ ذيل سطريں ديباچۂ معراج العقول ميں نکليں :

" فاصبحت الشيعة جماهيرهم في الدور المتاخرة من الدولة الصفويه الى الان صفر اليد من علوم البرهان و ذوق العرفان جميعاً الا ماشاء اللہ ' فصارت اسواء حالاً من الاشاعرة "

عہد صفويہ نے مذهب شيعہ ميں جو بدعتيں پيدا کيں' منجملہ انکے ايک تصوف سے بعد و هجر اور بالعموم صوفياء کرام کي تکفير و تفسيق هے - اسي کا اثر هے جو هندوستان کے افاضل شيعہ تک پہنچا اور ايک مشہور فاضل نے کہا :

ايں کلام صوفياں شوم نيست
مثنوي مولوي روم نيست

[illegible] بھي صوفياء کي مخالفت ميں بہت [illegible] ليکن صاحب معراج العقول کا اعتدال مسلک اور ذوق سليم اس افراط و تفريط کا متحمل نہيں هوسکتا تھا - انهوں نے قابل تحسين جرات کے ساتھہ اس تشدد کے خلاف اپني پر زور صدا بلند کي هے' اور نہايت تفصيل سے صوفياء کے مسلک پر بحث کرکے ايک طرف متصوفين جاهلين کے خرافات و اباطيل کي پردہ دري کي هے' دوسري طرف تصوف عالي و حقيقي کے احترام حقيقت کا بلا خوف لومة لائم اعتراف کيا هے - منجملہ متشددين منکرين و مکفرين صوفياء کے ايک صاحب کتاب الشہاب الثاقب بھي هيں - مصنف نے ايک مخصوص فصل ميں انکے اعتراضات پر نقد کيا هے اور صوفياء کرام کے دعوی کشف پر نہايت منصفانہ بحث کي هے - صاحب الشہاب نے نفحات الانس سے چند واقعات نقل کرکے مولانا جامي کي تکفير و تفسيق کي تھي - اسپر مصنف معراج لکھتے هيں " و اکتفا في الاستدلال بالسب و الشتم علي الجامي بانہ ناقلہ و هو فاسق و کافر ثم انہ سني و لکنا لسنا ممن يقلدہ فلا نرضي بمقالہ و لا نوافقہ في هذہ العصبية القبيحه والمشاتمة الفضيحه - و الجامي عندنا فاضل عارف - و اما تسفيہ علي حد يجب علي مثلہ تفسيقہ و تکفيرہ و عداوتہ فلا نسلمہ "

متاخرين علماء شيعہ ميں شيخ بہاء الدين عاملي کے بعد غالباً صاحب معراج العقول دوسرے شخص هيں جنهوں نے تصوف کے متعلق انصاف و راستي سے کام ليا هے -

متعدد اعمال صحيحة و شرعيہ هيں جنکو شارع نے بعض خاص مصالح و حکم سے قرار ديا ليکن دنيا نے اصلي حکمت و علت کو بالکل بھلا ديا' اور اسکي جگہ صرف رسم و قشر پر قانع هوگئي - حقيقت کا يہ احتجاب اور رسم کا يہ رسوخ و احاطہ بسا اوقات طرح طرح کي مضرتوں کا مولد و منشاء ثابت هوا هے -

ازانجملہ عمل " استخارہ " هے - يہ ايک صحيح عمل شرعي تھا اور اس سے مقصود يہ تھا کہ بسا اوقات انسان مختلف راهوں اور پہلوؤں کو ديکھکر ايک عالم کشمکش و تذبذب ميں مبتلا هوجاتا هے' اور اسکي قوة فيصلہ گم هوجاتي هے - ايسي حالت ميں بہتر هے کہ وہ اپنے معاملہ کو حضرت اللہ کي طرف ليجاے اور اسکے حضور ملتجي هو کہ جس راہ ميں اسکے ليے امن و فلاح هے' اسکي طرف رهنمائي کردے -

ليکن اب لوگوں نے اسے ايک کھيل بنا ديا هے' اور عوام شيعہ کا تو اس بارے ميں عجيب حال هے - متعدد لوگوں کو ميں نے خود ديکھا هے کہ هر وقت تسبيح هاتھہ ميں هے اور " افعل " اور " لا تفعل " کے اشارہ وجوبي کے انتظار ميں بلا فصل متحرک - کھانا کھانا هے تو استخارہ' پاني پينا هے تو استخارہ' يہ استخارہ شرعي نہيں هے بلکہ شارع کے ايک قرار دادہ عمل مقدس کا عملي استہزاء هے - صاحب معراج العقول نے اس بارے ميں بھي نہايت خوبي سے داد تحقيق دي هے' اور ايک مستقل فصل ميں اسپر بحث کي هے - چنانچہ لکھتے هيں : " حتى ان کثيرا منهم اتخذوها شعارا و دثارا ليلا و نهار بل کانهم عدوها من اهم الواجبات الى ان صارت من شعائر التشيع........ و سرت هذہ العقيدة في علمائهم و جهالهم جميعاً - حتى رايت بعض اجلة الادبا والفقهاء انہ بني کل حرکة و سکون مني ليلہ و نهارہ علي الاستخارة حتى انہ کان لا يدخل علي اهلہ و عيالہ بدونها "

فريقانہ نزاعات اور تحزب و تمذهب کي عصبية جاهلية کے بحران نے صديوں سے اعتدال مسلک کو گم کرديا هے' اور تقليد نے همتوں کو اسقدر پست کرديا هے کہ کسي شخص کو راہ حقيقت ميں قدم رکھنے کي جرات نہيں هوتي - اللہ تعالى صاحب معراج العقول کو جزاء خير دے جنهوں نے اس راہ ميں قدم رکھا اور اجتہاد و استقلال فکر کے ساتھہ اپني سياحت تحقيق ختم کي - افسوس کہ بعض چيز مباحث الاهيہ و کلاميہ تھے - مثلاً بحث حسن و قبح اشياء

مطبوعات جدیدہ

معراج العقول (۱)

مفلس کي قسمت سے زیادہ اُس شخص کي بدقسمتي پر افسوس کرنا چاهیے جسکے پاس دولت کا کچهه نه کچهه بقیه موجود هے ' مگر وہ اس سے مستفید نہیں هوتا -

یهي حال آج تمام عالم اسلامي ' اور علی الخصوص مسلمانان هند کا هے - وہ هر چیز میں صرف اسي چیز کا ماتم کرتے هیں جو جا چکي هے ' مگر جو کچهه موجود هے اس سے خبردار هونے اور کام لینے کا کسي کو هوش نہیں - مذهب کو ' علم کو ' تمدن کو ' اخلاق کو ' معاشرت کو ' غرضکه حیات قومي کي جس شاخ کو دیکھیے ' یہی نظر آئیگا که مسلمانوں کی جیب اسقدر خالي نہیں هے جسقدر انکا هاتهه ابخدر هے -

صرف اسي بات کو دیکھیے که هندوستان سے علم و ارباب علم کے رخصت هوجانے پر کس قدر آنسو بہاے جاتے هیں ' اور کس طرح همیشه ماتم کیا جاتا هے که علم و قلم کي صحبتیں برهم هوگئیں ؟ لیکن اس چیز پر کسي کي نظر نہیں پڑتی که علم و قلم کي آج بھي جو قابلیتیں موجود هیں ' وہ کس طرح ضائع کي جارهي هیں ' اور ملک کي ناقدر شناسي اور بے امتیازي نے کس طرح انہیں مٹنے کیلیے گمنامي میں چهوڑ دیا هے ؟ کتنے هي ارباب علم و فضل هیں ' جنکا جوهر علمي آج صرف اسلیے رائگاں جارها هے که اُنکو امن کي ایک رات اور دلجمعي کي ایک صبح بھي نصیب نہیں - کتنے هي ارباب قلم هیں جو بہتر سے بہتر علمي خدمت انجام دیسکتے هیں لیکن انکي تمام قابلیت کچهه نہیں کرسکتي کیونکه اتنی استطاعت بھي نہیں رکھتے که ضرورت کي چند کتابیں خرید سکیں - کتنے هي صاحبان استعداد و فکر هیں جنکے لیے اصلي مشغله علم و فن کا تها لیکن انکا سارا وقت اسمیں خرچ هوتا هے که :

چه خورد بامداد فرزندم !

لوگ اسپر ماتم کرتے هیں که جانے والے چلے گئے ' مگر کسي کي آنکهه نہیں روتي که جو باقي هیں اُنکي خبر لیں -

ایسے هي ارباب علم و ذوق میں سے جناب مولانا سید مرتضی صاحب نونہروي هیں جنکي ایک تصنیف " معراج العقول " پچهلے دنوں شائع هوئي هے ' اور جسکے مطالعه کے بعد سطور مندرجۂ صدر کي هر صاحب نظر تصدیق کرسکتا هے -

صاحب " معراج العقول " موجودہ عہد کے علماء شیعه میں ایک ممتاز اهل نظر هیں - اور منجمله اُن مخصوص بزرگوں کے هیں جنکو اجتهاد فکر ' حریت راے ' اور اصابت فہم نے شاهراہ عام کي تقلید پرستیوں سے الگ کردیا هے ' اور اسلیے نه تو وقت کي مقبول عام صفوں میں انکے لیے کوئي جگه رهي هے ' اور نه خود انکو هي اُن صفوں میں جگه پانے کي کوئي حسرت هے - زمانے نے همیشه ایسے لوگوں کے مقابلے میں ناقدردانی کا حربه اٹهایا هے ' مگر انہوں نے بھي اپني بے نیازیوں سے همیشه اسکے سر غرور و جهل کو شکست دي هے :

نا روا بود به بازار جہان جنس وفا
رونقی گشتم و از طالع دکان رفتم

صاحب معراج العقول مولوي سید علي بلگرامي مرحوم کے زمانے میں بعہدۂ نظامت علوم و فنون ' ریاست حیدر آباد دکن سے تعلق رکھتے تھے - انقلابات و تغیرات نے ورق الٹا تو اپنے وطن کا رخ کیا - ایک عرصه سے وهیں عزلت گزیں هیں اور بے نیازانه و علم پرستانه مشغول تصنیف و تالیف رهتے هیں - زمانے کو اگر انکے علم و فضل کي خبر نہیں هے تو نهو ' مگر انکو زمانے کي جهل پرستي اور خیرہ مذاقي کا حال اچهي طرح معلوم هے :

ز مرغان حرم در کام زاغان طعمه اندازد
مدار روزگار سفله پرور را تماشا کن

معراج العقول عربي کي ایک ضخیم کتاب هے جو ۸ سو صفحوں پر ختم هوئي هے اور حسن طباعة کے متعلق اسقدر کہدینا کافي هے که نامي پریس کانپور میں غیر معمولي اهتمام کے ساتهه چهاپي گئی هے - کتاب کا موضوع کلام و الاهیات هے ' اور جناب مصنف کے مطالعه و نظر کا اصلي موضوع یہي هے - ان مباحث کیلیے متاخرین نے زیادہ تر یه روش اختیار کي تهي که کسي چیز کو بطور متن کے قرار دیکر اسکي شرح لکھتے تھے ' اور اس ضمن میں تمام پیش نظر مباحث ایک ترتیب خاص کے ساتهه آ جاتے تھے - صاحب معراج العقول نے بھي اسي کا تتبع کیا ' اور مشهور دعاء مشلول کو جو اسماء حسنیٰ کا مجموعه هے ' شرح کیلیے منتخب کیا - کلام و الاهیات کے جتنے اهم مباحث هیں ' وہ سب کے سب مختلف صفات باري تعالیٰ عز اسمه سے تعلق رکھتے هیں - اسلیے اسماء حسنی کي شرح لکھنے کے یه معني هیں گویا کلام و مباحث الاهیۂ حکمیه پر ایک جامع کتاب لکهدي -

افسوس که البلاغ کي محدود و مشروط صحبتیں تفصیلي تبصرہ کي متحمل نہیں ' کتاب نہایت ضخیم هے اور جن مباحث و مسائل پر مشتمل هے اُن میں سے هر مسئله اسقدر وسیع اطراف بحث رکھتا هے که جب تک تفصیل کے ساتهه نقد و تبصرہ نه کیا جاے کتاب کي حیثیت واضح نہیں هوسکتي - اس سے بھي زیادہ یه که کتاب عربي میں هے ' یعني اُس زبان میں هے جو مرحوم عرفي کے عهد میں بھي مخصوص به خواص تهي ' اور " حدیث زیر لبي " هي کیلیے موزوں سمجهي جاتي تهي :

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبي ست
که اهل شوق عوام اند و گفتگو عربي ست

اور جب اُس عهد کا یه حال تها تو همارے عهد کي نسبت تو سوال هي بیکار هے :

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید !

پس اسکے سوا چارہ نہیں که سرسري اشارات پر اکتفا کیا جاے - سب سے زیادہ اهم اور سب سے زیادہ قابل ذکر خصوصیت جو اُس کتاب کو موجودہ عهد کي بہترین مصنفات کا درجه دیتي هے ' وہ اجتهاد فکر و استقلال راے هے جسکي روشني کتاب کے هر مبحث میں نمایاں هے - یه وہ فضیلت عظمی و مزیت کبری هے که اگر کتاب میں اور کچهه نه هوتا ' اور آٹهه سو صفحوں کے اندر صرف ایک سطر بھي اس دولت عظمی سے بہرہ ور هوتي ' جب بھي صاحب معراج العقول کے شرف و امتیاز کیلیے کافي تها -

---

(۱) یه کتاب نہایت اهتمام اور تکلف سے چهاپي گئي هے - ۸ سو صفحوں پر ختم هوئي هے - قیمت پانچ روپیه هے اور هر مصنف سے " نونہرہ ضلع غازیپور " کے پته سے ملسکتي هے -

فرشتوں کو ایک عیب ہزاروں ہنر کے سامنے هیچ نظر آیا، اسلیے خود اپنی غلطي کا اعتراف کیا :

قالوا سبحنك لا علم لنا	اُن لوگوں نے کہا : خدایا همکو تو صرف
الا ما علمتنا انك انت	اُسي قدر علم هے جتنا تونے همکو سکھایا
العليم الحكيم (بقره : ۳۱)	هے - بیشک تو هي بڑا علم والا، اور
	تیري هي دانائي سب سے بڑي دانائي هے !

پس خیر و شر کے اعمال کا یه امتزاج علم و دانائي پر مبني هے :

ربنا ما خلقت هذا باطلا -

جس طرح مقدار و کمیت کے لحاظ سے خیر شر پر اور اصلاح افساد پر غالب هے، اُسي طرح کیفیت کے لحاظ سے بھي وہ شر و فساد سے زیادہ لطیف، نرم، رقیق، اور تربیت پذیر هے - شر و فساد ایک کوئله هے جو پھونکنے کے بعد بھڑکتا هے، لیکن خیر و اصلاح بجلي کي رو هے جو دفعتاً مشتعل هو جاتي هے - اصلاح اصل فطرة صالحه هے اور افساد خارجي ضلالت کا نتیجه، پس ضرورت صرف تزکیۂ و تربیت کي هے تاکه زنگ دور هو جاے اور آئینه چمک اٹھے :

قد افلح من زكها	وہ شخص کامیاب هوا جس نے اوسکا تزکیه
وقد خاب من دسها -	کیا، اور وہ ناکامیاب رها جس نے اوسکو
	دفن کر دیا -

اس تربیت و تزکیه کے بعد اوسکا قوام اس قدر لطیف هو جاتا هے که :

يكاد زيتها يضيئ ولولم	قریب هے که اس کا تیل روشن هوجاے
تمسسه نار- نور على	اگرچه اوس میں آگ نه لگائي جاے -
نور، يهدي الله نوره	روشني پر روشني هے - خدا اپني روشني
من يشاء (نور : ۳۵)	کي طرف جسکو چاهتا هے راہ دکھاتا هے -

یه وهي نور هے جسکو حضرت موسی نے شجر طور پر، حضرت ابراهیم نے آفتاب و ماهتاب میں، ایک نبي امي نے غار حرا کي تاریکي میں دیکھا تھا - کیونکه اس چراغ کا نور نه تو چاند اور سورج کي روشني میں ماند پڑ سکتا هے، نه رات کي تاریکي اوس پر پرده ڈال سکتي هے -

(الحد الفاصل)

لیکن با اینهمه تاریکي موجود هے - گو روشني میں مدغم هوگئي هے - دنیا میں بہت سے اندھے بھي هیں، اسلیے وہ روشني کو نہیں دیکھه سکتے - پس خیر و شر کے درمیان ایک حد فاصل کي ضرورت هے که آب شیریں و آب شور باهم ملنے نه پائیں - خدا نے یه حد بھي قائم کردي هے :

مرج البحرين	میٹھے اور کھارے پاني کے دو دریا جو باهم
يلتقين، بينهما	مل گئے هیں، مگر اونکے درمیان ایک پرده
برزخ لا يبغين	بھي هے که ایک دوسرے کي حد میں
	داخل نہیں هوسکتا -

جس وقت سے خیر و شر هے اوسیوقت سے یه حد بھي قائم کردي گئي هے - چنانچه حضرت آدم کو بھي یه حد بتلا دي گئي تھي :

و لا تقربا هذه الشجرة فتكون	اور اس درخت کے قریب نه پھٹکنا
من الظلمين (بقره ۵ : ۳۳)	تاکه زیادتي و انحراف کرنے والوں
	میں سے نه هو جاؤ -

لیکن یه حد محسوس چیز نہیں هے، اسلیے شریعت نے اسکي امتیاز کا ذریعه صرف ذوق صحیح کو قرار دیا هے - چنانچه آنحضرت نے فرمایا "که گناہ وہ هے جو دل میں کھٹکے" اور یه ذوقي شہادت فطرتي چیز هے - آدمي جب گناہ کرتا هے تو اوسکا دل دھڑکنے لگتا هے، چہره متغیر هو جاتا هے، اسیکا نام نور ایمان هے اور یهي خیر و شر کي حد فاصل کو قائم رکھه سکتا هے - لیکن با اینهمه اختلاط عام هے، شر مستطیر هے، تاریکي هر طرف پھیلي هوئي هے، اسلیے آدمي کا پانوں پھسل جاتا هے، اور وہ سرحد سے آگے قدم رکھدیتا هے، اس بنا پر :

ان منكم الا واردها كان	تم میں سے کوئي ایسا نہیں جو جہنم
على ربك حتما مقضيا	میں نه اوترے، یه تمهارے پروردگار کا
(مريم : ۷۲)	قطعي فیصله هے -

لیکن خدا کي رحمت بڑي نقاد هے، وہ جانتي هے که دنیا میں زر خالص کا وجود بہت کم هے - اسلیے وہ اپنے دامن میں اوس سونے کو بھي چھپالیتي هے جو خاک کے ذروں میں مخلوط هے - جهنم کي آنچ بھي اسیلیے دکھائي گئي که سونا صرف آگ هي سے پاک هو سکتا هے :

و آخرون اعترفوا بذنوبهم	اور دوسرے لوگ وہ هیں که انہوں نے
خلطوا عملا صالحا	اپنے گناہ کا اعتراف کیا، انہوں نے اچھے
و آخر سيئا عسى الله ان	اور برے دونوں طرح کے کام ملے جلے
يتوب عليهم ان الله	کیے تھے -
غفور رحيم (توبه : ۱۰۳)	

لیکن دنیا کي فضاے غیر محدود (التعادل و التوازن) میں هزاروں سیارے گردش کر رهے هیں، اور هر ایک چاهتا هے که دوسرے کي حد میں قدم رکھے، اسلیے اگر فطرت اونکو کسي مضبوط رسي میں جکڑ نه دیتي تو وہ ایک دوسرے کي طرف بڑھتے، بڑھ کے ٹکراتے، اور نظام عالم درهم برهم هو جاتا - پس قدرت الهي اونکو کشش باهمي سے ایک دوسرے کي طرف بڑھنے نہیں دیتي، اسلیے سب کے سب اپنے اپنے طور پر ایک نہایت منتظم، ایک نہایت با قاعده، ایک نہایت مرتب گردش کر رهے هیں :

لا الشمس ينبغي لها ان	نه سورج کو یه حق هے که چاند کو
تدرك القمر و لا الليل سابق	پالے، نه رات دن کے آگے بڑھ سکتي هے،
النهار وكل في فلك يسبحون	سب ایک محور پر گردش کر رهے هیں -

انسان کا، انسان کے اعمال کا، انسان کے اخلاق و عادات کا بھي یهي حال هے - وہ ایک دوسرے سے ٹکرانا چاهتے هیں، اسلیے وحي الهي مذهب کي سنہري زنجیروں سے اونکي مطلق العنانیوں کو جکڑ دیتي هے :

واعتصموا بحبل الله	سب کے سب خدا کي رسي کو
جميعا -	مضبوط پکڑ لو، که ایک دوسرے پر

تعدي نه کرنے پاے اور دنیا کي میزان عدل کا پله برابر رهے -

لقد ارسلنا رسلنا بالبينت	هم نے اپنے رسولوں کو دلائل حقه و
و انزلنا معهم الكتاب	براهین واضحه کے ساتھه بھیجا اور
والميزان ليقوم الناس	انکے ساتھه کتاب اور میزان کو اتارا -
بالقسط (حديد : ۳۵)	تاکه عدل و توازن قائم رهے -

لیکن انسان کے جذبات، فطرت کي دوسرے قواے طبیعیه سے زیاده ذکي الحس، زود اثر اور سریع الاشتعال هیں - اسلیے وہ باوجود اس جذب و کشش کے باهم ٹکرانا چاهتے هیں - پس :

لو اتبع الحق اهواءهم	اگر حق بھي اونکا اتباع کرتا، تو زمین
لفسدت السموات والارض	و آسمان اور اونکے رهنے والے برباد
و من فيهن (مومنون ۲۳)	هوجاتے -

دنیا کو اس تباهي سے بچانے کیلیے اوسکو بجبر و اکراہ ایک مرکز پر لانے کي ضرورت هوتي هے، اور یهي فطري ضرورت، جہاد، قصاص، اور تعزیر و عقوبت کي سنگ بنیاد هے :

و انزلنا الحديد فيه باس	اور هم نے لوها اوتارا که اس میں
شديد و منافع للناس	سلطان و نفوذ کي بڑي خوفناکي
(حديد : ۲۵)	هے اور لوگوں کیلیے فوائد بھي هیں -

قرآن حکیم نے جا بجا اسي توازن طبعي کے ذریعه قیام امن و سلام عام کي طرف اشاره کیا هے :

ولولا دفع الله الناس	اور اگر خدا بعض آدمیوں کے ظلم و زیادتي
بعضهم ببعض لفسدت	کو بعض کے ذریعه دفع نه کراتا، تو
الارض و لكن الله ذو	زمین تباہ هو جاتي - لیکن خدا تو دنیا
فضل على العلمين	پر احسان کرنے والا هے -
(بقره : ۲۵۳)	

باب التفسیر

الاصلاح والافساد

(ان ارید الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(۳)

(الاختلاط و الالتباس)

تم نے اصلاح کو افساد سے ' مصلحین کو مفسدین سے ' نور کو ظلمت سے ' پھول کو کانٹوں سے ' الگ کرکے دیکھہ لیا - لیکن سوال یہ ہے کہ مفسدین و مصلحین کی یہ صفیں صرف کاغذ ھی کے صفحے پر علحدہ قائم کی جاسکتی ھیں' یا سطح زمین پر بھی انکی بزم آرائی ھوسکتی ہے ؟ چاند سے داغ صرف تصویر ھی میں جدا کیا جاسکتا ہے ' یا وہ آسمان پر بھی درحقیقت جدا ھوسکتا ہے ؟ قرآن حکیم اسکا جواب نفی میں دیتا ہے :

فالھمھا فجورھا وتقواھا -	خدا نے نفس انسانی کو بدکاری اور پرھیزگاری دونوں کی راھیں دکھلا دیں -

اصلاح و افساد اور خیر و شر کی بھی دونوں متضاد حالتیں ھیں' جو عمل انسانی میں ودیعت کیگئی ھیں' اسلیے افساد و اصلاح بھی ایک دوسرے سے علحدہ نہیں ھوسکتے -

بد قسمت لوگ تقدیر کی بڑی شکایت کرتے ھیں ' لیکن یہ شکایت صحیح نہیں ہے - اونکو اصل فطرت ھی کی شکایت کرنی چاھیے کہ اوس نے دنیا میں برائی کا وجود کیوں رکھا ؟ ھم اگرچہ اسکی جرات نہیں کرسکتے لیکن خدا کے دوسرے معصوم بندوں نے اس قسم کی جرات کی تھی :

اذ قال ربك للملئكة اني	جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا
جاعل فی الارض خلیفہ '	کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے
قالوا اتجعل فیھا من یفسد	والا ھوں' تو انھوں نے عرض کیا : کیا تو
فیھــا و یسفکــد الدماء -	اوس نوع کو خلیفہ بنائیگا جو زمین
(بقرہ : ۲۸)	میں فساد و خونریزی کریگی -

خدا نے اس اعتراض کا جو جواب دیا اوسکی تحقیق چند سطروں کے بعد آئیگی - لیکن حضرت آدم کے عمل نے تو جنت ھی میں فرشتوں کے اعتراض کی بظاھر تصدیق کردی :

فازلھما الشیطن عنھــا	بس ان دونوں کو شیطان نے راہ اطاعت
فاخرجھما مما کانا فیہ '	سے ڈگمگادیا ' اور اوس عیش و آرام کے گھر
و قلنــا اھبطوا بعضکــم	میں جس میں وہ آباد تھے رھنے نہ دیا -
لبعض عدو ' ولکم فی	ھم نے کہا کہ یہاں سے اترو ' تم میں سے
الارض مستــقرو متــاع	ایک دوسرے کا دشمن ہے ' اور تمھارے
الی حین (بقرہ : ۳۴)	لیے اب زمین ھی میں ٹھکانا ' اور ایک
	مدت مقررہ تک زندگی بسر کرنا ہے -

لیکن تم کو صرف حضرت آدم کے عمل ھی کو نہیں دیکھنا چاھیے ' بلکہ اوسکے دقیق نتائج پر بھی نظر ڈالنی چاھیے - حضرت آدم نے غلطی کی ' اور خود اپنا بنا بنایا گھر اوجاڑا ' لیکن تم نے دیکھا کہ اس افساد نے کیا اصلاح کی ؟ اس تخریب نے کیا تعمیر کی ؟ بغور دیکھو ! اس تخریب نے ایک عالم کھڑا کردیا ' جس میں آدم کی اولاد چلتی پھرتی نظر آتی ہے ' اسلیے حضرت آدم کا یہ گناہ فرشتوں کے اعتراض کی تصدیق نہیں کرتا ' بلکہ یہ اوسکا عملی جواب ہے - اونھوں نے کہا تھا کہ فساد سے دنیا برباد ھوجائیگی ' خدا نے اونکو دکھادیا کہ اصلاح و افساد لازم ملزوم ھیں' اسلیے اگر ایک گھر برباد ھوگا تو دوسرا آباد بھی ھوجائیگا -

تم نے دیکھہ لیا کہ تخلیق عالم کا سنگ بنیاد خیر و شر کی اجتماعی حالت کی سطح پر رکھا گیا ہے' اگر ترکیب نہ ھوتی تو تعمیر نا ممکن تھی' اسلیے خیر و شر اور اصلاح و افساد نہ صرف اشخاص کا بلکہ مادہ عالم کا مایۂ خمیر ھیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ مادہ عالم کی ترکیب میں دونوں اجزاء برابر کی نسبت رکھتے ھیں یا اِنمیں کوئی جزء غالب بھی ہے ؟ خدا کا فیض عام جواب دیتا ہے کہ :

سبقت رحمتي علی	میری رحمت میرے غصے پر سبقت
غضبي -	لیگئی ہے -

اسلیے خیر شر پر' اصلاح افساد پر' غالب ہے - اور خدا نے فرشتوں کو یہی جواب دیا ہے - فرشتوں کو حضرۃ آدم کے دامن پر صرف ایک فساد کا دھبا نظر آیا تھا جسکو خون کے چھینٹوں نے اور رنگین اور نمایاں کردیا تھا ' لیکن خدا نے کہا کہ ایک دھبہ ھزاروں نقش و نگار کے پردے میں چھپ جا سکتا ہے :

و علم آدم الاسماء کلھا ثم	اور آدم کو اللہ نے کل چیزوں کے نام
عرضھم علی الملئکۃ - فقال	سکھادیے پھر آنکو فرشتوں کے سامنے پیش
انبؤني باسماء ھا اولاء ان	کرکے کہا ! مجھے اِن کے نام بتاؤ اگر تم
کنتم صادقین (بقرہ : ۲۹)	اپنے دعوے میں سچے ھو -

(بقیہ مطبوعات جدیدہ صفحہ ۱۳)

و مسئلہ تعلیل و عدم تعطیل افعال واجب بالاعراض و مسئلہ علمیہ جزئیات مادیہ وغیرہ ' لیکن ان پر بحث کرنے کیلیے کافی وقت اور گنجایش صفحات مطلوب ' اور اس سے میں مجبور ھوں -

یہ نہ سمجھا جاے کہ چونکہ فاضل مصنف نے متاخرین شیعہ سے اختلاف کیا ہے اسلیے میں کتاب کو مستحق تحسین سمجھتا ھوں ' بلکہ میرے نزدیک کتاب کے بہترین مواقع وہ ھیں' جہاں انھوں نے مسائل کلامیہ پر بحث کرتے ھوے اشاعرہ و معتزلہ کے مذاھب کا رد و قبول کیا ہے ' اور متعدد مقامات پر اشاعرہ کے رد کرنے میں حق انکے ساتھہ ہے ' اور میرا مسلک اشاعرہ و معتزلہ دونوں سے الگ ہے' و الحمد للہ علی ذالك -

آخر میں میں ضروری سمجھتا ھوں کہ جناب راجہ ابو جعفر صاحب رئیس فیض آباد کی اس علم پرستانہ فیاضی کا اعتراف کروں کہ انھوں نے اس کتاب کی اشاعت کا سروسامان کیا - موجودہ عہد کے رؤساء میں اسکی مثالیں ناپید ھیں ' کچھہ شک نہیں کہ راجہ صاحب ممدوح نے اپنے اس انفاق فی سبیل العلم سے ایک قابل صد تحسین نمونہ قائم کیا ہے -

جناب مصنف کی متعدد تصنیفات اور علی الخصوص اس کتاب کی دوسری جلد ہے' جسکی اشاعت کا ابتک کوئی سروسامان نہیں ھوا - افسوس اس عہد جہل پرور پر' اور صد افسوس اس عصر ضلالت اندیش پر' جسمیں ایسے ارباب علم و نظر موجود ھوں مگر انکے بہترین اثرات علمیہ صرف چاندی کے چند سکوں کے نہ ملنے سے شائع نہو سکیں - کیا اس وسیع ملک میں جہاں صدھا رؤساء و ارباب دولت موجود ھیں ' اور جہاں متعدد بڑی بڑی اسلامی ریاستیں قائم ھیں ' کوئی بھی نہیں جو علم کی بیکسی پر روے' اور ارباب علم کی کس مپرسی پر غمگین ھو؟ جو لوگ ھزاروں روپیہ نمایش و لہو و لعب اور اطاعت طواغیت حکومت میں ضائع کررہے ھیں ' کیا انکی دولت میں علم و خدمت علم کیلیے کوئی حصہ نہیں ہے ؟

اُسنے کہا "اُس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اُسکے پاس جانے کا حکم دوں - اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ آگیا ہے جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا - وہ اُرض ہاجرہ سے اُٹھیگا ، اُسکا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا جو پتھریلی زمین کے درمیان واقع ہے - اگر تمکو قدرت ہو تو اُسکے پاس جانا ، اُسکی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا ، لیکن ہدیہ قبول کرلیگا ، اور اُسکے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی "

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا :

"ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا ، وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے ، آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا - لوگ اُسکے پاس آئیں گے - وہ بیماریوں کی دوا دیگا اور اُنکے لیے دعا کریگا ، اور وہ شفا پائیں گے - تم بھی اُسکے پاس جانا اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اُسکو پوچھنا " چنانچہ میں آیا ، اور اُن دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا - جب وہ رات آئی ، جس میں وہ ایک جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا تو وہ نکلا - لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا - یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا ، صرف اُسکے شانے نظر آتے تھے - میں نے اُسکے شانوں کو پکڑا - لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے ؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں - اُسنے کہا : اسوقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا - ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے - وہ اس گھر کے قریب نکلیگا ، اور اُس دین کو زندہ کریگا جسکو تم پوچھ رہے ہو - چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا ، تو آپ نے فرمایا : اگر یہ صحیح ہے تو تم نے عیسی ابن مریم سے ملاقات کی -

بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان (ض) نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچنے کا واقعہ اسطرح بیان کیا ہے :

" قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا - میں نے اُنکے وطن کا پتہ پوچھا ، اُن لوگوں نے مجھے اُسکا نام بتایا - میں نے اُن سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک لیچلو - اُن لوگوں نے مجھے سوار کرلیا ، اور مجھے وادی القری میں لے آئے ، اور مجھے غلام بناکر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا - میں نے اُس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جسکا مجھکو نشان دیا گیا ہے - اسکی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی ، لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں آرزو پیدا ہوگئی تھی - میں نے وہاں قیام کیا - یہانتک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے مجھے خرید لیا - وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور اُن نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا - مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھے دیا گیا ہے - میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا رہا - اسی زمانے میں رسول اللہ مبعوث ہوئے ، لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا - چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اُترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اُسکے نیچے میرا آقا بیٹھا تھا - اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا ، اور اُسکے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا : " خدا بنی قیبلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں ، اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے " خدا کی قسم اُسکے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت ہلنے لگا - یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑونگا - اسکے بعد میں جلدی سے اُترا اور اُس سے اس خبر کو پوچھنے لگا - میرے آقا نے ہاتھ اُٹھاکر مجھے ایک طمانچہ مارا ، اور کہا : تمہیں اس سے کیا مطلب - تم اپنا کام کرو - میں نے کہا : مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی - اُسنے کہا : نہیں تم اپنا کام سنبھالو - چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا - جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اُسکو اکٹھا کرکے رسول اللہ کے پاس آیا - آپ قبا میں مقیم تھے - جب میں وہاں داخل ہوا تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے - میں نے کہا : مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے ، اور آپ کے پاس اصحاب بھی ہیں ، جو اہل حاجت اور مسافر ہیں ، میرے پاس کچھ مال تھا جسکو میں نے صدقہ کے لیے رکھ چھوڑا تھا ، جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو آپ سے زیادہ کوئی اسکا مستحق نظر نہیں آیا - اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں - یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اسکو صرف کرو - لیکن خود اسکو ہاتھ نہیں لگایا - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے - میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کرکے لایا - میں نے سلام کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے - میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا جسکو میں بطور تحفہ کے پیش کرنا چاہتا تھا ، آج اُسکو لایا ہوں - آپنے قبول کیا اور اصحاب کے ساتھ اُس میں شریک ہوئے - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے - میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جارہے تھے - آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب تھے ، آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ، ایک اوڑھے ہوئے ، اور دوسری کا تہبند باندھے ہوئے تھے - میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا ، جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا تو چادر پیٹھ سے اُٹھا دی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا - میں اُسکے چومنے کے لیے ٹوٹ پڑا ، اور رونے لگا - آپنے فرمایا ذرا ہٹ چلو - میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا - آپکو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا ، اور آپ نے چاہا کہ صحابہ بھی اُسکو سنیں ، اسکے بعد میں اسلام لایا - لیکن غلامی کی وجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہو سکا - مجھ سے رسول اللہ نے کہا : کہ تم مکاتب بنجاؤ - میں نے اپنے آقا سے اِسکی درخواست کی تو اُس نے درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین سو کھجور کے درخت اسکے لیے لگادوں ، اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کردوں - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ کھجور کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو - چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس ، کسی نے بیس ، کسی نے پندرہ ، کسی نے دس پودے مجھکو دیے - آپ نے فرمایا : " اسکو لیکر چلو اور زمین کھودو - جب اُنکے بٹھانے کا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا - میں اُنکو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤنگا " میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی - اسکے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے اُنکو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے ، اور خدا سے برکت مانگی - اُس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے ، اُن میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا - اب مجھپر صرف درہم باقی رہگئے تھے - اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ کے ساتھ تھے کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا ، جسکو اُس نے کسی کان میں پایا تھا - اُس نے سونا رسول اللہ پر تصدق کردیا - آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے ؟ اُسکو بلاؤ - چنانچہ میں آیا - آپ نے فرمایا اُسکو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو - میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا ؟ آپ نے فرمایا بقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا "

بہرحال بدل کتابت ادا کرکے وہ آزاد ہوگئے -

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوی)

حضرت سلمان فارسی ' جیسا کہ آنکے اس انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ' ایرانی النسل تھے - اسلام سے پہلے آنکا نام مایہ تھا - آنکا سلسلہ نسب یہ ہے : مایہ بن بودخشان بن مورسلان بن بہبودان بن فیروز بن سہرک - سہرک جن پر آنکے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے ' ابی الملک کی اولاد میں تھے - ایک مرتبہ خود حضرت سلمان (ص) سے آنکا نسب پوچھا گیا - آنھوں نے سلمان بن اسلام بتلایا - لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کی طرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے -

وطنیت کے متعلق اختلاف ہے - بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز (خلیج فارس) کے رہنے والے تھے - بعض راویوں کا بیان ہے کہ آنکا وطن جی تھا جو اصفہان کا ایک شہر ہے -

آنکے اسلام لانے کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے ' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنھوں نے نظر اجتہاد سے اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا - استیعاب میں ہے کہ وہ کچھہ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے - بہر حال آنھوں نے اپنے اسلام لانے کا قصہ خود ہی بیان کیا ہے ' جو حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

(جستجوے حق)

" میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا ' میرا باپ وہاں کا دہقان تھا ' آس کو مجھہ سے اسقدر محبت تھی کہ مجھکو لڑکیوں کی طرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا - اس زمانے میں میرا مذہب مجوسی تھا - میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی - بعض گانوؤں میں میرے باپ کی جائداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا - ایک دن آسنے مجھے بلاکر کہا : " بیٹا ! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو ' مصروف ہوں - تم میری جائداد کی طرف چلے جاؤ ' لیکن وہاں رہ نہ جانا ' کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جائداد کو چھوڑ چھاڑ کر تمہاری فکر میں مصروف ہوجاؤنگا " میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کی طرف ہوا - میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر آنکے پاس گیا تاکہ دیکھوں وہ کیا کر رہے ہیں - مجھکو آنکی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ انکا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے - چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ نکلا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا - یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے - جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی تو میں نے آن سے پوچھا " اس مذہب کا مرکز کہاں ہے ؟ " انھوں نے شام کا پتہ بتایا - میں وہاں سے چل کر اپنے باپ کے پاس آیا - آسنے کہا : بیٹا ! تم کہاں تھے ؟ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا - میں نے کہا " میرا گذر کچھہ لوگوں پر ہوا جو گرجے میں نماز پڑھہ رہے تھے ' مجھکو آنکی نماز اور آنکا مذہب خوش آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آنکا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے " آسنے کہا " نہیں بیٹا ! تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا مذہب آنکے دین سے افضل ہے " میں نے کہا " خدا کی قسم ہرگز نہیں " یہ سنکر وہ میری طرف سے بدظن ہوگیا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا - میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کرلیا ہے - جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آے تو مجھے خبر دینا - چنانچہ آنکے ہاں تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو آنھوں نے مجھے خبر کی - میں نے انسے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانے کا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا - چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو آنھوں نے مجھے اسکی اطلاع دی - میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا اور آنکے ساتھہ شام کی طرف روانہ ہوا - جب شام میں آیا ' تو میں نے پوچھا " تمہارا عالم کون ہے ؟ " آنھوں نے پادری کو بتایا - میں نے آسکے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا ' اور گذارش کی کہ آپ کی خدمت میں رہکر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں ' کیونکہ میں نے آپ کا مذہب قبول کرلیا ہے - آسنے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دی - چنانچہ میں آسکے پاس رہا ' لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا - لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور آسکی رغبت دلاتا تھا ' لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھہ لیتا تھا - یہانتک کہ آسکے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے - چنانچہ جب آسنے انتقال کیا اور لوگ آسکی تجہیز و تکفین کے لیے جمع ہوے ' تو میں نے کہا " کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ایک بدترین شخص تھا " ساتھہ ہی میں نے صدقہ کے مال کے متعلق آسکا تمام کارنامہ بیان کیا - آن لوگوں نے اسکا ثبوت مانگا - میں نے آن ساتوں گھڑوں کا سونا اور چاندی نکال کر رکھدیا - جب آن لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اسکو دفن نہیں کرینگے - آسکے بعد آسکو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے ' اور دوسرے شخص کو آسکا قائم مقام مقرر کیا - میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو آس قائم مقام سے بہتر نہیں پایا - میرے دلمیں آسکی محبت اسقدر پیدا ہوگئی کہ آسکے پہلے کسی چیز کی نہیں ہوئی تھی - جب آسکی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا " اب تو یہ وقت آ پہونچا ' آپ میرے لیے کیا فرماتے ہیں ؟ " آسنے کہا : " بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں ' آس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا ' ورنہ لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے " چنانچہ جب آسکا انتقال ہوگیا ' تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور آسکو اس وصیت کا حال بیان کیا - آسنے مجھے قیام کی اجازت دی ' اور میں ایک مدت تک آسی طریقہ پر رہا جس پر آسکا پیشرو تھا - لیکن جب آسکی موت کا بھی زمانہ آگیا تو میں نے کہا " اب یہ وقت آ پہونچا ' مجھے آپ کیا وصیت کرتے ہیں " آسنے کہا : " بیٹا جس روش پر میں ہوں آسپر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے ' میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے ' تم آس سے جاکر ملاقات کرو " چنانچہ میں آسکے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی ' اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا - جب آسکی وفات کا وقت آیا تو میں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں نے مجھکو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی ' آپ مجھے کہاں جانے کی وصیت کرتے ہیں ؟ آسنے کہا " میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے ' کوئی نہیں ہے - اگر تمہیں استطاعت ہو تو آس سے جاکر ملو " جب آسکا انتقال ہوچکا تو میں صاحب عموریہ سے ملا ' اور واقعہ بیان کیا - آسنے ٹھہرنے کی اجازت دی - میں نے وہاں قیام کیا اور آس کو ٹھیک آسی روش پر پایا جس پر آسکے اصحاب تھے - میں وہاں ایک مدت تک رہا - مجھے وہاں کچھہ مال ہاتھہ آیا جس سے میں نے گاے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں - جب آسکی بھی موت کا وقت آگیا تو میں نے کہا " آپ مجھے کسکے یہاں جانے کا حکم دیتے ہیں ؟

مچھلي کو پاني میں فروخت کرنا ' پرندوں کو ہوا میں بیچنا ' جانوروں کو ماں کے پیٹ میں ہونے کي حالت میں بیع کرنا ' زمین کو یا مال کو کاشت یا تجارت پر اسطرح دینا که اُسکي شرح حصۂ خاص (مثلاً چار سو من غله یا چار سو روپیه) سے مقرر کرلي جاے ' کیونکه ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبني ہے جسکے متعلق کوئي فیصله نہیں کیا جاسکتا -

سطور بالا سے دو نتیجے مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) اسلام نے دولت کو ایک مہتم بالشان رتبه دیا ہے - اپنے پیروؤں کو تحصیل دولت اور کسب معاش کي سخت تاکید کي ہے ' اُنکے لیے تحصیل دولت و طلب معاش کي تمام راہیں کھول دي ہیں -

(۲) وہ تمام صورتیں جن سے باہمي فساد ' مضرت ' اور شخصي فوائد کے مقابله میں جمہور کي ملکیت کا نقصان متصور ہے ' ممنوع قرار دیدي ہیں -

(ارباب دولت اور فقرا)

نتائج سابقہ سے یه ثابت ہوتا ہے که اسلام نے ارباب ثروت کي بڑي قدر کي ہے ' لیکن اسکے مقابله میں سوال پیدا ہوتا ہے که اُسنے دوسرے طبقه یعنے فقرا کے لیے کیا سامان کیا ؟ اس باب میں اُسکي سب سے پہلي کوشش یه ہے که اُسنے اُن ارباب ثروت کو سخت تحقیر کي نگاہ سے دیکھا ہے ' جنہوں نے اپني زندگي کا سب سے اہم مقصد جمع مال قرار دیا اور جو دولت کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں :

ویل لکل همزة لمزة الذي جمع مالا و عدده - یحسب ان ماله اخلده (سورۂ همزہ)

برا ہو ہر ایک چغلخور عیب جو کا جسنے مال جمع کیا اور اسکو گنا ' اور وہ گمان کرتا ہے که اُسکا مال اُسکو ہمیشه باقي رکھیگا -

دوسري جگه ہے :

و الذین یکنزون الذهب و الفضة و لا ینفقونها في سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم (سورۂ توبه)

اور جو لوگ سونا اور چاندي جمع کرتے ہیں ' اور اُسکو خدا کي راہ میں نہیں خرچ کرتے تو انکو عذاب دردناک کي بشارت دیدو -

(بخل و اسراف)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے که اسلام نے بخالت کي مذمت کي ہے ' تو کیا وہ اسراف کو پسند کرتا ہے ؟ کیا وہ اسکو پسند کرتا ہے که تمام دولت اہل حاجت اور فقرا میں تقسیم کر دیجاے ؟ نہیں ' وہ دیگر مذاہب کي طرح اسکو نہیں پسند کرتا - اُسکي تعلیم ہے که حقداروں کو اُنکا پورا حق دو ' لیکن اداے حق میں اسراف نه کرو :

و آت ذالقربی حقه و المسکین و ابن السبیل و لا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورة الاسراء)

قرابت داروں ' مسکینوں ' اور مسافروں کو اُنکا حق دو ' اور زیادہ فضول خرچي نه کرو - فضولخرچ لوگ شیطان کے بھائي ہیں -

ہر شخص اپني ذات پر خرچ کرنے کا مختار ہے ' جتنا چاہے خرچ کرسکتا ہے - لیکن اسلام اسکو بھي جائز نہیں رکھتا ' وہ کہتا ہے :

کلوا و اشربوا و لا تسرفوا - کھاؤ اور پیو اور اسراف نه کرو -

اسلام نے اس باب میں نہایت معتدل طریقه اختیار کیا ہے - وہ دیگر مدعیان روحانیت مذاہب کي طرح یه نہیں کہتا که اپنا تمام سرمایه فقیروں کو دیکر خود فقیر بن جاؤ ' اور نه دنیا داروں کي طرح وہ بخل کي تعلیم دیتا ہے ' اُسکا اعلان ہے :

و لا تجعل یدک مغلولة الی عنقک و لا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا (سورة الاسراء)

اپنا ہاتھه اپني گردن میں نه باندھ لو (یعني بالکل بخالت نه کرو) اور نه اُس کو پورا کھول دو (یعني اسراف نه کرو) که حقیر و ذلیل ہوجاؤ -

اسلام کہتا ہے :

و اقصد في مشیک - اپني چال میں میانه روي اختیار کرو -

لوگ پوچھتے ہیں که ہم کو کیا خرچ کرنا چاہیے ؟ اُسکے جواب میں خدا فرماتا ہے :

و یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو (بقرہ)

لوگ تجھسے پوچھتے ہیں که ہم کیا خرچ کریں ؟ کہدے که جو حاجت سے زیادہ ہو -

اس بیان سے معلوم ہوگیا ہوگا که اسلام بخل و اسراف کے درمیان میانه روي کي تعلیم دیتا ہے ' وہ خدا کي راہ میں مال کا وہ حصه خرچ کرنے کو کہتا ہے جو حاجت سے زیادہ ہو -

(زکوۃ)

احادیث نے حاجت سے زیادہ ہونے کي تفسیر یه کردي ہے که جو نقد مسلمان کے پاس اسکي تمام ضروري ضروریات کے بعد سال بھر میں بچ جاے ' اور وہ کم ازکم دو سو درم کي مالیت ہو ' یعني چالیس انگریزي روپئے ' اُسکا چالیسواں حصه خدا کي راہ میں فقرا کو دیا جاے - اسي کا نام زکوۃ ہے - اسلام میں زکوۃ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے - استطاعت سے مراد یہي ہے که اُسکے پاس چالیس روپیے اُسکي ضروریات سے زاید سال بھر میں باقي رہیں ' ایسے شخص پر چالیسواں حصه ' یعنے ایک روپیه واجب ہے -

زردشت کے مذہب میں بھي زکوۃ فرض ہے - لیکن اُس میں زاید از حاجت مال کا دسواں حصه فرض کیا گیا ہے - لیکن یه ظاہر ہے که یه مقدار ایسي ہے جو بآساني نہیں دي جاسکتي - اسلام نے چالیسواں حصه اسقدر اعتدال کے ساتھه رکھا ہے جس سے زیادہ اعتدال نہیں ہوسکتا -

اسلام نے مال زکوۃ کے مستحقین پر تقسیم کرنے کا با قاعدہ انتظام کیا ہے - تمام ملک کي زکوۃ بیت المال میں جمع کي جاے ' اور وہ خلافت کي زیر نگراني تمام مستحقین کو حسب حاجت دي جاے - اس سے دو فائدے مقصود ہیں - اول یه که مستحقین ملک کي انتظام اور سلسله کے ساتھه اعانت کي جاے ' ایسا نه ہو که ایک شخص کو بہت مل جاے دوسرے کو کچھه نه ملے - دوسرے یه که خود اصحاب زکوۃ بھي باقاعدہ ادا کرتے رہیں ' اور اُن سے بتاکید سالانه رقم وصول کي جاے -

زکوۃ کي یه رقم کس کو دي جاے گي ؟ اس کا جواب بھي خود قرآن مجید نے دیدیا ہے :

انما الصدقات للفقراء والمساکین و العاملین علیها ' و المؤلفة قلوبهم و في الرقاب و الغارمین و في سبیل الله و ابن السبیل ' فریضة من الله (توبه)

زکوۃ صرف فقرا ' مساکین ' تحصیلداران زکوۃ ' نو مسلموں ' اور غلاموں کے آزاد کرنے میں خرچ کي جاے ' نیز قرضداروں کو دي جاے ' اور خدا کي راہ میں ' اور مسافروں کو -

اس سالانه چندہ کے علاوہ ایک اور فنڈ بھي اسلام نے مستحقین اعانت کے لیے قائم کیا ہے :

و اعلموا انما غنمتم من شي فان لله خمسه و للرسول و لذي القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل - (انفال)

جو کچھه مال غنیمت تمہارے ہاتھه آے ' اُسکا پانچواں حصه خدا اور اُسکے رسول ' اقربا ' یتیم ' مساکین اور مسافر کے لیے ہے -

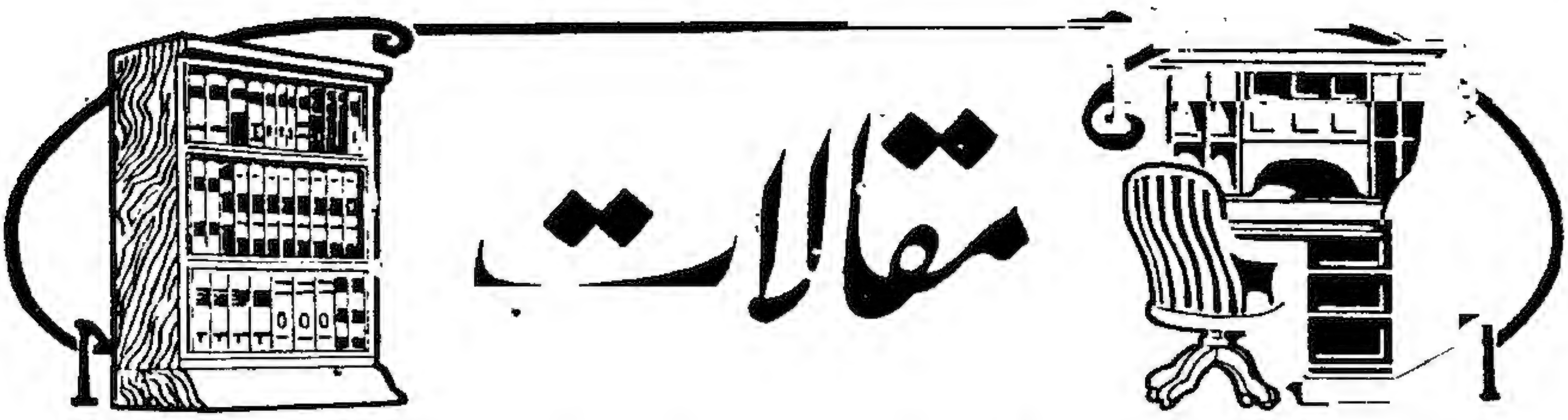

اصلاح معاشيت اور اسلام

(بسلسلہ اسلام و سوشيلزم)

(از مولانا سيد سليمان صاحب ندوي)

(۲)

(کسب معاش کي اصلاح)

اسلام نے ايک طرف تو اس سختي و احاطہ کے ساتھہ کسب معاش کا حکم ديا کہ دنيا کي کسي تعليم ميں اسکي نظير نہيں ملسکتي' دوسري طرف معاش کے بعض اُن ذريعوں اور صورتوں کو پوري سختي کے ساتھہ روک بھي ديا جن سے انسان کي نوعي مساوات و فطري حقوق کو نقصان پہنچتا تھا' اور نيز طرح طرح کے اخلاقي و اجتماعي فسادات پيدا ہوتے تھے - يہ ممنوعہ وسائل معاش چار قسموں ميں آسکتے هيں :

(۱) بغير حق کے ايک انسان کا دوسرے انسان کے مال و نتائج محنت پر قبضہ -

(۲) اس قسم کے وسائل جنکي وجہ سے دولت صرف چند افراد ميں محدود رهجائے اور دولت کے سيلان عام و تقسيم قومي ميں خلل پڑجائے -

(۳) بعض خاص خاص فساد انگيز وسائل معاش -

(۴) ايسي صورتيں جن سے ايک فريق کو نقصان پہنچے -

چنانچہ اسلام نے بطور ايک اصول کے کہديا هے :

يا ايها الذين امنوا لاتا کلوا	اے ايمان والو ! آپس ميں اپنا مال
اموالکم بينکم بالباطل	ناجائز طريقہ سے نہ کھاؤ

پہلي صورت کي مثال رشوت هے' رشوت درحقيقت بے استحقاق آمدني کا نام هے - قرآن مجيد ميں هے :

ولا تاکلوا اموالکم بينکم	آپس ميں تم لوگ اپنا مال ناجائز
بالباطل و تدلوا بها الى	طريقہ سے نہ کھاؤ' اور نہ حکام کو مال
الحکام لتاکلوا فريقاً من	دو تاکہ تم لوگوں کے مال کا ايک حصہ
اموال الناس بالاثم - (بقرہ)	گناہ سے حاصل کرو -

دوسري صورت کي مثال " سود " هے - سود ميں بے شمار اخلاقي اور اقتصادي مضرتيں مضمر هيں - اخلاقي حيثيت سے سود کو ديکھو تو معلوم ہوگا کہ اس سے انسان کي باهمي مہرباني و شفقت کي عمارت منہدم ہوجاتي هے - غريب سے غريب آدمي کو بلا سود قرض ملنا مشکل ہوجاتا هے - متوسط الحال انسان قرض ليکر اصل ادا کرسکتا هے' ليکن سود کے بار کا وہ متحمل نہيں ہوسکتا' اور آخر کو اُسکو اپني ساري دولت سے دست بردار ہونا پڑتا هے - اعلى طبقہ کے لوگ بلا شبہہ سود دے بھي سکتے اور لے بھي سکتے هيں' ليکن اسميں بھي شک نہيں کہ سود بڑي سي بڑي دولت ميں بھي گھن لگا ديتا هے - دوسري سب سے بڑي اقتصادي مضرت اسميں يہ هے کہ اس سے دولت چند افراد اور چند جماعتوں ميں محدود ہوجاتي هے - مثال کے ليے هندوستان کے مہاجن اور يورپ کے بينکر پيش نظر هيں - يہي وہ عظيم الشان مضرت هے جس سے بچنے کي غرض سے ارباب اشتراکية غربا کے ليے قرض دينے والي انجمنيں قائم کرنا چاهتے هيں - ليکن اسلام کي فکر عاقبت انديش نے نفس سود هي کو اپنے پيرووں کے ليے حرام کرديا' جس سے يہ تمام اخلاقي اور اقتصادي مضرتيں خود بخود دور ہوگئيں - قرآن مجيد ميں هے :

الذين ياکلون الربا	جو لوگ سود کھاتے هيں وہ قيامت
لا يقومون الا کما يقوم	ميں اُس شخص کيطرح اٹھيں گے
الذي يتخبطہ الشيطان	جنکو شيطان نے چھوکر مخبوط
من المس - (بقرہ)	کرديا هے -
يا ايها الذين آمنوا اتقو	اے ايمان والو ! خدا سے ڈرو اور جو
الله و ذروا ما بقي من	کچھہ سود باقي رهگيا هو وہ چھوڑ دو'
الربا ان کنتم مؤمنين'	اور اگر تم ايسا نکرو تو خدا اور رسول
و ان لم تفعلوا فاذنوا	سے جنگ کرنے کا اعلان دو اور اگر تم
بحرب من الله و رسولہ -	باز آؤ تو تم اپني اصل لے سکتے هو -
و ان تبتم فلکم رؤس	تم نہ کسي پر ظلم کرو' اور نہ تم پر
اموالکم لا تظلمون و لا	کوئي ظلم کرے -
تظلمون - (بقرہ)	

آخري آيت ميں حرمت ربوا کي وجہ بھي ظاهر کردي گئي هے - اسي طرح اسلام ميں " احتکار " بھي ممنوع هے - (احتکار کے يہ معنے هيں کہ غلہ وغيرہ عام ضرورت کي چيزوں کو گراني کے زمانے ميں فروخت کرنے کے خيال سے روک رکھنا) کيونکہ اس سے ايک حريص انسان کو فائدہ ہوتا هے' ليکن جمہور ملک کو نقصان پہونچتا هے -

تيسري صورت سے مراد " قمار بازي " هے جسکي لاٹري وغيرہ مختلف صورتيں آج يورپ ميں اور کسي قدر هندوستان ميں جاري هيں' اور جن ميں سے بعض صورتوں کو مجبوراً دفع فساد کے ليے گورنمنٹ کو روکنا پڑا :

انما الخمر و الميسر و الازلام	شراب' قمار بازي' جوے کے پانسے
رجس من عمل الشيطان	يہ سب چيزيں ناپاک هيں' شيطاني
	عمل ميں سے -

اسي طرح بيع کي وہ تمام صورتيں اسلام نے ناجائز کردي هيں جن سے باهمي منازعت و فساد کا خوف ہو' جيسے ملامسہ' منابذہ' بيع الحصاة' بيع الغرر - يہ ان اقسام تجارت کے نام هيں جو اسلام سے پہلے عرب ميں جاري تھے' اور اب بھي ان کي بعض قسميں اور ملکوں ميں پائي جاتي هيں - ملامسہ سے مطلب يہ هے کہ رات کي تاريکي ميں يا دن کو آنکھہ بند کرکے ايک متعين قيمت ديکر انسان دکان سے جو چيز چاهے اُٹھا لے - منابذہ کے يہ معني هيں کہ خريدار آنکھہ بند کرکے قيمت پھينک دے' اور دکاندار آنکھہ بند کرکے اٹکل سے کوئي چيز اُٹھا کر ديدے - بيع الحصاة سے مراد يہ هے کہ خريدار کنکري پھينکے' دکان کي جس چيز پر جاکر وہ کنکري گرے' خريدار وہ چيز ليلے - بيع الغرر سے مقصد دھوکے اور مکر کي خريد و فروخت هے' جيسے خريدار کي ناواقفيت ميں کسي غير کي چيز خريدار کے هاتھہ بيچڈالے - اسلام نے ان تمام صورتوں کو ممنوع قرار ديا هے -

چوتھي صورت سے مراد اُس قسم کي تجارت هے جسميں سامان بيع کے موجود ہونے يا قبضے ميں آنے سے پہلے اُسکو فروخت کيا جاتا هے - جيسے ميوہ پکنے سے پہلے درخت کے ميوہ کو بيچدينا'

هر فرمايش ميں البلاغ کا حواله دينا ضروري هے

ريلنڈ کي مسٹريز اف دي کورٹ ف لنڈن

يه مشهور ناول جوکه سوله جلدونميں هے ابهي چهپ کر نکلي هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قيمت کي چوتهائي قيمت ميں ديجاتي هے - اصلي قيمت چاليس ۴۰ روپيه اور اب دس ۱۰ روپيه - کپڑيکي جلد هے جسميں سنهري حرف کي کتابت هے اور ۴۱۹ هاف ٹون تصاوير هيں تمام جلديں دس روپيه ميں وي - پي اور ايک روپيه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپيريل بک ڈيپو - نمبر ۶۰ سريگوپال ملک لين - بڈوبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

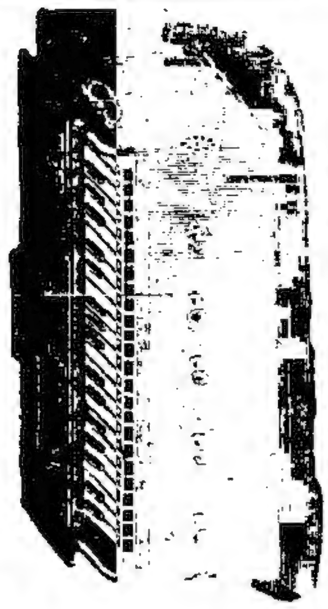

نصف قيمت اور
تبله انعام

همارا سائنس فکسن فورسٹ هارمونيم سريلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا ميں يکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه ميں گراساں لکڑي سے طيار کيا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قيمت اور کبهي نصف قيمت پر فروخت کرتے هيں - ايک ماه کيليے يه قيمت رکهي گئي هے - ايک مرتبه منگواکر آزمايش کيجيے - نهيں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑيگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تين روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرليوينگے - اس وجه سے آپ دريافت کرليجيے که يه کمپني کسي کو دهوکا نهيں ديتي هے - گرانٹي تين برس - سنگل ريڈ اصلي قيمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپيه - اور اسوقت نصف قيمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپيه - و ڈبل ريڈ اصلي قيمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپيه - و نصف قيمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپيه - هر ايک باجه کيواسطے مبلغ پانچ روپيه پيشگي روانه کرنا چاهيے اور اپنا پورا پته اور ريلوے اسٹيشن صاف صاف لکهنا چاهيے - هر ايک سنگل ريڈ کے ساتهه ايک گهڑي اور ڈبل ريڈ کے ساتهه ايک تبله و ڈوگي انعام ديا جاويگا - هندي هارمونيم سکچها کا قيمت ايک روپيه هے -

نيشنل هارمونيم کمپني ڈاکخانه شرله - کلکته

SALVITAE

يه ايک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا هے - يه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پيدا کر ديتي هے - قيمت ايک روپيه -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا دمه - کهانسي کے ليے بهي مفيد هے - قيمت ايک روپيه -

PILES TABLETS.

بواسير خوني هو يا بادي - بغير جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قيمت ايک روپيه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگين رهنے کا جنون ' عقل ميں فتور ' بے خوابي وغيره وغيره دفع هوتي هے - اور وه ايسا صحيح و سالم هوجاتا هے که کبهي ايسا گمان تک بهي نهيں هوتا که وه کبهي ايسے مرض ميں مبتلا تها

قيمت في شيشي پانچ روپيه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے ليے ڈاکٹر سيام صاحب کا اوبهرالين

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا بلکه استحاضت درد کا پيدا هونا - اور اسکے دير يا هونيسے تشنج کا پيدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکايات جو اندروني - مستورات کو هوتے هيں - مايوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذيل مستند معالجونکي تصديق کرده دوا کو استعمال کريں اور ثمره زندگاني حاصل کريں - يعني ڈاکٹر سيام صاحب کا اوبهرالين استعمال کريں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ايم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کيميکل اکزامنر مدراس فرماتے هيں - " مينے اوبهرالين کو امراض مستورات کيليے " نهايت مفيد اور مناسب پايا -

مس ايف - جي - ويلسن - ايل - ايم - ايل - آر - سي - پي ايل ايس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هيں :- " نمونے کي شيشياں اوبهرالين کي اپنے مريض پر استعمال کرايا اور بيحد نفع بخش پايا " -

مس ايم - جي - ايم - براڈلي - ايم - ڈي - (برن) بي - ايس - سي - (لنڈن) سينٹ جارج اسپتال اور کاما بمبئي فرماتي هيں : " اوبهرالين جسکو که مينے استعمال کيا هے " زنانه شکايتوں کيليے بهت عمده اور کامياب دوا هے "

قيمت في بوتل ۲ روپيه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خريدار کيليے صرف ۶ روپيه -

پرچه هدايت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

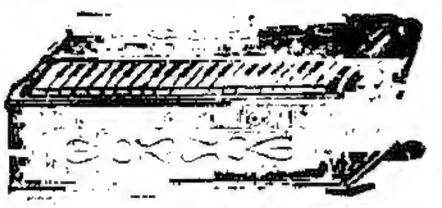

IMPERIAL FLUTE

بهترين اور نهايت لاجواب قيمت سنگل ريڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپيه

قيمت ڈبل ريڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپيه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپيه بطور پيشگي آنا چاهيے -

GANGA FLUTE

قيمت سنگل ريڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپيه -

ڈبل ريڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپيه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹائين

ايک عجيب و غريب ايجاد اور حيرت انگيز شدا؟ يه مهلک دماغي شکايتونکو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - يه ايک نهايت موثر ٹانک هے جوکه يکساں مرد اور عورت استعمال کرسکتے هيں - اسکے استعمال سے اعضاء رئيسه کو قوت پهونچتي هے - هسٹريه وغيره کو بهي مفيد هے جو لوگ گوليونکي بکس کي قيمت دو روپيه -

زينو ٹون

اس دوا کے بيروني استعمال سے ضعف باه ايکدم دور هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرينگے قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزايش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا يه سب باتيں اسميں موجود هيں - نهايت خوشبودار - قيمت ۲ روپيه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنيف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بيمه کتاب قانون عياشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sa. .ya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

اس فنڈ کا خزانه بهي بيت المال هے' إسي کے ساتهه مسلمانوں کے پاس ایک تیسرا فنڈ بهي اس کام کیلیے هے - عید اضحیٰ کي قرباني اور اسکي کهال کي قیمت :

و یـذکروا اسـم اللـه علی ما رزقهم من بهیمة الانعام' فکلـــوا منهـــا و اطعمـــو البائسَ الفقیـــر - (حج)

اور تاکه نام لو خدا کا (قرباني کرتے وقت) اُس جانور پر جو خدا نے تمکو دیا هے' خود کهاؤ اُسمیں سے اور مشقت زده فقیروں کو کهلاؤ -

کیا مبارک هوگا وه دن جب اسلام کے بیت المال میں یه تمام فنڈ جمع هوتے هونگے' اور ان اهل حاجت' فقرا' مساکین' اور یتیمونکي امداد کیجاتي هوگي !

اس تمام بیان سے معلوم هوا که اگر اسلام نے اهل دولت کو کسب معاش کا موقعه دیا هے' تو دوسري طرف اهل احتیاج کي بهي اُسنے کچهه کم خبرگیري نهیں کي هے - یهي وه چیز هے جسکو آج موجوده تمدن کي خود غرضانه تاریکي میں اهـل اشتراکیـة ڈهونڈهتے هیں اور نهیں پاتے هیں - إنهیں تدابیر کا اثر تها که اسلام میں ایک ایسا زمانه بهي آیا هے جب لوگ خیرات دینے کیلیے فقیر ڈهونڈهتے تهے' اور نهیں ملتے تهے - کیا یورپ میں بهي کبهي ایسا زمانه آئیگا ؟

اسلام کي اس فیاضي سے کسي کو یه شبهه نه هو که وه قوم میں ایک اپاهج' پا شکسته' اور گداگر جماعت طیار کرنا چاهتا هے - قرآن مجید نے زکوة اور صدقات کے مصارف خود حصر کے ساتهه مقرر کردیے هیں' اور اسلام میں برابر اسي پر عمل هوتا رها - حدیث شریف میں هے :

لا تحل الصـدقـة لغني و لا لـذي مـرة سوی (ترمذي)

خیرات مالدار آدمي کو اور جس کو کمانیکي قوت هو اور جس کے اعضا درست هوں' حلال نهیں -

جناب رسول الله صلی الله علیه و سلم اپنے آخري حج میں صدقه کا مال تقسیم فرما رهے تهے که دو آدمي مانگنے کو آے' آپنے اُن پر نظر ڈالي' اور پهر نیچي کرلي - وه دونوں صحیح الاعضـاء اور مضبوط تهے - آپ نے فرمایا :

ان شئتما آتیتـکما و لا حظ فیها لغني و لا لقوي مکتسب - (ابو داؤد)

اگر تم چاهو تو میں تم کو دوں' لیکن اس میں مالدار اور مضبوط کمانے والے آدمي کا کچهه حصه نهیں هے -

ایک شخص نے رسول الله صلی الله علیه و سلم سے آکر کها یا رسول الله کچهه زکوة دیجیے ! آپنے فرمایا :

ان اللـه لم یرض بحکم نـبـي و لا غیـره فـي الصدقات' فجزاها ثمانیة اجـزاء - فان کنت من تلك الاجزاء اعطیتـک - (ابو داؤد)

خدا زکوة کے بارے میں کسي نبي یا غیر نبي کے فیصله پر راضي نهیں هوا هے' بلکه خود اُس نے اُس کے آٹهه حصے کیے هیں - اگر اُن میں سے تم کسي میں هو تو میں تم کو دوں -

حضرة زبیر بن عوام سے مروي هے که رسول الله صلی الله علیه و سلم نے فرمایا :

لان یاخذ احـدکم حبلة فیـاتي بحزمـة حطب علی ظهره - فیبیعها فکیف الله بها وجهه خیر لـه من ان یسأل النـاس (بخاري)

تم میں سے کوئي شخص رسي لے' اور اپني پیٹهه پر لکڑي کا گٹهه لیکر آے اور اُس کو بیچے' اور خدا اُس کي عزت اُس سے رکهه لے' اُس کے لیے بهتر هے اس سے که وه لوگوں سے مانگتا پهرے -

مستطیع گداگروں کي نسبت جناب رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا هے :

ما یـزال الـرجل یسأل الناس حتی یاتي یوم القیـامـة و لیس في وجـهـه مزعة لحم - (دار قطني)

جو شخص لوگوں سے مانگتا هے وه قیامت میں آئیگا تو اُس کے منهه میں گوشت نه هوگا -

رسول الله صلی الله علیه و سلم نے حضرة ثوبان سے فرمایا :

من یتقبل لي بواحـدة اتقبل له بالجنة لا یسال الناس شیئاً (ابوداؤد)

کون میري ایک بات مانتا هے ؟ میں اُسکے لیے جنت کا وعده کرتا هوں - لوگوں سے مانگا نه کرو !

ایک شخص رسول الله صلی الله علیه و سلم کے پاس آیا اور کچهه اُنسے مانگا - آپنے فرمایا تمهارے پاس کچهه هے ؟ اُسنے کها هاں ایک کمل هے - آپنے کمل بیچکر ایک کلهاڑي خریدسي که جنگل سے لکڑیاں لاکر بیچے -

حضرت عمر کے پاس ایک غیر مستحق گداگر آیا - آپنے اسکو پکڑ کو ایک شخص کے پاس نوکر رکها دیا - خانۂ کعبه میں حضرت عمر رضي الله نے ایک شخص کو بهیک مانگتے دیکها تو سخت سزا دي - (۱) ان تصریحات کے بعد کون کهه سکتا هے که اسلام کي فیاضي کا نتیجه گداگروں کي جماعت بڑهانا هے -

اب همکو صرف ایک بات اور کهني باقي رهگئي هے - اهل اشتراکیة اور یورپ کي اصلاح طلب پارٹي چاهتي هے که بازار کا نرخ مقرر کیا جاے اور بازار میں کهانے کي چیزونکي نگراني کیجاے - آجکل یورپ اور امریکا کے بازاروںمیں کیمسٹري کے زور سے جسطرح چیزوں کي تبدیل ماهیت کي جاتي هے' جسطرح ظاهر نما چیزیں بنائي جاتي هیں' اور معمولي قیمت کي چیزیں ظاهري آب و تاب اور ملمع کي وجه سے گراں قیمت بکتي هیں' اس طرز تجارت سے غربا اور عام ملک کو جو نقصان پهونچتا هے وه محتاج اظهار نهیں - اس حالت میں سوشیالیست پارٹي کا اپني درخواست پر زور دینا بجا هے -

لیکن اسلام اس ضرورت کو بهي پورا کرچکا هے - اسلام میں انهیں اغراض کیلیے صیغۂ احتساب قائم هوا تها - محتسب اس صیغه کا اعلی عهده دار هوتا تها' اسکے فرائض وهي هوتے تهے جسکو اهل اشتراکیة تعین نرخ و نگراني اشیاے بازار کے لیے طلب کرتے هیں -

ان تمام مباحث اور ان تمام تفصیلات کا خلاصه یه هے که آج متمدن ممالک جن مصائب میں مبتلا هیں' اسکا اصلي سبب یه هے که جدید تمدن کي بنیاد کسي صحیح مذهب پر نهیں هے - اب مصلحین تمدن و معاشرت اور عقلاے یورپ جو اصلاحات پیش کرتے هیں' اُنمیں گو بعض باتیں غلط هیں جنکي اسلام نے تردید کردي هے' لیکن بقیه امور وهي هیں جنکو اسلام پہلے هي دن سمجهه چکا تها' اور اُسکي اصلاح کي تدبیریں کرلي تهیں - یهي وجه هے که اُسکا تمدن اشتراکیة کے جرائیم سے پاک رها - حضرت عثمان کے عهد میں امراے شام کے پاس بے انتها دولت جمع هوگئي تهي - حضرت ابو ذر غفاري' جو ایک بلند پایه صحابي تهے' اُنهوں نے ان لوگوں کي سخت مخالفت کي اور کها که یه دولت تمام فقرا پر تقسیم کر دیجاے - لیکن چونکه اس زمانه میں فقرا کے حقوق کا کافي طور سے انتظام تها' اسلیے حضرت ابو ذر کا کوئي هم آهنگ پیدا نهو سکا -

بهر حال اگر اس تفصیل کے بعد که اُسنے دنیا میں هر قسم کي جائز مساوات قائم کي' اسنے جمهوریت کي بنا ڈالي' اُسنے امرا اور اهل ثروت کو همدردي کي تعلیم دي' اُسنے فقراے ملک کا مستحکم اور پائدار بندوبست کیا' اگر یه دعوي کیا جاے تو کون انکار کر سکتا هے که اسلام هي دنیا کا تنها مذهب هے جسکے بیڑے کو اشتراکیة کے طوفان کا کوئي خوف نهیں - وه صالح اشتراکیة کا معلم و محافظ هے' اور غیر صالح افراط تفریط کا مخالف -

---

(۱) مشکوة باب الزکوة -

(۱) ان تمام واقعات کے لیے مشکوة' باب من لاتحـل له الصدقه دیکهو -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۳-۱۴ | کلکته : جمعه ۲۷ - ربيع الثاني ۵ - جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916. | جلد ۱

ترجمان القرآن

يعني قرآن حکيم کا اردو ترجمه ' از خامه اديٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القرآن کي بنياد استوار هولي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے اديٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله وه زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه مينيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

---

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قيمت في پرچه چهه آنه

البيان

فی

مقاصد القرآن

هذا بيان للناس' و هدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعني قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير کے متعلق صرف اسقدر ظاهر كردينا كافي هے كه قرآن حكيم کے حقائق و معارف اور اسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم کے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرآن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے کے وسط ميں اسكے كم سے كم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورۂ فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

ليجئے ! مزيدار مٹهائي كهائيے

Phone No. 241. Calcutta.

ٹيليفون نمبر ۲۴۱ كلكته

جاپان کے مشهور و معروف كارخانے كی مٹهائياں اب هندوستان ميں بهي ميسر هونے لگيں -

موريناگا كمپني جاپان ميں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي كمپني هے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان مٹهائيوں ميں ايسي كوئي چيز نهيں جو مذهب کے خلاف هو -

صرف دودهه اور ميوجات کے جوهر سے بنائي گئي هيں - اسميں كوئي جزو كسي چيز کے بيكار اور بے اثر حصے كا نهيں ليا جاتا -

بچوں كيليے نهايت ضروري چيز هے - لذيذ اور خوش ذايقه هونے کے علاوه مفيد صحت و توانائي بهي هے -
اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے كهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبيوں کے اس كي قيمت بهت هي كم ركهي گئي هے -

يه مٹهائياں تمام هندوستان ميں نهايت كثرت سے بكتي هيں -

كم سے كم ايک مرتبه تو منگواكر تجربه كيجيے !!

Sole Agents for India :—
Bessho & Co. 111, Radha Bazar Street, Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان کے واسطے سول ايجنٹ :—
بيشو اينڈ كمپني نمبر ۱۱۱ - رادها بازار سٹريٹ - كلكته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۳ - ۱۴
کلکتہ : جمعہ ۲۷ - ربیع الثانی و ۵ - جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۴ ہجری
Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916.
جلد ۱

البیـــان

البیان کی اشاعت میں تاخیر پر نہایت شرمندگی ہے اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ اُن احباب کرام سے بخشش و عفو کا خواستگار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری کمزوریوں پر نظر رکھکر میرے قصوروں سے درگذر کی ہے - میں اپنے تمام کاموں کو تنہا انجام دیتا ہوں ' اور اللہ کی مشیت ایسی ہی ہے کہ اپنی محنتوں اور سب بیداریوں کیلیے تن تنہا چھوڑ دیا جاؤں - مجھے ایک ہی وقت کے اندر مختلف ذوق ' مختلف لٹریچر ' مختلف افکار ' اور مختلف مطالعہ و نظر کے بیسیوں کام انجام دینے پڑتے ہیں ' اور دار الارشاد کا سلسلہ اور اپنی زندگی کی اولیتیں انکے علاوہ ہیں ' اسلیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کاموں کے اختتام و تکمیل کے متعلق ارادے کرتا ہوں مگر میرا اندازہ بالکل غلط نکلتا ہے اور بیسیوں غیر متوقع موانع نکل آتے ہیں - اگر میں کسی دن چند گھنٹوں کیلیے بیمار ہوجاتا ہوں تو یکایک دس بارہ کام رک جاتے ہیں اور اسکے سوا چارہ نہیں نظر آتا کہ اپنی ہلاکت گوارا کرلوں مگر کاموں میں خلل نہ پڑنے دوں ' البیـــان کے متعلق پوری امید تھی کہ ربیع الاول سے پہلے نکل جائیگا لیکن ایک طرف تو میں اپنی مجبوریوں اور کاموں کی کثرت و ہجوم سے درماندہ ہوتا رہا ' دوسری طرف البـــلاغ کے تسلسل کار کی وجہ سے پریس کو بھی زیادہ مہلت نہیں ملی - نتیجہ یہ نکلا کہ ابتک پہلا نمبر نہ نکل سکا -

با ایں ہمہ جسقدر کوشش ہوسکتی ہے کی جارہی ہے اور حتی الامکان سعی یہی ہے کہ جس وقت بھی پریس کو مہلت ملے سب سے پہلے البیـــان کے فارم مشین پر چڑھادیے جائیں ' ایک نمبر نکل جائے تو پھر خود بخود کام کا تسلسل دقتوں کو دور کردیگا - امید ہے کہ احباب کرام تھوڑا سا توقف اور گوارا کرلینگے ' اور عجب نہیں کہ انتظار کی تلخی سے زیادہ نتیجہ شیریں ہو

ایک اور بڑی اور لاعلاج دقت یہ ہے کہ دنیا میں امن کی طرح کاغذ کا بھی قحط ہوگیا ہے - خشک سالی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ نقدی سونا بازار میں ہر وقت خریدا جاسکتا ہے مگر کاغذ نہیں ملتا - البیـــان کیلیے مجبوراً جو کاغذ لیا گیا ' وہ اسقـــدر گراں پڑا ہے کہ سمجھہ میں نہیـــں آتا ' مجوزہ قیمت کیونکر اسکو کفایت کریگی ؟ بہر حال پہلا نمبر نکل جائے تو پھر اس مسئلہ پر غور کیا جائیگا - ترجمان القرآن کا بھی یہی حال ہے ' اور اسکے لیے بھی تھوڑا سا انتظار اور گوارا کر لینا چاہیے -

خـــاتمـــہ سخـــن

مجـــوزہ شیعـــہ کالـــج

" نصحـــت لکم ' و لکـــن لا تحبـــون الناصحـــین "

گذشتہ دو نمبروں میں ہم نے بالاجمال اپنے وہ خیالات ظاہر کردیے جو مجوزہ شیعہ کالج کی تحریک [illegible] اسکے [illegible] کے اسباب و بواعث [illegible] سے ہمارے پیش نظر ہیں - اب [illegible] سوال یہ سامنے آتا ہے کہ موجودہ حالت میں [illegible] چاہیے ؟

ہم اسکا جواب نہایت اختصار سے [illegible] چند امور [illegible] مفصل تحریر کی گنجائش چند سطروں میں نہیں ہوسکتی -

(۱) ہمارا عقیدہ [illegible] ہے کہ [illegible] کے سوا اور کوئی کالج قائم نہ کیا جائے ' بلکہ [illegible] مطالب اور صحیح نظام تربیت کے ساتھہ قائم ہوسکیں ' بہت مفید اور ضروری ہیں - "مرکز" اور "تعلیمی مرکز" کا خیال [illegible] غلط نہیں ہے ' مگر جو مطلب ارباب علی گڈھ نے سمجھا ہے وہ [illegible] صحیح نہیں - دنیا کی غلطیاں اسلیے غلط نہیں ہوتیں [illegible] میں صحت نہیں ہوتی ' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سچ کو جھوٹ سے ممزوج و آلودہ کرکے دکھلایا جاتا ہے ' اور مخلوط سچ ' خالص جھوٹ سے کہیں زیادہ فتنہ پرداز ہے - یقیناً اصول مرکزیت ایک [illegible] اور صحیح ترین چیز ہے ' کوئی کام بغیر اسکے جاری نہیں ' اور یہ بھی غلط نہیں ہے کہ علی گڈھ کالج مسلمانوں کی [illegible] تعلیم کے مرکز کی حیثیت پیدا کرچکا ہے ' مگر ساتھہ ہی اسکے یہ معنی بھی نہیں ہیں کہ اور کوئی مفید کام نہ کیا جائے ' اور صرف مرکز مرکز پکارتے رہنا مسلمانوں کی تمام روز افزوں ضرورتوں کو پورا کر دیگا - خوارج نے کہا تھا کہ " ان الحکم الا للہ " جس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا : " کلمۃ حق یراد بہا الباطل " کہ انکا کہنا کلمۂ حق ہے ' مگر مقصود باطل ہے - یہی اصول [illegible] کا بھی حال ہے -

(۲) پس اس سے بڑھکر خوشی کی اور کونسی بات ہوسکتی ہے کہ ایک نیا کالج مسلمانوں کیلیے اور قائم ہوجائے ' لیکن کالج قائم کرنے کے یہ معنی نہ تھے کہ باہمی اختلاف و نزاع کی زمین طیار کرکے اسپر غیروں کے ہاتھوں قدم رکھی [illegible] جاتی - چاہیے تھا کہ علی گڈھ کالج کے نزاع سے الگ ہوکر محض خدمت قومی اور جذبات صالحۂ اسلامیہ پر اسکی بنیاد رکھی جاتی - اگر

آب حیات

ہندی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن، اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے باعث ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا، اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش، تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتی ہے، کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آدبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ بر سوت، سل، پیچش، صفراوی اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، غش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، بواسیر، نواسیر، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، چوپائی، متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، کثرت پیاس، تشنج، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، ورم، چھوٹے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہر دار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار-

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیر پور سندھ

سر اسے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۳ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا، بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سر - اسے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - اُن کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباء ہندوستان سے جمع ہوتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ سر - اسے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہو گئی - اور آبحیات کے جادو کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماریوں کا کوئی کم قیمت علاج ہے، تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھ لو اور وہاں سے تصدیق کر لو کہ سر - اسے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیر پور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھر پور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -
دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ-

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دواء - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آئندہ دورۂ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی، غلام، نبی
زبدۃ الحکماء لاہور- موچی دروازہ

الم يان للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله و ما نزل من الحق ؟

کيا مسلمانوں کيليے ابهي تک اس کا وقت نهيں آيا که الله کي ياد اور اسکي اتاري هوئي سچائي انکے اندر درد
او شکستگي پيدا کرے اور وه اسکے حضور آگے جهک جائيں ؟ ؟

افسانهٔ هجر و وصال !

پهر چهيڑا حسن نے اپنا قصه
بس آج کي شب بهي سو چکے هم !

کيا دنيا ميں جس طرح بهار و خزاں کے موسم آتے، ربيع و خريف کي هوائيں چلتيں، اور جاڑے اور گرميوں کا سورج بدلتا هے، اسي طرح دلوں کي شورشوں کا بهي کوئي موسم هے ؟ روحوں کي بيقراري کي بهي کوئي فصل هے ؟ ديوانگي اور سراسيمگي کا بهي کوئي وقت هے، جسکي هوائيں چلتي هيں اور جنکے بادل نمودار هوتے هيں ؟ ميں نهيں جانتا که ايسا هو- مگر ميں پاتا هوں که ميرے دل کي ديوانگي تهر تهر کے اٹهتي اور ميري روح کي شورش گذر گذر کے لوٹتي هے - ميں کچهه عرصه سے اس دريا کي مانند جو اتر گيا هو، چپ تها، ليکن آج اس سمندر کي مانند جسکي تہ سے موجيں جوش مار رهي هوں، پهر آهوں سے بهر گيا هوں، فريادوں سے معمور هوگيا هوں، شورشوں سے لبريز هوں، اور ديوانگيوں کے سرجوش سے ميرا ساغر ضبط چهلک گيا هے- آج مجهے پهر اس خاک کي تلاش هے جسکو اپنے سر و چهره پر اڑا سکوں، پهر ان ناخنوں کي جستجو هے جنکو اپنے دل و جگر ميں چبهو سکوں، پهر زخموں کا متلاشي هوں اور مجهے بيماروں کي بستي کي ضرورت هے - اس عرصه داري سے اکتا گيا اور تندرستي نے مجهے عاجز کرديا - اب ميں چاهتا هوں که جي بهر کے روؤں اور جسقدر چيخ چيخ کے ناله و فرياد کر سکتا هوں کروں - ميري چيخيں تمهارے عيش و نشاط کو مکدر کرديں، ميرا ناله و بکا تمهارے عيش کدوں کو ماتم کده بنادے، ميري آهوں سے تمهارے دلوں ميں ناسور پڑجائيں، ميري شورش غم سے تمهارے چهروں کي مسکراهٹ معدوم هوجاے - ميں تم کو غم و ماتم سے بهردوں - ميں تم کو درد و حسرت کا پتله بنادوں - تمهاري آنکهيں نديوں کي طرح بهه جائيں، تمهارا دل تنور کي طرح بهڑک اٹهے، تمهاري زبانيں ديوانوں کي طرح چيخ اٹهيں، اور تمهاري غفلت عيش اور بے دردي نشاط کي وه بستي جو مدتوں سے برابر آباد چلي آتي هے، اسطرح اجڑ جاے که پهر کبهي آباد نه هو:

روے بازار مراد امروز عرفي با منست
ديدهٔ تر مي فروشم دامن تر ميخرم !

* * *

دنيا ميں هم ديکهتے هيں که انسان کي نيند اگر موت کي نيند نه هو، تو کبهي نه کبهي ضرور ختم هوتي هے، اور ايسا نهيں هوسکتا که سونے والا کبهي نه جاگے - پهر بعضوں کي نيند ايسي هوتي هے که اک ذرا سي آواز انکو جگا دينے کيليے کافي هوتي هے - بعض کي ايسي سخت هوتي هے که انکے ليے چيخنے اور شور مچانے کي ضرورت هوتي هے - بعض ايسے بهي زياده غفلت کي نيند سونے والے هوتے هيں که انکو جهنجهوڑنے اور هلانے کي ضرورت هوتي هے - اور اگر سونے والے کے جاگ اٹهنے کيليے يه بهي بيکار هو، تو پهر ايسا تو کبهي بهي نهيں هوسکتا که بهونچال آجاے، آتش فشاں پهاڑ پهٹ اٹهيں، پهاڑوں کے ٹکرانے کے دهماکوں سے کان کے پردے ريزه ريزه هوجائيں اور پهر بهي نيند کے متوالے آنکهيں نه کهوليں -

سو يقين کرو که خدا کا بهي اپنے بندوں کے ساتهه ايسا هي حال هے - اسکي صدائيں اٹهتي هيں که غافل بندے سوتے سے آنکهيں کهوليں، اور اس پر بهي وه کروٹ نهيں ليتے، تو هر طرف شور و غل مچنے لگتا هے تاکه سونے والوں کي نيند ٹوٹے - اگر اسپر بهي نيند نهيں ٹوٹتي تو هاتهه نمودار هوتے هيں اور وه جهنجهوڑ جهنجهوڑ کے اٹهاتے هيں که صبح آگئي اور آفتاب کي کرنيں ديواروں سے اتر کر صحنوں اور ميدانوں ميں پهيل گئيں - اب بهي اٹهه جاو اور اس دن کو اپنے هاتهه سے نه کهو جو جاکر پهر واپس نهيں آئيگا - ليکن آه ! اکثر ايسا هوتا هے که اس جهنجهوڑنے پر بهي آنکهيں نهيں کهلتيں اور نيند کے متوالے کروٹ نهيں ليتے تو پهر دهماکے هوتے هيں، زلزلے آتے هيں، زمينيں پهٹنے لگتي هيں، پهاڑ ايک دوسرے سے ٹکرانے لگتے هيں، اور صداؤں اور آوازوں کي هولناکيوں سے تمام دنيا بهر جاتي هے - سو يه بهي سب کچهه اسي ليے هوتا هے تا که کسي طرح انسان جاگے اور اب بهي آنکهيں کهولدے - اگر اسپر بهي آنکهيں نهيں کهلتيں تو پهر خدا کا فرشته پکار اٹهتا هے که :

اموات غير احياء ! و ما يشعرون   يه زندوں کي آبادي نهيں بلکه مردوں
ايان يبعثون -   کي بستي هے - وه اٹهنے اور اٹهائے
جانے کي گهڑي سے بالکل غافل هو گئے هيں !

* * *

بس غفلت اور هوشياري کي تمام تدبيريں هوچکيں، اور ايک سونے والے کو جگانے کيليے جو کچهه کيا جاسکتا هے، وه سب کچهه کيا جاچکا، پر افسوس که تمهاري آنکهيں ابتک بند هيں، تمهاري غفلت کا خمار کسي طرح نهيں اترتا، اور تمهاري موت کي نيند کسي طرح بهي نهيں ٹوٹتي - دنيا ميں انسان کيليے عقل و بصيرت هے، عقلا کي دانائياں هيں، عابدوں کي هدايتيں هيں، واعظوں کے وعظ هيں، خدا کے مقدس نوشتے هيں، اور رسولوں کي بتلائي هوئي تعليمات هيں، پهر حوادث و تغيرات هيں، انقلابات و تبدلات هيں، آثار و علائم هيں، استنباط و استشهاد هے، ليکن آه ! وه قوم جسکي غفلت کيليے يه سب کچهه بيکار هے ! نه تو دنيا کے گذرے هوے واقعات ميں اسکے ليے کوئي اثر هے، نه حال کے حوادث و تغيرات ميں اسکے ليے کوئي پيغام هے، نه الله کے کلام سے ڈرتي اور کانپتي هے اور نه بندوں کي هدايتوں سے عبرت پکڑتي هے :

ما تاتيهم من آيات ربهم   الله کي نشانيوں ميں سے کوئي
الا کانوا عنها معرضين   نشاني بهي ايسي نه آئي جسکو
(٦ : ٤)   ديکهه کر انهوں نے عبرت پکڑي هو
اور غفلت و سرکشي سے باز آگئے هوں -

بلکه بسا اوقات ايسا نظر آتا هے که جسقدر عبرت کي صدائيں جگانا چاهتي هيں، اتني هي اسکي نيند زياده گهري هوتي جاتي هے :

ولقد جاءهم من الانباء   اور بلا شبهه انکے پاس ايسي خبريں
ما فيه مزدجر حكمة بالغة   آچکي هيں جن ميں بڑي هي
فما تغن النذر ! (٥٥ : ٤)   تنبيه اور هشياري هے اور بهت هي
بڑي حکمت و دانائي، پر افسوس که حوادث و انقلابات کي يه ڈراوني هدايت بهي انکي بيداري کيليے کافي نه هوئي !

دنيا ميں سب سے پهلے انسان کے آگے تاريخ يعنے دنيا کے گذرے هوے واقعات آتے هيں، اور انهي سے انسان تجربه کي دانائي اور بصيرة حاصل کرتا هے - وه ديکهتا هے که هميشه ايک هي طرح کے

صورت میں یه سوال صرف ایک نئے کالج کا سوال هوتا اور کوئي راست باز انسان ایسا نہوتا که اس تحریک کي پُر جوش دل سے تائید نه کرتا - مگر اب یه کالج کا مسئله نہیں رها بلکه افتراق امة و انشقاق ملت کے فتنۂ خوابیده کے ایقاظ و ازدیاد کا (لا قدر الله)

(۳) لیکن بهرحال جو کچهه هونا تها هوچکا ' اور اب اسکے سوا کچهه چارۂ کار نہیں که ماضي کے اعاده سے مایوس هوکر صرف صورت موجوده پر غور کیا جاے - تو جہاں تک میں سونچتا هوں گو فتنه کروٹ لیچکا هے مگر اب بهي اسکو سلایا جاسکتا هے ' اور اگر الله تعالی داعیان تحریک کے دلوں کو کهول دے اور وه مسلمانوں کي تباه حالیوں پر رحم کهالیں ' اور اسکے ضدیوں کے زخموں کو اور زیاده گهرا نه کرنا چاهیں ' تو اب بهي کچهه نه کچهه صورت اصلاح پیدا هوسکتي هے ' اور اس تحریک سے نقصان کي جگه فائده کي امید بهي کي جاسکتي هے -

(۴) میں داعیان شیعه کالج سے یه نہیں چاهتا که وه اس تحریک کو چهوڑ دیں ' اور نه اسکا آرزومند هوں که اپنے طریق کار میں کوئي بڑي بنیادي تبدیلي کریں ' بلکه نہایت عاجزي اور کمال منت کے ساتهه صرف دو جزئي تبدیلیوں کا خواستگار هوں جنسے نه تو انکے مقصد اصلي میں (اگر وه محض اشاعۃ تعلیم و خدمت ملت هے) کوئي حرج واقع هوسکتا هے اور نه انکي راه میں کوئي رکاوٹ پیدا هوتي هے - اول یه که وه جو کچهه چاهیں کریں اور جو چاهیں بنائیں مگر خدا کیلیے اسکا نام " شیعه کالج " نه رکهیں - کیونکه اُن انسانوں کیلیے جو قران نامي کتاب کے ماننے والے اور محمد بن عبد الله علیه الصلوٰة و السلام کے پیرو هیں ' اس زمین پر بجز " اسلام " کے اور کوئي نام نہیں هے - ابتک اس بدعة سے خاک هند محفوظ رهي هے که سني کالج ' شیعه کالج ' اور اهلحدیث کالج کے ناموں سے کالج قائم هوے هوں - پس خدا را افتراق و انشقاق کي هلاکتوں کا ایک نیا دروازه نه کهولیں -

پهر قطع نظر اسکے دیکهنا یه هے که مجوزه کالج کو " شیعه کالج " کے نام سے موسوم کرنے کي ضرورت کیا پیش آئي هے ؟ زیاده سے زیاده یه کہا جاسکتا هے که چونکه اسکے قیام سے مقصود مسلمانوں کے اس گروه کي تعلیم و تربیت خصوصي هے جو " شیعه " کہلاتا هے ' اسلیے اسکا نام بهي شیعه کالج رکها جاے - سو اگر یهي مقصد هے تو میں نہیں سمجهتا که اسکو نام سے کیا علاقه هے اور اگر اسکا نام شیعه کالج نه رکها جائیگا تو اس کے مقصد کو کیا نقصان پہنچے گا ؟ مقصد اصلي کا حصول اس پر موقوف هے که عملاً زیاده تر شیعه افراد هي اسمیں تعلیم پائیں ' انهي کي تعلیم دینیات کا اسمیں خاص انتظام کیا جاے ' اور ان سب اصولي امور کو اسکے کانسٹي ٹیوشن میں داخل کردیا جاے - پس اگر اسکا نام شیعه کالج نه رکها جاے بلکه سرے سے " کالج " بهي نه کہا جاے ' جب بهي حصول مقصد میں کوئي حرج واقع نہیں هوتا -

بزرگان شیعه کانفرنس و حضرات مجلس منتظمه کالج کو غور کرنا چاهیے که ابتک هندوستان میں کوئي کالج اور مدرسه کسي خاص فرقه کے نام کے ساتهه قائم نہیں هوا هے ' اور وه نه صرف تفریق و انشقاق اور تمذهب و تحزب کي جهیل کو بهرنے کي جگه زیاده وسیع کر رهے هیں ' بلکه اس سے بهي بڑهکر یه که نام اور انتساب کے ایک نئے فتنه کي بنیاد رکهنے والے بن رهے هیں ' جو ابتک کسي کو نہیں سوجها تها - نئے نئے فتنوں کي راه کهولنے کے لیے حضرة امیر علیه السلام نے جو کچهه فرمایا هے ' خدا را اسے نہج البلاغة کے خطبۂ نہروان میں دیکهه لیں -

مسلمانوں کا کوئي کام هو اور خواه کوئي فرقه انجام دے ' مسلمانوں هي کا کام هے ' اور اسکا نام بجز اسلام اور انتساب اسلام کے کچهه بهي نہیں هوسکتا - میں حضرات ائمۂ کرام علیهم السلام کي تصریحات مندرجۂ اصول کافي وغیره سے ثابت کرنے کیلیے طیار هوں که جس طرح سنیوں کیلیے صرف اسلام هي کا نام سچا نام هے ' اسي طرح برادران شیعه کیلیے بهي اس خدا کے عطا کرده هوے نام کے سوا اور کوئي نام شرعي نہیں هوسکتا -

اگر کسي وجه سے حضرات مجوزین کالج مدرسۂ اسلامیه وغیره ناموں سے اسکو موسوم کرنا نہیں چاهتے ' تو خیر کسي ایسے عام نام سے موسوم کردیں جسمیں کسیطرح کي بهي نسبت نہو ' مثلاً دار العلوم وغیره - اسطرح وه اپنے مقاصد میں سے کسي چیز کو بهي نہیں کهوئینگے ' مگر تمام مسلمانوں پر ایک عظیم الشان احسان و فضل کرنے کا ذریعه هونگے - ایسا احسان جس سے بڑهکر اور کوئي احسان نہیں هوسکتا اور سونچیں تو انکا احسان خود انهي کے وجود کیلیے هے -

دوسري عاجزانه التماس یه هے که جس طرح انهوں نے اسکي تعلیم کا دروازه قابل تحسین فیاضي کے ساتهه تمام مسلمانوں کیلیے کهلا رکها هے ' اسي طرح اعانت کرنے اور اسکي بنا میں شریک هونے کا دروازه بهي اپنے بهائیوں پر بند نه کریں ' اور یه تخصیص نه رهے که صرف شیعوں هي کا روپیه اسکے لیے قبول کیا جائیگا - وه خاص طور پر خود کوشش کریں ' اور خاص طور پر برادران شیعه هي سے اعانت کے طالب هوں ' لیکن دروازه تمام طور پر کهلا هو ' اور اگر غیر شیعه مسلمان بهي اسکي خدمت کا شرف حاصل کرنا چاهیں تو اسے نامنظور نه کریں - اسطرح کرنے سے وه اپنے اصول عمل کو نہایت صاف اور غیر مشتبه بنادینگے اور انکے خاص مقاصد کا کچهه بهي نقصان نہوگا - اگر انهوں نے اعانة کي فہرست سب کیلیے کهلي رکهي تو اس سے یه مطلب کبهي بهي نہیں نکلتا که کل کو کوئي اسپر دعوا کردیگا - جبکه اسکي بنیاد رکهنے والے وهي هیں اور اصلاً انکا مقصد یهي هے که خاص طور پر برادران شیعه کي تعلیم کا انتظام هو ' تو پهر غیر شیعه مسلمانوں کي شمولیت کسي طرح بهي اسمیں خلل انداز نہیں هوسکتي - اگر بقول ارکان شیعه کانفرنس کے شیعه ارباب ذوق کا لاکهوں روپیه محمڈن کالج علي گڈه سے شیعه حقوق کو حاصل نه کراسکا ' تو پهر چند غیر مسلمانوں کا تهوڑا سا روپیه کیوں مجوزه کالج کي خصوصیت و تصرف میں خلل ڈال سکیگا ؟ مجهے مخصوصاً معلوم هے که متعدد غیر شیعه اشخاص بصورت قبولیت اس مهم میں شرکت کرنے کیلیے طیار هیں ' اور انهوں نے مجهه سے کہا هے که همارے لیے یه بڑے هي فخر اور عزت کي بات هوگي اگر همارے عزیز بهائي همارے ناچیز هدیوں کو قبول کرلیں ' اور سب سے پہلے میں خود اس خوشي کو حاصل کرنے کیلیے اپنے اندر نہایت بے چین جوش پاتا هوں -

یه خاتمۂ سخن هے - وقت نہیں که اس داستان کو طول دیا جاے ' ورنه یه حکایت بڑي هي درد انگیز هے اور بہت سي راتوں کو آنکهوں میں کاٹ دینے والي هے - الله دلوں کا بهید جاننے والا هے اور اسکي نظر سے کسي کا دل چهپا نہیں - وه بہتر جانتا هے که مجوزه شیعه کالج کے متعلق جو کچهه میري زبان سے نکل رها هے ' یه فریقانه تعصب کي خباثت اور جماعت بندي کے ناپاک حسد کا نتیجه هے یا محض کلمۂ اسلام کي محبت کا جسمیں کسي فریقانه این و آن کي گنجایش نہیں ' اور محض اپنے عزیز بهائیوں کو ایک سخت ٹهوکر سے بچانے کا اضطراب جو اس حد سے کوسوں آگے گذر چکا هے جہاں شیعه سني کي تمیز کا نام و نشان هو ؟ **فبشر عباد الـذین یستمعـون القول فیتبعون احسنه ' او لئک الذین هداهم الله و اولئک هم اولوا الالباب**

◆

آنکھیں دیکھنے کیلیے هیں ' کان سننے کیلیے هیں ' اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تا تڑپے اور بیقرار هو - لیکن وہ سب کچھہ تمہارے لیے بیکار هوگیا ہے جسنے آنکھہ دیکھتي ہے ' اور وہ سب آوازیں بے اثر هوگئی هیں جو کانوں سے سنائي دیتي هیں ' اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئي هیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار هوتي هیں - پس جو کچھہ کیا جاے لا حاصل ہے ' اور جو کچھہ کہا جاے بیکار ہے - آہ ' تم غافل هوگئے هو ' تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے ' تم گمراهي کے قبضے میں آگئے ' تمہارے احساس فنا هوگئے اور تمہارے دل کي دانائي میت دي گئي - اگر ایسا نہوتا تو جو کچھہ هوچکا ہے اور جو کچھہ هورها ہے ' وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا هوجاتے ' لنگڑے چلنے لگتے ' گونگوں کی چیخ سے دنیا هل جاتي ' اور لولوں کے هاتھہ شیروں کے پنجے کی طرح طاقتور هو جاتے - آہ ' تمہاري غفلت سے بڑھکر آجتک دنیا میں کوئي اچنبھے کی بات نہوئي ' اور تمہاري نیند کي سنگیني کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے - آہ ' تم ایسے نہ تھے ' پھر تم ان لوگوں کي طرح کیوں هوگئے جنکے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا ؟

لهم قلوب لا يفقهون	انکے پاس دل هیں مگر سمجھتے نہیں '
و لهم اعين لا يبصرون	انکے پاس آنکھیں هیں مگر دیکھتے
بها ولهم اذان لا يسمعون	نہیں ' انکے پاس کان هیں مگر سنتے
بها اولائك كالانعام بل	نہیں ' وہ مثل چارپایوں کے هوگئے
هم اضل اولائك هم	بلکہ ان سے بھي بدتر ' اور یہي هیں کہ
الغافلون (۷ : ۱۷۸)	غفلت میں ڈوب گئے هیں !!

* * *

آہ ' کوئي نہیں ' سب گمراہ هوگئے ' سب نکمے نکلے ' سب غافل هوگئے ' سب پر نیند کي موت چھاگئي ' سب نے ایک هي طرح کي هلاکت پي لي ' سب ایک هي طرح کي تباهیوں پر ٹوٹے ' سب نے خدا کو چھوڑ دیا ' سب نے اسکے عشق سے منہہ موڑ لیا ' سب نے اسکے رشتے کو بٹہ لگایا ' سب غیروں کے هوگئے ' سب نے غیروں کي چوکھٹوں کي گرد چاٹي ' اور سب نے ایک ساتھہ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا - آہ ' سب نے عہد باندھا کہ هم ایک هي وقت میں گمراہ هوجائینگے ' اور سب نے قسم کھائي کہ هم ایک هي وقت میں خدا کي پکار سے بھاگینگے - آہ ' سب اس سے بھاگ گئے ' سب نے اس سے غول در غول بنکر بیزاري کي ' کوئي نہیں جو اسکے لیے روے ' کوئي نہیں جو اسکے عشق میں آہ و نالہ کرے - اسکي محبت کي بستیاں اجڑ گئیں ' اسکے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے ' اسکے گلہ کا کوئي رکھوالا نہ رہا ' اور اسکے کھیتیوں کي حفاظت کیلیے کوئي آنکھہ نہ جاگي ! سب شیطان کے پیچھے دوڑے ' سب نے ابلیس کے ساتھہ عاشقي کي ' اور سب نے بدکار عورتوں کي طرح اپني آشنائي کیلیے اسے پکارا - پھر اسپر قیامت یہ ہے کہ کسي کو ندامت نہیں ' کسي کا سر شرمندگي سے نہیں جھکتا ' کسي کے گلے سے توبہ و انابت کي آواز نہیں نکلتي ' کسي کي پیشاني میں سجدہ کیلیے بیقراري نہیں ' کوئي نہیں جو روٹھے هوے کو منانے کیلیے دوڑ جاے ' اور کوئي نہیں جو اپني بدحالیوں اور هلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاري کرے '

و لقد اخذ نا هم بالعذاب	هم نے انھیں عذاب کي تکلیفوں میں
فما استكانوا لربهم	مبتلا بھي کیا ' پھر بھي اپنے خدا کے
وما يتضرعون !	آگے نہ جھکے ' نہ ان میں شکستگي
(۲۳ : ۳۱)	اور عاجزي پیدا نہ هوئي -

آہ ' میں کیا کروں ' اور کہاں جاؤں ' اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں ' اور کیا کروں کہ تمہاري روحیں پلٹ جائیں ' اور تمہاري غفلت مرجاے - یہ کیا هوگیا ہے کہ تم پاگلوں سے بھي بدتر هوگئے هو ' اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند هیں - تم کیوں اپنے آپ کو هلاک کر رہے هو ' اور کیوں تمہاري عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھہ کہتے اور سمجھتے هو پر نہ تو راستبازي کي راہ تمہارے آگے کھلتي ہے ' اور نہ گمراهوں کے نقش قدم کو چھوڑتے هو :

افلا يتدبرون القران ام	کیا یہ لوگ قرآن کي آیتوں پر غور نہیں
علي قلوب اقفالها ؟	کرتے یا ایسا هوا ہے کہ انکے دلوں پر قفل
(۴۷ : ۲۵)	چڑھگئے هیں ؟

کیا تم وہ هو جنکے لیے کہا گیا کہ :

وجعلنا علي قلوبهم اكنة ان	اور انکے دلوں پر هم نے پردے ڈالدیے
يفقهوه وفي آذانهم وقرا !	هیں کہ انکي آنکھہ بیکار هوگئي اور
(۱۷ : ۴۸)	انکے کان بہرے هوگئے هیں '

آہ ' تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھي ٹوٹنے والا نہیں اور اسکي سنة الله کبھي انسانوں کي کسي بھیڑ کیلیے بدل نہ جائیگي - اسکا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتي ہے اور زهر کھانے سے آدمي مرجاتا ہے ' اور اسي طرح غفلت و معصیت هلاکت لاتي ہے اور خدا کي نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور هوتا ہے - همیشہ ایسا هي هوا ہے ' اب بھي ایسا هي هو رها ہے ' اور آینده بھي ایسا هي هوگا :

سنة الله في الذين خلوا	یہ الله کا قانون ہے جسکے مطابق تمام
من قبل ولن تجد	گذري هوئي قوموں سے سلوک هوا
لسنة الله تبديلا (۳۳ : ۲۶)	اور الله کے قانون میں تم کبھي
	تبدیلي نہ پاؤ گے !

* * *

پس میں آج سب کچھہ چھوڑ کے تم سے ایک هي آخري بات کہني چاهتا هوں ' اور یقین کرو کہ اسکے سوا جو کچھہ کہا جاتا ہے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھہ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لیے کوئي برکت و امن نہیں - سو یاد رکھو اور ماننے کیلیے جھک جاؤ کہ تمہاري زندگي کا هر عمل بیکار ہے ' اور تمہاري فکروں کي هر فکر گمراهي و ضلالت ہے - تمہارے لیے صرف ایک هي راہ نجات ہے اور بغیر اسکے کسي طرح چھٹکارا نہیں - تم جب تک اس پہلي منزل سے نہ گذروگے ' اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہوگا ' اور تم کبھي مراد اور خوشحالي نہ پاؤ گے - تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو ' توبہ کرو ' اپني تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھہ خدا کے آگے جھک جاؤ ' اسکي سرکشي اور بغاوت چھوڑ دو ' اسکے عشق اور محبت کو اسقدر پیو کہ بدمست هو جاؤ اور اسکے آگے اسطرح گرو اور اسطرح روؤ اور اسقدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجاے ' اور وہ تمہیں پہلے کي طرح پھر اپني گود میں اٹھالے ' اور سب کچھہ تمہیں کو دیدے ' جسطرح کہ سب کچھہ تمہیں کو اسنے بخشدیا تھا :

يا ايها الذين آمنوا ان تتقوا	مسلمانو ! اگر تم الله سے ڈرنے
الله يجعل لكم فرقانا و يكفر	والے هوجاؤ ' تو الله تمام دنیا میں
عنكم سيئاتكم و يغفر لكم	تمہارے لیے ایک امتیاز اور سربلندي
و الله ذو الفضل العظيم -	پیدا کردیگا ' نیز تمہاري تمام برائیوں
(۸ : ۲۹)	کو دور کردیگا اور تمہیں بخشدیگا '

تم اسکے آگے کیوں نہیں جھک جاتے ؟ وہ تو بڑا هي فضل و کرم کرنے والا ہے !

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا ' تم نے نافرمانیوں کي حد تک کراهت چکھہ لي ' تم نے گناہ اور معصیت کے پھلوں سے اچھي طرح اپنے دامن بھر لیے ' تم نے دیکھہ لیا کہ ایک خدا کي چوکھٹ سے تم نے سرکشي کي اور اسي طرح ساري دنیا تم سے سرکش هوگئي ' اور ایک اسکے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے

واقعات ظاہر ہوے، ایک ہی طرح کے اعلانات کیے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں، اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے۔ [illegible] تجربہ اور استقراء سے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ [illegible] کبھی ویسی حالتیں پیدا ہونگی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو [illegible] دیا ہے تو ایسا کبھی نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کودکر کوئی ٹھنڈک پائے۔

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی - بے روح لاش کی نیند نہوتی - تو تمہارے جاگنے کیلیے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی - تمہارے آگے نوع بشری کی پوری تاریخ موجود ہے - ہزاروں ملکوں اور قوموں کے نمونے موجود ہیں، ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گذرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں، تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سے [illegible] کہ دنیا میں کوئی قوم بھی معصیت کرکے زندہ رہی ہے، اور [illegible] کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ [illegible] ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ ہوئی ہوں، [illegible] اسکے قانون کو توڑکے انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟ [illegible] کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو - جب سے زمین بنی ہے، آجتک ایک انسان بھی اسکی گود میں ایسا پلا ہے جس نے عصیان و اعراض میں زندگی بسر کی ہو، اور خدا کے قانونوں [illegible] ہمیشہ [illegible] حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تم [illegible] کس بھروسے پر [illegible] ہو اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے، [illegible] تم نے [illegible] کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو [illegible] کی آبادی میں تم پہونچ جاؤگے؟

الم یاتہم نبأ الذین	کیا انہوں نے اُن لوگوں کا حال نہیں
من قبلہم، قوم نوح و	سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں -
عاد و ثمود و قوم ابراہیم	یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم،
واصحاب مدین والمؤتفکات	اصحاب مدین، اور وہ لوگ جنکی
اتتہم رسلہم بالبینات	بستیاں الٹ دی گئیں؟ ان سب
فما کان اللہ	کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ
لیظلمہم و [illegible]	حق کی نشانیاں انہیں دکھلائیں لیکن
انفسہم یظلمون -	انہوں نے بد عملیوں کی راہ اختیار

کی اور اسکی پاداش میں [illegible] دیے گئے - سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا، مگر ان بدبختوں نے خود ہی اپنی ہلاکت چاہی!

[illegible] گذرے ہوے واقعات و حوادث میں بھی تمہارے لیے کوئی آواز نہیں، تو پھر خود اپنی آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور انکی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر [illegible] جانے والی ہے:

اولا یرون انہم یفتنون	کیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا
فی کل عام مرة او	نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں
مرتین ثم لا یتوبون	میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی انکی
ولا ہم یذکرون؟	غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے

ہیں [illegible] حوادث سے نصیحت پکڑتے ہیں!

اور اگر یہ تمام حوادث و تغیرات جنسے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر مہینہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہوجانے کیلیے کافی نہ تھے تو آہ! کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری [illegible] کڑک اور اسکے قانون تعذیب [illegible] کی وہ سب سے زیادہ [illegible] والی اور دلوں اور ہوشوں کو مبہوت کردینے والی [illegible] بھی تمہیں نہیں جگاتی، جسکے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں، اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کیلیے ابھر آئیں؟

کلا، والقمر، واللیل	بیشک، چاند جبکہ نکل آیا، رات
اذا ادبر، والصبح اذا	جبکہ ختم ہوگئی، اور دن جبکہ روشن
اسفر، انہا لاحدی الکبر،	ہوگیا، کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات
نذیراً للبشر، لمن [illegible]	میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور
منکم ان یتقدم او [illegible]	غافل انسان کو غفلتوں کے پاداش سے
(٧۴ : ٣٦)	[illegible] ڈرانے والا ہے - تو تم میں سے

جو بڑھنا چاہے اسکے لیے [illegible] بڑھنا ہے، اور جو پیچھے ہٹنا چاہے، اسکے لیے غافل رہکر تباہ ہونا!!

پھر اگر تم اسلیے نہیں اٹھتے ہو کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اٹھوگے، اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولوگے، اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی موجوں کے اندر سے [illegible] نہ اٹھیگی کانوں کو نہیں کھولوگے، تو آہ! [illegible] کیا ہے کہ زلزلے [illegible] آچکے اور تم [illegible] نہ لی؟ آتش فشانوں کی [illegible] سے [illegible] بھی تم خبر نہوئے؟ اب [illegible] کس بات کے منتظر ہو، اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور [illegible] ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں اور کرۂ ارضی دھواں بنکر اڑ جائے؟

فہل ینظرون الا الساعة	پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کر دینے
ان تاتیہم بغتة؟ فقد جاء	والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک
اشراطہا، فانی لہم اذا	انپر آ نازل ہو؟ سو اگر اسی کا انتظار
جاءتہم ذکراہم	ہے تو اسکی نشانیاں تو آچکیں -

[illegible] جب وہ گھڑی [illegible] آگئی تو اسوقت انکے لیے کیا ہوگا؟

آفتاب کو ہمیشہ [illegible] میں چھپتا جاتا ہے اور دھوپ کو دیکھکر مسافر [illegible] ہے کہ [illegible] - اسیطرح خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی [illegible] کے اندر سے دکھاتا ہے، اور ہمیشہ اس نے اپنے عذاب [illegible] بدبختیوں کے نقشے میں دکھلائی ہے - پس وہ جو ہمیشہ [illegible] آیا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور تسلیم کرنے کیلیے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آگیا، اور آنکھیں رکھنے والوں [illegible] اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دی - پھر [illegible] اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اسکے آگے جھکنے کیلیے [illegible] تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے [illegible] ہو جائے، [illegible] سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھکر آسمان سے اترے، [illegible] کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹولکر اسکو چھوؤ، اور [illegible] کانوں [illegible] اسکے منہ سے [illegible] وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر [illegible] میں خداوند خدائے قہار ہوں، اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، [illegible] طرح اب بھی موجود ہوں، مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو۔

وقال الذین لا یرجون	اور ان لوگوں نے جو خدا کے ملنے کی امید
لقاءنا لولا انزل علینا	[illegible] ہو
الملائکة او نری ربنا	[illegible] آسمان سے
(٢٥ : ٢۴)	[illegible] اور دکھ
	[illegible] اور ہم اپنے [illegible] دیکھ لیتے؟

سو اگر واقعی [illegible] کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ [illegible] انتظار کبھی [illegible] اسکا آخری عذاب اتریگا اور [illegible] ہو اور سوختیوں کی ساعت دیگا،

یوم یرون الملائکة	جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئینگے تو اس
لا بشری یومئذ للمجرمین	دن مجرموں کیلیے کوئی بشارت نہوگی!
(٢٥ : ٢٣)	[illegible] کی طرح اسکا انتظار کریں

[illegible] ایسا ہی ہوا ہے [illegible] ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے [illegible] کا اسی قسم کا جواب پایا ہے:

فہل ینتظرون الا مثل	پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے
ایام الذین خلوا من	منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر
قبلہم؟ قل فانتظروا	[illegible] ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہدو
انی معکم من المنتظرین	کہ اچھا انتظار کرو - میں بھی تمہارے
(١٠ : ١٠٦)	ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں

باب التفسير

الحق و الباطل

او الاصلاح و الافساد

حقيقت بقاے اسلام و فناے كفر

آج هم چاهتے هيں كه قران حكيم كي تفسير كے ايك نهايت هي اهم مسئله كے متعلق ايك سلسلۂ مضامين شروع كريں -

يه مسئله نهايت عظيم الشان هے اور قران حكيم كے متعدد بيانات و تصريحات هيں جنكا فهم صحيح اس كے سمجهنے پر موقوف هے - هم كوشش كرينگے كه اس سلسله كي هر صحبت ايك مستقل صحبت هو' اور اپنے اتمام لذت و تكميل مطالعه ميں ماسبق و مابعد كي محتاج نهو - و ما توفيقي الا بالله -

(بقاء حق و فناے باطل)

قران حكيم كے مطالعه سے معلوم هوتا هے كه اس نے اپني تمام تعليمات كي بنياد ايك خاص حقيقت و قانون پر ركهي هے جس كو وه حق كے بقاء اور باطل كے شكست و هلاكت سے تعبير كرتا هے - يعني وه كهتا هے كه كائنات عالم ميں ايك چيز هے جسكا نام حق هے - اسكا خاصۂ قدرتي يه هے كه وه صرف كاميابي و فتح اور بقاء و دوام كيليے هے - نقصان اور هلاكت كبهي اسكے ليے نهيں هوسكتي - اسكے بالمقابل ايك دوسري چيز هے جسكا نام " باطل " هے - جسطرح پهلي چيز صرف بقاء كيليے تهي' اسي طرح يه صرف فناء و هلاكت كيليے هے - اسكو كبهي بهي كاميابي نهيں ملسكتي اور كبهي وه حق پر غالب نهيں آ سكتي - پهر جا بجا انهي دو حقيقتوں كو اور مختلف ناموں سے بهي پكارا هے اور مختلف حالتوں ميں آكر انكي مختلف صورتيں بنگئي هيں - تاهم هر جگه انكے ان دو قدرتي خاصوں كا دعوا اور اعلان عام موجود هے' اور اس پر اسقدر زور ديا گيا هے كه دو تهائي قران اسي قانون بقاء حق و فناء باطل كے ذكر سے لبريز هے - كهيں صرف صاف اور ساده دعوا كرديا هے' كهيں دلائل و شواهد پيش كيے هيں' كهيں مثالوں كے پيرايه ميں سمجهايا هے' كهيں حق و باطل كے مشهور معركوں كي سرگذشتيں دهرائي هيں' اور كهيں مختلف قوموں اور ملكوں كے قصص و واقعات سناكر اسكي حقيقت كو دلنشين كيا هے - پهر كهيں اس قانون كے نفاذ كے آثار و علائم بتلاے هيں' كهيں اسكے نتائج و ثمرات كو گنايا هے' كهيں بتلايا هے كه اسكي حكومت ابتداء خلقت سے هے اور آخر تك رهيگي' كهيں خبر دي هے كه دنيا كا ماضي اور مستقبل يكساں طور پر اس قانون كي صداقت كي شهادت هے' اور كهيں نهايت شرح و بسط سے ان تمام شبهوں اور اعتراضوں كے جواب ديے هيں' جنكو نادان و غافل انسان اس قانون كي اٹل پادشاهت پر كر بيٹهتا هے -

پهر اس سے بهي زياده يه كه يه قانون قران حكيم اور دين الهي كيليے ايك ايسي بنيادي حقيقت هے جو اسكي تعليم و هدايت كي تمام شاخوں پر جاري -

بتلايا جاتا هے' سب كے اندر سے اسي قانون الهي كي صدائيں اٹهه رهي هيں - قصص و واقعات هيں تو اسي قانون كيليے' امثال و حكم هيں تو اسي قانون كيليے - احكام و نواهي هيں تو اسي قانون كيليے - كائنات هستي اور مظاهر قدرت كے مطالعه كا حكم ديا جاتا هے تو اسي كے ليے - ملكوت السماوات والارض كے تفكر و تدبر پر زور ديا جاتا هے تو اسي كي غرض سے - غفلت اور اعراض پر تنبيه كي گئي هے تو اسي كي خاطر' اور تعقل و تفكر كا حكم ديا گيا هے تو صرف اسي كے واسطے - دنيا ميں جو كچهه هے اور جو كچهه هوتا هے' قرآن كهتا هے كه سب كو اسي قانون كے ماتحت ديكهو اور سب پر اسي كے سمجهنے كيليے غور و فكر كرو - وه كهتا هے كه اگر آسمان پر هر طرف سے گهٹائيں امنڈ آئي هيں اور ٹهنڈي هواؤں كے جهونكے چل رهے هيں تو تمهيں كيا هوگيا هے كه تم اس قانون كو نهيں سمجهتے ؟ اگر سمندروں ميں موجيں اٹهه رهي هيں اور بڑے بڑے جهاز ان ميں تنكوں كي طرح تهه و بالا هو رهے هيں تو تمهاري آنكهوں كو كيا هوگيا هے كه تم اس قانون كو نهيں ديكهتے ؟ باغوں ميں پهول كهلے هيں اور كهيت شادابي سے لهلها اٹهے هيں' پر قران كهتا هے كه پهولوں كے اوراق ميں بهي اسي قانون كو پڑهو اور كهيتوں سے بهي اسي ليے گذرو تاكه خدا كے اس سب سے بڑے اور سب سے سچے قانون كو پالو -

هم يهاں ان آيات كو نقل نهيں كرينگے كيونكه انهي پر آگے چلكر بحث كرني هے' اور وه نهايت كثرت سے هيں' تاهم تم قران كے جس حصه پر نظر ڈالوگے اس قانون كا دعوا هر جگه نظر آئيگا :

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (١٧ : ٨١)	اور كهدے كه حق آيا اور باطل نابود هوا يقيناً باطل صرف نابود هونے اور كهو جانے هي كيليے هے -

سورۂ يونس ميں هے :

و يحق الله الحق بكلماته و لو كره المجرمون (١٠ : ٨٢)	اور الله اپني كلمات سے حق كو حق كر دكهائيگا اگرچه باطل پرستوں كو يه شاق گذرے !

وه هر جگه كهتا هے :

ان الله سيبطله' ان الله لا يصلح عمل المفسدين (١٠ : ٨١)	الله باطل كو عنقريب معدوم كرديگا - وه فساد والوں كو كاميابي نهيں ديتا -

حضرة يوسف نے بهي يهي كها تها .

الله لا يفلح الظالمون	خدا ظلم والوں كو فلاح نهيں ديتا -

اسي سلسله ميں وه اور زياده اس چيز كو واضح كرتا هے جبكه كهتا هے كه :

ان الله لا يهدي القوم الفاسقين	خدا فاسقوں كو هدايت نهيں ديتا - يعني راه فلاح انهيں نهيں ملتي -

اور پهر اسكے علاوه عام طور پر انبياء كرام عليهم السلام اور انكے تمام متبعين كي زندگي كو ديكها جاے تو انكا ايك ايك عمل اور ايك ايك قول اسي قانون كا يقين و ظهور هوتا - قرآن حكيم كے علاوه جسقدر خدا كي مقدس كتابيں دنيا ميں آئيں' ان سب نے بهي اسي قانون كي بادشاهت كا اعلان كيا - اخلاق ميں آج بهي همكو سچائي كي كاميابي اور باطل كي شكست كا يقين دلايا جاتا هے' اور عام طور پر گو ايسے انسان كم هيں جنكو سچائي كي فتح پر سچا يقين هو' تاهم بولتے سب هيں كه كاميابي حق هي كيليے هے -

پس ايك نهايت اهم اور مقدم سوال يه پيدا هوتا هے كه قرآن حكيم اور تمام مقدس نوشتوں كے اس دعوے كي حقيقت كيا هے ؟ اور حق كے بقاء و فتح اور باطل كے فناء و شكست كي حقيقت كيوں بطور ايك قانون كے پيش كي جاتي هے ؟ يه كيوں هے كه حق كامياب هو اور كيوں نه يه سمجهه ليں كه كاميابي باطل كيليے هے ؟

دين الهي اور قرآن حكيم نے اپنے تمام دعوؤں كي صداقت كي

گئي ؟ پس مان جاؤ اور اب بھي باز آجاؤ - تدبیروں کو آزماچکے ' آؤ تقوی و راستبازي کو بھي آزمالیں - سر کشیوں کو چکھہ چکے ' آؤ اطاعت کا بھي مزہ دیکھہ لیں - غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے ' آؤ اسي ایک سے پھر کیوں نہ جوڑ جائیں جس سے الگ ہو کر ذلتوں اور خواریوں ' ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھہ بھي ھاتھہ نہ آیا :

افلا یتوبون الی الله
و یستغفرونه و الله
غفور رحیم !

پھر کیا ہے کہ اب بھي تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ھي بخشدینے والا اور بڑا ھي رحمت فرما ہے -

* * *

تمهارے خدا نے تمهارے ساتھہ کونسي برائي کي تھي کہ تم نے اسے چھوڑ دیا ' اور اسے چھوڑ کے کونسي دولت و نعمت ہے جو تمھیں ھاتھہ آ گئي ؟ خدا سے بڑھکے وہ اور کون محسن ہے جسکے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا ' اور اس سے بڑھکر کس کے پاس محبت اور پیار ہے جسکي زنجیریں تمهارے دلوں میں پڑگئیں ؟ تم غیروں کے پاس جاتے ہو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ ' پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے ؟ اگر تم محبت کے بھوکے ہو تو الرحمن الرحیم سے بڑھکر اور کون ہے جسکے عشق میں اسے چھوڑ رہے ہو ؟ اگر تم رزق کے بھوکے ہو تو رب العالمین سے بڑھکر اور کون ہے جسکے خزانوں کي لالچ نے تم کو متوالا بنا دیا ہے ؟ اگر تم اپني محنت کي مزدوري مانگتے ہو ' تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون مالک ہے جو تمھیں بدلہ دیگا ؟ آہ ' آہ ' ثم آہ ' علی ما فرطتم في جنب الله !

ام اتخذوا من دونه الهة ؟
قل هاتوا برهانکم -
(۲۱ : ۲٤)

پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ہے ؟ اگر ایسا ھی ہے تو انسے کہو کہ اپني دلیل پیش کریں کہ وہ کونسي حقیقت ہے جس نے انکي نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ہے ؟

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ہوگئے ہو اور اب تمھیں خدا کے آگے جھکنے کي کوئي ضرورت نہیں رہي ؟ کیا تم کبھي بیمار نہ پڑوگے جبکہ طبیب مایوسي کا پیام دیگا اور عزیز و اقربا دیکھہ دیکھہ کر نا امیدي سے رو دینگے ' اور کیا اس وقت تمھیں خدا کو پکارنے اور ہر طرف سے مایوس ہوکر اسي سے راحت اور سکھہ مانگنے کي ضرورت نہوگي ؟

کلا اذا بلغت التراقي
و قیل من راق ' و ظن
انه الفراق ' و التفت
الساق بالساق ' الی
ربك یومئذ المساق '
فلا صدق و لا صلی ' و
لکن کذب و تولی -
(۷۵ : ۲۸)

ہاں ' جب وہ گھڑي آئے کہ جان سینے سے کھنچکر گردن کي ہنسلي تک آپہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اسکا علاج کرنے والا کون ہے ؟ اور بیمار خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا ' اور اسکے درد اور بیچیني کا یہ عالم ہو کہ ایک پنڈلي دوسري پنڈلي پر پٹکنے لگے ' سو یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ ھي کي طرف انسان کا کوچ ہوگا - پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس بدبخت کا کیا حال ہوگا جس نے نہ تو کبھي خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھي اسکے آگے عبادت کیلیے جھکا ' بلکہ ہمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا ؟

* * *

اگر تم کو آنکھیں دي گئي تھیں تو اسي لیے تاکہ تم اسکو دیکھو ' اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسي لیے تا صرف اسي کو پیار کرو ' اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسي لیے تاکہ صرف اسي کي یاد میں بہاؤ ' اور اگر تمهاري پیشاني بلند کي گئي تھي تو اسي لیے تا اسي کے آگے جھکاؤ ' پر آہ ' تمهاري زبانیں اسکي حمد کے زمزموں سے محروم ہوگئیں ' تمهارے سینے اسکي محبت کے چھوٹنے سے اجڑ گئے ' تمهاري روحوں میں اسکي چاہت کي جگہ غیروں کي چاہتیں بھر گئیں ' تمهارے قدم اسکي طرف بڑھنے سے بوجھل ہوگئے ' اور تمهاري آنکھوں میں اسکے عشق کے درد و غم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھي نہ رہا - تمهاري مسجدیں تڑپ رہي ہیں کہ راستبازوں کي تڑپتي ہوئي اور مضطرب نمازیں انکو نصیب ہوں ' مگر حیوانوں اور چارپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہوجانے کے سوا وہاں اور کچھہ نہیں ہوتا - حالانکہ تمهارا خدا تمهارے کھڑے رہنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں ' اور اگر صرف پاؤں کو کھڑا رکھنا ھي عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رہسکتے : فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون (۱۰۷ : ٤) و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس و لا یذکرون الله الا قلیلا (٤ : ۱٤۲)

* * *

بہت ہوچکا ' اب بھي چھوڑ دو ' آہ ' بہت سوچکے اب بھي چونک اٹھو ' بہت گم ہوچکے اب بھي اپنے کو پالو - خدا نے تم کو وہ مہلت دي ہے جس سے بڑھکر آجتک زمین کي کسي مخلوق کو بھي مہلت نہ دي گئي ' پھر نہ ہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور تمهاري جگہ کسي اور کو اپني چاہتوں کي شہنشاہي اور اپني محبت کا تاج و تخت دیدے ' جیسا کہ اس نے ہمیشہ کیا ہے :

و ربك الغني ذو الرحمة
ان یشاء یذهبکم
و یستخلف من بعدکم
ما یشاء کما انشاکم
من ذریة قوم آخرین -

اور تمهارا پروردگار بے پروا اور فیاض ہے - اگر وہ چاہیگا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمهارے بعد کسي دوسري جماعت کو کھڑا کردیگا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اسنے منتخب کیا تھا !

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ہے کہ اسے نہ چھوڑو ' اور اپني جانوں کو اسکي محبت سے بھي زیادہ پیارا سمجھتے ہو کہ اسکے راہ میں نہ ڈالوگے ' اور اگر تمهارے دلوں کي آہیں تمهارے جگر ھي تک ہیں ' اور تمهاري آنکھوں کے آنسو اب اسکے لیے نہیں رہے ہیں بلکہ دوسروں کا مال ہوگئے ہیں ' تو یقین کرو کہ وہ بھي تمهارا محتاج نہیں ہے ' اور اسکي کائنات انسانوں سے بھري پڑي ہے - وہ اگر چاہیگا تو اپنے کلمۂ حق کي خدمت کیلیے درختوں کو چلا دیگا ' پہاڑوں کو متحرک کردیگا ' کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگینگي ' پر وہ فاسق اور نافرمان انسانوں سے کبھي بھي کام نہ لیگا ' اور اپنے پاک کام کي عزت کو انسانوں کي گندگي سے کبھي آلودہ نہ ہونے دیگا - اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ مچ دیکھا کہ جب تمهارے اندر سے اسکي پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ہاتھوں سے اشارہ کررہا ہے :

یا ایها الذین امنوا
من یرتد منکم عن
دینه فسوف یاتي الله
بقوم یحبهم و یحبونه
اذلة علی المومنین
اعزة علی الکافرین '
یجاهدون في سبیل
الله ولا یخافون لومة
لائم ذالك فضل الله
یوتیه من یشاء و الله
ذو فضل عظیم -

اے مسلمانو ! تم میں سے جو شخص دین حق کي راہ سے پھر جائیگا سو اسے یقین کرنا چاہیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کیلیے اسکا محتاج نہیں ہے - قریب ہے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والي ہوگي اور اللہ اسے پیار کریگا - وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ہونگے پر دشمنان حق کیلیے نہایت مغرور و سرکش ' اللہ کي راہ میں بیخوف مجاہد ہونگے ' اور کسي الزام دینے والے کے الزام کي پروا نہ کرینگے - یہ اللہ کا بڑا ھي فضل ہے - جس کو چاہے چن لے - وہ بڑا ھي فضل و کرم والا ہے -

پهر اجتماعي حالت ميں ديکهو تو يهي قانون نظر آتا هے - طاقتور گهرانے اور نسليں ضعيف گهرانوں اور نسلوں کو مقابلے ميں شکست ديديتي هيں - قوي قوميں کمزور قوموں کو هلاک کرديتي هيں - جس جماعت اور قوم کے پاس طاقت هے' وه طاقت کے قدرتي حق کا حربه ليکر اٹهتي هے اور کهتي هے که خدا کي زمين ميرے ليے هے' کيونکه ميں طاقتور هوں - پس تمام کمزور قوميں اسکے دعوے کے آگے جهک جاتي هيں اور اپني جگه خالي کرديتي هيں تا طاقت والي قوميں اسپر قابض هوجائيں - يه بهي بقاء اصلح هے - اصلح نے غير اصلح کو شکست ديدي' اور فطرة نے اصلح اقوام کو بقاء کيليے چهانٹ ليا -

اسي طرح عام طور پر تمام حيوانات کو ديکهو - طاقتور اور اصلح حيوانات باقي رهتے هيں' ضعيف و غير اصلح مٹ جاتے هيں يا تو وه خود اپني جگه خالي کرديتے هيں' کيونکه ضعف کا نتيجه موت هے - يا پهر ضعف کي وجه سے اپنا دفاع نهيں کرسکتے اور طاقت انکو اپنا لقمه بنا ليتي هے - شير بکري کو کها ليتا هے' بڑي مچهلي چهوٹي مچهلي کو نگل ليتي هے - هوا ميں اڑنے والے جانور چهوٹے چهوٹے کيڑوں اور بهنگوں کو هلاک کرکے اپني غذا بنا ليتے هيں -

نباتات کو ديکهو' جو درخت طاقتور هوتا هے اسي کو زمين اپني گود ميں جگه ديتي هے اور جو کمزور هوجاتا هے اسکو چهانٹ ديتي هے - وه خشک هوکر فنا هوجاتا هے - ايک هي جگه دو چيزيں نظر آتي هيں - ايک بڑے تناور درخت کي جڑيں هيں جو پهيلي هوئي هيں' ساتهه هي چهوٹے چهوٹے درختوں کے پودے پاني دے ديکر اگائے گئے هيں - فطرة بڑے درخت کو باقي رکهنے کيليے چهانٹ ليتي هے - اسکے پهيلے هوے ريشے زمين کي تمام رطوبت اور قوة نشوء کو کهينچ ليتے هيں اور ضعيف پودوں کيليے کچهه باقي نهيں رهتا - وه فنا هوجاتے هيں - تم هزاروں درخت لگادو اور صدها تخم زمين ميں چهڑک دو - پهل وهي لائيگا اور زندگي و بقا اسي کو مليگي' جو اصلح هوگا - غير اصلح کو زمين قبول نه کريگي اور وه اپني غير اصلحيت سے اپني موت کا اعلان کرديگا -

جمادات کا بهي يهي حال هے - البته انکے جمود اور ٹهوس اجزا کي وجه سے انکے اعمال و تغيرات کي رفتار بهت هي دهيمي هے' اور گهڑي کے گهنٹے کي سوئيں کي حرکت کي طرح تم انکي حرکت و تغير کو ديکهه نهيں سکتے -

اس سے قطع نظر' دنيا ميں وجود اور زندگي ميں سے جو کچهه هے' سب بقاء اصلح کے ماتحت هے - پهر کتنے هي حيوانات هيں جو زمين کي گود ميں پيدا هوے' پر اس نے انهي کو قبول کيا جو اصلح تهے - کتنے هي انواع حيوانات کي نسليں هيں جو مدتوں تک زمين ميں چلي پهريں' مگر باقي وهي رهيں جو اصلح تهيں - کتنے هي درخت اگے اور طرح طرح کي سرسبزياں زمين کي سطح پر نظر آئيں مگر جن ميں ضعف و نقص پيدا هوگيا' وه سب کے سب چهانٹ ديے گئے' اور جو تندرست رهے' باقي رکهے گئے - جنگل ميں صدها درخت کهڑے هيں - جو سرسبز هيں' پهلوں اور پهولوں سے لدے هوے هيں' وهي پالے جائينگے' انهي کي رکهوالي کي جائيگي' اور انهي کو زنده رکها جائيگا' مگر جو سوکهه گئے' انکي شاخوں ميں سبز پتے نه رهے' اور وه انکے سايے ميں راحت اور آرام باقي نه رها' سو وه کاٹ ديے جائينگے - انکي لکڑياں چولهوں ميں جل جل کر پکاريںگي که دنيا ميں زندگي صرف اصلح کيليے هے - غير اصلح کو آگ اور سوختني کے سوا کچهه نه مليگا - نظيري نيشاپوري اسي کو کهتا هے :

تو نخل ميوه فشاں باش در حديقهٔ دهر
که کم درخت قوي خشک شد که نه شکستند

آبنوس کے درخت کي لکڑي سے کنگهي بني اور زلف معشوق کي معطر لٹوں سے هم کنار هوئي' ليکن اسي کي هم جنس لکڑياں تهيں جو چولهے ميں جل رهي تهيں' اور اسي گهر کے چولهے ميں جسکے صحن باغ ميں آبنوس کے شانهٔ حسين سے دست حسن آرائش پا رها تها - غور کرو تو يه بهي بقاء اصلح هے - اصلح نے وهي جگه پائي جو اصلح کيليے تهي - غير اصلح کو وهي جگه ملي جو اسکے ليے قرار ديدي گئي تهي - فطرة انتخاب کرتي هے -

اچها' ايک گهر گر گيا اور ايک کي چهتيں استحکام و استواري کے ساتهه قائم هيں - تم نے کبهي سوچا' که يه کيا هے ؟ کيا يهي نهيں هے که جو عمارت اصلح هے اور قوي هے' باقي رهيگي' جو غير اصلح هے' فنا هوجائيگي ؟

شهروں کو ديکهو' آباديوں کو ديکهو' زمينوں کو ديکهو' نهروں کو ديکهو' کتنے هي شهر ايک وقت ميں آباد هوتے هيں' پر آگے چلکر چند شهروں کي آبادي بڑهتي اور قائم رهتي هے - باقي اجڑ جاتے هيں اور انسانوں کي جگه زاغ و زغن کا آشيانه بنتے هيں - کيوں ؟ اسليے که قانون بقاء اصلح نافذ هے - جو آباد رها وه اصلح تها - جو اجڑ گيا وه اصلح نه تها -

زمين هر جگه ايک هي طرح کي زمين هے مگر هر زمين آباد نهيں - آباد وهي هوتي هے جو آبادي کے ليے اصلح هے - تم کهتے هو که اسکي هوا اچهي هے' اسکا پاني صحيح هے' اسکا موسم خوشگوار هے - الفاظ بهت سے هوگئے مگر مطلب سبکا ايک هي هے - يوں کهو که جو زمين آباد رهنے کيليے اصلح تهي وه آباد رهي' جو اصلح نه تهي آباد نه هوئي - اسکا اصلح نهونا ديکهه لو - چٹيل ميدان هے' جنگل هے' اشرف المخلوقات کي جگه سانپوں اور کيڑوں کا مسکن هے !

پهر يه کيا هے که ايک زمين پر کانٹے نظر آتے هيں' اور ايک پهولوں اور سرسبزيوں سے بهشت بني هوئي هے ؟ اسليے که پهلي اصلح نهيں هے - وهاں پهول نهيں آگتا' وه مفسد هے - مفسد کو يه حق نهيں که پهولوں کا تاج اسکے سر پر رکها جاے - اسکے سر پر کانٹوں کا تاج رکها جائيگا - دوسري زمين اصلح هے - پس وه دلفريب رنگتوں اور روح پرور عطر بيزيوں سے دلفريب بنائي جائيگي' اور حسن و خوبروئي کا باغ وهاں آراسته هوگا -

ايک نهر کيوں سوکهه گئي ؟ اصلح نه تهي کيونکه نهر بننے اور پاني کے جاري رهنے کي قوت اس سے چهن گئي - جمنا اور گنگا کيوں بهه رهي هيں ؟ اسليے که اصلح هيں - غير اصلح نالے اور نهريں سب اسي ميں آکر جذب هوجائينگے -

(عالم معنويات اور بقاء اصلح)

اب چند لمحوں کيليے ايک اور دنيا ميں آؤ - خيالات هيں' افکار هيں' علوم هيں' ايجادات هيں' تعليمات هيں' قوانين هيں' زبانيں هيں' اسماء هيں' اصطلاحات هيں' راگنياں هيں' ضرب المثليں هيں' تصنيفات اور کتب هيں - اس قسم کي تمام چيزوں کو جن کا تم تصور کرسکتے هو اپنے سامنے لاؤ' اور ديکهو که ان سب ميں بهي تنازع البقاء جاري هے - پهر انتخاب طبيعي هے' اور بقا و عاقبت اسي کيليے هے جو اصلح و اوفق هے - هزارها خيالات و افکار پيدا هوتے اور پهيلتے هيں - ليکن باقي وهي رهيگا جو اصلح هے - صدها علوم قائم هوے اور صدها ايجادات کي گئيں' مگر انتخاب طبيعي نے ثابت کرديا که جو علوم نافع تهے انکو عروج و اشاعة نصيب هوئي' جو نافع اور اسليے اصلح نه تهے' مٹ گئے - نافع علوم کے مقابلے ميں نه ٹهر سکے - چاندي سونا بنانے کي کيميا کا فن کتنے عرصه سے دنيا ميں پيدا هوچکا هے ؟ اور کتنے هي انسانوں نے اسکے ليے اپني زندگياں وقف کردي هيں ؟ ليکن ديکهو

هميشه يهي دعوا كيا هے كه كاميابي و نصرة ظاهر هوكر بتلا ديگي كه حق كون هے اور باطل كس كے پاس هے ؟

يا قوم اعملوا على مكانتكم	اے لوگ ! تم بھي جگه كام كرو' ميں
اني عامل فسوف تعلمون	بھي كام كررها هوں عنقريب جان
من له عاقبة الدار - انه	جاؤگے كه انجام كار كس كيليے هے ؟
لا يفلح الظالمون -	الله كبھي ظالموں كو فلاح نهيں ديتا -

پس جب تك اس قانون كي حقيقت اور سچائي كو نه سمجهه ليا جاے' اس وقت تك كوئي انسان نه تو قرآن كو سمجهه سكتا هے اور نه دين حق كے ايمان و حقيقت ميں اسكا كوئي حصه هوسكتا هے -

(قانون انتخاب طبيعي يا بقاء اصلح)

ليكن قبل اسكے كه اصل بحث شروع هو' يه سمجهه لينا چاهيے كه تمام عالم وجود و حيات ميں " تنازع البقاء " يعني بقاء اور زندگي كے قائم ركھنے كيليے ايك دائمي جنگ اور مقابله قائم هے' اور اسي حالت سے " انتخاب طبيعي " اور " بقاء امثل و اصلح " كي حقيقت واضح هوتي هے - يعني فطرة صحيح اور طاقتور كو بقاء اور زندگي كيليے چهانٹ ليتي هے اور كمزور و غير سالم كو فناء كيليے چهوڑ ديتي هے -

دنيا ميں هم ديكھتے هيں كه الله تعالى نے هر وجود كے اندر اسكي طلب ركهدي هے كه اپنے تئيں باقي ركهے اور هلاك هونے سے بچاے - يه بقاء كا عشق اسكي طبيعة كا خلقي عشق هے' اور اسقدر قوي هے كه وه جو كچهه كرتا هے صرف اسي كے ليے كرتا هے اور اسكي تمام جد و جهد حياة كا مبدء يهي هے -

ليكن دوسري طرف كائنات هستي كا يه حال هے كه اسكا هر گوشه اور هر ذره اپنے اندر ايك خلقت و مقصد ركهتا هے اور اسكي كوئي چيز ايسي نهيں هے جو بغير كسي وجود و مقصد كے هو - اس كا نتيجه يه هے كه دنيا وجود و خلقت اور اعمال خلقت سے بالكل اٹي هوئي هے اور اس كا كوئي گوشه خالي اور بيكار نهيں هے - اسكي مثال يوں سمجهو كه ايك مكان هے اور اسكے صدها كمرے هيں' مگر گهر كا كوئي كمره خالي نهيں هے - اب جب كبھي كوئي شخص گهر كے كسي كمره پر قبضه كرنا چاهيگا تو يه نهيں هوگا كه وه اٹها اور ايك خالي كمره ميں بس گيا' بلكه كوشش كرني پڑيگي كه اسكو خالي كراے' اور جو شخص پہلے سے اسميں موجود هے وه يا تو هٹ جاے يا مٹ جاے -

اس حالت كا قدرتي نتيجه يه نكلا كه هر وجود كے بناؤ كيليے لازمي هو گيا كه كسي دوسرے وجود پر بگاڑ طاري هو' اور هر طاقت كے پيدا هونے كيليے ضروري ٹهرا كه كوئي دوسري طاقت كمزور هوجاے - پس دنيا ميں هر زندگي اپنے كو باقي ركهنا چاهتي هے' اور باقي رهنے كيليے جد و جهد كرتي اور اپني راه كو صاف كرتي هے - چونكه هر هستي يهي كر رهي اور اسي كيليے اسكي حركت و جهد هے' اسليے دنيا ميں بقاء كي خواهش و طلب سے كشاكش كي ايك باهمي جنگ قائم هوگئي هے - ان گنت فوجيں هيں جو باهمدگر لڑ رهي هيں' ٹكرا رهي هيں' ايك دوسرے كو پامال كر رهي هيں' اور هر فوج چاهتي هے كه كامياب و فتح مند هو - خود باقي رهے' دوسروں كو فنا كردے - حيوانات' نباتات' جمادات' بلكه تمام معنويات و معقولات ميں بهي يه باهمي جنگ قائم هے' اور اس تنازع ميں چونكه بقاء كيليے فنا مستلزم اور تعمير بغير تخريب كے هو نهيں سكتي' لهذا ناقص چيز بگڑتي هے اور سالم وجود بنتا هے - ناقص جگه خالي كرتا هے اور سالم قابض هوجاتا هے - اسي حالت كا نام تنازع البقاء هے اور اسي سے انتخاب طبيعي قانون همارے سامنے آتا هے -

اب اس كشمكش ميں كاميابي اور بقا صرف اسيكے ليے هے جس كے اندر عدل و صحت كي وه حالت پيدا هوجاے جسكا نام طاقت اور تندرستي هے - جسطرح جنگ ميں طاقتور فريق فتح پاتا [illegible] اسي طرح اس جنگ ميں بهي طاقت اور صحت فتح پائيگي' اور ضعف اور نقص شكست كهاكر رفته رفته هلاك هو جائيگا - اسي سے قانون منافعة پيدا هوتا هے - يعني اس كشمكش ميں جو وجود اپنا دفاع طاقت كے ساتهه كام كرسكے گا اور [illegible] زور سے مغلوب نهوگا وهي باقي رهيگا -

يه چيز كه دنيا ميں طاقت اور صحت باقي رهتي هے اور ضعف و نقص فنا هو جاتا هے' بتلاتي هے كه قدرت الهي نے دنيا ميں زنده رهنے' باقي رهنے' نشو و نما پانے' اور غالب هونے كو صرف طاقت و صحت كا خاصه قرار ديا هے' اور اس كا يه قانون هے كه وه طاقت كو منتخب كر ليتي هے تاكه وه باقي رهے اور ضعف كو چهانٹ ديتي هے تاكه وه هلاك هو جاے - پس دراصل يه فطرة كا قانون انتخاب هے - طاقت كو باقي ركهنے كيليے الگ كر لينا اور ضعف كو هلاكت كيليے جدا كرديا - اسي كا نام انتخاب طبيعي اور نيچرل سلكشن هے -

(بقـاء اصلـح و امثل)

اسي انتخاب طبيعي سے بقاء اصلح كي حقيقت واضح هوتي هے - انتخاب طبيعي كے معني يه هيں كه فطرة دنيا ميں صرف طاقت و صحت اور سلامتي و موفقيت كو باقي ركهتي هے - پس اس سے معلوم هوا كه دنيا ميں جو وجود سب سے زياده طاقتور' تندرست' صحيح و سالم' اور نقص و خرابي سے پاك هوگا' وهي باقي رهيگا' اور جو ايسا نهيں هے وه مٹا دبا جائيگا - يهي معني بقاء اصلح كے هيں - اصلح يعني ارفق' امثل' اجود' اعدل' اسلم' اصح' اور اقوى -

اب دنيا پر نظر ڈالو اور ديكهو كه دنيا كي هر خلقت اور حيات و وجود كے هر گوشه ميں كس طرح قانون بقاء اصلح نافذ هے اور بغير انقطاع و تزلزل كے كام كر رها هے ؟

حيوانات ميں سب سے پہلے خود انسان كو ديكهو' انفراد كي حالت ميں بهي جانچو اور اجتماع كي حالت ميں بهي مطالعه كرو - انسان كا جسم طرح طرح كے اعضاء داخلي و خارجي سے مركب هے اور ان سب كے افعال هيں' خواص هيں' باهم ترتيب و امتزاج كا اعتدال هے' اور پهر اس سے قوت اور ضعف' صحت اور بيماري' نقص اور سلامتي كي مختلف حالتيں اسپر طاري هوتي رهتي هيں -

پس سب سے پہلے تو اسكے هاتهه ميں شكار كا برچها' عمليات كا آله' جد و جهد كا متحرك هاتهه' اور طلب نفع و سود كا ولولهٔ فطري اور هجوم و دفاع كا بڑهنا اور هٹنا نظر آتا هے - وه اپنے كو باقي ركهنے اور قوي بنانے كيليے جن جن چيزوں كا محتاج هے' ان ميں سے هر چيز كو جد و جهد كركے حاصل كرتا هے اور اپنے وجود كے بقاء كے عشق ميں صدها وجودوں كو مٹا ديتا هے - وه جانوروں كو هلاك كرتا اور انكا گوشت كهاتا هے - ان جانوروں كے مقابلے ميں وه اصلح هے' پس اصلح كيليے غير اصلح فنا هوجاتے اور اصلح اضعف كو مٹا ديتا هے - وه اپنے تمام اعمال حيات ميں فوائد و قوى كو حاصل كرتا اور مضرت كو دور كرتا هے - اسكے بهي يهي معني هيں كه وه باقي رهنے كيليے اپنے كو قوي بناتا اور ضعف و اضمحلال سے بچتا هے - وه هلاكت كے هر حملے كو اپنے سے دور كرتا' انكے دور كرنے كے وسائل عمل ميں لاتا' اور هر نقصان پہنچانے والے اثر كو دفع كرتا هے - يه بهي وهي طلب بقاء اور اصلح بننے كي سعي هے - اسي طرح اسكے تمام اعمال كو ديكهه جاؤ - سب كے اندر يهي چيز نظر آئيگي - پهر اسكے بعد ديكهوگے كه جب انسان كے اندر ضعف پيدا هوگيا' نقص پيدا هوگيا' فتور آگيا' اعتدال سے انحراف هوگيا' اسكے كارخانهٔ جسم كا كوئي پرزا ٹوٹ گيا' زنگ آلود هوگيا' يا اور كوئي ايسي حالت طاري هوگئي جس كے بعد وه اصلح نه رها اور ضعف و نقص اس پر چها گيا' سو اسكا قدرتي نتيجه يه نكليگا كه وه هلاك هوجايگا اور باقي رهنے كے قابل نه رهيگا - فطرة اسكو چهانٹ ديگي' كيونكه وه كهتي هے كه ميري دنيا صرف اصلح' اسلم' اور اقوى كيليے هے - ناقص وهاں نهيں بس سكتا -

يه تشابه و تماثل جنينؔ ميں اور بهي زياده نماياں هوتا هے - انسان ' چوپاے ' اور پرندے کے جنين اپنے دور اول ميں اسدرجه متشابه هوتے هيں که تميز مشکل هوتي هے -

(مسئلۂ وحدت اصل انواع)

يه گونه گوں انواع و اصناف مستقل بالذات هيں يا ايک دوسرے سے مشتق و منشعب؟ يعني هر نوع الگ الگ اپنا نوعي وجود و اصل رکهتي هے يا باهم ايک دوسرے سے نکلي هوئي هيں ؟ يه ايک گره هے جسکي کشايش سے تشابه اور تبائين دونوں عاجز هيں -

مختلف طبقات ارضي کے درس کے ليے عرصه سے جابجا زمينيں کهودي جارهي هيں - اس سلسله ميں بهت سے حيوانات کے آثار و بقايا بهي دستياب هوے هيں - ان آثار کے ديکهنے سے معلوم هوتا هے که تمام انواع مستقل بالذات نهيں هيں بلکه تشبيه کي زبان ميں ايک درخت کي مختلف شاخيں هيں - يعني ايک هي نوع سے تمام نوعيں نکل آئي هيں - سب سے پهلے فرانس کے چند پروفيسر يعني علامۂ ماليه ' لا مارک ' ايتان ' جو فرسان ' هيلر وغيره نے اس وحدت اصل کے مسئله پر غور کيا ' اور اسکو نظريه کي صورت ميں پيش کيا - مگر شرح و بسط اور دلائل و براهين سے اسکو اسدرجه مستحکم نه کرسکے که عالم علمي ميں آواز بازگشت پيدا کرسکتا -

اس مسئله کيليے ان علماء فرانس کي تحقيقات في الحقيقت ايک دوسرا دور تها - پهلا دور حکماء اسلام کا هے جنهوں نے اس نظريه کی صدا سب سے پهلے بلند کي - علامۂ ابن مسکويه صاحب فوز الاصغر ' مصنفين رسائل اخوان الصفاء ' امام راغب اصفهاني ' مولانا روم ' حکيم سنائي ' اور عمر خيام وه حکماء هيں جنهوں نے اپني اپني تصنيفات ميں هيلر اور لا مارک سے کهيں پهلے اسے واضح کرنا چاها -

ڈارون نے اس مسئله کو اپنے هاتهه ميں ليا ' اور ايک طويل درس و مطالعه ' غور و فکر ' اور کد و کاوش کے بعد اس بلند آهنگي سے اس کا صور پهونکا که تمام عالم علمي گونج اٹها - يه اس مسئله کا تيسرا دور هے ' اور اسي دور ميں آکر اس نظريه نے مقبوليت حاصل کي هے -

(قانون تنازع البقاء)

دنيا ميں ايک طرف هر شے کو اپنا وجود عزيز هے اور اسکے حفظ و بقاء کے ليے ساعي و کوشاں هے ' دوسري طرف بعض کا وجود بعض کے فنا کے ساتهه وابسته - اسليے تمام عالم ميں ايک جنگ بپا هے ' اور هر شے اسميں حمله آور يا مدافعه کي حيثيت سے مصروف پيکار هے - يهي جد و جهد هے جسکو (Struggle for Existence) کهتے هيں - اور عربي ميں اسکا ترجمه " تنازع البقاء " هے يعني اپني بقاء و قيام کيليے عالم وجود کي هر شے ايک دوسرے سے کشمکش اور تصادم ميں هے -

جنگ کا قاعده هے که اسميں قوي اپنے سر پر فتح کے نشان اڑاتا هے اور ضعيف مذلت و شکست کي خاک - اس قاعده عامه کي بناء پر اس مخصوص جنگ ميں بهي طاقتور سر بلند و فتحياب هوتا هے ' اور کمزور پامال و مقهور - چونکه جنگ برابر جاري رهتي هے اسليے نتيجۂ لازمي يعني پامالي کي ضربيں کمزور پر برابر بڑهتي هيں - يه پيهم ضربيں ضعيف کے نقش هستي کو بتدريج پامال کرديتي هيں - يهاں تک که رفته رفته مرقع کائنات اس سے خالي هو جاتا هے -

يا يوں کهو که بقاء و استمرار وجود ايک خلعت هے جو صرف اسي کو ملتا هے جسکو تمام همچشموں اور حريفوں پر برتري و تفوق حاصل هو - معيار تفوق کيا هے ؟ کشاکش هستي ميں غلبه و چيره دستي - پس جو شخص اسميں بوجه قوت کے غالب هوتا هے اسکو طبيعت (نيچر) چن ليتي هے اور يه خلعت بے بها بخشديتي هے -

گو تعبيريں دو هيں - مقصد و مفاد ايک هے - يعني بقاء قوي اور فناء ضعيف -

تعبير کي طرح نام بهي دو هيں - ڈارون اور اسکے پيرو اسکو انتخاب طبيعي يا (Natural Selection) کهتے هيں ' اور پروفيسر ويلز اور همنوايان ويلز بقاء اصلح يعني (Survival of the Fittest)

(تشريح)

تمام اجسام موثرات خارجيه ' موسم ' غذا ' طرز بود و ماند وغيره سے متاثر هوتے هيں -

برفستان کے باشندے گورے برف کي طرح سفيد هوتے هيں - اگر انميں سے کوئي انسان کسي تپتے هوے گرم ريگستان ميں رهنے لگے تو اس کا رنگ خراب هوجائيگا ' تاهم صباحت قائم رهيگي - چند نسلوں کے بعد يه صباحت ملاحت سے بدلجائيگي - ايک زمانے کے بعد نسليں سبزه رنگ هونے لگينگي - اسکے بعد پهر سياه فام - جن خاندانوں کے پيشرو برف کي طرح سفيد تهے ' اب انکي يادگاريں بهونرے کي طرح سياه هيں -

موثرات خارجيه کي تاثير کي يه ايک نهايت ساده اور عام الوقوع مثال هے - رنگ کي طرح اعضاء کي ساخت ' قوی ' بلکه نفس وجود تک اثر پذير هوتا هے -

شير ايک درنده هے - قدرتاً اسکے پنجوں ميں ناخن اور دانتوں ميں کچلياں هوتي هيں - يه ناخن اور کچلياں تيز اور زهره شگاف هوتي هيں - ليکن فرض کرو که شيروں کي ايک جماعت کسي

(صفحه ۱۰ کے نوٹ)

(۱) انگريزي ميں (Fibre) ان بال يا تاگے کي طرح باريک اور لمبے اجسام کو کهتے هيں جن سے رگيں اور نسيج مرکب هيں - عربي ميں اسکا ترجمه "ليف" هے جسکي جمع الياف آتي هے - فائبر کے لفظي معني " ريشه " کے هيں کيونکه وه ديکهنے ميں بالکل مثل ريشے کے معلوم هوتے هيں - هم نے ليف کي جگه اردو کے ايک سبک اور سهل لفظ يعني " ريشے " کو اصطلاح کيليے مناسب سمجها ' اور يه اپنے معني پر پوري طرح حاوي بهي هے -

(۲) حويصله (جمع حويصلات) وه مجوف چهوٹا سا جسم جسميں کوئي خلط پائي جاے - يهي کره هے جسميں حيوانات منويه پيدا هوتے هيں - انکو انگريزي ميں (Vesicle) کهتے هيں -

(۳) فن تشريح سے معلوم هوتا هے که آنکهه کا ڈهيلا دو قسم کي رطوبتوں سے لبريز هوتا هے - اول پاني کي طرح ايک سيال رطوبت ' جسکے دو خزانے هوتے هيں - اور دونوں خزانوں کے درميان ايک پرده سا حائل هوتا هے - عربي ميں اس رطوبت کو رطوبت مائيه اور اس حجاب کو قزحيه کهتے هيں - انگريزي ميں دونوں کو علي الترتيب (Aqueous humours) اور (Iris of eye) کهتے هيں -

(۴) يه دوسري رطوبت هے جو منجمد اور عدسي صورت ميں (عدسي صورت ميں يعني دال کي طرح) ايک آبگيني جسم ميں پائي جاتي هے - اسکو عربي ميں رطوبت بلوريه اور انگريزي ميں (Vitreoushumours) کهتے هيں -

(۱) پروفيسر ويلز موجوده عهد کا مشهور حکيم طبيعي اور مذهب نشو و ارتقاء کا ايک رکن اعظم تها - دو سال هوے که اس نے انتقال کيا - اسکے حالات الهلال کي چوتهي جلد ميں مفصل شائع هوچکے هيں -

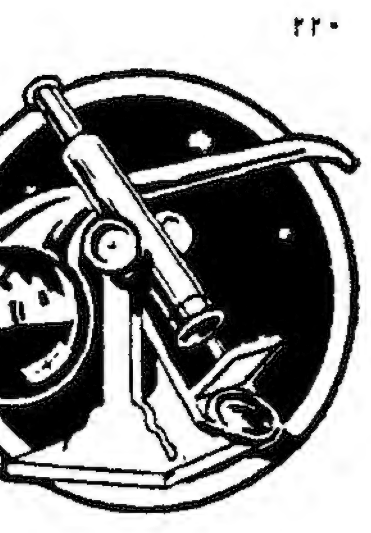

مذاکرہ علمیہ

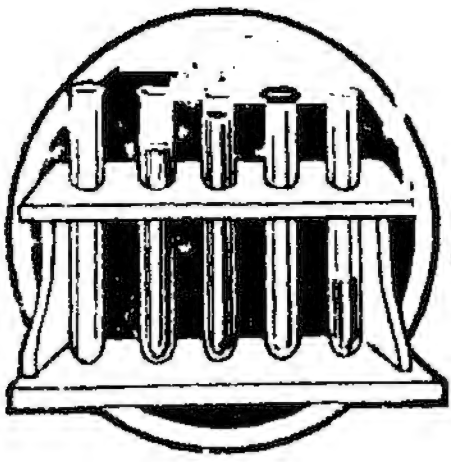

بقاء اصلح کے قانون نے کیسا فیصلہ قطعی کردیا ؟ جوتا بنانے اور لوہاری کا فن ہزاروں برس سے برابر زندہ و قائم و روز افزوں ہے ' لیکن رانگے کو سونا بنانے کا فن دنیا میں کوئی نہیں جانتا - طرح طرح کی تعلیمیں انسانوں نے دیں ' طرح طرح کے قوانین بنائے ' طرح طرح کے اصول اور قواعد ٹھہرے ' مگر فطرۃ نے باقی رکھنے کے لیے انہی تعلیموں اور قانونوں کو چھانٹ لیا جو اصلح و احق تھے ' کیونکہ ان میں باہم مقابلہ ہوا - مقابلے میں وہی جیتا جو اصلح تھا - پس اصلح قانون کو انسانوں نے قبول کرلیا ' غیر اصلح قوانین شکست کھاکر مٹ گئے -

اسی طرح صدہا زبانیں قائم ہیں ' کیونکہ اصلح ہیں ' اور صدہا زبانیں پیدا ہوئے اور تھوڑے عرصے تک قائم رہکر مٹ گئیں ' کیونکہ اصلح نہ تھیں - ایک ہی ملک میں دس دس زبانیں بولی جاتی ہیں - ان میں تنازع البقاء شروع ہوتا ہے - آخر میں طبیعہ انتخاب کرتی ہے ' اور وہی باقی رہتی ہے جو اصلح ہے - لوگ ہندوستان میں اردو اور ناگری کے لیے جھگڑتے ہیں ' حالانکہ اگر وہ اسکا فیصلہ انتخاب طبیعی کے ہاتھہ میں چھوڑ دیں تو بہتر ہے - جو بولی اصلح ہوگی وہی باقی رہیگی - بہت کتنی ہی کتابیں ایک ہی فن اور علم میں لکھی جاتی ہیں ' اور میدان قبولیت میں نزع البقا شروع ہوتا ہے - آخر میں اصلح باقی رہتی ہے - غیر اصلح فنا ہوجاتی ہے - سعدی کی گلستاں ' اور جامی کی بہارستان کے اصلح تھی ' وہ زندہ ہے - بہارستان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں - خواجہ حافظ اور سلمان ایک ہی عہد میں تھے - حافظ کا کلام اصلح تھا - اسلیے عشق کے ہر دل معمور ہے - سلمان کا کلام اسکے مقابلے میں اصلح نہ تھا ' صرف تذکروں ہی میں رہ گیا - ایک ہی وقت میں ایک چیز کے چند نام رکھے جاتے ہیں ' ایک ہی خدمت کیلیے مختلف اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں - ایک ہی حکمت کیلیے بہت سی کہاوتیں اور ضرب المثلیں نکلتی ہیں - ان سب میں وہی باقی رہتی ہیں جو اصلح ہیں - تھوڑے ہی دنوں میں انتخاب طبیعی کا قانون دکھلا دیتا ہے کہ زندگی کی کون مستحق تھی اور کس کو مٹ جانا تھا ؟

حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے میں قوتوں کے تصادم اور کشاکش کی ایک جنگ برپا ہے - ایک دوسرے پر حملہ اور ایک دوسرے کو دفع کرتی ہے - اسی دفع و اندفاع کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں صحت و طاقت و سلامتی باقی رہتی ہے ' اور نقص و فساد فنا ہوجاتا ہے - انتخاب طبیعی اسی کا نام ہے - قوۃ اور صحت ہی کو فطرۃ باقی رکھیگی - اسنے کہدیا ہے کہ میں صرف اصلح و امثل کے ساتھہ ہوں - انہی کی حفاظت کرونگی ' انہی کو بچاؤنگی ' انہی کو آخرکی کامیابی دونگی ' اور وہی باقی رہینگے -

اب جبکہ تم یہ سب کچھہ پڑھچکے اور سن چکے ' تو میں اخر میں عربی کے دو چھوٹے جملے بولونگا جو قرآن حکیم میں ہیں - ایک یہ کہ : ان الباطل کان زهوقا - دوسرا یہ کہ : العاقبة للمتقين - لیکن اتنی بڑی حکایت کے بعد ان دو جملوں کے کہنے سے کیا مقصد ہے ؟ اسکو پہلے خود سوچو ' اور پھر انتظار کرو کہ آیندہ اشاعۃ میں قانون بقاء حق کی دوسری صحبت منعقد ہو -

التحول الفجائي

یعنی

(MUTATION)

(۱)

(اختلاف صور انواع)

حیوان ، نباتات ' دونوں کے انواع و اقسام میں اسقدر فرق اور اختلاف ہے کہ کبھی ایک نوع پر دوسری نوع کا شبہ نہیں ہوتا - انسان ' شیر ' گھوڑا ' ہاتھی ' یہ حیوان کی مختلف انواع ہیں - اسیطرح سیب ' ناشپاتی ' نارنگی ' اور انگور ' نباتات کے مختلف اقسام ہیں ' مگر کیا کبھی کسی صحیح العقل انسان کو شیر پر انسان کا ' ہاتھی پر گھوڑے کا ' سیب پر انگور کا ' ناشپاتی پر نارنگی کا دھوکا ہوا ہے ؟

فرق باہمی کا یہ وضوح و امتیاز صرف نوعوں تک ہی محدود نہیں ہے ' بلکہ ایک ہی نوع کی مختلف اصناف میں بھی موجود ہے -

اس عہد تفریح و فرنگی عادات کا محبوب ترین جانور کتا ہے - لیکن معلوم ہے کہ اسکی بہت سی قسمیں ہیں - بعض اسقدر بڑے ہیں کہ بھیڑیے کے ہم قامت ہیں ' بعض اسقدر چھوٹے ہیں کہ بلی کے ہم قد ' بعض کا سر بڑا مگر جسم مختصر ' بعض کا سر مختصر مگر جسم بڑا ' بعض کا جسم بال سے ڈھکا ' اور بعض کا ہر حصہ بالوں کے ایک مخملی غلاف میں ملفوف -

عالم شعر و ادب کے ہر دلعزیز معشوق [illegible] - بعض سرخ ہیں ' بعض سفید - [illegible] ہیں ' بعض [illegible] مثال [illegible] ہے ' اور " [illegible] " ایک [illegible] پتیوں کے رنگ ہی میں نہیں ' [illegible] اور [illegible] میں بھی اختلاف ہے -

(تشابہ و توحد انواع)

ایک طرف تو یہ عالم اختلاف ہے - دوسری طرف ایک عالم اتحاد و اشتراک بھی موجود ہے - جس طرح تمام انواع ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ہیں ' اسی طرح ایک لحاظ سے بالکل مشترک و متشابہ بھی ہیں - اور نہ صرف اصناف و اقسام میں ' بلکہ انواع کے اجزاء جوہریہ میں بھی ایک حیرت انگیز باہمی تشابہ اور یکسانیت و اشتراک نظر آتا ہے !

مثلاً انسان اور شیر کو لو ! دونوں میں جسقدر اختلاف ہے ظاہر ہے ' مگر گوش و چشم ' بینی و دہان ' زبان و دندان ' بلکہ دل و جگر ' معدہ و زہرہ ' اور گردہ و امعاء سے گذر کے انکے مایۂ خمیر یعنی رگ ' شریان ' ریشے (۱) حویصلات (۲) تک باہم مشترک ہیں !

ایک انسان اور ایک چوہے کی لاش کو تشریح کے بعد دیکھو ؟ ہاتھہ پیروں کی انگلیاں ' آنکھوں کے پردے ' (۳) رطوبۃ مائیہ رطوبۃ بیضیہ (۴) غرض کہ مشکل سے کوئی ایسا جزء جوہری نکلیگا جو ایک میں ہو اور دوسرے میں نہ پایا جاتا ہو -

انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ اسکا نفس ہے - باہر جو کچھہ ہے وہ آفاق ہے - قران حکیم نے جا بجا اسے تنبیہ کي ہے کہ اپنے اندر بھي دیکھے اور اپنے سے باہر کو بھي سمجھے - یعنے انفس اور آفاق دونوں پر تفکر کرے : و سنریہم آیاتنا في الآفاق و في انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴۲ : ۵۲) عنقریب وہ اللہ کي نشانیاں آفاق اور انفس میں یعنے اپنے سے باہر اور اپنے اندر دیکھینگے - یہ مشاہدہ حقیقت اصلي کو انپر کھولدیگا اور وہ پالینگے کہ بلا شبہ دین الہي کي دعوۃ حق ہے - دوسري جگہ زور دیا و في انفسکم افلا تبصرون - تم اپنے اندر نہیں دیکھتے کہ کیا ہے ؟ اگر تم دیکھو تو تمہیں معلوم ہوجاے کہ شریعۃ الہي کوئي نئي چیز تم سے نہیں چاہتي - تمہاري فطرۃ اصلي ہي کا ظہور خالص چاہتي ہے - اسي کا نام دین قیم ہے -

(استشہاد و طریق استشہاد)

سورۂ والتین نے اسي حقیقت کو بیان کیا ہے اور اسپر شہادت پیش کي ہے - بیان بمنزلۂ دعوے کے ہے' اور شہادت اسکي دلیل ہے - دعوا تمہیں معلوم ہوچکا : لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم - ہم نے انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا ہے - اب دلیل کا حصہ باقي ہے ' لیکن قبل اسکے کہ دلائل پر نظر ڈالیں ' اسپر غور کرلینا چاہیے کہ اس غلطي کا اصلي سبب کیا تھا ' جسکو سورۂ والتین دور کرنا چاہتي ہے ؟

اسکا اصلي سبب اعمال انساني کي رنگا رنگي اور بوقلموني تھي - انسان نے جب اپنے آپکو دیکھنا چاہا تو اپني فطرۃ کو نہ دیکھہ سکا کہ وہ محجوب و مستور ہوگئي تھي - اس نے اپنے اعمال و افعال کو دیکھا اور انکے اندر ایک عجیب متضاد اختلاف نظر آیا - اس نے دیکھا کہ نیکي اور بدي دونوں باہم دست و گریباں ہیں - اگر ایک طرف اسکے اندر نیکي و شرافت کے رقیق و لطیف جذبات نظر آتے ہیں ' تو دوسري طرف درندگي و بہیمیت کي خوفناکي بھي نظر آتي ہے - اگر وہ فرشتوں کي طرح محبت و احسان کي آنکھیں رکھتا ہے' تو بھیڑیوں اور بچھوؤں کي طرح اسکے پاس حرص و غرض کا پنجہ اور خونریزي و سفاکي کي زہریلي ڈنک بھي ہے - اگر ایک طرف بادشاہوں کے زرنگار تخت ' اور حکموں اور فرمانروائیوں کي عظمت و کبریائي نظر آتي ہے جو انساني عظمت و جلال کي شہادتیں دے رہي ہیں ' تو انہي کے سامنے غلاموں کي پا بزنجیر صفیں بھي دست بستہ کھڑي ہیں جو انسان کو کتے اور بلي سے بھي زیادہ حقیر ثابت کر رہي ہیں ' کیونکہ نہ تو کتے نے اپنے جیسے کتے کے آگے سر جھکایا اور نہ بلي نے کبھي بلي کو سجدہ کیا -

اس نے دیکھا کہ یہي انسان حاکم بھي ہے محکوم بھي ساجد بھي ہے مسجود بھي ' عالم بھي ہے جاہل بھي ' عاقل بھي ہے ابلہ بھي ' نیک بھي ہے بد بھي ' شہنشاہي کا تخت' حکمراني کا فرمان' فتح مندي کي تلوار' نیکي کي فرشتگي' اور سچائي کي قدوسیت بھي رہي ہے - اور غلامي کي خاک ' محکومي کي ذلت ' مقتولي کي گردن ' بدي کي شیطنت ' اور شر کي رذالت بھي. اسکے سوا اور کوئي نہیں !

یہي انسان ہے جو رات کو دروازوں پر پاسباني کرتا ہے تاکہ اسکے ہم جنس گھر کے اندر امن سے سولیں' اور یہي انسان ہے کہ دوسرے طرف سے آکر مکان میں نقب بھي لگاتا ہے تاکہ اپنے ہم جنسوں کو دکھہ اور نقصان پہنچاے - اگر عبادت گاہوں کے اندر فرشتے نہیں آتے بلکہ انسان ہي ہوتے ہیں' تو ڈاکوؤں کے جتھوں کے اندر بھي بھیڑیے جمع نہیں ہوتے بلکہ آدم ہي کي اولاد ہوتي ہے -

پس اعمال انساني کي اس رنگارنگي اور نور و ظلمت کے اس اختلاط کو دیکھکر وہ اس دھوکے میں پڑگیا کہ جس مخلوق کے اعمال کا یہ حال ہے' اسکي فطرۃ کا بھي یہي حال ہوگا - اگر وہ اپنے اعمال کے اندر نیکي اور بدي اور عظمت و ذلت دونوں رکھتا ہے' تو اسکي فطرۃ کے اندر بھي نیکي و بدي اور فوز و خسران دونوں ہونگے - اگر وہ اپنے اعمال اور نتائج اعمال کے اندر عظمت کا تخت اور ذلت کي بندگي' دونوں جلوے دکھلاتا ہے' تو اپني فطرۃ کے اندر بھي طاقت و تسلط اور مقہوریت و مخذولیت ' دونوں رکھتا ہوگا -

اس نے اعمال کو دیکھکر فطرۃ کیلیے حکم لگانا چاہا ' اور اسکے افراد کي حالت کو دیکھکر نوع کیلیے فیصلہ کردیا -

اسي غلطي نے اسکے اندر یہ عقیدہ پیدا کیا کہ ہم صرف برائي اور نیکي ہي کیلیے نہیں ہیں جیسا کہ بعض افراد نظر آتے ہیں' بلکہ حقیر ہونے اور برے رہنے کیلیے بھي ہیں جسطرح کہ اکثر افراد شہادت دیتے ہیں - پس نیکي اور برائي دونوں کیلیے اسمیں ایک مایوس قناعت پیدا ہوگئي' اور اس غیر صالح قناعت نے عزم اور ہمت کي پیاس کو بالکل بجھادیا - ایک غلام ساري عمر غلامي اور بندگي میں خوش خوش گذار دیتا ہے' اور کبھي اسکے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ میں بھي ویسا ہي انسان ہوں جیسا میرا آقا' پھر میں کیوں صرف بندگي کیلیے ہوں اور یہ کیوں آقائي کیلیے ؟ ایک محکوم قوم ویسي ہي خوشي اور سکھہ کے ساتھہ غلامي کي خاک پر لوٹتي ہے' جسطرح ایک حاکم قوم عزت و عظمت کے تخت پر فرمانروائي کرتي ہے' اور کبھي اسکے اندر یہ بیقراري نہیں اٹھتي کہ ہم بھي انسان ہیں' ہمارے پاس بھي وہ سب کچھہ ہے جو ان حاکموں کے پاس ہے' پھر ہم کیوں ذلت کیلیے ہیں اور یہ کیوں عظمت و فرمانروائي کیلیے ؟ ہزاروں مزدور ہیں جو کارخانوں میں پھرکیوں کي طرح چکر کھاتے ہیں اور اسمیں اتنے ہي خوش ہوتے ہیں جسقدر کارخانہ کا مالک - لیکن کبھي ان میں یہ تڑپ نہیں اٹھتي کہ اگر ہم بھي چاہیں تو کارخانہ کے مزدور کي جگہ کارخانے کے مالک بن سکتے ہیں' اور یہ کیا ہے کہ ہماري ہي طرح انسان ہمارے مالک بنگئے ؟ پھر اسي طرح دیکھو کہ ہزارہا انسان ہیں جو طرح طرح کي بدیوں اور خباثتوں کي گندگیوں میں ڈوبے ہوے ہیں ' مگر کبھي نہیں سونچتے کہ نیک و پاک انسان بھي آخر ہمارے ہي طرح انسان ہیں' یہ کیوں ہے کہ وہ نیک ہیں مگر ہم نیکي کیلیے جنبش نہیں کرسکتے ؟

ہر طرح کي مثالیں سامنے لاؤ' اور ادنی و اعلی حالتوں کے اختلاف کے جسقدر پہلو ہوسکتے ہیں' ان سب پر نظر ڈالو - تم پاؤگے کہ پستي و ذلت اور بدي و شرارت کي ہر زندگي کے اندر ایک باطل قناعت اور قاتل بے حسي پیدا ہوگئي ہے ' اور یہي قناعت و بے حسي قوتوں کو پامال اور انسانیۃ اعلی کي تمام بڑي سے بڑي طاقتوں کو ضائع کر رہي ہے -

اب غور کرو کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئي ؟ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھہ نظر نہیں آئیگا کہ چونکہ انسان کے اعمال اور اسکے ثمرات متضاد اور مخلوط ہیں' اور اکثر حالتوں میں پستي و ناکامي کے نمونے زیادہ ' اور عظمت و کامراني کے امثال کم ہیں' اسلیے ہر نامرادي کي حالت میں انسان نے نامرادوں پر نظر ڈالي ' اور ہر برائي کي زندگي میں اس نے بروں کو دیکھا - یعني نامرادوں کو دیکھکر اپني نامرادي پر' گرے ہوؤں کو دیکھکر اپني گري ہوئي حالت پر' بروں کو دیکھکر اپني برائیوں پر وہ ایک طرح کا استدلال کرنے لگا ' اور انسے شہادت لا کر اپني حالت کو فطري اور لابدي سمجھنے لگا - اس غلط استشہاد نے اسکے اندر غلط قناعت پیدا کي' اسکے احساس کو فنا کردیا' اسکي طلب بجھہ گئي' اور وہ اپني ذلت و برائي کو اصلي اور شدني چیز سمجھکر ایک بناوٹي خوشحالي میں مبتلا ہوگیا - غلام کے اندر آقا بننے کا کیوں جوش نہیں اٹھتا ؟ اسلیے کہ وہ اپنے جیسے غلاموں کو دیکھتا ہے اور

ایسے جنگل میں پهنچ جاے جهاں اسے گوشت نه ملے تو کیا هوگا ؟ اکثر تو مرجائینگے - کچهه ایسے سخت جاں هونگے که جي بچینگے - بهوک کي شدت انکے لیے گهانس پتوں کو گوارا کردیگي - وه سبزي کهانا شروع کردینگے - آنے والي نسلیں اسي عالم میں آنکهه کهولینگي ، انکے لیے یه معمولي بات هوگي - ایک معتدبه زمانے کے بعد تمام آلات و اعضاء سبعیت و درندگي یعني بڑے بڑے دانت ، خونخوار پنجے ، قوي اور هضم کن معده ، یه سب کے سب بوجه تعطیل و عدم استعمال ازکاررفته هوجائینگے ، اور اسکے بعد یا تو یه نسل ضعیف هوتے هوتے فنا هوجائیگي ، یا باقي رهیگي مگر بالکل ایک نئے قسم کا شیر بنکر -

گوشت خور (Carnivora) جانوروں کي آنتیں چهوٹي هوتي هیں اور نبات خور جانوروں کي لمبي - جب اس جماعت کي کئي نسلیں نباتات خوري کے عالم میں گذرینگي تو انکي آنتیں بهي گوشت خور جانوروں کي طرح لمبي هوجائینگي - آنتوں کي طرح وه تمام اعضاء بهي نشو و نما پائینگے ، جنکي گوشت خور زندگي میں ضرورت هوتي هے -

اب فرض کرو که اس خاندان کے چند اعضاء کسي ایسي جگه چلے جائیں جهاں انکو غذا صرف پاني میں ملسکتي هو تو پهر کیا هوگا؟ سابق کي طرح یه بهي اسي کے خوگر هوجائینگے - اب وه اعضاء بهي مضمحل و افسرده هوجائینگے جو نباتات خوري کی زندگي میں بڑهے تهے - جبکه وه زمین میں اپني غذا ڈهونڈهتے تهے - اور انکے بدلے اب وه اعضاء بڑهینگے جنکي ضرورت اس تیسري زندگي میں هوگي -

مختصراً یه که جب غذا کا تغیر ایک عرصه تک جاري رهتا هے تو اسکے بعد اعضاء میں بهي تغیر هو جاتا هے -

مؤثرات خارجیه سے اعضاء میں تغیرات کا هونا محض امکان و احتمال یا فرض و تخمین هي نهیں هے ، بلکه ایک ایسا واقعه هے جو ایک نوع کے مختلف ممالک میں رهنے والے افراد کے باهمي موازنه کے وقت صاف نظر آ جاتا هے ، اور انکار کي گنجایش نهیں رهتي -

یهي وه قانون طبیعة هے جسکا اصطلاحي نام عربي میں مطابقت اور انگریزي میں (Adaptation) هے -

کسي نسل کے اسلاف (پهلوں) میں مؤثرات خارجیه سے جو تغیرات پیدا هوتے هیں ، وه ابتدأ عارضي هوتے هیں ، مگر ساتهه هي آنے والي نسلوں میں برابر منتقل هوتے رهتے هیں - جسقدر زمانه گزرتا جاتا هے ، اتنے هي وه مستحکم اور راسخ هوتے جاتے هیں - جب زیاده مدت گزر جاتي هے تو پهر یه تغیرات اسدرجه راسخ هوجاتے هیں که دیکهنے والے کو وه عارضی تغیر کے بدلے جوهري و اصلي معلوم هوتے هیں - اور اسي بنا پر هم کهه اٹهتے هیں که یه اصلاً مختلف انواع هیں -

تمام اختلافات جن کو لوگ اصلي و جوهري سمجهتے هیں انکي سراغ رساني کیجاتي هے تو معلوم هوتا هے که در اصل وه بسیط ، ساده ، اور عارضي تغیرات تهے جو مؤثرات خارجیه کیوجه سے پیدا هوے تهے - پهر نسلاً بعد نسل دائمي ، راسخ ، مرکب ، اور روز افزوں هوتے گئے یهي چیز قانون وراثت یا (Heredity) هے -

تنازع البقاء ، انتخاب طبیعي بقاء اصلح ، مطابقت ، اور وراثت ، یهي چارستون هیں جن پر نظریه ڈارون کي عمارت قائم هے -

تم نے محسوس کیا هوگا که ڈارون اصناف و انواع کے تعدد کا سرچشمه زیاده تر قانون مطابقت اور قانون وراثت هي کو قرار دیتا هے -

یهاں تک مذهب نشو و ارتقاء کا خلاصه بطور تمهید کے بیان کیا گیا - اب هم دوسرے نمبر میں بتلائینگے که " تحول الفجائي " سے مقصود کیا هے ؟ اور کهاں تک وه قابل رد یا قابل قبول هے ؟

اسئلة واجوبتها

تفسیر سورۃ و التین

اقسام القرآن

(۲)

گذشته صحبت میں یه مسئله ایک حد تک واضح هو چکا که سورۂ والتین کا موضوع اصلي فطرة صادقۂ انساني کے شرف و خیریت کا اعلان هے ، اور یه بتلانا هے که انسان نے اپني حقیقت و فطرة کے متعلق جسقدر مایوس فیصلے کیے هیں وه سب غلط هیں ، نه تو الله نے اسکي فطرة کو شر اور بدي کیلیے بنایا هے اور نه اسکي حقیقت اسقدر حقیر و ذلیل هے که وه کائنات هستي کے هر وجود و ظهور کے آگے جهک جاے ، اور انکے کرشموں کے سامنے اپنے تئیں حقیر و لاچار سمجهه لے - اگر وه اپني فطرة صادقه کو عمل غیر صالح سے پامال نه کرے تو وه دنیا میں بڑي سے بڑي عظمت حاصل کرسکتا هے -

اس موقعه پر اسقدر اور سمجهه لینا چاهیے که انسان کا اپني فطرة صادقه کي حقیقت سے بیخبر رهنا ، دراصل اسکي تمام ناکامیوں کي اصلي جڑ هے - کائنات عالم کے دائرۂ حقیقت کیلیے اسکا وجود بمنزلۂ ایک نقطۂ و مرکز کے هے ، پس جب تک انسان اپنے نفس کي حقیقت کو نهیں پائیگا ، وه تمام عالم کي حقیقت کو نهیں پا سکتا ، اور حقیقت کو نهیں پا سکتا تو اپني تخلیق کي غرض و مقصد کو بهي پورا نهیں کر سکتا - سب سے پهلي چیز یه تهي که وه سمجهے که دنیا میں جو کچهه هے اسکے لیے هے ، وه کسي کیلیے نهیں هے - لیکن اپنے شرف و عظمت اور خیریت و حرمت کے احتجاب نے اس حقیقت تک پهنچنے نه دیا - وه کائنات عالم کے ادنے ادنے جلووں سے مرعوب و هیبت زده هوگیا ، اور سمجهنے لگا که جب بجلي کي چمک مجهسے بڑي هے ، سمندر کا طوفان مجهسے زیاده قهار هے ، شیر کا پنجه مجهسے زیاده قوي هے ، هاتهي کا وجود مجهسے زیاده عظیم هے ، حتی که مچهر کي ڈنک اور رینگنے والے زهریلے کیڑوں کا زهر بهي میرے لیے سخت خوفناک هے ، تو پهر میري هستي کیا هے اور مجهه میں کونسي بڑائي هو سکتي هے ؟ اسي خیال کا نتیجه هے که ایک طرف تو اسنے اینٹ اور پتهر تک کي پوجا شروع کردي ، اور دوسري طرف اپنے وجود کو اسقدر ذلیل سمجهه لیا که جهکنے ، گرنے ، لوٹنے ، پوجنے ، اور بندگي کرنے کے لیے اسکے اندر ایک قوي اور دائمي استعداد پیدا هوگئي - اس صناعي و خارجي ضلالت سے هر قوة نے غیر فطري فائده اٹهایا ، اور جب چاها ایک ادنی کرشمۂ قوت دکهلا کر اسکے جسم و دماغ کو اپنے آگے جهکا دیا -

تحقیر و تذلیل نفس انساني کي یه انتهائي حالت اسي کا نتیجه تهي که اس نے اپني فطرة کي خیریت کو نه سمجها اور همیشه اسکے خلاف فیصله کیا - اس نے چارپایوں کو دیکها اور سانپوں اور بهیڑیوں کي درندگي و خوفناکي پر نظر ڈالي ، پهر اسي طرح اپني نسبت بهي فیصله کرلیا که اسمیں بدي اور بهیمیت کے سوا کچهه نهیں هے ، اور اگر نیکي کا کوئي جزء هے بهي ، تو وه بدي کے ساتهه ممزوج و مخلوط یعنے ملا جلا هے -

یه تنزل انساني کي اصلي علت اور انسانیة اعلی اور خلقة کبری کي گم شدگي تهي - سورۂ والتین نے اسي کا سراغ بتلایا هے - پس فی الحقیقت اسکا موضوع انسانیة اعلی کا اعلان هے -

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم - ثم رددناه اسفل سافلين - الا الذين آمنوا و عملو الصلحات فلهم اجر غير ممنون ' فما يكذبك بعد بالدين ا ليس الله باحكم الحاكمين -	انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا - پھر اسکو بد سے بدتر حالت میں پھینک دیا - مگر وہ لوگ کہ ایمان لاے اور عمل صالح کیے تو انکے اعمال کے نتائج صرف بہتري هي کیلیے هیں - انکے عمل صالح کا بدلہ کبھي منقطع نہوگا - همیشہ پھل دیگا - پس اس حقیقت کے سمجھہ لینے کے بعد کون هے جو

اعمال کے نتائج سے انکار کریگا ' اور اس بارے میں رسول کي تعلیم کو جھٹلائیگا ؟ کیا سب سے بڑا حکم کرنے والا خدا هي نہیں هے جسکے قانون جزا و سزا میں کبھي تبدیلي نہیں هو سکتي ؟

(تفصیل استشہاد)

حضرة نوح علیہ السلام کے بعد دین الہي کا سلسلہ حضرة ابراهیم خلیل اللہ علیہ السلام سے شروع هوتا هے ' اور ظہور اسلام اسي کا آخري مکمل ظہور هے - حضرة ابراهیم کي نسل سے بنو اسرائیل پیدا هوے جنکے احیاء کیلیے حضرة موسی کي دعوة کا ظہور هوا اور انھوں نے بنو اسرائیل کو مصریوں کي غلامي سے نکال کر عزت و خلافت کے درجہ پر پہنچا دیا - انکے بعد جب بنو اسرائیل نے پھر اللہ کے احکام سے سرتابي کي اور اصلاح کي جگہ افساد کا طریق اختیار کیا تو روز بروز تنزل و تسفل میں مبتلا هونے لگے ' پس انبیاء مجددین کا سلسلہ شروع هوا اور وہ یکے بعد دیگرے اصلاح کرتے رهے - لیکن سلسلۂ تنزل بھي برابر بڑھتا گیا - حتی کہ وراثت ارضي سے بنو اسرائیل محروم هوگئے اور انپر یکسر تباهي و بربادي طاري هوگئي - اسوقت حضرت عیسی علیہ السلام کي دعوة کا ظہور هوا ' جن پر چند غریب اور فاقہ مست انسان ایمان لاے ' لیکن اللہ نے انهي غریب مچھیروں اور نقیروں کو یہ درجہ دیا کہ انکي دعوة و تبلیغ عالم میں پھیلي ' اور تمام روم و یونان میں مسیحي مذهب پھیل گیا -

پس انسان کے اعمال عظیمہ و صالحہ کے ان مظاهر کے تین قریبي درجے هوے :

(١) دین الہي کي وہ بنیاد جو بیابان حجاز میں حضرة ابراهیم و اسماعیل علیہما السلام نے ڈالي ' اور اسکي اینٹیں رکھتے هوے امة مسلمہ کے ظہور کي دعا مانگي :

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل : ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ! (٢ : ٢١)	اور جب حضرة ابراهیم و حضرة اسماعیل خانہ کعبہ کي بنیادیں رکھہ رهے تھے ' تو انکي زبانوں پر یہ پاک دعا جاري تھي : اے پروردگار ! همارے اس کام کو قبول کرلے - تو دعاوں کا سننے والا هے اور

تو هماري نیتوں کو خوب جاننے والا هے !

اللہ تعالی نے اس دعا کو قبول کیا ' نسل اسماعیلي سے امة مسلمہ کا ظہور هوا ' اور وہ آخري معلم رباني آ گیا جس نے تعلیم کتاب و حکمت اور تربیت و تزکیۂ الہي سے جماعة مومنین پیدا کردي -

(٢) دعوة موسوي کي وہ روشني جو طور سینا پر چمکي اور وادي ایمن کے بقعہ مبارکہ سے " اني انا اللہ رب العالمین " کي صداء حق آئي :

فلما اتاها نودي من شاطي الواد الایمن في البقعة المبارکة من الشجرة ان یا موسی ! اني انا اللہ رب العالمین !	پس جب موسی کوہ طور کے پاس پہنچے تو وادي ایمن کے کنارے کہ زمین کا ایک مبارک حصہ تھا ' درخت سے ندا آئي : اے موسی ! میں هوں تمام جہانوں کا پروردگار !

یہي کوہ طور یعني وادي ایمن کي روشني تھي جس نے بنو اسرائیل کو ظلمت تنزل و تسفل سے نجات دلائي ' اور عظمت و رافت الہي کے درجہ تک مرتفع کیا -

(٣) دعوة مسیحي کا وہ ظہور جو سلسلۂ اسرائیلي کا آخري ظہور تھا اور جو بیت المقدس کي سرزمین میں هوا :

فامنت طائفة من بني اسرائیل و کفرت طائفة فایدنا الذین امنوا علی عدوهم فاصبحوا ظاهرین !	پس بنو اسرائیل کي ایک جماعت اسپر ایمان لائي اور ایک جماعت نے انکار کیا - مومنوں کو هم نے انکے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دي -

نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان والوں کي کامیابي اور فتح مندي ظاهر هوگئي -

قرآن حکیم کي مخاطب جو جماعتیں تھیں ' انکي معلومات میں بھي انساني عظمت و قدوسیت کے بالاتفاق یہي تین جلوے تھے - اهل کتاب حضرة موسی اور حضرة عیسی علیہ السلام کے نام لیوا تھے ' اور مشرکین مکہ کا بڑا ادعائي شرف یہ تھا کہ اپنے تئیں حضرة ابراهیم کي طرف منسوب کریں -

پس سورۂ والتین میں سعادت انساني کے انهي تین ظہوروں سے انسان کي فطرة صالحہ و عظمت و شرف پر شہادت لائي گئي هے - " تین اور زیتون " سے مقصود سرزمین شام هے جہاں حضرة عیسی کا ظہور هوا اور جو تمام انبیاء مجددین اسرائیل کا مقام ظہور هے ' " طور سینین " سے اشارہ دعوة موسوي کي طرف هے جسکي تجلي کا مطلع اسي مقدس پہاڑ کا دامن تھا - " بلد امین " یعني همیشہ امن میں رهنے والا گھر خانۂ کعبہ هے ' اور اسمیں اشارہ حضرة ابراهیم کي دعوة موسسۂ ابراهیمیہ اور اسکے نتائج کي طرف هے -

استشہاد کي ترتیب شاخ سے اصل کي طرف ' نسل سے مورث کي طرف ' فاضل سے افضل کي طرف ' اور حسن سے احسن کي طرف هے - یعني ظہور سعادت انساني کے اس سلسلہ میں افضل ترین بنیادي مرتبہ دعوة ابراهیمي کا هے - اسکے بعد مرتبۂ قیام شریعت موسوي کا ' اسکے بعد مرتبۂ تجدید انبیاء بني اسرائیل کا عموماً اور حضرة عیسی کا خصوصاً - (علی بنبینا و علیہم الصلوٰة و السلام)

پس ترتیب جڑ سے شاخ کي طرف نہیں هے ' بلکہ شاخ سے جڑ کي طرف هے اور اسمیں بالترتیب تینوں درجوں کے مراتب یکے بعد دیگرے ملحوظ رکھے گئے هیں - چونکہ سب سے آخري ظہور مسیحي سب سے زیادہ قریب تھا ' اسلیے سب سے پہلے اوسکا ذکر کیا گیا ' اسکے بعد اس سے اعلی مرتبہ دعوة موسوي کا تھا ' پس اسکا ذکر کیا ' پھر سب سے اعلی ترین مرتبہ بمنزلۂ اصل و حقیقة الحقائق کے مقام خلت کبری حضرة ابراهیم کا تھا ' پس اسپر مدارج ثلاثہ ختم هوگئے -

(تین و زیتون)

" تین و زیتون " سے سرزمین شام کا مراد لینا بالکل واضح هے :

(١) " طور سینا " اور " بلد امین " دونوں میں اشارہ اس سرزمین کي طرف کیا گیا هے جہاں ان کي دعوتوں کا ظہور هوا - پس معلوم هوا کہ اس سورة میں سرزمین کي طرف اشارہ کرکے اس سرزمین کي مشہور دعوة و امة کي طرف اشارہ کرنا مقصود هے - اس بنا پر " تین و زیتون " میں بھي اشارہ کسي سرزمین هي کي طرف هوگا جیسا کہ ما بعد کي دو شہادتوں میں هے -

(٢) دنیا کي تمام سرزمینوں میں اس وقت بھي جبکہ قرآن حکیم نازل هوا ' اور اب بھي جبکہ ملکوں کي طبعي پیداوار کي فہرست همارے سامنے موجود هے ' انجیر اور زیتون ایک مخصوص پیداوار سرزمین شام کي هے - جس کثرت کے ساتھہ اور جسقدر اعلی درجہ کي یہ دونوں چیزیں وهاں هوتي هیں ' کہیں نہیں هوتیں - زیتون کا تیل شام کي عام غذا هے - گھي کي جگہ عام طور پر اسي کو استعمال کرتے هیں - عیسائیوں کے بڑے بڑے

سمجهتا هے که يه صرف ميرے هي ليے نهيں هے بلکه سب کيليے هے ، اور اسليے ايک قدرتي چيز هے جسپر صرف صبر هي کرليدا چاهيے - پس اس نے غلاموں پر نظر ڈالي اور غلاموں سے اپني غلامي پر شهادت لايا - اگر وه غلاموں کي جگه اقاؤں کو ديکهتا اور ان سے شهادت ليتا که آخر وه بهي تو انسان هي هيں اور اسي کرهٔ ارضي کي پيٹهه پر بستے هيں ، تو فوراً اسکا احساس مرده زنده هوجاتا ، اور اپني فطرة کے شرف و خيريت کو پا ليتا - ايک مزدور کيوں اسي ميں خوش هے که اٹهاره گهنٹے کي محنت کے معاوضه ميں صرف ايک روٹي پاے ؟ اسليے که وه اپني ادنى حالت کيليے اپنے هي جيسي ادنى حالت کے مزدوروں کو ديکهتا اور انسے استشهاد کرتا هے ، اگر وه انسے استشهاد کرتا جنکي وه مزدوري کرتا هے تو اسکے اندر بهي ولولهٔ عزم و طلب پيدا هوتا - ايک بد انسان کس طرح برائي ميں اپنے اندر تسکين و قناعت پيدا کرليتا هے ؟ اسليے که وه بدوں هي کو ديکهتا هے ، اور انهي سے استشهاد کرکے سمجهه ليتا هے که انسان اسليے بهي بنايا گيا هے که برائي کرے جيسا که سب کررهے هيں ، اور جب سب کررهے هيں تو وهاں ايک آور سهي :

بســا که رونق ايں کارخانه کم نشود
ز زهد همچو توئي يا به فسق همچو مني !

پس حاصل مبحث يه هے که انسان نے فطرة انساني کي تقدس و خيريت کے سمجهنے ميں غلطي کي اسليے که اس نے :

(۱) اعمال انساني کو خير و شر اور عظمت و ذلت کا مجموعه ديکها -

(۲) پس وه سمجها که انسان کي فطرة ميں بهي خير و شر اور ذلت و عظمت دونوں هيں -

(۳) اس نے اعمال کي راه سے فطرة کو ديکهنا چاها اور افراد کي حالت کو ديکهکر نوع کو بهي اسي پر قياس کرليا -

(۴) اسي اعتقاد کا اثر اسکے تمام اعمال حيات ميں پڑا - جب اس نے انساني فطرة کو خير و شر کا مجموعه سمجهه ليا تو اسکے اندر شر و تسفل کي حالت ميں ايک گمراه قناعت پيدا هوگئي - وه سمجهنے لگا که جب برائي فطرة هي ميں هے تو نيکي کا نهونا کوئي ايسي چيز نهيں جسپر افسوس کيا جاے ، اور جسکے ليے اچهنبا هو -

اسکي يه حالت دراصل ايک استشهاد و استدلال هے جو وه تمام ادني و سافل حالتوں کے افراد سے کرتا ، اور عموماً اعمال شر و تسفل کو اپنے سامنے لاتا هے -

(سورهٔ والتين کے مطالب کي ترتيب)

سورهٔ والتين کا موضوع ، اور مسئلهٔ خير و شر فطرة کے متعلق انسان کي غلطي کے اصلي اسباب معلوم هوگئے - اب ديکهو که سورهٔ والتين نے اس حقيقت کے اظهار و ثبوت کيليے مطالب کي ترتيب کيا اختيار کي هے ؟

(۱) اس نے دعوا کيا که انسان کي فطرة هم نے نيک و صالح پيدا کي هے - وه صرف شرف و عظمت کيليے هے - اسکو بهترين حالت عدل پر هم نے پيدا کيا هے اور عدل هي خير کي حقيقت هے : لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم -

(۲) ساتهه هي اس نے اس غلطي کا ازاله کيا جسکي وجه سے انسان نے اپني فطرة کے متعلق ايسي عظيم الشان غلطي کي - اسکي بڑي غلطي يه تهي که وه انسان کي فطرة کے معلوم کرنے کيليے انسان کے اعمال کو ديکهتا هے ، اور برے انسانوں کو ديکهکر فطرة کي برائي پر استشهاد کرتا هے - پس سورهٔ والتين نے انساني اعمال کي عظمت و جبروت کيليے انسان کي عظمت و سوطل سے استشهاد کيا ، اور يه کها که تم برے هوؤں کو ديکهکر اپني فطرة کو کيوں گرا هوا سمجهتے هو ؟ انکو نهيں ديکهتے جو گرنے کي جگه بلند هوے ؟ يه لوگ جو فطرة صادقه کو قائم رکهکر بلند هوے ، وهي لوگ هيں جنکي طرف و التين و الزيتون ، وطور سينين ، و هذا البلد الامين کے تين جملوں ميں اشاره کيا گيا هے - اور يهي وه انعام يافتهٔ الهي گروه هيں جنکي راه صراط مستقيم هے اور جنکي راه کي طلب سوره فاتحه ميں سکهلائي گئي هے : صراط الذين انعمت عليهم انکي راه جن پر خدا نے انعام کيا - يهي حزب الله هے - يهي اولياء الله هيں - يهي خير البريه هيں ، يهي البصير هيں ، اور يهي اصحاب الجنة هيں -

(۳) رها اعمال انساني کي بوقلموني اور خير و شر کا سوال تو يه اسليے نهيں هے که انسان کي فطرة برائي هے - اسکي فطرة تو عدل و خير هي هے ، البته وه جب اسکو ضائع کرديتا هے اور اعمال سافله ميں مبتلا هوجاتا هے تو جس طرح اسکي خلقت سب سے اعلى تهي ، اسي طرح اسکا اکتساب عمل اسکو سب سے زياده ادنى بهي بنا ديتا هے - حتى که اپني حقيقت انساني کو مسخ کرکے بسا اوقات چارپايوں اور درندوں سے بهي بدتر هو جاتا هے - تم يه حالت مسخ ديکهکر کهتے هو که يه فطرة هے ، مگر نهيں سمجهتے که فطرة نهيں ، خارج کا کسب و عمل هے - پس اعمال انساني ميں خير و شر اور عظمت و تسفل جو تمهيں نظر آتا هے ، اس ميں تفريق کرو - نيکي و عظمت اسکي خلقت هے ، اور شر و تسفل اسکي ضلالت عمل اور ضياع فطرة - يه اسکا عمل هي هے جس نے اسے چارپايوں سے بهي بدتر بنا ديا هے : ثم رددناه اسفل سافلين - اسفل سافلين يعني ادنى سے بهي ادنى تر حالت تک گرے هوے وهي هيں جنکا نام مغضوب اور ضالين هے - يهي حزب الشيطان ، اولياء الطاغوت ، شر البريه ، الاعمى ، اور اصحاب النار بهي وهي هيں -

(۴) يه غلطي اسليے هے که تم الله کے قانون جزا و مکافات سے بيخبر هو - اسکا قانون هے که هر بيج پهل لاتا ، اور اسي طرح انسان کا هر عمل ايک نتيجه پيدا کرتا هے - زهر جب کهايا جائيگا انسان مريگا ، اور معصيت جب کبهي کي جائيگي عذاب آئيگا - پس اعمال کے جزا هي سے تمام نتائج پيدا هوتے هيں - اگر تمهارے اعمال فطرة صالحه يعني دين الهي کے مطابق هيں اور تم نے اس کو ضائع نهيں کيا هے ، تو تم اپنے فطري بڑائي اور نيکي حاصل کروگے ، اگر تم نے ضائع کرديا تو پهر تم مسخ هو جاؤگے اور تم سے برا جانور زمين کي پيٹهه پر اور کوئي نه هوگا - جانور نے اپني اصلي فطرة کو ضائع نهيں کيا - وه سافل هے - تم نے اپني فطرة هي کو ضائع کرديا ، پس تم سافلوں سے بهي اسفل اور بد سے بهي بدتر هوگئے !

(۵) پس جن لوگوں نے اپني فطرة کو عمل غير صالح سے ضائع کرديا وه انسانية سے گرگئے ، مگر جنهوں نے ايمان بالله سے انکار نه کيا اور ايسے اعمال اختيار کيے جو صالح هيں اور اسليے نور فطرة کو قائم رکهنے والے اور چمکانے والے هيں ، سو وه اعلى سے اعلى مراتب انسانية تک فائز هوے ، اور هميشه ايسا هي هوگا - اس دوسري جماعت کي بڑي خصوصيت يه هے که انکے عمل صالح کا درخت هميشه پهل ديگا - انکے نتائج حقه کي برکتيں اور نعمتيں کبهي بهي ختم نهونگي - وه اسفل سافلين کي حالت ميں نهونگے که فنا اور هلاکت انپر طاري هو - وه " شجرهٔ خبيثه " نهيں هيں - " شجرهٔ طيبه " هيں - لهذا فرمايا : فلهم اجر غير ممنون !

(اصل تفسير)

اب اصل سورة کي يکجا تلاوت کرو :

و التين و الزيتون ، و طور سينين و هذا البلد الامين -	انجير اور زيتون ، طور سينا ، اور مکه معظمه شاهد هيں که بلا شبه هم نے

مختارات

خواطر فی الاسلام

تاریخ مدنیۂ اسلامیہ کا ایک سرسري دور

اردو زبان میں ابتک کوئي کتاب ایسی نہیں لکھی گئی ہے جسمیں اختصار کے ساتھہ تاریخ اسلام کے مختلف دوروں پر نظر ڈالي گئي هو، اور فلسفۂ تاریخ کے اصول پر ممالک اسلامیہ کے عروج و زوال سے بحث کي گئي هو-

عربي زبان کي جدید مطبوعات میں ایک کتاب " خواطر في الاسلام " هے جسکو عطا حسني بک نامي ایک جدید تعلیم یافته مصري نے تصنیف کیا هے - کتاب کا موضوع تقریباً وهي هے جسکي طرف سطور بالا میں اشاره کیا گیا، البته طرز بحث و نظر زیاده دقیق اور بلند نهیں هے اور به حال عصر کي تمام تصنیفات کا هے - یوں سمجھنا چاهیے که اپنے موضوع میں ایک ابتدائي درجه کي مگر دلچسپ کتاب هے -

پچھلے دنوں مجھے خیال هوا تها که بحالت موجوده اگر اسي کا اردو ترجمه شائع هوجاے تو بهتر هے - چنانچه ایک اهل قلم نے میري خواهش پر اسکا ترجمه شروع کردیا اور اب قریب الاختتام هے - کتاب میں بالترتیب تمام اسلامي دوروں پر نظر ڈالي گئي هے - آجکي اشاعت میں بضمن مختارات اٹھارویں فصل کا ترجمه شائع کیا جاتا هے جو خلافة راشده کے دور کیلیے بطور تمهید کے هے - آینده اشاعة میں انیسویں فصل شائع هوگي اور وهي اصل بحث اور اسلیے زیاده اهم و دلچسپ هے -

فصل هژدهم

اسلامي دور اول

اسلام کا پهلا دور حروب و فتوحات کي رزمگاه هے - مسلمانوں نے جهاد في سبیل الله کے حکم عام پر عمل کیا، اور توفیق الهي اونکي حلیف تهي - اسلیے کوئي قلعه نه تها جو اونکي انگلیوں کے اشاروں پر فتح نه هوا هو، اور کوئي ملک نه تها جس نے اسلامي حرکت سیاسي کے سامنے اپني گردن نه جهکا دي هو -

اسلام وه پهلي سلطنت هے جس نے انسانوں سے انسانیة کیلیے جنگ کي، اور اقوام عالم کو یه جتلادیا که فاتح مسلمان اپنے مغلوب دشمن پر رحم کرتے هیں - اور جب اونکا مقابل تابع و فرمان بردار هو جاے، تو وه اوسکے ساتھه رحیمانه نرمي کے سلوک سے پیش آتے هیں - خواه وه لڑنے سے پہلے صرف رعب اسلام سے مرعوب هوکر اطاعت گذار هوا هو، یا جنگ کے بعد شکست کها کر -

اس سے پہلے یه قاعده تها که جب ایک بادشاه دوسرے پر غالب آتا، تو وه اپنے مقابل کو قتل کر ڈالتا یا اسکو قید کرلیتا تها - اور اسکے ساتھه اوسکے ننھے بچوں اور حجله نشیں شهزادیوں کا بھي وهي حال هوتا جو اونکے بدقسمت بادشاه کا هوتا - مفتوحه جس طرح که کے زمرے کے گھر لوٹ لیے جاتے، اونکي عورتوں کو بھي قید کیا جاتا، اور بچوں کو ظالم فاتح عموماً ته تیغ کر دیتے - یهي آندهي شاهي حرم سرا پر بھي آتي تهي - مورخوں نے بکثرت ایسے واقعات بیان کیے هیں جنکے ذکر سے همارے جسم کانپ اٹھتے هیں اور اونکے سننے سے کان بهرے هوجاتے هیں - اسی طرح یه فتحمند یهي سلوک اوس مقابل کے ساتھه کرتے جو بلا لڑے هتهیار ڈالدیتا اور مطیع و منقاد هو جاتا - نتیجه اِس دشمن میں جو جنگ کے بعد زیر هوا هو اور اس میں جو بغیر جنگ کے مطیع هوگیا هو کوئي فرق نه تها، اور سب کی عزت و ناموس کا خاتمه یکساں طور پر کیا جاتا - ان بیدردوں کو نه تو شهزادیوں کي عصمت دري پر رحم آتا اور نه شهزادوں کی جواني پر -

اس قسم کے واقعات سے هم کتاب کو طوالت دینا نهیں چاهتے - اگر قبل از اسلام کے زمانه پر تم نظر ڈالوگے تو وه اس قسم کے هیبتناک حوادث سے سیاه نظر آئیگا - دولت شرقیه، حکومت رومانیه، اور سلطنت فارس کے عهد پر غور کرو تو معلوم هوگا که اس زمانه کي تاریخ ان هولناک جنگوں کے خون سے رنگي هوئي هے جنمیں یه سلطنتیں مبتلا هوئیں - لیکن همیشه فتح کے بعد انهوں نے اپنے بدقسمت مفتوح حریفوں کو ایسي ایسي وحشت ناک سزائیں دیں که ان پر زمانه ابتک اشک ریز هے اور همیشه رهیگا -

وه مسلمان هي هیں جنهوں نے فتح کا قدم اس حالت میں آگے بڑهایا که هاتهوں میں قرآن اور سر پر لواء اسلام تها - اور اسلیے اسلامي فتوحات کا مقصد سواے اسکے کچھه نه تها که اشاعة کلمۂ عدل و حق هو، اور انسانیة راحت تامه اور سعادت کامله سے مستفید هو - مسلمانوں نے انسانوں کو استبداد کے پنجوں سے چهڑایا، حریت کي روح پرور هوا سے پالا، اور غارتگر دشمنوں سے اسکو محفوظ و مامون رکھا - غرض مسلمانوں کي فتح انسانیة کي خادم تهي - اهل عقل و صاحب سیاسة کیلیے یهي وه عقده تها جسکو اسلام نے حل کیا، اور یهي وه روشن دلیل تهي جس نے ظاهر کردیا که دین حنیف کي وه اعجاز آفریں تاثیر کیا تهي جس نے عالم کے قلوب کو اپني طرف مائل کرلیا تها اور دهشت مزاجوں کو نرم دل اور جهالت کدوں کو مدنیة آباد بنا دیا تها -

اس موقعه پر یه ضروري هے که صرف مدنیة نصرانیة سے بحث کي جاے - لهذا اسکے لیے مثلاً اوس زمانه فترة کو پیش نظر رکھنا چاهیے جو بت پرست اقوام پر غلبۂ نصاری کے بعد سے شروع هوا، اور ظهور اسلام تک رها - یعني سنه ۳۰۶ ع سے (جبکه شاه قسطنطین نصراني هوگیا تها) سنه ۶۲۲ ع تک جو نبي کریم صلی الله علیه و سلم کا سنه هجرت هے - اسوقت شرقي سلطنت کے نصراني تاجدار یا تو مذهب کے سایه میں بر سر حکومت تهے یا خود حکومت مذهب پر سایه افگن تهي - زمانۂ فتره کي تاریخ کلیسا همکو بتاتي هے که عیسائیة اسوقت فساد کي جڑ اور انسانیة کشي کا ٹھکانا تهي جسکے حاملین کا صرف یه کام تها که بعض بعض پر لعنتوں کے تبر برسایا کریں اور قوي ضعیف کو بیرحمي و بیدردي سے قتل کرڈالے جیسا که هم پہلے بتفصیل تحریر کرآے هیں - مشرقي مسیحي سلطنت کي شام، مصر و فارس کي لڑائیاں جو اس قرن

مذہبی اعمال کا ابتک یہ ایک مقدس جزء ہے - انکے تمام مذہبی رسوم میں اسی تیل کو " مقدس تیل " کہا جاتا ہے - روم کے تمام عیسائی پادشاہ جب تخت نشیں ہوتے تھے، تو مقدس تیل انکے سینے پر لگایا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ حضرۃ سلیمان کا اتباع ہے - آجتک تاج پوشی کی رسم میں ایک پیالی روغن زیتون کی بھی رکھی جاتی ہے - قطع نظر ان تمام خصوصیات کے، اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ تمام عرب میں یہ دو چیزیں شام کی مخصوص و ممتاز پیداوار سمجھی جاتی تھیں، اور اسقدر مشہور تھیں نہ بچہ بچہ جانتا تھا - اشارہ کیلیے یہ کافی ہے -

(۳) پس جب تین و زیتون کا اشارہ بھی کسی ملک کی طرف ہونا چاہیے اور وہ شام کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا، تو پھر یہ ظاہر ہے کہ شام کا سب سے بڑا آخری ظہور ق حضرۃ عیسی کی دعوۃ ہے، اور ساتھ ہی یہ سر زمین تمام اسرائیلی انبیاء مجددین کے ظہور کا بھی گھر ہے -

نیز چونکہ اسکے بعد ہی دعوۃ موسوی کی طرف اشارہ موجود ہے، اسلیے ربط بھی یہی چاہتا ہے کہ حضرۃ عیسی کی دعوۃ کی طرف بھی اشارہ ہو -

(۴) سب سے زیادہ یہ کہ تین اور زیتون کی تفسیر سے متعلق صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جو روایات موجود ہیں، ان سب پر مجموعی نظر ڈالنے کے بعد یہی تفسیر مرجح ثابت ہوتی ہے، اور قران حکیم کی سب سے زیادہ صحیح تفسیر وہی ہے جو صحابہ کی تفسیر سے مطابق ہو کہ انکے علوم حامل وحی سے براہ راست ماخوذ تھے -

امام ابن جریر طبری نے تمام روایتیں جمع کردی ہیں - انپر نظر ڈالو - سب سے پہلے حضرۃ کعب کا ایک قول سامنے آتا ہے کہ " التین مسجد دمشق و الزیتون بیت المقدس " تین مسجد دمشق ہے اور زیتون بیت المقدس - پھر حضرت عبد اللہ ابن عباس کی نسبت سے اس قول کی شہرت ثابت ہوتی ہے کہ " الزیتون بیت المقدس " یعنی زیتون بیت المقدس ہے -

لیکن اسکے بعد بعض کبار تابعین کی تصریحات آتی ہیں جنہوں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ " ہو تینکم و زیتونکم " - یعنی تین اور زیتون سے یہی انجیر اور زیتون مراد ہے جو تم استعمال کرتے ہو - اور کوئی چیز مقصود نہیں ہے - حضرۃ حسن، عکرمہ، مجاہد، قتادہ وغیرہ سب نے یہی کہا ہے -

اب ان دونوں تفسیروں کو جمع کرو - جن صحابہ سے اس قول کو شہرت ہوئی کہ تین اور زیتون سے مراد مسجد دمشق اور بیت المقدس ہے، انکا مقصود یہ نہ تھا کہ دمشق کی کسی عمارت کا نام تین ہے اور بیت المقدس کا نام زیتون، بلکہ یہ واضح کرنا تھا کہ تین و زیتون میں اشارہ سر زمین شام کی طرف ہے، کیونکہ وہاں ان دو چیزوں کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے اور یہ اسکے خصائص میں سے ہیں - پس " زیتون یعنی بیت المقدس " سے مطلب یہ تھا کہ زیتون میں اشارہ بیت المقدس کی طرف ہے -

لیکن بہت سے لوگوں کو اسمیں غلطی ہوئی اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ طور سینا کی طرح زیتون بھی بیت المقدس کے کسی پہاڑ کا نام ہے - اور پھر طرح طرح کی مزید تاویلیں اسمیں ہوگئیں - یہ حال دیکھکر بعض اجلۂ تابعین نے غلطی کو دور کرنا چاہا، اور زور دیکر کہا کہ " ہو تینکم و زیتونکم " تین اور زیتون کسی پہاڑ یا ملک کا نام نہیں ہے - وہ یہی انجیر اور زیتون کا درخت ہے جو تم استعمال کرتے ہو - گویا انہوں نے واضح کیا کہ تین و زیتون سے اسکی جاے پیدایش مقصود ہے - یہ نہیں کہ خود اس سر زمین کا نام ہی تین و زیتون ہو -

چنانچہ امام ابن جریر کا بھی قریب قریب یہی خیال ہے - تمام روایتیں جمع کرکے لکھتے ہیں :

و الصواب من القول في ذلك عندنا من قال التين هو التين الذي يوكل و الزيتون هو الزيتون الذي يعصر منه الزيت لان ذالك هو المعروف عند العرب .... الا ان يقول قائل اقسم ربنا بالتين و الزيتون - و المراد من الكلام القسم بمنابت التين و منابت الزيتون فيكون ذالك مذهبا - (جلد ۳۰: ۱۵۴)

اس بارے میں ہمارے نزدیک ان لوگوں کا قول ٹھیک ہے جنہوں نے کہا کہ تین وہی تین ہے جو کھایا جاتا ہے، اور زیتون وہی درخت ہے جس سے تیل نکلتا ہے - کیونکہ عرب میں یہ معروف تھا - اور اس نام کے کسی پہاڑ کو وہ نہیں جانتے تھے - ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کہے کہ اللہ نے تین اور زیتون کی قسم کھائی مگر مقصود اس سے تین و زیتون کی پیدایش کے مقامات کی قسم کھانا ہے - سو اگر یہ کہا جاے تو یہ ایک مذہب ہوگا -

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تین و زیتون سے یہی پھل اور درخت مراد لیتے ہیں، انکو صرف اس سے انکار ہے کہ کسی ملک یا پہاڑ کا نام تین و زیتون نہیں ہے، اور یہ بالکل صحیح ہے - لیکن اس سے وہ انکار نہیں کرتے کہ ان چیزوں سے ان چیزوں کی پیدایش کی سر زمین مراد نہ ہو -

(احسن تقویم)

" احسن تقویم " میں " تقویم " ٹھیک ٹھیک بمعنی **تعدیل** کے ہے - یعنے ہم نے انسان کو بہترین قوام و عدل پر پیدا کیا - **تعدیل** خلقت میں جسم اور فطرۃ، ظاہر و باطن، سب داخل ہیں - اور جو صحابہ و تابعین سے " **فی اعدل خلق** و احسن صورۃ " بکثرت منقول ہے، اور نیز جو صحابہ استقامت صورت و جسم کو پیش کرکے حقیقت تعدیل خلقت کو سمجھانا چاہتے ہیں، ان سب کا مقصود بھی تعدیل فطرۃ ہے اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں - کسی نے کہا کہ انسان کا قد دیکھو، کسی نے کہا جسم کا تناسب دیکھو، کوئی اور آگے بڑھا اور کہا کہ خلقت کی تعدیل معنوی پر بھی نظر ڈالو - تعدیل کا ایک بڑا نمونہ انسان کا قد ہے، اسکی بڑی نمود اسکے تناسب اعضاء و جسم میں ہے، اور پھر اسکی فطرۃ عدل و قوام مستقیم پر پیدا کی گئی ہے - پس سب نے ایک ہی حقیقت کو واضح کیا اور اسکو مختلف تعبیرات سے سمجھانا چاہا -

الہلال کی مکمل جلدیں

آخری فرصت

الہلال کی مکمل جلدیں اب الکل ختم ہوگئی ہیں - صرف دو اور تین جلد کے چند مکمل نسخے باقی ہیں بظاہر امید نہیں کہ پھر دوبارہ مجلدات الہلال طبع ہوسکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخری مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور اگر طلب ہو تو دفتر سے منگوالیں - ہر نسخہ مجلد ہے - مع فہرست مضامین تصاویر - قیمت مجلد آٹھ روپیہ -

بعض جلدیں نا تمام بھی نکل سکتی ہیں - یعنے جن میں ایک یا دو نمبر نہیں ہیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کی ضرورت ہو - وہ طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں ہیں، انکی اور جلد کی قیمت وضع کرلی جائیگی -

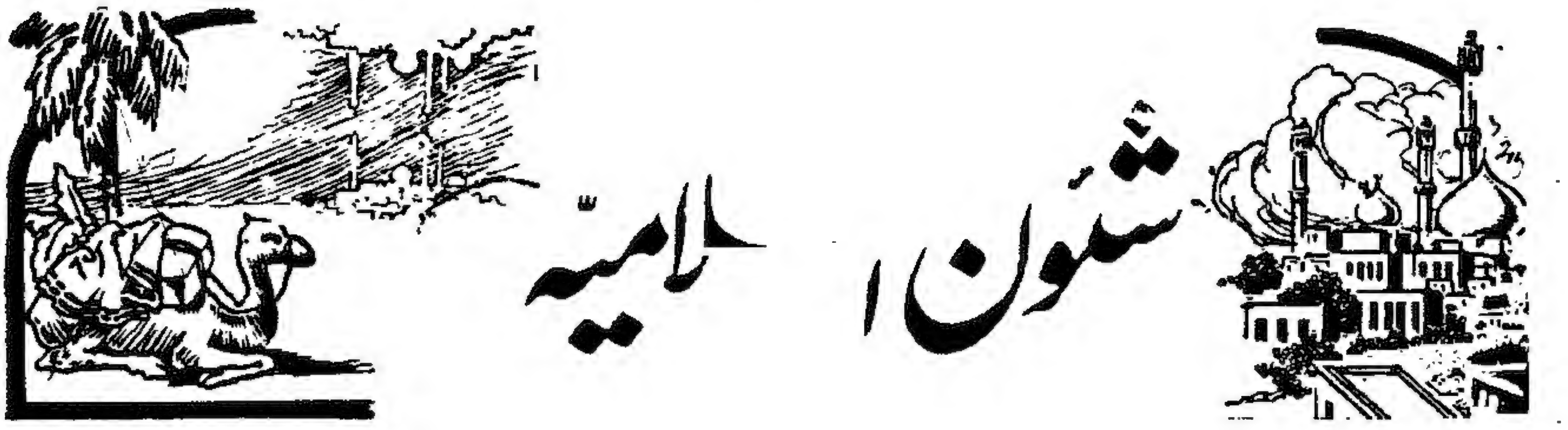

شئون اسلامیّه

جو اپنے اسلاف سے سنتے چلے آے تیے - حضرة ابو بکر صدیق (رض) نے مرتدین سے جنگ کي' اور ان پر فتحیاب هوے - اسطرح تمام جزیرۂ عرب میں تعلیم قران عام هوگئي اور اوس نور الهي کي تنویر سے عرب کا کوئي کنبه خالي نه رها - اپني وفات کیوقت زید بن حارثه کي سیادت میں جس مهم جنگي کو جناب رسول الله صلعم نے شام کي جانب بهیجنا چاها تها' اسکو جناب صدیق اکبر نے بهي شام پر حمله آور هونیکا حکم دیا - اسکے علاوه بلاد فارس کي جانب بهي لشکرکشي کي - یه فوج کشي حضرت ابوبکر کي ناعاقبت اندیشانه یا بلا سوچے سمجهے نه تهي' بلکه کمال احتیاط' کمال حسن تدبیر' اور بهترین طریقۂ سیاسة پر عمل میں آئي تهي' جسکي شهادت ان لشکروں کي فتوحات هیں اور اوراق تاریخ میں موجود هیں - حضرت ابو بکر صدیق نے کلام الهي کو نبي عربي سے پڑها تها' لهذا بایں لحاظ اونکو حکمت قرآني اس دهن مبارک سے عطا هوئي تهي جو سرچشمه حکمت و علوم حقه تها - پس صدیق اکبر کي سیاسة عظیمه اور حکمت عالیه ذرا بهي قابل تعجب نهیں -

انکے بعد عمر فاروق خلیفه ثاني کا دور آیا - اونکي قابل فخر حسن تدبیر' شهرۂ آفاق سیاسة' مایۂ روزگار حکمت و تدبر' بے مثل حکمت عملي نے بهت سے با جبروت سلاطین کا نام صفحۂ دنیا سے محو کردیا' اور زمانه سے یه اقرار کرا لیا که اسوقت اس زمین کي سطح پر عمر فاروق کا کوئي مثل و نظیر نه تها :

مضی الدهور و ما اتین بمثله
و لقد اتی فعجزن عن نظرائه

اگر تم اِس مدنیت کے بادشاه اور حکمت و سیاست کے امام یعني فاروق اعظم کے ایام جاهلیة کے حالات پڑهوگے تو تمکو معلوم هوگا که یهي علم و حکم کا پیکر قبل از اسلام ایک ساده و معمولي بدوي وجود تها جسکي ترقي کي کائنات کل یه هے که وه مویشیوں کا تاجر هے اور اس غرض سے شام و فارس کا گاه گاه سفر کرلیتا هے - مگر اسي وجود نے جب انوار قرآني کو اپنے قلب میں جذب کیا اور رسول الله صلی الله علیه وسلم سے آداب و حکمت الهي کي تعلیم پائي تو عدل و فضل' سیاسة و ریاست' علوم و حکم کي وه آیات بینات ظاهر هوئیں که تمام اهل تحقیق کے نزدیک اونکي کوئي مثال نهیں ملسکتي -

یهي حالت بقیه اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم کي هے که اونمیں سے هر ایک میدان حرب کا بطل' لشکر کا سپه سالار' سیاسة کا امام' اور هدایت کا آفتاب تها - چنانچه حضرت علي' ابو عبیده' سعد بن ابي وقاص' طلحه' زبیر' عباس وغیرهم رضي الله عنهم - اور اکثر صحابه مدنیة فاضله کي بلند ترین منزل میں هیں -

* * *

نسیم شمال

سراج الاخبار افغانیه و مجلة البلاغ هند

و ان کنت لا تدري' فتلک مصیبة
و ان کنت تدري' فالمصیبة اعظم !

بر قارئین کرام پوشیده نیست که مجلة الهلال و البلاغ از اغاز اساعة الی الآن در اقتباس آرا و افکار معاصرین کرام نسبت خودش یک مسلک مخصوصي پیش گرفته' و گاهے از باب تقریظات جرائد و مجلات عصر نقل و اقتباس نه نموده - حتی که جرائد و مجلات شهیرۂ عالم اسلامي علی الخصوص روزنامه هاے آستانۂ علیه و مصر و شام مثل اقدام و ترجمان حقیقت و هلال و سبیل الرشاد و المنار و البلاغ بیروت وغیرها از مرحمت و لطف کریمانه و حسن ظن معاصرانۂ خود شان هرچه درین باب بکرات و مرات نگارش فرمودند' علی سبیل الاشاره هم ازان نقل و حکایت درمیان نه آمد - لاکن این اولین دفعه ست که بر خلاف مسلک قدیم خود از یک جریدۂ شهیرۂ عالم اسلامي بعض سطور را در صفحات البلاغ اقتباس مي کنیم که بطور تقریظ البلاغ تازه نگارش یافته -

این جریدۂ جلیلۂ یگانه سراج الاخبار افغانیه ست که از دار الامارة دولۂ علیۂ اسلامیۂ افغانیه خلد الله تعالی شوکتها و ملکها هر هفته توزیع و نشر' و در اسم محترم خود یک یاد آوري دل افروز و یک تذکار روح پرور اسم سامي و محبوب اعلی حضرة سراج الملة و الدین را داراست' و بدین واسطه مرکز آمال و مطمح انظار و جالب قلوب تمام ملت اسلامیه مي باشد :

و من مذهبي حب الدیار لاهلها
و للناس فیما یعشقون مذاهب

مدیر و محرر این جریدۂ شریفه حضرة ادیب جلیل و فاضل نحریر عالي جناب معالي آداب میرزا محمود طرزي از اجلۂ مشاهیر عصر اند که سالهاے دراز در ممالک عربیۂ اسلامیه علوم و فنون قدیمه و حدیثه را بنهج جدید اخذ و تحصیل' و باز از طلب مخصوص حضرة ملوکي طرف وطن مبارک خود عودت' و مدتها ست که پیوسته در خدمت ابناے وطن' و دعوة و تبلیغ کلمۂ حق و صدق' و نشر و توزیع علوم و فنون' و تدوین مصنفات و ادبیات نافعه' و ترتیب و تحریر جریدۂ محترمۂ سراج الاخبار افغانیه' اوقات گرامي خود را وقف نموده' و بدان واسطه در تمام عالم اسلامي بیرق شهرت و لواء عزت را بر افراشته اند - فطوبی لرجل یعیش و یموت في قوم یعرف اقدار الرجال !

هنگامیکه در سنه ١٩٠۴ عودت فرماے وطن مبارک بودند و از دمشق شام به خاک هند وارد' این فقیر در بمبئي مقیم بود - هنوز آن لمحات گرانمایۂ وقت خود را فراموش نه کرده ام که' از صحبت و ملاقات این فاضل یگانه خوش وقت و سعادت اندوز بودم :

فترة میں ہوئیں، اون نفرت آمیز حالات سے معمور ہیں جو دامن مسیحیت پر سخت بدنما داغ ہیں، اور ہمارا خیال ہے کہ اس ظلم آلود دامن کو دیکھکر عیسائیۃ کی روح اب بھی کانپتی ہوگی، کیونکہ اوس سے انسانیۃ کی روح بھی سخت تلاطم میں ہے - اس زمانہ کے مجوسی سلاطین اور نصرانی ملوک بالکل یکساں ہیں - اگر کوئی مدعی امتیاز اچھے برے واقعات کی تلاش کریگا تو ان دونوں میں کوئی فرق نہیں بتاسکتا - جس بیرحمی کے کارنامے مجوسیوں کی تاریخ حملہ آوری میں موجود ہیں، وہی ظالمانہ حوادث مسیحی حملوں میں بھی نظر آتے ہیں -

اور اگر ایسا ہوا تو اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں - اسلیے کہ نصرانیۃ اس دنیا کیلیے نہیں ہے بلکہ صرف عاقبت کیلیے ہے - جیساکہ خود مسیح علیہ السلام نے فرمایا " میری سلطنۃ اُس جہان میں ہے "

اِس زمانہ فترة میں گذشتہ تمدن کے تاجدار اور علوم قدیمہ کے وارث روم و فارس تھے، لیکن باوجود اس تفوق کے وہ خود ہمجیۃ و وحشت میں غرق تھے، اور وہ شرمناک حرکتیں اُن سے صادر ہوتی تھیں جن سے انسانیۃ بیزار ہے -

عرب قرن فترة میں بالکل جاہل اور عالم بدویۃ میں تھا - اوسمیں مدنیۃ کی بو تک نہ تھی اور تمدن سے قلم سے بھی واقف نہ تھا - اسی طرح وہ اُس علم و فلسفہ سے بھی جاہل تھا جو روم میں پھیل چکا تھا - اہل عرب کی صنعت یہ تھی کہ وہ مویشیوں کو چراتے تھے اور چراگاہوں کیلیے لڑتے تھے - انکی تجارتی کائنات صرف یہ تھی کہ کچھہ سوداگران عرب، فارس اور شام کے بازاروں میں اچھے جانوروں کو فروخت کرکے وہانکی تھوڑی سی دولت حاصل کرلیا کرتے تھے - اور انکی مثال بعینہ ایسی تھی جسطرح کہ آج بعض عربی سوداگر قاہرہ کی شاہراہوں پر کبھی کبھی جانوروں کو بیچتے نظر آجاتے ہیں -

انھی بدوی عربوں نے جب ذکاوت و عقل کی منزل میں قدم رکھا تو نہایت قلیل وقت میں انکی وہ حالت ہوگئی جو ہم کو صحابۂ کرام کی زندگی میں نظر آتی ہے - سیاست ملکی میں انکا حزم و احتیاط، تسخیر ممالک میں انکی حسن تدبیر، فتح بلاد میں انکا اسوۂ حسنہ، اور شہروں کی آبادی و زینت میں انکا ولولۂ مدنیۃ اپنی آپ نظیر ہے -

آج تمام عالم جاپان کی ترقی سے حیرت زدہ ہے اور اُس کے موجودہ ارتقاء نے عقول عالم کو حیرت میں غرق کردیا ہے - لیکن اسکی ترقی کا زمانہ بھی پینتیس سال ہے، اور ان اسباب کی بنا پر ہے جنکو زمانہ کے انقلاب نے اسوقت پیدا کردیا ہے، اور انپر غور کرنیکے بعد جاپان کی ترقی میں کوئی غرابت و حیرت باقی نہیں رہتی -

انیسویں صدی میں تمدنی وسائل علمی اسباب کی طرح اسقدر بکثرت موجود ہیں کہ جلد سے جلد وہ قوم جو بدویۃ و توحش میں غرق ہے، تمدن و علوم کا آفتاب بن سکتی ہے - یورپ و امریکہ میں تعلیم عام ہے، مدارس کی کثرت نے ہرکس و ناکس، شہری و دیہاتی کیلیے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں -

جب جاپان کی منجمد سطح متحرک ہوئی اور اسکے تخت حکومت پر گذشتہ بیدار مغز بادشاہ جلوس فرما ہوا تو اس نے جوشیلے لائق جاپانیوں کا ایک لشکر عظیم مرتب کیا، اور یورپ و امریکہ میں تحصیل علوم و فنون کی غرض سے اسکو بھیجا - نیز اپنے ملک میں بڑے بڑے مدارس قائم کیے، اور یورپ و امریکہ کے فاضلوں کو بلاکر انکا پروفیسر مقرر کیا، ساتھہ ہی پارلیمنٹی حکومت کی بنیاد ڈالی - ایسی حالت میں کوئی عجیب بات نہیں اگر ایک جاہل قوم تیس سال کے اندر ایک بڑی قوی قوم بن جاے -

لیکن اگر ہم عرب کی تاریخ کو پڑھیں اور اسکی جہالت سابقہ کو سامنے لائیں، تو کوئی چیز بھی سواے اسلام کے ایسی نظر نہیں آتی جو اہل عرب کے اسلامی تمدن کی معاون ہوتی، اور ان کو مدنی و علمی ترقی کی طرف حرص دلاتی، یا عمرانیۃ کے جذبہ کو پیدا کرتی - بلکہ اسکے برعکس اونمیں ظہور اسلام سے پہلے بدویانہ درشت مزاجی موجود تھی، اور جاہلانہ جنگ و جدال رات دن کا مشغلہ تھا - تربیت مویشی اونکی دین و دنیا تھی، اور حفظ نسب و بلاغۃ و فصاحت فطری کائنات علمی - مگر اسلام کے بعد انکی حالت میں ایک نا قابل فہم انقلاب ہوگیا - دنیا کا امن و امان انھی کے ذات سے وابستہ ہوگیا - انھوں نے وہ علم حاصل کیا اور اوس صداقت کی پرستش کی، جس نے علم ہندسہ، الجبرہ، طبعیات، کیمیا، تاریخ وغیرہ تمام اون علوم سے بے نیاز کردیا جنکی ایک فاتح لشکر اور سیاسی جماعت کو سخت ضرورت ہوتی ہے - اسباب ظاہر کے لحاظ سے بغیر اون فنون و علوم کے فتح و نصرت اور حکومت و سیاست محال ہے، مگر انھوں نے محال کو واقعہ بنا دیا - وہ علم کیا تھا اور وہ صداقت کونسی تھی؟ وہ صرف قرآن اور اوسکے حقائق و معارف تھے، جنکو اہل عرب نے نبی امی صلعم کی مقدس زبان سے سنا، اور اونکی مردہ رگوں میں برقی قوۃ کیطرح وہ تعلیم کام کرگئی - وہ حقانیت کا ایک نور تھا جس نے تمام عرب کو ایک ہی جلوہ میں بیخود کردیا، اور عرب کے بدوی و وحشی فخر روزگار ہوگئے -

پس عرب کے اسلامی انقلاب کو اس نظر سے نہ دیکھو کہ ایک نئی قوم پیدا ہوگئی، بلکہ اس لحاظ سے دیکھو کہ تمدن و حکمت کو کس جذبے نے پیدا کیا؟ گذشتہ متمدن قوموں نے تبدریج تمدن و علوم کو حاصل کیا اور پھر دنیا کی رزمگاہ میں در آے - آج ہمارے سامنے جاپان ہے جس نے یورپ سے تمدن و علم کو اخذ کیا اور کامیابی کے ساتھہ مشہور ہوگیا - مگر عربوں کے پہلے دور میں کوئی تمدنی سرچشمہ ایسا نہیں ملتا جس سے انھوں نے فائدہ اٹھایا ہو - صرف دین اسلام کا ظہور اور قرآن مجید کی تعلیم تھی جو انکو ملی - اور بغیر علوم و تمدن کو اخذ کیے ہوے انھوں نے تمدن و عمران، مساوات و امن، اور تعمیر و سلام کے ایسے تیس سال پیدا کردیے جنکی نظیر نہ تو دنیا کے قدیم تمدنوں میں ملتی ہے اور نہ جدید تمدن میں -

تمام عالم میں ایک متنفس بھی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، ایسا نظر نہیں آتا جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ یہ سب کچھہ ثمرہ اونہی انوار الہیہ کا نہ تھا، جو نبی کریم صلعم پر نازل ہوے - بلکہ اس صدی میں اکثر ایسے معترفین پیدا ہوگئے ہیں جنکو صاف صاف اقرار ہے کہ عربستان کے نبی امی ہی نے اس موجودہ تمدن کی حرکت پیدا کی تھی، اور وہ اسلام ہی ہے جس نے دوبارہ مدنیۃ کو زندہ کیا - اور اس لحاظ سے بلاشک و شبہہ نبی عربی کا وجود رحمۃ للعالمین ہے - چنانچہ اکثر عقلاء فرنگ اور محققین یورپ نے یہ تصریح کردی ہے کہ اگر اسلام ظاہر نہ ہوتا اور بلاد معمورۂ عالم سلاطین روم و فارس کی عنایتوں کے دست نگر رہتے تو عمرانیۃ مٹ جاتی، شہر اجڑ جاتے، اور علوم و فنون کا لاشہ کبھی کا تڑپکر ٹھنڈا ہوگیا ہوتا - جو شخص صفحات تاریخ پر تحقیق و تدقیق کی نظر ڈالیگا وہ اسکو ایک قول صادق اور عقیدہ راسخہ پائیگا -

جب ہم جناب ابو بکر صدیق (رض) کی طرف دیکھتے ہیں جو رسول اللہ صلعم کے بعد خلیفہ ہوے، تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اونھوں نے سیاست کا وہ مستحکم ستون قائم کردیا تھا، جسکو مدارس سیاسیہ کے بڑے بڑے ماہر بھی نہیں قائم کرسکتے - ملک رانی کے بہترین اصول سے آپ واقف تھے، سطوت و سیاست کے پوشیدہ طریق آپ پر منکشف ہوگئے تھے - حالانکہ اسلام سے پہلے صدیق اکبر بھی دیگر ابناء عرب کی طرح بدویانہ زندگی رکھتے تھے - پس اگر قرآن شریف نازل نہ ہوتا تو اہل عرب علوم و فنون، معاشرت و معاملات اور تاریخ سیاست سے بالکل جاہل رہتے - سواے اون چند روایتوں کے

انسان کي حياة صالحه

اور اوسکي طبعي عمر

سلسلة الاصلاح والافساد کي ايک مختصر صحبت

دنيا معدوم تهي ، وجود ميں آئي ، پهر معدوم هوجائيگي ، نباتات ، حيوانات ، معدنيات ، کا وجود صفحهٔ هستي پر نه تها ، خدا نے ان کو پيدا کيا ، اور وهي ايک دن ان کو اوٹهه بهي ديگا ، دنيا کے نشيب و فراز مٹ جائينگے ، اور خدا اور خدا کے فرشتے ايک هموار ميدان ميں کهڑے هوکر انسان کے اعمال فاسده و صالحه کا جائزه لينگے :

کلا اذا دکت الارض دکا	جب زمين چور چور کردي جائيگي ،
دکا و جاء ربک والملک	اور تمهارا پروردگار اور اوسکے فرشتوں کے
صفا صفا (فجر : ۲۲)	پرے کے پرے آ جائينگے -

اعمال صالحه و اخلاق فاضله کے قائم رکهنے کيليے ذوق فطري ديا گيا ، پيمانه عام قائم کيا گيا ، خير و شر کي حد بندي کردي - ليکن کيا تمهارے اعمال اس قانون الهي سے آزاد هيں؟ نهيں ! تمهارے اعمال ، تمهارے اخلاق ، تمهارے فضائل بهي دنيا کي اور چيزوں کي طرح معدوم تهے - قوت صانعه نے انکو پيدا کيا ، مگر زمان و مکان کے لحاظ سے ان ميں بهي ايک سلسلهٔ وجود و عدم جاري هے -

جسطرح دنيا کي ايک عمر هے ، اشخاص کي ايک محدود زندگي هے ، اقوام کے موت و حيات کي ايک مدت هے - يهي حال تمهارے فضائل و مناقب کا بهي هے - حضرت آدم کا سلسله نسب قيامت تک قائم رهيگا مگر بني آدم کا حسب چار پشتوں سے زياده نهيں چل سکتا - ايک شخص جد و جهد کرکے فضائل کا اکتساب کرتا هے ، علوم سيکهتا هے ، حکومت کي بنياد ڈالتا هے - مذهب کا سنگ بنياد رکهتا هے ، اوسکا بچه اس جد و جهد کا ذکر اوسکي زبان سے سنتا هے ، اوسکے اعمال کو ديکهتا هے - باپ مرجاتا هے ، اور وه اونهي طريقوں پر عمل کرتا هے جن پر باپ نے عمل کرکے يه بنياد قائم کي تهي ، ليکن ديوار ميں ذرا سا شگاف هوجاتا هے ، کيونکه باپ حصول محاسن کا موجد تها ، يه مقلد هے ، اور مقلد و مجتهد کا فرق ظاهر هے - دو پشت اسطرح گذر جاتي هے اور شرف خانداني قائم رهتا هے - تيسري پشت شروع هوتي هے ، اور يه سلسلهٔ خاندان صرف آبا و اجداد کي سني سنائي باتوں کي تقليد کرتا هے ، اسليے شگاف ميں اور زياده وسعت پيدا هوجاتي هے - پهر چوتهي پشت شروع هوتي هے ، اور مغرور انسان آباء و اجداد کے فضائل اور جد و جهد کا مرقع زريں ديکهتا هے اور يقين کرليتا هے که اب يه وراثت دائمي هے ، جد و جهد اور عمل حق کي کوئي ضرورت نهيں - جب قلعه مستحکم هوگيا تو پهر فوج کي کيا حاجت هے ؟ پس وه هاتهه پانوں توڑ کے بيٹهه جاتا هے ، يه حال ديکهکر محرکات و وسائل عمل بهي اسکو چهوڑ ديتے هيں اور کسي دوسرے خاندان کا هاتهه پکڑ ليتے هيں - وه خاندان ان آلات و اسلحه کو ليکر اوٹهتا هے ، اور قلعه فتح کرليتا هے - ديوار دهم سے گر پڑتي هے ، اور چار پشت کے بعد اعمال صالحه کا گهرانا عموماً دوسري جگهه منتقل هوجاتا هے -

اگرچه بهت سے خاندانوں کا شرف اس سے زياده مدت تک قائم رهتا هے ، اور بهت سے خاندان اس سے پہلے بهي برباد هو جاتے هيں ، ليکن معلوم هوتا هے که اعمال صالحه کي متوسط عمر يهي هے - قرآن حکيم اور حديث و تاريخ سے بهي اسکي تائيد هوتي هے :

ليس على الذين آمنوا	جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح کيا ،
و عملوا الصالحات جناح	اونپر کوئي گناه اوس چيز کيليے نہيں هے
فيما طعموا اذا ما اتقوا	جسکو اونهوں نے کهايا ، جبکه تقوی
و آمنوا و عملوا الصالحات	اختيار کيا ، ايمان لاے ، اور عمل
ثم اتقوا و آمنوا ثم اتقوا	صالح کيا ، پهر تقوی اختيار کيا اور
و احسنوا والله	ايمان لاے ، پهر تقوی اختيار کيا اور
يحب المحسنين -	احسان کيا ، اور خدا احسان کرنے
(مائده : ۹۴)	والوں کو دوست رکهتا هے -

ايمان و عمل صالح کے بعد ايک درجه قائم هوگيا ، اسکے بعد خدا نے تين بار تقوی و ايمان و احسان کي هدايت کي ، اسليے يه چاروں درجے مکمل هوگئے - چوتهے درجه پر احسان کا حکم ديا که عمل صالح کي تکميل احسان هي هے -

خدا نے اگرچه ان مراتب اربعه کو چند متعين اشخاص کے ساتهه محدود کرديا هے ، ليکن يه قرآن حکيم کا عام انداز هے که باپ کے اعمال کو اولاد کي طرف منسوب کر ديتا هے ، اسکے بعد کے تينوں مراتب نيچے کي پشتوں کے ساتهه تعلق رکهتے هيں - حديث شريف ميں آنحضرت نے حضرت يوسف عليه السلام کے مناقب کا ذکر ان الفاظ ميں فرمايا هے :

انما الکريم ، ابن الکريم ،	شريف ، شريف کا بيٹا ، شريف کا
ابن الکريم ، ابن الکريم	بيٹا ، شريف کا بيٹا ، يوسف بن
يوسف بن يعقوب -	يعقوب هے -

يعني آپ نے کرم کا انحصار چار پشتوں ميں کيا ، جسکا مقصد يه هے که حضرت يوسف کے خاندان نے شرافت کي کامل مدت کو پورا کرليا ، اور يهي چار پشتوں کي مدت اوسکي آخري سرحد هے -

ايک بار نوشيروان نے نعمان سے کها " کيا عرب ميں کوئي قبيله سب سے ممتاز هے ؟ " اوس نے کها هاں ! نوشيروان نے وجه فضيلت پوچهي - نعمان نے جواب ديا : جس خاندان ميں تين سردار متصل هوتے چلے آئيں ، پهر چوتهے کي باري آے ، تو تمام قبيلے ميں وه خاندان ممتاز خيال کيا جاتا هے - نوشيروان نے اس خاندان کو طلب کيا تو آل حذيفه بن بدر الفزاري نے شرافت کي يه آخري سند پيش کي - اگر سلاطين عالم کے خاندانوں پر نگاه غائر ڈالي جاے تو وه بهي اسکي تائيد کرينگے ، اور خلافت راشده کا دور تو اسکي واضح مثال هے :

خير القرون قرني ثم الذين	بهترين زمانه ميرا زمانه هے پهر وه
يلونهم ثم الذين يلونهم -	لوگ جو اسکے بعد آئينگے پهر وه
	جو اس کے بعد -

آنحضرت صلی الله عليه و سلم نے چوتهے دور کا ذکر نهيں کيا که فتنه و فساد کا زمانه قابل ذکر نهيں -

عموماً اقوام کي عمر ، اشخاص سے زياده ممتد هوتي هے - يهي حال اخلاق و فضائل کا بهي هے - اشخاص اور اشخاص کے ساتهه اونکے محاسن زندگي بهي چلے جاتے هيں ، ليکن قوم باقي رهتي هے ، اور اوسکے ساتهه اوسکي اخلاقي روح بهي قائم رهتي هے - پس اگر هم اپني اخلاقي زندگي کو ترقي دينا چاهتے هيں ، تو همکو اپنے تمام اعمال صالحه کو جمهوريت کے قالب ميں ڈهال دينا چاهيے - اسلام کے قالب ميں فطرتاً يه روح موجود تهي ، اسليے اوسکے تمام قواے طبعي ايک مرکز پر جمع هوکر جسم کو حرکت ديتے تهے ، ليکن امتداد زمانه نے اس مرکز کو اپني جگه سے هٹا ديا ، اسليے شخصيت نے جمهوريت کي جگه لے لي اور خلافت نے حکومت کي صورت اختيار کرلي ، جب تک بدن ميں قوت تهي مرض کے نتائج علانيه محسوس نهيں هوے ، ليکن جب جسم کي قوت ميں اضمحلال پيدا هوا تو دفعتاً ظاهر هوگئے - دنيا نے ديکهه ليا که مرض نے رطوبت غريزي کو خشک کرديا هے ، اور حرارة اصليه کا چراغ بجهه گيا ، اوسوقت خدا کا فرشته پکارا - ظهر الفساد في البر و البحر بما کسبت ايدي الناس - رطوبت اگرچه خشک هوگئي هے ، حرارت اگرچه بجهه گئي هے ، مگر جسم باقي هے ، اور وه پهر اسي معجون مرکب سے توانائي حاصل کرسکتا هے -

تذکرت ایاما مضت و لیالیا
خلت ' فجری من ذکرهن دموعي
الا ' هل لنا یوماً من الدهر عودة
و هل لي الی وقت الوصال رجوع ؟
و هل بعد اعراض الحبیب وصل
و هل لبدور قد افلن طلوع ؟

اما معلوم نیست که آن طرف چه طور است ؟

اینکه هرگز فرامشت نه کنم
هیچت از بنده یاد مي آید ؟

بلکه باید گفت :

بهر تو شنیده‌ام سخن ها
شاید که تو هم شنیده باشي !

همین تذکرهٔ و یادآوري یک صحبت رفتهٔ قدیم بود که از مطالعه تقریظ البلاغ با جگرے پر از خون و دلے پر از اضطراب تازه گشت ' و یک تقریب مخاطبهٔ و معادثهٔ صدیق قدیم انگاشته بے اختیار این چند کلمات از خامه حسرت نگار تراوش یافته -

و الآن یضیق صدري ولا ینطلق لساني :

و من بعد هذا ما یدق بیانه
و ما کتمه احظی لدید و اجمل

انما اشکوا بثی و حزني الی الله و اعلم من الله ما لا تعلمون !

و ان کنت لا تدری فتلك مصیبة
و ان کنت تدری ' فالمصیبة اعظم !

وهو الذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ' و ینشر رحمته ' و هو الولي الحمید !

* * *

معاصر محترم ممدوح در شمارهٔ ۱۰ ماه روان به عنوان تقریظ مي نگارد :

(البلاغ)

" البلاغ " نام یک رسالهٔ فواید اسالهٔ اسلامیه است که در تحت ریاست تحریري ادیب فاضل ' و لبیب کامل ' وطن پرور غیور ' و افاظ فصیح و بلیغ مشهور هند ' جناب مولانا ابو الکلام صاحب آزاد در هر پانزده روز یک بار بکمال زینت و زیبائي اشاعت و انتشار مي یابد - مسلك و مقصد اعظم این رسالهٔ بلاغت تولم از نام نامي این روز نامهٔ گرامي بخوبي ظاهر و آشکار ست - چنانچه علاوه بر معاني که ازاں مراد و مفاد یگانهٔ تبلیغ احکام اسلام و ترغیب به حفظ و ترتیب قوانین منیف شرع شریف حضرت خیرالانام علیه السلام اخذ و استنباط میشود ' مطلب و مقصد فصاحت و بلاغت آن نیز مفهوم و معلوم میگردد - طرز تحریر و شیوهٔ تحریر این جرید فریده خیلي مرغوب و پسندیده است - چنانچه اصل هر واقعه و هر بحث و بیان را از آیات بینات قرآن عظیم الشان اخذ و استناد مي نماید -

جناب مولانائے موصوف در خصوص رنگیني عبارات ' و سنگیني کلمات ' و متانت ' الفاظ و لغاتی که در حین تقریر و اثنائے تحریر خود شان بی تکلفانه استعمال مي فرمایند ' در همگنان معروف ' و در خلق و ایجاد مضامین جید و عناوین جدید طبع عالي شان به حیثیت یک موجد و مخترع در عالم اسلامي تسلیم میشود -

قبل ازین " الهلال " نام یک رسالهٔ معتبر دیگری که طرز تحریر و نهج تقریر و وضع تقطیع و ترکیب آنرا رسالهٔ مفاسد ازالهٔ " البلاغ " عیناً پیروي و تعقیب میکند ' نیز در تحت مدیریهٔ جناب فاضل مشار الیه در عرصهٔ ادبیات رونق افزای عالم مطبوعات مي گردید ' ولی پیش از مدت ده ماه بنا بر بعضی اشکالات مالی و اشتغالات کثیرهٔ مدیر عرفان تخمیز خود به توقیف و تعطیل مجبور شد - و دریغا در مدت مدید شایقان دیدار و عاشقان گفتار خود را در انتظار مبتلا داشت - تا بتاریخ اول محرم سنه ۱۳۳۴ در عوض آن شمارهٔ نخستین رسالهٔ " البلاغ " الغرا در معرض طبع و انتشار آمده ' عالم علم و ادب را یک رونق تازه و یک طراوت بی اندازهٔ بخشید - و بدینصورت دلوب همهٔ هواخواهان و جمیع مشترکین " الهلال " را به جبههٔ ملاحت شبهٔ خود حظ و سرور فوق العادهٔ عطا فرموده ' بلطافتهای صوري و لطافتهای معنوي خود گرویده و مجلوب ساخت - و درین خصوص ذات جناب مولانا ابو الکلام خیلی شایان تمجید و تحسین میباشد - علاوه بر اخلاق حمیده و اوصاف پسندیدهٔ مانند حب دین و وطن و جوش اسلامي که مولانا و بعضي از امثال شانرا در قطعهٔ هندوستان به آن شهرت حاصل است ' صفت اعجاز کلامي و فصاحت و بلاغت بیاني و عبور علوم دینیه تنها از صفات ممتاز و مخصوصیتی است که حق سبحانه تعالی خاص به ایشان عطا فرموده و ادبیات زبان اردو را به آن عروج و ترقی داده است - انسان اگر مجلدات " الهلال " را در زیر نظر دقت و مطالعه بگیرد ' بے شبهه در مقابل جودت تحریر و تقریر و جیادت مفهوم و معناي آن محو و حیران خواهد ماند - و از آنجا قوت سحر نگاري و جادو زباني صاحب و مدیر انرا اندازه و تخمین خواهد توانست - حقیقتاً جناب مولانا در مسلک خود یک شیوهٔ احسن و یک اصول بسیار مستحسنی را که نظیر آن کمتر یافته میشود از پیش گرفته تعقیب مي کند -

رسالهٔ مصورهٔ " البلاغ " بلحاظ صورت و معنی از جراید برگزیده و ممتاز اردو زبان قطعهٔ وسیعهٔ هندوستان است ' و هیچ اخبارے نیست که بقواعد مخصوصه و اصول موضوعهٔ وے که برائے خود اخذ و انتخاب نموده ' دعوی همسري نماید - در لطافت و پاکیزگي خود یگانهٔ جریدهٔ است که در همهٔ هندوستان بطبع میرسد - یکی از خصوصیات لازمهٔ آن اینست که بحروف " تایپ " و تصاویر بسیار زیبا و مهمي مطبوع و مزین مي گردد - قیمت سالیانه آن تنها ۱۲ روپیه انکلیزي و شش ماههٔ آن ۶ روپیه و ۱۲ - آنه میباشد ' و حجمش هم گاهی از ۲۴ صحیفه کمتر نمیشود - مجلدات رسالهٔ مصورهٔ " الهلال " که قبل ازین اشاعت مي یافت ' نیز هر یک به قیمت ۷ روپیه انکلیزي در ادارهٔ علیهٔ " البلاغ " در کلکته بفروش میرسد که همهٔ آنها به اعتبار صفائي تصاویر کثیره و استفادهٔ ارباب ذوق شایان مطالعه و لازم خریدنست - ما همهٔ اهالي وطن عزیز خود را که بزبان اردو کم و بیشی آشنائي دارند و یک شوق و لذت علمي را مالک باشند ' به اشترای مجلدات " الهلال " و اشتراک رسالهٔ " البلاغ " ترغیب و تحریض داده مي گوییم که مطالعهٔ این چنین آثار مفیده برائے ایشان باعث بسی استفاده و توسیع معلومات و تولید عزائم و همم است -

" سراج الاخبار افغانیه " رفیق معزز و محترم خود " البلاغ " را بکمال فرحت و مسرت استقبال و پذیرائي مي کند ' و همواره بتمام کامیابي و موفقیت اشاعت آنرا در تحت مدیرت جناب کمالات مآب فضیلتمند مولانا ابو الکلام آرزو دارد ' و همهٔ عالم اسلام را بشارت میدهد که الحمد لله در هندوستان نیز بعضی چنین نواقی وجود دارند که بکمال فعالیت مدافعهٔ دیني را نموده با همهٔ موجودیت خود شان بر حفظ حرارت اسلامي درین قوم و ملت خود کوشش ورزیده ' آنرا از شر و ضرر نجات و رستگاري میدهند " زاد الله تعالی امثالهم "

البلاغ :

سخن طرازي و دانش هنر نظیري نیست
قبول دوست مگر نالهٔ حزین گردد !

ایک [illegible] شخص نے گهاس خریدي ' وه حضرت سلمان کو نهیں پهچانتا تها [illegible] سمجه کر [illegible] گهاس لاددي - وه راستے سے گذرے تو لوگوں نے کها آپ کے بدلے هم اٹها لیتے هیں ' اسنے پوچها یه کون هیں ؟ لوگوں نے بتایا که یه رسول الله کے صحابي هیں ' اسنے معذرت چاهي ' مگر اُنهوں نے کها که میں نے تو یه نیت کرلي هے که اُسکو تمهارے گهر تک پهونچاؤنگا -

ایک دفعه وه فوج کے امیر هوکر گئے ' فوج کے نوجوانوں کے پاس هوکر گذرے تو اُن سبهوں نے اُنکي هنسي اڑائي - ایک شخص نے کها آپ سنتے هیں ؟ اُنهوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو ' خیر و شر کا فیصله قیامت کے دن هوگا -

وه اگرچه مدائن کے امیر تهے ' لیکن جب کبهي نکلتے تو لوگ کهتے " کرک آمد کرک آمد " وه پوچهتے که یه کیا کهتے هیں تو لوگ کهتے که یه سب آپ کو گدڑیے سے تشبیه دیتے هیں - لیکن وه اُن سے درگذر کرتے -

لیکن باوجود اس زهد اور حلم و انکسار کے اُن میں رهبانیت کا شائبه تک نه تها ' اور صرف یهي نهیں که خود رهبانیت سے بچتے ' بلکه دوسروں کو بهي اس سے بچانے کي کوشش کرتے - حضرت ابوالدرداء سے رسول الله نے اُن کي مواخاة کرائي تهي - ایک دن حضرت ابو الدرداء کي بي بي نے اُن سے شکایت کي که وه رات بهر تو نماز پڑهتے هیں اور دن کو روزے رکهتے هیں (یعنے میرا حق ادا نهیں کرتے) اسلیے حضرت سلمان فارسي نے وه رات وهیں بسر کي - جب ابو الدرداء نماز کو اُٹهے تو اُنهوں نے روک لیا - صبح هوئي تو کهانا تیار کروایا ' اور جب تک ابوالدرداء نے روزه نه افطار کر لیا ' وهاں سے نه ٹلے - ابو الدرداء رسول الله کي خدمت میں حاضر هوے تو آپ نے فرمایا : سلمان تم سے زیاده عالم هیں ' اعتدال کے ساتهه عبادت کرو -

(منــاقــب)

حضرت سلمان کو زهد ' عبادت ' حلم و انکسار ' اور اخلاق حسنه کي وجه سے وه درجه حاصل تها ' جو اکثر صحابه کو حاصل نه هوا هوگا - رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم نے فرمایا هے که جنت تین شخصوں یعني حضرة علي ' عمار ' اور سلمان کي مشتاق هے - (رضي الله عنهم) - حضرت عائشه فرماتي هیں که سلمان کو رسول الله سے وه قربت حاصل تهي که قریب تها که هم لوگوں پر غالب آ جائیں - حضرت علي (رضي الله عنه) فرماتے هیں که سلمان کو علم اول کا علم حاصل هے - وه ایک ایسا دریا هیں جو کبهي خشک نهیں هوسکتا ' وه اهل بیت میں سے هیں - حضرت عبد الله بن عمر کا وظیفه ساڑهے تین هزار اور حضرت سلمان فارسي کا چار هزار تها - لوگوں نے حضرت عمر سے پوچها که ان کو امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت هے ' جو انکا وظیفه زیاده مقرر کیا گیا هے ؟ حضرت عمر نے فرمایا : سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول الله کے ساته شریک هوے ' اُن میں ابن عمر نهیں شریک هوے -

(وفــات)

حضرت سلمان فارسي کي وفات کا واقعه بهي نهایت عجیب هے - جب اُنکي موت کا وقت آیا تو اُنهوں نے اپني بي بي سے کها که جو چیز میں نے چهپا رکهي هے - اُسکو اٹها لاؤ - وه مشک کي ایک تهیلي اُٹها لائیں - حضرت سلمان فارسي نے پیالے میں پاني منگوایا اور مشک کو اُسمیں حل کردیا - پهر بي بي سے فرمایا : اسکو میرے اِرد گرد چهڑک دو ' کیونکه میرے پاس ایک ایسي مخلوق آنے والي هے جو خوشبو کو بهت پسند کرتي هے ' اور کهانا نهیں کهاتي (ملائکه) اور دروازه بند کرکے تم نیچے چلي جاؤ - اُن کي بي بي نے تعمیل حکم کرکے تهوڑي دیر تک باهر ٹهري تهیں که اُنهوں نے ایک نهایت آهسته آواز سني - جاکر دیکها تو اُنکا وصال هوچکا تها -

مواعظ و خطب

سورهٔ کریمهٔ ماعون

(از مولانا خواجه عبد الحي - سابق پروفیسر میرٹهه کالج)

دولت کے کرشمے بهي عجیب و غریب هیں - ایک مجسمهٔ شیطنت اور ملعونیت ' ایک پیکر فسق و فجور انسان ' زریں لباس زیب تن کیے هوے تمهاري مجلس میں آ جاتا هے - اُس کا ایک ایک فعل ' ایک ایک حرکت اخلاق انساني کو توڑنے والي ' اور نظام عالم کو درهم برهم کرنے والي هوتي هے ' مگر سونے کا چمکدار تهیلا سب کي آنکهوں کو خیره کردیتا هے اور تمام حاضرین سر بسجود هوکر " انت الهنا " پکارنے لگتے هیں - اسکي تمام برائیاں نیکیاں بن جاتي هیں ' اسکے تمام نقائص محاسن و فضائل میں بدل جاتے هیں ' اور وهي فساد و شیطنت کا پتلا ' معبود و مطلوب هر بو الهوس بن جاتا هے - دولت کے یه کرشمے هیں ' تم ان کو روزمره مشاهده کرتے هو ' مگر تم ان سے نصیحت و عبرت حاصل نهیں کرتے - یمرون علیها و هم عنهـا معرضون -

دولت اپنے ساتهه خوبیاں بهي لیکر آتي هے اور برائیاں بهي ' قرآن حکیم مال جمع کرنے سے تمکو نهیں روکتا بلکه مختلف مقامات پر اس کو " خیر " سے تعبیر کیا هے مگر اسکے یه معني نهیں هیں که اسکے اندر عیب نهیں ' قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے هر ایک بحث کي تنقیح کرتا هے ' اسکے محاسن و فضائل ظاهر کرتا هے ' اسکے عیوب و مفاسد کو کهولتا هے ' اور پهر بتلا دیتا هے که صراط مستقیم کیا هے ؟

بخل ایک نهایت هي مذموم و قبیح شے هے ' جسوقت کسي قوم سے مالي و جاني قرباني کا ماده جاتا رهتا هے ' وه قوم تباه هو جاتي هے ' اور زنده قوموں میں شمار هونے کے قابل نهیں رهتي -

سورهٔ صف میں فرمایا : هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ' تومنون بالله و رسوله و تجاهدون في سبیل اللـه باموالکم و انفسکم ' ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون - آؤ تمهیں وه تجارت نافع بتائیں جس کا یقیني اور قطعي نتیجه یه هو که عذاب الیم سے نجات مل جاے ' وه تجارت وحید صرف یه هے که الله و رسول پر سچے سچے ایمان لے آؤ اور مال و جان کو حق کي راه میں قربان کرو - حقیقت یه هے که اگر تمهیں ذرا بهي علم هوگا تو تم دیکهه لوگے که اس میں تمهارے لیے بڑي هي خیر و برکت هے -

پهر اس قرباني کو زیاده واضح ' نتیجه خیز ' اور موثر بنلانے کي غرض سے سورهٔ توبه میں فرمایا : قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مسٰکن ترضونها ' احب الیکم من الله و رسوله و جهاد في سبیله فتربصوا حتی یاتي الله بامره ' والله لا یهدي القوم الفسقین - مسلمانو ! اگر تمهارے باپ ' بیٹے ' بهائي ' عورتیں ' برادري ' وه مال جو تم نے کمایا هے ' وه سوداگري و تجارت جسکي کساد بازاري کا تمهیں ڈر هے ' وه مکانات جو تمهیں بهت هي مرغوب هیں ' اگر ان میں سے ایک چیز بهي تمکو زیاده عزیز هے الله سے اپنے رسول سے اور پهر اسکي راه میں قرباني کرنے سے ' تو یقین کرو که تمهارے لیے الله کي رحمت و مغفرت کا دروازه بند هوگیا هے - بس اب تم الله کے آخري فیصله کا انتظار کرو اور اس بات کا یقین کرو که خداے حکیم و عالم بد اخلاقوں کي کبهي رهنمائي نهیں کرتا -

غور کرو ' که اس جاني و مالي قرباني سے بهاگنے کا نتیجه هے جو اوپر بیان کیا گیا ' اب ایسي قوم کي هدایت کا دروازه مقفل

اُسوهٔ حسنه

تربيت يافتگان عهد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضي الله عنه

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوي)

(۲)

(غزوات)

بدر و احد كي لڑائياں جس وقت واقع هوئيں ' حضرت سلمان فارسي غلامي كي حالت ميں تهے ' اسليے مجبوراً شريک نهو سكے - بدل كتابت ادا كركے جب وه آزاد هوگئے تو غزوهٔ خندق پيش آيا ' اور يه پهلي لڑائي تهي جس ميں وه شريک هوے - اسكے بعد تمام لڑائيوں ميں عام طور پر شريک هوتے رهے - غزوهٔ خندق ميں حضرت سلمان فارسي هي كے مشوره سے خندق كهودي گئي تهي - اسكے كهودنے كے ليے انصار اور مهاجرين ميں غالباً مسابقت كا خيال پيدا هوگيا تها - چونكه حضرت سلمان فارسي نهايت قوي آدمي تهے ' اس بنا پر آنكے متعلق انصار و مهاجرين ميں حجت هوئي - انصار كهتے تهے سلمان هم ميں سے هيں ' اور مهاجرين آنكو اپني طرف كهينچتے تهے - حضرت سلمان فارسي كي فضيلت اس سے زياده كيا هوسكتي هے كه جناب رسول الله نے اس جهگڑے كو ان الفاظ ميں چكا ديا كه :

سلمان منا اهل البيت سلمان همارے اهل بيت ميں سے هيں -

غالباً كسي مذهب كے باني نے ايک اجنبي غلام كو اسقدر عزت نه دي هوگي كه اسكو اپنے اهل بيت ميں شامل كرليا هو - يه مساوات اسلام هي نے قائم كي تهي اور يه اسيكا خاصهٔ لازمي هے -

(اخلاق و عادات)

حضرت سلمان فارسي بيحد حليم ' منكسر المزاج ' قانع ' رحم دل ' زهد پيشه ' اور فياض طبع تهے - بيت المال سے آنكو چار هزار درهم ملتے تهے - ليكن وه آنكو تقسيم كرديتے تهے ' اور خود اپنے هاتهه كي كمائي پر بسر كرتے تهے - وه جس زمانے ميں مدائن كے امير تهے ' كهجور كي چٹائياں وغيره بناكر معاش پيدا كرتے تهے - چنانچه كچهه لوگ آنكي طرف گذرے اور يه حالت ديكهكر كها : آپ تو يهاں كے امير هيں ' اور آپ كو بيت المال سے بهي وظيفه ملتا هے ' پهر آپ ايسا كيوں كرتے هيں ؟ آنهوں نے كها : ميں اپنے كسب كا مال زياده پسند كرتا هوں - بعض روايتوں ميں هے كه آنكا وظيفه پانچ هزار تها ' اور وه تيس هزار آدميوں كے حاكم تهے - ليكن اس حالت ميں بهي وه لكڑياں چن لاتے تهے ' اور آنكے پاس صرف ايک عبا تهي جسكا آدها حصه بچهاتے تهے اور آدها پهنتے تهے - جو وظيفه ملتا تها آسكو تقسيم كرديتے تهے ' اور كماكر گذر اوقات كرتے تهے - آنهوں نے اپنے ليے كوئي مكان نهيں بنايا تها ' جهاں كسي كا گهر مل جاتا ' اسكے سايه ميں پڑ رهتے تهے - ايک مرتبه حذيفه (رض) نے آن سے كها هم آپ كے ليے گهر كيوں نه بناديں - انهوں نے فرمايا كيا مجهے بادشاه بنانا چاهتے هو ؟ كيا ميرے ليے ويسا هي گهر بناؤگے جيسا كه تمهارا مدائن ميں هے ؟

آنهوں نے كها نهيں ' هم تمهارے ليے بانس كا گهر بنائينگے ' اور آسكي چهت نيچي هوگي ' وه اسقدر پست هو گا كه جب تم كهڑے هوگے تو تمهارا سر آس سے لگ جائيگا ' اور اس قدر تنگ هو گا كه جب سونا چاهوگے تو تمهارے پهلو اسكے دونوں كناروں سے مل جائينگے - آنهوں نے كها اب تم نے ميرے دل كي بات كهي -

امارت اور حكومت سب كو عزيز هے ' ليكن حضرت سلمان (ض) زهد كي وجه سے اسكو هميشه مكروه سمجها كيے ' ايک بار آن سے اس كا سبب پوچها گيا تو فرمايا :

حلاوة رضاعتها و يعنے اسكے دودهه كي شيريني اور اسكے
مرارة فطامها - دودهه چهوڑنے كي تلخي اسكا سبب هے -

عمر بهر كسي سے سوال نهيں كيا ' زكوة و خيرات كے مال كهانے سے اسقدر بچتے تهے كه ايک مرتبه آنكے غلام نے درخواست كي كه مجهے مكاتب بنا ديجيے - آنهوں نے فرمايا : تمهارے پاس كچهه مال هے - اسنے كها نهيں - آپ نے كها پهر يه كيونكر هو گا ؟ اسنے جواب ديا كه ميں لوگوں سے سوال كر كے يه مال ادا كردونگا - آپ نے فرمايا كيا مجهے لوگوں كا دهوون كهلانا چاهتے هو ؟

وه زهد و قناعت كي وجه سے معمولي سے معمولي سامان كو بهي وبال جان سمجهتے تهے - وه جب مرض الموت ميں مبتلا هوے تو سعد بن ابي وقاص آنكي عيادت كو آے ' حضرت سلمان آنكو ديكهكر رونے لگے - آنهوں نے كها رونے كي كوئي وجه نهيں ' رسول الله آپ سے بهت خوش تشريف ليگئے - آپ قيامت كے دن اپنے ساتهيوں سے مليںگے اور حوض كوثر پر رسول الله سے بهي ملاقات هوگي - حضرت سلمان نے فرمايا : خدا كي قسم ميں موت كي گهبراهٹ يا دنيا كي طمع سے نهيں روتا - ليكن رسول الله نے وصيت كي تهي كه تمهاري معاش ايک مسافر كي زادراه سے زياده نه هوني چاهيے - حالانكه همارے آس پاس يه سانپ هيں !

جس سامان دنيا كو انهوں نے سانپ كا خطاب ديا تها ' وه صرف ايک پياله اور لوٹے كے سوا كچهه نه تها -

حضرت سلمان فارسي كا توكل اور آنكي قناعت عام طور پر مشهور تهي - يهانتک كه بعض صحابه نے آنكي وفات كے بعد خواب ميں بهي توكل و قناعت هي كو ديكها -

عبد الله بن سلام كا بيان هے كه ميں ايک روز دوپهر كے وقت سويا هوا تها ' مجهے نيند آگئي تو سلمان آے اور سلام كيا ' ميں نے سلام كا جواب ديا ' اور پوچها كه تم نے كيسا گهر پايا - انهوں نے نهايت عمده - توكل اختيار كرو كيونكه توكل نهايت عمده چيز هے - اور اس جمله كو بار بار دهراتے رهے -

رحمدلي كي يه كيفيت تهي كه اپنے غلاموں سے دو كام لينا كبهي نهيں گوارا فرماتے تهے - ايک دفعه ايک شخص آنكے پاس آيا ' وه اس وقت آٹا گونده رهے تهے - اس نے كها آپ كا خادم كهاں هے ؟ آپ نے فرمايا هم نے اسكو ايک ضرورت كے ليے بهيجا هے ' هم نے پسند نهيں كيا كه اس پر دو كاموں كا بار ڈالا جاے -

حلم و خاكساري كا تو وه گويا مجسم نمونه تهے - وه مدائن كے امير تهے - ايک مرتبه نكلے تو ايک شخص بانس كا بوجهه ليے جاتا تها اس سے انكے جسم ميں خراش آگئي ' وه رک گئے اور پلس آكر اس كا بازو هلاكر كهنے لگے : جب تک جواني كا لطف نه اٹهالو خدا تم كو زنده ركهے -

ايک مرتبه ايک شخص شام سے انجير كا گٹها ليے آتا تها ' اس نے حضرت سلمان فارسي كو ديكها تو انكے بدن پر صرف ايک چهوٹي سي عبا تهي ' اسكو چونكه يه معلوم نه تها كه مدائن كے حاكم يهي هيں اسليے اسنے بلا كر كها كه يهاں آو - يه بوجهه اٹها ليچلو - حضرت سلمان كو بوجهه ليجاتے هوے لوگوں نے ديكها تو اس سے كها كه تو يهاں كے گورنر هيں - اسنے كها مجهے كيا معلوم تها ؟ حضرت سلمان نے فرمايا جب تک اسكو تمهارے گهر تک نه پهونچادونگا هرگز نه اتارونگا

مدارس اسلامیہ

جامع ازهر

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوي)

چوتھي صدي کے وسط میں جبکه اخشیدي سلطنت کا الوالعزم فرمان روا کافور فوت هوچکا تھا اور اسکي جگه احمد بن علي بن الاخشیدي تخت مصر پر بٹھایا گیا تھا ' تو احمد بن علي اپني کم سني کي وجه سے سلطنت کا بار نه اٹھا سکا اور اسکا چچا زاد بھائي حسین بن عبد الله اسکي طرف سے منتظم سلطنت قرار پایا - جعفر بن الفرات ان دنوں وزیر اعظم تھا - احمد جو اصلي وارث تاج و تخت تھا اور جسکو اخشیدي سلطنت کا سچا درد هوسکتا تھا وہ کم سن تھا ' اوروں کو بقاے سلطنت کی کیا پروا هوسکتي تھي ؟ اُنکي کوشش صرف ذاتي کامیابیوں تک محدود رهي - نتیجه یه هوا که سلطنت کے تمام ارکان مضمحل هوگئے - امرا کی غفلت سے مداخل مخارج سے کہیں بڑھگئے - فوجوں کے مقررہ تنخواهوں میں روز بروز کمي هونے لگي - آخر فوج کے ایک دسته نے اصلاح سلطنت سے نا امید هو کے المعزلدین الله کو جو اُن دنوں افریقه کا بادشاہ تھا ' لکھا که " تم آؤ مصر پر حمله کرو هم تمهاري مدد کرینگے " معز نے یه نوید جانفزا سنتے هي ابوالحسن جوهر بن عبد الله کي زیر امارت ایک فوج مصر کي طرف روانه کردي - اخشیدي سلطنت کي طرف سے بھي مقابله کے لیے فوج بھیجي گئي - ۱۱ - شعبان سنه ۳۵۸ میں دونوں فوجوں کا مقابله هوا ' مگر جو سیلاب پھیل چکا تھا ' وہ اب کسي کے روکے کب رک سکتا تھا ؟ کچھه دنوں تک تو مصري فوج برابر کا جواب دیتي رهي ' مگر آخر اسکے پاے استقلال کو لغزش هوئي اور شکست فاش کھائي -

دوسرے دن جوهر اپني کامیاب فوج کے ساتھه بڑے جاہ و جلال سے مصر میں داخل هوا اور امن عام کا اعلان کیا - جب فاطمیین کو ملک مصر پر پورا اقتدار حاصل هوچکا ' تو اُنکو خیال پیدا هوا که اس فتح کي یادگار میں ایک نیا شهر آباد کرنا چاهیے جو بني فاطمه کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے - یه فوري تحریک بهت جلد قوت سے فعلیت میں آگئي ' اور اُسي سال سنه ۳۵۸ میں یه شهر آباد هوگیا جسکا نام فتح کی مناسبت سے المنصوریه رکھا گیا - لیکن جب سنه ۳۶۲ میں خلیفه فاطمي المعزلدین الله نے قیروان کو چھوڑ کر مصر کو دارالخلافت بنایا تو خلیفه کے نسبت سے اسکا نام القاهرة المعزیه رکھا گیا - اب صرف " قاهره " زبانوں پر رهگیا هے -

اُس زمانه کي رسم یه تھي که جب کوئي نیا اسلامي شهر بسایا جاتا تو تبرکا وهاں پہلے مسجد کي بنیاد ڈالی جاتي تھي - چونکه فاطمیین شیعه تھے ' اسلیے اهل سنت کي مسجد میں خطبۂ خلافت دینا نامناسب خیال کرتے تھے - ان وجوہ سے جوهر نے روز شنبه ۲۴ جمادي الاولی سنه ۳۵۹ کو اُس مسجد کی بنیاد ڈالي جسکي قسمت میں آگے چلکر جامع ازهر هونا تھا - دو برس کي متواتر جانفشانیوں کے بعد سنه ۳۶۱ میں اسکي عمارت طیار هوگئي - اسکا نام فاطمیین نے سیدة النساء فاطمة الزهراء کي طرف منسوب کرکے جامع ازهر رکھا - اسکي وسعت اور صرف کثیر کا اندازہ اس سے هوسکتا هے که اسکي صرف ایک قطار میں ۷۶ ستون سنگ مرمر کے تھے -

سنه ۷۰۲ میں ایک سخت زلزله آیا جسکے صدمه سے جامع ازهر کي کچھه دیواریں گرپڑیں - سالار نامي ایک امیر نے پھر نئے سرے سے تعمیر کرائي - سنه ۱۱۶۷ میں امیر عبد الرحمن کتخدا نے نصف جدید عمارتوں کا اس پر اضافه کردیا جنمیں صرف سنگ مرمر کے ۵۰ ستون تھے - اگر متعلقات جامع کو بھي شمار کرلیا جاے تو ازهر کے کل ستون کي مجموعي تعداد ۳۷۵ هوگي -

اگر تم قدیم عمارت کي جو فاطمیین کي یادگار هے ' سیر کرنا چاهوگے تو تمهیں اندر جانے کے لیے تین دروازے ملینگے - اندر پهونچکر تم کو معلوم هوگا که یه مسجد چاروں طرف سے گھري هوئي هے ' اُسکي اندروني سطح سنگ مرمر سے مزین هے ' جس پر کوفي خط میں قرآن شریف کي آیتوں کا طغرا هے - جدید و قدیم دونوں عمارتوں کے دو حصے هیں - ایک چھت هے جس میں لکڑي کي کڑیاں هیں اور اُن میں بڑی دیدہ ریزي سے نقش و نگار بنائے گئے هیں - دوسرا پتھر کا کھلا صحن هے جس میں طلبا ایام گرما میں شب کو سوتے هیں - پہلے اس میں دس محرابیں تھیں جن میں سے اب صرف چھه رهگئی هیں - مگر ان محرابوں میں صرف دو مشهور هیں - ایک کا امام شافعي المذهب هے اور دوسرے کا مالکي - کل مسجد میں صرف ایک منبر هے جس پر کھڑے هوکر امام جمعه اور عیدین کا خطبه پڑھتا هے - اذان دینے کے لیے پانچ بهت بلند منارے هیں جن پر چڑھکے موذن اذان کہا کرتے هیں - جامع ازهر کی ایک عجیب و غریب رسم یه هے که یهاں موذن اندھے مقرر کیے جاتے هیں تاکه مناروں پر چڑھتے وقت پرده نشیں گھروں کي پرده دري نه هو - جب موذن اذان کہنا چاهتے هیں تو ایک بار " المیقـاتي " کا نعرہ بلند کرتے هیں - اس آواز کو سنکر اور مسجدوں کے موذن بھي اذان کے لیے طیار هو جاتے هیں -

مقریزي کے کلام سے ایسا معلوم هوتا هے که موسم حج میں اِن مناروں پر کثرت سے روشني کي جاتي تھي جس سے ساري مسجد بقعۂ نور بن جاتي تھي - اس جلوۂ نور کے حسن منظر کا اس سے اندازہ هوسکتا هے که خلفاے فاطمیین نے صرف اسکي سیر دیکھنے کي غرض سے ایک قصر بنایا تھا -

دولة فاطمیه جب اپني زندگي کے دن پورے کر چکي اور ایوبیه خاندان کا سب سے بڑا پردرش مصر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب مصر پر قابض هوا تو اس نے شیخ صدر الدین بن درباس شافعي کو مصر کا قاضي القضاة مقرر کیا - شوافع کے هاں چونکه ایک شهر میں دو جگه نماز جمعه نهیں هوسکتي ' اسلیے جامع ازهر کے بدلے جامع حاکمي میں نماز جمعه هونے لگي ' کیونکه یه مسجد ازهر سے زیادہ وسیع تھي - تقریباً سو برس تک جامع ازهر میں نماز جمعه موقوف رهي - جب سلطان ظاهر سنه ۶۵۸ میں مصر کا حکمراں هوا تو اس نے شافعي قاضي کو اس خدمت سے سبکدوش کرکے اسکي جگه ایک حنفي قاضي القضاة مقرر کیا ' جس نے ازهر میں پھر جمعه پڑھنے کي اجازت دیدي ' اور جب سے آج تک برابر یهاں نماز جمعه بڑے شان و شوکت سے ادا کي جاتي هے -

(مدرسة الازهر)

چونکه یه مقدس عمارت مذهبي شان کے ساتھه دولة فاطمیه کی یادگار تھي ' اسلیے جب کوئي شخص مصر پر نیا حکمراں هوتا ' تو وہ کچھه نه کچھه مذهبي خلوص یا بقاے نام کي غرض سے اُن عمارتوں پر اضافه کرتا جاتا جو گذشته سلاطین کے نام زندہ کر رهي تھیں - کسي نے دارالاقامة ' کسي نے حمام ' کسي نے باورچي خانے بنوادیے - چنانچه اسوقت جامع ازهر کي وسعت ۱۲۲۵۰ گز هے - یهاں کا هر کمرہ جسکو ازهر کی اصطلاح میں رواق کہتے هیں ' متوسط وسعت کا هوتا هے ' جس میں دو تین الماریاں بھي هوتي هیں - مختلف ممالک اسلامیه کے لیے یهاں الگ الگ دارالاقامة هیں ' اور اُنکا مهتمم جسکو ازهر کي زبان میں شیخ کہتے هیں ' الگ هوتا هے ' اور اسکا

هوجاتا هے ' وہ مغضوب و ملعون هوجاتي هے اور خدا کي لعنت کا آهني طوق اسکي گردن میں پڑجاتا هے ' پھر دنیا میں کون هے جو الله کے ذلیل کیے هوے کو عزت دے ؟

بخل اگرچه تم ابتدا میں صرف مال کے لیے کرتے مگر اس کا فساد عظیم جان کے عزیز هونے تک پهنچ جائیگا ' اور خدا کے راسته میں دکھه اٹھانا بھي تمھارے لیے ، شکل ترین امر هوجائیگا -

قرآن حکیم نے اسي بخل کو لیا ' اور ایک مستقل سورۃ میں اسکے نتائج کو واضح کیا :

ارئيت الذي يكذب بالدين ' فذلك الذي يدع اليتيم ولا يحض على طعام المسكين -

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس کو اتنا بھي یقین نہیں که اسکو کسي نه کسي دن اپنے اعمال کا خود جوابدہ هونا پڑیگا ' اور اگرچه زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا هے ' مگر اسکے اعمال اسکے اس اقرار کي تکذیب کر رهے هیں ؟ جو شخص یتیموں کي ذرا بھي پروا نه کرے بلکه جب وہ اپني حاجات اس دولتمند شخص کے پاس لیکر آویں تو انکو دهکا دیکر نکالدے - تو کیا اس عمل قبیح سے یه ثابت نہیں هوا که اس کو قیامت پر ذرا بھي یقین نہیں ؟ اسکے ساتھه تو اسکے اعمال جائینگے نه که مال و دولت - مگر حقیقت یه هے که اسکو وهم و گمان بھي نہیں که هر شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا هے - خیر اسکو بھي جانے دو ' اگر یه نه سہي تو کم سے کم اتنا تو هوتا که دوسروں هي کو نیکي کي ترغیب دیتا ' مگر اس بدبخت کي حالت عجیب هے که اوروں کو بھي مساکین و فقرا کي خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا - اسکے یه تمام اعمال و افعال صاف صاف اعلان کر رهے هیں که اسکو قیامت سے قطعي انکار هے ' ورنه کیا اتني معمولي نیکي سے بھي گریز کرتا ؟

یه وہ جماعت هے جسکے پاس مال هے ' دولت هے ' اور وہ الله کے راسته میں خرچ نہیں کرتي ' بلکه اسکو خزانوں اور کوٹھریوں میں مقفل کرکے بند رکھتي هے ' ان کي بعینه وهي حالت هے جو یہودیوں کي تھي : والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم - يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون - جو لوگ سونا اور چاندي ' مال اور دولت ' جمع کرکے خزانوں میں جمع کرتے هیں اور غربت و افلاس کے خوف سے الله کے راسته میں خرچ نہیں کرتے ' تو انکو عذاب الیم کي خوشخبري سنادو - اس مال کو جهنم کي آتش میں گرم کرکے ان کے ماتھے ' ان کے لبوں ' اور ان کے پشتوں پر داغ دیا جائیگا - اسوقت انسے کہا جائیگا که یهي وہ مال و متاع زندگي هے جو بیحد مرغوب و محبوب هونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے ' دیکھو یه اس گاڑنے اور جمع کرنے کا نتیجه هے -

رسول الله صلي الله علیه و سلم کو ایک مرتبه جهاد کیلیے روپیه کي ضرورت تھي - آپ نے مسجد میں جاکر خطبه دیا اور صحابه رضی الله عنهم سے فرمایا کھجور لاؤ -

حضرت عمر رضی الله عنه گھر سے کھجور لیکر دربار نبوت میں حاضر هوے - یه اس وقت امیر تھے ' رسول الله صلی الله علیه و سلم نے فرمایا : تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور همارے لیے کیا لاے ؟

حضرت عمر نے عرض کیا : تمام مال جمع کیا ' نصف حضور کي خدمت میں پیش کردیا اور نصف اپنے اهل و عیال کیلیے رکھه آیا هوں -

اب حضرت ابو بکر رضی الله عنه حاضر هوتے هیں - یه اس زمانه میں غریب تھے - رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابوبکر سے دریافت فرمایا : همارے لیے کیا لاے ؟ اور گھر میں کیا چھوڑا ؟ عرض کیا : جو کچھه گھر میں موجود تھا سب کچھه جمع کرکے لے آیا هوں اور گھر میں الله اور اسکا رسول هے -

دنیا نے دیکھه لیا که ان قربانیوں نے کیا نتائج پیدا کیے ' اور جس وقت مسلمانوں میں یه جذبه قدرت پیدا هوجائیگا اسکے نتائج دوبارہ دیکھه لیجئے -

ان تین آیتوں میں ارباب مال و دولت کي تصویر کھینچ دي جب وہ انفاق في سبیل الله سے گریز کریں - اس کے ساتھه اب ان لوگوں کي طرف توجه دلائي جاتي هے جو نماز تو پڑھتے هیں مگر در اصل اسکے مقصد حقیقي کا ذرا بھي خیال نہیں کرتے :

فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤن ويمنعون الماعون - جو لوگ نماز پڑھتے هیں ' چاهیے تھا که نماز انکے اندر تمام وہ خصائص پیدا کردیتي جو نماز کے اصل مقاصد هیں ' مگر هم دیکھتے هیں که جاني قرباني تو کجا ' مالي قرباني سے بھي گریز کرتے هیں ' معمولي روز مرہ کے استعمال کي چیزیں تک لوگوں کو دینے سے انہیں انکار هے - ایک عالم سے اتنا نہیں هو سکتا که اپني کتابیں دوسرے کو پڑھنے کیلیے عاریتاً دیدے ' ایک طالب علم یه نہیں کرسکتا که اپنے قلم و دوات سے دوسرے کو نفع پہنچاوے ' ایک عورت میں اتني قدرت بھي نہیں پیدا هو سکتي که اپنے برتن دوسري پڑوسن کو استعمال کے لیے دیدے - جب نماز پڑھتے هیں ' اور نہایت خشوع و خضوع کا اظهار کرتے هیں ' تو بڑي لمبي نمازیں هوتي هیں ' پیشاني پر سجدہ کا نشان پڑ جاتا هے ' مگر قرباني کا اتنا مادہ بھي پیدا نہیں هوتا - پس افسوس ایسے نمازیوں کیلیے - وہ نماز کي اصل حقیقت کو بھول گئے - وہ نماز سے بالکل غافل هیں ' وہ محض لوگوں کو دکھلانے کي غرض سے نماز پڑھتے هیں - الله کیلیے انکے پاس کچھه نہیں هے !

اس چھوٹي سي سورۃ میں قدوس حق نواز نے بخل کي حقیقت کو واضح کردیا هے که اسکے سبب قومیں تباہ ' ملتیں برباد ' اور مذاهب نا پید هوجاتے هیں - اب یه بخل خواہ ارباب دولت میں پیدا هو جس کو تم آساني سے سمجھه سکتے هو ' خواہ ان عابدان گوشه نشین میں پیدا هو ' جو کنج عزلت میں بیٹھکر ادعاء زهد و عبادت کرتے هیں ' نمازیں پڑھتے هیں مگر بے سود ' سجدے کرتے هیں مگر لا حاصل ' دعائیں مانگتے هیں مگر قبول نہیں هوتیں -

حقیقت یهي هے که ابتدا میں قوموں کے اندر مالي قرباني کا جذبه پیدا هوتا هے ' جب اسمیں کامل و مکمل هوجاتي هیں تو پھر جاني قرباني کا حکم هوتا هے - اسي جگه دیکھو ' سورہ ماعون میں بخل کي مذمت بتلائي تا که بخل سے بچیں ، اور الله کے راسته میں مال خرچ کریں - ایک مدت تک جب اس پر عمل هوتا رها ' قوم مالي قرباني کیلیے ایک حد تک تیار هوگئي تو پھر سورہ کوثر نازل هوئي جسمیں جاني قرباني پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کا ایک هي نتیجه بھي بتا دیا : ان شانئك هو الابتر

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پہلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ هے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا هے -

(وظـــائف)

يهاں طلبا كو دو قسم كے وظائف دیے جاتے هيں - اول ماهانه نقد٬ دوم سامان خورو نوش - دونوں قسم كے طلبا كي ايک خاص تعداد هے جن سے زائد كو مدرسه وظيفه نهيں ديتا جب تک اسميں سے كوئي جگه خالي نهو - كهانے ميں هر طالب علم كو زياده سے زياده چهه روٹيوں تک لينے كا اختيار هے - ازهر كا مذهبي اقتدار ديكهو كه عمائد مصر خود تبركاً اپنے ليے ازهر سے روٹياں مقرر كراتے هيں - طلبا كي اس مالي امداد كي تعداد كم سے كم ۲ قرش يعني ۵ آنه ٬ اور زياده سے زياده سو قرش ماهانه يعني پندره روپيه دس آنه هے - اس وقت جامع ازهر ميں تين هزار وظيفه خوار طلباء هيں -

(اخـــلاق)

چونكه جامع ازهر كے طلبا مختلفه مذاهب كے هيں اور مختلف ممالک كے باشندے هيں٬ اسليے اُنكے اخلاق و عادات پر كوئي ريمارک نهيں كيا جاسكتا - عموماً وهاں كے طلبا كے وهي اخلاق و عادات هيں جو هندوستان كے عربي خواں طلبا كے همين نظر آتے هيں -

(مدرسين)

جـامـع ازهــر ميں دو قسم كے علما هيں٬ ايک وه جو سنه ۱۲۸۸ ھ سے (جس سے ازهر كا دور جديد شروع هوتا هے) پہلے كے هيں٬ اِن كي تعداد روز بروز كم هوتي جاتي هے - اس وقت اُنكي تعداد اُنسٹهه هے - دوسرے وه علما هيں جنكا تعلق ازهر سے اسكے بعد شروع هوا هے - ان دونوں قسم كے علما كي تعداد بحيثيت درجات حسب ذيل هے :

مدرسين درجه اول	۷۲
مدرسين درجه دوم	۷۳
مدرسين درجه سوم	۱۱۰

مدرسين درجه اول كو اختيار هے كه وه جو علم اور جو كتاب چاهيں پڑها سكتے هيں٬ كسي قسم كي روک ٹوک نهيں هے - درجه دوم كے علما صرف صرف و نحو كي متوسط كتابيں پڑها سكتے هيں - درجه سوم كے اساتذه چهوٹي چهوٹي كتابيں پڑهاتے هيں - درجه ثاني و سوم كے مدرسين اگر درجه اول ميں آنا چاهيں تو اونكو درجه اول كي مدرسي كا امتحان دينا هوگا - خود مجلس انتظاميه بهي ترقي دے سكتي هے - بشرطيكه اُنكي قابليت و وسعت معلومات كا جوهر مجلس پر ظاهر هوگيا هو - به لحاظ اختلاف مذاهب مدرسين كي تقسيم حسب ذيل هے :

حنفي	۷۲	شافعي	۱۰۰
مالكي	۷۷	حنبلي	۲

(تنخواه)

حساب و جغرافيه و رياضي وغيره پڑهانے كيليے بيس اساتذه اور هيں٬ پس تمام اساتذه كي مجموعي تعداد ۲۷۲ هوئي - ان اساتذه كي تقسيم بحيثيت تنخواه ماهانه يه هے :

	روپيه	آنه	پائي
درجه اول	۲۳	۲	۰
درجه ثاني	۱۵	۱۰	۰
درجه ثالث	۹	۱۱	۶

يه نقشه صرف اُن اساتذه كي تنخواه كو بتلاتا هے جو دور جديد كے بعد مقرر كيے گئے هيں - دور جديد سے پہلے كے علما كے مشاهرے اِن سے زياده هيں - مدرسين كو خورو نوش كے سامان كي تكليف نهيں دي جاتي٬ مشاهره كے علاوه كهانا اور رهنے كے ليے كمرے بهي ديے جاتے هيں٬ جهاں ضروريات زندگي كے سامان موجود رهتے هيں -

(لباس)

ازهر ميں ايک رسم يه بهي هے كه خديو كي طرف سے علما كو سالانه پوشاكيں ملتي هيں٬ اور اب كپڑوں كے بدلے اُنكي قيمت هي ديديجاتي هے - مدرسين كي بوجه اختلاف ملک و ملت كوئي خاص پوشاک نهيں هے٬ مگر عموماً سب عربي لباس زيب بدن كرتے هيں - البته جديد تعليم يافته اساتذه جو حساب و جغرافيه كي تعليم ديتے هيں٬ فرنچ ڈريس پهنتے هيں -

مدرسين سركاري كميٹيوں اور مجامع عامه ميں ايک خاص وضع كي پوشاک پهنتے هيں٬ جسكو مصر كي زبان ميں "كساوى تشريفيه" يعني عزت كا لباس كهتے هيں - يه لباس حكومت مصري اُس شخص كو بهي بطور خلعت كے ديتي هے جو كوئي خاص علمي قابليت ركهتا هے -

(اعـــزاز)

علماے ازهر پر سلطنت كا بهت كم دباؤ پڑتا هے - مصر ميں كيا كيا انقلابات نه هوے - فاطميين٬ ايوبيين٬ چراكسه٬ دولة عثمانيه كي يكے باديگرے سلطنتيں قائم هوئيں٬ مگر ازهر جس شان سے پہلے تها اب تک اُسي شان سے قائم هے - اب بهي سياست كا اثر علماے مصر پر بهت كم هوتا هے - اُنكو ايک حد تک آزادي نصيب هے٬ اسي ليے خواص و عوام اُنكو نگاه عزت سے ديكهتے هيں - شيوخ ازهر جب سوار هوكر بازاروں ميں نكلتے هيں٬ تو دوكاندار اُٹهه اُٹهه كر تعظيم كرتے هيں اور ركاب كو بوسه ديتے هيں - جب شروع شروع يهاں ريل جاري هوئي هے تو سعيد پاشا نے علما كے ليے كرايه معاف كرديا تها - اب بهي نصف كرايه ليا جاتا هے - ازهر كا ايک قانون يه بهي هے كه جب كوئي مدرس انتقال كرتا هے تو اُسكي تنخواه اُسكي اولاد پر تقسيم كركے اُنهيں ازهر ميں جبري تعليم دلائي جاتي هے -

(تعليم و تدريس)

جامع ازهر كي علمي زندگي كي ابتدا سنه ۳۶۵ سے هوتي هے جبكه دولة فاطميه كو مصر پر قبضه كيے هوے آٹهه سال گذر چكے تهے - چونكه سلطنت كا مذهب اسوقت شيعه تها٬ اسليے صفر سنه ۳۶۵ هجري كو قاضي علي بن نعمان نے جامع ازهر ميں شيعي فقه پر املا كيا٬ اور اب وه كتاب كي صورت ميں موجود هے جسكا نام الاقتصار هے - جب تک فاطميه دولت رهي٬ يهاں شيعي فقه كا درس هوتا رها - جمعه كو خود امراے سلطنت اور خليفۂ فاطمي درس كي شركت سے مشرف هوتے تهے - دولت فاطميه كي اُس شاهانه توجه كو ديكهكر جو معقولات و رياضي كي طرف ملتفت تهي٬ به قرينۂ غالب معلوم هوتا هے كه ازهر ميں علوم عقلي و رياضي كي بهي تعليم هوتي هوگي - دولت فاطميه كے علمي خزانه ميں ايک لاكهه كتابيں تهيں جن ميں سے چهه هزار صرف علم طب كي تهيں - دو كرۂ فلكي تهے جن ميں ايک چاندي كا تها اور اُسكي نسبت مشهور تها كه وه خود بطليموس كے هاتهه كا بنايا هوا هے اور اسكے بنانے ميں تين هزار اشرفياں صرف كي گئي هيں - خدا جانے گردش چرخ نے اسكو يهاں كيونكر پهونچا ديا؟ ايک جغرافيائي نقشه بهي تها جس ميں كاغذ كے بدلے نيلگوں ريشميں كپڑے كي زمين تهي اور اُس ميں دنيا كے تمام پهاڑ٬ دريا٬ آباديان٬ سونے چاندي سے بنائي گئي تهيں -

جامع ازهر ميں دو سو دو برس تک شيعي علوم كا درس هوتا رها - سنه ۵۶۷ ميں جب دولة فاطميه برباد هوگئي٬ اور اُسكي جگهه سلطان صلاح الدين يوسف بن ايوب جو سلطنت ايوبيه كا ايک پرجوش ممبر تها تخت مصر پر جلوه افروز هوا٬ تو اُس نے دو اور نئے مدرسه تعمير كرائے - ايک ميں فقهاے شافعيه درس ديتے تهے٬ دوسرے ميں علماے مالكيه٬ اور اس خيال سے كه شيعي سلطنت كي كوئي زنده يادگار مصر ميں باقي نرهے٬ اُس نے جامع ازهر ميں تدريس موقوف كرادي - چنانچه پورے ايک سو دس برس تک جامع ازهر كي درسگاهيں شرف تدريس سے محروم رهيں - سنه ۶۵۸ هجري ميں جب ايوبيه خاندان چراكسه كے هاتهه سے برباد هوا اور سلطان ظاهر مصر پر قابض هوا٬ تو اُس نے پهر ازهر كي آراستگي كا حكم ديا - اب گويا ازهر كي علمي زندگي دوباره شروع هوتي هے٬ اور اپني

تقرر طلبه کے انتخاب سے هوتا هے - شيخ الرواق کے فرائض وهي هيں جو انگريزي کالجوں کے پراکٹر کے هيں - هر کمره ميں چٹائيوں کا فرش هوتا هے جو هر ششماهي پر بدل ڈالي جاتي هيں -

جامع ازهر ميں جهاں ، مصر ، شام ، بغداد ، حضرموت ، يمن ، کرد ، ترک ، حبش ، طرابلس ، تيونس ، افغانستان ، مراکش ، سوڈان ، جزيرۂ جاوا ، اور حجاز کے ليے علحده علحده بورڈنگ هيں ، وهاں غريب هندوستان کے ليے بهي ايک خاص دارالاقامة هے - انهي دارالاقامتوں ميں طلبه رهتے هيں اور اسليے تاکه تعليم کے سوا کسي اور طرف ملتفت نهوں ، اُنکو وظائف ديے جاتے هيں - وظائف کي مقدار طالب علم کے احتياج کے موافق هوتي هے ، کسي کو صرف کهانا ديا جاتا هے ، کسي کو کپڑے بهي ديے جاتے هيں ، کسي کو ذاتي مصارف کے ليے نقد ديا جاتا هے -

(مـالي حـالت)

سلاطين فاطميه ميں سے پہلے پهل المعزلدين الله کے بيٹے العزيز بالله نے طلبا و مدرسين کے وظائف مقرر کيے اور دارالاقامے بنواے - جمعه کے دن يه لوگ خود حلقۂ درس ميں شريک هوتے تهے - عيد کے دن مدرسين کو خلعت ديا جاتا تها - حاکم بامر الله نے ازهر کے ليے دو تنور اور ستائيس قنديليں چاندي کي بنوائيں تهيں جو ايام رمضان ميں روشن کي جاتي تهيں - ان کے سوا اکثر امراء و سلاطين ازهر کے ليے بڑي بڑي جاگيريں وقف کرتے تهے - سب سے پہلے جس نے جامع ازهر کے ليے جاگير وقف کرديے عزت حاصل کي ، وه دولت فاطميه کا علم دوست خليفه الحاکم بامر الله هے - اسکے بعد يکے بعد ديگرے اور امراے سلطنت نے بهي جاگيريں وقف کيں - خاندان خديوي نے بهي بڑي بڑي رقموں سے ازهر کي امداد کي هے - حکومت خديويه ۶۶۱۱ - گيني سالانه سے ازهر کي اعانت کرتي هے - ازهر کي موقوفه جاگيروں کي سالانه آمدني ۸۰۰۰ گيني سے کم نهيں هے -

(طلبـاء ازهر)

قاعده هے که الناس علی دين ملوکهم - لوگوں نے جب ديکها که امراء و سلاطين کي ازهر کي طرف خاص توجه هے ، تو مختلف ممالک سے کثرت کے ساتهه طلبه تحصيل علم کے شوق ميں جامع ازهر ميں آنے لگے - مشکل سے کوئي مسلمانوں کي آبادي هوگي جهاں کا کوئي طالب علم ازهر کي تعليم سے مشرف نه هوا هو - ابهي ازهر اپنے بچپن کي منزليں بهي طے کرنے نه پايا تها که اُسکي درسگاه طلبا سے بهرگئي تهي ، اور اب تو اُسکے آغوش درس ميں دور دور کي علمي اولاديں پرورش پا رهي هيں - حنفي ، شافعي ، حنبلي ، مالکي ، ترکي ، هندي ، حجازي ، طرابلسي ، مختلف رنگ و بو کے پهولوں سے ازهر کا دامن پر هے - سنه ۸۱۸ هجري ميں يهاں ۷۵۰ طالب علم تهے - سنه ۱۲۹۲ هجري ميں يهاں کے طلبا کي تعداد ۱۱۰۹۵ تهي - سنه ۱۳۱۰ هجري ميں يهاں ۸۲۵۹ طالب علم تعليم پارهے تهے - سنه ۱۳۲۰ ميں ۱۰۴۰۳ - طلبا تهے - ان طلبا کي تعداد به لحاظ مختلف مذاهب حسب ذيل هے :

حنفيه	۲۹۵۱
مالکيه	۲۹۵۴
شافعيه	۳۵۶۹
حنابله	۲۹

مصريوں کے مقابله ميں غير مصري طلبه بهت کم هيں جو ذيل کے نقشه سے ظاهر هوگا :

شامي	۲۹۴	جبرت (ملک حبش)	۶
ترک	۱۰۴	هندوستاني	۳
طرابلس الغرب	۵۱	حجازي	۷
جزائر	۲۷	جاوا	۷
مراکش	۲۲	افغان	
تيونس	۲۰	دارپور (سوڈان)	۱۴
کرد	۹	سنارد (سوڈان)	۲۸
بغدادي	۲	برنو (سوڈان)	۱۴
بربري	۴۵	صليم (سوڈان)	۱۳
			۶۴۵

(لبـاس)

ان طلبا کا کوئي ايک خاص لباس نهيں هے جو انکي دلي يکجهتي کا عنوان بن سکے - هر طالب علم اپنے وطن کي پوشاک پهنتا هے - مگر يورپين ڈريس کوئي طالب علم نهيں پهنتا - عمامه وهاں کے ضروريات لباس سے هے - عموماً اُنکي وضع عربي هے - سروں پر سفيد رنگ کے عمامے هوتے هيں - بدن پر عبائيں هوتي هيں - هاں سادات سبز عمامے باندهتے هيں ، يه سرکاري طور پر سنه ۷۷۳ ميں شعبان بن ناظر سلطان مصر نے سادات کيليے يه شناخت قرار دي تهي - اسي کي طرف اشاره کرکے ايک شاعر ابو جابر نامي کهتا هے :

جعلوا لابناء الرسول علامة
ان العلامة شان من لم يشهر

ترجمه - لوگوں نے اولاد رسول کيليے علامت مقرر کي هے - ليکن علامت کي ضرورت گمنام لوگوں کے ليے هے -

نور النبوة في کريم وجوههم
يغني الشريف عن الطراز الاخضر

ترجمه - اُنکے چهروں سے نبوت کي روشني چمک رهي هے ، اسليے اُنکو سبز پوشاک کي علامت کي حاجت نهيں -

(انتظام صحت)

پہلے يهاں طلبا کے صحت کا انتظام نه تها - دولة خديويه نے اسکي طرف توجه کي اور صفائي کا اهتمام کيا - پہلے يهاں کي عمارت هر طرف سے گهري هوئي تهي - اب تازه هوا آنيکے ليے ميدان وسيع کيا گيا هے - ايک ڈاکٹر اور ايک عطار خانه بهي خاص مدرسه کے متعلق هے جهاں سے دوائيں مفت دي جاتي هيں

(قواعد داخلۂ مدرسه)

يهاں کسي طالب علم سے کسي قسم کي فيس نهيں لي جاتي جو طالب علم که صرف اسباق ميں شريک هونا چاهتا هے ، اس ليے کوئي قيد نهيں هے ، هر شخص شريک هوسکتا هے - هاں اب دار الاقامه ميں داخل هونيکے ليے مندرجه ذيل شروط کي پابندي کي جاتي هے :

(۱) پندره برس سے کم عمر نهو -
(۲) معمولي نوشت و خواند سے واقف هو -
(۳) کم سے کم نصف قرآن مجيد کا حافظ هو -
(۴) اندهے طلبا کو پورا قرآن ياد هونا چاهيے -

پہلے طالب علم کا قرآن ميں امتحان ليا جاتا هے - اگر ممتحن نے اُسکي کاميابي کي شهادت دي ، تو وه جامع ازهر ڈاکٹر کے پاس جاتا هے ، وهاں اُسکو چيچک کا ٹيکه لگايا جاتا هے يهاں سے فارغ هوکر وه اُن اساتذه کي خدمت ميں حاضر هوتا هے جن سے اُسکا سبق متعلق هوگا - اگر اُنهوں نے اجازت دي تو اُسکا نام اُس بورڈنگ هوس ميں داخل کيا جاتا هے جهاں وه رهنا چاهتا هے - اُسکے بعد مدرسه ازهر کے عام رجسٹر ميں اُسکا نام درج کيا جاتا هے - يه قواعد مصري طلبه کے ساتهه مخصوص هيں - مصري طالب علم جب مدرسه ميں داخل هونيکي درخواست کرتا هے تو شيخ الرواق ، منتظمين اور سر برآورده طلبا کي ايک مجلس منعقد کرتا هے - يه مجلس اُس طالب علم کا امتحان ليتي هے اور کاميابي کے بعد اسکے داخله کي اجازت ديتي هے -

ا ـ مآثر الکرام - و سرو آزاد

مصنفهٔ

حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب - ایم - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں - ایک وہ سلسله واقعات هے که جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي هے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں - دوسري قسم وہ هے که جس میں کسي ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا هے' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کہتے هیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسي بھي کہتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا هے - عبراني ' یوناني ' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بہت سي کتابیں موجود هیں - لیکن ان میں زیادہ تر ملکي بہادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شہدا کے کشف وکرامات منضبط هیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اس فن کو اِس قدر ترقي دي که جس کي نظیر دنیا میں نہیں مل سکتي - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں میں هزاروں کتابیں لکھ ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیرہ وغیرہ غرض هر طبقه کے لاکھا آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کردیا - اس موقعه پر یه ظاهر کردینا بھي خالي از دلچسپي نه هوگا که یه تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تھے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رهتے تھے - برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتھ بہت بے اعتنائي سے کام لیا -

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں - مگر افسوس هے که ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هوگیے که اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بھي نہیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں - انہوں نے اسماء الرجال میں بہت سي کتابیں لکھي هیں ' اور موقعه پر فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا هے که وہ هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں - چنانچه اُن کي اصل عبارت یه هے :

" و پیش از من احدی آستین سعي بایں درجه نه شکسته و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچه ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگیري وغیرہ مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بھي قلم بند کیا هے - لیکن یه تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نہیں رکھتي هیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحة المرجان ' مآثر الکرام - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانهٔ عامرہ - تراجم صوفیه میں روضة الاولیا ' شجرهٔ طیبه وغیرہ وغیرہ - اس اعتبار سے اگر هم یه کہیں تو کچھ بیجا امر نه هوگا که مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر اور بیش قیمت کتاب هے - علامه مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں - پہلے حصه میں ان ڈیڑھ سو (۱۵۰) مشاهیر علما و صوفیه کا تذکرہ قلم بند کیا هے' جو فتح اسلام سے لیکر بارهویں صدي هجري کے خاتمه تک سرزمین هندوستان کے مختلف شہروں میں گزرے هیں - دوسرا حصه جس کا نام سرو آزاد هے شعرا کے متعلق هے - اس میں فارسي اور هند کے (۱۵۱) شعرا کا تذکرہ هے - اور هر ایک شخص کي نسبت وہ تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں - مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمیذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکرہ بھي آگیا هے -

مصنف نے حصه اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا هے - پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں - دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ هے - هر فصل کي ابتدا میں ایک تمہید هے - پہلي تمہید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر هے - اسي طرح دوسري تمہید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پھیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمي کا بیان هے -

حصه دوم یعني سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمه هے جس میں فارسي شاعري کي تاریخ بیان کي هے - شعرا کے تراجم درج کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بھي تذکرہ کردیا هے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص باب یه هے که اکثر مشاهیر دکن کے حالات بھي آگئے هیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور آنکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتھ لکھا هے که اُن کے هم زمانه تصنیفات سے کسي میں بھي نہیں مل سکتا -

بارهویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آے هیں مصنف نے اُنکا ذکر نہایت عمدگي سے بیان کیا هے ' اور بعض باتیں تو ایسي لکھي هیں که جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں ' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکھتے هیں اُن کیلیے یه حصه (سرو آزاد) ایک لا جواب تحفه هے -

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بہت سي کتابیں لکھي گئي هیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانه میں عزت و رفعت کي نگاهوں سے دیکھي جا سکتي هیں - ان میں ایک مآثر الامرا هے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عہدہ داروں کا تذکرہ منضبط هے - دوسري کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصه دوم سرو آزاد هے' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکھے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج هے که کسي دوسري کتاب میں اس کي نظیر نہیں مل سکتي -

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائیٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي که تین ضخیم جلدوں میں چھاپ کر شایع کردیا هے - لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابھي تک گوشهٔ گمنامي میں پڑے هوے تھے -

خدا بھلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا که باوجود بے بضاعتي هونیکے اس کتاب کو نہایت اعلی اهتمام سے چھپوا کر هندوستان کي علمي تاریخ میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے - اور جو حضرات تاریخي مذاق رکھتے هیں ان کے لیے یه دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے - پہلے حصه کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں - ان کي قیمتیں حسب ذیل رکھي گئي هے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپیه	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیه	علاوہ محصول ڈاک

نظام الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعني اردو ترجمه)

" پرپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مُصنفه

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامه مصنف نے بزبان انگریزي سنه ۱۸۸۳ ع میں ایک یورپین عالم ریورنڈ ملکم میکال کے اس اعتراض کي تردید دي هے که " مذهب اسلام مانع ترقي هے " قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے نہایت عالمانه طریق پر یه ثابت کیا هے که اسلامي روحاني ' اخلاقي اور دماغي ترقي کا حامي ' تغیر زمانه کے ساتھ نئے تمدني و سیاست کا ساتھ دینے والا' اور زندہ ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد بنانے کي صلاحیت رکھنے والا مذهب هے - اس کي فطرت جمود و خمود کے منافي هے - اسي ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یورپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور' - ولیم اسمتھ ' پادکس

اسي، بهلي شان و شوکت سے مختلف الاوطان اور مختلف المذاهب طلبا و مدرسين کا گلدسته نظر آنے لگتا هے - امراء و سلاطين کي علمي فياضياں پهر ازهر کو روز بروز ترقي ديني لگيں - دور دور سے جامع ازهر کي علمي کشش طلبا کو کهينچ لائي - اعراق ' بغداد ' غرناطه ' قيرونس ' عسقلان ' تبريز ' اندلس ' اصفهان سے طلبا آرهے تهے - علم کے ذوق و شوق ميں دور دراز سفر کي مصيبتوں کو کچهه خاطر ميں نه لاتے ' گمنامي اور جهل کے بادلوں ميں چهپے هوے ازهر ميں داخل هوتے ' اور علم و شهرت کي روشني سے درخشنده هوکر نکلتے - امام عز الدين بن عبد السلام ' امام سبکي ' شهاب قرآني ' ابن هشام سراج بلقيني ' شيخ جلال الدين سيوطي ' ابراهيم بن عيسى اندلسي ' عز الدين عمر بن عبد الله عمر القدسي ' ابو حيان محمد بن يوسف غرناطي ' تاج الدين تبريزي ' امام اصفهاني ' امام زيلعي ' حافظ عراقي ' حافظ ابن حجر عسقلاني ' علاء الدين حموي ' رضي شاطبي ' محمد بن محمد بغدادي ' قاسم بن محمد قيونسي ' شيخ الاسلام زکريا انصاري ' يه تمام لوگ جو آسمان علم کے آفتاب و ماهتاب هيں ' اسي درسگاه کے فيضياب اور اسي ميخانه علم کے جرعه نوش تهے !

(نصاب تعليم)

دولة فاطميه کے بعد جامع ازهر ميں اول اول فقه شافعي کا درس ديا گيا ' اسکے بعد اور مذاهب کے علوم کا بهي درس ديا جانے لگا - گو يهاں معقولات کي بهي تعليم هوتي تهي ' مگر چونکه ابتدا هي سے جامع ازهر ميں ايک مذهبي شان قائم هوگئي تهي ' اسليے اس کي درسگاه رفته رفته عقلي علوم سے محروم هوگئي -

سنه ۱۳۰۰ تک اس خيال ميں کوئي تبديلي نهيں هوئي ' مگر جب چودهويں صدي کا آفتاب طلوع هوا ' تو علماء و امراے مصر کو خيال هوا که ازهر ميں معقولات کي تعليم بهي لازمي طور سے هوني چاهيے - مگر چونکه عوام کے دماغ ميں يه خيال راسخ هوچکا تها که مذهبي مدارس کو فلسفيانه تعليمات سے پاک هونا چاهيے ' اسليے سنه ۱۳۰۱ ميں ايک استفتا شيخ محمد انبابي شيخ الاسلام مصر و شيخ جامع الازهر اور شيخ محمد البنا مفتي مصر کي خدمت ميں پيش کيا گيا که علوم عقليه طبعيات (فزکس) کيميا (کيمسٹري) رياضي (ميتهميٹکس) کي تعليم کي اسلام اجازت ديتا هے يا نهيں ؟ بالاتفاق دونوں نے اسکے اباحت بلکه ضرورت کا فتوى ديا - اسوقت سے معقولات جامع ازهر کے درس ميں داخل هيں مگر سرکاري طور پر يه علوم عباس حلمي پاشا خديو حال کے عهد ميں ۲۰ محرم سنه ۱۳۱۴ کو داخل کيے گئے - اب ازهر ميں فلسفه ' منطق ' حساب ' جغرافيه ' تاريخ اسلام ' رياضي ' هندسه ' تقرير و تحرير وغيره کي بهي تعليم دي جاتي هے ' اور بغرض تشويق طلبه معززين مصر نے علوم جديده ميں کامياب هونے والے طلبه کے ليے سالانه وظائف مقرر کردیے هيں -

بالفعل جامع ازهر کي پوري مدت خواندگي ميں حسب ذيل علوم پڑهاے جاتے هيں : صرف نحو ' معاني ' بيان ' بديع ' فقه ' اصول فقه ' حديث ' اصول حديث ' تفسير ' علم کلام ' علم الاخلاق ' حساب ' جبر ' مقابله ' علم عروض و قافيه ' تاريخ اسلام ' منطق ' علم الخطابة و الکتابة ' علم لغت ' جغرافيه ' علوم عقليه فلسفه -

جامع ازهر کا کوئي مطبوعه نصاب موجود نهيں هے ' اسليے ازهر کي داخل نصاب کتابونکے نام نهيں بتاے جاسکتے ' مگر [illegible] وهاں کتابيں پڑهائي جاتي هيں - ان ميں سے اکثر وه کتابيں هيں جو هندوستان ميں نهيں پڑهائي جاتيں - علوم بهي حسب ذيل عام هندوستاني عربي مدارس سے زياده هيں -

(علم صرف)

مراح مؤلفه احمد بن مسعود ' کافيه ' ابن حاجب مع شرح شيخ السلام رضي ' تصريف مع شرح سعد تفتازاني ' ترعيف ' نظم المقود طنطاوي ' لامية الافعال ابن مالک ' رساله الجوهرة في فن الاشتقاق -

(علم نحو)

اجرومیه مع شروح ' توضيح ابن هشام مع شرح ' ازهريه مع شروح ' قطر الندى عبد الله بن هشام ' مذهب ابن هشام ' الفيه ابن مالک مع شروح ابن عقيل و اشموني ' مغني اللبيب ابن هشام - تسهيل ابن مالک -

(علم اللغة)

قاموس فيروز آبادي مع شرح سيد مرتضى ' صحاح جوهري مختار الصحاح رازي ' المصباح المنير ' فقه اللغة امام منصور ثعالبي اساس زمخشري ' المزهر علامه و حافظ عبد الرحمن جلال الدين سيوطي ' لسان العرب جمال الدين انصاري -

(فقه حنفي)

نور الايضاح شيخ شرنبلالي ' کنز نسفي مع شروح طائي و ابن نجيم و زيلعي عيني ' تنوير الابصار مع شرح حصفکي ' البدايه امام مرغيناني ' الهداية ' الغاية ' فتح القدير ' الاشباه و النظائر ابن نجيم ' کتاب الخراج امام ابو يوسف ' ملتقي للشيخ حلبي مع شرح حصفکي ' مجمع البحرين ابن ساعاتي ' قدوري ابو الحسن بغدادي ' جامع الفصولين ابن قاضي سماوية -

(فقه مالکي)

عشماويه شيخ عشماوي مع شرح ابن ترکی ' العزيه ' رساله ابن ابي زيد مع شرح اقرب المسالک ' مختصر خليل مع شروح ' المجموع ' العاصمية ' البقرة ' القصاري -

(فقه شافعي)

التقريب شيخ احمد مع شرح خطيب شربيني ' الاشباه و النظائر جلال الدين سيوطى ' التحرير شيخ الاسلام زکريا ' منهج الطلاب ' منهاج الطالبين شيخ محي الدين يحى نووي ' العباب ' نهج الطلاب ' البهجة ' الوجيز امام غزالي ' الروض نووي ' الارشاد ' کشف النقاب ' فتاوى ابن حجر ' فتاوى الرملي ' الرحبيه ' الترتيب ' کشف الغوامض ' الفيه -

(فقه حنبلي)

متن الدليل ' الغاية ' زاد المتقنع ' متن المنتهى ' الاقناع ' المقنع لابن قدامه ' مختصر المقنع ' الانصاف ' الفروع ' تصحيح الفروع ' مختصر الشاطبي -

(اصول فقه)

جمع الجوامع للسبکي مع شرح قاضي عضد ' منار الانوار للنسفي مع شرح ابن مالک و حصفکي و ابن نجيم ' التمتيع لصدر الشريعة ' تنقيح الفصول ' الورقات لامام الحرمين مع شروح الورقات للحطاب ' التحرير للکمال بن ابن الهمام ' [illegible] البدائع ' المرآت -

(علم حديث)

صحيح بخاري مع قسطلاني و عسقلاني و عيني و زکريا انصاري ' صحيح امام مسلم مع شرح محي الدين نووي ' مختصر البخاري شيخ ابن ابى جمره ' الشفاء قاضي عياض مع شرح خفاجي و ملا علي قاري ' موطا امام مالک مع شرح زرقاني و ابن عبد البر ' الجامع الصغير للسيوطي ' مع شروح ' الاذکار امام نووي مع شرح ' التجريد ' شمائل ترمذي ' الترغيب و الترهيب امام منذري ' الاربعين امام نووي ' صحيح ترمذي ' صحيح نسائى ' صحيح الاشعث ' صحيح ابن ماجه ' مواهب لدنيه امام قسطلاني ' السيرة الحلبيه امام حلبي -

نہ ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق دی ہے، اور اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اس پر اضافہ کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رکھی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ہذا اور ان کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کی دوسری کتاب "تحقیق الجہاد" کو پڑھیگی جو چھپ کر اردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۲۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے، تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سوائے معدودے چند مضامین مطبوعہ "تہذیب الاخلاق" کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلشر کتاب ہذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے ان تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جائے جو وہ اس دنیائے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجو سے جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے، اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے، اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

---

۲ - گلشن ہند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم آثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خاں نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعرائے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سر پرست مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے، اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہونچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آئے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انھیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا، اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ہند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۹۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں، قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ہند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان، قوم و وطن، تعلیم و تربیت، تلمذ، اخلاق و عادات، تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے، اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل بھی اردو میں شعر کہا کرتے تھے - چنانچہ ان کے دو بیت بھی گلشن ہند میں منقول ہیں - اس تذکرہ میں بعض ایسے شعراء کا بھی کلام درج ہے جن کا نام تو بہت مشہور ہے، مگر کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوئے ہیں اس وقت ان کا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

"دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں، جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات)

مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف حولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ہند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے، مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ہند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر، انشا، مصحفی، منت وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے، اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا، تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلوائے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھہ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اس کی نسبت لکھا ہے کہ :

"دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہرائے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے، نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے، جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے" -

الغرض گلشن ہند شعرائے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لندن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن دی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۸ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی، جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے، لاکھوں کا نقصان ہوا - کسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو انہیں بدرجہ غایت پسند آیا، اور انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکی، تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خان کو اس کے شایع کرنے کی رائے دی، اور خود اس کی تصحیح کی، اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اس کے قدیم تصنیفات کا بیان، تذکرہ ہذا کے خصوصیات، نہایت وضاحت سے بتلائے ہیں -

مولوی عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے صفحات (۲۴۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب "کرٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد" کا اردو ترجمہ ترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامۂ مصنف اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے، "مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے" فاضل مصنف نے قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے، اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

ہیو - سیل وغیرہ کی غلط بیانوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے، اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے، اور اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں، جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی، جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ہذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں، اور دیکھایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے، اس کتاب کا مطالعہ تمام علہم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوگا، جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کررکھی ہے، اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھہ دینے والا ثابت کیا جاے، اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں، اُنکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جاے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا، بلکہ ہر اعتـ کا جواب تحقیقی، اور قرآن و حدیث اور تعامل مسلمانان صد اور تاریخ و فقہ اور مقننین اسلام، اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا، اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے، بلکہ وہ یہ آیۃ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے، اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے، اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے، اور ریورنڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے، جس میں جزیہ، دار الحرب، دارالاسلام، حقوق ذمیاں، شہادت غیر مسلمین، حقوق رعایا، ارتداد و بغاوت، مساوات اقوام غیر، عدم جواز جنگ و جدال از قرآن، مذہبی آزادی، تعمیر گرجا، معاہدوں کی پابندی، خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت، قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے، اور مسائل طلاق و نکاح، تعدد زوجات، اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں، یعنے فقہ کے دور، مذاہب اربعہ کا شیوع، اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا، قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلۂ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے، اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے جس کے وجود سے اردو زبان زیربار احسان ہے، جسکا نام نامی مولوی عبد الحق صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی، اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات ا عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی، احادیث، مسائل فقہ، اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں، جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا، اور نہ اصطلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے، یعنے ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں، جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ اور مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے، جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد، ٹرو پرافٹ، کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ہذا کی نسبت ظاہر کیے تھے، مثلاً ڈاکٹر ہنٹر، ڈبلیو - سی بلنٹ، مصنف فیوچر آف اسلام، ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے، اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے، جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں، اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہو سکتے - بلکہ نا تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رکھا لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی ج تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہو سکے جو مذہ اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس خاکہ بھی پیش کیا ہے، جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈ مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے، لیکن اردو پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے، کیونکہ مصنف اکثر اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا ج صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظ محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقف کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے اصحاب میں سب سے عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصر رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگ زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوا کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسـ تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مر نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب کی حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کرد جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہ

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں بیچاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حروف کی کتابت ہے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وپی - پی اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

همارا سائنس فکسن فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں گواسان لکڑی سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلئیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیئے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیئے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندسی هارمونیم سکھنا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

امپیریل هارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے کھوجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئی هوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے هی عرصہ کا هو اگر اس سے اچھا نہ هو تو همارا دمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی هو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ [illegible] جنون [illegible] غمگین رهنے کا جنون عقل میں فتور [illegible] خرابی وغیرہ [illegible] ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے [illegible] ایسا گمان تک بھی نہیں هوتا کہ وہ کبھی اس مرض میں [illegible]

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرائن

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نہ هونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرائن استعمال کریں اور دل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهد - ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ میڈیکل افسر مدراس فرماتے هیں - "میں نے اوبھرائن کو امراض مستورات کیلیے نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ویلس - ایل - ایم - ایل - آر - سی - پی ایف - سی - گوشا اسپتال مدراس فرماتی هیں :- "نمونے کی شیشیاں اوبھرائن کی اپنے مریض پر استعمال کرائیں اور بیحد نفع بخش پایا"

مس ایم جی - ایم - براڈی ایم - ڈی (لندن) بی - ایس - سی - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ کی دمتی فرماتی هیں : "اوبھرائن مستورات میں نے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور صائب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co. Chemists, Kalighat Calcutta.

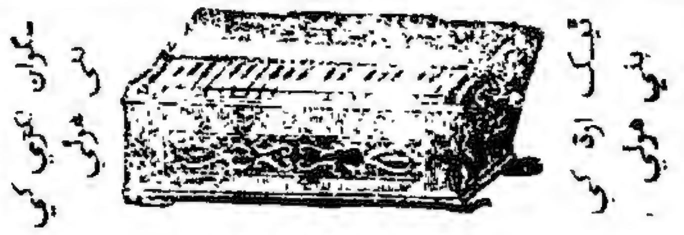

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ
هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوپن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا - یہ هر قسم کی دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جو کہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتی ہے - هسٹریہ وغیرہ کو بھی مفید ہے جو لیس کو [illegible] بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے صرف ماہ اندر زائل هو جاتی ہے اس کے استعمال کرنے هی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

AYESHA

مقوی دماغ - حسن کی افزایش - رنگ کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مفت - مشورہ مفت - فہرست مفت

Dattia & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت !!

[illegible] صاحب ڈاکٹر [illegible] داس صاحب کا تصنیف کردہ [illegible] جوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2 Harrison Road Calcutta

(۵) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني كي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه كي مفصل سوانح عمري اور ان كے ملكي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل و كمال كا تذكره مندرج هے - قيمت ۳ روپيه -

(۶) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد كی مشهور تصنيف جس ميں دهلي كی تاريخ اور وهاں كے آثار و عمارات كا تذكره مندرج هے - نامي پريس كانپور كا مشهور اڈيشن - قيمت ۳ روپيه -

(۷) موڈيكل جيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم كي مشهور كتاب - يه كتاب وكيلوں ' بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت كے ليے نهايت مفيد و كارآمد هے - تعداد صفحات (۳۸۰) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ۹ روپے قيمت حال ۳ روپيه -

(۸) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر [illegible] ال - ال - ڈي كا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خان صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيكورٹ حيدرآباد اور مولوي ظفر علي خان صاحب بي - اے كي نظر ثاني كے بعد شائع هوا هے - مترجمه مسٹر مانك شاه دين شاه ششن جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات كا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے - كل تعداد صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيه -

(۹) تمدن هند - قيمت پچاس روپيه -

(۱۰) داستان تركتازان هند - ۵ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں كے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه كے انقراض تك تمام سلاطين هند كے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى كاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (۲۲۵۶) صفحه - قيمت سابق ۲۰ روپيه قيمت حال ۶ روپيه -

(۱۱) الغزالي - مصنفهٔ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابوحامد محمد بن محمد الغزالي كي سوانح عمري اور ان كے علمي كارناموں پر مفصل تذكره - حجم (۲۸۴) صفحه طبع اعلى قيمت ۲ روپيه -

(۱۲) جنگل ميں منگل - انگلستان كے مشهور مصنف اڈيارڈ كپلنگ كي كتاب " دي جنگل بك " كا اردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خان بي - اے - جس ميں انوار سهيلي كي طرز پر حيوانات كي دلچسپ حكايات لكهي گئي هيں - حجم ۴۹۴ صفحه قيمت سابق ۴ روپيه حال دو روپيه -

(۱۳) وكرم اروسي - سنسكرت كے مشهور ڈراما نويس كالي داس كے ڈراماالين كا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايك عالمانه مقدمه لكها هے جس ميں سنسكرت ڈراما كي تاريخ اور مصنف ڈراما كے سوانحي حالات مذكور هيں - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(۱۴) انسر اللغات - عربي فارسي كے كئي هزار متداول الفاظ كي كارآمد ڈكشنري - حجم ۱۲۲۶ صفحه - قيمت سابق ۶ روپيه قيمت حال ۲ روپيه -

(نوٹ) عربي فارسي الفاظ كے معنے اردو زبان ميں ركهے گئے هيں -

(۱۵) قران السعدين - جس ميں تذكير و تانيث كے جامع قواعد لكهے هيں ' اور كئي هزار الفاظ كي تذكير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(۱۶) دربار اكبري - مولانا آزاد دهلوي كي مشهور كتاب - جس ميں اكبر اور اس كے اهل دربار كا تذكره مذكور هے - قيمت ۳ روپيه -

(۱۷) نغان ايران - مسٹر شوسٹر كي مشهور كتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشيا " كا ترجمه - حجم (۵۰۰) صفحه مع ۲۱ تصاوير عكسي - قيمت ۵ روپيه -

(۱۸) صنمخانهٔ عشق - حضرت امير مينائي كا مشهور ديوان قيمت ۳ روپيه -

۱۹ - حكمت بالغه

مولوي احمد مكرم صاحب عباسي چرياكوٹي نے ايك قابل قدر سلسله جديد تصنيفات و تاليفات كا قائم كيا - مولوي كا مقصود يه هے كه قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے متعلق آج تك جس قدر دلائل كيے گئے هيں ان سب كو ايك جگه مرتب و مدون كر ديا جائے ' اس سلسله كي ايك كتاب موسوم به " حكمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ كر تيار هو چكي هے -

پهلي جلد كے چار حصه هيں - پهلے حصه ميں قرآن مجيد كي پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القرآن " علامه سيوطي كے ايك بڑے حصه كا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن كي بحث هے اس ميں ثابت كيا گيا هے كه قرآن مجيد جو آنحضرت (صلعم) پر نازل هوا تها ' وه بغير كسي تحريف يا كمي بيشي كے ويسا هي موجود هے ' جيسا كه نزول كے وقت تها - اور يه مسئله كل فرقهائے اسلامي كا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن كے اسماء و صفات كے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علمي مضامين پر معركة الآرا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل كتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد كي ايك سو پيشين گوئياں هيں جو پوري هوچكي هيں - پيشين گوئيوں كے ضمن ميں علم كلام كے بهت سے مسائل حل كيے گئے هيں ' اور فلسفهٔ جديده جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر كرتا هے ان پر تفصيلي بحث كي گئي هے -

دوسري جلد ايك مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقدمه ميں نبوت كي مكمل اور نهايت محققانه تعريف كي گئي هے - آنحضرت صلعم كي نبوت سے بحث كرتے هوے آيهٔ خاتم النبيين كي عالمانه تفسير كي هے - پهلے باب ميں رسول عربي صلعم كي ان معركة الآرا پيشين گوئيوں كو مرتب كيا هے جو كتب احاديث كي تدوين كے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تك پوري هوتي جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں كو لكها هے جو تدوين كتب احاديث سے پهلے هوچكي هيں - اس باب سے آنحضرت صلعم كي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ كے مستند اقوال سے ثابت كيا هے كه آنحضرت صلعم امي تهے ' اور آپ كو لكهنا پڑهنا كچهه نهيں آتا تها - قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے نو عقلي دليليں لكهي هيں - يه عظيم الشان كتاب ايسے پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مذهب اسلام پر نكته چيني هورهي هے ' ايك عمده هادي اور رهبر كا كام دے گي - عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں اس كتاب سے ايك بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر سه جلد (۱۰۹۴) لكهائي چهپائي و كاغذ عمده هے قيمت ۵ - روپيه -

۲۰ - نعمت عظمى

امام عبد الوهاب شعراني كا نام نامي هميشه اسلامي دنيا ميں مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري كے مشهور ولي هيں - " لواقح الانوار " صوفياے كرام كا ايك مشهور تذكره آپ كي تصنيف هے - اس تذكره ميں اولياء فقراء اور مجاذيب كے احوال و اقوال اس طرح پر كاٹ چهانٹ كے جمع كيے هيں كه ان كے مطالعه سے اصلاح حال هو ' اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفياے كرام كے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لاجواب كتاب عربي زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد الغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجه كے اديب هيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي ركهتے هيں - اس كتاب كا ترجمه نعمت عظمى كے نام سے كيا هے - اس كے چهپنے سے اردو زبان ميں ايك قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (۷۲۹) خوشخط كاغذ اعلى قيمت ۵ - روپيه -

(نوٹ ۱) ايك روپيه في جلد كے حساب سے هر كتاب كي عمده جلد بن سكتي هے -

(نوٹ ۲) كل كتابوں كا محصول ڈاك وغيره ذمهٔ خريدار هوگا -

المشتهر عبد الله خان بك سيلر اينڈ پبلشر كتب خانه آصفيه حيدرآباد - دكن

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۵ - ۱۶

کلکته : جمعه ۱۲ - ۱۹ جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 17th and 24th March, 1916.

جلد ۱

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ ایڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور انکا نور علم براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاہ ولي الله قدس سرہ تھے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت [illegible] عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جا رها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت فی جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

---

نوٹ ـــ دو نمبر هوے هیں . [illegible]

البيان

في

مقاصد القرآن

هـذا بـيـان لـلـنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعني قرآن حكيم كي مفصل تفسير ' از خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محیط الکل معلمانه معرفة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے ' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرآن هے !

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحه کي تفسیر کا هوگا ' انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه قبل از اشاعت چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

نوادر آثار مطبوعات قديمۂ هند

تاريخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈيا " مصنفۂ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قديم كلكته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکهنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں ' ان میں مسٹر جان - سی مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکهپوري نے کیا تها ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاه نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها اس کتاب کی ایک بڑي خوبي اسکی خاص طرح کي چهپائی بهی هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهی نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصل کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

ترجمۂ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه كي تفسير جس درجه كي كتاب هے ' جسكا اندازه ارباب فن هي خوب كر سكتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عاليه تهے جو هماري معلومات سے بالكل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تها ' ترجمے کے متعلق اڈیٹر الهلال کي راے هے که وه نهایت سلیس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے

لکهائي اور چهپائي بهي بهترین درجه کي هے - جلد اول کے کچهه نسخه دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود هیں پہلے قیمت دو روپیه تهي اب بغرض نفع عام - ایک روپیه ۸ - آنه کردي گئي هے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکته " کے نام آئیں -

جسكا درد وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بند و بست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بهت هي پریشان هوتے هیں ' اور رات دن سانس پهولنے کدورہ سے دم نکلے جاتے هیں ' اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکهیے ! آج انکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیلي اشیاء اور [illegible] ' بهنگ [illegible] ' پوٹاس ' [illegible] ' دیکر بنتي هے - اسلیے فائده هوا تو بر نفار مریض سے موت [illegible] جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف هماري هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپکے بهت حرج کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور [illegible] تک استعمال [illegible] رهے دوره نهیں هوتا هے -

ڈاکٹر [illegible] برمن [illegible] سٹریٹ کلکته

Printed & Published by Q. Ah[illegible] at the AL-BALAGH Press, 40, Ripon Lane Calcutta.

Tel Address "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor.
Abul Kalam Azad,
45. Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکته

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماهي - ۶ - ۱۲- آنه

جلد ۱

کلکته : جمعه ۱۲ ; ۱۹ و ۲۶ جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 17th, 24th and 31st March, 1916.

نمبر - ۱۵-۱۶ - ۱۷

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل !

انی مهاجر الی ربی ' انه هو العزیز الحکیم !

(۲۹ : ۲۵)

ستبدی لك الايام ما كنت جاهلا
و ياتيك بالاخبار من لم تزود !

" يمحو الله ما يشاء و يثبت و عنده ام الكتاب - و اما نرينك بعض الذي نعدهم او نتوفينك ' فانما عليك " البلاغ " و علينا " الحساب " ! اولم يروا انا ناتي الارض ننقصها من اطرافها ؟ و الله يحكم ' لا معقب لحكمه ' و هو سريع الحساب ! (۱۳ : ۴۲) قل كفى بالله شهيدا بيني و بينكم ' و من عنده علم الكتاب ! (۱۳ : ۴۳)

۲۸ - مارچ کو گورنمنٹ بنگال کا حکم زیر دفعه ۳ - ڈیفنس ایکٹ پهنچا که میں چار دن کے اندر کلکته کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باهر چلا جاؤں - بعد کو یه مدت ایک هفته تک بڑهادي گئي - اس سے پہلے گورنمنٹ دهلي ' پنجاب ' اور متحده اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکي هیں ' تاهم اُن لوگوں کیلیے جنکو اول روز هي :

يا عبادي الذين امنوا !
ان ارضي واسعة '
فاياي فاعبدون !
(۲۹ : ۵۷)

اے میرے بندو که مجهپر ایمان رکهتے هو ! یقین کرو که میري زمین بهت وسیع هے اور کسي ایک ٹکڑے میں محدود نهیں - پس میرے هي آگے جهکو اور صرف میري هي بندگي کرو !

کا حکم مل چکا هے ' یه احکام بالکل بے اثر هیں ' اور ترک وطن و ذهاب الی الله تو وه منزل محبوب و مطلوب هے ' جسکا منزل تبلیغ و دعوة کے بعد پیش آنا هر دعوة کے بقاء و ظهور کیلیے ناگزیر هے - پس اگر یه منزل پیش آگئي هے تو خداے قدوس کي تحمید و تقدیس کرني چاهیے که انشاء الله اخري منزل بهي دور نهیں : اعملوا على مكانتكم ' اني عامل فسوف تعلمون من تكون له عاقبة الدار ؟

مکن تغافل ازاں بیشتر که مي ترسم
گمان برند که ایں بنده بے خداوند ست !

جب که تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے هوے طریقے تهے ' اور جب که سعي و عمل کا هر ولوله اس سے زیاده بلند نهیں هوسکتا تها که غیر قوموں کي مجلسي و اجتماعي طریقوں کي ادهوري اور ناقص تقلید کرکے امة مرحومه کو بهي انکي طرف دعوة دیجاے ' تو فضل و رحمت الهي نے اس عاجز کي راهنمائي کي ' اور بعد اسکے که کوئي انساني نمونه یا مادي تحریک اس کے لیے محرک هوئي هو ' خود بخود اُس راه عمل کو کهول دیا جسکو بغیر لطف و توفیق الهي کے اس دنیا میں کوئي نهیں پاسکتا - پس ابتدا هي سے اس عاجز نے تمام نام نهاد سیاسي و تعلیمي و قومي تحریکوں سے الگ هوکر صرف دعوة و تبلیغ اسلامي و قراني کي صراط مستقیم کو اپنا شعار و دستور العمل قرار دیا ' اور ایک ایسے عهد ضلالت میں جو طرح طرح کي انساني آوازوں سے گونج رها تها ' سب سے پہلے "اجيبوا داعي الله" کي صدا بلند کي - نیز اس گم شده حقیقت کو آشکارا کردینے کي توفیق پائي که مسلمانوں کي نجات و فلاح نه تو محض دعوة تعلیم میں هے نه دعوة قومیت و سیاست میں ' نه انجمنوں کي کثرت میں هے اور نه محض مدرسوں اور کالجوں کے قائم کرنے میں ' بلکه جب تک حضرات انبیاء کرام کے اسوۂ حسنه اور داعي اسلام کي سنت مقدسه سے کوئي دعوة حقه ماخوذ نهوگي اور انساني طریقوں کي جگه الهي سرچشموں سے فیض یاب هوکر نشو و نما نه پائیگي ' اُس وقت تک وه کامیابي اور فوز و فلاح حاصل نهیں هوسکتي جس کے متعلق کلام الهي نے فرما دیا هے که صرف متقین و مومنین هي کیلیے مخصوص هے -

حضرات انبیاء کرام کا اسوۂ حسنه هم کو بتلاتا هے که سب سے پهلي منزل تبلیغ و دعوة کي هے ' دوسري ذهاب الی الله اور ترک وطن کي ' اور پهر تیسري ظهور امر الهي کي : سأريكم آياتي فلا تستعجلون !

سو الحمد لله که یه حقیقت اب کسي بحث و دلیل کي محتاج نهیں رهي هے که حق تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو جو توفیق و رفیق دعوة و تبلیغ کي عطا فرمائي ' اور جس طرح اسکو وسیع دائره و اعلان و ظهور ' و سلطان و نفوذ ' و رسوخ و انتشار

آب حیات

ہندی کایا پلٹ، یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی گزر جاتی ہے پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور وہ شدت کی [illegible] آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں [illegible] نئے پیدا ہوا کرتے ہیں [illegible] لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت امراض نے کسی کو کام کے لائق نہیں رکھا، اس نے تمام لوگ بہت [illegible] زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو مفلس اور [illegible] دوا ادا کرنے سے [illegible] تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے کے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی دکھ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتی ہے، کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق، تپ محرقہ، صفراوی تپ، تپ پرسوت، سل، پیچش صفراوی، اسہال، سرسام، درد سر، درد پہلو، نمونیا، ذات الجنب، تپش دل، ناسور، بدھ کا زخم، درد کان، مسوڑوں سے خون آنا، پھوڑے پھنسیاں، پٹھوں کا اکڑاؤ، بواسیر، [illegible]، بھگندر، تالو کا سوراخ، دانت کا درد، قبض، درد قولنج، درد کمر، نقرس، [illegible]، متلی، قے، زخموں میں کیڑے پڑنا، [illegible]، تشنج، بیخوابی، کھانسی خشک و تر، ورم، پھوڑے، ورم پستان، درد دل، ہیضہ، طاعون، خنازیر، درد شکم، زہردار ڈنگ، بھڑ، سانپ، بچھو، آگ سے جلنا، گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا، درد، چوٹ، خارش، نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل، دق، کھانسی، سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

میرا [illegible] غلام رسول عرصہ سات ماہ سے عارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھا بستر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ میرا [illegible] ممدوح اپنے آقائے نامدار میر محمد علی خان صاحب کی خدمت میں [illegible] روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - ان کے معالجہ کے لئے [illegible] سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباء ہندوستان سے جمع کیے گئے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ میرا [illegible] غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں، ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مریض مدقوق [illegible] ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے، صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے، اور تمام انگریزی و یونانی دوائیں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار، کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ حادثہ کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہوگئی - اور آبحیات کے جادو اثر [illegible] اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر [illegible] ہے، تو آبحیات مسلم ہو گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھو اور وہاں سے تصدیق کر لو کہ میرا [illegible] غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار [illegible] میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خان صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود رہنی ضرور ہے - سفر و حضر میں کارآمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے، جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں، اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے، فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے، قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں، ناسور، بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا [illegible] اس سے ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں دور ہوتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آیندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی، سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی غلام نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

افکار و حوادث

مسئله مسلم یونیورسٹی

اور علوم و معارف جدیده !

دنیا کے عجائب و غرائب کي فہرست بڑي طولاني هے - شاهنامه کے عجیب و غریب " سیمرغ " سے لیکر گل بکاولي کے عجیب الخواص " پہول " تک ' ایک سے ایک عجب المدهوشات ' اور ایک سے ایک محیر العقول هے !

اگر بابل کے معلق باغ اور مصر قدیم کے پر اسرار مندروں سے قطع نظر کرلیا جاے جنکي ملکیت کا تاریخ قدیم کو دعوا هے ' جب بهي دیوار قہقہه کي طلسم آرا دیوار ' اسکندر اعظم کا اعجوبه زا چشمهٔ حیات ' اور بادش بخیر حاتم طائي کي فیاضانه سیاحتوں کے انکشافات دنیا کي دلچسپیوں کیلیے کیا کم هیں ؟

* * *

تاهم موجوده زمانه عقل و دانائي اور تجربه و مشاهده کا عہد هے - لوگ کہتے هیں که اب هم بہت زیاده عقلمند هوگئے هیں - اسلیے ان عجیب عجیب قصوں کو نہیں مان سکتے - لیکن اگر ان قصوں کو نہیں مان سکتے تو اس واقعه کو تو مان سکتے هیں که مسلم یونیورسٹي بلا توقف لے لیني چاهیے ' اسلیے که مہاراجه دربهنگه اور پنڈت مدن موهن مالویا نے لیلي ' اور اسلیے که ایک لاکهه روپیه ماهوار ملیگا ' اور اسلیے که علي گڈه میں هر سال تقسیم سندات کا عظیم الشان جلسه منعقد هوگا ' اور اسلیے که " برٹش گورنمنٹ رحمت الهي هے " اور اسلیے که " سر سید علیه الرحمة کا حقیقي مقصد ایسا هي تها " اور اسلیے که " خالق اکبر نے هم کو اسي لیے بنایا هے که احکامات و اوامر کي تعمیل کریں " اور اسلیے که " مسلمانوں کي مسلمه قومي پالیسي گورنمنٹ کے اعتماد پر مبني هے " اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یه که بنارس کي طرح علي گڈه کي گلیاں بهي گذشته قرنوں کے عجیب و غریب مناظر و مشاهد کو دیکهه لینگي ' اور یه سب سے بڑي نعمت هے جسکے لیے کوئي نبي روح اس کرهٔ ارضي پر بیقرار هوسکتي هے ' اور سب سے بڑي دولت کونین هے جو آدم کي اولاد کو دنیا میں ملسکتي هے :

و في ذالک فلیتنافس المتنافسون -

* * *

اگر مسلم یونیورسٹي کے بلا انتظار لے لینے کیلیے یه حقائق و دقائق " دلیل و برهان " هوسکتے هیں ' اور دنیا میں ایسے دماغ باقي هیں جو علمي سنجیدگي کے ساتهه ان چیزوں کو پیش کرنے سے نہیں شرماتے ' اور ایسے لوگ موجود هیں جو دلائل و شواهد کي طرح ان کو قبول کرلے سکتے هیں ' تو پهر دنیاے قدیم کي کوئي روایت بهي عجیب نہیں ' اور بلا تامل مان لینا چاهیے که دنیا میں اب بهي وه تمام عجائب و غرائب هوسکتے هیں جو کسي مجہول ماضي میں هو چکے هیں - اب هم کو پورا یقین هے که فردوسي کے سیمرغ سے مایوس هوجانے کا فیصله صحیح نہیں تها - اسکے گهونسلے سے اب بهي " زال " پیدا هو سکتا هے ' کیونکه مسلم یونیورسٹي کے لیے اپنے هي سب کچهه هوجائیگا ' اور اگر آپکي آنکهیں جاتي رهیں تو اسکا صحیح علاج یه هے که " گل بکاولي " کو تلاش کیجیے ' کیونکه حقائق کے ثبوت کا دار و مدار اب حقائق پر نہیں بلکه صرف نقالي ' حکم ' اطاعت ' اور خوش اعتقادي و حسن ظن پر آکر رهگیا هے ' اور اگر ایسا هي هے تو غریب " تاج الملوک " نے کیا خطا کي هے که اسکي مشهور و متواتر روایت کو نظر انداز کردیا جاے ؟

* * *

حقیقت میں یه واقعه بهي دنیا کے عجائب و نوادر میں سے هے که ایک طرف تو مسلمانوں کو کہا جاتا هے که انکے تمام امراض کا علاج ' انکي تمام جستجوؤں کا مقصود ' انکي تمام امیدوں اور آرزوں کا مرکز و ملجاء مسلم یونیورسٹي هے ' اور یہي وه چیز هے جو غرناطه اور قرطبه اور بغداد اور کیمبرج اور اکسفورڈ اور نہیں معلوم کیا کیا کچهه مسلمانوں کے حوالے کردیگي - دوسري طرف جب انسے کہا جاتا هے که " اگر یه متاع اسقدر قیمتي ' اسقدر عظیم و اهم ' اور اسدرجه موت و حیات ملت کا فیصله کرنے والي هے ' تو خدا را جلدي نه کیجیے - بغیر کامل جد و جہد اور سعي و کوشش کے خاتمه نه کردیجیے - ایک هي غمزهٔ تمکین طلب پر اپني تمام متاع دل و جاں نذر نه کردیجیے - صبر ' استقامت ' عزم راسخ ' اور سعي و جہد کامل دنیا میں همیشه عزائم امور کیلیے ایک حقیقت ثابته رهے هیں - آپ بهي انسے کام لیجیے ' اور ساتهه هي اپني اصلاح حال اور حقیقي و معنوي ترقیات و توسیعات میں سرگرم رهیے که اصل کار یہي هے - اور اگر ایسا نہیں هے اور چند مہینوں یا ایک سال کے اندر آپکي ساري کائنات سعي و تدبیر غارت جا رهي هے ' تو پهر خدا را آه و واویلا نه مچائیے ' مخفي اور در پرده کوششیں نه کیجیے - یه تعلقه داري کا مقدمه یا جد امجد مرحوم کي وراثت کا جهگڑا نہیں هے - دلائل و حقائق کا مقابله هے - سنجیدگي کے ساتهه واقعي دلائل پیش کیجیے - دنیا میں عقل و فہم کي بخشش عام هے ' اور آپ جیسي نہیں مگر سمجهه هر شخص رکهتا هے " تو پهر اسکے جواب میں یا تو بگڑ جاتے هیں که تم " مسلمه قومي پالیسي " کے دشمن هو ' یا روٹهه جاتے هیں که تم هماري بات نہیں مانتے ' یا پهر دلیل پیش کرنے پر آتے هیں تو یه فرماتے هیں که بنارس میں اتو بت چکے هیں - تم بهي بے تحاشا دوڑ جاؤ !

(" علوم جدیده ")

اصل یه هے که مسلم یونیورسٹي کے بلاتوقف لیلینے کے متعلق جسقدر مصنفات و اسفار محققین عہد نے شائع کیے هیں ' انسے مسلم یونیورسٹي کا هندو یونیورسٹي اندت پرلے لینا ضروري ثابت هوتا هو یا نهو ' لیکن اسمیں تو کچهه شک نہیں که ضمناً ایک عظیم الشان کام ضرور انجام پا گیا - همارا اشاره اس جدید فن منطق کي طرف هے جو " علماء مسلم یونیورسٹي " نے مدون فرمایا هے اور جس نے ثابت کردیا هے که دنیا میں ارسطو سے بڑهکر آجتک کوئي انسان احمق نہیں هوا - مسکین ارسطو کے وقت سے لیکر اس وقت تک دنیا اس عالمگیر غلطي میں مبتلا رهي هے که دعوے اور دلیل میں ربط کي ضرورت هوتي هے - مگر یه کیسا سفیہانه اور احمقانه خیال تها ؟ همارے محققین کاملین نے اپني سیف منطق کي پہلي ضرب اسي پر ماري ' اور ثابت کردیا که اس سے بڑهکر اور کوئي غلط خیال نہیں هوسکتا - دلیل کیلیے صرف ایک هي شے ضروري هے - یعني وه بلا کسي درمیاني فصل کے معاً دعوے کے بعد کہدي جاے - اب رهي یه بات که اسمیں اور دعوے میں ربط بهي هو ' تو ایسا سمجهنا ایک خالص حماقت هے جسمیں بدبخت ارسطو گرفتار تها ' اور کچهه ضرور نہیں که هر انسان گرفتار هو !

* * *

اس سے بهي بڑهکر ان مباحث حکمیه و فنیه نے جس ' قدیم غلطي کي ضلالت سے نوع انساني کو نجات دلائي ' وه " برهان " کي تعریف کا مسئله هے - تمام دنیاے قدیم و جدید کس درجه عقل و دانائي سے محروم تهي ' جب که یقین کررهي تهي که

عالم کي حيرت انگيز و محير العقول نشانيوں سے ممتاز کيا ' وه کلمۂ حق و صدق کي شهنشاهي و خسروي اور دعوة الى الله کي فتح مندي و کامراني کي ايک عجيب و غريب مثال هے ' اور کم از کم هندوستان کي سر زمين ميں اسکي کوئي قريبي مثال موجود نهيں هے - باوجود ان تمام حالات و واقعات کے جو سب کو معلوم هيں اور باوجود ان صدها موانع و مهالک کے جنکو هر شخص ديکهه رها هے ' الله کي مرضي اسي کي مقتضي هوئي که جتني مدت تک کيليے اس نے ضروري سمجها هے ' ايک غير مستعد و غير موزوں هستي بناکر مجهکو اور ميرے کاموں کو دنيا ميں قائم کردے ' اور ايسي نا قابل فهم و نا قابل توجيه قوت ديدے که اسکو کوئي غير الهي طاقت نقصان نه پهنچا سکے - چنانچه دنيا نے ديکهه ليا که ايسا هي هوا ' اور جو کچهه هوا وه انساني عقل و ادراک کي رسائي سے يکسر ما فوق هے - گذشته زمانے کے تمام واقعات نظر کے اپنے سامنے لاؤ ' اور پهر الله کي حکمت اور [illegible] کے تسلط و نفوذ کو ديکهو که کيسي [illegible] ' [illegible] کس درجه جانکاه اسباب ' اور کس قدر خسروانه جلال و سطوت کے ساتهه دعوة حق و قرآن کا سلسله جاري رها ' اور کيسي کيسي حيرت انگيز مدتوں ميں سے يه دعوة محفوظ و مصئون گذر گئي ؟ حتى که صدها منکرين اور جاحدين مدافعين و معاندين طرح طرح کي آرزوئيں اور کوششيں کرتے کرتے ختم هوگئے ' اور قدرت حق کي بو العجبيوں اور کرشموں اور سلطان دعوة کي شهنشاهيوں اور خسرويوں کو ديکهتے ديکهتے شدت تعجب و حيرت سے پاگل هوگئے ' مگر " و تمت کلمة ربك صدقا و عدلا " کے قانون کو نه بدلنا تها اور نه بدلا ' اور " لا مبدل لکلماته " کي حقيقت غير مسخر تهي اور غير مسخر رهي : الا ' ان اولياء الله لا خوف عليهم و لا هم يحزنون !

ميں نے ابتداء اشاعة الهلال سے ليکر اس وقت تک جو کچهه لکها اور کها هے ' اسکا حرف حرف زمانے کے علم و حافظه ميں محفوظ هے - ميں نے نه تو کبهي تعليم کا ذکر کيا ' نه سياسي اصولوں اور تقليدوں کي دعوة دي ' نه ان رهنماؤں اور پيشواؤں کي راه اختيار کي جنهوں نے امة مرحومه کي تجديد و احياء کو غير قوموں کي تقليد و اتباع ميں محدود ديکها هے ' اور نه کبهي انسانوں کے بنائے هوے طريقوں اور حکمت عمليوں کو اختيار کيا ' جو ابناء زمانه کي بلند پروازيوں کا هميشه منتهاء خيال رها هے - برخلاف اسکے ميں نے هميشه خدا کا نام ليا ' ميں نے هميشه قرآن کي دعوة دي ' ميں نے هميشه ايمان ' يقين ' اعتقاد ' اور عمل صالح کا ذکر کيا ' اور ميں نے جب کبهي کوئي بات کهي تو اسکو وحي الهي کي دائمي اور غير متغير يقينيات اور حقائق کي بنا پر پيش کيا - ميں اپنے سامنے ايک " يقين " رکهتا تها ' اور ميري دعوة کي بنياد انساني افکار پر نهيں بلکه ايک ديني اعتقاد پر تهي - دنيا کي هر چيز بدل سکتي هے مگر الهي اعتقاد و يقين نهيں بدل سکتا - اسليے زمانه کي کوئي تبديلي ميرے ليے موثر نه هو سکي - ميں نے ابتدا سے ليکر اس وقت تک ايک هي اعلان کيا ' اور اسي اعلان کے نتائج و ثمرات هيں جو مجهکو اپنے اعمال و اشغال کي هر شاخ ميں نظر آے - ميں نے الهلال کي اولين اشاعت کے سب سے پهلے مضمون کو ان سطروں پر ختم کيا تها جنکو دنيا نے بهلا ديا هو مگر ميں نهيں بهلا سکتا :

" اُس خداے حي و قيوم سے جسکے کان فرزندوں کے سننے کيليے هر وقت طيار ' اور نغمه امن يجيب المضطر اذا دعاه سے هر راز هر قلب مشتاق هيں ' اور جس کي آنکهيں کسي حال ميں بے خبر نهيں اور هر آن و هر لمحه ان ربك لبالمرصاد کي تاک لگائي هوئي هيں ' يه آخري التجا هے که اگر وه همارے دلوں ميں صداقت اور اخلاص کي کوئي سرگرمي ديکهتا هے ' اور اس کي ملت مرحومه اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کي انوکهي سچي تپش [illegible] دل کے اندر موجود هے ' اور اگر واقعي اس کي راه ميں فدويت و جاں فروشي کي ايک آگ هے جس ميں برسوں سے بغير دهويں کے جل رها هوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجهکو اتني مهلت عطا فرمادے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے ديکهه لوں - ليکن اگر يه ميرے تمام کام محض ايک تجارتي کار و بار اور ايک دکاندارانه مشغله هيں جسميں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پيدا کرنا چاهتا هوں ' تو قبل اسکے که ميں اپني جگهه پر سنبهل سکوں ' وه ميري زندگي و مهلت کا خاتمه کردے ' اور نيز ميرے تمام کاموں کو ايک دن بلکه ايک لمحه کيليے بهي کاميابي کي لذت چکهنے نه دے - باغوں کے سر سبز و ثمر دار درختوں کي حفاظت کي جاتي هے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلا ديا هي چاهيے - جس دل ميں خلوص اور صداقت کو جگه نه ملي ' اسکو صادقوں اور راست بازوں کي طرح کاميابي ملنے کيوں دي جاے ؟

ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان نجعلهم کالذين آمنوا و عملوا الصالحات ' سواء محياهم و مماتهم ؟ ساء ما يحکمون ! (۴۵ . ۲۰)	وه لوگ جنهوں نے بديوں اور برائيوں کي راه اختيار کي هے ' کيا ايسا سمجهتے هيں که هم انکو ان لوگوں جيسا کردينگے جو ايمان لاے اور اعمال صالحه اختيار کيے ؟ کيا راست بازوں اور مفسدوں کي زندگي اور موت ايک طرح کي هے ؟ افسوس انکي سمجهه پر اور افسوس انکے فيصله پر !

يه وه جملے هيں جو جولائي سنه ۱۹۱۲ ميں ميرے قلم سے نکلے تهے اور جنکو ميں برابر الهلال کي هر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے افتتاح کے موقعه پر دهراتا رها هوں - سو الحمد لله که اس کريم ذره نواز نے ميري درماندگيوں کو قبول کرليا ' اور واقعات نے هر منزل و هر قدم پر ثابت کرديا که ميري يه عاجزانه دعا بے اثر نه رهي - يه اسي کے هاتهه ميں تها که وه بتلا ديتا که جو کچهه کيا جارها هے ' وه اصلح و احق هے جسکو بڑهنے اور پهيلنے کيليے چهوڑ دينا چاهيے ' يا مفسد و باطل هے جسکو فنا هوجانا اور مٹ جانا چاهيے ؟ پس اس نے بتلا ديا که حقيقت کيا هے ' اور ارباب بصيرة نے ديکهه ليا که حکمة الهي کيا چاهتي هے ؟ دعوة حقه و کاذبه کي تفريق کا يهي معيار هے - اور اگر خدا سچائي اور صداقت کے ساتهه بهي وهي کرے جو باطل اور افساد کے ساتهه کرتا هے ' تو دنيا سے امن اور ايمان اٹهه جاے اور خدا کے ماننے کيليے انسان کے پاس کوئي روشني نه رهے - يه محال هے که صادق اور کاذب ايک هي نتيجه پائيں ' اور يه کبهي نهيں هوسکتا که خدا کا سلوک حق اور باطل ' دونوں کے ساتهه يکساں هو : لا يستوي اصحاب النار و اصحاب الجنة ' اصحاب الجنة هم الفائزون -

اور پهر اس کے فضل و کرم کي بخششوں اور نعمتوں ميں سے سب سے بڑي اور سب سے آخري نعمت وه هے جو اس نے موجوده واقعه کے اندر پوشيده رکهي هے - يعني البلاغ کي دعوة و تبليغ کو اسکي دوسري منزل تک عروج و رفعت بخشي گئي ' اور مقام ذهاب الى الله و ترک وطن پيش آيا : اني ذاهب الى ربي سيهدين (۳۷ : ۹۷) فسبحان الذي بيده ملکوت کل شي و اليه ترجعون -

يه جو کچهه تها ' کلمۂ حق و عدل کي دعوة و تبليغ کي سرگذشت تهي جو الحمد لله و المنه که اپني دوسري منزل تک پهنچ گئي هے - و لا مبدل لکلماته - رها خود اس عاجز کے وجود کا معامله ' تو شخص و ذات کا يهاں کبهي بهي سوال نهيں هوا هے ' اور ميري نفسي کيليے مرحوم عرفي کا يه شعر سالها سال سے مونس و رفيق هے :

اميد هست که بيگانگي عرفي را
بدوستي سخن هاے آشنا بخشند !

و افوض امري الى الله ان الله بصير بالعباد -

چانسلري هے ' تمام معلمين و اساتذۂ يونيورسٹي کي جماعت اپنے اپنے مدارج علميه کے مطابق شاندار اور طويل الذيل جبے پہنے هوے تمکنت افلاطوني ' عظمت سقراطي ' اور شان يوناني و روماني کے ساتهه يمين و شمال رونق افزا هے ' اور يکے بعد ديگرے حاصلين علوم و فائزين مراتب عاليۂ تعليميه کے مقدس غول بڑهتے هيں اور سند بکف اور چغه بدوش هوکر واپس جاتے هيں ! الله الله ! کون هے جو ايک لمحه کيليے بهي اس بهشت تعليمي و جنت قومي کے منظر روح پرور کو ديکهه لے اور پهر اسکے عشق جنون آور سے مست و لا يعقل نهوجاے ؟ يونيورسٹي کے پيش کرده هزارها نقائص ايک طرف ' اور اس منظر قومي و تعليمي کا نظارۂ يک لمحه ايک طرف ! اگر مسلم يونيورسٹي سے اور کچهه نه هوتا ' اور صرف سال بهر ميں ايک بار اس منظر جاں نواز و مشهد روح پرور کا ايک نظاره ميسر آجاتا ' جب بهي يه سودا اسقدر ارزاں تها ' گويا گرد و خاک کي ايک مٹهي ديکر بهشت شداد مول ليلي ! البته يه ايک خالص " تعليمي مسئله " هے اور اسکو صرف عرفاء تعلم و کاملين حقائق قوميه هي سمجهه سکتے هيں - شرف قزويني نے انهي حقائق و معارف کے متعلق کها هے :

بيا که مسئلۂ عشق ازاں دقيق ترست
که حل شود شرف از فکر باطل همه کس

نا محرمان اسرار کا يهاں گذر نهيں :

کيں زمين را آسمانے ديگرست !

* * *

بعض ارباب اشارات و اصحاب معارف سے يه بهي منقول هے که اگر قوم کي ديدۂ بصيرة بينا هوتي تو بنارس هندو يونيورسٹي کا گذشته جلسه فهم حقيقت کيليے بس کرتا تها - سبحان الله ! کيسا عجيب و غريب منظر تها جو چشم فلک نے پهلي مرتبه خاک هند ميں ديکها ! عظيم الشان واليان رياست کا هجوم ' اعلى ترين حکام و فرماں روايان ملک کا اجتماع ' شوکت و عظمت قومي کا عديم النظير مظاهره ' اور تعليمي فرمانفرمائي و خسروي کے عهد حکومت کا افتتاح ! اس سے بڑهکر ايک قومي يونيورسٹي کيليے اور کيا هو سکتا هے ؟ کيا يه منظر اسکے ليے کافي نهيں هے که قوم کي آنکهيں کهليں اور وه بهي کسي نه کسي طرح يونيورسٹي ليلينے کيليے پاگل هوجاے ؟ افسوس که قوم ميں " ماهرين مسئلۂ تعليم " کا قحط الرجال هے اور " عملي کام " اور " مسئلۂ قومي تعليم " کے حقائق و اسرار سمجهنے والے ناپيد هيں - اگر ايسا نهوتا تو يه روز بد ديکهنا نصيب نه هوتا ! لوگ کيسي تمسخر انگيز غلطي کرتے هيں جبکه کهتے هيں که قومي يونيورسٹي کسي بڑے جلسے ' کسي بڑے مجموعۂ عمارت ' اور نامون اور رسموں کے کسي طول طويل سلسلے کا نام نهيں هے ؟ کوئي ان بيخبروں سے پوچهے که اگر يونيورسٹي جلسه ' عمارت ' اور اسم و رسم کا نام نهيں تو اور کس چيز کا نام هے ؟ يه نادان هندو يونيورسٹي ايکٹ کو ديکهتے هيں اور صرف اختيارات ' عهدۂ وائس چينسلر کي منظوري و عدم منظوري ' ريگوليشنز کا انتظار ' وغيره وغيره چند الفاظ انهوں نے سينهه ليے هيں ' حالانکه حقيقت يونيورسٹي نه تو ان جزئيات و فروعات ميں هے ' اور نه اختيارات کا مسئله في نفسه کوئي قابل اهميت هے - اصلي حقيقت تو وه نقرئي هتوڑا تها جس سے بنارس هندو يونيورسٹي کا سنگ بنياد نصب کيا گيا ' اور اگر ايک ايسي هي نقرئي هتوڑے کي با عظمت ضرب سرزمين علي گڈه کو بهي نصيب هوگئي ' تو ساري مشکليں حل ' اور ساري اميدوں کيليے پيام بشارت هے !

افســانــه زلــف

يا " مسلم يونيورسٹي "

اولا يرون انهم يفتنون في
کل عام مرة او مرتين ثم
لا يتوبون و لا هم يذکرون !
(توبه)

کيا يه لوگ نهيں ديکهتے که کوئي برس ايسا نهيں گذرتا که ايک بار يا دو بار وه بلاؤں ميں نه ڈالے جاتے هوں ' پهر بهي انکي غفلت کا يه حال هے که نه تو توبه کرتے هيں اور نه واقعات و حوادث کي تنبيهوں اور سرزنشوں سے نصيحت پکڑتے هيں !

◆

رات اور زلف کا يه افسانه
قصه کوته ' بڑي کهاني هے !

◆

مسئلۂ مسلم يونيورسٹي کي گذشته سه ساله تاريخ جن واقعات و حوادث سے عبارت هے ' ميں انکو اس وقت به تفصيل نهيں دهراؤنگا کيونکه واقعات ابهي اس قدر پرانے نهيں هوے هيں که حافظه کيليے تجديد ذکر کي ضرورت هو -

نفس تجويز کي ابتدائي تحريک ' گورنمنٹ کا اولين مراسله ' فونڈيشن کميٹي کا پهلا انعقاد ' ڈيپوٹيشن کي تشکيل و شکست ' فونڈيشن کميٹي کا دوسرا اجلاس علي گڈه ' پهر مسلم يونيورسٹي ايسوسي ايشن کا قيام ' على الخصوص اسکا پچهلا اجلاس ' يه اور نيز ان واقعات و حوادث کے بے شمار اطراف و نتائج نه صرف مسلم يونيورسٹي نامي کسي مسئله کي سرگذشت هے بلکه مسلمانوں کي گذشته سه ساله حيات قومي و اجتماعي کي ايک ايسي مکمل تاريخ هے ' جسميں اس تين سال کے اندر کي هر چيز ديکهي اور پڑهي جاسکتي هے !

على الخصوص حق و باطل اور اصلاح و افساد کي باهمي آويزش اور حق کے قدرتي اور لازمي خواص فتح و نصرت کے ظهور و اعلان کے لحاظ سے تو مسئلۂ مسلم يونيورسٹي کي تاريخ اسدرجه پر عبرت و بصيرة هے که اگر هندوستان کے اور تمام واقعات و حوادث سے قطع نظر کر ليا جاے تو صرف يهي واقعه اس حقيقت کے اعلان کيليے بس کرتا هے که حق جاگ اٹها هے ' اور جب وه جاگ اٹهے تو پهر باطل کيليے امن و بقاء نهيں هے -

[۲]

مسئلۂ مسلم يونيورسٹي کے واقعه کو دنيا خواه کچهه هي سمجهے مگر ميں نے هميشه اسميں ايک هي چيز کو ديکها اور هميشه اس سے ايک هي طرح کي صدائيں سنيں - ميں نے ديکها که حق و باطل معرکه آرا هيں ' اور گو مختلف صداؤں ' مختلف ناموں ' اور مختلف شکلوں ميں منظر آرائياں هو رهي هيں مگر انکے اندر بجز حق و باطل کے مقابلے کے اور کچهه نهيں هے - ميري يه صاف نظارگي بهتوں کو خوش نه آئي ' اور بهتوں نے کوشش کي که اسقدر صاف لفظوں ميں مطلب نه کها جاے ' ليکن ميں اپنے مشاهده کو جهٹلا نهيں سکتا تها - الحمد لله که ابتدا سے ليکر اسوقت تک ميں نے جو کچهه ديکها ' صاف صاف کها ' اور کوئي سعي ' کوئي آرزو ' کوئي قوت ميري نگاه کو گرد آلود نه کر سکي :

بندۂ را که بفرمان خدا راه روند
نگزارند که در بند زليخا ماند

غور کرو که اس تمام عرصه کے اندر يکے بعد ديگرے کيسے کيسے واقعات پيش آے ' اور کس طرح هر موقعه پر حق نے بتلاديا

"برہان" اس چیز کو کہتے ہیں جسکے مان لینے سے دعوے کا مان لینا لازم آجاے؟ حالانکہ مصنفین صحائف مسلم یونیورسٹی و مدونین اسفار مسئلۂ قومی و تعلیمی نے (جن میں بڑے بڑے ماہرین فلسفۂ تعلیم موجود ہیں) ثابت کردیا ہے کہ نہ صرف یہ تعریف غلط ہی ہے، بلکہ اصل حقیقت بالکل اسکے برعکس ہے - دعوے اور برہان میں جسقدر بعد لزومی ہو، اسیقدر وہ زیادہ صحیح اور مسکت برہان ہوگا - مثلاً دعوا یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی جن شرائط کے ساتھ اسوقت مل رہی ہے، اسکو قبول کرلینا چاہیے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کا تعلیمی و قومی مقصود حاصل ہوجائیگا - دلیل یہ ہے کہ ایک لاکھ روپیہ فراہم ہوگیا ہے - جس وقت تک کوئی شخص روپیہ کی اس تعدادی اور عددی حقیقت ثابتہ کو جھٹلا نہ دے، اس وقت تک یہ دعوا بھی رد نہیں ہوسکتا!

* * *

ارسطو نے شاعری کو محاکات کا نتیجہ قرار دیا ہے، یعنی وہ کہتا ہے کہ انسان میں بالطبع نقالی کا مادہ موجود ہے - وہ جس حالت کو دیکھتا ہے، اس سے منفعلانہ متاثر ہوتا ہے اور اسی کو دہراتا ہے - مگر مسئلہ مسلم یونیورسٹی کا محقق کہتا ہے کہ یہ اس قدیم مدعی علم کی سخت کوتاہ نظری تھی - شاعری ہی نہیں بلکہ قومی زندگی کے تمام اعمال و افکار علی الخصوص مسئلۂ تعلیم و قومیت کا دار و مدار "اصول محاکات" یعنی نقالی پر ہے - دوسروں کو جس طرح کرتے دیکھو، اسی طرح خود بھی کرو - اگر ایک مدبر انسانوں کی کوئی بھیڑ کر رہی ہے، تو انکا کرنا بجاے خود ایک دلیل عمل ہے - اسکے بعد اور کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی - مسلمانوں کے تمام قومی و تعلیمی کاموں کا معیار اسی حقیقت کو ہونا چاہیے - انکے لیے نہ تو کوئی چیز سیاہ ہے اور نہ سفید - سیاہی اور سفیدی کا معیار دوسروں کا سیاہ و سفید کہنا اور بتلا دینا ہے - پس جب مہاراجہ دربھنگہ اور پنڈت مدن موہن مالویا جی نے کہدیا کہ یہ چیز سفید ہے، تو اب تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ بے چون و چرا اسکے آگے سربسجود ہوجائیں، اور اگر کوے کو بھی علی گڈھ کی فضاء میں اوڑتا ہوا دیکھیں تو چیخ اٹھیں کہ بگلا ناچ رہا ہے!

* * *

یہ محققین عہد، ماہرین مسئلۂ تعلیم، محرمان اسرار و رموز قومیات و تعلیمات جدیدہ، اور مجددان و مصلحان عصر تعلیمی کی جماعت تھی - لیکن انکے بعد ارباب سلوک و معرفت و اصحاب حقائق و معارف کا ایک مقدس گروہ سامنے آتا ہے، اور علمی طرز بحث کی جگہ عارفانہ انداز بیان کے ساتھ کہتا ہے کہ یہ مقام استدلال و براہین کا نہیں بلکہ محض وجدانیات و جذبات کا ہے:

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازی راز دار دیں بدے

جب مذہب اور مذہب کے اعتقادات جیسی اہم و عظیم چیز کے متعلق غزالی و رازی کا فتوی ہے کہ اس مقام کو استدلال و عقلیات سے نہیں بلکہ ذوق و وجدان سے طے کرو، تو پھر یونیورسٹی کے متعلق دلیل و برہان کا طلب کرنا کب جائز ہوسکتا ہے؟ اگر خدا کے وجود و صفات کا ثبوت عقل و دلیل سے نہیں بلکہ صرف وجدان و جذبات کے اعتراف سے ملتا ہے، تو پھر مسلم یونیورسٹی کی ذات و صفات کے متعلق یہ مغرورانہ کاوش عقل و ذہن ہی کیوں ہے؟ یہ مقام دوسرا ہے - یہاں عقل کے دعوں سے کام نہیں چلتا - اس یونان کدۂ اسرار و معارف کا سب سے بڑا افلاطون وہ ہے جو سب سے زیادہ بے عقلی و نادانی کا اقرار کرے - یہاں فلسفۂ و عقل کی پرسش نہیں ہوتی - اس عالم میں بقراط کے طب، ارسطو کی منطق، اور افلاطون کی اشراقیات سے کہیں زیادہ اس چرواہے کی بے وقوفی مقبول ہے جو مولانا روم کی کائنات قصص و حکایات میں حضرت موسی علیہ السلام سے ایک جنگل میں ملا تھا اور خدا کو اپنے صحرائی جھونپڑے میں دعوت دینا چاہتا تھا تاکہ اپنی بکریوں کا دودھ پلاے:

ملت عشق از ہمہ دیں ہا جدا ست
عاشقاں را ملت و مذہب خدا ست

پھر کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا کے مقدس نوشتے کیا کہتے ہیں؟ حضرت مسیح نے عقل کا دعوی کرنے والوں کو "سانپ کے بچوں" کا تاریخی لقب عطا فرمایا اور کہا کہ "تو آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک زمین پر سب سے زیادہ نادان و بے عقل نہ بن جاے"

ز زیرکی نہ برد کس رہ بمنزل مقصود
مگر طریق رہش از سر نیاز کنی!

* * *

مشہور ہے کہ امام فخر الدین رازی نے دو سو دلیلیں خدا تعالی کے وجود کے اثبات میں جمع کی تھیں، اور اعلان کردیا تھا کہ ہم نے اس راہ کو عقل کی رہنمائی سے طے کرلیا - یہ خبر سنکر شیطان نے اپنا بھیس بدلا اور مجلس درس میں آکر امام رازی سے مباحثہ شروع کردیا - جو دلیلیں انہوں نے تمام عمر کی فکر و کاوش سے قائم کی تھیں، یکے بعد دیگرے پیش کرتے اور شیطان ایک دو اعتراض کرکے انکو باطل کردیتا - یہ حال دیکھکر امام صاحب بہت پریشان ہوے اور اللہ کے حضور اپنے عجز کا اقرار کیا - خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے "ان دلیلوں کو چھوڑ دو - یہ دلیل و استدلال کا مقام نہیں ہے - تم اسکے جواب میں یہی دلیل دو کہ میں کہتا ہوں کہ خدا ہے اور اسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا" بزرگان طریقت روایت کرتے ہیں کہ جب انکار شیطان کی یہ آخری دلیل امام رازی نے پیش کی تو شیطان نے عاجز و درماندہ ہوکر ایک نعرہ مارا، اور راہ فرار اختیار کی کہ اس دلیل کا جواب میرے پاس کوئی نہیں - یہی حال دیکھکر مولانا روم نے کہدیا تھا:

پاے استدلالیاں چوبیں بود
پاے چوبیں سخت بے تمکیں بود

چنانچہ خانقاہ مسلم یونیورسٹی کے پیر طریقت بھی ایسا ہی فرماتے ہیں - ارشاد ہوا کہ دلیلوں کا یہ مقام نہیں - بغیر کسی دلیل کے ہم کہتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی کو جلد سے جلد لے لینا چاہیے اور حق اسی میں ہے - اگر معلم الملکوت اس آخری ملکوتی و لاہوتی دلیل کو سنکر چیخ اٹھا تھا، تو اے ہزار حسرت و افسوس انسان کے قلب غافل پر، اگر اس دلیل کو سنکر بے اختیار رو نہ پڑے!

* * *

نیز فرمایا کہ مسلم یونیورسٹی کا مسئلہ دلائل و شواہد سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ صرف ایک لمحۂ تصور سے عبارت ہے جو صالح اعتقاد اور صافی و پاک ذہن کے ساتھ میسر آجاے - دنیا کی تمام اشیاء و موجودات کا مشاہدہ آنکھیں کھولکر کرتے ہیں، مگر یہ وہ سر لاہوتی و رمز ناسوتی ہے جسکا مشاہدہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھیں اچھی طرح بند نہ کرلیجیے!"

ہاں آنکھیں بند کیجیے اور چشم تصور سے کام لیجیے - مسلم یونیورسٹی قائم ہوچکی ہے، اور سینٹ ہال میں تقسیم انعامات و سندات کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہے - ایک مسلمان والی ریاست یا کوئی بہتری قومی شخصیت جسکے چانسلر ہونے کا گورنمنٹ گزٹ نے اعلان کردیا ہے، با کمال شوکت و ابہت و با یک دنیا عظمت و رفعت، سریر آراے مسند

ہیں جنھوں نے ابھی اُس منظر کو نہیں بھلایا ہوگا جبکہ ۲۸ دسمبر کی صبح کو فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس کی آخری نشست ہوئی ہے اور یہ رزولیوشن باتفاق پاس کرایا جاتا ہے کہ ۲۶ آدمیوں کی ایک جماعت کو اس مسئلہ کے رد و قبول کا پورا اختیار دیدیا جائے - کیسا مغرورانہ اعلان، کیسا فتح مندانہ گھمنڈ، کیسا مالکانہ حکم، اور کس درجہ شادمانی و مسرت کا بے خودانہ و سرشارانہ جوش و خروش تھا، جب دو روز کی متصل سعی و تدابیر کے بعد طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلانے کا کام انجام کو پہنچ گیا، اور بظاہر اُس پورے مجمع میں مجھکو اپنی صداے حق کے اعلان و انداز کیلیے تن تنہا چھوڑ دیا گیا؟ پھر وہ یادگار اور نا قابل فراموش گھڑی، جب میری آواز کو فریب خوردہ مجمع نے قبول نہ کیا، اور نادان انسان یہ نہ سمجھے کہ جس آواز کو اسوقت رد کررہے ہیں، قریب ہے کہ اسی کے سننے، اسی کے ماننے، اور اسی کی اطاعت کرنے کیلیے انکو بیقرار ہونا پڑیگا - اسکے بعد ان قابل رحم روحوں کا شور و غل جسکے اندر بجز نادانی، غلط فہمی، اور سوءِ فہم کے اور کچھہ نہ تھا، اور ساتھہ ہی رزولوشن کے پاس کرنے کا پادشاہانہ اعلان، جس نے خوشیوں اور شادمانیوں کی مستی سے نادانوں اور بیخبروں کو متوالا کردیا تھا: و زین ذلک فی قلوبکم و ظننتم ظن السوء، و کنتم قوما بورا - (۴۸ : ۱۲)

با ایں ہمہ نتیجہ کیا نکلا؟ فتح مندیوں اور کامرانیوں کے اس اعلان نے کتنی عمر پائی؟ کامیابی و نصرۃ کا یہ گھمنڈ جس نے اپنی بڑائی کا اعلان کیا تھا حالانکہ بڑا صرف خدا ہے، کتنی مدت تک زندگی پا سکا؟ بلا شبہہ ۲۸ - کی صبح کو چند سو آدمیوں کے مجمع میں مجھکو شکست دیدی گئی، لیکن اسکے بعد کتنی صبحیں فتح و کامیابی کی نصیب ہوئیں، اور فتح صرف ۲۸ دسمبر ہی کی نہ تھی؟ کیا ایسا نہیں ہوا کہ ابھی پورے چار مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ "عاقبۃ للمتقین" کی قدوسیت و جبروتیت یکایک نمایاں ہوئی اور ہموا بما لم ینالوا کے قانون فطرۃ نے ظاہر ہوکر بتلادیا کہ فتح کسکے لیے اور شکست کسکیلیے کون ہے؟ اور پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جو رزولیوشن اس درجہ غرور اسکندری اور نشاط جمشیدی کے ساتھہ پاس کیا گیا تھا، بالآخر نامراد و خاسر ہوا، اور جس ڈیپوٹیشن کی دیوار اتنی محنتوں اور مشقتوں سے چنی گئی تھی، اسکو خود ہی اپنے ہاتھوں گرانا پڑا؟ اللہ اللہ! اُس قدوس حکیم کی مصلحتیں اور اُس حی و قیوم کی قدرتیں! جن ہاتھوں نے اس ڈیپوٹیشن کی تجویز کی کامیابی پر خوشی سے سرمست ہوکر دس دس منٹ تک متصل تالیاں بجائی تھیں، انہی ہاتھوں کو میں نے دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں، اور اس چار ماہہ طفل نو مولود کو سپرد خاک کررہے ہیں!! اگر عقل مر نہ گئی ہو، اور ایمان باللہ کی روح نے جسم کو چھوڑ نہ دیا ہو، تو کلمۂ حق و صدق کی کامیابی اور دعوۃ الہلال کی فتح مندی کیلیے اس سے بڑھکر اور کیا نشانی ہوسکتی ہے؟ لیکن:

و من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور؟

[۵]

لیکن مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ اسی واقعہ پر پہنچکر ختم نہیں ہوجاتی - اگر انسان کی غفلت حق کی طاقت کو بار بار آزمانا چاہتی ہے تو حق بھی اپنے خواص کے بار بار اظہار و اعلان سے نہیں تھکتا - فونڈیشن کمیٹی کے اولین اجلاس اور معجزہ ڈیپوٹیشن کے حادثہ نے اگرچہ بتلادیا تھا کہ آگ کا خاصہ حرارت ہے اور اسکو چھونے سے ہاتھہ جل جاتا ہے، لیکن نادانوں نے چاہا کہ انگاروں سے کھیلنے کا تجربہ ابھی اور جاری رکھیں - چنانچہ اسکے بعد علی گدہ میں فونڈیشن کمیٹی کا دوسرا اجلاس کیا گیا، بڑی بڑی کوششوں اور تدبیروں سے اپنے ہم مشرب اشخاص مختلف اطراف ہند سے جمع کیے گئے، خاص علی گدہ میں جلسہ منعقد کرکے یقین کیا گیا کہ ہمارے دارالخلافہ کے اندر آکر باہر کی کوئی جماعت کامیاب نہیں ہوسکتی: ظنوا انہم مانعتہم حصونہم من اللہ - انہوں نے گمان کیا کہ ہمارے قلعہ کی دیواریں اللہ کی طاقت کو آنے سے روکدینگی - فاتاہم اللہ من حیث لم یحتسبوا - پس خدا اس راستہ سے آیا جہاں سے ظہور طاقت کا انہیں گمان بھی نہ تھا - و قذف فی قلوبہم الرعب - نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے حصار و لشکر کے اندر جلسہ کرکے بھی وہ ناکام رہے، اور کلمۂ حق کی ہیبت اسطرح انکے دلوں پر چھاگئی کہ باوجود کمال جد و جہد کے کچھہ بھی نہ کرسکے، اور داعیان حق نے جو کچھہ چاہا وہی ہوا - و لکم فیہا ما تشتہی انفسکم و لکم فیہا ما تدعون!

پھر اسی سال میں مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن قائم کی گئی، اور اسکے ضمن میں متعدد جزئی واقعات پیش آے، مگر ہر جزئی سے جزئی واقعہ میں بھی قوت حق و غلبۂ آراء ملت کی طاقت اپنے آثار و شواہد دکھلاتی رہی، اور اس میدان کے کسی گوشے نے بھی اسکو پناہ نہ دی - حتی کہ گذشتہ اجلاس ایسوسی ایشن کا آخری واقعہ پیش آیا جسمیں مخفی طیاریوں اور درپردہ تدبیروں کو منتہاء سعی تک پہنچا دیا گیا تھا - جنگ کے زمانے کے شدید اثرات، بعض آزاد خیال افراد کی نظربندیاں، ایک عرصہ کے التوا و خاموشی کی وجہ سے عام طور پر دلوں کی افسردگی، جنگ کے زمانے کی وجہ سے آزادانہ خیالات کے اظہار کی عام طور پر بندشیں، اور اور بہت سے ایسے وقتی حالات و اسباب پیش نظر تھے جنکی وجہ سے ان لوگوں کو پورا یقین ہوگیا تھا کہ موجودہ فرصت حصول مقصد کیلیے سب سے زیادہ قیمتی ہے، اور کچھہ تعجب نہیں کہ شملہ کے وعدے علی گدہ کی کوششوں سے پورے ہوجائیں - اس اجلاس کے انعقاد کی سرگذشت بھی اس سے کم دلچسپ نہیں ہے جس قدر اجلاس کے اندر کے واقعات دلچسپ ہیں - دوسری فونڈیشن کمیٹی میں طے پایا تھا کہ ایک ڈیپوٹیشن آخری گفتگو کیلیے وایسراے ہند کی خدمت میں حاضر ہو، اور اب اس کے تمام مراتب ابتدائی طے ہوچکے تھے، لیکن صورت حال یوں ٹہرائی گئی کہ گویا ڈیپوٹیشن کے آنے کی اس طرف سے درخواست کی گئی ہے اور وہاں سے جواب صاف مل گیا ہے کہ جب تک اصولی شرائط ہندو یونیورسٹی کے منظور نہ کرلیے جائیں، اس وقت تک ڈیپوٹیشن کا آنا بیکار ہے - اس سے مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے سامنے یونیورسٹی کا مسئلہ آخری رد و قبول کی شکل میں آجاے اور لوگ گھبراکے اور پریشان ہوکے فیصلہ کردیں کہ جب اس طرح دو ٹوک جواب مل گیا ہے تو اب لے لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں -

لیکن باایں ہمہ اس سعی کا بھی جو نتیجہ نکلا وہ دنیا کو معلوم ہے - بالآخر اُسی ناکامی نے انکا استقبال کیا جو اولین اجلاس فونڈیشن کمیٹی سے انکی رفیق حال و ہمدم اعمال ہے، اور بجز اسکے کہ ماتموں میں ایک نئے ماتم کا اور حسرتوں میں ایک اور نئی حسرت کا اضافہ ہوگیا، اس پورے گروہ کو اور کچھہ بھی ہاتھہ نہ آیا -

[۶]

اب ۱۰ - اپریل کو پھر فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنو میں منعقد کیا گیا ہے اور یہ لوگ تین سال کے متواتر و مسلسل تجربے کے بعد اب پھر اٹھے ہیں کہ خدا کو اور اسکے کلمۂ حق کی قوت کو ایک بار اور آزمالیں - یہ محض فونڈیشن کمیٹی کا ایک مجمع ہی نہیں ہے، بلکہ اُن کوششوں اور تدبیروں کی انتہا ہے جو مشیت الٰہی کے مقابلے میں انسانوں کا کوئی گروہ کرسکتا ہے - ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ اگر ہم ایک مرتبہ آخری جانبازانہ کوششوں کا سامان اور کرلینگے تو ضرور خدا

که وه کہاں ہے اور باطل نے دیکهه لیا که خصائص حق کا قانون کسطرح اٹل اور غیر متغیر ہے ؟

[۳]

اس سلسلے میں سب سے پہلے وه زمانه یاد آتا ہے جب پہلے پہل مسلم یونیورسٹي کے متعلق دنیا نے معلوم کیا ہے که جن امیدوں اور ولولوں میں انکو مبتلا کیا گیا تها ' ضرور نہیں ہے که اصلیت ویسي هي هو - اس زمانے میں الہلال نیا نیا شائع هوا تها - اس نے مسلسل چار اشاعتوں میں تعلیمي ممبر کے اولین مراسله پر بحث کي اور مسلم یونیورسٹي کی تحریک اور اسکے دعاة و واعظین کے متعلق خصوصاً اور تمام قومي تحریکوں اور جماعتي کاموں کے متعلق عموماً ' اُن افکار اساسیه اور عقائد صحیحه کا اعلان کیا جنکي صداؤں سے سرزمین هند کي اسلامي آبادي اسوقت تک آشنا نه هوئي تهی - یه سلسلهٔ مقالات بهي الہلال کے اُن ابتدائي مقالات میں سے ہے جنہوں نے مسلمانان هند کے آگے سب سے پہلے اسلام کے احکام دینیه و اوامر شرعیه کی بنا در حریة فکر' و اجتهاد رائے' و دعوة الی الحق' و توصیهٔ معروف' و احتساب شرعي کی دعوة پیش کي' اور جسکو چند مہینوں کے اندر حکمة الہی نے وه فتح مندانه نشر و اعلان اور خسروانه قبولیت و رفعت عطا فرمائي که وهي دعوة' وهي پکار' وهي الفاظ' وهي جملے' وهي ترکیبیں' وهي عقائد' هزاروں انسانوں' صدها جماعتوں' بڑي بڑي آبادیوں' بڑے بڑے شہروں' بلکه مسلمانان هند کے سب سے زیاده وسیع و غالب حصے کی زبانوں سے نکلنے لگے - حتی که بہت سے ایسے لوگ بهي جو اُس وقت دعوة الہلال کے اشد شدید منکرین و جاحدین میں سے تهے' دوسرے ناموں اور بهیسوں میں آکر انهی عقائد کا وعظ کرنے لگے اور سلطان حق کي قہرمانیت و شہنشاهیت کے آگے سر بسجود هو جانے کیلیے مجبور هو گئے - و لله در ما قال :

کر گفتهٔ زعشق کہے حرف آشنا
آں هم حکایتیست که از من شنیده !

چونکه اس وقت تک انقلابي دور دعوة شروع نہیں هوا تها ' اور استعباد فکر' و اسر ذهن' و تقلید اشخاص' و اتباع افکار مالوفهٔ و متوارثه کي بندشیں هر جماعت اور هر گروه کیلیے زینت بازو گردن تهیں' اسلیے اس سلسلهٔ مقالات کا شائع هونا تها که هر طرف سے رد و انکار کي صدائیں اٹهنے لگیں' اور ان لوگوں نے جنکي تمام عمر انساني پرستشوں اور طرح طرح کی دنیاوي طاقتوں کي عبودیتوں میں بسر هوئي تهي' حیران هو هوکے چلانا شروع کیا :

اجعل الالهة الها واحداً ؟ ان هذا لشي عجاب !! (۳۸ : ۴)	کیا اس شخص نے تمام معبودوں سے انکار کرکے صرف ایک هي کو معبود قرار دیدیا ہے؟ یه تو بڑي هي عجیب بات ہے !

بعضوں نے سب سے بڑي وجه انکار یه بتلائي :

ما سمعنا بهذا في الملة الاخرة' ان هذا الا اختلاق - (۳۸ : ۶)	هم نے ایسي بات تو کبهي اپني پراني ملت میں نه سني' کچهه نہیں' یه اس شخص کي من گهڑت بات ہے !

بہتوں نے عاجز آکر وه آخري صداے باطل بهي بلند کي - اسوقت سے دنیا میں بلند هوتي آئي ہے جب سے که حق کي دعوت اور پکار موجود ہے :

حرقوه و انصروا الهتكم ان كنتم فاعلين (۲۱ : ۶۸)	اسکو جلادو' اسکو هلاک کردو' اور اپنے معبودوں کي مدد کرو اگر تم حقیقت میں کچهه کرنے والے هو!

حتی که بعض ایسے مخصوص افراد بهي جنکے افکار و عزائم میں تبدیلي هو چکي تهي اور آزاده بیانیوں کي راه پر چلنا چاهتے تهے' یکا یک قدیم اثرات سے پاک نہوسکے اور الہلال کی صدائیں ابتدا ابتدا میں انہیں بهي خوش نه آئیں - لیکن پهر غور کرو که چند دنوں کے بعد هي ان حالات کا نتیجه کیا نکلا ؟ دنیا کي اُن نظروں نے جو ایک غیر معلوم مدت سے حق و باطل کے ان گنت معرکے دیکهه چکي ہے ' اس معرکے میں بهي کیا دیکها ؟ کس کے ساتهه الله تها جس نے اسکو تنزل کي جگه عروج ' ادبار کي جگه اقدام' شکست کي جگه فتح ' اور ذلت و رسوائي کي جگه عظمت و رفعت بخشي ؟ اور کون تهے جنکو روز بروز ناکامي و نامرادي اور ذلت و خسران کے سوا اور کچهه هاتهه نه آیا ؟ کس کے ساتهه سچائي تهي جو همیشه " لا خوف علیهم و لا هم یحزنون " اور " لهم البشري في الحیاة الدنیا و فی الاخره " کا مصداق رها ؟ اور کون رشتهٔ حق و صدق سے محروم تها جس نے ان الباطل کان زهوقا کے سوا اور کچهه نه پایا ؟ اسکا جواب میں خود نه دونگا - ان سوالوں کا جواب هندوستان کے زمین و آسمان سے پوچهو ' خاک هند کے ایک ایک ذره سے پوچهو ' هر اُس ستارے سے پوچهو جو گذشته تین سال کے اندر هندوستان کي راتوں میں نکلا ' اور آفتاب کي هر اُس کرن سے پوچهو جو پچهلے تین سالوں کي هر صبح کو چمکي اور هر شام کو غروب هوئي ' اور اگر یه تمام صدائیں بهی اسکے لیے کافي نہوں' تو پهر خود انهي هستیوں کے پاس جاو جنهوں نے صداے حق کے انکار و جحود میں منکرین سابقین اور جاحدین اقدمین سے اپنا رشته جوڑا ہے ' اور انکے پہلوؤں کے اندر اُتر کے دیکهو که دل کا ایک ایک گوشه اور اسکي گہرائي میں کا ایک ایک گوشه کیا کہه رها ہے ؟ کس ناکامي کا داغ ہے ' اور کس نامرادي کا ماتم ؟

[۴]

اس عہد کے بعد هی نه صرف مسئلهٔ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ ' بلکه مسلمانان هند کے اعمال و افکار عمومی کی تاریخ کا وه مشہور اور یادگار واقعه پیش آیا جو بصیرتوں کا ایک صحیفه عبرتوں کا ایک سرچشمه ' اور قلوب مومنین و ارواح صادقین کیلیے موعظتوں اور حکمتوں کي روشنیوں کا ایک آفتاب عالمتاب تها : لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید ! (۵۰ : ۳۶) یعني فونڈیشن کمیٹي کا پہلا اجلاس جو ۲۶ دسمبر سنه ۱۹۱۳ کو قیصر باغ لکهنو میں منعقد هوا - آه ' کیا دنیا میں ایسي غفلتیں بهي بستي هیں ' جنکے جگانے کیلیے زلزلوں اور آتش فشانیوں کے دهماکے بهي بیکار هوتے هیں ' اور کیا ایسي آنکهیں بهي موجود هیں جنکے لیے دو پہر کے سورج میں بهي روشني نہیں ؟ فونڈیشن کمیٹي کا یه اجلاس اور اس کے نتائج و عواقب قاهره اعلان حق و فتح صداقت کا ایک ایسا تاریخي واقعه تها که اگر لوگوں کے دلوں کو حق سے انابت اور خشیت ایماني کا ایک ذرهٔ احساس بهي ملا هوتا تو هدایت یابي اور توبهٔ و رجوع الی الحق کیلیے صرف یهي ایک واقعه بس کرتا تها - وه سمجهه جاتے که حق کس کے ساتهه ہے اور الله کي مشیت کا هاتهه کسکي جانب سے حرکت کر رها ہے ؟ وه اعلان و ظهور اور انقلاب وقت و افکار کي روشنیوں کي ایک ایسي مجلی هو پهر تهي که اندهوں کو بهي راه مل جاتي تهي اور تهه خانوں کو بهي روشني سے چمک اُٹهنا تها ' لیکن افسوس انسان کي غفلت پر ' اور صد حسرت دلوں کے اعراض اور عقلوں کي ضلالت پر ' که سرگشتگان خواب و سر مستي کي رات اسپر بهي ختم نه هوئي " اور حق پرستي کي راه اسطرح انکے سامنے سے گم هوگئي که ایسي واضح و آشکارا رهنمائیوں کے بعد بهي صراط مستقیم پر قدم نه رکهه سکے : ما یاتیهم من ایات ربهم الا کانوا عنها معرضین !

کیا یه ممکن ہے که ایک صحیح الفکر دماغ اس واقعه کو دیکهے اور پهر بهي معلوم نه کرسکے که خدا کیا چاهتا ہے ؟ هزارها انسان

ادبیات

آثار خطیہ ادبیہ

میرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

(قصیدہ در تہنیت غسل صحت نواب یوسف علی خاں بہادر والی رامپور)

مرحبا سال فرخی آئیں * عید شوال و ماہ فروردیں
شب و روز افتخار لیل و نہار * مہ و سال اشرف شہور و سنیں
گرچہ ہے بعد عید کے نوروز * لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں
سو اس اکیس دن میں ہولی کی * مجلسیں جابجا [illegible] رنگیں
شہر میں کو بکو عبیر و گلال * باغ میں سو بسو گل و نسریں
شہر گویا نمونۂ گلزار * باغ گویا نگارخانۂ چیں
[illegible] تھا [illegible] خوب [illegible] * جمع ہیں [illegible]

* *

پھر ہوئی ہے اسی مہینے میں * منعقد محفل [illegible]
محفل غسل [illegible] * [illegible]
بزم گہ میں [illegible] * رزم گہ میں [illegible]
[illegible] حضور [illegible] * خیر خواہ جہاں [illegible]
[illegible] * [illegible]
[illegible] کے نیچے * آسماں ہے [illegible]
دہر میں [illegible] بزم [illegible] * پھولی [illegible] زمیں
انجم چرخ [illegible] اطلس [illegible] * [illegible]

* * *

راجہ اندر کا [illegible] اکھاڑا [illegible] * ہے وہ [illegible] سطح چرخ [illegible]
وہ نظرگاہ اہل وہم و خیال * یہ ضیا بخش چشم اہل یقیں
واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم * کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں ؟
یاں زمیں پر نظر جہاں تک جائے * ژالہ آسا بچھے ہیں در ثمیں
نغمۂ مطربان زہرہ نوا ' * جلوۂ لولیان ماہ جبیں !
اس اکھاڑے میں جو کہ ہے مطعون * یاں وہ دیکھا بچشم صورت بیں

* *

سرور مہر فر ہوا جو سوار * بکمال تجمل و تزئیں
سب نے جانا کہ ہے پری توسن * اور سراپا ہے دامن زیں
نقش سم سمند سے یکسر * بن گیا دشت دامن گلچیں
فوج کی گرد راہ مشک فشاں * رہرونکی مشام عطر آگیں
بسکہ بخشی ہے فوج کو عزت * فوج کا ہر پیادہ ہے فرزیں
مرکب خاص یوں زمیں پر تھا * جس طرح ہے سپہر پر پرویں
چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام * ران پر داغ تازہ دیکے وہیں
اور داغ آپکی غلامی کا * خاص بہرام کا ہے زیب سریں

* * *

بندہ پرور ! تا سخن طرازی ہے * مدعا عرض فن شعر نہیں
آپکی مدح اور میرا منہہ ؟ * گر کہوں بھی تو کس کو آئے یقیں ؟
اور پھر اب کہ ضعف پیری سے * ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں
پیری و نیستی ' خدا کی پناہ ! * دست خالی و خاطر غمگیں !
صرف اظہار ہے ارادت کا * ہے قلم کے بجز سجدہ ریز جبیں
مدح گستر نہیں دعا گو ہے * (غالب) عاجز نیاز آگیں
ہے دعا بھی یہی کہ دنیا میں * تم رہو زندہ جاوداں ! آمیں !

کو شکست دیدینگے، کیونکہ انسانوں کي طرح لڑتے لڑتے وہ بھي تھک جا سکتا ہے، اور اگر بہت زیادہ روپیہ، بہت زیادہ سازشیں، بہت زیادہ انسان، اور بہت زیادہ انساني تدبیروں کا مواد جمع کرلیا جاسکے تو کیوں نہیں خدا کو بھي ہار مان لیني پڑے؟ چنانچہ مہینوں سے طرح طرح کے سامان کیے جا رہے ہیں، اور بڑے بڑے دعوے اور بڑے بڑے اعلانات سننے میں آ رہے ہیں - اب دیکھنا یہ ہے کہ اس آخري معرکے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ کیا کلمۂ حق و جماعت کي پچھلي فتح مندیاں صرف اسلیے تھیں کہ بہت زیادہ سامان اسکے حریفوں نے نہیں کیا تھا اور اب زیادہ سامان کرکے اسکو شکست دیدي جائیگي؟ یہ سچ ہے کہ صوبۂ متحدہ کي گورنمنٹ نے پچھلے اجلاس ایسوسي ایشن کي شرکت کے بعد ھي مجھکو اپنے صوبے میں داخل ہونے سے روک دیا ہے، اور اسلیے میں اس جلسہ میں شریک نہیں ہوسکتا، لیکن غالباً وہ خدا کو لکھنؤ میں آنے سے نہیں روک سکتي، اور اسکے آنے اور نمودار ہونے کي راہیں ہمیشہ ایسي رہي ہیں جنکا انسانوں کو وہم و گمان بھي نہ تھا: فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا -

یہ وھي حق اور باطل کا مقابلہ ہے جو برسوں سے ہو رہا ہے، یہ وھي اشخاص اور جماعت کے فوائد کي معرکہ آرائي ہے جسکا میدان عرصہ سے گرم ہے، یہ وھي اصلاح اور افساد کے قوت و ضعف کا فیصلہ ہے جو اگرچہ ازل روز ھي ہوچکا ہے مگر ایک آخري فیصلہ غالباً ابھي باقي ہے - پس قریب ہے کہ حق ظاہر ہو، اور کچھہ دیر نہیں کہ جس کلمہ کے ساتھہ اللہ کي مشیت و حکمت شامل ہے، وہ اپني آخري فتح مندي کا اعلان عام کردے:

اعملوا علی مکانتکم انا عاملون -	اے لوگو! تم اپني جگہ کام کیے
وانتظـــروا انا منتظـــرون ،	جاؤ، ہم اپني جگہ کام کررہے
(۱۱ : ۱۲۲)	ہیں - اور پھر نتیجہ کا انتظار
وما ربک بغافل عما تعملون	کرو - ہم بھي انتظار کرنے والے
(۱۱ : ۱۲۳)	ہیں! .... اور تمہـــارا

پروردگار اُن کاموں سے غافل نہیں جن میں تم لگے ہوے ہو -

(دلائـــل و مباحث)

ہمارا ارادہ تھا کہ اس نمبر میں ایک مضمون اُن تمام دلائل و مباحث کے متعلق بھي لکھینگے جو اس وقت تک مسلم یونیورسٹي کے بلا انتظار المنتہی کے لیے شائع کیے گئے ہیں - چنانچہ اسي غرض سے ہم نے ایک پورے فارم کي جگہ خالي رکھي، اور تمام کاغذات و رسائل جمع کرائے جو اس وقت تک شائع کیے جاچکے ہیں -

لیکن اب کہ لکھنے کا ارادہ کیا ہے، اور اُن تمام مضامین و رسائل پر نظر ثاني ہے جو ابتدا سے لیکر اسوقت تک شائع کیے گئے ہیں، علی الخصوص وہ تحریریں جو گذشتہ اجلاس ایسوسي ایشن کے موقعہ پر شائع کي گئیں، نیز وہ بعض رسائل جو پچھلے دو چار ہفتوں کے اندر نکلے ہیں، تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس چیز کو دلیل و ثبوت کے لفظ سے موسوم [illegible] اور اس تمام ذخیرۂ اشاعات کي کس سطر کو قابل بحث و مباحثہ قرار دیں؟ اس تمام ذخیرہ میں ایک دلیـــل بھي ایسي نہیں ملتي جو ثابت کرسکے کہ بحالت موجودہ (جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ انگلستان نام نہاد قومي یونیورسٹیوں کے متعلق ایک انقطاعي مقام اختیار کرچکي ہے) چند دنوں [illegible] یونیورسٹي کي ترمیمات قوانین متعلقۂ [illegible] اور دوائر نفوذ و احاطہ کے معائنہ میں کونسا نقصان عائد [illegible] شائع کیے گئے ہیں [illegible] تلبیسات و [illegible]

[illegible] ایک لفظ [illegible]

[illegible] دلیل [illegible]

اس بیان میں کئي دھوکے اور مغالطات ہیں - اول تو قومي یونیورسٹي کے متعلق نہ صرف حکومت ہند بلکہ حکومت بالا بھي اپني پالیسي صاف و واضح کرچکي ہے اور ایک قوم کو دیچکي ہے - اب اسمیں تبدیلي کا خوف دلانا ایک ایسي سوفسطائیت ہے جسکو بجز علي گڈھ کے "محققین تعلیم" کے اور کوئي اختیار نہیں کرسکتا - ثانیاً، ابھي ابھي جدید ممبر تعلیمات دھلي کي صحبت میں ظاہر کرچکا ہے کہ "ہندو یونیورسٹي کي شرائط پر مسلم یونیورسٹي ہر حال میں طیار ہے - آپ جب چاہیں لیلیے سکتے ہیں" -

(۲) دلیل نہیں مگر ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ مسلم یونیورسٹي لے لینے کي صورت میں علي گڈھ کالج کي آزادانہ حالت کچھہ نہ کچھہ بڑھ ھي جائیگي - گھٹ کسي طرح نہیں سکتي - مگر یہ بیان اپني شدت اور نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا کامل ترین قسم کا جھوٹ ہے جس سے زیادہ غلط بیاني انسان کي زبان نہیں کرسکتي - دلیل میں یہ لوگ علي گڈھ کالج کے موجودہ قانون اور ہندو یونیورسٹي ایکٹ کا مقابلہ کرتے ہیں اور بلا دریغ سفید کو سیاہ اور دنکو رات دکھلاتے ہیں - علي گڈھ کالج اور گورنمنٹ کے اختیارات کي اصلي بنا قانون ٹرسٹیاں کي دفعہ ۱۴۷ ہے: "لوکل گورنمنٹ اور ڈائرکٹر تعلیمات کو کالج کي تعلیم کے اندروني انتظامات اور بورڈنگ ہاؤس کے انتظام اور کالج کے اسٹاف کے تقرر اور موقوفي اور تبادلہ نیز معاملات متعلق تعلیم مذھبي میں بجز اسکے جسکا ذکر دفعہ ۱۴۴ میں ہے، مداخلت کرنے کا اختیار نہوگا"

دفعہ ۱۴۴ جسکا اسمیں ذکر ہے یہ ہے "لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ اس امر کي نسبت اپنا اطمینان کرنے کي غرض سے کہ کالج کا اسٹاف کالج کے طالب علموں کي تعلیمي ضروریات کیلیے کافي ہے، ٹرسٹیوں سے وقتاً فوقتاً استفسار کرے، اور اگر استفسار کے بعد لوکل گورنمنٹ کو یہ معلوم ہو کہ کالج اسٹاف کا کوئي عہدہ دار اس کام کے قابل نہیں ہے، تو ٹرسٹیوں کو ہدایت کریگي کہ اس شخص کو اس عہدہ سے علحدہ کردیا جاے"

ان دفعات سے واضح ہوگیا کہ موجودہ قوانین کي بنا پر لوکل گورنمنٹ کو صرف اسقدر اختیار حاصل ہے کہ اگر کالج کي تعلیمي ضروریات کیلیے کوئي عہدہ دار قابل نہو تو وہ ٹرسٹیوں کو ہدایت کردیگي کہ اسے علحدہ کردیں -

علاوہ بریں قانون ٹرسٹیاں اسوقت ہمارے سامنے ہے - اسمیں جسقدر دفعات، گورنمنٹ اور عہدہ داران گورنمنٹ کے علائق سے تعلق رکھتي ہیں، ان سب میں حسب ذیل الفاظ کے سوا اور کچھہ نہیں ملسکتا:

"ڈائرکٹر کو ...... صلاح دینے کا اختیار ہوگا - ٹرسٹیوں کا فرض ہوگا کہ مشورہ پر لحاظ کریں - عمل نہ کرنے کے وجوہ قلمبند کریں (دفعہ ۱۴۱) وزیٹر (یعني لفٹنٹ گورنر) مشورہ دینے کا مجاز ہوگا (دفعہ ۱۴۲) وزیٹر کو جائز ہے کہ اپني رائے لکھے - کوئي تجویز پیش کرے - ٹرسٹیوں [illegible] کا فرض ہوگا کہ مشورہ پر غور کرے (دفعہ ۴۳ ضمن ۲) گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ تحقیقات کرے (دفعہ ۱۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ حالت میں قوانین کالج [illegible] کے کسي علاقہ کو قانوناً "صلاح و مشورہ، تجاویز [illegible] و تحقیقات" [illegible] زیادہ تسلیم نہیں کرتے، اور پھر حسب [illegible] ۱۴۷ [illegible] اندروني معاملات میں وہ آزاد ہے؟

[illegible] مقابلہ [illegible] ہندو یونیورسٹي ایکٹ اور اسکي دفعات [illegible] لفظوں میں یہ ہے کہ ہر بنیادي و اساسي [illegible] باضابطہ منظوري [illegible] منظوري کا اختیار [illegible] ہے، اور ضوابط کي ترتیب بھي [illegible] متعلق ہے -

فرانس کا ایک مشہور عالم نباتي "دي کاندل" ھے - اس نے سنه ۱۸۲۰ میں اپني کتاب شائع کي اور اسمیں تنازع البقاء کے قانون کو ایک منظم شکل میں پیش کیا - وہ لکھتا ھے کہ نباتات همیشه ایک عالم تنازع و مزاحمة اور کشمکش میں ھے' اور جو فرد اور قسم اصلح و اقوي ھوتي ھے' باقي رھتي ھے' اور جو اصلح نہیں رھتي مٹ جاتي ھے -

(تیسرا دور)

یہ انتخاب طبیعي کا دوسرا دور تھا کہ عالم نباتات میں بھي اس قانون کا کشف ھوا - تیسرا دور خود چارلس ڈارون کا ھے جس نے اس قوت کے ساتھه مسئلہ نشو و ارتقاء کو پیش کیا کہ وہ ایک مدلل و مرتب نظریہ بنکر تمام علمي دنیا میں شائع ھوگیا - ڈارون نے اپنے نظریہ کي بنیاد جن قوانین پر رکھي' ان میں سب سے زیادہ اھم تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي ھے - اس نے انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون طبیعة قرار دیا' اور نہایت تفصیل و کثرت سے اسکے امثال و نظائر جمع کیے - اس نے اپني دوسري کتاب کا نام ھي یہ رکھا کہ "پیدائش انواع بواسطۂ انتخاب طبیعي یا بواسطۂ حفظ انواع اکمل در تنازع البقاء"

ڈارون نے ظاھر کیا کہ تنازع البقاء جمادات سے لیکر حیوانات تک میں جاري و ساري ھے' اور طبیعة اسي درخت اور اسي حیوان کو باقي رکھتي ھے جو اصلح و اقوی ھو - اس نے تنازع البقاء کي دو حالتیں قرار دیں : فاعلي اور مفعولي - فاعلي سے مقصود وہ کشمکش ھے جو حیوانات میں ایک کو دوسرے کے ساتھه در پیش ھے اور مفعولي وہ کشمکش ھے جو احیاء و حیوانات کو قواے طبیعیه صامتہ کے ساتھه پیش آتي ھے - پھر "انتخاب" کي بھي وہ دو قسمیں کرتا ھے - طبیعي اور صناعي - طبیعي اصل انتخاب ھے جو خود فطرة بتدریج کر رھي ھے - اصلح کو باقي رکھتي ھے - غیر اصلح کو چھانٹ دیتي ھے - صناعي وہ انتخاب ھے جو انسان کے ھاتھوں ظاھر ھوتا ھے - وہ طرح طرح کي موثر تدبیروں اور تربیتوں سے ایک نوع کے درخت کو قوت پہنچاتا اور بہتر حالت میں لاتا ھے - پس وہ اصلح ھوکر حسب قانون طبیعة باقي رھتا ھے - وہ کسي ایک زمین کو درست کرتا ھے' جھاڑیاں کاٹ دیتا ھے' کھاد بھر دیتا ھے' اطراف کو صاف کردیتا ھے' وہ اصلح ھوکر [illegible] ھوجاتي ھے' یا کسي ایک نسل حیواني کو لیکر پرورش کرتا ھے' عمدہ آب و ھوا میں رکھتا' عمدہ غذا کھلاتا' اچھے اصولوں پر پرورش کرتا ھے - وہ اصلح ھوکر باقي رھتي ھے' اور اسکے مقابلے میں غیر تربیت یافتہ نسل مٹ جاتي ھے - وغیرہ ذالک من الامثال و الاشباہ - لیکن آگے چلکر تم کو معلوم ھوگا کہ انتخاب طبیعي اور صناعي کا یہ فرق ڈارون کي سخت غلطي تھي - جس انتخاب کو وہ صناعي کہتا ھے' وہ کوئي مستقل قسم نہیں ھے بلکہ اسي انتخاب طبیعي کي ایک قوة عاملہ ھے - طبیعت نے انتخاب کیلیے مختلف عوامل و وسائل قرار دیے ھیں' ان میں خود انسان کا ھاتھه بھي فطرة کے اعمال کا ایک آلہ ھے - فطرة الھي کبھي تو اسے ھاتھه میں تلوار دیدیتي ھے تاکہ غیر اصلح ھستیوں کو قتل کرکے مٹادے اور اسطرح فطرة کا دنیا میں خلیفہ ھو' اور کبھي اصلاح و تربیت کي قوت دیدیتي ھے تاکہ باقي رھنے والي قوتوں کي اصلحیت کا ذریعہ بن جاے اور اصلح دنیا میں باقي رھے - خود انسان کوئي چیز نہیں ھے - ڈارون انسان تھا - وہ ظن و تخمین سے آگے نہیں بڑھسکا' قرآن العلم ھے اور اختلافات کیلیے حکم' وہ اصل حقیقت کو واضح کردیگا - و لتعلمن نبائه بعد حین -

ڈارون کے بعد ھي (بلکہ کہا جاسکتا ھے کہ تقریباً اسکے معاصرین میں) مشہور "ویلز" ھے' جس نے خاص طور پر مسئلۂ "انتخاب طبیعي" کو اپنے درس و نظر کا موضوع قرار دیا اور مستقل طور پر اس قانون کے کشف و حقیقت کیلیے اپنے اعمال علمیه وقف کردیے - مسلسل سیاحتوں اور بعض غیر آباد اور غیر متمدن ممالک کے مشاھدات نے اسکو بہت مدد دي' اور مختلف قسم کے حیوانات علي الخصوص صنف طیور کا اس نے خاصتاً مطالعہ کیا - الھلال جلد ۴ - کي آخري اشاعت میں ھم بہ تفصیل اسکے تجارب پر بحث کرچکے ھیں - حیوانات [illegible] میں انتخاب طبیعي کے قانون کو جس وسعت کے ساتھه اسنے ثابت کیا ھے' وہ درجہ خود ڈارون کو بھي نصیب نہیں - سب سے پہلے بقاء امثل و اصلح (نیچرل سلکشن) کي اصطلاح اسي نے وضع کي ھے - پس ڈارون اور ویلز انتخاب طبیعي کا تیسرا درجہ ھیں' جنھوں نے جمادات اور نباتات کے علاوہ خود حیوانات میں بھي قانون انتخاب کي حقیقت و نفاذ کو معلوم کیا -

(چوتھا دور)

لیکن اس دور تک انتخاب طبیعي کا قانون اگرچہ عالم حیوانات تک پہنچ چکا ھے اور انسان نے دیکھه لیا ھے کہ [illegible] جمادات و نباتات کي طرح خود اسکي نوع یعني حیوانات میں بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو چھانٹ دیتي ھے' تاھم ابتک وہ [illegible] سے آگے نہیں بڑھسکا کہ حیوانات کا تنازع البقاء مرتبہ وجود انساني سے نیچے جاري ھے' اور جب نوع حیواني ترقي کرتے ھوے حد انساني تک پہنچ گئي تو چونکہ انسان زنجیر ارتقاء کي آخري کڑي ھے اسلیے اسکے بعد اور کچھه نہیں ھوتا -

ڈارون کے مباحث و مذاکرات کے بڑھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ صرف انسان کے وجود کي تکوین تک [illegible] محدود رکھتا ھے - وہ کہتا ھے کہ دنیا میں مخلوقات کا سلسلہ اول جمادات کي ابتدائي تخلیقات سے شروع ھوکر عالم نباتات میں پہنچتا ھے' اور نباتات سے حیوانات میں - پھر حیوانات میں مادہ اولی (پروٹو پلاسم) کے ارتقاء اور مذھب [illegible] بھي اشارہ کرتا ھے - یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے آخري زنجیر [illegible] ھے یعني وجود انسان تک - اس کے بعد وہ بالکل خاموش ھے' چونکہ سلسلۂ ارتقاء کو اسکے بعد نہیں دیکھتا' اسلیے [illegible] عوامل و موثرات ارتقاء ھیں' مثلاً انتخاب طبیعي [illegible] مطابقت و وراثت' انکو بھي وجود انساني کے بعد معلوم [illegible]

ڈارون کي اصلي غلطي یہ تھي کہ اس [illegible] انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون فطرة کي [illegible] دیکھا تھا' بلکہ اپنے نظریہ وحدة انواع (یعني اصل میں ایک ھي نوع ھے جس سے تمام انواع و عوالم خلقت [illegible] ھیں) کے ضمن میں اس قانون کو بھي جگہه دي [illegible] - اسکا مذھب یہ تھا کہ ایک ھي نوع سے مختلف انواع پیدا ھوگئیں کہ دنیا میں چار قوانین طبیعیة: تنازع البقاء' انتخاب طبیعي' مطابقت' اور وراثت کام کررھے ھیں' اور جس طرح [illegible] اور صناعة مفید و نافع چیز کو چھانٹ لیتا اور [illegible] ھے [illegible] ناقص کو چھوڑ دیتا ھے' ٹھیک ٹھیک اسي طرح طبیعة بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ضائع کردیتي ھے - پس [illegible] نوع بہ تحت قانون مطابقت و وراثت' مختلف [illegible] زمین و احتیاجات خلقت و تلاش غذا وغیرہ سے متاثر ھوکر [illegible] منقسم ھوئي' تنازع البقاء جاري تھا' انتخاب طبیعي نے اصلح کو باقي رکھا' غیر اصلح کو ضائع کردیا - نتیجہ یہ نکلا کہ [illegible] وجود برابر قائم و ترقي پذیر رھا - حتی کہ خلقت کي آخري زنجیر تک پہنچا جو انسان ھے -

حالانکہ "انتخاب طبیعي" کا قانون ایک مستقل [illegible] ھے' جو مسئلۂ وحدت انواع کا تابع نہیں' اور اگر ایک [illegible] مستقلاً ھر نوع کو ایک علحدہ نوع بھي مان [illegible]

باب التفسیر

الحق و الباطل

حقیقت بقاء اسلام و فناے کفر

گذشتہ صحبت میں " تنازع البقاء " اور " انتخاب طبیعی " اور " بقاء اصلح و امثل " کی حقیقت پر هم ایک مجموعی نظر ڈال چکے هیں - اب قبل اسکے کہ اصل موضوع کی طرف متوجہ هوں ، مسئلہ انتخاب طبیعی کے تدریجی ارتقاء اور اسکے مختلف دوروں پر ایک سرسری نظر ڈال لینا ضروری ہے -

هم دیکھنا چاهتے هیں کہ قانون انتخاب طبیعی کے متعلق اس وقت تک انسانی معلومات کس درجہ تک پہنچی هیں اور زیادہ سے زیادہ انسان جو اسکے متعلق جانتا ہے وہ کیا ہے ؟ گذشتہ صحبت میں هم نے جو کچھہ لکھا وہ گویا اس وقت تک کی تمام حاصل شدہ معلومات کا ایک مرتب سلسلہ تھا ، لیکن ضروری ہے کہ اس قانون کے علم و اختبار کے درجہ بدرجہ جو مختلف مراتب رہے هیں ، انکو بھی مختصراً واضح کردیا جاے - همارے لیے همیشہ ایک بڑی مصیبت موضوع کی وسعت ، خیالات و افکار کا هجوم و انتشار ، اور اختصار بیان کی ناگزیر ضرورت هوتی ہے - اور اس صحبت میں بھی یہی مشکل درپیش ، تاهم جہاں تک ممکن هوگا ، اختصار سے کام لینگے ، اور عمداً اهم سے اهم اطراف بحث کو بھی ترک کردینگے -

یہاں اس قدر ظاهر کردینا ضروری ہے کہ مباحث بحث کا یہ حصہ بعض احباب کی نظروں میں خشک اور بے مزہ هوگا ، کیونکہ محض تاریخی حالات و علمی مصطلحات پر مبنی ہے - ایسے حضرات کو چاهیے کہ وہ اس ٹکڑے کو چھوڑ دیں اور اس کے بعد کے عنوان سے مطالعہ شروع کریں جہاں سے قرآن حکیم کی آیات شروع هوئی هیں -

(۲)

مراتب کشف و تحقیق بقاء اصلح

گذشتہ صحبت میں انتخاب طبیعی پر جو مجموعی نظر ڈالی گئی ہے ، اسکے امثال و نظائر کو هم نے انسان سے شروع کیا ، اور نباتات و جمادات تک پہنچکر افکار و ذهنیات و عالم معنویات کی طرف چلے گئے ، لیکن اس قانون کی تحقیق و کشف کی تاریخ بالکل اس کے برعکس واقع هوئی ہے - یعنی سب سے پہلے انسان نے جمادات میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کو معلوم کیا ، اسکے بعد حیوانات میں ، پھر انسان کے اجتماع و تمدن میں ، اور سب سے آخر عالم افکار و ذهنیات و معنویات میں - حسب قانون ارتقاء ، اس قانون کے کشف و علم میں بھی قدرتی اور اسی طرح ارتقاء کا هونا ضروری تھا -

(بقاء اصلح کا اولین کشف)

یہ عجیب بات ہے کہ قانون تنازع البقاء کی سب سے پہلی روشنی زمین کے بالائی سطح کی روشن فضاء کی جگہ اسکے اندرونی طبقوں اور نہایت عمیق غاروں کی تاریکی میں چمکی !

چارلس ڈارون سے کچھہ پہلے چند علماء طبقات الارض (جیولوجی) اور علماء احافیر و اثریات (آرکیولوجی) کے نام هم کو معلوم هوتے هیں جنھوں نے زمین کے اندرونی طبقات کی بتدریج تکوین و تخلیق کے مطالعۂ و درس میں تنازع البقاء کی طرف رهنمائی پائی ، اور انکو خیال هوا کہ طبیعۃ کا اولی غیر معلوم قانون ہے جو بہتر و اصلح اشیاء کو قائم رکھتا اور ناقص شدہ اجزاء کو فنا کر دیتا ہے - انتخاب طبیعی کے کشف کا یہ پہلا درجہ تھا جو گویا عالم جمادات میں هوا - ان علماء نے تکوین ارض کے مختلف دوروں کی جو طبقات الارضی عمر قرار دی ، اسمیں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کے اصولوں کو ایک نا مکمل اور ابتدائی صورت میں ملحوظ رکھا ہے -

(دوسرا دور)

اسی دور میں قبل اسکے کہ چارلس ڈارون اپنے مشهور مذهب ارتقاء کو دنیا کے سامنے پیش کرے ، فرانس میں لامارک اور جوفرسان دو مشهور حکماء طبیعی کا ظہور هوا ، جنھوں نے ڈارون کی طرح مسئلہ وحدۃ انواع کو اپنا موضوع بحث قرار دیا -

لامارک پیرس کے باغ نباتات کا مہتمم تھا اور اس میں نباتات کے علاوہ ایک بڑا ذخیرہ طرح طرح کے حیوانات کا بھی موجود تھا - حیوانات و نباتات کی مختلف انواع کے علمی درس و مطالعہ اور تربیت صناعی کے اعمال و نتائج سے اسکو مسئلۂ وحدتُ انواع کی طرف ایک قوی تحریک ملی ، اور بالترتیب سنہ ۱۸۰۹ اور سنہ ۱۸۱۵ میں اس نے اپنی دو کتابیں " فلسفۂ حیوانات " اور " تاریخ حیوانات معدومہ " شائع کیں - ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا ہے کہ مذهب وحدت انواع میں اسکا زیادہ تر اعتماد قانون وراثت (Heredity) اور قانون مطابقت (Adaptation) پر تھا (جنکی تشریح گذشتہ اشاعت کے مضمون التحول الفجائی میں کی جاچکی ہے) تنازع البقاء اور انتخاب طبیعی کو وہ زیادہ اهمیت نہیں دیتا ، تاهم اس سے بیخبر بھی نہیں ہے - اپنی دوسری کتاب میں جمادات کے علاوہ نباتات میں بھی طبیعۃ کے انتخاب کی طرف اشارہ کرتا ہے -

لامارک کا معاصر جوفرسان ہے (المتولد سنہ ۱۷۷۲) اس نے سنہ ۱۸۲۸ میں اپنی کتاب " اصل وحدۃ ترکیب عضوی " شائع کی - اسکا اعتماد زیادہ تر قانون مطابقت یعنی مؤثرات خارجیہ پر تھا - وہ کہتا ہے کہ آب و هوا ، حرارت ، رطوبت ، اور مقدار کاربونک ایسڈ کے اختلافات سے ایک نوع متاثر هوکر مختلف انواع کی شکل میں متحول هوتی ہے - تاهم اس نے بھی تنازع البقاء کی طرف اشارات کیے هیں ، اور معلوم هوتا ہے کہ نباتات تک اسکی بھی نظر پہنچ چکی تھی -

اسی زمانے میں دو مشهور شخص جرمنی کے اندر بھی مسئلۂ وحدت انواع و مذهب ارتقاء پر غور کر رہے تھے - یعنی مشهور شاعر " گوئٹے " (Goethe) اور مشهور طبیعی " اوکن " - گیتے نے سنہ ۱۷۹۰ میں اپنی کتاب " تحول نباتات " شائع کی اور اوکن (المتوفی سنہ ۱۸۵۱) نے سنہ ۱۸۱۸ میں " فلسفۂ طبیعی " - یہ لوگ بھی لامارک کی طرح ابھی تنازع البقاء کی حقیقت سے پوری طرح با خبر نہیں هیں ، لیکن کبھی کبھی اسطرف بھی ایک دو قدم بڑہ آتے هیں ، اور جمادات کے علاوہ نباتات میں بھی ایک مزاحمت اور کشاکش کو دیکھہ لیتے هیں -

لیکن سب سے زیادہ جس شخص نے عالم نباتات میں انتخاب طبیعی کے قانون کا مطالعہ کیا اور اسکو قوت کے ساتھہ پیش کیا ، وہ

آج تک تمام ممالک متمدنہ اپنے ارتقاء علمي کا آخري مرتبہ سمجھتے تھے' اس نے ثابت کردیا کہ وہ ادنی ترین مرتبۂ وھم و ضلالت ھے -

ازآنجملہ مذھب ارتقاء ھے - وہ انسان کے ارتقاء و تسلسل اجتماعي و مدني کا قائل نہیں' بلکہ مذھب دور کو از سر نو قائم کرتا ھے یعني کہتا ھے کہ ترقي کے بعد پھر تنزل شروع ھوتا ھے اور تنزل کے بعد پھر ترقي شروع ھوتي ھے - لیکن ساتھہ ھي انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کے ماتحت انسان کی اجتماعي و قومي زندگی کو اس قدر شرح و بسط اور دلائل و حقائق کے ساتھہ دیکھتا ھے کہ قدماء میں سے کسي کو بھي یہ درجہ نصیب نہیں -

نیشے کے علاوہ جرمني کے جدید حکماء میں ایک عظیم الشان شخص تریشکے (Treitschke) (۱) بھي گذرا ھے جس نے گو کوئی کتاب یادگار نہیں چھوڑي مگر اپنے دروس و خطبات میں مسئلہ بقاء اصلح کو انسان کي حیاۃ اجتماعی پر نہایت وسعت کے ساتھہ منطبق کیا -

(حاصل صحبت)

قانون انتخاب طبیعي کے مختلف دوروں اور انساني علم کے منتہاے تحقیق کي یہ مختصر سرگذشت ھے ' انسان ھزاروں برس تک انتخاب طبیعي سے بالکل بے خبر رھا - پھر سب سے پہلے جمادات و نباتات اور عام اجسام حیہ میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو اُس نے معلوم کیا ' اور عرصہ تک اسي پر قانع رھا - وہ دنیا کي ھر چیز میں تنازع البقاء کي جنگ کا تماشہ دیکھتا مگر خود اپنے وجود اور اپنے اعمال حیات کي طرف اس سے بالکل بیخبر تھا کہ خود اسکے اندر کیا ھو رھا ھے ؟ وہ درختوں ' چڑیوں ' رینگنے والے کیڑوں کا مطالعہ کرتا اور کہتا کہ انتخاب طبیعي کا اخذ و دفع جاري ھے اور فطرۃ اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ہلاکت دیتي ھے' پر کبھي خود اپنے وجود کو نہیں دیکھتا کہ یہاں بھي کس طرح اصلح باقي رھتا اور غیر اصلح مٹ جانے کیلیے چھوڑ دیا جاتا ھے ؟ یہ خود فراموشی انسان کی ایک عام غلطي ھے' اور اسکي نظر و فکر کے تمام دائروں میں نظر آتي ھے -

لیکن پھر وہ آگے بڑھا ' اور اس نے دیکھا کہ خود انسان کی اجتماعي زندگي بھي اسي قانون کے ماتحت ھے - اسپنسر نے اسکے لیے قدم اُٹھایا اور تریشکے اور نیشے نے اس مطالعہ کو آخري مرتبۂ کشف و بحث تک پہنچایا - لیکن تاھم یہ آخري مرتبہ بھي صرف اس حد تک پہنچکر رھگیا کہ انسان کي اجتماعي زندگي میں بقا قوي و صحیح کیلیے ھے - لیکن یہ حقیقت کہ کیا انفرادي حالت میں بھي بقاء اصلح کا قانون کام کرتا ھے ؟ تو اس کے جواب سے تمام مجمع انساني خاموش ھے - پھر سب سے زیادہ اھم اور ضروري سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ تم زندگي اور بقاء کو " اصلح " کیلیے قرار دیتے ھو' لیکن " اصلح " اور " اصلاح " کي حقیقت کیا ھے ؟ اور اصلحیت کے حصول کے صحیح اصول کیا ھیں ؟ اس سوال کے جواب میں یا تو خاموشي ھے' یا پھر اختلافات و نزاعات ' ظنون و اوھام ' تخمین و قیاسات ھیں - سب سے زیادہ بہتر جواب دینے کي نیشے نے کوشش کي ھے ' مگر آگے چلکر تم کو معلوم ھو جائیگا کہ وہ بھي نہیں بتلا سکتا کہ " اصلح " کي اصل حقیقت کیا ھے ؟

ان مراتب و توضیحات کے بعد ھم بالکل مستعد ھوگئے ھیں کہ مسئلہ بقاء حق کي تیسري صحبت شروع کریں' اور دیکھیں کہ یہ سب کچھہ تو انساني علم کي انتہا تھي' مگر قرآن حکیم یعنے " العلم " کیا بتلاتا ھے ؟

[۳]

القـــرآن الحکیـــم

(حقیقت حق و باطل)

دنیا اور دنیا کي تمام مخلوقات اور انکے اعمال و نتائج پر جب ھم نظر ڈالتے ھیں تو سب سے پہلے ھم کو اعمال ھستي کے اندر متضاد اور باھمدگر مخالف حقیقتوں کي دو صفیں نظر آتي ھیں' جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے اپنے آثار و خواص کے ساتھ موجود ھیں اور تمام اعمال حیات انھي کے ملنے اور الگ ھونے جڑنے اور توٹنے ' متحد ھونے اور متخالف ھونے ' ٹکرانے اور ایک دوسرے پر گرنے' اور پھر باھم متضارب و متصادم ھونے سے عبارت ھیں - ھستي کا کوئي گوشہ نہیں جس میں متضاد قوتوں کي کشاکش نظر نہ آتي ھو - دنیا نام ھي اس کشاکش قواء متضادہ کا ھے - یعني دو باھم لڑتي ھوئي مخالف قوتوں کے آثار و خواص دنیا کي ھر چیز میں نظر آتے ھیں -

ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو مختلف دائروں میں آکر ھم مختلف ناموں سے پکارتے ھیں - سب سے پہلا نام انکا " کون و فساد " ھے - یعني ھم دیکھتے ھیں کہ دنیا میں اشیا کا بننا ' سنورنا ' درست ھونا ھے' یا انکا بگڑنا ' بکھرنا ' معدوم ھونا ھے - بننا تکوین ھے اور بگڑنا فساد - اسکے بعد ھم فلسفہ و نظریات حکیمہ میں آتے ھیں تو ھمکو " وجود و عدم " کي اصطلاح معلوم ھوتي ھے - یہ بھي انھي دو حقیقتوں کي تعبیر ھے - فلسفہ بتلاتا ھے کہ دنیا میں وجود و عدم کا سلسلہ برابر جاري ھے - چیزیں مختلف صورتوں میں وجود پاتي ھیں' اور پھر انکي صورتیں معدوم ھوجاتي ھیں - تکوین صور وجود ھے اور اعدام صور عدم - علوم مادیہ میں انھي حقیقتوں کو دوسرے ناموں سے پکارتے ھیں - علم کہرباء (الکٹرسٹی) میں انھي کا نام منفي و مثبت ھے - یعني ایک قوت نفي کي ھے ایک اثبات کي - طبعیات میں انھي کا نام جذب و دفع ھے - اسي کو انجذاب و سلب بھي کہتے ھیں -

اخلاق میں آکر بھي دو حقیقتیں ھیں جنکو تعمیر و تخریب سے تعبیر کیا جاتا ھے - یعني بنانا اور خراب کرنا - پھر جب کچھہ اور آگے بڑھتے ھیں تو کون و فساد کے یہي دو چہرے ھیں جو خیر اور شر ' نیکي اور بدي' روشني اور اندھیاري کے نقابوں میں اپني نمایش کرتے ھیں اور انکو نئے ناموں سے پکارا جاتا ھے - لیکن خواہ کتنے ھي مختلف ناموں سے پکارا جاے' دراصل حقیقت ایک ھي ھے ' اور مختلف علوم میں آکر انساني علم نے انکے مختلف نام رکھدیے ھیں -

اور آگے بڑھو اور دیکھو کہ یہي دو حقیقتیں اور کن کن شکلوں میں موجود ھیں اور کام کر رھي ھیں ؟ تمام اجسام و وجود پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ دنیا کي تمام موجودات میں یا قوت ھے یا ضعف' یا قوي ھے یا ضعیف' یا سالم ھے یا ناقص' یا عدل ھے یا انحراف ' سو یہ بھي في الحقیقت وھي دو مختلف حالتیں ھیں جنکو پہلے مختلف ناموں سے پکار چکے ھو -

جسم کیلیے تم کہتے ھو کہ صحت و تندرستي ھے اور بیماري و ناخوشي ' جذبات و حسیات میں کہتے ھو کہ لذت ھے یا الم' خوشي ھے یا غم' اشک حسرت ھیں یا تبسم عیش -

ان سب سے بھي بڑھکر تمھاري عام اصطلاح یہ ھے کہ ایک حالت کو " موت " کہتے ھو' اور ایک حالت کو " زندگي " زندگي تمھارا عشق عمل ھے ' اور موت تمھارے لیے پیام یاس -

سو یہ بھي فی الحقیقت وھي دو مختلف حالتوں کي صفیں ھیں جو اس رنگ میں بھي آگئي ھیں' اور پہلے انکو اور شکلوں میں تم پہچان چکے ھو -

---

(۱) جرمن زبان میں عموماً تي غیر ملفوظ ھوتا ھے اور سي ایچ کا تلفظ اکثر اوقات ش سے کرتے ھیں - غالباً اس نام میں بھي تي پڑھا نہیں جاتا - لوگ انگریزي ترکیب سمجھکر غلطي نہ کریں -

جب بهي قانون انتخاب طبيعي کي حقيقت بدستور قائم رهتي هے' اور وه هر حال ميں ايک محکم و ناقابل انکار حقيقت هے - بهرحال ڈارون تک انتخاب طبيعي عالم حيوانات تک ميں تو معلوم هوگيا مگر خود انسان کے وجود' اسکے اعمال' اور فرد و اجتماع کي کشاکش و مزاحمة کي حقيقت پر کوئي روشني نهيں پڑي - اس حد تک پهنچکر قدرتي طور پر يه سوال پيدا هوتا تها که يه تنازع البقاء' يه فطرة کا انتخاب' يه قوة مصلحة و مدبرة عالم کا حفظ أصلح و دفع افساد' کيا صرف پتهروں' مٹی کے منجمد ٹکڑوں' درختوں کي جڑوں اور چارپايوں اور چڑيوں مي تک محدود هے' يا تنازع البقاء خود انسان کي زندگي اور اعمال کے اندر بهي جاري هے اور اصلح باقي رهتا هے اور غير اصلح فنا هو جاتا هے؟ پهر کيا يه ممکن هے که فطرة چڑيوں اور چار پايوں ميں سے تو اصلح کو انتخاب کر لے' مگر خود انسان کيليے اسکا قانون انتخاب بيکار هو؟

ڈارون کے بعد جس شخص نے انتخاب طبيعي کو نسبتاً زياده وسيع دائره ميں ديکهنا چاها' وه پروفيسر "هيکل" هے' جو مذهب ڈارون کے مشهور منتصرين ميں سے هے' تاهم کوئي مدلل وسعت پيدا نهو سکي' کيونکه سب سے زياده توجه اسکي قانون وراثت و مطابقة پر رهي - ساتهه هي اس نے تنازع البقاء کا دائره ايک لحاظ سے تنگ بهي کرديا - وه کهتا هے که تنازع البقاء اس لحاظ سے که ايک وجود دوسرے وجود کا مقابله کر کے بوجه اصلحيت اسکو فنا کردے' صرف ذي روح اجسام هي ميں محدود هے - حالانکه هيکل سے پہلے هم انتخاب طبيعي کو تمام کائنات عالم ميں کام کرتا هوا ديکهه چکے هيں -

(آخري درجۀ کشف و تحقيق)

اب اسکے بعد حکماء يورپ همکو دو گروهوں ميں منقسم نظر آتے هيں - ايک گروه نے اپنا قدم آگے بڑهايا اور اس حقيقت کو واضح کرنے کي کوشش کي که سلسلۀ ارتقاء انسان تک پهنچنے کے بعد معدوم نهيں هوگيا' بلکه خود انسان ميں بهي جاري هے اور تمام قوانين طبيعة مثلاً انتخاب طبيعي وغيره بدستور کار فرما هيں - دوسري جماعت نے اس سے انکار کيا - اسنے کها که اب عالم عضوي ميں ارتقاء کے هونے کا کوئي ثبوت نهيں - صرف تحول و تبدل هم ديکهه رهے هيں - يه آخري جماعت "مذهب تحول" کے نام سے مشهور هوئي - اور پهلي "مذهب ارتقاء" کے نام سے -

پروفيسر هيکل پهلي جماعت ميں سے هے' مگر زياده قوت کے ساتهه آگے بڑهنا نهيں چاهتا - انگلستان ميں سب سے بڑا شخص جس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کو وسعت ديکر چوتهے مرتبه ميں پهنچا ديا' وه مشهور حکيم هربرٹ اسپنسر هے - اس نے مسئله ارتقاء پر بالکل ايک نئي قسم کي نظر ڈالي' عوامل ارتقاء کو خود انسان کي اجتماعي اور قومي زندگي ميں نافذ و جاري قرار ديا' اور انسان کي پوري اجتماعي زندگي کو قوانين ماديۀ طبعية پر مرتب کرديا - اس بارے ميں اسکي کتاب "اصول سوشيالوجي" ايک انقلاب آفرين کتاب سمجهي جاتي هے -

اسپنسر کهتا هے که خود انسان کي اجتماعي زندگي' اقوام کي پيدايش و موت' تمدن و تهذيب کا عروج و زوال' اور نيز اهيئة اجتماعيه کي هر شاخ اسي قانون کے ماتحت هے - يهاں بهي هر جگه تنازع البقاء جاري هے - جماعتوں کا مقابله هے' اصولوں کا مقابله هے' صناعتوں کا مقابله هے' علوم کا مقابله هے' تمدن و شايستگي کا مقابله هے' دولت و اقتصاد کا مقابله هے' پهر زندگي اسي کيليے هے جو اصلح هے اور طبيعة باقي اسي کو رکهيگي جس ميں قوت هے

اسپنسر کے علاوه اس عهد ميں اور بهي بعض مصنفين ايسے ملتے هيں جنهوں نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کے قانون کو حيوانات و اجسام کے علاوه ذهنيات و معنويات ميں بهي ديکهنا چاها تها - ازانجمله علم طبقات الارض کا ايک مشهور پروفيسر چارلس لائل هے' جس نے سنه ۱۷۶۰ ميں اپني کتاب "قدامت جنس بشري" شائع کي' اور اس ميں قانون تنازع البقاء و انتخاب طبيعي کو دنيا کي تمام زبانوں اور لغتوں پر منطبق کرنا چاها - اس نے کتاب کا مواد زياده تر مشهور ماهر علم اللسان ميکس ملر سے ليا هے اور دعوا کيا هے که دنيا کي زبانوں کے اندر بهي تنازع البقاء جاري هے - جو زبان اصلح هے باقي رهتي هے' غير اصلح مٹ جاتي هے - يه گويا انتخاب طبيعي کا عالم معنويات ميں مشاهده تها' اور اس اعتبار سے بلاشبه پروفيسر موصوف کو ايک مخصوص مزيت حاصل هے -

لائل نے اپني کتاب ميں اُن اعتراضات کا جواب بهي ديا هے جو مذهب ارتقاء پر کيے جاتے هيں اور سب کي مثاليں علم اللسان سے پيش کي هيں - ايک مشهور اور بڑا اعتراض يه هے که سلسلۀ ارتقاء کي متعدد درمياني کڑياں هيں جو نهيں ملتيں - لائل کهتا هے که هاليند کي زبان کو ديکهو جو انگريزي اور جرمن زبان ميں ايک درمياني کڑي کا درجه رکهتي هے - اگر زبانوں کے تنازع البقاء ميں يه زبان فتح مند نهوئي اور اسليے بوجه غير اصلحيت مٹ گئي' تو عجب نهيں که ايک زمانه آئے جب علماء علم اللسان کهيں که جرمن اور انگريزي زبان ميں کوئي باهمي تعلق نهيں کيونکه دونوں کا درمياني ٹکڑا نهيں ملتا -

لائل کے علاوه جرمني کا ايک اور محقق شلائخر بهي اس سلسله ميں قابل ذکر هے جس نے خاص اسي موضوع پر ايک کتاب لکهي اور سنه ۱۸۶۳ ع ميں شائع کي - کتاب کا نام اسے موضوع کو ظاهر کرتا هے - يعني "مذهب ڈارون و علم اللغات" اس کتاب ميں اس نے ظاهر کيا هے که تمام لغات عالم مذهب ڈارون کے مطابق پيدا هوئي هيں' مقابله اور کشمکش ميں پهر طبيعت انتخاب کرتي هے' اصلح رهتي هے' غير اصلح مٹ جاتي هے -

(حکماء جرمني کا جديد دور)

ان تمام لوگوں نے قانون انتخاب طبيعي کو اجسام و حيوانات سے بڑها کر اجتماعيات و معنويات تک پهنچا ديا' ليکن في الحقيقة اس مسئله کي تحقيق و کشف کا آخري درجه جرمني کي ع پرور و انقلاب آفريں سرزمين کيليے مخصوص تها جسکے اندر گذشته قرن کے اندر چند ايسے افراد عاليه و افکار مجدده پيدا هوے جنهوں نے قانون انتخاب طبيعي کو بالکل ايک نئي کائنات علم و تحقيق تک پهنچا ديا - اس مسئله کا يه آخري دور هے' اور يهاں تک پهنچکر انسان نے جو کچهه اس بارے ميں سمجها هے' گويا وه منتهاے علم هے -

يه آخري دور ڈاکٹر لوئس بخنر سے شروع هوتا هے جس نے شهر اوزنبرگ کي يونيورسٹي ميں مسلسل چهه لکچر مذهب نشو و ارتقا پر ديے' اور سنه ۱۸۷۵ع ميں ان کا مجموعه چهپ کر شائع هوا هماري اس تحرير کا تاريخي حصه اسي سے ماخوذ هے - بخنر اسپنسر کے همقدم هوکر کائنات عالم کي هر خلقت اور خود انسا کي اجتماعي زندگي کي هر شاخ پر تنازع البقاء کو منطبق کيا هے

بخنر کے بعد جرمني کے علمي حلقوں ميں برابر اس مسئـ درس و مطالعه جاري رها - يهاں تک که تاريخ علم و حکمت انسا کا وه سب سے بڑا شخص پيدا هوا جس کے آگے يونانيوں کا دور علم اور يورپ کي تمام کائنات فکر گرد هوگئي' يعني ص پروفيسر نيٹشے (Nietzsche) اس عجيب و غريب حکيم نے دنيا پوري کائنات علم و فلسفه کو يکسر منقلب کرديا' اور جن اصولوں

نہیں ملہسکتی، اور یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پانی کی طرح جھاگ کو اور سونے کی طرح میل کو بچا کر رکھا جاے -

(۴) اسکے بعد کیسے واضح لفظوں میں فرمایا کہ کذالک یضرب اللہ الحق و الباطل - حق اور باطل کی یہ مثال ہے : فاما الزبد فیذھب جفاء - پس جھاگ جو نافع نہیں ہے وہ باطل ہے، باطل بہہ جائیگا، چھانٹ دیا جائیگا - فنا ہو جائیگا، حق وہ ہے جسکی تعریف ما ینفع الناس کے لفظوں سے سمجھہ لو - یعنی وہ چیز جو نافع ہے، اور اسلیے اصلح اور امثل و اوثق ہے - پس وہی باقی رہیگی اور باقی رکھی جائیگی -

(۵) انتخاب طبیعی اور بقاء اصلح کی صحیح حقیقت یہی ہے - اور اس آیت نے صاف صاف طور پر واضح کردیا ہے کہ بقاء حق اور فناء باطل اسی قانون کا ظہور ہے -

اگر تم کہو کہ تنازع البقا کی اسمیں صراحت نہیں تو اسکے لیے سورۂ بقرہ کو پڑھو - فرمایا :

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین (۲ : ۲۵۲)	اور اگر اللہ ایسا نہ کرتا کہ بعض انسانوں کے ذریعہ بعض کو دفع کراتا تو زمین فاسد ہوجاتی لیکن اللہ کی حکمت دنیا کیلیے فضل و احسان ہے کہ وہ فساد کو اصلاح سے دور کراتا ہے -

اس آیۂ کریمہ میں صاف صاف واضح کردیا کہ اگر ایک گروہ کے ذریعہ دوسرے کو دفع نہ کیا جاتا تو زمین میں اصلاح باقی نہ رہتی اور وہ صرف نقص اور فساد کا گھر بنجاتی - خدا تعالی کی حکمت نے تنازع البقاء کے ذریعہ ایک سے دوسرے کو دفع کرایا اور یہی دافعۂ فساد بقاء اصلح و امثل کا ذریعہ ہے - پس یہ بڑی ہی حکمت اور عدل فرمائی ہے کہ اس نے تنازع حیات میں طاقت و علم کو دفع و غلبہ کا ذریعہ بنایا تاکہ صرف صحت ہی دنیا میں باقی رہے - یہی چیز ہے جسکو ڈارون نہ پا سکا اور جسکے لیے جرمنی کا حکیم اعظم " نیشے " بیقرار ہے مگر اپنے سامنے نہیں پاتا -

اب تمام مقدمات ختم ہوگئے - آیندہ صحبت سے اصل مبحث شروع ہوگا اور وہ اسقدر اہم و اعظم ہے کہ اگر بہتر طریقہ سے صاف ہوگیا تو دو تہائی قرآن حکیم کی تفسیر ایک ہی مضمون میں ہوجائیگی -

شرح موطا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ نے موطاء امام مالک کی شرحیں عربی اور فارسی میں لکھی ہیں - " مصفی " اور " مسوی " - دونوں چھپ چکی ہیں مگر کم یاب ہیں - میرے پاس شرح فارسی مطبوعہ اور عربی قلمی موجود تھی لیکن اب تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ یا تو کوئی صاحب لیگئے یا بمبئی میں ضائع گئیں - اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر البلاغ کو اطلاع دیں - (ابو الکلام)

نقشۂ جنگ
(گریٹ یورپین وار میپ) (اور ایڈیٹر الہلال کی راے)
عام تعلیم کے فقدان کی وجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے اور اس سے واقعات عالم کے بہت سے حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھ سمجھ نہیں سکتے - بالخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبروں کے صحیح اندازہ و توضیح اثر کے لیے ضروری ہے کہ یورپ ایشیا اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور ان کے حدود و علاقے پیش نظر ہوں - اس بنا پر منشی محبوب حسن صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو و انگریزی میں مرتب کیا ہے اور اس میں پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنے سامنے لٹکا دیں - موجودہ خونریز جنگ دنیا میں جو انقلاب پیدا کریگی اس کے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت [illegible] رنگین [illegible] کتاب کی شکل خوبصورت پاکٹ بک سایز [illegible] علاوہ محصول ڈاک - فقیر ابو الکلام -
نقشہ کا سایز [illegible] انچ ہے -
ایم حسن برادرس نمبر ۶ نواب عبد اللطیف لین کلکتہ

اسئلۃ واجوبتھا

حکم رضاع و محرمات رضاعۃ

(از جناب مولوی حکیم غلام غوث صاحب - خانپور)

جناب اعلی و اقدس تحیۃ و تسلیم -

یہ استفتا .... بھیجا گیا تھا .... نے درمختار کی ایک عبارت کا ٹکڑہ لکھکر فتوی دیا ہے کہ " ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے، اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے - اسکے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس نکاح دونوں میں جائز ہے - یعنے بھائی کی لڑکی اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے " تم کلامہ -

اور ہمکو ضرورت ہے دلائل اور احادیث کی - رضاعت میں دودھ کی مقدار کیا ہے ؟ اصلی علت و مصلحت حرمت کیا ہے ؟ ان روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے جو جواب میں ظاہر کیا گیا ہے ؟ ساٹھہ برس کی عورت، انیس سال سے بیوہ، کیا اوس سے دودھ آنا ممکن ہے ؟ اگر ممکن ہے تو حرمت رضاعت میں اوسکو دخل ہے یا نہیں ؟

آپکا مطالعہ وسیع اور اجتہاد قوی ہے، اسلیے عرض ہے کہ تشریح کے ساتھہ آگاہی بخشیں، اور اس مسئلہ پر تشریح کے ساتھہ سنکر عمل کرنا ہے -

اگر جواز کا مسئلہ طمانیت بخش نہ ملا تو شاید وہ کہیں لڑکی نہ بیاہیں - دیوبند سے جواب آگیا، لیکن ضرورت تفصیل کی باقی ہے -

(استفتا)

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی لڑکی اور اوسکی حقیقی بہن کا لڑکا ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ انکا نکاح جائز ہے، مگر بات یہ آپڑی ہے کہ اوس شخص کی وہی بہن جسکا لڑکا ہے مرگئی، اور وہ بچہ دودھ پر تھا - پرورش کے لیے ایک ایسی عورت کو سونپا گیا جسکی عمر ساٹھہ برس سے متجاوز اور ۱۹ سال سے بیوہ تھی - یہ عورت لڑکی والے اور اوسکی بہن لڑکے والی کی بھی والدہ ہے !

بچہ کو دودھ مختلف عورتیں پلاتی رہیں - اب نکاح ہونے کی بات سنکر اوسی انیس سال کی بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ یہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا - دودھ تو نہیں آتا تھا، مگر پانی نکلتا تھا -

اور یہ بھی ہے کہ وہی بیوہ عورت جو لڑکی اور لڑکے کے ماں باپ کی والدہ ہے یہ پیوند نہیں چاہتی - دوسری جگہ کے لیے اسکا اصرار ہے اور انکا انکار -

مشرح جواب کی بدلائل عقلی و نقلی ضرورت ہے -

البلاغ

سب سے پہلے یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ حکم رضاعۃ سے شارع کا مقصود کیا ہے ؟ کتاب و سنۃ کی تصریحات بینہ سے ہم اس اصل تک پہنچ چکے ہیں کہ شریعت کا کوئی حکم مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اور ضرور ہے کہ ہر حکم اپنے بیانات میں اسکی

اب اور آگے بڑھو - تم انسان هو اور اسلیے ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو اس سے زیادہ نه دیکھه سکے ' لیکن قرآن حکیم آگے بڑھتا هے اور ان متضاد حالتوں کو زیادہ وسیع ' زیادہ احاطه کن ' اور زیادہ حقیقت فرما اصطلاحوں سے موسوم کرتا هے - تم کہتے هو که تکوین هے اور افساد ' وجود هے اور عدم ' تعمیر هے اور تخریب ' بناو هے اور بگاڑ ' ضعف و نقص هے اور قوت و کمال ' عدل هے اور انحراف ' موت هے اور زندگي ' قرآن حکیم کہتا هے که حق هے اور باطل ' اصلاح هے اور افساد ' هدایت هے اور ضلالت ' معصیت هے اور تقوی ' اطاعت هے اور طغیان ' حسنات هیں اور سیئات ' اور پهر ان سب سے بڑهکر اور ان سب سے جامع و مانع " اسلام " هے اور " کفر " -

جس طرح تم کائنات هستي کے هر عمل میں بناؤ دیکھتے هو اور بگاڑ ' اجسام و وجود میں قوة دیکھتے هو اور ضعف ' حسیات میں الم دیکھتے هو اور لذت ' اپني حیاة جسماني میں عدل مزاج کو دیکھتے هو اور انحراف کو ' پهر کہتے هو که یه تندرستي و بقاء هے اور وہ بیماري و هلاکت - ٹهیک ٹهیک اسي طرح قرآن حکیم کہتا هے که هدایت هے اور ضلالت ' معصیت هے اور تقوی ' سعادت هے اور شقاوت - پهر جسطرح تم کہتے هو که ضعیف مٹ جائیگا اور بیمار مر جائیگا - طاقت و صحت باقي رکھتي هے اور کمزوري و بیماري هلاک کر دیتي هے - ٹهیک اسي طرح وہ کہتا هے که باطل مٹ جائیگا اور گمراہ هلاک هوگا ' هدایت انسان کو باقي و قائم رکھتي هے اور ضلالت هلاک کرتي هے - عمل صالح صرف بقاؤ فتح کیلیے هے اور عمل مفسد فنا و خسران کیلیے !

تم اپنے محدود علم میں صرف اتنا جانتے هو که طاقت و صحت اور زور و توفق زندگي کو بڑهاتا اور نقصان و هلاکت سے بچاتا هے ' لیکن " العلم " اور " البصائر " یعني قرآن بتلاتا هے که صرف اتنا هي نہیں بلکه اور آگے بڑهو اور یوں بولو که عمل صالح و حق باقي رکھتا اور طاقت بخشتا هے ' اور عمل غیر صالح فنا کرتا اور نقصان و کمزوري پیدا کرتا هے - وہ کہتا هے که تم اتنے سارے لفظ نه بولو اور ایک هي حقیقت کو بہت سي شکلوں میں دیکھکر گم نهو جاؤ - بلکه صرف ایک هي بات بولدو - دنیا میں یا حق هے یا باطل ' یعني یا قوت هے یا ضعف - حق باقي رهیگا اور باطل تباہ و هلاک هوگا - یعني طاقت باقي رهیگي اور کمزوري ابد تک موت تک پہنچکر فنا هو جائیگي -

تم کہتے هو که دنیا میں انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح کا قانون جاري هے ' اور کائنات هستي کے تمام وہ انقلابات و تغیرات اسي کا نتیجه هیں جن میں وجود اور اعدام ' غلبه اور انہزام ' اور زندگي اور موت کا سلسله همیں نظر آتا هے - یه بالکل سچ هے مگر پهر تم کیوں نہیں آگے بڑهتے اور کیوں نہیں تسلیم کرلیتے که یهي انتخاب فطرة کا قانون هے جو حق کو باقي رکھتا هے اور باطل کو فنا کرتا هے ؟

اصطلاحات کے اختلاف نے کس طرح حقیقت کو پیچیدہ بنادیا هے ؟ تم جب کبھي قانون انتخاب طبیعي پر بحث کرتے هو اور کہتے هو که بقاء اصلح کیلیے هے ' تو یه نہیں جانتے که ٹهیک ٹهیک اسي حقیقت کا اقرار کررهے هو جسکو قرآن حق و باطل اور اسلام و کفر کے نام سے پیش کرتا هے - تم کہتے هو که ضعف و نقص فنا هوگا - طاقت اور اصلیت باقي رهیگي - قرآن کہتا هے که یهي شے جس کو تم ضعف کہتے هو میري زبان میں باطل اور کفر هے اور وہ اس سے کہیں زیادہ وسیع هے جتنا تم سمجھتے هو - پس بقاء طاقت کیلیے هے - طاقت صرف حق ' سچ ' عدل ' اور عمل صالح میں هے - وہ باقي رهیگا ' اور جو اسکے مقابلے میں اٹھیگا فنا هو جائیگا -

(انتخـــاب طبیعـــي اور قرآن حکیـــم)

اب هر طرف سے هٹ کر سب سے پہلے قرآن حکیم اور العلم حقیقي کے سامنے مسئلۂ انتخاب طبیعي کو عرض کرو - قرآن حکیم نے صاف صاف اس تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کے قانون کو جا بجا واضح کیا هے اور وہ بقاء اصلح و امثل کو ایک قانون الهي اور امر مقدر قرار دیتا هے - چونکه آگے چلکر تمام آیتوں کي تفسیر هوگي ' اسلیے یہاں صرف ایک آیت کریمه پر اکتفا کیا جاتا هے ' سورۂ رعد میں فرمایا :

انزل من السماء ماء فسالت اودیة بقدرها فاحتمل السیل زبدا رابیا و مما یوقدون علیه في النار ابتغاء حلیة او متاع زبد مثله کذلک یضرب الله الحق و الباطل ' فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث في الارض ' کذلک یضرب الله الامثال للذین استجابوا لربهم الحسنی (۱۳ : ۱۷)

الله نے آسمان سے پاني برسایا پس اپني اپني گنجائش کے مطابق زمین کے نالے پاني سے بهر گئے اور بهه نکلے - ساتهه هي زور و شور سے پاني کي رو گزرنے لگي اور پاني کي سطح جهاگ سے بهر گئي - اب دیکھو که کس طرح پاني کي رو جهاگ کو بہا لیجا رهي هے اور صرف بقدر ضرورت پاني نیچے باقي رهگیا هے ؟ اسي طرح اس وقت بهي جهاگ اٹهتي هے جب آگ پر صفائي کیلیے سونے کو اور طرح طرح کي چیزوں کو تم رکھدیتے هو اور تپاتے هو - میل کٹ کٹ کر نکل جاتا هے اور خالص اور صاف سونا باقي رهجاتا هے - ٹهیک ٹهیک یهي مثال حق اور باطل کي هے - پس جو چیز محض جهاگ هے ' وہ بهه کر رائگاں جائیگي اور اسکو بقا و زندگي نہیں دي جائیگي ' لیکن جو چیز نفع اور فائدہ دینے والي هے اور اسلیے نافع وجود کا حکم رکھتي هے ' وہ زمین پر باقي و قائم رهیگي - اسي طرح الله تعالی سعادت و بقاء حیاة کي حقیقتوں کو مثالوں کي دانائي میں سمجھاتا هے تاکه اطاعت کرنیوالے حق نصیحت پکڑیں -

یه آیة کریمه عجیب و غریب هے اور چند جملوں کے اندر اعجاز الهي و بلاغت ربانی نے ایک کائنات حقیقت اور دنیاء معارف کو بهر دیا هے - آگے چلکر اسکي تفصیل آئیگي - مگر یہاں چند امور پر غور کرو :

(۱) اس آیة میں الله تعالی نے صاف صاف واضح کردیا هے که دنیا میں بقاے وجود کیلیے الله تعالی کا کونسا قانون کام کررها هے ؟ پهر بتلا دیا هے که وہ انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح هے -

(۲) فرمایا اسکي مثال یوں هے که پاني برسا اور زور سے نالے ' ندیاں ' اور وادیاں بہنے لگیں - پاني کے زور سے جهاگ پر جهاگ اٹهه رهي هے اور ابل ابل کر اطراف میں پهیل رہ هے - لیکن دیکھو که پاني کي رو جهاگ کو کس طرح بہا کر لیجاتي هے جو بیکار اور لا حاصل هے ' اور کس طرح پاني کا مفید ' ضروري نافع ' اور بقدر ضرورت حصه وهیں جم کر رهجاتا هے ؟ اسکے بعد اس حالت کو اس وقت دیکھو جبکه کهوٹ اور میل صاف کرنے کیلیے کسي چیز کو آگ پر تپاتے هو - اسوقت بهي میل کٹ کٹ جهاگ کي صورت میں نکل جاتا هے اور اگر سونا هے تو صرف صیقلي اندر رهجاتا هے -

(۳) پس یه جو کچهه هورها هے سو کیا هے ؟ فرمایا که یه اس قانون هے که و اما ماینفع الناس فیمکث في الارض - یعني جو چیز میں نفع اور فائدہ هے وهي زمین پر رهیگي ' اور جو نافع نہ هے وہ جهاگ اور میل کي طرح چهانٹ دي جائیگي - اسکو زندگ

(احادیث رضاعة)

اب آپ احادیث صحیحۂ باب پر نظر ڈالیے اور غور کیجیے کہ سطور مندرجۂ صدر محض عقلی استنباط و تعلیل ہی نہیں ہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے ٹھیک ٹھیک یہی امور بطور اصول کے معلوم ہوتے ہیں -

سب سے پہلے حضرة عائشہ کی حدیث مسلم وغیرہ سامنے آتی ہے کہ " لا تحرم المصة و المصتان " یعنی ایک دو مرتبہ بچے کا پستان چوسنا حرمت رضاعة کا موجب نہیں ہوسکتا - پھر حدیث ام الفضل مندرجۂ مسلم میں ایک شخص نے آنحضرة سے پوچھا : کیا ایک مرتبہ بچے کے منہ لگا دینے سے حرمت ہوجاتی ہے ؟ فرمایا : لا تحرم الرضعة و لا الرضعتان و لا المصة و المصتان - ایک دوسری روایت میں " لا تحرم الاملاجة و لا الاملاجتان " بھی آیا ہے - اسی طرح احمد و نسائی اور ترمذی نے حضرة ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ " لا تحرم من الرضاعة المصة والمصتان " ترمذی میں ہے : " الصحیح عن اهل الحدیث من روایة ابن الزبیر عن عائشہ کما فی الحدیث الاول " حاصل سب کا یہ ہوا کہ بچے کے ایک دو بار منہ لگا دینے اور دودھ پی لینے سے حرمت نہیں ہوسکتی - " رضعہ " سے مقصود رضاع کا ایک مرتبہ ہونا ہے - بچے نے جب پستان منہ میں لیا اور بغیر کسی کے چھڑائے خود چھوڑ کے دوبارہ پینا چاہا تو یہ ایک " رضعہ " ہے - " مصہ " کے معنی ہیں کسی چیز کو تھوڑا سا لینا - یا تھوڑا سا پینا - " ملج " کے معنی بھی یہی ہیں - یعنی بچے کا ہونٹوں میں پستان کو لینا اور دودھ پینا - پس تمام احادیث میں یہی الفاظ فرمائے جس سے واضح ہوگیا کہ ایک دو مصہ - رضعہ سے حرمت نہیں ہوتی -

اسکے بعد حضرة عائشہ کی وہ مشہور حدیث پڑھیے جسکو باختلاف الفاظ و باتحاد معنی بخاری و مسلم و ترمذی و احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ " کان فیما نزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات " الخ - اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آخری تعداد اسکی پانچ رضعات ہیں - یعنی بچے کا پانچ بار پینا - قصۂ ارضاع سالم بھی اسکا موید ہے کہ " ثم ارضعیه خمس رضعات " اور خوف طوالت مانع تفصیل -

ان تمام روایات سے ثابت ہوگیا کہ چونکہ اصل علت حرمت دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا طیار ہونا ہے ' اور یہ حالت ایک دو مرتبہ پی لینے سے اس درجہ تک نہیں ہوتی کہ ماں کے حقوق قائم ہوجائیں ' اسلیے شارع نے ایک دو بار پینے کو وجہ حرمت نہیں قرار دیا ' اور اسکی مقدار و تعداد اتنی مقرر کردی جس سے مولود کے جسم کو کافی مقدار میں غذا ملسکے -

چنانچہ صحابہ میں حضرة علی ' حضرت عایشہ ' حضرة ابن مسعود ' ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب تھا کہ خمس رضعات معلومات سے کم میں حرمت نہیں ہوتی - حضرة عطاء ' طاؤس ' سعید بن جبیر ' عروہ ابن الزبیر ' لیث بن سعد ' وغیرہم بھی اسی طرف گئے ہیں - ائمۂ امصار میں حضرة امام شافعی ' امام احمد (فی ظاہر مذہبہ) ابن حزم ' اور اسحق کا بھی یہی مذہب ہے - لیکن حضرة امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ نے قلت و کثرت اور تعداد و مقدار کو اس بارے میں اہمیت نہ دی ' اور بسبب اہمیت حکم تحریم رضاع ہر حال میں حرمت کو ضروری قرار دیا سو بقول صاحب حجة اللہ یہ ایک طرح کی مزید احتیاط ہے ' مگر احادیث و روایات وہی ہیں جو اوپر درج کردی گئیں - وجوہ و قیاسات حنفیہ شرح معانی وغیرہ میں بہ تفصیل دیکھے جاسکتے ہیں ' اور امام المحققین حجة الاسلام حضرة امام ابن قیم نے زاد المعاد میں اور شیخ المتاخرین امام شوکانی نے نیل میں نہایت تفصیل کے ساتھ تمام پہلوؤں پر بحث کردی ہے -

اب اسکے بعد اور آگے بڑھیے - ترمذی میں حضرة ام سلمہ سے ہے کہ " لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء فی الثدی و کان قبل الفطام " دار قطنی کی روایت میں ہے " لا رضاع الا ما کان فی الحولین " ابو داؤد طیالسی اپنی مسند میں لاے ہیں : " لا رضاع بعد فصال و لا یتم بعد احتلام " ان سب سے بڑھکر حضرة عائشہ کی حدیث ہے کہ جب آنحضرة نے انکے پاس ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہے ؟ حضرة عائشہ نے کہا میرا برادر رضاعی ہے - اسپر فرمایا : " یا عائشہ ! انظرن من اخوانکن فانما الرضاعة من المجاعة " اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ تمام اصحاب صحاح نے روایت کیا ہے - حاصل ان تمام روایات کا یہ ہے کہ حرمت رضاعة کیلیے ضروری ہے کہ دودھ پینے کی عمر میں بچہ اسقدر دودھ پیے جس سے اسکا معدہ کافی غذائیت حاصل کرسکے - اور اسکے لیے ضروری ہے کہ بچے نے اس زمانے میں دودھ پیا ہو جبکہ اسکی غذا صرف دودھ تھی اور اسلیے وہ اپنی بھوک کو صرف ماں کے دودھ ہی سے دور کر سکتا تھا - یعنی ابتدا کے دو سال یا کچھ زیادہ -

اسکے علاوہ ابو داؤد کی ایک اور روایت مرفوع بھی ہے کہ " لا رضاع الا ما انشر العظم و انبت اللحم " لیکن اسکے اسناد میں ابو موسی الہلالی اور انکے والد دو مجہول شخص ہیں - امام بیہقی کی ایک روایت سے خود ابو موسی کی مجہولیة تو دور ہوجاتی ہے مگر انکے والد کی مجہولیة باقی رہتی ہے - تاہم بصورت صالحیة احتجاج ' یہ روایت بھی سابق روایات کی موید ہے - یعنی دودھ کا اسقدر پینا جس سے مولود کے جسم و ہیکل میں نشو و نما ہوسکے -

پس غور کیجیے کہ ان تمام روایتوں سے بھی وہی علت اصلی ثابت ہوئی جو بطور اصل کے اوپر لکھی جاچکی ہے - چونکہ وجہ تحریم دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا نشو و نما پانا ہے ' اسلیے واضح کردیا گیا کہ وہی رضاعة سبب حرمت ہوسکتی ہے جو دودھ پینے کے زمانے میں ہوئی ہو ' بچے کیلیے غذاء اصلی ہو ' اور اس سے اسکے جسم و ہیکل میں نشو و نما ہوسکے -

خود شارع نے اسکی اخری مقدار " خمس رضعات معلومات " قرار دیدی ہے - پس دودھ پینے کے زمانے اور " حولین " میں جب کبھی خمس رضعات معلومات ہو تو یہ وہ رضاعة ہوگی ' جسکو شارع نے " ما فتق الامعاء فی الثدی " ای فی زمن الثدی قرار دیا ہے ' اور یہی وہ مقدار ہے جو شارع کے نزدیک " ما انشر العظم و انبت اللحم " ہے -

(صورت مسئوله)

اب آپکے سوال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں - آپنے ایک تو مخصوص صورت حال پیش کی ہے - ساتھ ہی نفس مسئلۂ رضاعة کے متعلق بھی تشریح چاہی ہے - اصل مسئلہ کیلیے تو غالباً سطور مندرجۂ صدر کافی ہونگی ' رہی صورت مسئولہ تو ضمناً اسکا بھی جواب ہوگیا - روایات مندرجۂ صدر سے ثابت ہوگیا کہ وجہ حرمت تغذیۂ شیر ہے - یعنے مولود کا دودھ پینا - پس اگر کوئی عورت بہلانے کیلیے بچے کے منہ کو اپنی چھاتی سے لگادے اور وہ بغیر دودھ کے محض چوستا رہے ' تو اس سے ہرگز ہرگز حکم تحریم رضاعة ثابت نہیں ہوسکتا ' اور بجز احمق و بے عقل کے کوئی شخص اسکا تصور بھی نہیں کریگا - صورت مسئولہ میں عورت کا یہ کہنا کہ پانی نکلتا تھا ' محض لغو و بے اثر ہے - جب عورت عرصہ سے بیوہ ہوچکی تھی بلکہ سن یاس تک پہونچ چکی تھی تو دودھ کا وجود ہی باقی نہ رہا ' اور چونکہ وجہ حرمت دودھ کا پینا ہے ' اسلیے حرمت کا بھی وجود باقی نہیں -

آپ دیکھ رہے ہیں کہ احادیث صریحہ تو اس حالت کو بھی وجہ حرمت قرار نہیں دیتے کہ بچہ ایک دو بار پستان منہ میں

مصلحت و حکمت کی طرف بھی اشارہ کردے - وہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات اپنے قصور فہم و نارسائی فکر سے ہم علل و حکم کو نہ سمجھ سکیں -

یہ معلوم ہے کہ قرآن حکیم نے اُن عورتوں کو جنکا بچپنے میں دودھ پیا ہو، مثل ماں کے قرار دیا: و امہاتکم اللاتی ارضعنکم - (۴ : ۲۲) اور انحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب - یعنی نسب کے تعلق سے جو رشتے حرام ہیں، دودھ کے رشتے سے بھی اللہ نے حرام کردیے - یہ روایت حضرۃ علی علیہ السلام کی ہے، مسند امام احمد و ترمذی نے درج کیا ہے - لیکن اسی ہم معنی روایات حضرۃ ابن عباس و حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہما سے بخاری و مسلم وغیرہ میں باختلاف جزئیات الفاظ موجود ہیں -

اب غور کیجیے کہ اس حرمت کی علت کیا ہے؟ سر فکر صحیح بتلاتی ہے کہ اولاد اور ماں کے تعلق میں سب سے زیادہ نمایاں چیز پیدایش کے بعد رضاعۃ ہی ہے - بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو اسکی غذا کیلیے دنیا کی تمام پیداوار و حاصلات بالکل بیکار ہوتی ہیں - نباتات کی نعمتیں اسکے کام نہیں آسکتیں، حیوانات کا گوشت اسکے لیے ایک ذرہ سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتا، پانی جس سے دنیا کی ہر چیز زندگی پاتی ہے اور جو زندگی کیلیے سب سے بڑی ضروری نعمت ہے، وہ بھی اسکے لیے بیکار ہوتا ہے - صرف ایک ہی غذا ہوتی ہے جو تمام کائنات ارضی کی غذاؤں میں سے اسکے کام آسکتی ہے اور جس سے قوت حاصل کرکے وہ دنیا میں ایک کامل انسانی جسم و شکل اختیار کرسکتا ہے - یہ غذا دودھ ہے، اور فطرۃ الہی نے قبل اسکے کہ وہ دنیا میں آئے، ماں کے جسم کے اندر ہی اسکا انتظام کردیا ہے: ربنا الذی اعطی کل شی خلقہ ثم ہدی (۲۰ : ۳۰)

یہی چیز اسکی زندگی کا اولین وسیلہ اور اسکے بقاء وجود کا ذریعۂ وحید ہے - اگر ایک بچے کی نشو و نما اور آرام و آسایش کا تمام انتظام کردیا جائے اور صرف یہی ایک چیز اس سے چھین لی جائے، تو دنیا اور دنیا کا تمام دستر خوان نعائم و لذائذ اسکے لیے بیکار ہو جائیگا اور وہ تھوڑے ہی دیر کے بعد ہلاک ہوجائیگا - کیونکہ یہی اسکی غذا ہے، اسی غذا سے اسکا جسم بنتا، گوشت بڑھتا، خون صالح پیدا ہوتا، اور ہڈیوں کے اجزا نشو و نما پاتے ہیں - موجودہ زمانے میں بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تحقیق و اختبار کے بعد تسلیم کرلیا ہے کہ بچے کی صحیح و صالح غذا ماں کا دودھ ہے - جو لوگ حیوانات کے دودھ سے بچے کو پالتے ہیں، وہ اسکی ابتدائی زندگی ہی میں اسکو صحت و توانائی سے محروم کردیتے ہیں -

پس دودھ کا تغذیہ ماں اور اولاد کے تعلق کا سب سے زیادہ بنیادی معاملہ ہے - اس بنا پر اگر ایک عورت نے کسی دوسرے کے بچے کو بھی دودھ پلایا اور پرورش کیا، تو وہ ٹھیک ٹھیک مثل اسکے حقیقی ماں کے ہوگئی - جسطرح ماں کا دودھ اسکے جسم کے اجزاء کی تولید و نمو کا ذریعہ تھا، اسی طرح اسکے دودھ سے اسکے ہیکل جسم کا ایک ایک ذرہ بنا اور ہڈیوں کے اجزا تک میں پیوست ہوگیا -

یہ امومۃ یعنی ماں ہونے کا ایک صحیح اور طبیعی اشتراک ہے، اور اسلیے ضروری ہے کہ جو حقوق حقیقی ماں کے بچے پر ہوں، وہی حقوق امومۃ رضاعۃ یعنی دودھ پلانے والی کے بھی قرار دیے جائیں، اور جو اثرات ان حقوق سے مرتب ہوتے ہیں، وہ سب کے سب اس حالت میں بھی مرتب ہوں -

ایک اور دقیق نکتہ بھی اس بارے میں پیش نظر رہے - اللہ تعالی کے صفات میں ایک تو خالقیت ہے اور ایک ربوبیت - مجازی طور پر والدین بھی بچے کیلیے خلقت اور ربوبیت، دونوں کا واسطہ ہوتے ہیں، پس اگر امومۃ حقیقی کو مجازی خالقیت حاصل ہے تو امومۃ رضاعۃ کو مجازاً ربوبیت - ربوبیت کے معنی پرورش اور حسب احتیاج و وقت ضروریات پورا کرنا ہے -

لہذا شارع نے دودھ پلانے والی امومۃ کو بھی امومۃ حقیقی کے لقب سے موسوم کیا، اور انکا شمار بھی "امہات" میں ہوا کہ: و امہاتکم اللاتی ارضعنکم - اور: ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب - کیونکہ نسب میں ایک بڑی چیز حق رضاعۃ ہے اور وہ امہات حقیقی اور امہات مرضعہ دونوں میں مشترک ہے -

چنانچہ تاریخ اسلام کے ایک عظیم الشان شخص ملہم و مجدد، یعنی حضرت حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ومنها الرضاعة فان التي ارضعت تشبه الام من حيث انها سبب اجتماع امشاج بنيته و قيام هيكله، غير ان الام جمعت خلقته في بطنها و هذه درت عليه سد رمقه في اول نشاءته فهي ام بعد الام و اولادها اخوة بعد الاخوة - (حجة الله البالغه مطبوعه مصر ۲ : ۹۸)

اور محرمات شرعیہ میں سے رضاعۃ بھی ہے، اور اسکی علت یہ ہے کہ جس عورت نے دودھ پلایا تو وہ حقیقی ماں کے مشابہ ہوگئی - اس بنا پر کہ اسی کا دودھ بچے کے اخلاط جسم کے اجتماع اور صورت جسم کے قیام اور نشوؤنما پانے کا مثل ماں کے ذریعہ ہوا - حقیقی ماں کے شکم میں اسکے جسم کی خلقت کا اجتماع و انضمام ہوا تھا، اور دودھ پلانے والی نے اسکی پہلی نمود میں غذا دیکر اسکی خلقت و جسم کو نشوونما بخشی - پس یہ اسکی دوسری ماں ہوئی بعد حقیقی ماں کے، اور اسی لیے اسکی اولاد بھائی بہن ہوئے بعد ہم بطن بھائی بہنوں کے -

اس علت و مصلحت کے معلوم کرنے کے بعد قدرتی طور پر حسب ذیل امور سامنے آجاتے ہیں:

(۱) حکم رضاعۃ میں اصل وہی ہے جو اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے - یعنی دودھ کا پینا، پس شبہ رضاعۃ کی ہر وہ حالت جس میں یہ اصل نہو، رضاعۃ میں داخل نہیں -

(۲) بچے کی ابتدائی عمر کا جو حصہ ایسا ہوتا ہے جس میں اُس کی غذا دودھ ہوتی ہے، اُسی حصۂ عمر سے یہ متعلق ہوگا - کیونکہ مقصود اصلی تغذیۂ شیر و تربیت مولود ہے -

(۳) چونکہ اصل حرمت تغذیۂ شیر ہے اسلیے حکم رضاعۃ کے نفاذ کیلیے ایک کم سے کم مقدار بھی ہونی چاہیے - لیکن یہ مقدار ایسی ہی ہونی چاہیے جس سے علت نہی و حرمت یعنی نشو و نماء جسم و تولید خون و تشکیل ہیکل و بنیہ حاصل ہو و الا فلا

چنانچہ حضرۃ شاہ ولی اللہ نے بھی اس کے طرف اشارہ کیا ہے جبکہ فرمایا ہے: و لما كان الرضاع انما صار سببا للتحريم لمعنى المشابهة بالام في كونها سبباً لقيام بنية المولود و تركيبه هيكلة، وجب ان يعتبر في الارضاع شيئان: احدهما القدرة الذي يتحقق به هذ المعنى .... و الثاني ان يكون الرضاع في اول قيام الهيكل و تشبح صورة الولد، و الا فهو غذاء بمنزلة سائر الاغذية الكائنة بعد التشبح و قيام الهيكل (۲ : ۹۸) یعنی چونکہ رضاعۃ کا سبب حرمت ہونا اس علۃ پر مبنی ہے کہ مولود کے جسم و وجود کے نشو و نما کا ذریعہ مرضعہ کا دودھ ہوتا ہے، اسلیے ضرور ہوا کہ رضاعۃ میں دو چیزیں بطور اصل کے دیکھی جائیں - اول اتنی مقدار میں رضاعۃ کا ہونا جس سے یہ صورت پیدا ہو، دوسرے یہ رضاع انسان کے اول عہد میں ہو جبکہ دودھ اسکی غذا ہوتی ہے، اور اسی سے اسکا جسم و ہیکل نشوؤ نما پاتا ہے - انتہی ملخصاً -

" قال رسول الله صلعم : سموا باسماء الانبياء و احب الاسماء الى الله عبد الله و عبد الرحمن " يعني انبياء کرام کے نام رکها کرو اور سب سے زياده پيارا نام الله کے نزديک عبد الله اور عبد الرحمن هے -

ان تمام تصريحات و واقعات سے ثابت هوا که :

(١) شارع نے ناموں کے معاني و مطالب کي رعايت کي هے جيسا که عقل صحيح کهتي هے که هوني چاهيے - نام سب سے پهلي چيز هے جو مسمى کو نماياں کرتي هے - پس اگر اسميں رعايت معاني صحيحة و مستحسنه ملحوظ نهو تو اسکا اثر مسمى کي شخصيت و وجود پر لا محاله پڑيگا -

(٢) مسلمانوں کے ناموں کيليے ضروري هے که تمام غير شرعي نسبتوں سے پاک هوں - بحکم حديث مسلم " لا يقولن احدکم عبدي و امتي - کلکم عبيد الله و کل نساءکم اماء الله " يعني اپنے غلاموں اور زيردستوں کو کوئي اپنا بنده اور بندي نه کهے - نه سب صرف الله هي کے بندے هو ' اور سب عورتيں الله هي کي بندياں هيں -

(٣) مومن و مسلم هستي وه اشرف و اعلى هستي هے جسکو خدا نے " خير البريه " قرار ديا هے ' يعني تمام کرۂ ارضي ميں اس سے اشرف و اعلى کوئي وجود نهيں - پس انکے نام بهي ايسے هونے چاهئيں جو به لحاظ اپنے مطالب و معاني کے اشرف و اعلى هوں ' اور شرف انسانيت و ايمان کو واضح کرنے والے هوں ' نيز تمام غير الهي نسبتوں سے پاک هوں - اگر خود انکي پيشاني خدا کے سوا اور کسي کے آگے نهيں جهک سکتي ' تو انکے ناموں ميں بهي خدا کے سوا اور کسي کي عبوديت و غلامي کي نسبت نهيں هوسکتي -

(٤) آنحضرة صلى الله عليه و سلم نے هميشه ايسے ناموں کو بدل ديا جنکے معاني اخلاق حميده و خصائص حسنه کے خلاف تهے ' کيونکه يه شرف انساني و اسلامي کے خلاف هے - ليکن آجکل هزارها جاهل مسلمان ايسے نام اپنے بچوں کے رکهتے هيں جو الفاظ کے لحاظ سے کريهه الصوت اور معاني کے لحاظ سے ارذل و اسفل هيں ' مثلاً دمڑي ' چهکوڑي ' بهوسي ' شبراتي ' چهٹن ' ببن ' بدهن ' وغيره وغيره من الخرافات ' تو يه سب شرعاً بالکل نا جائز هيں اور اپنے وجود مومن و مسلم کو جو الله کے آگے زمين و آسمان کي تمام کائنات سے زياده افضل و برتر هے ' ذليل و خوار کرنا هے - علماء کا فرض هے که ايسے ناموں کو حکماً بدليں ' بشرطيکه وعظ کي قيمت وصول کرنے اور پيري و مرشدي کے نذرانے لينے کے سوا اور بهي کوئي کام وه کرنا چاهتے هوں -

(٥) فرمايا که انبياء کرام کے نام رکهو - کيونکه انبياء کرام کے نام نهايت اجمل و احسن هيں - انکے هم اسم هوکر انکے اعمال جليله و اسوۂ حسنه کي پيروي کا شوق هوگا - و لنعم ما قيل :

فتشبهوا ان لم تکونوا مثلهم
ان التشبه بالکرام کرام

سب سے زياده محبوب نام الله کو عبد الله اور عبد الرحمن جيسے نام هيں ' اور يه بالکل ظاهر هے - عبد الله کے معني يه هيں که وه انسان جسکي غلامي او عبوديت کيليے الله کے سوا اور کسي کي چوکهٹ نهيں ' سو جو انسان عبد الله هوگا ' يعنے صرف الله هي کا اور الله هي کيليے هوگا ' اس سے بڑهکر الله کو اور کون محبوب هوسکتا هے ؟ پهر اس حديث پر غور کرو که الله کو اپني عبديت و غلامي کس قدر محبوب هے که ناموں ميں بهي وه انهي ناموں کو محبوب رکهتا هے جنميں اسکي غلامي کي طرف اشاره هو - آه ' جس ذات کو نام ميں بهي غير کي عبديت پسند نهيں ' وه عمل کے اندر دوسروں کي غلامي ميں تم کو ديکهنا کب گوارا کريگا ؟ ان الله لا يغفر ان يشرک به و يغفر ما دون ذالک لمن يشاء - محبوب کهتا هے که عاشق کي ساري خطائيں معاف هيں ليکن يه خطا معاف نهيں هو سکتي که ميرے سوا کسي دوسرے کو بهي اپنے دل ميں جگه دے که دل صرف ميرے ليے هے :

اذا کان هذ الدمع يجري صبابة
على غير ليلى فهو دمع مضيع

ميں نے جب ابو داؤد ميں يه الفاظ پڑهے تهے : احب الاسماء الى الله عبد الله - تو کهه نهيں سکتا که قلب و جگر کا کيا حال هوا تها ؟ آه ' ايسا کيوں نهيں هے که جگر پهٹ جاتے اور کيوں دلوں کے ٹکڑے منهه سے نهيں نکل پڑتے ؟ الله الله ! اسکو تو ناموں ميں بهي وهي نام پسند جنميں اسکے غلامي کي نسبت هو ' اور هميں اپنے کاموں ميں وه کام پسند جو دوسروں کي غلامي کي لعنت سے مخذول و ملعون هوں !

سارت مشرقة و سرت مغربا
شتان بين مشرق و مغرب

آپ کهينگے که مبحث کيا هے اور کهه کيا رها هوں ؟ هاں يه سچ هے ' مگر ميں کيا کروں ' کوئي بحث هو مگر دل کے اصلي زخم کو نهيں بهلا سکتا ' اور جب ٹيس اور ٹپک هو تو هر صحبت ميں آه نکل هي آتي هے :

تمثل لي ليلى بکل سبيل !

رها آپکا دوسرا سوال که ياسين اور طه نام رکها جاے يا نه رکها جاے ؟ تو مولانا رحيم بخش صاحب نے جو جواب ديا هے صحيح هے ' اور اولى يهي هے که انسے احتراز کيا جاے کيونکه انکے معاني يقيني طور پر متحقق نهيں اور اسليے طرح طرح کے خدشات لاحق ' اور حضرة امام مالک کي نهي قابل قبول و عمل -

البته مولوي صاحب کا يه تشدد که جس شخص کا نام طه هو اسکے پيچهے نماز درست نهيں ' بالکل غلط اور يکسر قابل رد و انکار هے - صحت امامت کے شرائط هم کو معلوم هيں ' اور ان پر تسميۂ طه سے کوئي اثر نهيں پڑتا - معلوم نهيں اصلي حالات کيا هيں اور کيا امور مفتي کے سامنے پيش کيے گئے ؟ بهر حال اگر ايک شخص کا نام طه هو اور وه نماز پڑهاتا هو تو بلا تکلف اسکے پيچهے نماز پڑهيے - کوئي دليل شرعي اسکے خلاف نهيں -

الهلال کی مکمل جلديں

آخري فرصت

الهلال کي مکمل جلديں اب بالکل ختم هوگئي هيں - صرف دوسري اور تيسري جلد کے چند مکمل نسخے باقي هيں - بظاهر اميد نهيں که پهر دوباره مجلدات الهلال طبع هو سکيں - اسليے ارباب ذوق اس آخري مهلت سے فائده اٹهائيں اور اگر طلب هو تو دفتر سے منگواليں - هر نسخه مجلد هے - مع فهرست مضامين و تصاوير - قيمت مجلد آٹهه روپيه -

بعض جلديں نا تمام بهي نکل سکتي هيں - يعنے جن ميں ايک يا دو نمبر نهيں هيں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کي ضرورت هو - وه طلب فرما ليں - جتنے پرچے نهيں هيں ' انکي اور جلد کي قيمت وضع کرلي جائيگي -

وه وقت دور نهيں هے جب مرحوم الهلال کے ايک ايک پرچے کو لوگ ڈهونڈهينگے اور کهينگے که وه ايک تاريخي وجود تها جو اب نهيں ملسکتا :

کوکبم را در عدم اوج قبولي بوده است
شهرت شعرم به گيتي بعد من خواهد شدن

لیلے اور دودھ پیلے - مصة و لا مصتان' رضعة و لا الرضعتان' املاجة و لا الا ملاجتان' نصوص صریحہ و قاطعہ ھیں - پھر جب دودہ کے وجود اور حالت مرضعیة میں بھی ایک دو بار مکتدن و نوشیدن وجہ حرمت نہیں' تو صورت مسئولہ میں کیونکر حرمت ہو سکتی ہے ؟ جن ائمۂ کرام رحمہم اللہ نے حرمت میں قلت ، کثرت اور مقدار و عدد کو تسلیم نہیں کیا ہے' انکے نزدیک بھی دودہ کا وجود بہر حال ضروری ہے - پس کسی طرح بھی اس عورت کا بیان مفید حرمت نہیں ہو سکتا -

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ گیارھویں صدی کے مجدد و مصلح امام المتاخرین علامۂ شوکانی نے اپنے مختصر در البہیہ میں باب الرضاع کو حسب ذیل جامع و حاوی لفظوں میں لکھا ہے :

انما یثبت حکمہ بخمس رضعات مع تیقن وجود اللبن و یحرم ما یحرم بالنسب (نسخۂ قلمی منقول از خط مصنف)	رضاعة کا حکم پانچ مرتبہ دودہ پینے سے ثابت ہوگا ایسی حالت میں کہ دودھہ کا وجود یقینی ہو' اور پھر رضاعہ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جائینگے جو نسب سے ہوتے ھیں -

سبحان اللہ ! کیا جامع و مانع الفاظ ھیں' اور کس طرح چند لفظوں کے اندر باب الرضاع کے تمام مباحث مہمۂ و طویلہ کو ختم کردیا ہے - حضرة علامۂ شوکانی کے یہی خصائص و فضائل و آیات باھرۂ حکمۂ یمانیہ ھیں جنکو دیکھکر روح بے اختیار جوش تحسین و آفرین سے معمور ہو جاتی ہے' اور ارباب حق و صفا و پرستاران کعبۂ کتاب و سنت بیخودانہ پکار اٹھتے ھیں :

و انی وان کنت الاخیر زمانہ
لات بما لم یستطعہ الاوائل

اب غور کیجیے کہ کس طرح علامۂ و مجدد ممدوح نے " مع تیقن وجود اللبن " کی قید لگا کر آپکے سوال کا جواب صاف دیدیا ہے اور یہ حقیقت اسقدر واضح ہے کہ اسدرجہ بحث و تحقیق کی بھی ضرورت نہ تھی

بہر حال جو جواب آپکے سوال کا بعض علماء عصر نے دیا ہے کہ " عورت کا بیان مفید حرمت نہیں اور نکاح ہوسکتا ہے " بالکل صحیح ہے - رہا یہ مسئلہ کہ اس بارے میں " صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں " تو یہ امر البتہ بحث طلب' اور صحیح بخاری وغیرہ میں حدیث عقبہ بن الحرث اور واقعہ امة سوداء موجود' اور مذھب حضرة عثمان و ابن عباس و زھری و الحسن و اسحق و الا وزاعی و احمد بن حنبل و مالک رحمہم اللہ معلوم' لیکن آپکی پیش کردہ صورت کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں - مجرد مرضعہ کی شہادت معتبر ہو یا نہو' لیکن یہاں تو سرے سے حالت رضاعة ھی مفقود ہے - کوشش کیجیے کہ یہ جاھلانہ خیال دور ہوجاے اور جو رشتہ شرعاً جائز ہے' اسکو شریعة پر افتراء کرکے اور اسکی نسبت غیر صحیح سے نا جائز فائدہ اٹھاکر نہ روکا جاسکے' کہ یہ ایک خدمت دینی ہوگی اور آپکا اجر اللہ کے یہاں طیار ہے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ھندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتی' اور مرھٹی ھفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ہے جو باوجود ھفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ہے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو ایجنسی کیلیے درخواست بھیجیے' کمیشن معقول دیا جاتا ہے -

مسئلۂ تسمیۂ طٰہٰ و یاسین

(ایک مستفسر - از آرہ)

(۱) ناموں میں معنی اصلی ملحوظ ہوتے ھیں یا نہیں ؟

(۲) یاسین اور طٰہٰ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

یہاں مولوی رحیم بخش صاحب نے ان سوالوں کا یہ جواب دیا ہے کہ :

(۱) معانی کا ملحوظ ہونا قطعی ضروری نہیں مگر اس بالکل انکار بھی نہیں کیا جاسکتا - احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرة نے متعدد ایسے ناموں کو بدلدیا جنکے معانی اچھے نہ تھے - ترمذی میں ہے : ان النبی صلعم کان یغیر الاسم القبیح

(۲) یاسین اور طٰہٰ نام رکھنا یقیناً منع ہے کہ وہ اسماے الہی و اسماء آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے نام ھیں جنکے معانی معلوم نہیں - کیا عجب کہ انکے وہ معانی ہوں جو غیر خدا یا غیر رسول پر صادق نہ آسکیں - چنانچہ امام ابن عربی نے احکام القران میں حضرة امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ یاسین نام نہ رکھو کیونکہ وہ اللہ کا نام ہے -

نیز مولوی صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ھیں کہ جس شخص کا نام طٰہٰ یا یاسین ہو' اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں - اب جناب سے گذارش ہے کہ اسکا جواب البلاغ میں مرحمت ہو -

البلاغ :

ناموں میں انکے معانی کی رعایت کا ہونا عقلاً واضح و بین' اور احادیث صحیحہ سے ثابت و معلوم ہے - اگر ناموں میں معانی ملحوظ نہیں تو عبد المسیح اور عبد العزی کیوں ناجائز ہوں اور کیوں بدلے گئے ؟ کسی عمارت کا ہم نام رکھتے ھیں تو مہمل و بے رعایت نہیں رکھتے' کتابوں کا نام رکھتے ھیں تو کتاب کے موضوع و مقصد کو ملحوظ رکھتے ھیں' حتی کہ اپنے پالتو محبوب جانوروں کے ناموں میں بھی رعایت معانی ضرور کرتے ھیں پھر یا للعجب اگر انسان کے نام میں جس سے وہ مدة العمر پکارا جائیگا اور جو ہمیشہ کیلیے اسکا علم و خطاب ہوگا' معانی صحیحہ و مفہومات مستحسنہ کی رعایت ملحوظ نہ رکھی جاے - احادیث اس بارے میں بے شمار ھیں اور کتب محدثین میں یہ مبحث تفصیل موجود ہے - حضرة عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک لڑکی کا نام " عاصیہ " رکھا تھا - آنحضرة نے بدلکر " جمیلہ " رکھا - عاصیہ کے معنی گناھگار اور نافرمان کے تھے' آپنے نام بدلکر گویا اشارہ کیا کہ انسان کیلیے بہتر وصف جمال ہے نہ کہ عصیان - حضرة علی علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کا نام حرب یعنی لڑائی رکھا - عرب میں یہ نام بکثرت رکھا جاتا تھا - آنحضرة نے سنا تو فرمایا حسن رکھو - جب دوسرے صاحبزادے پیدا ہوے تو پھر حضرة علی نے وھی " حرب " تجویز کیا - آپنے پھر بدلدیا اور حسین رکھا - تیسرے صاحبزادے محسن ھیں' انکا نام بھی پہلے حرب رکھا تھا' آنحضرة نے بدلکر محسن کردیا -

حضرة سعید بن مسیب کہتے ھیں کہ میرے جد امجد جب آنحضرة صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوے تو آپنے نام پوچھا - عرض کیا " حزن " یعنی رنج و ملال - فرمایا " بل انت سہل " لیکن چونکہ حزن مشہور ہوچکا تھا' لوگ اسی نام پکارتے رہے -

مجھے اس وقت فرصت بالکل نہیں ہے اور کتابوں کو نہیں دیکھ سکتا' لیکن یاد پڑتا ہے کہ ابو داؤد میں بروایت ابو وھب کے

اُسوۂ حسنہ

تفويض و اطاعت

عهد صحابۂ کرام رضي الله عنهم

تم نے غور کيا هوگا که عالم کي اکثر قوتيں ايک قوت کے تابع هوتي هيں ' اور اوس ايک هي قوت پر تمام قوتوں کي هستي کا دار و مدار هوتا هے - ايک جرنل کي بهادري هزاروں اور لاکهوں کو بهادر بنا سکتي هے ' اور اسي ايک کے جبن و بزدلي سے دل فوج ذلت و نامرادي کا جامه پهن ليتي هے - اس قسم کي چهوٿي چهوٿي مثاليں بکثرت پيش نظر لائي جاسکتي هيں ' مگر ان سب سے گذر کر نظام عالم کي ايک مجموعي مثال سامنے لاؤ - جسطرح تمام عالم کي طاقت و حرکت کا سرچشمه ايک جرم آفتاب هے اور بغير سورج کے اس عالم کي نزهت و رونق قائم نهيں رهسکتي ' بعينه يهي حالت مذهب کي بهي هے - کل مذهبي اعمال و افکار اور حرکت و سکون کا سرچشمه محض اوس شخص کا وجود هوتا هے جو مذهب کا مفاد بنکر آتا هے ' اور ايک صحيح تعليم الهي لوگوں کے سامنے پيش کرتا هے - اگر وه اپني پيش کرده صداقت کا مکمل نمونه هے تو اسکي قوت جذب و کشش عالم کو اپني طرف کهينچ ليتي هے اور پهر اسي کي حرکت و قوت ميں وه زور پيدا هو جاتا هے که تمام عالم اوس سے حرکت ميں لايا جاسکتا هے ' طبقات ارضي اوس سے اولٹے جاسکتے هيں ' اور زمين و آسمان زير و زبر کيے جاسکتے هيں -

حکماء کهتے هيں که انسان ميں بالطبع نقل کا ماده موجود هے ' جيسا ديکهتا هے ويسا کرتا هے - اسي کو ارسطو اصول محاکات سے تعبير کرتا هے - ليکن مذهب ايک حقيقت هے جس کو اسوۂ حسنه کهتا هے - الله تعالی انبياء کو مبعوث کرتا هے اور بار بار اونکي زندگي اور اونکے اعمال کي طرف توجه دلاتا هے - اسي طرح عهد انبياء کے جو مقدس نفوس هيں ' اونکے سوانح و حالات کو بهي پيش کرتا هے - جهاں قرآن کريم نے يه کها که : لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنة لمن کان يرجو لقاء الله واليوم الاخر و ذکر الله کثيرا (احزاب : ٨) وهاں صحابه کے متعلق بهي ارشاد فرمايا که : لقد کان لکم فيهم اسوة حسنة لمن کان يرجو الله واليوم الاخر و من يتول فان الله غني حميد - (٦٠ : ٦) ايک دوسرے مقام پر حضرت ابراهيم کے اسوۂ حسنه کے ساتهه اونکے متبعين کے بهي اسوۂ حسنه کا ذکر کيا گيا :

قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا براء منکم و مما تعبدون من دون الله - (ممتحنه : ٤)

ايک جگه حکم هوا که : يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول تو اوسکے بعد هي متصل فرمايا : و اولی الامر منکم - اور يه ظاهر هے که صحابه کرام اولی الامر کے اولين مصداق هيں - پس جس طرح اسوۂ انبياء کرام کو ياد دلايا گيا هے اسي طرح آغوش نشينان عهد نبوت کے اسوۂ حسنه اور طريق عمل کا بهي ذکر کيا گيا هے -

خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (بخاري)

(تفويض اور اسوۂ صحابه)

تفويض کے معني کسي شے کو سونپ دينے کے هيں - قرآن حکيم اور احاديث و آثار اس لفظ کو کمال مرتبۂ ايمان کيليے استعمال کرتے هيں ' اور به تصريح واضح کرتے هيں که جب تک يه مرتبه حاصل نهو ' اس وقت تک کوئي انسان مومن کامل نهيں هوسکتا

تفويض اسلامي سے مقصود يه هے که ايک انسان اپنے اندر اور اپنے سے باهر جو کچهه رکهتا هے ' وه سب کچهه الله اور اسکے رسول کے سپرد کردے اور يقين کرلے که ميري جان اور ميري جان کے لوازم ميں سے جو کچهه هے ' وه ميرا نهيں بلکه الله اور اسکے کلمۂ حق کا هے - تمام کائنات عالم اسي تفويض پر قائم هے -

روح اگرچه همارے جسماني پيکروں ميں هے مگر هر وقت خيال نه هو که يه هماري نهيں بلکه کسي اور کي هے - مال و متاع ' دولت و تمول همارے خزانوں ميں مقفل هو ' مگر يه يقين ايک لمحه کيليے بهي هم سے جدا نه هو که يه سب کچهه همارا نهيں بلکه کسي دوسرے کا هے - اعزا و اقارب کا رشتۂ الفت همارے گلے ميں هو ' مگر اوس ايک رشته کے قائم رکهنے کيليے هر ان تمام رشتوں کو توڑا جاسکے - آنحضرة صلی الله عليه وسلم نے فرمايا :

لا يؤمن احدکم حتی	اوسوقت تک مومن کامل کوئي نهيں
اکون احب اليه من	هو سکتا جب تک که اوسکي جان و مال اور
ماله و اولاده و نفسه	اهل وعيال سے زياده ميں عزيز نه هوجاؤں -

اس حديث ميں تين چيزوں کا ذکر فرمايا - جان ' اهل و عيال ' مال - اور اگر غور کرو تو انسان کي محبوبات و مطلوبات ميں سے جو کچهه هے سب اسي کے اندر هے - اس سے باهر کچهه نهيں - سب سے پهلے وه اپني جان اور زندگي کا عاشق هے اور يه وه عشق هے جو اس سے سدها عشقوں کو چهڑا ديتا هے - پهر اهل و عيال کي محبت و تعلق کا مرتبه هے که بسا اوقات انسان اپني جان کو قربان کر ڈالنا چاهتا هے مگر اپني اولاد و عيال کو دکهه ميں نهيں ديکهه سکتا - اسکے بعد مال هے ' اور اسکي محبت کي زنجيريں بهي بڑي هي سخت هوتي هيں - مال اسکي زندگي کے قيام کا ذريعه ' اسکي محنت کا حاصل ' اور اسکے بقا کيليے وسيلۂ غذا هے -

پس اس حديث ميں مومن کي زندگي اور مرتبۂ ايمان کي تکميل کي يه تصوير کهينچي گئي هے که جان ' مال ' اهل و عيال ' سب کي محبت کے رشتوں پر ايمان و حق کا رشته غالب آجاے اور صاحب قرآن و داعي اسلام (صلي الله عليه وسلم) کي محبت و متابعت کے آگے کوئي چيز حتي که خود اپني جان بهي وقيع نهو - يهي تفويض هے ' اور يهي وه حقيقت ايمان و اسلام هے جسکي عملي تصوير هم کو صحابه کرام کي زندگي ميں نظر آسکتي هے - اس حديث کے مطابق تفويض کي هم بهي تين قسميں قرار ديتے هيں : تفويض نفس ' تفويض مال ' اولاد ' اور ان تينوں قسموں کے لحاظ سے هم صحابه کرام کے جسته جسته واقعات پيش کرينگے -

اس سلسله ميں هم ترتيب خلافت کو ملحوظ رکهکر پهلے خلفاء اربعه کي مقدس زندگي پر نظر ڈالتے هيں -

(حضرة صديق رض)

سب سے پهلے حضرة ابو بکر صديق رضي الله تعالی عنه کي زندگي کے چند متفرق واقعات يکجا کرينگے جن سے آن کے تفويض مال و متاع کا اسوۂ حسنه واضح هوتا هے -

[١]

دنياء اسلام جانتي هے که حضرت بلال نے صدر اسلام ميں جب سر زمين اسلام پر قدم رکها تو مصائب و آلام نے اونکو کسطرح گهير ليا تها ' اور کفار عرب کيسے هيبت ناک عذاب اونکو ديا کرتے تهے ؟ يه زهره گداز خبر جب حضرت ابو بکر کے گوش گذار هوئي تو بے اختيار تڑپ اٹهے - رسول اکرم صلعم کي خدمت ميں حاضر هوکر عرض کيا : کاش اسوقت ميرے پاس مال هوتا تو ميں بلال کو خريد ليتا " آخر کار پهر جسطرح ممکن هوا جستجو کرکے اونکو خريدا اور آزاد کرديا - (ترمذي وغيره)

تفويض مال کي يه سنت حسنه صرف ايک هي مرتبه اونسے ادا نهيں هوئي ' بلکه بعينه اس قسم کے متعدد واقعات ظهور

المسئلۃ و المناظرۃ

بیع غرر و مسئلہ اجارہ اراضی، مروجہ

از جناب مولانا ابو النصر محمد عبد القادر صاحب
مفتی ریاست جموں

مخدومنا مولانا ابو الکلام سلمہم اللہ الی دار السلام - السلام علیکم و رحمۃ اللہ - معروض آنکہ جناب کے رسالہ البلاغ ۲۵ فروری سنہ ۱۶ صفحہ ۱۹ میں ایک مضمون مولوی محمد سلیمان صاحب کے نام سے چھپا ہے، جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ زمین کاشت کو حصہ مقررہ پر دینا بیع غرر میں داخل ہے - خاکسار کی رائے میں مولویصاحب کی تقریر تفصیل طلب ہے - ورنہ مطابق تحقیق سے بعید ہے - یہاں جموں میں سے ایک جاہل عید نے یہ ہی پنجاب کے رواج ٹھیکہ پر جو مالک زمین اپنی زمین مزارعہ کو بطور اجارہ کے نقدی مقررہ یا غلۂ مقررہ پر دیدیتے ہیں، بہت فتنہ اور شور و غل بپا کر رکھا تھا - جناب کے اخبار نے زخم پر نمک کا کام دیا، اسلیے مجبوراً خاکسار کو بھی کچھہ لکھنا پڑا - امید ہے کہ جناب مرتقین کی تحریرات دیکھکر اپنی رائے زرین اور فکر متین سے مسلم پبلک کو فتنہ سے بچاوینگے - اور اگر جناب کچھہ لکھنا مناسب نہ سمجھیں تو پھر خاکسار کی تحریر کو طبع کردیں تاکہ محبان حق خود فیصلہ کرلیں - میری کم بضاعتی یا طرز تحریر سے ناواقفیت مانع نشر حقیقت نہو -

مولوی محمد سلیمان صاحب البلاغ ۲۵ فروری سنہ ۱۶ میں لکھتے ہیں:

"زمین کو یا مال کو کاشت یا تجارت پر اسطرح دیں کہ اسکی شرح حصہ خاص (مثلاً چار سو من غلہ یا چار سو روپیہ) سے مقرر کرلی جاے، ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبنی ہے، جسکے متعلق کوئی حصہ نہیں کیا جا سکتا"

عبارت مذکورہ سے دو احتمال ہوسکتے ہیں:

(۱) کوئی شخص اپنی اراضی کسی مزارع کو اس شرط پر دیوے کہ پیداوار میں سے جو میرا حصہ ہے، وہ میں اسقدر رقم یا اسقدر غلہ پر فروخت کرتا ہوں - تو یہ بلا شبہہ بیع حالت مستقبل پر مبنی ہے -

(۲) ایک شخص اراضی کاشتکار کو اس قرار داد پر دیوے کہ میں اپنی اراضی اتنی رقم پر یا اتنے غلہ پر ایک سال کیلیے یا زیادہ کیلیے بطور اجارہ و کرایہ کے دیتا ہوں - یہ طریق پنجاب میں عام طور پر مروج ہے -

مالکان اراضی مزارعین کے خوف خیانت سے اراضی بطور ٹھیکہ کے طریقہ مذکورہ پر دیتے ہیں - مولوی صاحب کی غرض اگر اسی طریق کو بیع غرر میں شامل کرنا ہے تو یہ بعید از تحقیق ہے - بیع کے معنی کسی چیز کا بعوض مالک ہونا ہی نہیں ہے - بلکہ بیع چار انواع کو شامل ہے - کما فی شرح الوقایۃ: و اعلم ان التملیکات اربعۃ انواع، فتملیک العین بالعوض بیع، و بلا عوض ہبۃ، و تملیک المنفعۃ بعوض اجارۃ، و بلا عوض عاریۃ - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تملیک اجارہ ہے جسکے مشہور معنی کرایہ ہیں - اور صحیح مسلم نے باب ہی کراء الارض باندھا ہے، اور زمین کا کرایہ پر دینا جائز اور مفتی بہ ہے - ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں صاف موجود ہے: و لو استاجر ارضاً لبناء او غرس صح - (شرح وقایہ صفحہ ۲۹۶) بلوغ المرام محشی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۳ میں ہے: و عن حنظلۃ ابن قیس رض قال سالت رافع ابن خدیج رض عن کراء الارض با الذہب و الفضۃ فقال لا باس بہ - انما کان الناس یواجرون علی عہد رسول اللہ صلعم علی الماذیانات و اقبال الجداول و اشیاء من الزرع فیہلک ہذا، و یسلم ہذا - و یسلم ہذا و یہلک ہذا و لم یکن للناس کراء الا ہذا فلذالک زجر عنہ - فاما شی معلوم مضمون فلا باس بہ - رواہ مسلم - شیخ المحدثین حافظ امام ابن حجر عسقلانی رح مولف کتاب مذکور نے بعد ذکر اس حدیث کے لکھا ہے: و فیہ بیان لما اجمل فی المتفق علیہ من اطلاق النہی عن کراء الارض - و شارح کتاب مذکورہ صاحب سبل السلام اور علامہ امام شوکانی بھی حدیث مذکورہ کی شرح میں لکھتے ہیں: و قد جمع بین احادیث النہی عن المزارعۃ و بین الاحادیث الدالۃ علی جوازہا، بوجوہ احسنہا ان النہی کان فی اول الامر ثم ابیح و یدل علی ہذ الجمع حدیث جابر و حدیث رافع ابن خدیج فی الباب عند مسلم، و یؤیدہ مما وقع من المزارعۃ فی عہدہ صلعم و فی عہد الخلفاء - و من البعید غفلتہم عن النہی کانوا یدفعون الارض الی من یزرعہا ببذر من عندہ علی ان یکون لمالک الارض ما ینبت علی مسائل المیاہ و رؤس الجداول فنہوا عن ذالک مما فیہ من الغرر فربما ہلک ذا دون ذالک - انتہی

حضور علیہ السلام کا بعد فتح خیبر یہود خیبر کو اراضی حصہ مقررہ نصف یا ربع پر دینا بھی اسی کا موید ہے - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تو بالکل ایسی ہے جیسے مکان کرایہ پر دیے جاتے ہیں، پھر جب مکانوں کا کرایہ پر دینا جائز و مباح ہے تو معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کس دلیل سے زمین کے کرایہ پر دینیکو بیع غرر میں شمار کرلیا ہے - ملاحظہ ہو موطا امام محمد رح صفحہ ۳۵۶ قال محمد و بہذا نأخذ لا بأس بکرائہا بالذہب و الورق و بالحنطۃ کیلاً معلوماً و ضرباً معلوماً ما لم یشترط ذالک مما یخرج منہا فان اشترط مما یخرج منہا کیلاً معلوماً فلا خیر فیہ و ہو قول ابی حنیفۃ و العامۃ من فقہائنا - و قد سئل عن کرائہا سعید ابن جبیر بالحنطۃ کیلاً معلوماً فرخص فی ذلک فقال ہل ذالک الا مثل البیت یکری: مولانا مخدومنا محمد عبد الحی صاحب مرحوم محدث لکھنوی اسکی شرح تعلیق الممجد میں لکھتے ہیں: ای لیس ذالک الا مثل کراء البیت بالذہب و الفضۃ و الحنطۃ المعلومۃ و غیر ذلک فلما جاز ذالک، جاز ہذا -

مولوی صاحب ممدوح کی غرض اگر صورت ثانیہ مروجہ پنجاب ہے تو جناب کو تفصیل کے ساتھہ مدلل لکھنا چاہیے، اور اگر غرض صورت اول ہے یا کچھہ اور، تو بھی پبلک کو شبہ اور فتنۂ و فساد سے بچانا چاہیے - خاکسار نے جو کچھہ لکھا ہے نیک نیتی اور اعلان حق کے لیے لکھا ہے - اگر مولوی صاحب خلاف مدلل مبرہن لکھیں جس سے بندہ کی تسکین ہوجاے تو بندہ فوراً رجوع کیلیے تیار ہے -

البلاغ:

بہ عاجز آپکی راے سے بالکل متفق ہے اور آپکا بیان صحیح و مدلل ہے - جہاں تک میں غور کرتا ہوں آپکی بیان کردہ صورت اجارہ ہی کی معلوم ہوتی ہے اور اجارہ کو بیع غرر مروجۂ جاہلیۃ و حال سے کوئی تعلق نہیں - غالباً مولانا سید سلیمان صاحب کا بھی یہی مقصد ہوگا - امید ہے کہ وہ خود اسپر لکھینگے - اصولاً بیع غرر اور اسکے اطلاقات کے چند پہلو ضرور قابل غور ہیں اور مسئلہ کو حد خیال سے بالکل الگ کرلینا چاہیے کہ شریعت میں حیلہ نہیں ہے اگر آیندہ فرصت ملی تو کچھہ عرض کرونگا - سر دست جناب کی تحریر کی اشاعت کافی ہے - اور میں اس سے متفق ہوں -

شیعه کالج کا نام بتیل دینا اور کالج فنڈ میں غیر شیعه کي امداد قبول کرلینا ' یه دو ایسي باتیں هیں جکے ماننے میں غالباً کسي کو عذر نه هوگا - ان افراد اور اس جماعت کي مخالفت سے قطع نظر جو سوا شیعوں کے دنیا کے کسي فرد بشر کو جنت کیلیے مستحق هي نه سمجهتے هوں ' ایسے تعصب کي مخالفت تو کوئي روک نہیں سکتا - رها یه که عام شیعوں کا کیا خیال هے ؟ تو مذهب امامیه بد قسمتي سے ایسے لوگوں کي امانت نہیں هے جو کسیطرح اهل نہیں اور اپنے بیجا تعصب سے مذهب کو بدنام کرتے هیں ' ورنه خود اسلام (یا اسکا کوئي طریق اختیار کیا جاے) تعصب سے کوسوں دور هے -

خدا کرے آپ کي ترمیموں کي تائید میں هندوستان کے هر گوشه سے صدائیں بلند هوں !

(سید وصي احمد بلگرامي)

البلاغ :

الحمد لله که سورۂ والتین اور حقیقت شهادۃ تین و زیتون کے متعلق آپنے جو سوال کیا تها ' اسکا جواب آپکے لیے موجب تسکین و اذعان هوا - اپني محبت اور حسن ظن کي وجه سے آپنے جو کچهه لکها هے ' الله تعالی هم سب کو اسکا اهل ثابت کرے -

مجوزه شیعه کالج کے متعلق فقیر نے جو کچهه لکها هے ' وه محض ایک مخلصانه التماس هے جو اگر سني گئي تو کلمۂ اسلام و ملت کي سب سے بڑي خدمت هوگي ' اور اگر اعراض کیا گیا تو وما علینا الا البلاغ - الله علیم و خبیر هے اور وه بهتر جانتا هے که جو کچهه لکها گیا وه فریقانه تعصب و تحاسد کا نتیجه هے یا ایک ایسے دل کي صدا هے جو اس طرح کے تمام جذبات سافله و رذیله سے الحمد لله که بالکل پاک هوچکا هے - آپکو یاد هوگا که جب آپ نے شیعه کالج کے متعلق خط لکها اور پهر خود آکر ملے اور سخت اصرار کیا که اس تحریک کي اصلاح کیلیے میں قلم اٹهاوں تو میں نے کیا جواب دیا تها ؟ آپ بسبب اپنے کمال جوش اتحاد و عشق وحدۃ اسلامي کے مصر تهے که دوسرا کالج قائم هي نه هونا چاهیے - لیکن میں نے اس سے مخالفت کي تهي اور کها تها که صرف طرز عمل اور طریق کار کا سوال هے ' اور اگر ان حالات سے الگ رهکر اس تحریک کو شروع کیا [illegible] جو [illegible] کي خود غرضانه مصلحتوں کا نتیجه هیں ' تو [illegible] تحریک [illegible] وجه اختلاف نه هوني چاهیے -

خط کے اخر میں آپ لکھتے هیں که [illegible] هیں آج فرقۂ امامیه کي امامت [illegible] کسي [illegible] اس [illegible] اهل نہیں - لیکن میں تو کوئي وجه نہیں [illegible] ایسي [illegible] مایوس راے آپ قائم کریں - میں دیکھتا هوں که الحمد لله جماعۃ شیعه میں (اور جماعۃ صرف ایک هي هے جسکا نام اسلام هے) هر جگه اور هر حصه میں ایسے ارباب نظر و راے موجود هیں جنسے بڑي بڑي امیدیں هم سب کي وابسته هیں ' اور انشاء الله تعالی مایوسي کي جگه هر طرح فتح باب امید هے - جماعۃ امامیه کا سب سے بڑا مرکز و مبدء علوم و مذهب سرزمین عراق اور علی الخصوص عتبات عالیات (زاد الله شرفهم) هیں ' اور آپ کو معلوم هے که حضرات مجتهدین کرام عراق و حجج اسلامیۂ عتبات عالیات نے سالها سال سے کس طرح وحدۃ امۃ و اتحاد کلمه کیلیے قولاً و فعلاً اسوۂ حسنه پیش کیا هے ' اور علی الخصوص حضرۃ شهید خامس آیۃ الله خراساني رحمۃ الله علیه کے اعمال مقدسه همارے سامنے هیں ' اور انکے نقش قدم پر چلنے والے انسے بڑهکر اپنے اقدام حق کا ثبوت دے رهے هیں - پهر هندوستان میں بهي جهانتک فقیر کي معلومات هے ' ایسے ارباب نظر و فکر موجود هیں جنکي توجهات گرامي سے کسي طرح بهي هم نا امید نہیں هوسکتے - علی الخصوص جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبله جنکي ذات گرامي سے فقیر کو همیشه بهترین توقعات رهي هیں اور مجوزه شیعه کالج کے متعلق بهي امید واثق هے که وه آخري صحبت کي دو گذارشوں پر ضرور توجه فرمائینگے ' اور انشاء الله مسئلۂ وحدۃ کلمه و حفظ بیضۂ ملت و اتحاد احزاب و فرق اسلامیه کي دعوۃ حقه پر هم سب سے زیاده انکي نظر صائب کام فرما هوگي - نیز چونکه جناب ممدوح کي خدمت میں فقیر کو شخصاً نیاز حاصل هے ' اور وه فقیر کے مسلک و اصول سے بخوبي واقف هیں ' اسلیے کسي طرح یه امید نہیں کیجا سکتي که اس بارے میں بعض نادان و نافهم طبائع کي پیدا کرده غلط فهمیاں انکے لیے موجب عدم التفات هوسکیں - و افوض امري الی الله ان الله بصیر بالعباد -

ایک اهم علمي مسئله !

تجربه کي قوت ' اور یه که تجربه سے تمام مشکلیں دور هو جاتي هیں !

یه مسئله حل هوگیا که صناعۃ کے مسئله میں ملک
اور سرزمین کو دخل نہیں !

رنگون سوپ ورکس اس اکتشاف کا ذریعه هے

یورپ اور ممالک متمدنه کي صناعیں اور عملي ایجادات کا سلسله جس وقت سے شروع هوا هے ' اسي وقت سے یه مسئله بهي تمام مشرقي ممالک اور علی الخصوص اهل هند کے سامنے هے که کیوں یورپ کي سي صنعتیں اور مصنوعه چیزیں هماري سرزمین میں نہیں بن سکتي هیں ؟

اس سوال کا همیشه ایک هي جواب رها هے اور جس وقت سے سوال هے اس وقت سے وه جواب بهي موجود هے - صنعت و حرفت کي کنجي تجربه ' کوشش ' سرمایه ' اور سرمایه کے صحیح استعمال میں پوشیده هے - اگر هندوستان بهي انهي اصولوں سے کام لے اور تجربه کي راه میں اولوالعزمانه قدم رکهے تو وه سب کچهه کرسکتا هے جو یورپ ' امریکه ' اور جاپان میں هو رها هے !

اس جواب کي صداقت کا عملي ثبوت " رنگون سوپ ورکس " یعني صابون سازي کا کارخانه واقع رنگون هے - اس کارخانے نے کافي سرمایه لگا کر اور جدید علمي و صناعي اصولوں سے کام لیکر صابون بنانے کا کام جاري کیا اور جاپان کے ماهرین کیمستري سے مدد لي - اسکا نتیجه همارے سامنے هے - بهترین ' خوشبودار ' خوش رنگ ' مفید رنگ و جلد ' اور بالکل بے ضرر صابون مثل ولایتي صابونوں کے بننے لگے ' اور تهوڑے هي عرصے میں اسکا غلغله دور دور تک پهنچ گیا -

اگر آپ کے دل میں ملکي صنعت و حرفت کا درد هے ' تو کیا یه ضروري نہیں که آپ اس کارخانے کے صابونوں کو ولایتي صابونوں پر ترجیح دیں ' جب که چیز ویسي هي اور قیمت میں ارزاني هے ؟

اس کارخانے کا صدر دفتر " مکان نمبر ١٦ - گلي نمبر ٢٨ - رنگون " هے اور اسکي ایک شاخ کلکته کیننگ اسٹریٹ - میته بلڈنگ ' نمبر ٣٤ " میں موجود هے - کم سے کم ایک بار تجربه تو کیجیے اور دیکهیے که خود اپکے ملک میں بهي کیا کچهه هو رها هے مگر آپکي بے التفاتیاں اور یورپ کي پرستش هے جس نے ملکي صنعت و حرفت کا دروازه بند کردیا هے !

میں آے - چند مرتبہ مختلف غلاموں کو گرفتار عذاب دیکھا اور خرید کر آزاد کردیا - یہانتک کہ حضرت بلال کیطرح جو غلام خریدے گئے اور پھر آزاد کیے گئے' انکا شمار سات تک ہے - (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

[۲]

جب حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوے ہیں تو اونکے پاس چالیس ہزار درہم تھے - عرب جاہلیۃ میں اسقدر روپیہ کا ہونا ایک غیر معمولي دولت مندي تھي لیکن حضرۃ ابو بکر نے یہ تمام روپیہ راہ اسلام میں بے دریغ لٹا دیا حتی کہ خود آنحضرۃ نے فرمایا: ما نفعني مال ما نفعني مال ابي بکر - یعني ابو بکر کے مال کے برابر کسیکے مال نے مجھکو نفع نہیں دیا (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلعم نے صحابہ سے سوال کیا کہ آج جنازہ کي نماز کس نے پڑھي؟ تمام خاموش رہے مگر حضرۃ ابو بکر نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے - اسي طرح آپنے چند سوال کیے اور سبکے جواب میں سامعین نے سکوت کیا' لیکن حضرت ابو بکر نے ہر ایک کے جواب میں ہاں کہا - یہانتک کہ آپنے دریافت فرمایا: مسکین کو آج کھانا کس نے کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ میں نے - اسکے بعد ارشاد نبوي ہوا: وجبت لہ الجنۃ (مسلم جزء ۲ - ص - ۲۷۴)

[۳]

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرۃ نے ہم تمام صحابہ کو صدقہ کرنیکا حکم دیا - میرے پاس کافي مقدار میں مال موجود تھا - میں نہایت خوش ہوا کہ آج قطعاً جناب صدیق سے بازي لے جاؤنگا - آخرکار نصف مال میں نے گھر چھوڑا اور نصف لاکر خدمت نبوي میں پیش کردیا - لیکن حضرت ابوبکر کل مال لے آئے - آنحضرۃ نے مجھسے سوال کیا کہ تم اپنے اہل و عیال کیلیے کسقدر مال رکھہ آے ہو؟ میں نے کہا کہ نصف - یہي سوال جناب ابوبکر سے کیا گیا - اونہوں نے جواب میں عرض کیا کہ کچھہ نہیں' خدا اور اوسکے رسول کا نام میرے اہل و عیال کا سرمایہ اور میرے گھر کي دولت ہے - حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ اب میں کبھي حضرۃ ابوبکر سے آگے قدم نہیں رکھہ سکتا (ترمذي - ج - ۳ -)

[۴]

تم صدر اسلام کي صعوبتوں کو دیکھو' اسوقت عالم اسلامي کي بینوائي کو دیکھو' یکسر غربت و افلاس کو دیکھو' ہر وقت کي بلاؤں اور مصیبتوں کا حصار و ہجوم دیکھو' پھر سونچو کہ کیا صحابہ کرام کو یہ خیال نہ تھا کہ آج گھر لٹا کر کل کیا کھائینگے؟ کیا اونکو یہ خبر نہ تھي کہ اس عالم افلاس میں بظاہر دولت کے آنیکي کہیں سے بھي توقع نہیں' پھر گذران اوقات کیونکر ہوگي؟ بھوکے بچے کیا کھائینگے؟ بھوک پیاس سے اونکا تڑپنا کسطرح دیکھا جائیگا؟ یہ تمام خیالات اونکے سامنے بھي تھے - اور آج کي طرح وہ بھي عاقبت بیں تھے - تاہم انکے قلب میں ایمان تھا' سینہ میں جوش تفویض تھا' سر میں عشق اطاعت رسول کا سودا تھا' رگ رگ میں جاں نثارانہ خون تھا' اور ایثار و جانفروشي کا طوفان اندر سے اوبل رہا تھا جسکے زور سے یہ تمام بندھن کٹتے جاتے ہیں - اور جب یہ کیفیت طاري ہوجاتي ہے تو پھر لوٹنے میں نہیں بلکہ لٹانے میں مزہ آتا ہے - بننے میں نہیں بلکہ بگڑنے میں خوشي ہوتي ہے - اقامت میں نہیں بلکہ غربت میں عیش و سرور معلوم ہوتا ہے - بہشت نما قصروں میں نہیں بلکہ ہیبت ناک جنگلوں میں نظر آتا ہے - اگر تمہاري مادي آنکھیں اس عالم وجد و سرور کو محسوس نہیں کرسکتیں تو صفحۂ قرطاس پر ان واقعات کو تو دیکھہ سکتي ہیں! فہل من مدکر؟

(مراسلات)

مجوزۂ شیعہ کالج

البلاغ نمبر ۱۳ اور ۱۴ وصول ہوا - شیعہ کالج پر خاتمہ سخن اور سورۂ والتین کا تتمہ باب تفسیر نظر سے گذرا - مگر قبل اسکے کہ ان کے متعلق کچھہ راے زني کیجاے' کیا حقیر کو یہ کہنے کي اجازت ہے کہ عالیجناب میرزا محمود طرزي بے ایڈیٹر سراج الاخبار کابل نے حضور کے بارہ میں جو کچھہ فرمایا ہے' وہ گویا میرے منہہ سے بات چھین لي ہے؟ آپ سے برتر صاحب زبان و قلم' آپ سے عالي مرتبہ مصلح ملت' اور آپ سے بڑھکر مومن مخلص اس وقت کون ہے؟ آپ کے دل کي کیفیت میں جو کچھہ بھي کیف ہے' وہ الہلال مرحوم و البلاغ کي آنکھوں سے ٹپکتا ہے - اسپر حضور یہ ستم کرتے ہیں کہ میرزا موصوف کے جواب میں نظیري کا شعر پیش کرتے ہیں - یہ محض انکسار ہے - جناب میرزا محمود نہ معلوم آپ کو کیا جواب دیں' مگر انکي طرف سے اور نیز ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے یہ صدا اٹھہ رہي ہے: (نظامي)

دبیر نکتہ سنجي' ساحري' نے نے غلط گفتم
فسوں سازي فسوں خواني فسون سامري داني!

غالب نے اپنے دیوان کے بارے میں دعوی کیا ہے کہ:

غالب اگر فن سخن دیں بودے
آں دیں را ایزدي کتاب ایں بودے

آج وہ دعوی اگر آپ کریں تو کس کو کلام ہوسکتا ہے؟ مگر شاعرانہ تعلي کي جگہ آپ کے انکسار طبع نے البلاغ کا مرتبہ بلند کردیا ہے!

کیا عرض کروں کہ سورۂ تین کي تفسیر پڑھکر آنکھیں کسقدر روشن ہوگئیں - بیشک حضور ہي کا قلم ہے جس نے اس میدان میں یوں گل افشاني کي کہ میدان میدان نہ رہا بلکہ چمن حقائق و معارف ہوگیا - تین اور زیتون کي شہادت دینے کي و پہلے بیان کیگئي تھي وہ دل کو لگتي نہ تھي - تفسیر کے معني ہیں کہ آنکھوں کے سامنے جتنے پردے پڑے ہوں سب اٹھہ جائیں یہي حالت حضور کي تحریر پڑھکر ہوئي - ہندوستان کے مد مدعیان علم کہاں سے آپ کا ایسا دماغ لائیں جو فلسفۂ قدیم موجودہ فلسفۂ یورپ کا احاطہ کرکے فلسفۂ اسلام سے اسکا موازنہ ک اور دکھادیں کہ سب باطل اور ظن ہیں - فقط اسلام ہي حق عین فطرت ہے - سبحان اللہ! حضور یقین مانیں کہ میں ایک عزیز کو پرسوں وہ تفسیر سنانے لگا تو محویت کا یہ عالم ہ، گیارہ بجے شب سے پڑھتے پڑھتے صبح کے تین بج گئے! قادرالکلا اور معجز بیاني کسي میں ایسي تو ہو؟ تین اور زیتون سے اشارہ جناب حضرۃ عیسی علیہ السلام کي ذات مقدس کیطرف تو آیت قرآني کے معني بالکل واضح ہوگئے - اور مزید و جواب کي مطلق گنجایش نہیں -

اس تفسیر کو دیکھکر تفسیر القرآن کیلیے بیچیني اور بڑھ خدا آپ کي ذات کو ہم میں تا صد و سي سال باقي رکھے! گمراہان راہ کیلیے ہمیشہ شمع ہدایت ثابت ہوں -

شیعہ کالج کي بابت یہ عرض کرنا ہے کہ حضور کي عین صائب ہے - میں خود امامیہ طریق رکھتا ہوں مگر ہاں و تفریق کو حقیقت امامیت نہیں سمجھتا جیسا کہ اہل وغیرہ سمجھتے ہیں - حضور کي راے سے مجھے اتفاق کلي ہے - " استیٹسمین " وغیرہ میں میں ایک مضمون بھیجنے جسمیں آپ کي تحریر کا حوالہ رہیگا اور دو ترمیمیں جو پیش ہیں انکي تائید ہوگي -

دي ويريس نے جو درخت لگاے تهے ' انميں ايک درخت يه بهي تها - سنه ۱۸۸۶ع سے سنه ۱۹۰۰ع تک وه برابر اس درخت کو لگاتا رها - پہلے هي سال يعني سنه ۸۷ع ميں جو درخت نکلے ' وه اصل سے مختلف الشکل تهے - دوسرے سال سنه ۸۸ع ميں جو درخت پيدا هوے ' وه نه صرف اصل سے مختلف هي تهے بلکه خود انميں باهم اختلاف بهي تها -

سنه ۱۹۰۰ع ميں دي ويريس کے پاس اس درخت کے ۸۰۰ پودے تهے جنکي ترتيب و تقسيم کے بعد مختلف ۷ - اصناف پيدا هوتے تهے - يه ياد رکهنا چاهيے که يه ۸ سو پودے ايک هزار پودوں ميں سے منتخب کيے گئے تهے - اس حساب سے تحول فجائي کا اوسط ۴ - ۱۱ في صدي هوا -

ڈاکٹر وهالت چيدث کہتے هيں :

" ميں نے سنه ۱۸۹۸ع ميں ولايتي بيگن کي الکم نامي قسم کے ۲۴ درخت لگاے - پهول آنے سے پہلے ميں نے ان کو اکهاڑ کے اپنے چهوٹے پائيں باغ ميں لگاديا - وهاں درخت لگ گئے اور خوب پهلے پهولے - انمير جو پهل لگے وه ويسي هي تهے جيسے که انکي اصل ميں لگتے تهے - تنا تقريباً دو ميٹر کا لمبا مگر اتنا نازک اور پتلا که دوهرا هو هو کے زمين پر آ گيا تها ' پتوں کا رنگ هرا ' سطح پر جهرياں کم ' پهل کا قد ميانه وضع ' شکل تدوري مسطح اور عرض ميں کسيقدر مستطيل ' پر مغز ' خوش ذائقه ' پکنے کے بعد رنگ سبزي سے قرمزي هوجاتا تها - قرمزي کے ساتهه کسيقدر زردي بهي هوتي تهي - تمام پهل ايک ساتهه پکتے تهے - ان پهلوں ميں جو پهل سب سے اچهے تهے ' ان ميں سے چند پهلوں کے بيج ليکے ايک کيسے ميں رکهه ليے - دوسرے سال جب فصل آئي تو ميں نے پهر يه بيج بوے - مجهے انتظار تها که ابکے بهي الکم کے بيگن پيدا هونگے - کيونکه ميں نے نهايت عمده پهلوں کے بيج پوري احتياط کے ساتهه محفوظ رکهے تهے اور کوشش کي تهي که ان ميں دوسري قسم کا ايک بيج بهي ملنے نه پاے - پهر جس جگه يه بيج بوے گئے تهے ' وهاں اور کوئي درخت بهي نه تها - با ايں همه جب انکي کلي پهوٹي تو اصل سے بالکل مختلف تهي ' بڑهي تو تنا سيدها مگر بلندي ايک اور ثلث ميٹر سے زياده نه تهي - شاخ کم اور سخت ' لچک ندارد ' پتے سبز تهے مگر عريض و گنجان اور سطح پر شکنيں ' پهل کي شکل اصلي پهل سے همشکل تهي مگر ذائقه اور رنگ دگرگوں ' سرخي اور لذت دونو زياده ' مگر زردي مفقود - ميں سمجها که نه تو يه بيگن کي کوئي قسم هے اور نه الکم کا درخت ' ميري غفلت سے غالباً بيج ضائع هوگئے اور يه کوئي دوسري هي چيز هے جو الکم کي جگه بو دي گئي -

پهر سنه ۱۹۰۰ع ميں ميں نے فلاں سيڈ اسٹور (مخزن تخم) سے الکم کے بيج خريدے - يه بيج ان درختوں کے تهے جو پنسلوانيا ميں بوے گئے تهے جهاں سے ميں نے پہلے الکم کے درخت ليے تهے - يه بيج بڑهے ' درخت بهي لگے - مگر ان درختوں سے بالکل مختلف جن کے حالات پہلے بيان کيے جا چکے هيں - يه ياد رکهنا چاهيے که ان درختوں کے گرد و پيش ولايتي بيگن کي کسي اور قسم کا ايک درخت بهي نه تها -

جيسا که ميں نے پهلي دفعه کيا تها اس بار بهي نهايت اهتمام کے ساتهه بهترين پهلوں کے بيج رکهه ليے اور دوسرے سال بوے ' پر حيرت و صد تعجب ! که ابکي بهي سنه ۱۸۹۹ع کي طرح شاخيں ' پتے ' پهول ' سب کچهه اصل سے مختلف اور سنه ۹۹ع کے درختوں اور پهلوں سے مشابه نکلے ! اس مرتبه اسکي وجه ميں اپني غفلت کو نهيں قرار ديسکتا تها کيونکه بيجوں سے ليکے پهل کے اٹهنے تک تمام کام ميں نے خود کيے ' اور اسي توجه و اعتناء کے ساتهه جيسا که ميں تمام تجارب علميه ميں کرتا هوں - يه اختلاف هر بيج ميں تها ' اور ايک درخت بهي اپني اصل کي طرح نه تها - مجهے يقين هوگيا که اب يه دوسري قسم پيدا هوگئي هے - ميں نے اس کا نام واشنگٹن رکها هے - يه قسم رنگ و ذائقه اور برگ و بار ' دونوں ميں اپني اصل سے مختلف هے "

غرض پروفيسر دي ويريس اور ڈاکٹر وهالت کے تجارب سے معلوم هوتا هے که اس آهسته خرام تدريج کے بغير بهي جو ڈارون مانتا هے ' بالکل ممکن هے که ايک اصل کي بعض فرعيں يکايک اپني اصل سے مختلف هوجائيں اور ايک مستقل نوع قرار ديجا سکيں -

(عالم حيوانات)

ان تجارب کا اثر صرف نباتات پر هے ' اسليے ان سے صرف نباتات ميں تحول فجائي کا ثبوت ملتا هے - اب دوسرا سوال يه هے که آيا حيوان ميں بهي تحول فجائي هوسکتا هے ؟

يه صحيح هے که نباتات کي طرح حيوانات ميں بهي تحول فجائي کے وقوع کي کوئي شهادت قطعي و عياني موجود نهيں ' ليکن سوال يه هے که :

(۱) کيا تحول فجائي ممکن هے ؟

(۲) کيا تحول فجائي محض احتمال هے ' يا اس حد سے گذر کر واقعه کي صورت ميں بهي کهيں آچکا هے ؟

(۳) حيوانات ميں اسکے وقوع کے ليے کوئي امر مانع هے ؟

(۴) طبقات الارض کے درس و مطالعه سے کيا معلوم هوتا هے ؟

نباتات ميں تحول فجائي کے متعلق هم جسقدر لکهه چکے هيں ' اس سے اندازه هوگيا هوگا که اول الذکر دو سوالوں کا جواب اثبات ميں هے - البته وقوع کي شهادتيں ابهي اس کثرت تک نهيں پهنچي هيں که يه نظريه اپنے آخري دور اذعان تک پهنچ جاے -

تحول فجائي کے ماننے ميں پس و پيش اس بناء پر نه تها که اسکا مظهر کون هے ؟ بلکه اس بناء پر تها که آيا وه في نفسه ممکن الوقوع بهي هے يا نهيں ؟ اور اگر هے تو اسکے وقوع کا کيا ثبوت هے ؟ اسليے جب نباتات ميں اسکے وقوع کا ثبوت مل چکا هے تو اب حيوان ميں اسکے امکان کا سوال نهيں رها بلکه ثبوت وقوع کا سوال سامنے آگيا هے -

فرانس کے ايک مشهور حکيم طبيعي موسيو داسترے نے حال ميں اس موضوع پر نهايت تفصيل سے بحث کي هے جس کا خلاصه رساله سائنٹفک امريکن ميں شائع هوا هے - اس بحث کے ذکر سے پہلے زمين کے مختلف طبقات کو سمجهه لينا چاهيے - چونکه طبقات ارض کا ذکر عرضاً آگيا هے هم صرف اصل نظريه کے ذکر پر اکتفا کرينگے -

(طبقات ارضيه)

يه مشتعل و ملتهب اجرام جنکو فلکيات ميں " شموس " يعني سورج کهتے هيں ' تمام سيارات کے وجود کا سرچشمه هيں - قانون اشتعال کي بناء پر يه اجرام بڑے بڑے دهکتے هوے ٹکڑے اچهالتے رهتے هيں - يه ٹکڑے تهوڑي دور جاکے پهر واپس آ جاتے هيں اور انهي ميں گر پڑتے هيں ' يه اجرام پهر انکو اچهالتے هيں اور وه پهلي مرتبه کيطرح پهر واپس آجاتے هيں - يه سلسله برابر جاري رهتا هے -

يه اجرام اپنے محور پر گردش کرتے رهتے هيں - اسي حالت ميں اتفاق سے کبهي کوئي ايسا واقعه پيدا هوجاتا هے جسکي وجه سے کوئي ٹکڑه ان اجسام ميں سے نکلجاتا هے اور پهر انميں واپس نهيں آتا - اسي وقت اس ٹکڑے کے گرد ايک مخصوص دائره [illegible] هو جاتا هے ' اور وه ٹکڑه مستقل هوکر اس دائره ميں بلا انقطاع گردش کرنے لگتا هے -

تمام سيارات کي طرح زمين بهي آفتاب کے جسم کا ايک ٹکڑا هے - اسکے انفصال و انقطاع کي صورت وهي هوئي [illegible]

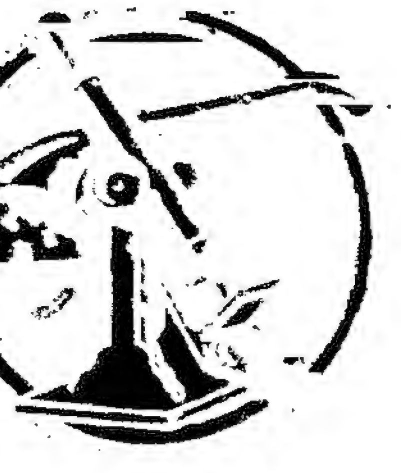

مذاکرہ علمیه

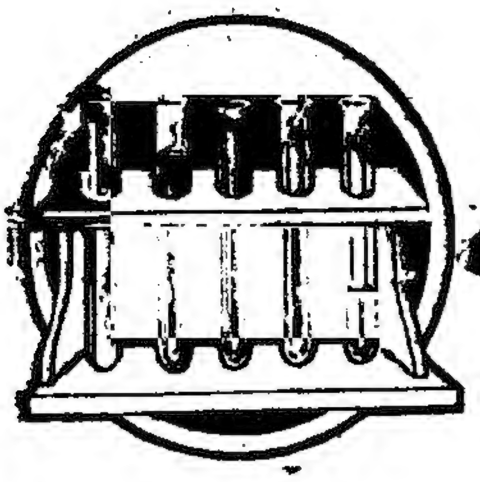

التحول النباتي

یعني

(MUTATION)

(۲)

(اعصار تغیرات)

ان دونوں دعوؤں کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد بھي ایک سوال رهجاتا هے - یعني یه تمام تنوع و تعدد کتنے عرصے میں هوا ؟

ڈارون نے مدت کي تعیین نهیں کي تهي اسلیے تقدیر و تخمین کے سامنے ایک غیر محدود میدان پڑا تها ' مگر تهوڑے هي دور کے بعد عمر زمین کي آخري سرحد ملجاتي تهي

علماء طبقات الارض زمین کي جو عمر تجویز کرتے تهے ' وہ ان کثیر التنوع اور سست رفتار تدریجي تغیرات کے لیے ناکافي معلوم هوتي تهي - اسلیے قدرتي طور پر دو صورتیں پیدا هوگئي تهیں :

(۱) زمین کي عمر کا تخمینه غلط هے -

یه صورت قرین قیاس اور دلائل و براهین سے بے نیاز تهي - اسلیے عموماً یهي اختیار کي گئي اور علماء ارض نے اپنے تخمینه کے حدود وسیع کرکے سو ملین سال تک مدت عمر ارض پهنچا دي -

(۲) یه مانا جاے که جسطرح مخصوص حالات کے بعد ایک فرد سے دوسري مختلف فرد پیدا هوجاتي هے ' اسیطرح مخصوص حالات کے بعد ایک نوع سے دوسري مختلف نوع پیدا هوجاتي هے -

اس اجمال کي تفصیل یه هے که جسطرح نوع مجموعه افراد کا نام هے ' اسیطرح فرد مجموعه حویصلات کا نام هے - حویصله کي تعریف تم پڑھ چکے هو - یعني وہ ابتدائي کرۂ حیات جس سے بتدریج جنین بنتا اور پهر حیوان کي شکل اختیار کرتا هے - ان حویصلات میں سے هر ایک حویصلے سے ایک اور حویصله پیدا هوتا هے - پہلا حویصله مرجاتا هے ' دوسرا حویصله اسکي جگه لے لیتا هے - اپنے پیشرو کي طرح اس حویصلے سے بهي ایک اور حویصله پیدا هوتا هے - یه بهي مرجاتا هے اور اسکي جگه نو پید حویصله لیلیتا هے - غرض اسیطرح حویصلات کي موت و پیدایش کا سلسله جاري رهتا هے (۱) پس فرد و نوع دونوں مستقل بالذات کوئي شے نهیں هیں ' بلکه اول الذکر حویصلات اور ثاني الذکر افراد کے مجموعه کا نام هے -

پس جسطرح یه ممکن هے که ایک مجموعهٔ حویصلات (فرد) سے دوسرا مجموعه حویصلات اسطرح پیدا هوجاے که دونوں میں نمایاں اختلاف هو ' اسیطرح یه بهي ممکن هے که ایک مجموعه افراد (نوع) سے دوسرا مجموعه افراد (نوع) اسطرح پیدا هوجاے که دونوں میں امتیاز واضح هو - اور نیز جسطرح مجموعه حویصلات میں اختلاف کے لیے یه ضروري نهیں که بتدریج و بدفعات پیدا هو ' اسیطرح مجموع افراد میں بهي اختلاف کے لیے اس قید کي کچهه ضرورت نظر نهیں آتي -

(التحول الفجائي)

اسي مقام سے نظریه " تحول فجائي " پیدا هوتا هے ' اور اس مضمون میں همارا اصلي مقصود یهي جدید نظریه هے -

لفظ تحول " حول " سے هے - حول کے معنی " تغیر الشي و انفصاله عن غیره " کے هیں یعني کسي چیز میں ایسے تغیر کا هونا که وہ کسي دوسري چیز سے بالکل الگ هوجاے - مذهب ڈارون کي بنیاد اس اعتقاد پر هے که مختلف موثرات وگرد و پیش کي بنا پر بتدریج تغیرات پیدا هوتے هیں اور پهر وہ یہاں تک بڑھ جاتے که بالکل ایک مختلف نوع پیدا هوجاتي هے - پس ایسے تغیر کیلیے صحیح ترین لفظ عربي میں " تحول " هے -

لیکن کیا حسب مذهب ڈارون همیشه یه تحول بتدریج هوتا هے یا کبهي ایسا بهي هوسکتا هے که بغیر کسي بڑي علم الارضي یا طبیعیاتي مدت کے یکایک هوجاے ؟ تحول فجائي اسي دوسرے پہلو کا نام هے - " فجائي " یعنے یکایک ' اچانک -

یه صورت ایک زمانے تک محض اجمال کي حد تک رهي ' سب سے پہلے هالینڈ کے ایک عالم نباتات پروفیسر ڈي ویریس نے اس اجمال کو علمي مسئله کي صورت میں بتفصیل پیش کیا -

دنیا کے تمام اکتشافات و اختراعات قریباً اتفاق و بخت کي رهنمائي سے هوے هیں - پروفیسر ڈي ویریس نے امسٹرڈم کے باغ میں ایک دفعه هر قسم کے بیج بوے ' اور نہایت احتیاط کے ساتهه انکي نگراني شروع کي - جس پودے میں اصلي درخت سے ذرا بهي اختلاف نظر آتا تها ' اسکے گرد ایک اوٹ کهڑي کردیتا تها تاکه ایک پودہ دوسرے پودے سے ملنے نه پاے ' اور یه شبه نه هو که یه اختلاف متعدد پودوں کے باهم ملنے کا نتیجه هے -

یه سلسله عرصه تک جاري رها ' یہاں تک که پروفیسر موصوف نے دیکها که بعض درخت اپنے هم نوع درختوں سے اسقدر علحده هوگئے که انکو مستقل نوع یا کم از کم مستقل صنف کہنا بیجا نه تها -

ایک درخت هے جسکے پتوں کي قطع گدهے کے کان سے ملتي هوئي نظر آتي هے - یه درخت امریکن نژاد هے - سنه ۱۹۱۳ع میں امریکه سے هالینڈ لایا گیا - یہاں کي آب و هوا سازگار هوئي اور جنگلوں اور باغوں ' دونوں مقامات میں پیدا هونے لگا - سنه ۸۷۵ میں دیکها گیا که شهر بلورهم کے اطراف میں یه درخت نکلتا هوا ' بڑھا ' اور نئے گونه گون اقسام پیدا هوگئے ' گویا اسوقت یه خود علم طبقات الارض کے دور اول میں هے ' اور نئے نئے اصناف پیدا کر رهے هیں !

---

(۱) حویصلات کا نظریه دلچسپ اور علمي حیثیت سے نہایت اهم هے - مگر اجمال ناکافي هے اور تفصیل کا موقع نهیں - مواد پیش نظر هے - بشرط فرصت انشاء الله تعالی اس نظریه پر بهي مفصل بحث کي جائیگي - اس مضمون میں مسائل نظریه کي تشریح اور دلائل کے علاوہ اس پر بهي بحث کي جائیگي که حکماء اسلامیه کے مشهور و معروف مسئله تجدد امثال اور اس نظریه میں کچهه فرق هے یا نهیں ؟ اگر هے تو کسقدر هے ؟

مدارس اسلامیہ

جامع ازھر

(۲۰)

(طریق درس)

جامع ازھر میں اعلی اور ادنی درجہ کي حیثیت سے تقسیم نہیں ھے ' اور نہ ایک درجہ کے لیے الگ الگ کمرے ھیں ' وھي جامع مسجد کا صحن بھي ھے اور وھي درسگاہ بھي ھے - صحن مسجد میں پتھر کا فرش ھے - اسي پر طلبہ بیٹھتے ھیں ' اور ھر مدرس کے لیے ایک ستون مخصوص ھے - عموماً مدرسین بھي اُسي ستون سے ٹیک لگاکر فرش پر بیٹھ جاتے ھیں اور کبھي کبھي اُن کي نشست کرسي پر بھي ھوتي ھے - جب کوئي مدرس درس دینا چاھتا ھے تو ستون سے تکیہ لگاکر قبلہ رخ بیٹھ جاتا ھے - طلبہ گرد حلقہ باندھکر چار زانو ھوجاتے ھیں ' ھر طالب علم کے ھاتھ میں کتاب ھوتي ھے - شیخ کے سامنے بھي کتاب ھوتي ھے - جب استاد درس شروع کرنا چاھتا ھے تو پہلے بسم اللہ اور حمد و نعت پڑھکر رسول اللہ صلعم پر درود و سلام بھیجتا ھے - اس سے فارغ ھوکر اکثر تو خود اور کبھي کبھي طلبہ سے کتاب کي عبارت پڑھواتا ھے اور پھر اُسکي تفسیر کرتا ھے - کتاب کا مطلب بیان کرنے میں ایک لفظ کتاب سے باھر نہیں بتاتا - یہاں تک کہ مثل بحث کرتے وقت بھي اسکا خیال رکھتا ھے کہ مثال کتاب سے باھر نہو - اسي وجہ سے ازھر میں سو برس پہلے جو درس دیا جاتا تھا ' وھي بعینہ لفظ بلفظ آج بھي دیا جاتا ھے - طلبا استاذ کي تقریر کو قلمبند نہیں کرتے - ھاں اثناے تقریر میں اگر وہ کچھ نہ سمجھے ھوں یا اُس مسئلہ پر کوئي اعتراض پیدا ھوتا ھو تو استاذ سے پوچھ سکتے ھیں اور استاذ خوشي سے اُنکي غلط فہمي دور کردیتا ھے ' اثناے درس میں اگر طالب علم قانون اخلاق کي خلاف ورزي کرے تو اساتذہ چشم نمائي کرسکتے ھیں ' اور عموماً اشارہ و کنایہ میں اُسکي غلطي پر تنبیہ کردي جاتي ھے -

استاذ آخر میں سورۂ فاتحہ پڑھکر درس ختم کردیتا ھے اور رخصت ھوتے وقت ھر طالب علم اُٹھ اُٹھ کر اُستاذ کے ھاتھ کو بوسہ دیتا ھے اور اُن سے دعاے خیر کي درخواست کرتا ھے -

پہلے اساتذہ مسائل کي مشق نہیں کراتے تھے مگر فرمان خدیوي مصدرہ ۲۰ محرم سنہ ۱۳۱۴ کي رو سے اب مشق مسائل بھي ضروریات درس میں سے شمار کي جانے لگي ھے -

ازھر میں تعین اوقات کے لیے کوئي پروگرام نہیں ھوتا مگر روز مرہ کا معمولي پروگرام یہ ھے :

طلوع آفتاب سے پہلے	تفسیر و حدیث -
طلوع کے بعد سے	فقہ -
نماز ظہر کے بعد	نحو و صرف ' معاني و بیان و بدیع ' اصول فقہ
نماز عصر کے بعد	حساب ' تاریخ ' جغرافیہ ' اور علوم جدیدہ -
بعد نماز مغرب	منطق ' آداب البحث ' ھیئۃ ' فلسفہ -

یہ درس کي مجلسیں عموماً کم سے کم ایک گھنٹہ تک اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے تک قائم رھتي ھیں - معمولاً یہاں کے طلبا چار سبق پڑھتے ھیں - دو صبح اور دو شام - انقلاب موسم کي وجہ سے دن کے بڑھنے گھٹنے کا اسباق کي زیادتي و کمي پر بھي اثر ھوتا ھے ازھر کے دور جدید میں اسکا بھي انتظام کیا گیا ھے کہ مقصود بالذات علوم میں ' علوم آلیہ سے زیادہ وقت صرف کیا جاے -

(مدت تعلیم)

جامع ازھر کي حیات وسطي میں مدت خواندگي کي کوئي تحدید نہ تھي ' اسلیے تحصیل علم کي علت غائي صرف شکم پروري خیال کي جاتي تھي ' اور ازھر بجائے جامع (یونیورسٹي) ھونے کے فقیروں کا تکیہ بن گیا تھا - طلبا بچپن میں داخل ھوتے تھے اور بوڑھے نکلتے تھے - طلبا امتحان میں یا تو داخل ھي نہ ھوتے ' یا قصداً فیل ھوجاتے کہ نہ فارغ ھونگے اور نہ مدرسہ سے نکلنا پڑیگا - ازھر کي انتظامي مجلس نے اس مسئلہ پر کافي غور کرنے کے بعد یہ قانون جاري کردیا کہ جو طالب علم چند بار امتحان میں شرکت نہ کرے یا امتحان میں ناکامیاب ھو ' وہ ازھر سے خارج کردیا جاے - اسکے علاوہ اُنھوں نے مدت خواندگي کي بھي تعداد کي ' درجۂ عالم حاصل کرنے کیلیے کم سے کم بارہ برس اور زیادہ سے زیادہ ۱۵ - برس تک ازھر اُسکي اعانت کرسکتا ھے -

(امتحانات)

علوم قدیمہ کے لیے وھاں کوئي سالانہ امتحان نہیں ھے جس سے طلبہ کي تعلیمي استعداد اور مدرسین کي محنت و جانفشاني کا اندازہ ھوسکے ' یا جو ترقي درجات کا معیار بن سکے - طالب علم جب اپنے آپ میں خود ھي اوپر درجوں کي لیاقت محسوس کرتا ھے تو وہ ان درجوں کو چھوڑ کر آگے بڑھتا ھے ' اور یوں ھي بڑھتا ھوا اپنے خیال میں علم کي دشوار گذار راہ طے کر ڈالتا ھے -

علوم جدیدہ کا سالانہ امتحان لیا جاتا ھے - آخري تعلیمي منزل پر پہنچ کر ازھر کي یونیورسٹي اپنے طلبا کو تین قسم کے سارٹیفکیٹ (شہادت) تقسیم کرتي ھے ' گو یہ امتحانات اور اسناد سنہ ۱۶۸۸ - سے جاري ھیں مگر شیخ الجامع کے عدم حسن انتظام کي وجہ سے انکا نظم کچھ اچھا نہیں رھا - سنہ ۱۳۰۵ - میں کچھ اصلاح کي گئي مگر وہ پہلے سے بھي زیادہ ناکافي تھي - اسلیے سنہ ۱۳۱۴ - میں پھر امتحان کے قواعد پر نظر ثاني کي گئي ' اور ان پر آج تک عمل در آمد ھوتا ھے -

یہ غیر سرکاري سند مدارس اسلامیۂ ھند کي طرح اُس شخص کو دي جاتي ھے جس نے شیوخ ازھر سے معتبر کتابیں پڑھي ھوں اور حسن قابلیت و وسعت معلومات کا اچھا نمونہ پیش کیا ھو - اس سند میں اس بات کي شہادت دي جاتي ھے کہ اس نے ازھر میں تعلیم پائي ھے ' علوم و فنون میں ماھر ھے ' درس و تدریس اور افتا کا اسکو حق حاصل ھے مشایخ ازھر اسمیں اتصال اسناد بھي لکھتے ھیں یعني اس نے بخاري مجھسے پڑھي اور میں نے فلاں سے پڑھي ' اُس نے فلاں سے ' اور یوں ھي یہ سلسلہ امام بخاري تک ملادیا جاتا ھے - سند کا یہ قدیم طریقہ ھے - اسکے موجد محدثین ھیں - ھندوستان میں بھي یہ طریقہ رائج ھے - اس سند میں استاذ کچھ نصیحتیں بھي لکھ دیتے ھیں ' جس میں تقوی اور خوف خدا کي ھدایت کرتے ھیں - نیز لکھتے ھیں کہ جو تمھیں معلوم نہو ' اُسکي نسبت فتوی نہ دو ' محکمہ سرکاري میں یہ سند کچھ کام نہیں دے سکتي -

(شہادۃ العالمیۃ)

یہ سند اُس طالب علم کو دي جاتي ھے جس نے مسلسل کم سے کم ۱۲ - برس تک ازھر میں تعلیم پائي ھے - اور اُن تمام علوم کو حاصل کیا ھو جو ازھر میں پڑھائے جاتے ھیں - اس امتحان کا طریقہ یہ ھے کہ کم سے کم آٹھ دن پہلے شیخ الجامع

کی ہے - ابتداء انقطاع میں یہ شعلۂ مجسم تھا - فضاء محض میں گردش کا اقتضاء یہ تھا کہ اسکی حرارت نکلے، خروج حرارت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جسم میں برودت پیدا ہو، برودت اپنے ساتھ انجماد لاتی ہے - چنانچہ جب اسکی حرارت نکلی تو اسمیں انجماد شروع ہوا، اور اس سیال کرے کے بالائی حصہ پر ایک سطح منجمد قشری تیار ہوگئی - (انجماد قشری یعنی ایسا انجماد جسپر چھلکے کی طرح بالائی غلاف ہو) یہ قشر باریک تھا اور ان مواد سے تیار ہوا تھا جو پگھلے ہوے بہتے پھرتے تھے - یہی قشر یا سطح منجمد زمین کا طبقۂ اولی کہلاتی ہے -

طبقہ اولی کے نیچے ایک آتشکدہ تھا، جو برابر جل رہا تھا - بخارات پیدا ہوے اور اس طبقہ کے مسامات کی راہ سے نکلکر بلند ہوگئے - اوپر جاکے ابر بنے اور ابروں سے دریا پیدا ہوے، ان دریاؤں میں ارضیت کے قابل جو اجزاء تھے، وہ نیچے بیٹھگئے، اور ایک دوسرا طبقہ تیار ہوگیا - اس طبقہ میں حیوانات کے بقایا و آثار اور مختلف اقسام کے پتھر بھی پاے جاتے ہیں - یہ طبقہ ثانیہ کہلاتا ہے -

اسکے بعد ایک اور طبقہ ہے - یہ طبقہ مختلف قسم کے پتھروں سے مرکب ہے - اسکو طبقہ ثالثہ کہتے ہیں - اسکے بعد وہ طبقہ ہے جسکو طبقہ رابعہ کہتے ہیں، اور جسکے متعلق موسیو داسترے نے اپنے مضمون میں دعوی کیا ہے کہ حیوانات میں تحول فجائی علم الارض کے دور اولین میں ہوا تھا -

موسیو داسترے نے اس دعوی پر ان بقایا و آثار سے استدلال کیا ہے جو طبقہ اولی کے گڑھوں کے درس و نظر (اسٹڈی) کے وقت نظر آتے ہیں -

ان خندقوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمام انواع حیوان اسوقت بہت تھوڑے عرصہ کے اندر پیدا ہوگئے تھے - کیونکہ طبقہ مندرجہ باریک ہے کہ انکی ساخت کے لیے طویل زمانے کی ضرورت نہیں -

تاریخ طبیعی (نیچرل ھسٹری) میں ایک اصطلاح زحافات یعنی (Reptiles) کی ہے - زحافات سے مراد وہ حیوانات ہیں جنکے جسم کا قوام منی اور ٹھنڈے خون سے ہوتا ہے -

زحافات علم الارض کے دور ثانی میں پیدا ہوے ہیں - انکے بقایا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر غیر معمولی تنوع و اختلاف تھا - بعض بلی سے بھی چھوٹے تھے - بعض ہاتھی سے بھی بڑے - بعض گوشت کھاتے تھے - بعض نباتات - بعض پانی میں رہتے تھے - بعض خشکی میں - بعض دو پیروں پر چلتے تھے - بعض چار پر - یہ تنوع اور اختلاف اگر اسی تدریج کے ساتھ ہوا ہے جو ڈارون مانتا ہے، تو اسکے لیے ایک غیر معمولی طویل مدت چاہیے، مگر جیسا کہ اس طبقہ کے درس سے معلوم ہوتا ہے، وہ کسی غیر معمولی و طویل مدت کی جگہ بہت ہی کم مدت میں تیار ہوا ہے -

موسیو داسترے ان تمام نظریات کو پیش کرکے استدلال کرتے ہیں کہ :

" اس طبقہ ارضی کے حالات سے تحول فجائی پر استدلال کیا جاسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ طبیعۃ کا اصول تسلسل صرف قانون تدریج ہی کا پابند نہیں - جب نباتات کے علاوہ حیوانات میں بھی اسکا سراغ چلتا ہے تو پھر اس نظریہ کی تضعیف کی کوئی وجہ ہم نہیں پاتے، اور ہم کو اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے، جب تحول فجائی بالکل قطعی حد تک پہنچ جائیگا "

(استـــدراک)

تحول فجائی کے مسئلہ کو اس قدر تشریح و تفصیل سے ہم نے کیوں لکھا ہے ؟ اور کیا [illegible] اسکی تحریرات پیش نظر ہیں ؟ انکو ہم آیندہ بسلسلۂ " بقاء حق و فناء باطل " لکھینگے جسکا سلسلہ جاری ہے - یہاں صرف چند اشارات کر دیتے ہیں :

(۱) قانون نشوء و ارتقاء اور مذہب ڈارون کی بنیاد قانون تدرج تخلیق و نشوء پر ہے - یعنی کوئی چیز دنیا میں یکایک نہیں پیدا ہو جاتی - بتدریج مختلف دوروں سے گذر کے ایک انتہائی نقطہ تک پہنچتی ہے، اور یہی تحول تدریجی ایک نوع کو دوسری نوع میں بدل دیتا ہے - یہ قانون بالکل صحیح ہے اور ہمارا روزانہ مشاہدہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے، لیکن جو عموم و اطلاق اسمیں پیدا ہوگیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہب کی بعض تعلیمات کے متعلق مدعیان علم کو شبہات پیدا ہونے لگے ہیں -

(۲) کہا جاتا ہے کہ بغیر تدریجی تخلیق و نشوء کے کوئی تخلیق و تبدیلی نہیں ہو سکتی - تمام انقلابات مادیہ کا یہی حال ہے - پس اگر مذہب کسی موقعہ پر اچانک اور ناگہانی تغیرات و تخلیقات کی خبر دیتا ہے تو وہ قابل تسلیم نہیں -

(۳) ہم سرے سے اس اصول ہی کو تسلیم نہیں کرتے کہ حق و باطل اور علم و جہل کا معیار انسانی ظن و تخمین اور اسکے قیاسی نظریات ہیں - ظن اور شک کا مقابلہ کبھی اس کتاب الہی سے نہیں ہو سکتا جسکا دعوا یہ ہے کہ میرے پاس ظن نہیں بلکہ یقین ہے، اور جو سب سے پہلے معرفی اپنی ان لفظوں میں کراتی ہے کہ :

لاریب فیہ (آغاز بقرہ)	اس کتاب میں شک و شبہ کو دخل نہیں

تاہم جن لوگوں کے ایمان و یقین کا سر رشتہ انسانی ظن و تخمین کے ہاتھہ میں ہے، وہ اگر چاہیں تو بغیر اپنے اصول سے انحراف کرنے کے اعلانات قرانیہ کو بھی تسلیم کر سکتے ہیں - یہی نظریۂ تحول فجائی ہے جو یکسر ڈارون کے قانون نشو و تدریج کے خلاف وقوع کی شہادت دیتا ہے، اور یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ نباتات و حیوانات میں بغیر تدریج کے تھوڑے ہی عرصے کے اندر تحولات و انقلابات ہو جا سکتے ہیں - پھر جب غیر تدریجی تحول کا اعتراف شروع ہوگیا تو قانون تحول تدریجی کا عموم کہاں رہا ؟ اور کب نظریۂ ڈارون اس حد تک پہنچ گیا کہ اسکی بنا پر ایک ایسی کتاب جھٹلایا جاے جو دعوا کرتی ہے کہ میں ظن و تخمین و نظریات نہیں ہوں - برہان و یقین اور بصائر و " لاریب فیہ " ہوں ؟ اور جسکا لانے والا اعلان کرتا ہے کہ :

ہذہ سبیلی ادعو الی اللہ	یہ ہے میری راہ - میں اللہ کیطرف
علی بصیرۃ انا و من	اس یقین و علم کی بنا
اتبعنی (آخر یوسف)	ہوں جو مجھے حاصل ہے -

اس نظریۂ تحول فجائی سے (جو گو ابھی اپنی ابتدائی منز میں ہے مگر نہیں معلوم آگے چلکر کیا کیا مزید معلومات ا بارے میں حاصل ہونے والی ہیں) بے شمار نتائج و بد سامنے آتے ہیں - ازانجملہ قرآن حکیم کی اس آیۃ کی تفسیر کرو

اولیس الذی خلق	کیا وہ خداے حلیم جس نے اسما
السماوات والارض بقادر	اور زمین کو پیدا کیا، اسپر قادر نہ
علی ان یخلق مثلہم ؟	کہ انکے مانند پیدا کردے ؟ بلا ش
بلی وہو الخلاق العلیم	قادر ہے اور وہ سب سے بڑا قوۃ خالق
انما امرہ اذا اراد شیئاً	و مکونیۃ رکھنے والا اور صاحب علم .
ان یقول لہ " کن "	اسکی قدرت و خالقیت کا تو یہ
فیکون (اخر یاسین)	ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا

کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے لیے حکم دیتا ہے کہ " ہوجا " اور وہ ہوجاتی ہے -

فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون !

۱ - مآثر الكرام - و سرو آزاد

مصنفهٔ

حسان الهند مولانا مير غلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حكيم شمس الله قادري صاحب - ايم - اے - ايس - ايف
آر - ايچ - ايس - عالم آثار قديمه كا

ريويو

علم تاريخ كي دو قسميں هيں - ايک وه سلسله واقعات هے كه جس ميں مختلف قوموں اور سلطنتوں كے عروج و زوال سے بحث كي جاتي هے ، اور جس كو عرف عام ميں تاريخ يا هسٹري كے نام سے تعبير كرتے هيں - دوسري قسم وه هے كه جس ميں كسي ملک و قوم كے افراد كا تذكره كيا جاتا هے ، اس كو اسماء الرجال يا بيوگريفي كهتے هيں -

اسماء الرجال جس كو دوسرے الفاظ ميں تذكره نويسي بھي كهتے هيں كم و بيش قديم الايام سے چلا آتا هے - عبراني ، يوناني ، رومي لٹريچر ميں اس قبيل كي بهت سي كتابيں موجود هيں - ليكن ان ميں زياده تر ملكي بهادروں كے نامي كارنامے يا اوليا و شهدا كے كشف و كرامات منضبط هيں - قرون وسطى ميں مسلمانوں نے اس فن كو اس قدر ترقي دي كه جس كي نظير دنيا ميں نهيں مل سكتي - ان لوگوں نے تراجم ، طبقات ، وفيات و اعيان وغيره كے عنوانوں ميں هزاروں كتابيں لكهه ڈاليں ، اور ان ميں علماء و فضلا ، شعرا ، حكما ، امرا وغيره وغيره غرض هر طبقه كے ابهرے آدميوں كا تذكره قلم بند كر ديا - اس موقعه پر يه ظاهر كر دينا بھي خالي از دلچسپي نه هوگا كه يه تمام كارنامے ان مسلمانوں كے تھے جو بلاد ايران ، روم و شام و مصر ميں رهتے تھے - برخلاف اس كے هندوستان كے مسلمانوں نے اس كے ساتهه بهت بے اعتنائي سے كام ليا -

مسلمانان هند كي تاريخ پانچويں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے ليكر مغل ايمپائر كے انحطاط تک هندوستان كي مردم خيز خاک سے بڑے بڑے علما ، فضلا اور نامي گرامي اهل كمال پيدا هوے هيں - مگر افسوس هے كه ان كے حالات مصنفين كي بے التفاتي سے اس طرح ناپيد هو گيے كه اس وقت باوجود تلاش و تجسس كے بھي نهيں مل سكتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهويں صدي ميں ايک نامي گرامي مصنف گزرے هيں - انهوں نے اسماء الرجال ميں بهت سي كتابيں لكهي هيں ، اور موقعه پر فخر كے ساتهه اس امر كا ذكر كيا هے كه وه هندوستان ميں اسماء الرجال كے سب سے پهلے مصنف هيں - چنانچه ان كي اصل عبارت يه هے :

" و پيش از من احدي آستين سعي بايں درجه نه شكسته و كمر خدمت بزرگان سلف و خلف بايں جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پهلے اگرچه ملا عبد القادر بدايوني اور شيخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگيري وغيره مورخين نے اپني تاريخوں ميں اپنے معاصرين كا تذكره بھي قلم بند كيا هے - ليكن يه تحريرات اس موضوع پر مستقل تصنيف كي حيثيت نهيں ركهتي هيں - مولانا آزاد اسماء الرجال كو ايک مستقل فن قرار ديكر اس كے مختلف شعبوں پر متعدد كتابيں تصنيف كيں مثلاً :

تراجم علما ميں سبحة المرجان ، مآثر الكرام - تراجم شعرا ميں يد بيضا - خزانهٔ عامره - تراجم صوفيه ميں روضة الاوليا ، شجرهٔ طيبه وغيره وغيره - اس اعتبار سے اگر هم يه كهيں تو كچهه بيجا امر نه هوگا كه مولانا آزاد بلگرامي هندوستان ميں اسماء الرجال كے سب سے پهلے مصنف هيں -

مآثر الكرام اسماء الرجال كي ايک قابل قدر اور بيش قيمت كتاب هے - علامه مصنف نے اس كے دو حصے قرار ديے هيں - پهلے حصه ميں ان ڈيڑه سو (۱۵۰) مشاهير علما و صوفيه كا تذكره قلم بند كيا هے ، جو ختم سلام سے ليكر بارهويں صدي هجري كے خاتمه تک سرزمين هندوستان كے مختلف شهروں ميں گزرے هيں - دوسرا حصه جس كا نام سرو آزاد هے شعرا كے متعلق هے - اس ميں فارسي اور هندي كے (۱۵۱) شعرا كا تذكره هے - اور هر ايک شخص كي نسبت وه تمام باتيں درج كي هيں جو اس كي سوانح عمري كے ليے ضروري اور كار آمد هيں - مثلاً خاندان ، قوم ، وطن ، تعليم و تربيت ، تلامذه - اخلاق و عادات ، تصنيف و تاليف وغيره اور ان كے ضمن ميں بهت سے تاريخي واقعات و علمي نكات كا تذكره بھي آگيا هے -

مصنف نے حصه اول كو دو فصلوں پر مرتب كيا هے - پهلي فصل ميں اولياے كرام كے حالات هيں - دوسري فصل ميں علما و فضلا كا تذكره هے - هر فصل كي ابتدا ميں ايک تمهيد هے - پهلي تمهيد ميں هندوستان ميں مسلمانوں كے آنے اور اسلام كے اشاعت پانے كا ذكر هے - اسي طرح دوسري تمهيد ميں اهل اسلام ميں علوم و فنون كے پهيلنے اور خلفاے بغداد و اندلس كے مشاغل علمي كا بيان هے -

حصه دوم يعني سرو آزاد كي ابتدا ميں ايک مقدمه هے جس ميں فارسي شاعري كي تاريخ بيان كي هے - شعرا كے تراجم درج كيے هيں اور اس كے ضمن ميں موقع بموقع شعر و سخن كے قيمتي نكات كا بھي تذكره كر ديا هے -

ان دونوں حصوں ميں ايک خاص بات يه هے كه اكثر مشاهير دكن كے حالات بھي آگئے هيں ، اور نواب نظام الملک آصفجاه اور انكے خاندان كا تذكره اس شرح و بسط كے ساتهه لكها هے كه ان كے هم زمانه تصنيفات سے كسي ميں بھي نهيں مل سكتا -

بارهويں صدي كے نصف آخر ميں جو حوادثات پيش آے هيں مصنف نے انكا ذكر نهايت عمدگي سے بيان كيا هے ، اور بعض باتيں تو ايسي لكهي هيں كه جو كسي دوسري تاريخ ميں مشكل سے مل سكتي هيں ، اور جو حضرات تاريخ دكن سے مذاق ركهتے هيں ان كيليے يه حصه (سرو آزاد) ايک لاجواب تحفه هے -

فن تراجم ميں يوں تو هندوستان ميں بهت سي كتابيں لكهي گئي هيں - ليكن ان ميں صرف دو كتابيں ايسي هيں جو هر زمانه ميں عزت و رفعت كي نگاهوں سے ديكهي جا سكتي هيں - ان ميں ايک مآثر الامرا هے جس ميں هندوستان كے بڑے بڑے وزرا ، امرا اور عهده داروں كا تذكره منضبط هے - دوسري كتاب مآثر الكرام اور اس كا حصه دوم سرو آزاد هے ، جس ميں علما ، فقرا اور شعرا كے حالات لكهے هيں ، اور هر ايک كا حال اس تفصيل سے درج هے كه كسي دوسري كتاب ميں اس كي نظير نهيں مل سكتي -

مآثر الامرا كو بنگال ايشياٹک سوسائيٹي كي علم دوست جماعت نے مدت هوئي كه تين ضخيم جلدوں ميں چهاپ كر شايع كر ديا هے - ليكن مآثر الكرام كے دونوں حصے ابهي تک گوشهٔ گمنامي ميں پڑے هوے تھے -

خدا بھلا كرے مولوي عبد الله صاحب كا كه باوجود بے بضاعتي هونيكے اس كتاب كو نهايت اعلى اهتمام سے چهپوا كر هندوستان كي علمي تاريخ ميں ايک قابل قدر اضافه كيا هے ، اور تمام اهل ملک كو ان كے احسان كا مشكور هونا چاهيے - اور جو حضرات تاريخي مذاق ركهتے هيں ان كے ليے يه دونوں چراغ هدايت كا كام دينگے -

پهلے حصه كے (۳۳۴) اور دوسرے حصے كے (۴۲۲) صفحات هيں - ان كي قيمت حسب ذيل ركهي گئي هے :

مآثر الكرام	قيمت	۲ روپيه	علاوه محصول ڈاک
سرو آزاد	قيمت	۳ روپيه	علاوه محصول ڈاک

---

۲ - اعظم الكلام في ارتقاء الاسلام

(يعني اردو ترجمه)

" پروپوزڈ پوليٹكل اينڈ سوشيل ريفارمز انڈر مسلم رول "

مصنفهٔ

نواب اعظم يار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب كا ريويو

اس كتاب ميں علامه مصنف نے بزبان انگريزي سنه ۱۸۸۳ع ميں ايک يوروپين عالم ريورنڈ مالكم ميكال كے اس اعتراض كي ترديد ميں كه " مذهب اسلام مانع ترقي هے " قرآن ، حديث ، فقه اور تاريخ سے نهايت عالمانه طريق پر يه ثابت كيا هے كه اسلامي روحاني ، اخلاقي اور دماغي ترقي كا حامي ، تغير زمانه كے ساتهه تمدن و سياست كا ساتهه دينے والا اور زنده ضروريات كے مطابق هر قسم كے قوانين كي بنياد ڈالنے كي صلاحيت ركهنے والا مذهب هے - اس كي فطرت جمود و خمود كے منافي هے - اسي ضمن ميں اسلام كے معاند دوسرے يوروپين مصنفين مثلاً سر وليم ميور ، بوسورتهه اسمتهه ، پاداكس

(پرنسپل) اُن مضامين کي تعيين کرکے طالب علم کو اطلاع ديتا هے جن ميں امتحان لينا مد نظر هوتا هے - امتحان کے دن شيخ الجامع کي زير صدارت مجلس امتحـان منعقد هوتي هے جسکے ممبر علما و اساتذه هوتے هيں - هر ممبر کو امتحان دينے والے طالب علم سے مضمون کے متعلق هر قسم کے سوالات کرنيکا اختيار هوتا هے - اسوقت طالب علم اپنے کو ايک مدرس از ممتحنين کو شاگرد کي حيثيت سے خيال کرکے اُن سوالات کا جواب ديتا هے ' اور يوں حسب حيثيت اول ' دوم ' سوم ' درجه ميں کاميابي کي سند دي جاتي هے - اس سند پر خديو معظم کے بھي دستخط هوتے هيں ' اور بعض ممتاز کامياب طالب علموں کو اسکے ساتھه خلعت بھي ديا جاتا هے - اس سند کے حاصل کرنے والے طلبه جامع ازهر اور مصر کے ديگر مدرسوں ميں هر قسم کي تدريس کے علاوه مصري محکمه قضاء شرعي اور افتاء کي خدمات سے بھي مستفيد هوسکتے هيں -

(شهادة الاهليـة)

يه امتحان کا سب سے ادنی پيمانه هے - اس سرٹيفکٹ کے حاصل کرنے والے طلبه وه هيں ' جنهوں نے کم سے کم آٹھه سال تک مسلسل ازهر ميں تعليم حاصل کي هے - اس امتحان کے دينے والے طلبه کيليے شيخ الجامع کي ماتحتي ميں تين علما مقرر کيے جاتے هيں جو ان کا امتحان ليتے هيں - حسب حيثيت کاميابي کے بعد شهـادة الاهليـه کي سند ديجاتي هے - اسپر شيخ الجامع کا دستخط هوتا هے - يه طلبه مساجد ميں امام ' خطيب ' واعظ ' معلم ' نيز چھوٹے چھوٹے مکتبوں کے مدرس هوسکتے هيں -

ازهر ايک اور قسم کي سند اُن طلبا کو بھي ديتا هے جنهوں نے ازهر ميں تين سال تک پڑھا هو - اس سند کا صرف اتنا نتيجه هے که يه طلبا فوجي خدمت سے سبکدوش کرديے جاتے هيں ' ان مذکوره بالا امتحانات کي کوئي فيس نهيں ليجاتي -

(تعطيل)

جامع ازهر ميں سالانه تعطيليں بھي هوا کرتي هيں اور انکے علاوه هفته کے بعد دو روز کي معمولي تعطيليں بھي هوتي هيں - گرمي کے موسم ميں بھي ڈيـڑه مهينه کي تعطيـل هوتي هے بشرطيکه رمضان ايام گرما ميں نه آيا هو ' ان کے علاوه اور غير معمولي چھٹياں بھي هوا کرتي هيں - مثلا جب يهاں کوئي استاد انتقال کرتا هے تو عموما مدرسه تين دن کيليے بند هو جاتا هے ' طلبه ان دنوں ميں شب کو ماتم کي مجلسيں منعقد کرتے هيں - اس جمع کي نشست وهيں پر هوتي هے جهاں بيٹھکر مرحوم استاد درس ديا کرتا تھا - فاتحه خواني کے بعد يه مجمع منتشر هو جاتا هے - اسکے سوا چار هفتوں تک نماز جمعه کے بعد وهيں بيٹھکر قرآن مجيد قرات کرتے هيں اور اُسکا ثـواب مرنے والے استاد کيليے تحفـه بھيجتے هيں -

(انتظامي مجلس)

جامع ازهر نے چونکه آغوش سلطنت ميں پرورش پائي هے اسليے اسکي ابتدائي زندگي هي سے اسکا انتظام سلاطين و امرا سے متعلق رها - يعني جسکے هاتھه ميں مصر کي عنان حکومت هوتي تھي وهي ازهر کا شيخ الجامع يا آنريري پرنسپل بھي هوا کرتا تھا - بادشاه کي طرف سے مذاهب اربعه کے مشايخ اور شيوخ الاروقه اسکي تعليمي حالت کي نگراني کرتے تھے ' مگر گيارهويں صدي ميں [illegible] سے يهي مناسب سمجھا گيا که ازهر ميں شيخ الجامع کا [illegible] يا عهده مقرر کيا جاے جسکے هاتھه ميں ازهر کي کل انتظامي [illegible] اور يه تمام مدرسه ازهر اور اساتذه کا افسر کل قرار ديا جاے - اس معزز عهده کيليے صرف علما مخصوص هيں - اُن ميں سے بھي صرف ايسي شخص کا انتخاب هو سکتا هے جو علم و فضل کي حيثيت سے فخر مصر هو -

شيخ الجامع کے ليے يه ضرور نهيں هے که وه کسي خاص مذهب کا هو بلکه مذاهب اربعه ميں سے هر ايک کا انتخاب هو سکتا هے - اول اول جو عالم شيخ الجامع مقرر هوے تھے ' وه امام ابو عبد الله تھے جو مالکي مذهب رکھتے تھے - سنه ۱۰۹۰ هجري سے سنه ۱۱۷۱ھ تک يه عهده علماے مالکيه هي کے هاتھوں ميں رها - سنه ۱۱۷۱ سے سنه ۱۲۸۷ تک علماے شافعيه اس خدمت کو انجام ديتے رهے ' اور سنه ۱۲۸۷ سے علماے حنفيه بھي اس عهده کے فرائض ادا کرنے لگے -

پهلے دستور تھا که شيخ الجامع جب تک زنده رهتا ' اس عهدے سے سبکدوش نه کيا جاتا ' مگر سنه ۱۲۷۷ ميں يه قاعده منسوخ هوگيا -

جامع ازهر کے شيخ الجامع کا مصر ميں وه رتبه اور عزت هے ' جو خلفاے عباسيه و بنو اميه کے عهد ميں قاضی القضاة کيليے تھي ' يا آج کل قسطنطنيه اور تيونس ميں شيخ الاسلام کو حاصل هے - شيخ الجامع مصري علما کا سرگروه تسليم کيا جاتا هے جسکو قوم کے شخصي معاملات ميں بھي دخل دينے کا حق حاصل هے -

مگر قاضي مصر سے اسکا درجه کم هے ' کيونکه قاضي حضرة خليفة المسلميـــن سلطان المعظم کي طرف سے مقرر هوتا هے اور شيخ الجامع کا انتخاب خود خديو مصر کرتا هے -

جب کسي کو شيخ الجامع هونے کي عزت حاصل هوتي هے تو خديو اپنے محل شاهي ميں علما و فضلا کو بڑے هي تزک و احتشام سے دعوت کرتا هے اور آخر ميں سلطنت مصر کي طرف سے شيخ الجامع کو خلعت فاخره سے ممتاز کيا جاتا هے -

علاوه سامان خورد و نوش کے شيخ الجامع کو ۱۰۵۰۰ روپيه سالانه مدرسه کي طرف سے ديا جاتا هے - پهلے ازهر کے اختيارات و انتظامات محض شخصي تصرف ميں هوتے تھے مگر سنه ۱۳۱۲ ميں اس کے ليے ايک انتظامي مجلس قائم کي گئي جسکے ارکان کي تعداد پانچ هوتي هے - ان ميں سے ايک شيخ الجامع هوتا هے ' دو ازهر کے جليل القدر اساتذه ' اور دو حديوي سلطنت کے با اثر حکام - آمدني و خرچ کي حساب فهمي ' نصاب کي ترميم ' ازهر کے ليے مفيد قوانين کا بنانا ' ان کے فرائض ميں سے هے -

يه ايک دھندھلي سي تصوير هے اُس عربي يونيورسٹي کي جو آج غالبا دنيا کي سب سے قديم يونيورسٹي هے - جسکي پرانے در و ديوار سے مسلمانوں کي اگلي تهذيب اور علمي عروج کا اندازه کيا جاسکتا هے - اسوقت جامع ازهر کي عمر ۹۷۹ برس کي هوچکي هے - جامع ازهر کو چھوڑ کر مصر ميں اور بھي بهت سے چھوٹے چھوٹے مدارس هيں جنکي تعداد ۳۹۹ تک بيان کي جاتي هے - ان مدارس ميں ۱۱۹۰۲ طلبه اسوقت تعليم پا رهے هيں اور ۷۷۱ علما اپني درس و تدريس سے اُن مدرسوں کي رونق بڑھا رهے هيں -

---

(اشتهـــار)

کليـات اکـبـر !

يعني لسان العصر سيد اکبر حسين صاحب پنشنر جج کي حيرت انگيز نظموں کا مجموعه ' جسميں سنجيدگي اور ظرافت کے پيرايه ميں زمانه موجوده کي خرابيوں کي دھجياں اڑائي گئي هيں جسکے پڑھنے سے مذهبي و قومي جذبات ميں بهت ترقي هوتي هے جسميں تمام موجوده مسائل کو عمدگي سے حل ليا گيا هے جسکا ايک ايک شعر ايک پورا آرٹيکل هے - علم دوست حضرات جلد طلب فرمائيں - لکھائي چھپائي عمده قيمت في جلد - (دو روپيه) علاوه محصول ڈاک - ملنے کا پته محمد مبين صديقي اوندرا - ڈاکخانه بي بي پور - ضلع اعظم گڈھه (صوبۀ متحده)

اور جانتے ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق دی ہے، اور اپنے مقصد میں کہاںتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اس پر اضافہ کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رکھی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ھذا اور اس کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - چھپ رہی ہیں مصنف کی دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگی جو چھپ کر اردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے، تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سواے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ھذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے ان تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستہ جستہ جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے، اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے، اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدرآباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

۳ - گلشن ہند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم اثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خان نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعراے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھہ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استرآباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آے، اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوے اور وہیں نشو و نما پائی - جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہنچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا، اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ہند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۹۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں، قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ہند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان، قوم و وطن، تعلیم و تربیت، تلمذ، اخلاق و عادات، تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ " ... اردو کے بھی شاعر تھے، اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم ... فارسی کے مشہور شاعر میرزا
عبد القادر بیدل ... کے نام دیے ... کرتے تھے - چنانچہ ان کے
ہو ... بھی گل ... معتبر ... اس تذکرہ میں بعض
ایسے شعراء کا بھی ... ۱۸۰۱ع ... ہے - ترجمہ ... مشہور ہے، مگر
... کہ ...

کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوے ہیں اس وقت ان کا دیوان نایاب ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

"کو دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں، جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات) مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ہند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے، مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ہند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر، انشا، مصحفی، منت وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے، اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا، تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلواے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھہ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اس کی نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہراے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے، نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے، جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ہند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لندن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن ڈی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۸ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی، جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے، لاکھوں کا نقصان ہوا - کسی آفت رسیدہ کا سب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو انہیں بدرجہ غایت پسند آیا، اور اوسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکی، تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خان کو اس کے شایع کرنے کی راے دی، اور خود اس کی تصحیح کی، اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اس کے قدیم تصنیفات کا بیان، تذکرہ ھذا کے خصوصیات، نہایت وضاحت سے بتلاے ہیں -

مولوی عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے - ضخامت (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد " کا اردو ترجمہ مترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی، علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے، اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

ھنٹر - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے، اور صدھا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے، اور اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں، جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی، جس کا ندرت فہرست مضامین کتاب ھذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں، اور دیکھایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے، اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوگا، جنہوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کررکھی ہے، اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھہ دینے والا ثابت کیا جاے، اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں، آنکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جاے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا، بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی، اور قرآن وحدیث اور تعامل مسلمانان صدر اول اور تاریخ وفقہ اور مقننین اسلام، اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا، اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے، بلکہ وہ یہ آیۃ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے، اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے، اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے، اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے، جس میں جزیہ، دار الحرب، دارالاسلام، حقوق ذمیاں، شہادت غیر مسلمین، حقوق رعایا، ارتداد و بغاوت، مساوات اقوام غیر، عدم جواز جنگ و جدال از قرآن، مذہبی آزادی، تعمیر گرجا، معاہدوں کی پابندی، خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت، قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے، اور مسائل طلاق و نکاح، تعدد زوجات، اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں، یعنی فقہ کے دور، مذہب اربعہ کا شیوع، اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا، قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلہ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے، اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہوا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس [illegible] مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے [illegible] سے اردو زبان زیربار احسان ہے، جسکا نام نامی مولوی [illegible] صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی، اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات اور عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی، احادیث، مسائل فقہ، اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں، جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا، اور نہ اصلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے، یعنی ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں، جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ اور مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے، جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دویم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تصدیق الجہاد تر پرافت، کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ھذا کی نسبت ظاہر کیے تھے، مثلاً ڈاکٹر ھنٹر، ڈبلیو - سی بلنٹ، مصنف فیوچر آف اسلام، ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے، اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے، جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں، اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام کے اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہو سکتے - بلکہ تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رہا ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی جاے تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہوسکے جو مذہب اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس کا خاکہ بھی پیش کیا ہے، جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو اس تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کا مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے، لیکن اردو خواں پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے، کیونکہ مصنف اکثر و بیشتر ایسے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت پر مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا جامع صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظر کا محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقفیت کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے احباب میں سب سے زیادہ عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن اُسی قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوام غیر کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسلام کو تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مرحوم نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب اسلام حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کردے - جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہیں وہ اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہیں -

جسکا درد وهي جانتا هے ، دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه صفت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت هي پریشان هوتے هیں ' اور رات و دن سانس پھولنے کي وجه سے دم نکلے جاتے هیں ' اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکھیے ! آج اوندر سے هر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیله اشیاء از قسم دھتورے ' بھنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' آیوڈائد ' دیگر بنتي هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مر جاتا هے - ڈاکٹر ورمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف هماري هي ذات نہیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بہت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بھي آزمائیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ... اس دوا ني دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نہیں هوتا هے -

[illegible] اسٹریٹ کلکته

نوادر آثار مطبوعات قدیمهٔ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعهٔ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں ' اُن میں مسٹر جان - سي مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتھه قابل ذکر هے - اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکھپوري نے کیا تها ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاه نبیرهٔ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نہایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فہرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

ترجمه تفسیر کبیر اُردو

حضرت امام فخرالدین رازی رحمة الله علیه کی تفسیر جس درجه کی کتاب ہے جس کا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہوتی تو صدہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہو جاتے - پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اُردو ترجمہ کرایا تھا ، ترجمہ کے متعلق اڈیٹر الہلال کی رائے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے - لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے ... دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام ایک روپیہ آٹھ آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں " مینجر البلاغ کلکتہ " کے نام آئیں

تمام درخواستیں : " منیجر البــلاغ " کلکته کے نام آئیں -

مسیحا کا
بالوں
نہایت مفید اور خوشبودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو ... کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں ' اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تهي تو تیل ' چربي ' مسکه ' گهي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها - مگر تہذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چھانٹ کي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خشبو دار بنایا گیا ' اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا هے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جویاں هے - بنابریں هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے - اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے ' بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهي جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے ' اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے اُگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں هوتے - درد سر ' نزله ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید هے - اسکي خوشبو نہایت خوشگوار دل آویز هوتي هے ' نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے قیمت في شیشي ۱۰ - آنه علاوه محصول ڈاک -

مسیحائی ملریا مکسچر

اکسیر دافع بخار هر قسم

هم نے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں ' اور هم دعوے کے ساتهه کهه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هر قسم کا بخار یعني پرانا بخار ' موسمي بخار ' باري کا بخار ' پهر کر آنے والا بخار ' اور وه بخار جسمیں ورم جگر و طحال بهي لاحق هو ' یا وه بخار جسمیں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے ' جنگلي بخار هو ' یا بخار میں درد سر بهي هو ' کالا بخار ' یا آسامي هو ' زرد بخار هو ' بخار ساته گلٹیاں بهي هوگئي هوں ' اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے - اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کیجاے تو بهوک بڑه جاتي هے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے - نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پیر ٹوٹتے هوں ' بدن میں سستي هو اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں ' اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه چار آنه - چهوٹي بوتل باره آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے

المشتهر و پرو پرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۴۲ و ۴۳

کولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

(۵) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني کي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه کي مفصل سوانح عمري اور آن کے ملکي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل وکمال کا تذکره مندرج هے - قيمت ۳ روپيه -

(۶) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد کي مشهور تصنيف جس ميں دهلي کي تاريخ اور وهاں کے آثار و عمارات کا تذکره مندرج هے - نامي پريس کانپور کا مشهور اڈيشن - قيمت ۳ روپيه -

(۷) ميڈيکل جيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم کي مشهور کتاب - يه کتاب وکيلوں ' بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت کے ليے نهايت مفيد و کارآمد هے - تعداد صفحات (۳۸۰) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ۹ روپے قيمت حال ۳ روپيه -

(۸) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر ڈبليو ايم رتيگن ال - ال- ڈي کا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خاں صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيکورٹ حيدر آباد اور مولوي ظفرعلي خاں صاحب بي - اے کي نظر ثاني کے بعد شايع هوا هے - مترجمه مسٹر مانک شاه ديني شاه سشن جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات کا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے - کل تعداد صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيه -

(۹) تمدن هند - قيمت پچاس روپيه -

(۱۰) داستان ترکتازان هند - ۵ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں کے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه کے انقراض تک تمام سلاطين هند کے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى کاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (۲۲۵۶) صفحه - قيمت سابق ۲۰ روپيه قيمت حال ۹ روپيه -

(۱۱) الغزالي - مصنفهٔ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابوحامد محمد بن محمد الغزالي کي سوانح عمري اور ان کے علمي کارناموں پر مفصل تذکره - حجم (۲۸۲) صفحه طبع اعلى قيمت ۲ روپيه -

(۱۲) جنگل ميں منگل - انگلستان کے مشهور مصنف اڈيارڈ کپلنگ کي کتاب " دي جنگل بک " کا اردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خاں بي - اے - جس ميں انوار سهيلي کي طرز پر حيوانات کي دلچسپ حکايات لکهي گئي هيں - حجم ۴۶۲ صفحه قيمت سابق ۴ روپيه حال دو روپيه -

(۱۳) وکرم اروسي - سنسکرت کے مشهور ڈراما نويس کالي داس کے ڈراما کا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايک عالمانه مقدمه لکها هے جس ميں سنسکرت ڈراما کي تاريخ اور مصنف ڈراما کے سوانحي حالات مذکور هيں - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(۱۴) انيس اللغات - عربي فارسي کے کئي هزار متداول الفاظ کي کراسه ڈکشنري - حجم ۱۲۲۶ صفحه - قيمت سابق ۹ روپيه قيمت حال ۲ روپيه -

(نوٹ) عربي فارسي الفاظ کے معنے اردو زبان ميں رکهے گئے هيں -

(۱۵) قران السعدين - جس ميں تذکير و تانيث کے جامع قواعد لکهے هيں ' اور کئي هزار الفاظ کي تذکير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(۱۶) دربار اکبري - مولانا آزاد دهلوي کي مشهور کتاب - جس ميں اکبر اور اس کے اهل دربار کا تذکره مذکور هے - قيمت ۳ روپيه -

(۱۷) نقوش ايران - مسٹر شوسٹر کي مشهور کتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشيا " کا ترجمه - حجم (۵۰۰) صفحه مع ۲۱ تصاوير عکسي - قيمت ۴ روپيه -

([illegible]) صنمخانهٔ عشق - حضرت امير مينائي کا مشهو [illegible] ت ۳ روپيه -

۱۹ - حکمت بالغه

مولوي احمد مکرم صاحب عباسي چريا کوٹي نے ايک نهايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات کا قائم کيا - مولوي صاحب کا مقصود يه هے که قرآن مجيد کے کلام الهي هونے کے متعلق آج تک جس قدر دلائل کيے گئے هيں ان سب کو ايک جگه مرتب و مدون کر ديا جاے ' اس سلسله کي ايک کتاب موسوم به " حکمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ کر تيار هو چکي هے -

پهلي جلد کے چار حصه هيں - پهلے حصه ميں قرآن مجيد کي پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القرآن " علامه سيوطي کے ايک بڑے حصه کا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن کي بحث هے اس ميں ثابت کيا گيا هے که قرآن مجيد جو آنحضرت (صلعم) نازل هوا تها ' وه بغير کسي تحريف يا کمي بيشي کے ويسا هي موجود هے ' جيسا که نزول کے وقت تها - اور يه مسئله کل فرقهاے اسلامي کا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن کے اسماء و صفا کے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علم مضامين پر معرکة الآرا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل کتاب شرو هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد کي ايک بيشين گوئياں هيں جو پوري هوچکي هيں - پيشين گوئيوں کے ض ميں علم کلام کے بهت سے مسائل حل کيے گئے هيں ' اور فل جديده جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر کرتا هے ان تفصيلي بحث کي گئي هے -

دوسري جلد ايک مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مق ميں ثبوت کي مکمل اور نهايت محققانه تعريف کي گئي آنحضرت صلعم کي نبوت سے بحث کرتے هوے آية خاتم ا کي عالمانه تفسير کي هے - پهلے باب ميں رسول عربي صلع ان معرکة الآرا پيشين گوئيوں کو مرتب کيا هے جو کتب احا کي تدوين کے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تک پوري جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں کو لا تدوين کتب احاديث سے پهلے هوچکي هيں - اس باب سے آنحض صلعم کي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور عل يورپ کے مستند اقوال سے ثابت کيا هے که آنحضرت صلعم ا تهے ' اور آپ کو لکهنا پڑهنا کچهه نهيں آتا تها - قرآن مجيد کے الهي هونے کے نو عقلي دليليں لکهي هيں - يه عظيم الشان ک ايسے پر آشوب زمانه ميں جب که هر طرف سے مذهب ا نکته چيني هو رهي هے ' ايک عمده هادي اور رهبر کا کام دے' عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں کتاب سے ايک بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد ص هر سه جلد (۱۰۹۴) لکهائي چهپائي و کاغذ عمده هے قيمت ۵ - ر

۲۰ - نعمت عظمى

امام عبد الوهاب شعراني کا نام نامي هميشه اسلامي دني مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري کے مشهور ص " لواقح الانوار " صوفياے کرام کا ايک مشهور تذکره آپ کي ت هے - اس تذکرے ميں اوليا فقرا اور مجاذيب کے احوال اس طرح برکات چهانٹ کے جمع کيے هيں که اب کے مطا اصلاح حال هو' اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفياے بارے ميں انساني سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لاجواب کتا زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد صاحب وارثي نے جو اعلى درجه کے اديب هيں اور علم تصو خاص طور سے دل چسپي رکهتے هيں - اس کتاب کا ترجمه عظمى کے نام سے کيا هے - اس کے چهپنے سے اردو زبان ميں قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (۷۲۹) ' کاغذ اعلى قيمت ۵ - روپيه -

(نوٹ ۱) ايک روپيه في جلد کے حساب سے هرکتا عمده جلد بن سکتي هے -

۲) کل کتابوں کا محصول ڈاک وغيره ذمهٔ خريد

مشتهر عبد الله خان بک سيلر [illegible] کتب خانه آصفيه حيدرآباد - دکن

مضامین اور تصاویر کی فہرست

البلاغ

مولانا ابوالکلام آزاد

اترپردیش اردو اکادمی نے اس اخبار کو الہلال جلد ششم قرار دیا ہے۔

البيان

في

مقاصد القرآن

هذا بيان للناس' و هدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسير کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکي محيط الكل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں ثلاثي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے کے وسط ميں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه کے ساز و سامان طباعت کے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسير کا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد کو پانچ - روپيه -

لیجئے ! مزیدار مٹهائي کهائیے

Phone No. 241. Calcutta.

ٹیلیفون نمبر ۲۴۱ کلکته

جاپان کے مشهور و معروف کارخانے کی مٹهائیاں اب هندوستان میں بهي ميسر هونے لگیں -

موریناگا کمپني جاپان ميں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي کمپني هے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان مٹهائیوں مین ایسي کوئي چيز نهيں جو مذهب کے خلاف هو -

صرف دودهه اور ميوهجات کے جوهر سے بنائي گئي هيں - اسميں کوئي جزو کسي چيز کے بيکار اور بے اثر حصے کا نهيں ليا جاتا -

بچوں کيليے نهايت ضروري چيز هے - لذيذ اور خوش ذايقه هونے کے علاوه مفيد صحت و توانائي بهي هے - اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے کهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبيوں کے اسکي قيمت بهت هی کم رکهی گئي هے -

يه مٹهائیاں تمام هندوستان ميں نهايت کثرت سے بکتي هيں -

کم سے کم ایک مرتبه تو منگواکر تجربه کیجیے !!

Sole Agents for India :—

Beesho & Co. 111, Radha Bazar Street Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان کے واسطے سول ایجنٹ :—

بیشو اینڈ کمپنی نمبر ۱۱۱ - رادها کلکته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmed at the AL-BALAGH Press, 44, Ripon Lane Calcutta

بیع عزز مسئلہ اجارۂ آراضی مروجہ	۱۵ - ۱۶	۱۹	۳۲۸
الہلال	۴، ۵	۲۸	۱۲۸
انسان کی حیات صالحہ اور اس کی طبعی عمر	۱۳ - ۱۴	۲۱	۲۹۳
باب التفسیر:			
الاصلاح والافساد	۱۰	۱۴	۲۱۴
الاصلاح والافساد (۲)	۱۱	۱۳	۲۳۷
الاصلاح والافساد	۱۲	۱۴	۲۶۲
الحق والباطل اور الاصلاح والافساد	۱۳ - ۱۴	۷	۲۷۹
الحق والباطل حقیقت بقائے اسلام			
وفائے کفر	۱۵ - ۱۶	۶	۳۱۸
فلسفۂ احتساب	۲	۱۵	۵۷
برید فرنگ:			
ایک نئی زمین کا اکتشاف	۱۱	۸	۲۳۲
جواسیس الحرب	۱۰	۱۸	۲۱۸
بصائر و حکم:			
السلم والحرب	۳	۹	۸۵
جنگ کا اثر اخلاق پر (۱)	۱	۴ ز	۲۱
جنگ کا اثر اخلاق پر (۲)	۲	۷۰	۴۹
جنگ اور مطالعہ علم النفس (۲)	۶ - ۸	۱۵	۱۵۱
فلسفۂ اجتماع اور جنگ (۱)	۴، ۵	۱۵	۱۱۵
بعض اطلاعات مہمہ	۳	۱	۷۷
تاریخ و عبر:			
الحرب فی الاسلام	۳	۱۵	۹۱
تاریخ معتزلہ کا ایک صفحہ	۴، ۵	۲۳	۱۴۳
تاریخ معتزلہ کا ایک ورق	۶ - ۸	۲۶	۱۶۲
حادثۂ محزنۂ کربلا	۲	۱۰	۵۲
تاریخ تمدن اسلامیہ کا ایک صفحہ			
(غزوات اسلامیہ اور تجارت)	۲	۲۷	۹۹
تذکار مقدس ماہ ربیع الاول	۶ - ۸	۳	۱۳۵
تفسیر البیان اور جماعت طلبار	۹	۲۰	۱۹۶
دارالارشاد	۱	۱۵	۳۳
دارالارشاد کا افتتاح	۱	۱۹	۳۴
دعوت الی القرآن	۹	۱	۱۷۷
دعوت الی القرآن	۱۰	۱	۲۰۱

شذرات:			
عہد التوار و انتظار	۳	۲	۷۸
عہد التوار و انتظار (۲)	۴، ۵	۱	۱۰۱
مجوزہ شیعہ کالج (۱)	۱۱	۲	۲۳۶
مجوزہ شیعہ کالج	۱۲	۱	۲۴۹
مجوزہ شیعہ کالج (خاتمۂ بحث)	۱۳ - ۱۴	۱	۲۷۳
مسلم لیگ	۹	۲	۱۷۸
شؤون اسلامیہ:			
عراق و لیلائے عراق	۱۲	۵	۲۵۳
نسیم شمال سراج الاخبار افغانیہ			
و مجلہ البلاغ ہند	۱۳ - ۱۴	۱۹	۲۹۱
عہد التوار و انتظار	۶ - ۸	۲	۱۳۴
غزل (حسرت موہانی)	۲	۱۹	۶۱
فاتحۃ البلاغ	۱	۲	۱۰
فاتحۃ البلاغ (۲)	۲	۲	۴۰
قفا نبک من ذکری	۱۵ - ۱۶	۱	۳۰۹
مالا بد منہ	۲	۱	۳۹
مختارات:			
الحرب فی الاسلام	۶ - ۸	۳۲	۱۶۸
الحرب فی الاسلام (۲)	۹	۱۳	۱۸۹
خواطر فی الاسلام	۱۳ - ۱۴	۱۷	۲۸۹
مدارس اسلامیہ:			
جامع ازہر	۱۳ - ۱۴	۲۵	۲۹۷
جامع ازہر (۲)	۱۵ - ۱۶	۲۳	۳۳۵
مذاکرۂ علمیہ:			
التحول الفجائی (۱)	۱۳ - ۱۴	۱۰	۲۸۲
التحول الفجائی (۲)	۱۵ - ۱۶	۲۰	۳۳۲
النوم (۱)	۱	۹	۲۷
علم الانسان	۱۱	۵	۲۲۹
مراسلات:			
اسلام اور سوشیلزم	۱۰	۲	۲۰۳
اصلاح معاشرت اور اسلام	۱۱	۱۷	۲۴۱
ایک اہم اقتراح دینی	۲	۲۴	۹۹

فہرست مضامین

عنوانات	شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	اکادمی اڈیشن کا صفحہ نمبر
آثار عتیقہ :			
آثار اسلامیہ امارت بیجا پور	۱	۱۲	۳۰
آثار اسلامیہ امارت بیجا پور (۲)	۲	۲۵	۶۷
آل انڈیا محمڈن کانفرنس اور دعوت اسلامی	۶ – ۸	۲۹	۱۶۵
احرار اسلام :			
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۱)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک ورق)	۹	۴	۱۸۰
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ)	۱۰	۵	۲۰۵
امر بالمعروف والنہی عن المنکر (۳)			
(تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ)	۱۱	۹	۲۳۳
خطابۂ الم وتوصیہ شہادت (۱)	۲	۲ ب	۴۶
خطابۂ الم وتوصیہ شہادت (۲)	۳	۵	۸۱
ادبیات :			
مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام	۱۵–۱۷	۵	۳۱۷
نوراتلخ ترکی زن	۱	۱	۹
اسوۂ حسنہ :			
اسوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صفحہ	۶ – ۸	۱۷	۱۵۳
الحسبۃ فی الاسلام (۱)	۹	۱۹	۱۹۲
الحسبۃ فی الاسلام (۲)	۱۰	۹	۲۰۹
تفویض واطاعت	۱۵–۱۷	۱۷	۳۲۹
حضرت سلمان فارسی (۱)	۱۲	۱۹	۲۶۴
حضرت سلمان فارسی (۲)	۱۳–۱۴	۲۲	۲۹۴
کائنات خلت (۱)	۱	۴ الف	۱۵
کائنات خلت (۲)	۲	۲۰	۶۲
کائنات خلت (۳)	۳	۱۲	۸۸
کائنات خلت (۴)	۴، ۵	۱۷	۱۱۷
اسئلہ واجوبتہا :			
اقسام القرآن (۲)	۱۳–۱۴	۱۲	۲۸۴
تفسیر سورۂ والتین	۱۲	۸	۲۵۶
حکم رضاع و محرمات رضاعت	۱۵–۱۷	۱۱	۳۲۳
حکومت شوریٰ اور اسلام	۶ – ۸	۲۳	۱۵۹
فاتحۃ البلاغ	۴، ۵	۵	۱۰۵
اعتذار	۱۰	۱	۲۰۱
افسانۂ زلف	۱۵–۱۷	۴ الف	۳۱۳
افسانۂ ہجر و وصال	۱۳–۱۴	۳	۲۷۵
افکار و حوادث	۱۱	۱	۲۲۵
افکار و حوادث (مسئلہ مسلم یونیورسٹی)	۱۵–۱۷	۳	۳۱۱
البلاغ کی اشاعت میں تاخیر	۶، ۷، ۸	۱	۱۳۳
البیان	۱۳–۱۴	۱	۲۷۳
المراسلۃ والمناظرۃ :			
النوم	۲	۳۰	۷۲